الامین ﷺ

محمد رفیق ڈوگر

الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد رفیق ڈوگر

دید شنید پبلشرز

دید شنید پبلشرز

محمد رفیق ڈوگر
نے
زاہد بشیر پرنٹرز
سے چھپوائی

اپریل 2006ء

قیمت:-/600 روپے

دید شنید پبلشرز
23۔ فضل منزل، بیڈن روڈ، لاہور
فون: 6366337,7845688

ٹائٹل کی خطاطی: رشید بٹ
ٹائٹل ڈیزائن: سید محمد اویس سہروردی
نقشے: جاذب (گرافک ورلڈ)

ملنے کا پتہ
الفیصل ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Phone: 7230777 Fax:09242-7231387
www.alfaisalpublishers.com
e-mail:alfaisal_pk@hotmail.com
e-mail:alfaisalpublisher@yahoo.com

۲۰۱۱-۰۹-۲۷

جلد سوم

ترتیب

الحمد للہ

تعریف اس کے لئے جس کی تعریف کرنا کسی انسان کے بس میں نہیں
کرم اس کا جس کے کرم کی انتہاؤں کو انسانی تخیل اور تصور پہنچ ہی نہیں سکتے
اس کے کرم سے اس کے نبی ﷺ کی سیرت پاک لکھنے کی منزل پوری ہو گئی
اس نے دعائیں قبول کیں اس نے توفیق اور اسی نے رہنمائی فرمائی

الامینؐ کی یہ تیسری اور آخری جلد ہے۔ یہ غزوہ خندق سے اللہ کے رسول ﷺ کے رفیق اعلیٰ کی طرف سفر تک کے حالات و واقعات کا احاطہ کرتی ہے۔ غزوہ خندق کے وقت بیس مربع میل تک پھیلی مدینہ کی اسلامی ریاست کے خلاف "سارا عرب ہر طرف سے چڑھ آیا تھا" اور پھر اس کے پونے پانچ سال بعد جب اللہ کے رسولؐ رفیق اعلیٰ کی طرف تشریف لے گئے تو سارا عرب مدینہ کی اسلامی ریاست کا حصہ بن چکا تھا۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو پونے پانچ سال کا یہ زمانہ اسلام کے فروغ نظام اسلام کے نفاذ اور اسلامی ریاست کی توسیع و استحکام میں منفرد اہمیت رکھتا ہے۔

اللہ کے رسولؐ کی سیرت پاک انسانیت کے لئے قرآن مجید کے بعد سب سے اہم اور سب سے مقدس رہنما کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اپنے پاس سے نازل فرمایا اور اللہ کے نبیؐ نے قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں اللہ کی مدد سے زمین پر قرآنی نظام کے نفاذ کا مشن مکمل کیا۔ محمدؐ بن عبداللہ نے شرک کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے انسانوں کے درمیان رہ کر ان کی تعلیم و تربیت کی اور اس تربیت یافتہ جماعت کو ساتھ لے کر کفر اور شرک کے سارے لشکروں کو شکست فاش دے کر کامیابی کی وہ منزل حاصل کر لی تو اللہ تعالیٰ نے پیغام بھیجا۔

○ "میں نے آج تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا
اور اپنی نعمت کمال تک پہنچا دی

اور اسلام تمہارے لئے دین مقرر کر دیا"
اللہ کے رسولؐ نے اس منزل تک کس طرح کامیابی حاصل کی تھی؟ آپؐ کو کن مراحل اور مشکلات سے گزرنا پڑا تھا؟ اللہ کے رسولؐ کی سیرت پاک اس کی تفصیل ہے۔ وقت کے کسی بھی مرحلہ میں زمین کے کسی بھی حصہ میں اس کتاب سے نظری اور عملی رہنمائی حاصل کئے بغیر اللہ کی حاکمیت کا قیام ممکن نہیں۔

عرفات کا میدان تھا اللہ کے رسولؐ کے دونوں ہاتھ سینے سے اوپر تک اٹھے ہوئے تھے اللہ کے گھر کی طرف رخ کرکے آپؐ نے اللہ سے ایک "مسکین' مانگنے والے" کی مانند جو دعا کی تھی میں وہی دعا کرتا ہوں کہ جس کی سیرت ہے الفاظ بھی اسی کے ہیں فرق یہ ہے کہ ایک بہت ہی گنہگار کمزور ضعیف اور ستم رسیدہ بندہ انہیں دہرانے کی جرات کر رہا ہے۔

- "اے ہمارے رب تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں
اس تعریف جیسی تعریفیں جو ہم کر رہے ہیں
اور اس سے بھی بہتر تعریفیں جو کرنا ہمارے بس میں نہیں
اے اللہ میری نماز میری عبادت
میری زندگی اور میری موت
تیرے ہی لئے ہے
اور مجھے تیری ہی طرف لوٹنا ہے
اور تو ہی میرا وارث ہے
اے اللہ میں قبر کے عذاب سے
دل کے وسوسہ سے
اور کسی مقصد کے منتشر ہو جانے سے
تیری پناہ مانگتا ہوں
اے اللہ ہوا کے شر سے
رات کے شر سے
دن کے شر سے
اور زمانے کے شر سے
میں تیری پناہ مانگتا ہوں

اے اللہ تو میری بات سنتا ہے
اور میرے قیام کو دیکھ رہا ہے
اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے
میری کوئی بات تجھ سے مخفی نہیں
میں لاچار فقیر
پناہ کا طالب فریادی
خوفزدہ ہراساں
اور اپنے گناہوں کا اقرار
اور اعتراف کرنے والا ہوں
میں تجھ سے ایک مسکین کی مانند سوال کرتا ہوں
ایک گنہگار کمزور اور ضعیف کی طرح
تیری طرف دست سوال دراز کرتا ہوں
اور میں ایک کمزور ستم رسیدہ کی مانند تجھے پکارتا ہوں
جس کی گردن تیرے سامنے خم ہے
اور آنسو رواں ہیں
اور کمزور جسم تیرے سامنے لرزاں ہے
اور ناک خاک آلودہ ہے
اے اللہ مجھے دعا کی قبولیت سے محروم نہ کر
اور شقی نہ بنانا
اور مجھ پر مہربان اور رحم کرنے والا ہو جا
اے ان سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے
اور ان سب سے افضل جو عطا کرتے ہیں"

محمد رفیق ڈوگر
اکتوبر 2000ء

غزوہ خندق کا نقشہ
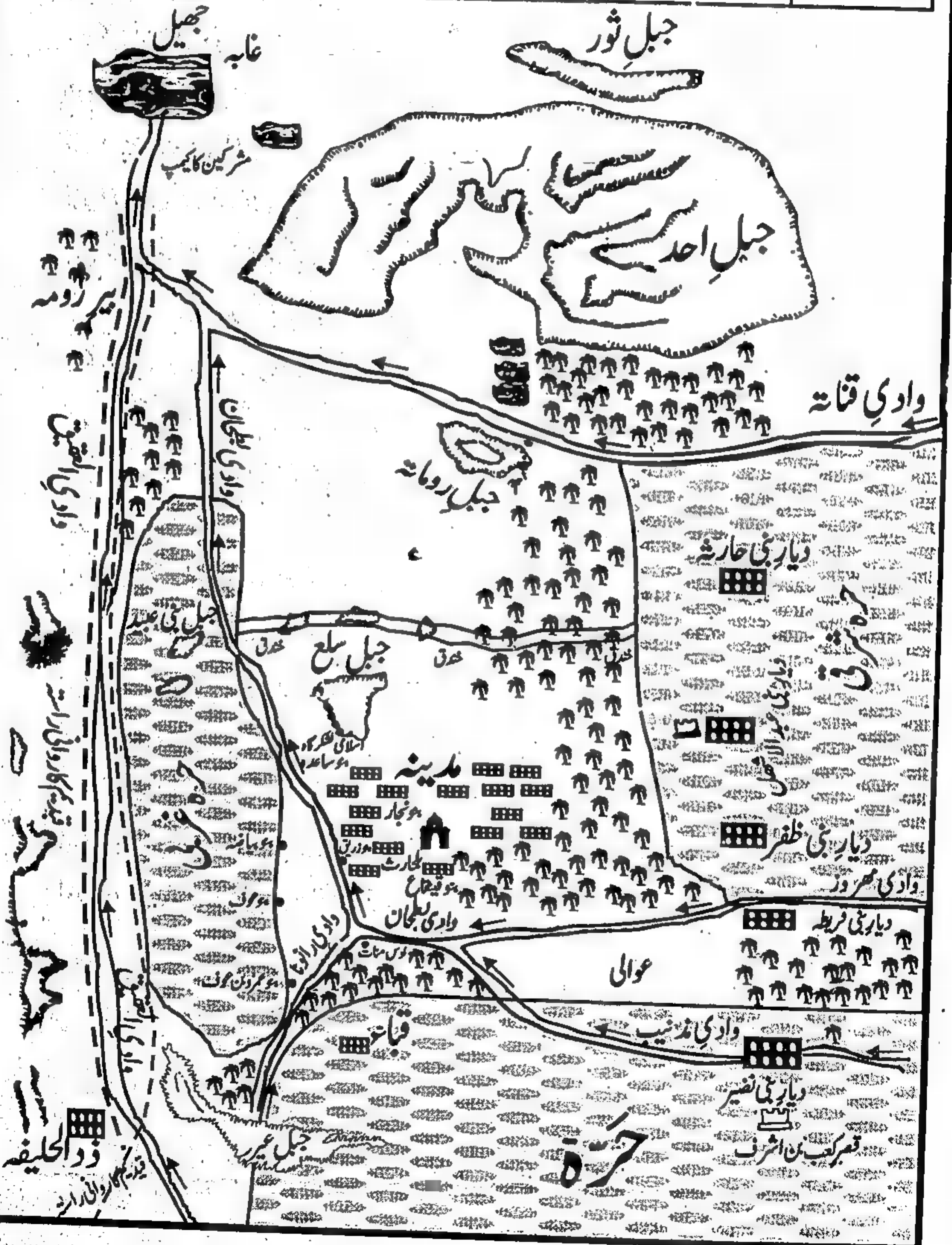
اللہ کے دشمنوں کا اتحاد

مکہ کے قریش خوفزدہ تھے' ان کے منصوبے ناکام اور بت پسپاء ہو رہے تھے' تجارتی راستے بند ہو گئے تھے اور انہیں اپنی صدیوں سے چلی آنے والی سیاسی اقتصادی اور سفارتی اجارہ داریاں ختم ہوتی نظر آنے لگی تھیں' ان کی حالت زخمی سانپ کی سی تھی وہ پھنکارتے بھی تھے' للکارتے بھی تھے اور اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ سے خوفزدہ بھی رہتے تھے۔ پھنکار للکار اور ڈر کے اسی عرصہ میں یہودیوں کا ایک وفد مکہ آیا۔ اس وفد میں مدینہ سے نکالے گئے بنو نضیر کے سردار حُیَیّ بن اخطب' سلام بن مشکم' کنانہ بن ربیع' سلام بن ابی الحقیق اور بنو ویل کے ہوزہ بن قیس اور ابو عمار شامل تھے مدینہ سے اخراج کے بعد وہ شام نہیں گئے تھے خیبر میں بھی ان کے باغات اور املاک تھیں۔ خیبر جزیرہ نمائے عرب میں یہودیوں کا اہم ترین سیاسی اور اقتصادی مرکز تھا مدینہ سے نکلنے کے بتد وہ اپنی قوم کے اس مرکز میں آباد ہو گئے تھے۔ قوم یہود کے وہ اہل رائے قریش مکہ کو حوصلہ اور مدینہ پر حملہ کی ترغیب دینے اور ریاست مدینہ اور اسلام کے خاتمہ کیلئے یہودیوں' مکہ کے قریش اور بدو قبائل کا عظیم تر فوجی اتحاد قائم کرنے کی تجویز لے کر آئے تھے۔ ریاست مدینہ کے استحکام اور اللہ کے دین کے فروغ سے اسلام کے سب دشمنوں کو اپنا اپنا مستقبل خطرے میں دکھائی دیتا تھا اس خطرے اور خوف کی وجہ سے ریاست مدینہ کا خاتمہ ان سب کا مشترکہ مقصد بن گیا تھا اور یہی خوف اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف عظیم تر فوجی اتحاد کی بنیاد تھا۔

"تمہاری قوم کس حال میں ہے؟" قریش نے حُیَیّ بن اخطب سے بنو نضیر کے ارادوں کے بارے

میں سوال کیا۔

"میں انہیں خیبر اور مدینہ کے درمیان متردد چھوڑ آیا ہوں جب تم محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب کے خلاف نکلو گے تو وہ بھی تمہارے ساتھ آملیں گے۔"

"اور بنی قریظہ کا کیا حال ہے؟"

"بنی قریظہ محمد (ﷺ) سے مکر و حیلہ کر کے مدینہ میں ہی مقیم ہیں جب تم ان تک پہنچو گے تو وہ بھی تمہارے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔" حُیَیّ بن اخطب نے جواب دیا۔

یہودی جزیرہ نمائے عرب کی اہم قوت تھے وہ ایک منظم سیاسی اور اقتصادی اکائی تھے اب تک وہ ریاست مدینہ کے خلاف سازشوں میں تو شامل رہے تھے لیکن قریش کے ساتھ مل کر انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف کسی لڑائی میں عملی حصہ نہیں لیا تھا۔ اب وہ خود مشرک اتحاد میں شامل ہونے کی پیشکش لے کر آئے تھے۔ قریش کے سرداروں کو ان کی اس تجویز سے کچھ حوصلہ ملا۔ "ہمارے دل اور بازو تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے کشادہ ہیں۔ ہمارے نزدیک اس سے بہتر اور کیا بات ہو گی کہ محمد (ﷺ) سے عداوت اور دشمنی میں ہماری مدد کی جائے۔" ابو سفیان نے کہا۔

لیکن ماضی کی ناکامیوں کے بعد وہ ایک اور ناکامی اور پسپائی کے لئے تیار نہیں تھے۔ اس بار وہ فیصلہ کن اقدام کرنا چاہتے تھے۔ باہمی غور و فکر اور صلاح مشورہ سے انہوں نے نجد کے طاقتور بدو قبیلہ غطفان کو بھی اس فوجی اتحاد میں شامل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ بنی غطفان کی آگے بہت سی شاخیں تھیں وہ سب جنگجو بھی تھے اور لوٹ مار کے شوقین بھی۔ انہوں نے کئی دفعہ ریاست مدینہ کے خلاف لوٹ مار کرنے والے گروہ بھیجنے کا پروگرام بنایا تھا اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہر بار پہلے کاروائی کر کے انہیں منتشر کر دیا تھا۔ اس لئے وہ سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے فطری اتحادی (Natural allies) تھے۔ انہیں آمادہ کرنے کی ذمہ داری حُیَیّ بن اخطب اور اس کے ساتھیوں نے اپنے ذمہ لے لی احابیش اور اپنے دیگر حلیف قبائل کو تیار اور اتحاد میں شامل کرنے کا کام مکہ کے قریش کہ حصہ میں آیا منصوبے کی تفصیلات طے کرنے کے بعد ابو سفیان قریش کے دیگر سرداروں اور یہودیوں کو حرم کعبہ کے اندر لے گیا وہاں ان سب نے اللہ کی قسمیں اٹھا کر عہد کیا کہ اللہ کے دین اور رسولؐ کے خاتمہ تک ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے(1) حرم کعبہ میں سینکڑوں بت نصب تھے توحید پرست ہونے کا دعویٰ کرنے والے یہودی بتوں اور بت پرستوں سے مذہبی عداوت رکھتے تھے آل اسماعیلؑ سے اپنی نسلی دشمنی کی وجہ سے وہ حرم کعبہ

کے تقدس پر بھی ایمان نہیں رکھتے تھے لیکن اسلام اور رسولؐ اسلام سے عداوت کے جذبہ میں انہوں نے اسی حرم کے اندر بتوں کے روبرو حلف اٹھایا اور بتوں کے تحفظ کی خاطر توحید پرستوں کے خاتمہ کا عہد کیا۔

ابو سفیان نے یہودیوں سے پوچھا "اے قوم یہود آپ اہل کتاب ہیں ہم خانہ کعبہ کی تعمیر اور دیکھ بھال کرنے والے ہیں ہم بڑی کوہانوں والے اونٹ ذبح کرکے حاجیوں کی دعوت کرتے ہیں انہیں دودھ اور پانی مہیا کرتے ہیں بتوں کی پوجا کرتے ہیں جس طرح ہمارے آباء و اجداد کی رسم ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نیا دین ظاہر کیا ہے اور نئی باتیں پیدا کی ہیں۔ آپ لوگ علماء اور احبار میں سے ہیں آپ بتائیں ہم راہ راست پر ہیں یا وہ؟"

یہودیوں نے جواب دیا "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت تم زیادہ راہ راست پر ہو۔"

یہودیوں نے اسی کردار کا مظاہرہ کیا جس کا وہ ہمیشہ ہر جگہ کیا کرتے تھے دنیاوی مفاد کی خاطر حق کو بدلنا اور حقیقت سے انکار کرنا قوم یہود کا وتیرہ تھا۔

قریش مکہ کے ساتھ عہد و پیمان کرکے یہودی نجد کے قبائل کے پاس گئے اور خیبر کی کھجوروں کی نصف پیداوار دینے کا وعدہ کرکے بنو غطفان کو بھی ریاست مدینہ کے خلاف فوجی اتحادی میں شامل ہونے پر راضی کرلیا بنو اشجع' بنو مرہ اور بنو فزارہ کو بھی انہوں نے راضی کرلیا یہ تینوں قبیلے بنو غطفان کی ذیلی شاخیں تھیں بنو سعد اور بنو اسد بنو غطفان کے حلیف تھے وہ بھی اس اتحاد میں شامل ہو گئے۔ بنو عبس' بنو ذوبیان' بنو العشراء' بنو حشراء' بنو شبیع اور بنو حجاش نے بھی اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف یہودیوں کو کرائے کے فوجی مہیا کرنے کا عہد کرلیا اس طریق سے مشرق کے تقریباً" سارے ہی چھوٹے موٹے قبائل اسلام دشمن اتحاد میں شامل ہو گئے۔

دوسری طرف قریش مکہ نے بنو ہوازن' بنو سلیم اور بنو کنانہ کو اس فوجی اتحاد میں شامل ہونے پر راضی کرلیا بنو کنانہ میں بنو مصطلق کی بارہ کے قریب شاخیں اور احابیش کے تین بدو قبیلے بنو نصر بن کنانہ' بنو مالک بن کنانہ اور بنو حرث بن مالک شامل تھے یہ سب مدینہ کے جنوبی صحراؤں ریگستانوں اور آبادیوں میں بکھرے ہوئے تھے۔

مدینہ کے شمال میں رہنے والے خیبر' فدک' تیماء اور وادی القریٰ کے یہودیوں کے علاوہ بنو نضیر اور بنو قینقاع کے وہ یہودی بھی جو شام نہیں گئے تھے اس اتحاد میں شامل ہو گئے 134 مربع کلومیٹر پر محیط ریاست مدینہ کے مشرق، شمال اور جنوب کے سب مشرک، بت پرست اور یہودی

ریاست مدینہ اور اہل اسلام کو ختم کرنے کے لئے عظیم تر فوجی اتحاد میں شامل ہو گئے۔ جزیرہ نمائے عرب کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے مشرق شمال اور جنوب کے بت پرست اور توحید پر ایمان کا دعویٰ رکھنے والے یہودی اس سے پہلے کبھی بھی کسی ایسے عظیم تر فوجی اتحاد میں شامل نہیں ہوئے تھے اس اتحاد کے قیام کیلئے سب سے زیادہ یہودیوں نے کوشش کی تھی اور انہوں نے خیبر کی کھجوروں کی فصل کی نصف پیداوار اور دیگر مفادات اور مالی فوائد کے وعدے کئے تھے۔

بنو نضیر کے مدینہ سے اخراج کے بعد یہودی شاعر سماک نے کہا تھا:

"گردش زمانہ تمہارے اس
عادل اور منصف سے ضرور حساب لے گی
بنو نضیر اور ان کے حلیفوں کے قتل کا حساب
اور کھجوروں کے درخت کاٹنے کا حساب
اگر میں مر نہ گیا تو ایک دن
جسموں کو چیر دینے والی تلواروں اور نیزوں کے ساتھ
تمہاری طرف لوٹوں گا۔
ایسے بہادر لشکروں کے ساتھ
جو اپنی حمیت کا دفاع کرنے والے
اور دشمن کو تباہ کرنے والے ہوں گے
اور ابو سفیان اور اس کی قوم بھی اس لشکر کے ساتھ ہوں گے۔
ابو سفیان جس کا ساتھ قوم کو قوت دیتا ہے
جو ترج کا وہ شیر نر ہے جو اپنے بیشے کا محافظ ہے
اور اپنے شکار کو چیر پھاڑ کر ہضم کر جاتا ہے۔"

بنو نضیر کے سرداروں نے بھاگ دوڑ کر کے رشوت دے کر اور مالی مفادات کے وعدے کر کے ایسے لشکروں کو جمع کر لیا تھا اور ابو سفیان کو ساتھ ملا لیا تھا انہیں یقین تھا کہ وہ سماک کا خواب پورا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

جب سب تیاریاں مکمل ہو گئیں تو ریاست مدینہ کے خلاف چڑھائی کی تاریخ مقرر کر دی گئی قریش کے لشکر نے مکہ سے نکل کر مرّ الظہران کے مقام پر قیام کیا۔ بنو سلیم، کنانہ ہوازن احابیش اور اہل تہامہ بھی وہاں ان سے آن ملے قریش اور کنانہ کے مشترکہ لشکر کا کمانڈر ابو سفیان

بن حرب کو مقرر کیا گیا۔ بنو سلیم کے لشکر کا کمانڈر سفیان بن عبدالشمس تھا۔ ہوازن کا لشکر عامر بن طفیل کی کمان میں تھا نجدی قبائل میں سے بنو غطفان کے لشکر کی کمان عینیہ بن حصن کے پاس تھی جبکہ بنو اسد کا کمانڈر طلیحہ بن خویلد بنو اشجع کا مسعود بن رخیلہ اور بنو مرہ کا کمانڈر حارث بن عوف تھا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق مشرق اور شمال سے آنے والے لشکر بھی مدینہ کی طرف چل پڑے۔ اتحادی فوج کی مجموعی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے یہ تعداد دس ہزار سے چوبیس ہزار تک بتائی گئی ہے۔ مکہ کے قریش اور ان کے قریبی اتحادیوں کے لشکر کی تعداد چار ہزار تھی جس میں تین سو گھوڑ سواروں کا ایک دستہ بھی شامل تھا۔ قریش کے لشکروں کے ساتھ پندرہ سو اونٹ تھے۔ بنو غطفان کی شاخوں میں سے فزارہ کے لشکر میں ایک ہزار اشجع اور مرہ کے لشکر میں چار چار سو جنگجو شامل تھے بنو غطفان کے گھوڑ سواروں کی تعداد بھی تین سو تھی فزارہ کے لشکری بھی ایک ہزار اونٹ ساتھ لائے تھے۔ بنو سلیم کے لشکر میں سات سو اور بنو اسد کے لشکر میں ساڑھے تین ہزار جنگجو تھے۔ مآخذ میں یہودیوں کے لشکر کی تعداد کا تعین نہیں کیا گیا اور نہ ہی بنو غطفان کی دیگر چھوٹی شاخوں کے جنگجوؤں کی تعداد دی گئی ہے اس زمانے کے طریق جنگ کو اور ضروریات جنگ کو سامنے رکھا جائے تو سب حملہ آوروں کو بار برداری اور سواری کے لئے اونٹوں کی ضرورت تھی اتنا طویل سفر وہ پیدل تو کر نہیں سکتے تھے۔ سامان رسد اور سامان حرب بھی وہ سروں پر اٹھا کر نہیں لا سکتے تھے لہٰذا سب لشکروں کے ساتھ سواری کے اور سامان اٹھانے والے اونٹ بھی ہوں گے۔ مولانا مودودی نے یہ تعداد دس بارہ ہزار لکھی ہے(2) ڈاکٹر حمید اللہ نے بارہ ہزار(3) شاہنامہ اسلام میں فتح الباری کے حوالے سے مشرک یہودی اتحاد کی فوجوں کی تعداد چوبیس ہزار دی گئی ہے، محمد علی لاہوری نے یہ تعداد دس سے چوبیس ہزار کے درمیان لکھی ہے (4) مولانا شاہ محمد پھلواری نے مشرکین اور یہودیوں کے متحدہ لشکر کی تعداد بائیس سے چوبیس ہزار بتائی ہے (5) اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مدینہ پر چڑھائی کرنے والے اتحادی لشکر کی مجموعی تعداد لازماً دس ہزار سے کافی زیادہ تھی اور ان کے لشکر کے ساتھ اونٹ بھی اڑھائی ہزار سے بہت زیادہ ہوں گے کیونکہ" قریشیوں نے ادھر ادھر گھوم پھر کر تمام عرب میں آگ لگا کر سب گرے پڑے لوگوں کو بھی ساتھ ملا لیا تھا"(6)

اللہ کے نبیؐ کی تدبیر

ریاست مدینہ کے ناظم اعلیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ اللہ کے دین کے دشمنوں کے ارادوں

اور منصوبوں سے آگاہ رہتے تھے جب بھی کہیں دشمن جمع ہوتے تھے آپؐ کو ان کے ارادے کی خبر موصول ہو جاتی تھی۔ آپؐ دشمن کے ارادوں اور منصوبوں کے بارے میں خبروں کی فراہمی پر بہت توجہ فرماتے تھے چنانچہ جیسے ہی قریش کا لشکر مکہ سے روانہ ہوا آپؐ کو خبر موصول ہو گئی۔ مارٹن لنگر نے اندازے سے لکھا ہے کہ آپؐ کے چچا عباس نے آپ کو قریش کے لشکر اور پروگرام سے آگاہ کر دیا ہو گا لیکن ایک روایت میں ہے کہ قبیلہ بنو خزاعہ کے دو تیز رفتار شتر سواروں نے قریش کے لشکر کی روانگی کی خبر مدینہ پہنچائی تھی۔ قریش اور ان کے قریبی اتحادیوں کے لشکر کی مجموعی تعداد چار ہزار تھی ان کے ساتھ تین سو گھوڑ سوار تھے یہ تعداد احد کی لڑائی میں قریش کے لشکر سے ایک ہزار ہی زیادہ تھی۔ احد کی لڑائی میں مسلمانوں کی تعداد ساڑھے سات سو تھی اور مشرکین تین ہزار تھے۔ اب مسلمانوں کی تعداد احد سے پانچ گنا تھی اور ▪ احد کے اسی میدان میں قریش کا مقابلہ کر سکتے تھے اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا اور احد کے میدان کا انتخاب نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی روانگی اور ان کے لشکر کی تعداد کے علاوہ ان کے دیگر اتحادیوں کی روانگی اور تعداد کے بارے میں بھی پہلے ہی خبریں موصول ہو گئی تھیں۔ آپؐ نے مدینہ منورہ کے اندر رہ کر مشرکین کا مقابلہ کرنے کا بھی منصوبہ نہیں بنایا جس کا احد کے وقت عبداللہ بن ابی سلول نے مشورہ دیا تھا اگر وہ منصوبہ قابل عمل ہوتا تو اس بار آپؐ اسی پر عمل فرماتے اور شہر میں قلعہ بند ہو کر دشمن کے اتحادی لشکر کا مقابلہ فرماتے لیکن آپؐ نے نہ تو شہر میں قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ سنایا اور نہ ہی احد کے میدان کا انتخاب فرمایا بلکہ صحابہ کرام کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا کہ اتنے بڑے دشمن لشکر کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟ مختلف اصحاب رسولؐ نے مختلف تجاویز پیش کی ہوں گی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جس خدا نے ہماری نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اسی خدا نے ہم کو نتیجے کے بارے میں سوچ بچار کا بھی حکم دیا ہے اس لئے یہ مناسب نہیں ہو گا کہ مٹھی بھر مسلمان کفار کے ٹڈی دل لشکر سے کھلے میدان میں لڑیں" مجلس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے ▪ اپنے یہودی آقا سے آزادی حاصل کر چکے تھے جہاد میں شرکت کی آرزو پوری کرنے کا ان کے لئے یہ پہلا موقعہ تھا لیکن انہوں نے جوش نہیں دکھایا اور مشورہ دیا کہ شہر کی اس طرف جدھر سے دشمن حملہ کر سکتا ہے ایک خندق کھودی جائے۔

جزیرہ نمائے عرب میں خندق کھودنے کی کوئی روایت نہیں تھی اس خطہ کے صحرائی اور ریگستانی لوگ کھلے میدان میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ حضرت سلمانؓ کا تعلق فارس

(ایران) سے تھا جہاں حملہ آور فوجوں کی یلغار روکنے کے لئے شہروں اور قلعوں کے گرد خندقیں موجود ہوتی تھیں اور خطرہ کے وقت ان میں پانی بھر دیا جاتا تھا۔ عرب کے رہنے والوں کو خندقیں کھودنے کا تجربہ نہیں تھا مدینہ میں اس خندق کو بھرنے کے لئے پانی بھی میسر نہیں تھا۔ دشمن کی فوجیں ہر طرف سے شہر پر حملہ کیلئے روانہ ہو چکی تھیں۔ مدینہ کی زمین سخت اور پتھریلی تھی وہاں غلاموں اور مزدوروں کی کوئی فوج بھی نہیں تھی جسے خندق کھودنے پر لگا دیا جائے۔ خندق کھودنے کا تجربہ رکھنے والے انجینئر اور ماہرین بھی نہیں تھے۔ زمین کھودنے اور مٹی اٹھانے کے لئے اوزار اور ضروری اشیاء بھی میسر نہیں تھیں اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اس تجویز کو پسند فرمایا' آپؐ نے گھوڑا منگوایا اور مہاجرین اور انصار کے ایک گروہ کو ساتھ لے کر شہر اور احد کے درمیانی میدان کا جائزہ لینے نکل پڑے کیونکہ اسی طرف سے شہر پر حملہ ہو سکتا تھا شہر کے جنوب کی طرف باغات تھے' آبادیاں تھیں' یہ باغات بہت گھنے تھے اور ان کے درمیان بہت تنگ پگڈنڈیاں تھیں اور ادھر سے کوئی فوج یا گروہ اچانک حملہ نہیں کر سکتا تھا مشرق کی سمت لاوے کے نوکیلے پتھروں کا میدان (حرہ شرقی) اور چٹانیں تھیں وہاں پر نہ کوئی لشکر کیمپ قائم کر سکتا تھا نہ ان نوکیلے پتھروں پر سے گزرنا ممکن تھا اسی طرح کے لاوے کے پتھروں کے میدان مغرب کی طرف بھی تھے شہر اور احد کے درمیان واقع کھلے میدان میں ہی دشمن اپنا لشکر جمع کر سکتا تھا اور اسی طرف سے مدینہ پر یلغار ہو سکتی تھی اس میدان کی چوڑائی بھی احد کی طرف ہی زیادہ تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے سارے میدان کا جائزہ لیا اور حرہ شرقی سے حرہ غربی تک خندق کھودنے کا فیصلہ فرمایا لیکن اس کا خاکہ اس طرح تیار کیا کہ میدان میں موجود پانچ پتھریلے ٹیلے خندق کا حصہ بن جائیں جس طرح کسی شہر کے گرد کھدی خندق پر آمد و رفت کے لئے پل ہوتے ہیں۔ یہ ٹیلے طویل خندق کے درمیان میں پل بھی تھے ان ٹیلوں کو خندق میں شامل کرنے سے خندق کی لمبائی بھی کم ہو گئی آپؐ نے جبل سلع کو خندق کے اندر مدینہ کی طرف رہنے دیا تاکہ اسلامی لشکر کی خیمہ گاہ اور نقل و حرکت کے لئے بھی کھلی جگہ باقی رہے۔ خندق کے مقام کے تعین اور خاکہ تیار کرنے کے بعد آپؐ نے وہیں ایک ٹیلے پر خیمہ لگا لیا وہ خیمہ آپؐ کا فیلڈ آفس بھی تھا اور قیام گاہ بھی۔ خندق کی کھدائی میں حصہ لینے والے صحابہ کرام رات کے وقت اپنے گھروں کی طرف بھی چلے جاتے تھے لیکن آپؐ ہمہ وقت وہیں موجود رہے اور خندق کی کھدائی کی نگرانی اور صحابہ کرام کی رہنمائی فرماتے رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کی لمبائی ماپ کر ہر دس صحابہ کیلئے چالیس ذراع

(ہاتھ) حصہ مقرر فرما دیا صحابہ کرام کی ٹولیاں اس طرح بنائیں کہ ایک خاندان یا قبیلے سے تعلق رکھنے والے صحابہ کو ایک ٹولی میں شامل کیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت علیؓ، حضرت سلیمانؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت نعمانؓ اور تین دیگر صحابی رسول اللہ ﷺ کی اپنی ٹولی میں شامل تھے۔ آپؐ نے اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے بھی چالیس ذراع خندق کا ٹکڑا مقرر فرما دیا۔ ذراع کو ہمارے ہاں ہاتھ کہتے ہیں جو 46 سینٹی میٹر کے قریب لمبائی بنتی ہے اس حساب سے ہر صحابی کے حصے میں 2 میٹر لمبائی میں خندق کھودنا آیا۔ خندق کی چوڑائی اتنی تھی کہ تیز دوڑتا ہوا گھوڑا بھی اسے عبور نہیں کر سکتا تھا۔ اس سے اندازہ کیا گیا ہے کہ خندق ساڑھے چار میٹر چوڑی ہو گی اس کی گہرائی کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں سے آدمی اوپر نہیں چڑھ سکتا تھا اندازہ ہے کہ خندق اڑھائی میٹر گہری ہو گی۔

اتنی لمبی چوڑی اور گہری خندق کھودنے کیلئے ہزاروں بھالے اور کسیاں درکار تھے حرہ شرقی حرہ غربی اور خندق کا حصہ بننے والے پتھریلے ٹیلوں کے پاس زمین سخت پتھریلی تھی کئی جگہ زمین کے اندر بڑے بڑے پتھر تھے جنہیں توڑنے کے لئے ہتھوڑے چاہیے تھے کھودی ہوئی مٹی اٹھا کر باہر لانے کے لئے مضبوط چٹائیاں درکار تھیں صحابہ کرام اپنے کاشتکاری کے اوزار اور جس کسی کے پاس جو کچھ تھا اٹھا لائے اور خندق کھودنے میں لگ گئے۔ یہودی قبیلہ بنو قریظہ سے بھی بھالے ہتھوڑے اور چٹائیاں مستعار لئے گئے۔ دستور مدینہ کے تحت یہودی اس لڑائی میں حصہ لینے کے پابند نہیں تھے کیونکہ یہ مسلمانوں کے دین کے دفاع کی لڑائی تھی اس لئے انہوں نے خندق کھودنے میں تو حصہ نہیں لیا مگر خندق کی کھدائی میں کام آنے والی چیزیں اپنے حلیفوں کو دے دیں۔

یہ ایک مشکل اور ہنگامی منصوبہ تھا مشرکین کے لشکر ہر طرف سے چلے آ رہے تھے اور ان کے آنے سے پہلے پہلے خندق مکمل کرنا ضروری تھا۔ اہل ایمان کو خندق کھودنے کا تجربہ نہیں تھا' ان کے پاس کھدائی اور مٹی نکالنے کے لئے مطلوبہ اوزار اور سامان نہیں تھا' اجرت پر کھدائی کروانے والے مزدور نہیں تھے' سب کھدائی اہل توحید کو خود کرنا تھی۔ مدینہ کے سارے بچے بوڑھے خندق کھودنے میں لگ گئے قبیلوں کے سردار تاجر دوکاندار جنہوں نے کبھی ہاتھ سے مٹی نہیں کھودی تھی سب ہی خندق کھود رہے تھے اور مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ یہ فروری کا مہینہ تھا (7) مدینہ سطح سمندر سے 625 میٹر کی بلندی پر ہے اس لئے فروری میں وہاں سردی کی شدت بھی ہوتی ہے۔ شوال پانچ ہجری(8) میں آنے والا فروری کا وہ مہینہ تو بہت زیادہ سرد تھا اور

مسلمان دن رات خندق کھودنے میں مصروف رہتے تھے اور اپنے کندھوں اور کمروں پر مٹی اٹھا اٹھا کر باہر لاتے تھے ایک صبح شدید سردی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوکے اور تھکے ماندے صحابہ کرام کو خندق کھودتے دیکھ کر فرمایا۔

"اے اللہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے
مہاجرین اور انصار کو اس زندگی میں کامیابی کیلئے بخش دے"

خندق کھودنے والے انصار اور مہاجرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے جواب میں بیک آواز کہا۔

"ہم تو وہ ہیں جنہوں نے
محمد ﷺ کے ہاتھ پر
تاحیات جہاد کی بیعت کر رکھی ہے"

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خندق کھودتے تھے اور فرماتے تھے۔

"اللہ کے نام کے ساتھ
اسی کی وجہ سے ہم نے ہدایت پائی ہے
اگر ہم غیر اللہ کی عبادت کرتے
تو ہم بد بخت ہوتے
کیا ہی اچھا ہے ہمارا رب
اور کیسا اچھا ہے ہمارا دین"

حضرت براء بن عازب کی روایت ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے آپؐ کے سینے اور پیٹ پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی اور آپ حضرت عبداللہ بن رواحہ کے رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

"اے اللہ اگر تو نہ ہوتا
تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے
ہم نہ صدقہ دیتے نہ نمازیں پڑھتے
اے اللہ ہم پر سکینت نازل کر
اور مقابلے میں ہمیں ثابت قدم رکھ
بے شک وہ گروہ ہماری ہلاکت کے درپے ہے

اگر وہ فتنہ کا عزم رکھتے ہیں

تو ہم ان کے اس عزم کو رد کرتے ہیں"

ایک صحابی کا نام جعیل تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر عمرو رکھ دیا تھا حضرت عمروؓ بھی خندق کھودنے والوں میں شامل تھے باقی صحابہ خندق کی کھدائی کے دوران حضرت عمرو کا جوش جذبہ دیکھ کر رجز پڑھتے۔

○ " جعیل کا نام بدل کر عمرو رکھ دیا گیا

اور عمرو ناتوانوں کی قوت بن گیا "

رسول اللہ ﷺ بھی رجز پڑھنے والوں میں شامل ہو جاتے جب دیگر صحابہ کرام بلند آواز میں "عمرو" کہتے تو رسولؐ اللہ بھی ان کے ساتھ بلند آواز میں "عمرو" کہتے اگر وہ آہستہ آواز میں عمرو کہتے تو آپؐ بھی اپنی آواز آہستہ رکھتے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ابھی کم سن ہی تھے مگر خندق کھودنے میں وہ بھی حصہ لے رہے تھے ایک روز تھک کر لیٹے تو نیند نے غلبہ کر لیا حضرت عمارہ بن حزم نے مذاق کے لئے حضرت زید کا کھدائی کا سامان اٹھا کر چھپا دیا۔ حضرت زید کی آنکھ کھلی تو وہاں ان کے اوزار اور کپڑے موجود نہیں تھے وہ اپنی کوتاہی پر گھبرا گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو ابو رقاع (بہت سونے والا) کا نام دے دیا اور حضرت عمارہ کو اس مذاق پر تنبیہہ کی۔

حضرت سلمانؓ فارسی بہت تیزی سے مٹی کھودتے اور اٹھا کر خندق سے باہر لاتے تھے۔ انصار اور مہاجرین کے سب گروہوں کی خواہش تھی کہ وہ ان کے ساتھ شامل ہو جائیں کوئی کہتا سلمان ہم میں سے ہیں دوسرے کہتے نہیں سلمان تو ہم میں سے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے سنا تو فرمایا "سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے"

بشارتیں

رسولؐ اللہ خندق کھودنے اور مٹی اٹھا اٹھا کر باہر لانے میں بھی حصہ لیتے تھے خندق کھودنے والوں کو ہدایات بھی دیتے تھے اور اگر کوئی مشکل پیش آ جائے تو وہ بھی دور فرماتے تھے ایک روز حضرت سلمانؓ فارسی خندق کھود رہے تھے تو نیچے سے ایک بھاری پتھر نکل آیا انہوں نے بہت کوشش کی مگر وہ پتھر ٹوٹتا نہیں تھا رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو خود خندق میں اتر گئے اور حضرت سلمان سے کدال لے کر پتھر توڑنے لگے آپؐ نے پتھر پر تین ضربیں لگائیں تینوں دفعہ آپؐ کی

ضرب سے پتھر سے تیز روشنی کے شعلے اٹھے اور پتھر ٹوٹ گیا حضرت سلمان فارسی نے عرض کیا "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں جب آپؐ پتھر پر ضرب لگاتے تھے تو روشنی میں نظر آنے والی کیا چیز تھی؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سلمان کیا تم نے وہ چیز دیکھ لی تھی؟"

حضرت سلمان نے عرض کیا "ہاں یا رسولؐ اللہ"

آپؐ نے فرمایا "پہلی چمک میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یمن کی فتح کی بشارت دی تھی دوسری چمک میں شام اور مغرب کی فتح کی بشارت دی تھی اور تیسری میں مشرق کی فتح کی بشارت تھی۔"

مشرق و مغرب کے خطوں کی فتح کی اسی بشارت کی وجہ سے حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت عثمانؓ غنی کی خلافت کے ادوار میں اور اس کے بعد جب بھی مسلمان کوئی شہر فتح کر لیتے تو حضرت ابوہریرہ ؓ کہا کرتے تھے "جس کے قبضہ میں ابوہریرہ کی جان ہے اس کی قسم جو بھی بلاد اب تک فتح ہوئے ہیں یا جو آئندہ قیامت تک فتح ہوں گے ان سب کی کنجیاں تو پہلے ہی اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو دے دی تھیں بڑھو اور جو بلاد سامنے آئے اسے فتح کر لو"

برکات

یہ سردی کا موسم تھا گندم اور جو کی فصلیں ابھی تیار نہیں ہوئی تھیں یہ کھجور کی فصل پکنے کا بھی موسم نہیں تھا۔ ریاست مدینہ اور مدینہ میں خوراک کی قلت تھی مگر یہ سب مشکلات بھی اہل توحید کے عزم اور حوصلے پر اثر انداز نہ ہو سکیں وہ بھوک اور سردی کی شدت میں بھی دن رات خندق کھودنے میں مصروف رہتے تھے۔ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک چھوٹی بچی مدینہ منورہ سے آئی ہے اور کسی کو ڈھونڈ رہی ہے جب وہ بچی قریب پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا "کسے ڈھونڈ رہی ہو اور یہ کیا ہے تمہارے پاس؟"

بچی نے جواب دیا "یا رسولؐ اللہ یہ کچھ کھجوریں ہیں جو میری ماں نے میرے باپ بشیر بن سعد اور ماموں عبداللہ بن رواحہ کے ناشتہ کیلئے بھیجی ہیں"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "کھجوریں ادھر لاؤ"

بچی نے ساری کھجوریں رسولؐ اللہ کے دونوں ہاتھوں میں انڈیل دیں مگر کھجوریں اتنی تھوڑی تھیں کہ آپؐ کے دونوں ہاتھ بھی ان سے نہ بھرے اس کے بعد رسولؐ اللہ نے ایک کپڑا منگوایا اور اسے زمین پر بچھا کر وہ کھجوریں اس پر پھیلا دیں اور ایک صحابی سے کہا "خندق کھودنے والوں کو

بلاؤ کہ آ کر ناشتہ کرلیں"
صحابی نے سب کو بلایا خندق کھودنے والے سب آ گئے سب نے کھجوروں کا ناشتہ کیا مگر وہ پھر بھی ختم نہ ہوئیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بھوک کی حالت میں خندق کھودا کرتے تھے حضرت جابر بن عبداللہ نے ایک دن آپؐ کی حالت دیکھی تو آپؐ سے اجازت لے کر اپنے گھر گئے ان کے پاس ایک بکری تھی وہ ذبح کی اور بیوی سے کہا "جو پیس کر روٹیاں تیار کرلینا آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں کھانا کھائیں گے" اور واپس آ کر پھر سے خندق کھودنے میں لگ گئے۔ شام ہوئی تو رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میری خواہش ہے کہ آپؐ کھانے کے لئے میرے گھر تشریف لے چلیں۔"
رسول اللہ ﷺ نے پوچھا "کھانا کتنا ہے جو آپ نے تیار کروایا ہے؟"
حضرت جابر ؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ ایک چھوٹی سی بکری کا گوشت ہے اور جو کی روٹیاں ہیں"
آپؐ نے فرمایا "بہت ہے اور عمدہ ہے"
رسول اللہ ﷺ کے حکم پر آواز لگانے والے نے کہا "لوگو رسولؐ اللہ کے ہمراہ جابر بن عبداللہ کے گھر چلو"
حضرت جابرؓ بن عبداللہ "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھنے لگے اور گھر پہنچ کر بیوی کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بہت سے انصار اور مہاجرین کو ساتھ لا رہے ہیں کھانے کے لئے آج تو رسوائی ہو جائے گی"
رسول اللہ ﷺ نے تم سے کھانے کے بارے میں کچھ پوچھا تھا کہ کھانا کتنا ہے؟ حضرت جابر کی بیوی نے ان سے پوچھا۔"
حضرت جابر نے بتایا "ہاں پوچھا تھا"
"اللہ اور اس کا رسولؐ سب حال سے خوب واقف ہیں" ان کی بیوی نے جواب دیا۔
اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف لے آئے اور فرمایا "گوشت میرے حوالے کردو"
انہوں نے گوشت کے برتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیئے۔ آپؐ نے بسم اللہ پڑھ کر برکت کی دعا کی اور اپنے دست مبارک سے گوشت اور روٹیاں تقسیم کرنے لگے۔

ایک ہزار صحابہ کرام نے پیٹ بھر کر کھایا مگر ہانڈی میں گوشت پھر بھی بھرا ہوا تھا۔
"اب تم خود کھاؤ اور پڑوسیوں کو بھی بھیجو" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اللہ کے نبیؐ کے انتظامات

سخت پتھریلی زمین' وسائل کی کمی' شدید سردی اور خوراک کی قلت اس کے باوجود اہل توحید نے صرف چھ دن میں اتنی طویل گہری اور چوڑی خندق کی تیاری مکمل کرلی(9) یہ رسول اللہ کی قیادت اہل توحید کی قوت ایمانی اتحاد اور ایثار کا عظیم معجزہ تھا' خندق کے اندر سے جو مٹی کھود کر نکالی گئی تھی اس سے خندق کے اندرونی کنارے کے ساتھ ساتھ بلند منڈیر بنا دی گئی جو پتھر نکلے تھے انہیں الگ کر کے جگہ جگہ ڈھیریاں لگا دیں تاکہ لڑائی میں کام آ سکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اطراف سے آنے والے دشمنان اسلام کے لشکروں کی رفتار اور مقام و قیام کے بارے میں خبروں کے حصول کا مربوط نظام قائم کر رکھا تھا اور اس کے مطابق خندق کی تیاری کا کام ترتیب دیا تھا اس طرح ان کے پہنچنے سے پہلے ہی خندق بھی مکمل ہو گئی اور مدینہ کے دفاع کے سارے انتظامات مکمل ہو گئے۔ خندق سے مدینہ کی طرف جو جو رہائشی مکان خندق کے قریب تھے ان کی مرمت کر کے انہیں بھی مستحکم بنا دیا گیا(10) خواتین اور بچوں کو جن جن محفوظ مقامات پر ٹھہرانا تھا ان کا بھی پہلے سے انتظام کر لیا گیا تھا اس لئے جیسے ہی دشمن فوجیں ریاست کے افق پر نمودار ہوئیں رسولؐ اللہ تین ہزار مجاہدین کے ساتھ مدینہ سے باہر جبل سلع کے قریب خیمہ زن ہو گئے۔ آپؐ نے حضرت ابن ام مکتوم ؓ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا مہاجرین کا جھنڈا حضرت زیدؓ بن حارثہ کے سپرد کیا انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ ؓ کے پاس تھا۔ آپ ﷺ نے اسلامی لشکر کا کیمپ اس طرح قائم کیا کہ جبل سلع اس کی پشت پر تھا اور سامنے خندق اور خندق کے آگے وسیع و عریض کھلا میدان تھا۔ اس طرح مدینہ کے پار دشمن کی نقل و حرکت صاف دیکھی جا سکتی تھی اور جبل سلع کی اونچائی پر سے دور تک سب کچھ صاف دکھائی دیتا تھا۔ خندق کے ساتھ ساتھ مٹی کی جو اونچی منڈیر بنا دی تھی وہ خندق کے پار سے آنے والے دشمن کے تیروں کے سامنے رکاوٹ تھی ان پہاڑی ٹیلوں پر جو خندق کے درمیان تھے اور جن کے دونوں طرف خندق تھی آپ نے نگران چوکیاں قائم کر کے ان میں تیر انداز ٹولیاں متعین کر دیں۔ ان ٹیلوں پر قائم چوکیاں ایک طرح کی او پی پوسٹیں بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی کمان پوسٹ اس مقام پر تھی جہاں اب مسجد فتح ہے۔ خندق کے غزوہ کی یادگار خمسہ مساجد میں سے باقی چار جو

غزوہ خندق کا نقشہ

اشارات

پتھریلے میدان
پہاڑیاں
باغات
آبادیاں
خندق
ندیاں/نالے
قلعہ
چشمے اور پانی
مسجد

جبل رومانہ
بنی حارثہ
جبل بنی عبد
خندق
جبل سلع
خندق
خندق
اسلامی لشکرگاہ
بنو ساعدہ
مدینہ
بنو نجار
بنو زریق
بنو بیاضہ
بلحارث
بنو قینقاع
بنو عوف
وادی بطحان
وادی رانونا
اوس منات
عوالی
بنو عمرو بن عوف
قباء
وادی مذینب
نضیر
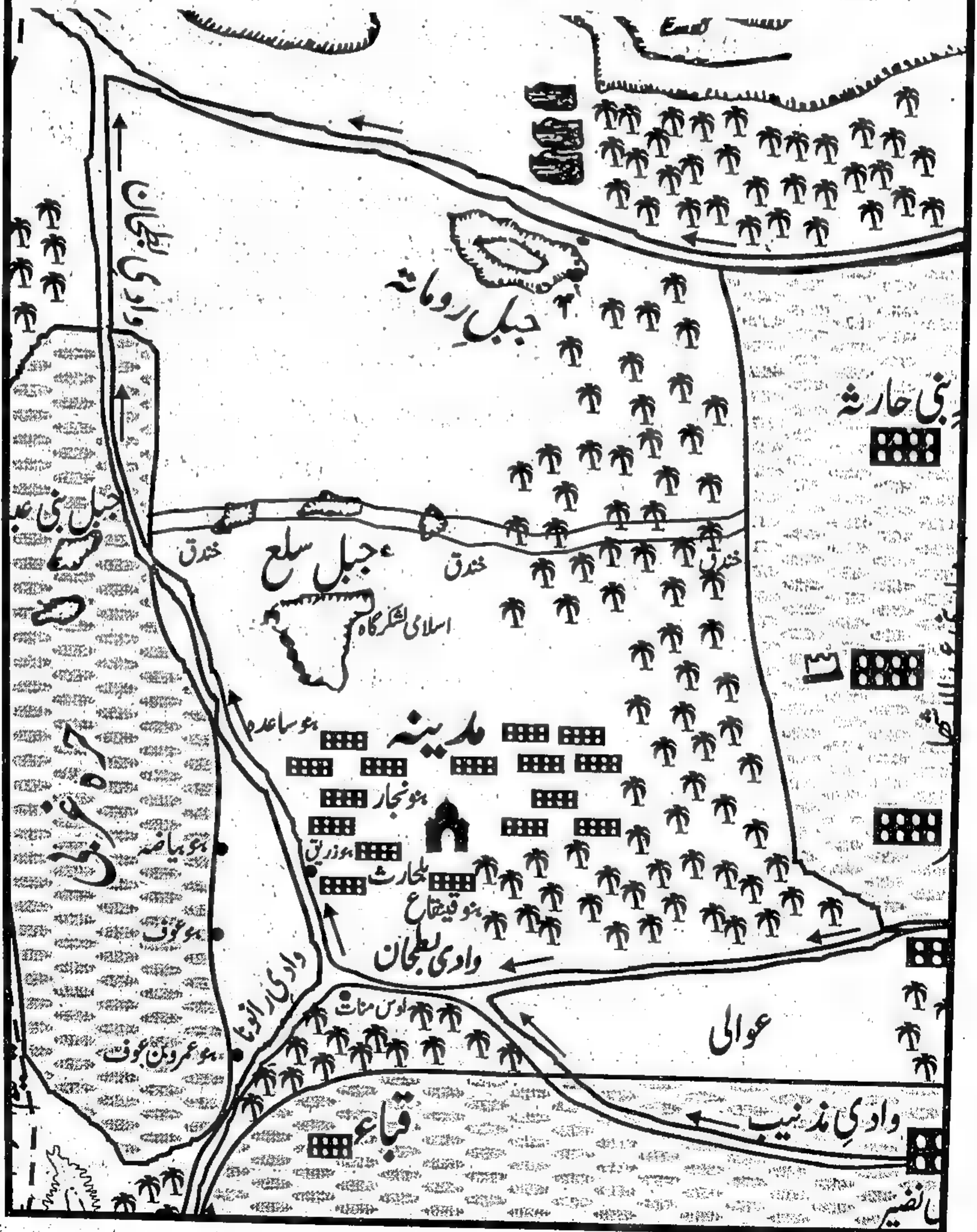
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے منسوب ہیں۔ یہ مساجد ان مقامات پر ہیں جہاں چار سالاروں کے خیمے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی کمان پوسٹ سے شیخین تک کے خندق کے حصہ کی نگرانی پر آپؐ نے مہاجرین کو مقرر فرمایا اور کمان پوسٹ سے مغرب کی طرف کی خندق کی نگرانی پر انصار کو متعین فرمایا۔ مدینہ کے جن اطراف میں خندق نہیں تھی ان کی نگرانی کے لئے آپؐ نے الگ دستے مقرر فرمائے تھے تاکہ وہ گھوم پھر کر دیکھتے رہیں کہ دشمن کا کوئی دستہ باغات اور پتھریلے میدانوں میں سے گزرنے والے راستوں اور پگڈنڈیوں سے ہوتا ہوا شہر پر حملہ نہ کردے۔ گھوڑ سواروں کا ایک دستہ خندق کی ساری لمبائی کے ساتھ ساتھ چکر لگاتا رہتا تھا اور یہ سارا خاکہ اور انتظامات مشرکین کی آمد سے پہلے ہی مکمل کر لئے گئے تھے۔

احزاب کا اجتماع

قریش کا لشکر وادی عقیق کے کاروانی راستے سے ہوتا ہوا جبل احد کے مغربی سرے کے قریب اسی جگہ پہنچ گیا جہاں غزوہ احد کے وقت مشرکین کی خیمہ گاہ تھی اس کے قریب ہی جھیل تھی جو ان کی پانی کی ضرورت پوری کر سکتی تھی۔ غطفان اور ان کے ساتھی نجدی قبائل کا لشکر جبل احد کے مشرقی کنارے کی طرف سے آیا اور وادی قناۃ سے ہو کر غابہ و بحیرہ کے مشرق میں خیمہ زن ہو گیا۔ بحیرہ کے مغرب میں یہودیوں کا لشکر تھا جس کی کمان حُیَیِّ بن اخطب کر رہے تھے(11) بڑے لشکروں کی خیمہ گاہ کیلئے یہ بہت اچھی جگہیں تھیں پانی وافر تھا میدان کھلا تھا اور اونٹ گھوڑے چرانے کو کھیت اور جنگل موجود تھے۔ یہ بہت بڑا لشکر تھا اتنا بڑا کہ پورے جزیرہ نمائے عرب میں اس سے پہلے کسی لڑائی میں اتنے بڑے لشکر نے حصہ نہیں لیا تھا۔ گھوڑ سواروں کے دستے اعلیٰ قسم کے ہتھیار درجنوں قبائل کے جنگجو ابو سفیان بہت خوش تھا وہ سارے لشکروں کا کمانڈر انچیف تھا اسے یقین تھا کہ اس دفعہ اس کی ساری حسرتیں پوری ہو جائیں گی اور مسلمان اس کے اتنے بڑے لشکر کے سامنے ٹھہر نہیں سکیں گے۔

مشرکین کا کمانڈر ابو سفیان مختلف سرداروں اور گھوڑ سواروں کے ہمراہ لشکر اسلام کی خیمہ گاہ اور میدان جنگ کا جائزہ لینے نکلا وہ جبل احد کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے حرہ شرقی تک گئے علم شیخین کے قریب پہنچے تو سامنے خندق دیکھ کر رک گئے ان کے لئے یہ ایک نئی چیز تھی وہاں سے مڑے تو خندق پھر سامنے آ گئی۔ خندق کے اس پار اسلامی لشکر گاہ تھی اور خندق کے ساتھ ساتھ تیر

انداز مورچوں میں جمے ہوئے تھے۔ وہ خندق کا رخ کرتے تو تیروں کی بوچھاڑ راستہ روک لیتی۔ مشرکین حیران اور ششدر رہ گئے انہوں نے تو تصور تک نہیں کیا تھا کہ ان کی چال ایک بار پھر ناکام ہو جائے گی اور میدان کی پوری چوڑائی میں کھدی گہری خندق ان کی افرادی برتری کی جنگی حکمت کو ناکام بنا دے گی خندق کے ساتھ ساتھ گھوڑے دوڑانے اور اسلامی تیر اندازوں کی مہارت آزمانے کے بعد ■ سب اپنی لشکر گاہ میں واپس چلے گئے وہ سب رسول اللہ ﷺ اور اہل توحید سے فیصلہ کن لڑائی کا عزم لے کر آئے تھے ■ سب سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور صورت حال کے بارے میں مشورہ کرنے لگے۔ کھلی جنگ کی کوئی صورت نہیں تھی انہوں نے جبل احد کے سامنے کے میدان میں خندق کے ساتھ ساتھ اپنے دستے پھیلا دیئے اور خندق کے دونوں سروں سے آگے بھی دستے متعین کر کے مدینہ کو محاصرے میں لے لیا۔ شہر مدینہ ان کے بالکل سامنے تھا اسلامی لشکر کی خیمہ گاہ انہیں دکھائی دے رہی تھی مگر اپنی کثیر سپاہ کے باوجود وہ نہ شہر پر یلغار کر سکتے تھے اور نہ ہی اسلامی لشکر پر حملہ کر سکتے تھے وہ ناکامی کا داغ لے کر واپس چلے جانا بھی گوارا نہیں کر سکتے تھے وہ تو لڑنے آئے تھے لڑائی کے لئے خندق عبور کرنا ضروری تھا خندق عبور کرنے کے لئے وہ ایسے مقامات کی تلاش میں لگ گئے جہاں سے خندق عبور کی جا سکے۔

ناکام کوششیں

مشرکین کے سردار گھوڑ سواروں کے ہجوم میں اپنی اپنی لشکر گاہ سے نکلتے اور تیر اندازوں کے ہمراہ خندق کے کنارے تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگے ان کے کمانڈر انچیف ابو سفیان قریش کے گھوڑ سواروں کے کمانڈر خالد بن ولید، قریش کے سردار عمرو بن عاص، ہبیرہ بن ابی وہب اور ضرار بن الخطاب فہری نے کئی بار کوشش کی لیکن مسلمان تیر اندازوں نے ہر بار ان کی کوشش ناکام بنا دی وہ تیروں کی چھاؤں میں گھوڑے دوڑاتے ہوئے آگے بڑھتے تھے اور تیروں کی بارش میں پسپا ہو جاتے تھے۔ قریش مکہ اور ان کے ساتھیوں کی قبائلی غیرت کے لئے یہ بہت بڑا چیلنج تھا۔ ایک شب انہوں نے مشورہ کیا کہ صبح سب لشکر مل کر خندق کی طرف یلغار کریں گے اور خندق کے کسی حصہ پر قبضہ کر کے اپنا لشکر خندق سے دوسری طرف لے جا کر لشکر اسلام پر حملہ کر دیں گے۔ صبح ہوتے ہی فیصلے کے مطابق مشرکین نے خندق پر زبردست یلغار کر دی لیکن مسلمانوں نے اللہ کی مدد سے ان کا وہ حملہ بھی ناکام بنا دیا مشرکین خندق کے کسی بھی حصہ پر قبضہ نہ کر سکے۔
ایک صبح ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے قریش کے نامی گرامی شہسواروں کا ایک دستہ ساتھ لیا

اور بنی کنانہ کی لشکر گاہ میں پہنچ گیا اور کہنے لگا "اے بنی کنانہ لڑائی کیلئے تیار ہو جاؤ آج پتہ چل جائے گا کہ ہم میں بہادر اور شہسوار کون ہے۔" انہیں خندق کا ایک ایسا حصہ مل گیا جو کم چوڑا تھا وہ کئی دن سے اپنے گھوڑوں کو خندق عبور کرنے کی تربیت دے رہے تھے۔ چند مشرکین کے گھوڑے خندق عبور کر گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور چند مسلمانوں نے تیزی سے آگے بڑھ کر باقیوں کا راستہ روک لیا۔ عکرمہ بن ابو جہل' عمرو بن عبدود' ہبیرہ بن ابی وہب اور ضرار بن خطاب مسلمانوں میں گھر گئے۔ حضرت علی نے عمرو بن عبدود کو جہنم رسید کیا۔ حضرت عمر فاروق نے ضرار کا تعاقب کیا اور عکرمہ بن ابو جہل اپنا نیزہ چھوڑ کر واپس بھاگ گیا(12) ان کے گھوڑے انہیں واپس لے گئے عکرمہ بن ابو جہل کے نیزہ پھینک کر بھاگ جانے کے بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"اے عکرمہ تو بھاگتے وقت
اپنا نیزہ بھی ہمارے لئے چھوڑ گیا
عکرمہ اس سے پہلے شاید
تو کبھی اس طرح نہیں بھاگا ہو گا
تو پیٹھ دکھا کر ایسے بھاگ رہا تھا
جیسے نر شتر مرغ بھاگتا ہے
اور تو ادھر ادھر مڑ کر بھی نہیں دیکھتا تھا
اور بھاگتا ہی جاتا تھا
جس طرح تو نے پیٹھ دکھائی
کوئی انسان کبھی اس طرح پیٹھ نہیں دکھاتا
اور بھاگتے وقت تیری گدی پیچھے سے ایسی معلوم ہوتی
جیسے بجو کے بچے کی گدی ہو"

نوفل بن عبداللہ گھوڑا دوڑاتا ہوا خندق میں گر گیا تھا مسلمانوں نے اسے وہیں ختم کر دیا۔ ابوسفیان نے نوفل بن عبداللہ کی لاش کیلئے بارہ ہزار درہم دیت پیش کی(13) عرب اپنی لاشیں دیت ادا کر کے حاصل کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہم مردوں کی قیمت وصول نہیں کرتے یہ کسی دیت کے بغیر ہی تمہارا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے سردار کی لاش انہیں بھجوا دی(14) یہ اللہ کے نبی کے اللہ اور اس

کے دین کے دشمنوں کے ساتھ میدان جنگ میں بھی حسن سلوک کی صرف ایک مثال ہے۔ اس زمانے میں نہ کوئی ریڈ کراس جیسی تنظیم تھی نہ جنگی قیدیوں اور جنگ میں مارے جانے والوں کی لاشوں کی واپسی کا قانون اور ضابطہ تھا۔ قریش مکہ تو مسلمانوں کی لاشوں کا مثلہ کر دیا کرتے تھے اللہ کے نبیؐ نے لاشوں کی دیت کی عربوں کی روایت کو مسترد فرما کر دشمن کی لاشیں مرحلہ کار زار میں بھی بلا معاوضہ اور احترام کے ساتھ واپس کرنے کی نئی روایت ڈال دی۔

مشرکین خندق عبور کرنے کے طریقے سوچتے رہتے تھے نئے منصوبے بناتے تھے۔ ایک روز ان کا ایک گروہ پیٹ لے بل رینگتا ہوا خندق کی طرف بڑھ رہا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خندق کے اس حصہ کی نگرانی پر متعین تھے انہوں نے مشرکین کے گروہ کو دیکھ لیا اور خندق کا دفاع کرنے والے اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کر دیا کچھ ہتھیار لے کر خندق کے پشتہ کے ساتھ بیٹھ گئے کچھ نے کمانوں میں تیر چڑھا لئے جیسے ہی مشرکین خندق کے قریب پہنچے ان پر تیروں کی بارش کر دی وہ گھبرا کر پیچھے بھاگ گئے ان میں سے بہت سے زخمی ہو گئے تھے(15) مسلمان خندق کی نگرانی کے لئے دن رات چوکس رہتے تھے۔

یہودیوں کی غداری

ابو سفیان کے سارے منصوبے ناکام رہے تھے نجدی قبائل میں بددلی پھیلنے لگی تھی یہودیوں کے تعاون کا بھی کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا تھا ان کے سوار اور سالار حُیَیّ بن اخطب نے ابو سفیان کو یقین دلا دیا تھا کہ جیسے ہی مشرکین اور یہودیوں کے لشکر مدینہ پہنچیں گے بنو قریظہ بھی ان کے ساتھ مل جائیں گے لیکن ان کی طرف سے ابھی تک مشرکین کو کوئی تعاون نہیں ملا تھا ابو سفیان نے حُیَیّ بن اخطب کو بلایا "تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ مدینہ کے یہودی ہماری مدد کریں گے" ابو سفیان نے پوچھا۔

"میں اپنی بات اور وعدے پر قائم ہوں میری قوم وہی کرے گی جو میں کہوں گا" حُیَیّ بن اخطب نے جواب دیا۔

وہ جمعہ کا دن تھا ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے مشورہ کے بعد حُیَیّ بن اخطب بنو قریظہ کی بستی کی طرف چل پڑا جب وہ وہاں پہنچا تو آفتاب غروب ہو چکا تھا وہ بنو قریظہ کی قلعہ بند بستی میں اس قبیلہ کے سردار کعب بن اسد کی حویلی کی طرف گیا تو اس نے حُیَیّ کی آمد کا سن کر حویلی کا دروازہ بند کر لیا۔

حُیَی بن اخطب نے اپنا نام بتایا اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔
کعب بن اسد نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔
"حیف ہے تم پر کہ میرے لئے تم دروازہ بھی نہیں کھول رہے" حُیَی نے بلند آواز سے کہا۔
"حیف تو تم پر ہے کہ تیری آمد کبھی اچھی ثابت نہیں ہوئی میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے معاہدہ کر رکھا ہے اور میں نے اسے ہمیشہ سچا اور وفادار پایا ہے میں اس معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کروں گا" کعب بن اسد نے جواب دیا' وہ جانتا تھا کہ حُیَی کس مقصد کے لئے آیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنو قریظہ نے جو عہد کیا تھا اس میں قریش اور اس کے حامیوں کا ساتھ نہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔
"تم دروازہ تو کھولو میں تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں"
"ہرگز نہیں میں تیرے لئے اپنا دروازہ نہیں کھولوں گا"
"واللہ تو نے مجھ پر اپنا دروازہ اس لئے بند کر لیا ہے کہ میں تیرے یوم ثبت کے کھانے میں شریک نہ ہو جاؤں" حُیَی بن اخطب نے کعب بن اسد پر طنز کیا۔
کعب نے دروازہ کھول دیا۔
حُیَی نے کعب بن اسد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد و پیمان ختم کر دینے پر آمادہ کرنے کے لئے بات شروع کی "میں تیرے پاس زمانے کی عزت اور لشکر جرار لے کر آیا ہوں میں قریش مکہ کو ان کے سرداروں سمیت ساتھ لایا ہوں غطفان کو ان کے سرداروں اور سالاروں سمیت لے آیا ہوں اور ان سب نے میرے ساتھ پختہ عہد کیا ہے کہ جب تک وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ نہیں کر دیں گے واپس نہیں جائیں گے"
"تو میرے پاس زمانے کی عزت نہیں بلکہ زمانے بھر کی ذلت لے کر آیا ہے تو ایسا ابر لایا ہے جس میں گرج اور چمک کے سوا کچھ نہیں اے حُیَی مجھے میرے حال پر رہنے دے" کعب بن اسد نے جواب دیا۔
بنو قریظہ کے دیگر اہل رائے بھی مشورے میں شامل ہو گئے۔
عمرو بن اسد نے کعب سے کہا "اگر تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس جنگ میں مدد نہیں کر سکتے تو مخالفت بھی نہ کرو تم نے عہد کر رکھا ہے اس لئے سارے معاملے میں غیر جانبدار رہو"
حُیَی نے کہا "اے بنو قریظہ میری بات پر یقین کرو اللہ اس شخص سے اور اس کے اصحاب سے بیزار ہے اور ان ہلاکت کا وقت قریب آ گیا ہے تم قریش کا ساتھ دو اور مسلمانوں سے اپنا بدلہ لو۔

مجھے خدشہ ہے کہ اگر تم نے قریش کا ساتھ نہ دیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں سے نپٹ کر ■ تم پر جھپٹ پڑیں گے تم دیکھ نہیں رہے کہ میں تمہاری مدد کیلئے پندرہ ہزار عربوں کو چڑھا لایا ہوں جن میں ان کے بڑے بڑے سردار اور جنگجو شامل ہیں۔"

بنو قریظہ نے جواب دیا "ہم ان مشرکین کی عادت سے ڈرتے ہیں ہمیں خدشہ ہے کہ وہ اس دفعہ بھی بھاگ جائیں گے اگر ہم تمہارے مشورہ پر عمل کریں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اپنا عہد ختم کر دیں تو اس صورت میں ہمارا کوئی پرسان حال نہیں ہو گا مشرکین کے جانے کے بعد مسلمان ہم پر چڑھائی کر دیں تو تیرا کیا جائے گا تو تو بچ کر نکل جائے گا اور ہمارا حال ویسا ہی ہو گا جیسا تیری وجہ سے تیری قوم (بنو نضیر) کا ہوا تھا"

حُیَیّ نے کہا "مجھے قسم ہے اس تورات کی جو اللہ نے موسیٰ پر نازل کی تھی اول تو مشرکین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلے میں اس بار بھاگیں گے نہیں لیکن اگر ■ بھاگ گئے تو میں تمہارے ساتھ اسی تمہاری بستی میں مقیم ہو جاؤں گا اور جو آفت تم پر آئے گی وہی مجھ پر بھی آئے گی"

طویل مذاکرات کے بعد بنو قریظہ نے شرط پیش کر دی "تم مشرکین کے پاس جاؤ اور ان سے حلف لو کہ ان کے ستر سردار اور سوار یہاں ہماری بستی میں ہمارے پاس مقیم رہیں گے اور جس روز مشرکین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر فیصلہ کن چڑھائی کریں گے ان کے ■ سردار اور سوار ہمارے ساتھ ہوں گے اور ہم ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر چڑھائی کریں گے"

حُیَیّ بن اخطب نے بنو قریظہ کی یہ شرط مان لی بنو قریظہ نے اپنا ایک نمائندہ ابو لبابہ اس کے ساتھ کر دیا وہ دونوں قریش کے سرداروں کے پاس معاہدہ طے کرنے گئے قریش نے بنو قریظہ کی شرائط کے مطابق ان سے معاہدہ کر لیا بنو قریظہ نے دس روز کی مہلت مانگی تا کہ وہ اپنے معاملات طے کر کے ہتھیار وغیرہ جمع کر لیں قریش نے ان کی یہ شرط بھی مان لی بنو قریظہ نے کہا ان دس دنوں میں تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے اصحاب کو مصروف جنگ رکھو تا کہ وہ ہماری طرف توجہ نہ دے سکیں۔

مشرکین اور حُیَیّ بن اخطب بنو قریظہ کے ساتھ اس معاہدہ سے بہت خوش ہوئے بنو قریظہ کی بستی ریاست مدینہ کے حصار کے اندر واقع تھی ان کے پاس 900 کے قریب لڑائی کے قابل افراد تھے اگر وہ مسلمانوں پر عقب سے حملہ کر دیں تو ان کے لئے مدینہ اور دیگر بستیوں کی حفاظت کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا اور جو لشکر اس وقت خندق اور اس کے پشتوں کی حفاظت پر متعین

ہے اس کا بہت سا حصہ مدینہ اور دیگر بستیوں کی حفاظت پر لگانا پڑے گا اس سے خندق اور اس کے پشتوں کی حفاظت کرنے والوں کی تعداد کم ہو گئی تو مشرکین اپنی افرادی برتری کی وجہ سے خندق عبور کر لیں گے اور مسلمانوں چاروں طرف سے گھر جائیں گے۔

خطرناک منصوبہ

یہ ایک بہت ہی خطرناک منصوبہ تھا۔ اس سے بڑی خطرناک صورت پیدا ہو گئی اس سے بھی زیادہ خطرناک جو مشرکین مکہ و نجد کے بہت بڑے لشکروں کی چڑھائی کیوجہ سے پیدا ہو گئی تھی اور جس سے نپٹنے کیلئے اتنی لمبی اور گہری خندق کھودنا پڑی تھی بنو قریظہ سے معاہدے کے بعد مسلمانوں کو جنگ میں مصروف رکھنے کے لئے ابو سفیان نے نئی منصوبہ بندی کی اس نے حملہ کرنے والے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ بنی سعد اور بنی دینار کے لشکر کا کمانڈر ابن اعور اسلمی کو مقرر کیا اور حارث بن عوف مزنی کو اس کا معاون مقرر کر کے انہیں وادی کے بالائی حصہ کی طرف سے خندق کی طرف چڑھائی کرنے کا حکم دیا بنی فزارہ اور بنی اسد کی خیمہ گاہ خندق کے سامنے کے درمیانی حصہ میں منتقل کر دی گئی عینیہ بن حصن کے پاس بنی فزارہ کی اور طلحہ بن خویلد کے پاس بنی اسد کی کمان تھی ان دونوں کے لشکروں کو سامنے سے خندق کے درمیانی حصہ پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا گیا وادی کے زیریں حصہ سے خندق پر چڑھائی قریش کے لشکر کے ذمہ لگائی۔

طلوع آفتاب کے ساتھ ہی مشرکین کے لشکروں نے خندق پر یلغار کر دی وہ تیر اور پتھر برساتے ہوئے خندق کی طرف بڑھے مشرکین کے گھوڑ سوار خندق عبور کرنے کی کوشش کرنے لگے ایک طرف بیس ہزار کے قریب مشرک اور یہودی تھے اور دوسری طرف تین ہزار مسلمان تھے جو ساڑھے پانچ کلومیٹر لمبی خندق کے ساتھ ساتھ بکھرے ہوئے تھے صبح سے غروب آفتاب کے بعد تک مشرکین کی یلغار جاری رہی ان کا ایک دستہ پسپا ہوتا تو دوسرا حملہ کر دیتا تھا مسلمان دن بھر اپنے اپنے مورچے اور مقام سے ہل بھی نہ سکے وہ تیروں اور پتھروں سے مشرکین کا مقابلہ کرتے رہے۔ یہ حملہ اور لڑائی اس قدر شدید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کرنے کی بھی مہلت نہ ملی۔ اپنی افرادی برتری منصوبہ بندی اور جرات و بہادری کے دعوں اور نعروں کے باوجود مشرکین کسی ایک جگہ سے بھی خندق عبور نہ کر سکے۔ اہل ایمان نے اللہ کی مدد سے مشرکین کے ارادوں کو ناکام بنا دیا۔

مشرکین کی پسپائی کے بعد حضرت عمرؓ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے "یا رسولؐ اللہ میں نماز عصر اس وقت پڑھ سکا جب سورج غروب ہونے کو تھا" وہ قریش مکہ کو کوس رہے تھے جن کی یلغار کی وجہ سے وہ نماز بروقت نہیں پڑھ سکے تھے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "واللہ میں نے تو ابھی پڑھی ہی نہیں"
آپؐ نے مشرکین کو بددعا دی "اے اللہ جن لوگوں نے ہمیں عصر کی نماز پڑھنے سے روکا ہے انکے گھر اور قبریں آگ سے بھر دے"
مغرب کی نماز کا وقت بھی گزر رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر حضرت بلالؓ نے اذان دی مسلمانوں نے پہلے ظہر پھر عصر اور اس کے بعد مغرب کی نماز باجماعت ادا کی اور اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی "اے اللہ کتاب اتارنے والے' جلد حساب لینے والے احزاب اور لشکروں کو شکست دے اور ہمیں ان پر نصرت عطا فرما"
اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مشرکین کی یلغار اور مسلمانوں کی حالت کی اس طرح تصویر کشی کی ہے۔

"جب وہ (دشمن) تم پر
اوپر سے اور نیچے سے چڑھ آئے
جب تمہاری آنکھیں پتھرا گئیں
اور کلیجے منہ کو آ گئے
اور تم لوگ اللہ کے بارے میں
طرح طرح کے گمان کرنے لگے" (10:33)

حضرت اسیدؓ بن حضیر دو سو صحابہ کے ہمراہ خندق پر ہی پہرہ دیتے رہے خالد بن ولید مشرکین کے ایک گروہ کے ساتھ پلٹ کر حملہ آور ہوئے صحابہ نے انہیں بھاگ جانے پر مجبور کر دیا اس مقابلے میں حضرت طفیلؓ بن نعمان خندق کے پار سے پھینکا گیا تیر لگنے سے شہید ہو گئے۔

نئی خبر

دن بھر کے شدید مقابلے کی تھکاوٹ بھی تھی اور رات کی شدید سردی بھی خندق کے اس طرف مسلمان پہرہ دے رہے تھے تو دوسری طرف مشرکین آگ کے آلاؤ روشن کر کے ان کے

گرد بیٹھے تھے۔ جو مسلمان پہرے کی ڈیوٹی پر نہیں تھے وہ ٹھٹھرے پڑے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ اب بھی جاگ رہے تھے اور مشرکین کے ارادوں اور آئندہ کے منصوبوں کے بارے میں غور فرما رہے تھے آپؐ نے صحابہ کرام کو پکارا مگر کوئی آواز نہ آئی آپؐ خیمے سے باہر نکل کر لیٹے ہوئے مسلمانوں کی صفوں کی طرف گئے۔ ایک صحابی کے قریب پہنچ کر آپؐ نے اسے پاؤں سے ہلا کر فرمایا "یہ کون ہے؟"

"یا رسولؐ اللہ میں ہوں حذیفہ" حضرت حذیفہؓ بن یمان نے عرض کیا۔

"تم نے جواب کیوں نہ دیا؟"

"اس اللہ کی قسم جس نے آپؐ پر کتاب نازل کی ہے تھکاوٹ اور سردی کی شدت سے آواز نہ نکل سکی"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مشرکین کے لشکر کی طرف جاؤ اور معلوم کرو کہ کل صبح کے لئے ان کے کیا ارادے ہیں کیونکہ مجھے ان کے بارے میں کچھ خبر ملی ہے لشکر گاہ سے تجھے جو بھی خبر ملے میرے علاوہ کسی کو نہ بتانا"

حضرت حذیفہؓ مشرکین کے لشکر کی طرف چلے تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی "اے اللہ تو حذیفہؓ کی حفاظت فرما اس کے آگے اور پیچھے سے اور اس کے دائیں اور بائیں سے"

حضرت حذیفہ نے خندق عبور کی اور مشرکین کی لشکر گاہ میں داخل ہو گئے مشرکین کی ایک ٹولی آگ تاپ رہی تھی حضرت حذیفہ ان میں شامل ہو گئے ان کی بات چیت سے مشرکین کی حالت اور ارادوں کا جائزہ لینے کے لئے' وہ باتیں کرتے رہے حضرت حذیفہ خاموش بیٹھے سنتے رہے۔ ابو سفیان کے خیمے کی طرف سے ایک شخص اس گروہ کی طرف آیا تو مشرکین نے پوچھا "کیا خبر لائے ہو؟"

"ہر کوئی اپنے پاس والے کا ہاتھ پکڑلو" آنے والے نے الاؤ کے گرد بیٹھے مشرکین سے کہا "تاکہ میں تمہیں وہ خبر سناؤں جسے سن کر تم سب خوش ہو جاؤ گے"

اس کا مطلب تھا کہ ان کے درمیان کوئی غیر آدمی نہ ہو تاکہ وہ خبر مسلمان تک نہ پہنچ جائے۔

سب نے اپنے پاس والے کا ہاتھ پکڑ لیا حضرت حذیفہ بھی وہیں بیٹھے رہے جہاں بیٹھے تھے اور اپنے پاس بیٹھے مشرک کا ہاتھ پکڑ لیا وہ بڑے ہوشیار تھے ان کی اسی خوبی کی وجہ ہے رسولؐ اللہ نے انہیں خبریں معلوم کرنے کے مشن پر دشمن کی لشکر گاہ کی طرف بھیجا تھا۔

"ہم میں کوئی غیر نہیں تو جو کہنا چاہتا ہے کہہ" مشرکین نے آنے والے سے کہا۔

"بنو قریظہ کا سردار ابو لبابہ حُیَیّ بن اخطب کے ہمراہ ہمارے ہاں آیا تھا اس نے کہا ہے کہ ہم اپنے ستر آدمی بنو قریظہ کی بستی میں بھیج دیں تاکہ جب ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یلغار کریں تو بنو قریظہ ان ستر آدمیوں کی قیادت میں پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کردیں" آنے والے نے الاؤ والوں کو بتایا۔

حضرت حذیفہ کو بڑی اہم خبر مل گئی تھی یہ وہی خبر تھی جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "ان کے بارے میں کچھ خبر ملی ہے" وہاں سے اٹھ کر وہ ابوسفیان کے خیمے کی طرف گئے ابوسفیان بھی آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھا آگ تاپ رہا تھا انہوں نے اپنا نیزہ ابو سفیان کے جسم میں پیوست کرنے کا سوچا تو انہیں رسول اللہ ﷺ کا حکم یاد آگیا کہ وہاں کوئی ایسی حرکت نہ کرنا۔ حضرت ابو حذیفہ مشرکین کی خیمہ گاہ سے نکل کر اسلامی لشکر گاہ میں آگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردی میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے حضرت حذیفہ انتظار کرنے لگے۔ نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمے میں تشریف لے گئے اور حضرت حذیفہ کو بلوایا تو انہوں نے جو کچھ سنا تھا سب بیان کر دیا۔(16)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت حضرت سعدؓ بن معاذ، حضرت سعدؓ بن عبادہ، حضرت عبداللہؓ بن رواحہ اور حضرت خواتؓ بن جبیر کو طلب فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ابھی بنو قریظہ کی طرف جائیں اور انہیں بتائیں کہ قریش کے ساتھ ان کے معاہدے کی خبر ہمیں مل گئی ہے۔ قریش سے ان کا یہ معاہدہ اس عہد کی خلاف ورزی ہے جو انہوں نے ہم سے کر رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت فرمائی کہ وہ بنو قریظہ کو قریش کے ساتھ معاہدے پر عمل کرنے سے باز رہنے اور مسلمانوں کے ساتھ عہد کی پابندی کرنے پر آمادہ کریں۔ حضرت سعدؓ بن معاذ قبیلہ اوس اور بنی عبدالاشہل کے سردار تھے اور بنو قریظہ ان کے قبیلے کے پرانے حلیف تھے(17)

وہ چاروں اس رات کی سردی اور اندھیرے میں بنو قریظہ کی بستی کی طرف روانہ ہو گئے جب وہ وہاں پہنچے تو بنو قریظہ کے سردار بھی بستی کے دارالمشورہ میں بیٹھے آگ تاپ رہے تھے وہ بھی کوئی مشورہ کر رہے ہوں گے حضرت سعدؓ بن معاذ کے کہنے پر انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ رسولؐ اللہ کے چاروں ایلچی ان کے درمیان بیٹھ گئے اور اللہ کے رسولؐ کا پیغام ان تک پہنچا دیا اور انہیں قریش کا ساتھ نہ دینے کی ترغیب دی لیکن یہودیوں کے تو انداز ہی بدل گئے تھے۔ حضرت سعدؓ بن معاذ اوس کے سردار اور ان کے پرانے حلیف تھے حضرت سعد بن عبادہ

خزرج کے سردار تھے اس طرح مدینہ کے دونوں عرب قبیلوں کے سردار حاکم ریاست کے ایلچی کے طور پر انہیں ریاست کے دستور اور اس معاہدے کی پابندی کرنے پر آمادہ کرنے آئے تھے جو انہوں نے اس دستور کی پابندی کرنے کے لئے کر رکھا تھا اس کے باوجود یہودیوں کا رویہ بڑا جارحانہ تھا "تم نے تو ہمارے بازو توڑ دیئے ہیں (بنو نضیر کو نکال دیا ہے) اگر ہم سے مصالحت چاہتے ہو تو ان کے بارے میں اپنا فیصلہ واپس لو ورنہ ہمارا تم سے کوئی وعدہ نہیں" بنو قریظہ کے سرداروں نے کہا۔

ان کے حلیف حضرت سعدؓ بن معاذ نے انہیں سمجھانے کیلئے کہا "اے گروہ بنی قریظہ اگر تم نے ایسا کیا تو خدشہ ہے کہ تمہارا انجام بھی ویسا ہی ہو گا جو بنو نضیر کا ہوا تھا بلکہ اس سے بھی برا ہو گا"

انہوں نے جواب دیا "اگر تمہیں کھانے کی طلب ہو تو بتاؤ ہم تو کھانا ہی پیش کر سکتے ہیں"

اس جواب کا مطلب تھا کہ عہد اور مصالحت کی تو بات ہی نہ کرو۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے بہتر کوئی اور غذا نہیں ہو سکتی"

"کون اللہ کا رسولؐ؟ ہمارا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی عہد نہیں اس کی قسم جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے ہم اپنے بھائیوں کا بدلہ لے کر رہیں گے اس کیلئے جو کچھ بھی کرنا پڑا کریں گے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غصہ میں آ گئے اور معاملہ گالی گلوچ تک پہنچ گیا حضرت سعدؓ بن عبادہ نے انہیں سمجھایا "چھوڑو ہم تو گالی گلوچ سے بڑھ کر معاملے کے سلسلہ میں آئے ہیں"

اللہ اکبر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی تھی بنو قریظہ کے بارے میں جو بھی خبر ہو ان سے مذاکرات کا جو بھی نتیجہ ہو آپؐ کے علاوہ کسی اور کو اس کے بارے میں کچھ نہ بتایا جائے اگر آپؐ کے پاس صحابہ موجود ہوں تو بات اشارے میں کی جائے بنو قریظہ کی طرف جانے والے صحابہ کو واپس آتا دیکھ کر آپؐ خود ان کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے علیحدگی میں معلوم کیا کہ بنو قریظہ کا کیا رویہ رہا انہوں نے مذاکرات اور بنو قریظہ کے رویہ کے بارے میں سب کچھ آپؐ کو بتا دیا آپؐ نے ہدایت فرمائی "اس خبر کو پوشیدہ رکھو اور اچھی بات ظاہر کرو"

صحابہ کرام کے پاس واپس آ کر آپؐ نے بلند آواز میں اللہ اکبر کہا صحابہؓ کرام نے بھی مل کر اللہ اکبر کہا آپؐ نے تین دفعہ بلند آواز میں اللہ اکبر کہا اور تینوں بار صحابہ نے بلند آواز میں آپؐ کی تقلید میں اللہ اکبر کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسلمانوں اللہ کی طرف سے حمایت' نصرت اور کامیابی پر خوش ہو جاؤ"

حالات اور بھی خطرناک ہو گئے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ مسلمانوں کو کامیابی کی خوشخبری سنا رہے تھے۔ آپؐ اللہ کے سچے رسول تھے آپؐ کو اللہ کی طرف سے مدد اور نصرت پر یقین کامل تھا اور مشکلات آپؐ کے عزم و استقلال پر اثر انداز نہیں ہو سکتی تھیں۔ آپؐ نے عام مسلمانوں کی پریشانی اور خطرات سے گھبرا جانے کے خدشہ کی وجہ سے ان سے اصل صورت حال مخفی رکھی اور انہیں اللہ کی نصرت حمایت اور کامیابی کی خوشخبری دے کر حوصلہ بڑھایا۔

اللہ کی طرف سے نصرت' حمایت اور کامیابی پر یقین کامل کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ساری تدابیر اختیار کیں جو ایسے حالات میں ضروری تھیں۔ مسلم خواتین اور بچے مدینہ اور بعض دیگر بستیوں میں مقیم تھے خدشہ تھا کہ مشرک اور بنو قریظہ پیچھے سے ان پر حملہ کر دیں گے۔ خندق کی نگرانی کرنے والی افرادی قوت کی کمی کے باوجود آپؐ نے مدینہ اور مسلم بستیوں کی نگرانی کیلئے دستے ارسال فرمائے دو صد صحابہ کرام کے ایک دستہ کے سربراہ حضرت مسلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ تین صد صحابہ کے ایک اور دستے کی کمان حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کی اور انہیں حکم دیا کہ مدینہ اور دیگر بستیوں کے گرد و نواح میں چکر لگاتے رہیں۔ صحابہ کے یہ لشکر گشت کے دوران بلند آواز میں اللہ اکبر کے نعرے لگاتے رہتے تھے تاکہ یہودیوں اور مشرکوں کو پتہ چل جائے کہ اہل ایمان غافل نہیں ہوشیار اور خبردار ہیں۔ خندق کے دفاع میں اونٹوں اور گھوڑوں کی زیادہ ضرورت نہیں تھی مسلمانوں کے پاس جتنے بھی گھوڑے تھے اللہ کے رسول ﷺ نے وہ نواح مدینہ میں گشت کرنے والے دستوں کے حوالے کر دیئے تاکہ وہ تیزی سے نگرانی کر سکیں(18) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی لشکر گاہ پر شبخون کے امکان کے پیش نظر وہاں پر بھی رات کے پہریدار مقرر فرما دیئے اور ان کا آپس کا شناختی جنگی نعرہ بھی مقرر فرما دیا وہ نعرہ تھا "حم لا ینصرون" افرادی قوت کی کمی اور مشرکین کے حصار میں ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے لشکروں کے پیچھے بھی نگران دستے بھیجے تاکہ ان کی نقل و حرکت کے بارے میں آگاہی رہے اور بنو قریظہ اور مشرکین کی فوجوں کی اشتراک کے بارے میں پتہ چل سکے مسلمانوں کے یہ نگران دستے دشمن کے لشکروں کو خوراک اور چارے کی فراہمی

کے راستوں کی بھی نگرانی کرتے تھے اور ایک دستے نے خیبر کے یہودیوں کی طرف سے مشرکین کو بھیجی گئی کھجوریں بھی چھین لی تھیں(19) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی اور ارادوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا بھی مربوط سلسلہ قائم کر رکھا تھا مسلمان دن رات خندق کی نگرانی کرتے تھے حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے تھے مدینہ اور نواح مدینہ کی مسلم بستیوں کے اندر اور باہر گشت لگاتے رہتے تھے اور مشرکین کے لشکروں کو خوراک اور چارہ کی فراہمی کے راستوں کی نگرانی کرتے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ دن رات ان ساری سرگرمیوں کی نگرانی فرماتے تھے اور دشمن کے منصوبوں اور چالوں کو ناکام بنانے کی منصوبہ سازی میں مصروف رہتے تھے مدینہ میں خوراک کی پہلے ہی قلت تھی مشرکین اور یہودیوں کے اتحاد کی وجہ سے باہر سے خوراک آنے کے راستے بند ہو گئے تھے اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے خوراک کی فراہمی کا بھی نظم قائم کر دیا اور قحط کی صورت حال پیدا نہیں ہونے دی دشمنوں کے محاصرے کے درمیان بھی باہر سے اشیاء خوردنی مدینہ آتی رہیں۔

دراڑیں ڈالنے کی تدبیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے اتحاد میں دراڑیں ڈالنے کے امکانات کا بھی جائزہ لیتے رہے۔ حُیَیّ بن اخطب نے بنو غطفان کو رشوت کے وعدے پر مشرکین کے اتحاد عظیم میں شامل کیا تھا۔ حُیَیّ نے بنو غطفان سے وعدہ کیا تھا کہ اس شمولیت کے عوض وہ انہیں خیبر کی کھجوروں کی فصل کا نصف حصہ دے گا اس لحاظ سے بنو غطفان کی حیثیت کرایہ کے سپاہیوں کی تھی بنو قریظہ بھی اس اتحاد میں شامل ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو غطفان کو رشوت دے کر اس اتحاد سے الگ کرنے کا منصوبہ بنایا اور خفیہ ایلچیوں کے ذریعے ان سے مذاکرات کئے بنو غطفان کا کمانڈر عینیہ بن حصن اور بنو مرہ کا کماندار حارث بن عوف اس بات پر راضی ہو گئے کہ اگر مدینہ کی کھجوروں کی فصل کا ایک تہائی انہیں دے دیا جائے تو وہ اپنے لشکروں سمیت واپس چلے جائیں گے حُیَیّ بن اخطب کی چال کے جواب میں یہ ایک بہترین چال تھی ان کے جانے کے بعد قریش تنہا رہ جاتے بنو قریظہ بھی گھبرا کر اتحاد سے الگ ہو جاتے اس معاہدے کی تحریری دستاویز بھی تیار ہو گئی لیکن اس پر مہر ثبت کرنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ کے سرداروں حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ سے مشورہ کرنا بھی ضروری سمجھا آپؐ نے ان دونوں کو پیغام بھیج کر بلوایا(20) اور معاہدے کی تفاصیل بتائیں اور

ان کی رائے پوچھی انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ اگر تو یہ اللہ کا حکم ہے تو اس پر عمل کرنا لازم ہے یا یہ ایسا معاملہ ہے جو آپؐ کو پسند ہے یا آپؐ یہ معاہدہ ہماری خاطر کرنا چاہتے ہیں؟"
آپؐ نے فرمایا "یہ میری ذاتی رائے ہے۔ واللہ اس کا سبب یہ ہے کہ سارا عرب، تمہارے خلاف ہر طرف سے چڑھ کر آیا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کے ذریعے ان کی طاقت اور شوکت میں دراڑیں ڈال دوں"
حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ جب ہم بھی ان کے مانند مشرک تھے اللہ کی پرستش سے ان کی مانند ہی بے بہرہ اور بیزار تھے اور ان کی مانند بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے اس وقت بھی انہیں کبھی جرات نہیں ہو سکی تھی کہ ہم سے کھجور کا ایک دانہ بھی لے جائیں۔ ہاں وہ ہم سے خرید کر لے سکتے تھے یا ہم انہیں مہمان نوازی میں پیش کر دیں۔ اب جب اللہ نے ہمیں اسلام سے سرفراز کر دیا ہے اور آپؐ کی وجہ سے ہمیں عزت بخشی ہے تو ان حالات میں ہم اپنا مال انہیں دیں واللہ اس ذلت آمیز صلح کی کوئی ضرورت نہیں واللہ ہم ان سے بجز تلوار اور جہاد کے کوئی اور بات نہیں کریں گے یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ اور صلح کے معاملہ میں صحابہ کی رائے کو اہمیت دیا کرتے تھے۔ حضرت سعدؓ بن معاذ کے اس جواب سے انصار مدینہ کی رائے کا بھی پتہ چل گیا اور سارے عربوں کے مقابلے میں اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر استقلال کے ساتھ مشکلات کا سامنا کرنے کے ان کے عزم کا بھی اندازہ ہو گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا "اچھا تو اب تم جانو اور تمہارا کام"
حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے صلح کی وہ تحریر مٹا دی اور کہا "کر لیں وہ جو کچھ ہمارے خلاف کر سکتے ہیں"

مومنوں کا شیوہ

حضرت سعدؓ بن معاذ کسی کام سے اپنی بستی کی طرف گئے وہ جلد ہی محاذ جنگ پر واپس آنا چاہتے تھے ان کے ایک دوست حمل بن سعدنہ کو بھی ان کے ساتھ جانا تھا(21) مگر وہ ابھی آئے نہیں تھے۔ حضرت سعدؓ بن معاذ جلد از جلد خندق کے محاذ پر واپس جانا چاہتے تھے۔ ایک طرف فرض تھا جلدی محاذ پر پہنچنے کی خواہش تھی اور دوسری طرف حضرت حمل کو ساتھ لے جانے کی خواہش تھی اس انتظار کے لمحوں میں وہ اپنے آپ سے کہہ رہے تھے۔

٭ تھوڑا انتظار کر
تاکہ حمل بھی جنگ میں شریک ہو سکے
جب اجل کا وقت آ جائے
تو موت کا کچھ بھی ڈر نہیں"

ان کی والدہ نے سنا تو کہا "بیٹا واللہ تم نے دیر کر دی فورا" جا فورا" جا انتظار نہ کر"
حضرت سعد نے برچھا پکڑا ہوا تھا اور زرہ پہن رکھی تھی مگر زرہ چھوٹی تھی اور ان کے پورے بازو نہیں ڈھانپ سکتی تھی ایک بازو کافی زرہ سے باہر تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی اسی بستی کے قلعہ میں تھیں(22) اور حضرت معاذ کی والدہ کے پاس موجود تھیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ چلے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ان کی والدہ سے کہا "سعد کی ماں! سعد کی زرہ پورے بازو ڈھانپ لیتی تو اچھا ہوتا"
حضرت سعد کی والدہ نے کہا "کیا تمہیں خدشہ ہے کہ اس کے زرہ سے باہر بازو پر تیر لگ جائے گا؟"
حضرت سعد بن معاذ فورا" خندق کی طرف چلے گئے لڑائی میں خندق کے اس پار سے ایک تیر آیا اور حضرت سعد کے بازو میں پیوست ہو گیا جس سے ان کے بازو کی بڑی رگ (رگ اکحل) کٹ گئی۔ تیر مارنے والے نے بلند آواز سے کہا تھا "میں ابن عرفہ ہوں یہ لے تیر تھام لے"(23)
حضرت سعد بن معاذ نے کہا "اللہ تیرا چہرہ جہنم میں عرق آلودہ کرے"
رگ اکحل ایسی رگ ہے کہ اس کے کٹ جانے سے خون نچڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ حضرت سعد بن معاذ نے دعا کی "اے اللہ اگر قریش سے ابھی اور جنگ ہونی ہے تو اس میں حصہ لینے کے لئے مجھے زندہ رکھ مجھے ان سے جہاد کرنا بہت محبوب ہے کیونکہ یہ وہ قوم ہے جس نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی اس کی تکذیب کی اور اسے جلا وطن کیا تھا۔ یا اللہ اگر ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی ختم ہو چکی ہے تو اس زخم کو میری شہادت کا سبب بنا اور مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب بنو قریظہ کے معاملے میں میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں"
ایمانی قوت شوق شہادت اور عشق رسول کی یہ صرف ایک مثال ہے۔ مشرکین دن رات خندق عبور کرنے کی کوششوں میں لگے رہتے تھے ہمہ وقت اس پار سے تیر اور پتھر برساتے رہے تھے ساڑھے تین میل طویل خندق کے دفاع اور دن رات کی نگرانی نے مسلمانوں کو بہت تھکا دیا تھا شدید سردی تھی مدینہ اور گرد مدینہ کی بستیوں میں مسلمانوں کے بیوی بچوں پر یہودیوں اور

مشرکین کے حملوں کا مسلسل خدشہ لگا رہتا تھا اس کے باوجود وہ اللہ کے وعدے پر یقین کامل کے ساتھ اپنے اپنے محاذ پر ڈٹے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس جذبہ کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا:

"اور مومنوں نے جب کفار کے لشکر دیکھے
تو کہا
یہ تو وہی کچھ ہے جس کا اللہ اور اس کے
رسول (ﷺ) نے ہم سے وعدہ کیا تھا
اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا
اور مومنوں کا ایمان اور
اطاعت کا شیوہ مزید پختہ ہو گئے" (22:33)

منافقوں کی کوشش

ایمان کمزور ہو یا دل میں منافقت نے گھونسلہ بنا رکھا ہو تو آزمائش اور سختی میں دل کی بات زبان پر آ جاتی ہے بنو قریظہ کے مشرکین کے ساتھ معاہدے کی بات پھیلی تو کسی نے کہا "ہم سے وعدے تو قیصرو کسریٰ کے ممالک کی فتح اور ان کے محلات کے کئے جا رہے ہیں لیکن حالت یہ ہو گئی ہے کہ ہم رفع حاجت کیلئے بھی نہیں جا سکتے"(23) کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انہیں محاذ جنگ سے واپس اپنی بستیوں کی طرف جانے کی اجازت دے دی جائے کیونکہ ان کے بال بچے گھروں میں ہیں اور اب ان کے گھر غیر محفوظ ہو گئے ہیں(25) بعض تو یہ بھی خفیہ خفیہ مشورہ دینے لگے کہ حملہ آوروں سے اپنا معاملہ درست کر لو اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کے حوالے کر دو(26) منافق کھل کر اللہ کے رسول اور مسلمانوں کی مخالفت تو نہیں کر سکتے تھے لیکن وہ طرح طرح کے نفسیاتی حربے استعمال کرنے لگے تھے مگر اللہ کے رسول ﷺ نے اور اہل ایمان کے بے مثل جذبہ ایثار نے ان کے تمام حربے ناکام بنا دیئے اور وہ مسلمانوں کے عزم پر اثر انداز نہ ہو سکے(27) اور مسلمان پورے جوش جذبے اور حوصلے کے ساتھ دفاعی جنگ لڑتے رہے۔

مشرکوں کی ناامیدی

قریش مکہ مشرق' شمال اور جنوب کے لشکر جمع کر لائے تھے انہیں مدینہ کے اندر سے بھی

یہودیوں کا تعاون حاصل ہو گیا تھا اس کے باوجود انہیں کوئی بھی کامیابی حاصل نہیں ہو رہی تھی ان کا غرور اور دعوے مٹی میں مل گئے تھے۔ انہوں نے حُیَیّ بن اخطب کے مشورے پر مدینہ اور مسلمانوں کی آبادیوں پر رات کے وقت حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ پروگرام کے مطابق قریش اور غطفان کے ایک ایک ہزار جنگجو بنو قریظہ کے ہاں جمع ہونا تھے اور پھر سب نے مل کر پیچھے سے رات کے وقت حملہ کرنا تھا لیکن دو تین دفعہ انہیں یہ پروگرام بھی ملتوی کرنا پڑا(28) وہ تو اس خیال سے آئے تھے کہ کھلے میدان میں لڑائی ہو گی احد کے میدان میں ان کے پاس تین سو گھوڑے تھے اب وہ چھ سو گھوڑ سواروں کے دستے اور بیس ہزار کے قریب لشکر جمع کر لائے تھے انہیں اپنی کامیابی کا پورا یقین تھا لیکن اللہ کے رسولؐ نے اپنی پیغمبرانہ فراست اور سیادت سے ان کے سارے منصوبے ناکام بنا دیئے تھے اور ان کے گھوڑے تیروں کے زخموں اور بھوک سے مرنے لگے تھے چارہ نہ ملنے کی وجہ سے اونٹ مر رہے تھے ان کے لشکروں کے پاس خوراک کی کمی ہونے لگی تھی مسلمانوں کے گشتی دستوں نے انہیں خوراک کی فراہمی کافی حد تک روک دی تھی۔ سردی بھوک اور مسلسل ناکامیوں نے انہیں اپنی کامیابی اور ایک دوسرے کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا کر دیا تھا اور اللہ کی حکمت اپنا کام کر رہی تھی۔ غطفان کی مدینہ کی کھجور کی فصل کے ایک تہائی کے بدلے واپسی پر آمادگی ان کی ناامیدی اور ناکامی کا ثبوت ہے۔

نعیم بن مسعود کی چال

نعیم بن مسعود بھی بنو اشجع کے لشکر کے ساتھ آیا تھا وہی نعیم بن مسعود جسے ابو سفیان نے بیس اونٹوں کے وعدے پر مدینہ بھیجا تھا تاکہ وہ مسلمانوں کو قریش کی قوت اور ارادوں سے خوفزدہ کرکے انہیں وعدے کے مطابق بدر آنے سے باز رکھے اس وقت ▪ اپنی ساری ہوشیاری اور چرب زبانی کے باوجود ناکام ہو گیا تھا ▪ بیدار مغز بھی تھا اور چالوں سے حالات کا رخ بدل دینے کا ماہر بھی۔ وہ جنگ کے حالات اور بدلتے ہوئے انداز بھی دیکھ رہا تھا وہ مشرکین کے اتحاد میں شامل تھا اور بنو قریظہ کے ساتھ ان کے معاہدے کی شرائط سے بھی واقف تھا۔ مدینہ کے یہودیوں اور عربوں کے ساتھ اس کے پرانے تعلقات تھے اسلام کی وجہ سے ان عربوں میں جو تبدیلیاں آئی تھیں وہ بھی دیکھ چکا تھا اسلام نے مدنی معاشرے کی جو کایا پلٹ دی تھی اس سے بھی واقف تھا اور اب اتنے بڑے لشکر کے مقابلے میں مسلمانوں کے جذبہ و شوق شہادت بھی دیکھ لئے تھے ایک روز وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا "یا رسول اللہؐ میں اسلام قبول کر

چکا ہوں لیکن میری قوم کو اس بارے میں علم نہیں میں جو بھی خدمت انجام دے سکتا ہوں اس کے لئے حاضر ہوں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب فریقوں سے اس کے گہرے روابط اپنے قبیلے میں اس کے مقام اور اختیار اور اس کے حالات کا رخ بدل دینے کی صلاحیتوں سے آگاہ تھے۔ آپؐ نے فرمایا "اگر تم ہمارے ساتھ آن ملو گے تو اس سے ہماری تعداد میں صرف ایک فرد کا اضافہ ہو گا لیکن دشمنوں کو ہم سے دفع کر سکتے ہو تو کرو لڑائی ایک چال ہے"

مشرک اتحاد میں شامل ہو کر دیگر فریقوں کی مانند بنو قریظہ بھی پریشان تھے۔ حُیَی بن اخطب نے ان کے سردار کعب سے کہا تھا "میں زمانے کی عزت اور لشکر جرار لے کر آیا ہوں میں قریش مکہ کو ان کے سرداروں سمیت لایا ہوں غطفان کو ان کے سرداروں اور سالاروں سمیت لایا ہوں انہوں نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ نہیں کر دیں گے واپس نہیں جائیں گے" لیکن قریش اور غطفان کے لشکر جرار ناکام رہے تھے اور اہل اسلام کے خلاف کوئی بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکے تھے۔ بنو قریظہ سوچنے لگے تھے کہ اگر اس دفعہ بھی مشرک ناکام واپس لوٹ گئے تو ان کا اپنا انجام کیا ہو گا کیونکہ انہوں نے نہ صرف معاہدہ توڑ کر اللہ کے رسولؐ اور ریاست مدینہ کے خلاف حملہ آوروں سے کھلا تعاون کیا تھا بلکہ اپنے حلیف عرب سرداروں کی بے عزتی بھی کی تھی۔ قدیم حلیفوں سے علیحدگی ان کے سرداروں کی بے عزتی' ریاست مدینہ کے دستور کی خلاف ورزی' اس دستور کی پابندی کے عہد سے دست برداری اور حملہ آور دشمن سے تعاون انہوں نے یہ سب کچھ اس امید اور یقین پر کیا تھا کہ مشرکین کی قوت بہت بڑی ہے اور وہ اہل ایمان کا خاتمہ کر دیں گے طویل محاصرے اور اہل ایمان کے ایثار و قربانی کی وجہ سے بنو قریظہ کی امیدیں ناامیدی میں بدلنے لگی تھیں انہیں اب صاف صاف دکھائی دے رہا تھا کہ اہل ایمان کا خاتمہ ممکن نہیں اور بالآخر مشرک واپس چلے جائیں گے یہ منظر ان کے لئے بہت پریشان کن تھا بنو قریظہ نے قریش اور ان کے اتحادیوں سے تحریری ضمانت لی تھی کہ ان کے ستر سردار بنو قریظہ کی بستی میں ان کے ساتھ مقیم رہیں گے اور جب وہ پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کریں گے تو وہ ستر سردار ان کی قیادت کریں گے لیکن اتنے روز گزر جانے کے باوجود مشرکین نے معاہدے کے مطابق اپنے ستر سردار ان کی بستی میں ان کے پاس مقیم رہنے کے لئے نہیں بھیجے تھے مشرکین نے کئی بار وعدہ کیا کہ ایک ہزار قریشی اور ایک ہزار غطفان بنو قریظہ کے پاس بھیجے جائیں گے اور وہ سب مل کر مدینہ اور گرد و نواح کی بستیوں پر

حملہ کریں گے مگر انہوں نے یہ وعدہ بھی پورا نہیں کیا تھا بنو قریظہ کے بہت سے افراد نے مسلمانوں سے معاہدہ توڑنے اور قریش کے ساتھ اتحاد کرنے کی روز اول ہی مخالفت کی تھی مگر کعب اور ابو لبابہ نے ان کی مرضی کے خلاف قریش سے معاہدہ کر لیا تھا وہ جب اس صورت حال کا تجزیہ کرتے تھے تو ان کو نجات کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا تھا اب ان کے سردار بھی اپنے کئے پر پچھتانے لگے تھے۔

پریشانی اور پچھتاوے کے ان حالات میں نعیم بن مسعود ان کی بستی میں پہنچ گئے ان کے درمیان پرانے دوستانہ اور مربیانہ تعلقات تھے اس لئے نعیم کو اس موضوع کی طرف آنے میں کوئی مشکل محسوس نہ ہوئی "اے بنو قریظہ تم جانتے ہو مجھے تم سے کس قدر الفت اور پیار ہے میرا جو تم سے تعلق رہا ہے تم اس سے بھی واقف ہو" نعیم نے بات شروع کی۔

"تم سچ کہتے ہو ہمیں تم پر یقین ہے" بنو قریظہ کے سرداروں نے جواب دیا۔

نعیم نے صورت حال کی وضاحت کی "دیکھو! قریش کی اور بنو غطفان کی وہ پوزیشن نہیں ہے جو تمہاری ہے تم اس شہر کے رہنے والے ہو اس شہر میں تمہارے کھیت اور باغات (اموال) ہیں تمہارے بال بچے یہاں رہتے ہیں اس لئے تم یہ شہر چھوڑ کر کہیں اور نہیں جا سکتے تمہیں یہیں رہنا ہے قریش اور غطفان کے نہ یہاں گھر ہیں نہ املاک ہیں ان کے بال بچے بھی یہاں نہیں رہتے وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کرنے آئے ہیں اگر انہیں کوئی موقعہ مل گیا تو قدم اٹھائیں گے ورنہ واپس چلے جائیں گے اور تمہیں اس شخص کے رحم و کرم پر چھوڑ جائیں گے۔ اس صورت حال میں تمہارا کیا حال ہو گا؟ تم اکیلے تو اس کا مقابلہ نہیں کر سکو گے اس لئے تم قریش اور غطفان سے کہو کہ وہ وعدے کے مطابق اپنے ستر سردار تمہارے پاس بھیج دیں اور ان سے کہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خاتمہ تک وہ سردار تمہارے پاس رہیں گے اور تم انہیں واپس نہیں جانے دو گے اگر وہ تمہاری یہ شرط مان لیتے ہیں تو پھر اپنے ستر سرداروں کی واپسی کے لئے انہیں مجبوراً" محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کے خاتمہ تک لڑنا پڑے گا اور وہ تمہیں چھوڑ کر واپس نہیں جا سکیں گے اور اگر قریش اور غطفان تمہاری یہ شرط نہیں مانتے تو تم ان سے کہہ دو کہ اس صورت میں تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ان کا ساتھ نہیں دو گے اور محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب کے خلاف لڑائی میں شریک نہیں ہو گے"

بنو قریظہ کو قریش اور غطفان کے ساتھ معاہدے کی یہ تشریح اور نعیم بن مسعود کی تجویز پسند آئی۔ نعیم بن مسعود غطفان کے سرداروں میں سے تھا وہ اس معاہدے سے باخبر تھا بنو قریظہ

جس صورت حال میں پھنس گئے تھے اس کی وضاحت کر کے اس نے جو تجویز پیش کی تھی بنو قریظہ کے لئے وہ امید کی نئی کرن کی حیثیت رکھتی تھی "تم نے اچھا مشورہ دیا" بنو قریظہ نے خوش ہو کر کہا۔

اس کے بعد نعیم قریش کی لشکر گاہ میں گیا ابو سفیان اور اس کے ساتھی سرداروں سے کہا "تم جانتے ہو کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مخالف اور تمہارا ساتھی اور ہمدرد ہوں مجھے ایک خبر ملی ہے وہ خبر تم تک پہنچانا چاہتا ہوں یہ میرا فرض ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تم وہ خبر کسی اور کو نہیں بتاؤ گے اور نہ ہی یہ ظاہر کرو گے کہ وہ خبر میں نے تم تک پہنچائی ہے"

قریش مکہ سے بھی اس کے پرانے دوستانہ اور اعتماد کے تعلقات تھے ▪ ان کا شریک مشورہ رہا تھا اور ان کے اتحاد میں شامل سرداروں میں ہی ایک تھا وہ فوراً تیار ہو گئے "ہم جیسے تم کہتے ہو ویسے ہی کریں گے" انہوں نے جواب دیا۔

نعیم نے کہا "مجھے معلوم ہوا کہ بنو قریظہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عہد توڑنے پر پشیمان ہیں اور انہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیغام بھیجا ہے کہ ہم آپ سے عہد توڑنے پر شرمندہ ہیں اور پوچھا ہے کہ کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ ہم قریش اور غطفان کے کچھ سردار پکڑ کر آپ کے حوالے کر دیں اور آپ ان کی گردنیں اڑا دیں اس کے بعد ہم اور آپ مل کر قریش اور غطفان سے لڑیں اور انہیں مار بھگائیں۔ میں نے سنا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بنو قریظہ کی اس تجویز کی تائید کر دی ہے۔ تم بنو قریظہ کے پاس کسی کو بھیج کر ان کا جائزہ تو لو اور اگر جو کچھ میں نے بتایا ہے وہ سچ ہو اور بنو قریظہ تم سے کچھ آدمی بطور ضمانت مانگیں تو اپنے آدمی ہرگز ان کے حوالے نہ کرنا"

قریش کے سرداروں کے دل میں بھی نعیم کی بات بیٹھ گئی۔

وہاں سے ▪ اپنی قوم بنو غطفان کے سرداروں کے پاس گیا اور انہیں بھی راز داری کی شرط پر وہی بات بتائی اور سمجھائی جو قریش مکہ کے سرداروں کو بتا اور سمجھا چکا تھا۔

بنو غطفان کے سرداروں نے بھی اس کی بات پر یقین کر لیا۔

ابو سفیان نے قریش اور غطفان کے سرداروں سے مشورہ کیا اور بنو قریظہ کے پاس ایک وفد بھیجا اس وفد کا سربراہ عکرمہ بن ابوجہل تھا انہوں نے بنو قریظہ سے کہا "ہم پردیس میں ہیں اس وجہ سے یہاں قیام اور ضروریات کا مناسب انتظام نہیں کر سکتے ہمارے اونٹ اور گھوڑے مر رہے ہیں ہم فیصلہ کیلئے زیادہ انتظار نہیں کر سکتے ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فارغ ہونا چاہتے ہیں

تیار ہو جاؤ اور کل صبح ہمارے ساتھ مل کر اس سے جنگ کرو"
"ایک تو کل ہمارا یوم سبت ہے اس روز ہم کوئی کام نہیں کیا کرتے ہماری قوم کے کچھ لوگوں نے یوم سبت کے بارے میں نئی بات پیدا کی تھی اور وہ بندر اور سور بن گئے تھے دوسرے ہمیں خدشہ ہے کہ جب جنگ تمہیں چبا ڈالے گی اور تمہارے لئے لڑائی جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا تو تم ہمیں چھوڑ کر اور اپنا بوریا بستر لپیٹ کر واپس چلے جاؤ گے اور ہمیں اس آدمی (محمد ﷺ) کے حوالے کر جاؤ گے اس صورت میں ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے لہٰذا جب تک تم اپنے کچھ قابل اعتماد آدمی بطور ضمانت ہمارے حوالے نہیں کرو گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کے خاتمہ تک تم واپس نہیں جاؤ گے ہم تمہارے ساتھ مل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف جنگ نہیں کریں گے۔"

یہ وہی بات تھی جو نعیم بن مسعود نے انہیں سمجھائی تھی۔

قریش کا وفد بھی وہی بات سن رہا تھا جو نعیم بن مسعود نے انہیں بتائی تھی۔

قریش اور بنو غطفان کا وفد شکوک و شبہات اور بنو قریظہ کی شرائط لے کر واپس چلے گیا۔

ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں نے بنو قریظہ کا جواب اور شرائط سنیں تو انہیں نعیم بن مسعود کی خبر پر یقین آگیا انہوں نے بنو قریظہ کو پیغام بھیجا کہ ہم ایک آدمی بھی تمہیں ضمانت کے طور پر نہیں دیں گے اس ضمانت کے بغیر ہمارے ساتھ شامل ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف لڑنا چاہتے ہو تو کل جنگ کے لئے نکلو۔

قریش کے اس جواب سے بنو قریظہ کے شبہات گہرے ہو گئے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور کہا کہ یہ لوگ تو صرف لڑائی کرنے آئے ہیں کامیاب ہو گئے تو لوٹ مار کریں گے ناکام رہے تو اپنے شہروں کو واپس چلے جائیں گے اور ہم تنہا رہ جائیں گے۔ انہوں نے ابو سفیان کے ایلچی کو بھی وہی جواب دیا جو عکرمہ اور اس کے ساتھیوں کو دے چکے تھے کہ جب تک تم اپنے آدمی بطور ضمانت ہمارے سپرد نہیں کرو گے ہم تمہارے ساتھ لڑائی میں شریک نہیں ہوں گے۔

حُیَیّ بن اخطب کا فرار

ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں نے ابھی تک حُیَیّ بن اخطب کو کچھ نہیں بتایا تھا نعیم بن مسعود کی خبر کی تصدیق کے لئے عکرمہ بن ابوجہل کی قیادت میں انہوں نے بنو قریظہ کے پاس وفد بھیجا تو بھی حُیَیّ کو کچھ نہ بتایا تھا وہ اس کے علم کے بغیر ہی بنو قریظہ سے مذاکرات کرتے رہے تھے۔

ابو سفیان نے حُیَیّ بن اخطب سے پوچھا "تم نے وعدہ کیا تھا کہ تمہاری قوم ہماری مدد کرے گی لیکن انہوں نے یہ وعدہ پورا نہیں کیا اور ہمیں دھوکہ دیا ہے"

"قسم ہے تورات کی ہم یوم سبت کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے سبت گزر جائے تو اتوار کے روز بنو قریظہ تمہارے ساتھ مل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ضرور لڑیں گے" حُیَیّ نے جواب دیا۔

"مگر انہوں نے تو کہا ہے کہ ہم انہیں ضمانت کے طور پر ستر آدمی دیں اور جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ نہ کر دیں وہ آدمی ان کے پاس رہیں گے اور اس کے بغیر ہمارا ساتھ نہیں دیں گے" ابو سفیان نے اسے بتایا۔

حُیَیّ بن اخطب نے بنو قریظہ کے اس جواب پر حیرانی ظاہر کی۔

ابو سفیان اس کے چہرے پر آنکھیں جمائے اس کے تاثرات کا جائزہ لیتا رہا۔

"قسم ہے لات کی یہ سب کچھ تمہارا کیا دھرا ہے ہمیں تم نے دھوکہ دیا ہے تم اپنی قوم کی اس دھوکے بازی میں برابر کے شریک ہو میں اس کا ذمہ دار تمہیں سمجھتا ہوں"

"نہیں! قسم ہے تورات کی میں غدار نہیں ہوں مجھے نہ اس کا علم ہے اور نہ ہی بنو قریظہ نے اس بارے میں مجھے کچھ بتایا ہے" حُیَیّ بن اخطب نے ابو سفیان کے الزام پر احتجاج کرتے ہوئے صفائی پیش کی۔

مگر ابو سفیان کو اس کی بات پر کوئی یقین نہ آیا۔

حُیَیّ بن اخطب بنو قریظہ کے پاس گیا اور پھر واپس نہ آیا۔ اسے خدشہ تھا کہ ابو سفیان اسے قتل کرا دے گا(29) حُیَیّ بن اخطب کے لشکر گاہ سے فرار سے ابو سفیان کا شبہ یقین میں بدل گیا۔

احزاب میں انتشار

بنو غطفان اور ان کے ساتھی نجدی قبائل کے سردار بھی بنو قریظہ کے ساتھ مذاکرات میں شامل رہے تھے اور ان کے جواب سے واقف تھے حُیَیّ بن اخطب کے فرار سے ان کے شبہات بھی گہرے ہو گئے وہ تو فوری کامیابی کے وعدوں اور یقین کے ساتھ آئے تھے اور دو ہفتے سے احد کے دامن میں پڑے تھے ان کے اونٹ اور گھوڑے بھوک سے مر رہے تھے بہت سے گھوڑے مسلمانوں کے تیروں سے چھلنی ہو چکے تھے اور ان کی لشکر گاہ میں خوراک کی شدید قلت پیدا ہو گئی تھی مگر انہیں حاصل کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ خیبر کی کھجوروں کی فصل سے حصہ ملنے کی بھی اب

کوئی امید نہیں رہی تھی باہمی عدم اعتماد اور شکوک و شبہات کے سپولئے دماغوں سے نکل کر لشکر گاہوں اور خیموں میں رینگنے لگے اور دل کی باتیں زبانوں پر آنے لگیں۔

مایوس کمانداروں کا منصوبہ

ابو سفیان اس صورت حال سے اور بھی پریشان ہو گیا بنو قریظہ نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا حُیّیؔ بن اخطب بھاگ کر بنو قریظہ کے ہاں جا چھپا تھا بنو غطفان اور ان کے ساتھی دیگر بدو قبائل محاصرے سے بیزار ہو گئے تھے اور انہیں محاصرہ جاری رکھنے میں کوئی دنیاوی فائدہ دکھائی نہیں دیتا تھا وہ سوچنے لگے تھے کہ اس بے فائدہ محاصرہ کو جاری رکھیں یا اس سے الگ ہو کر واپس چلے جائیں۔ ابو سفیان کیلئے اس سے زیادہ پریشانی کی بات اور کیا ہو سکتی تھی؟ اس صورت حال اور باہمی نفاق پر قابو پانے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ فوری طور پر فیصلہ کن لڑائی کا اعلان کر دیا جائے ابو سفیان نے ایسا ہی کیا اس نے اپنے سرداروں کو جمع کیا اور اعلان کیا "اے معشر قریش اور وہ لوگو جو جہاں جمع ہو جان لو کہ اب تک ہم بندروں اور سوروں کی طرف سے مدد کا انتظار کرتے رہے ہیں میں بنو قریظہ کے ساتھ معاہدے سے بیزار ہوں اور اس لئے علیحدگی کا اعلان کرتا ہوں تم سب مل کر کل صبح خندق پر یلغار کر دو اور جب تک فتح حاصل نہ ہو جائے خندق سے پیچھے نہ ہٹو (30) ابو سفیان کے اس اعلان کے ساتھ ہی مشرکین کی لشکر گاہوں میں فیصلہ کن حملے کی تیاریاں ہونے لگیں۔

اللہ کا احسان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز کے بعد دعا کی تھی۔

- "اے اللہ!
  کتاب اتارنے والے
  جلد حساب لینے والے
  احزاب کے لشکروں کو شکست دے
  اور ان کے پاؤں اکھیڑ دے"

اس روز سے آپ ﷺ مسلسل یہ دعا کر رہے تھے ابو سفیان کی طرف سے فیصلہ کن یلغار کے اعلان کی خبر ملی تو آپؐ نے دفاعی انتظامات کا جائزہ لیا۔ حضرت عبداللہؓ بن عمر نے کھانا اور لحاف

لانے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا "تمہیں میرا جو بھی صحابی ملے اسے کہنا میرے پاس آ جائے" حضرت عبداللہ کہتے ہیں "مجھے جو بھی مسلمان ملا میں نے اسے اللہ کے رسول ﷺ کا پیغام پہنچا دیا اور جس کسی مسلمان نے بھی اللہ کے رسولؐ کا پیغام سنا الٹے پاؤں فورا" حضور ﷺ کی طرف چل دیا یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے مڑ کر بھی نہیں دیکھا"

ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے سردی ناقابل برداشت ہو گئی تھی اور اہل ایمان اگلی صبح مشرکین کے لشکروں سے مقابلہ کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے تھے اللہ کے رسول ﷺ نے نماز کی نیت باندھ لی تھی اور اللہ سے دعا کر رہے تھے اور پھر دعائیں سننے والے نے برفیلی ہوا کا شدید طوفان بھیج دیا طوفانی ہوا بہت تیز تھی سردی سے بچنے کے لئے مشرکین نے خیموں میں پناہ لی تو ہواؤں نے ان کے خیمے اکھاڑ پھینکے ان کے چولہے اور آگ کے الاؤ بجھ گئے تو وہ ایک دوسرے سے لپٹ لپٹ کر سردی سے بچنے کی کوشش کرنے لگے۔ مشرکین کی لشکر گاہیں کھلے میدان میں ہوا کے رخ پر تھیں اور ان کے خیمے طوفانی ہوا کی زد میں تھے۔ اہل ایمان کی لشکر گاہ جبل سلع کے دامن میں تھی اور جبل سے ٹکرانے والی ہواؤں سے ان کے خیمے محفوظ تھے مگر سردی کی شدت تو وہاں بھی تھی مسلمان بھی اپنے اپنے خیموں میں سردی سے ٹھٹھرے پڑے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سردی اور طوفان میں بھی اپنے خیمے میں اللہ کے حضور کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور اللہ سے احزاب کے لشکروں کو ہلا کر رکھ دینے اور ان کے پاؤں اکھیڑ دینے کی دعائیں مانگ رہے تھے۔

آپ ﷺ کو اللہ کی طرف سے نصرت پر یقین کامل تھا آپؐ کی دعاؤں کی قبولیت کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے اس کے باوجود آپؐ نے ساری وہ تدابیر اختیار کیں جو ایسے حالات میں وسعت نظر رکھنے والے کماندار کیلئے اختیار کرنا ضروری تھا۔ آپؐ نے صحابہ کو واپس اپنے اپنے مورچوں میں آ جانے کا پیغام بھیجا سب مسلمان ہوشیار اور خبردار ہو گئے تھے لیکن اندھیرے سردی اور طوفان میں دشمنوں کی طرف سے کسی حملہ کا امکان بھی ہو سکتا تھا دشمن کی لشکر گاہوں کے حالات جاننا بھی ضروری تھا تاکہ ان کے ارادوں اور منصوبوں کا توڑ کیا جا سکے۔ نماز اور دعا میں وقفہ کر کے حضور ﷺ خیمے سے باہر آئے ایک جگہ کچھ صحابہ بیٹھے تھے ان میں حضرت ابو حذیفہ بھی تھے آپ ﷺ نے ان سے کہا "کافروں میں ایک حادثہ رونما ہوا ہے جاؤ اور خبر لاؤ"

اور احزاب کے پاؤں اکھڑ گئے

حضرت ابو حذیفہؓ مشرکین کے لشکروں کی طرف گئے تو طلیحہ بن خویلد پکار پکار کر کہہ رہا تھا

"اے قوم! محمد (ﷺ) نے اب تم پر سحر کو ظاہر کیا ہے اپنے آپ کو اس سے بچاؤ"

ابو سفیان اپنے ساتھیوں سے مخاطب تھا "اے قوم قریش واللہ اب تمہارا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہمارے اونٹ اور گھوڑے ہلاک ہو رہے ہیں بنو قریظہ نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے آندھی کا زور تم دیکھ رہے ہو نہ ہماری ہانڈی کو قرار ہے نہ خیمے کو ثبات ہے میں تو کوچ کر رہا ہوں تم بھی کوچ کرو"

پھر وہ سب اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے بہت سا سامان وہیں چھوڑ کر اپنے اپنے علاقوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابو سفیان نے عمرو بن عاص اور خالد بن ولید کو دو سو گھوڑوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیا تاکہ وہ ان کے بھاگتے ہوئے لشکر کے عقب کی نگرانی کریں اور خود آگے نکل گیا اپنے لشکروں کے ساتھ ایک بار پھر میدان جنگ سے فرار ہو گیا اللہ کی تدبیر کے سامنے اس کی ایک بھی چال کامیاب نہ ہو سکی۔

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک نماز میں کھڑے تھے آپ نے سلام پھیرا تو حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کر دیا۔ حضور ﷺ نے اللہ کی تعریف کی۔

حضرت ابو حذیفہؓ سردی سے کانپ رہے تھے آپ ﷺ نے اپنے کمبل کا ایک سرا ان پر ڈال دیا۔ اللہ کے رسولؐ اور صحابہ کرامؓ نے وہ رات وہیں بسر کی اور صبح مدینہ واپس آ گئے اللہ کے نبی نے مسلمانوں کو بشارت دی "اب قریش کبھی تم پر حملہ آور نہ ہوں گے بلکہ تم ان پر حملہ آور ہو گے"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

- "اے ایمان والو!

اللہ کے اس احسان کو یاد کرو
جو اس نے تم پر اس وقت کیا
جب تم پر لشکر کے لشکر چڑھ آئے تھے
پھر ہم نے ان پر تند و تیز آندھی
اور ایسے لشکر بھیجے تھے
جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں
اور تم جو کچھ کرتے ہو

اللہ تعالیٰ ... سب کچھ دیکھتا ہے" (9:33)

بہترین نمونہ

دشمن کے لشکروں (احزاب) کی چڑھائی کی خبر موصول ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا کہ اتنے بڑے دشمن کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟ حضرت سلمان فارسی ؓ نے خندق کھودنے کی تجویز پیش کی تو آپؐ نے اس تجویز کا جائزہ لے کر اسے قبول فرمالیا۔ سلمان فارسی کوئی سردار نہیں تھے ان کا جزیرہ نمائے عرب میں نہ اپنا قبیلہ تھا نہ کوئی رشتہ دار' ... فارس (ایران) کے رہنے والے تھے غلامی میں بکتے ہوئے مدینہ آئے تھے اور رسولؐ اللہ کے حکم پر مسلمانوں نے مل کر انہیں ایک یہودی کی غلامی سے نجات دلائی تھی اللہ کے رسولؐ نے دور دیس سے آنے والے اور غلامی سے آزادی پانے والے سلمان کی تجویز کو قبول فرمالیا۔ جزیرہ نمائے عرب میں پہلے کسی نے کبھی خندق نہیں کھودی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ اور مسلمانوں نے کبھی کسی ایسی لڑائی میں شرکت نہیں کی تھی جس میں خندق کا دفاع کرنے یا خندق عبور کرنے کا مسئلہ درپیش ہو آپؐ نے تجویز قبول فرمائی تو سب مسلمانوں نے اس سے اتفاق کرلیا سارے ہی مسلمان خندق کھودنے میں لگ گئے ان کے پاس خندق کھودنے کے اوزار نہیں تھے انہیں خندق کھودنے کا تجربہ بھی نہیں تھا لیکن بھوک اور شدید سردی کے باوجود وہ سب دن رات خندق کھودتے رہے بھوک کے ساتھ سردی میں خندق کھودنے میں اللہ کے رسول ﷺ خود ان کے ساتھ شامل رہے آپؐ بھی اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا اٹھا کر باہر لاتے تھے اور جب خندق کھودنے والے رجز گاتے تھے تو آپؐ بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاتے تھے جو مشکل کسی اور سے حل نہیں ہوتی تھی جو چٹان کوئی اور توڑ نہیں سکتا تھا وہ مشکل آپ ﷺ حل کرتے تھے اور ... چٹان آپؐ توڑتے تھے اپنے عمل اور قول سے آپؐ خندق کھودنے والوں کا حوصلہ بڑھاتے تھے انہیں ترغیب دیتے تھے اگر کھانا آتا تھا تو سب میں بانٹ دیتے تھے اور سب کی بھوک میں حصہ بٹاتے تھے۔

خندق کھودنے والے صحابہ کرام کبھی رات کو اپنے گھروں کی طرف بھی چلے جاتے تھے لیکن آپؐ دن رات وہیں مقیم رہے آپؐ نے اسی میدان میں اپنا کیمپ آفس قائم کرلیا تھا آپؐ کی قیادت اور نگرانی میں اہل ایمان نے صرف چھ دنوں میں ساڑھے پانچ کلومیٹر لمبی خندق مکمل کرلی تھی جو آج تک انجینئرنگ کا بے مثل نمونہ مانی جاتی ہے یہ آپؐ کی قیادت کا معجزہ تھا۔

جنگ شروع ہوئی تو آپؐ خندق کی نگرانی کرنے والوں کو ہدایات دیتے تھے دشمن کے کیمپوں

سے خبریں حاصل کرتے تھے یہودیوں کی چالوں سے مدینہ کی بستیوں کا دفاع کرتے تھے اور دشمنوں کے منصوبوں کو ناکام بناتے تھے اور اللہ سے فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے تھے۔ اللہ کی طرف سے مدد پر یقین کامل کے باوجود آپؐ نے وہ سب دنیاوی تدابیر اختیار کیں جو ایسے حالات کا تقاضہ تھیں آپؐ نے صرف دعاؤں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تدبیر سے تقدیر کی راہیں ہموار کیں دشمن کی رسد کی فراہمی کے راستے کاٹے مسلمانوں کو رسد کی فراہمی کا اہتمام کیا شدید سردی میں جب دوسرے مورچوں اور خیموں میں ہوتے تھے تو آپؐ نماز میں کھڑے ہوتے تھے اور اللہ سے دعائیں کر رہے ہوتے تھے جب خندق کے کسی حصہ پر یلغار شدت اختیار کر جاتی تھی تو آپؐ بذات خود وہاں موجود ہوتے تھے اور نماز بھی بروقت ادا نہیں کر سکتے تھے منافق مسلمانوں میں خوف اور انتشار پیدا کرنے کی جدوجہد کرتے رہے آپؐ نے اپنی حکمت عملی اور مثال سے ان کی چالوں کو ناکام بنا دیا اور دشمنوں کے لشکروں میں خوف اور اختلافات کی فضا پیدا کر کے انہیں میدان جنگ سے بھگا دیا۔
فیصلہ' تدبیر' عمل اور ترغیب میں آپؐ نے اعلیٰ قائدانہ نمونہ پیش کیا اور اللہ نے آپؐ کی مدد فرمائی۔

اسلام اور رسول اسلام کے کٹر دشمن بھی آپؐ کی قائدانہ صلاحیتوں کو ماننے پر مجبور ہیں خندق کی اس آزمائش کے بارے میں ایک سب سے ہوشیار اور مکار مستشرق نے لکھا ہے "فوجی محاذ پر مکہ والوں کی ناکامی کا سبب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برتر منصوبہ بندی اور شاید آپؐ کا خبریں حاصل کرنے کا برتر نظام اور خفیہ ایجنٹ تھے"(31) اور "جنگ کا یہ نتیجہ مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور ڈسپلن کی وجہ سے برآمد ہوا"(32) مشرکین مکہ نے جب بھی مسلمانوں کے خلاف لشکر جمع کیا یہی اعلان کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو مٹا کر واپس آئیں گے۔ بدر کے غزوہ کے وقت احد کی آزمائش میں اور خندق کے محاصرہ کے لئے چڑھائی کرتے ہوئے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو یہی یقین دلایا تھا وہ اپنے ساتھیوں کو یہی کہتے رہے تھے عددی اور دنیاوی معیاروں کے حوالے سے دیکھا جائے تو ان کے دعووں کی بنیادیں کافی مضبوط تھیں لیکن اللہ کی تدبیر کے سامنے کس کی چل سکتی ہے(33) مشرکین کو ہر بار اپنی امیدوں اور ارادوں کے بے گور و کفن لاشے چھوڑ کر فرار ہونا پڑا اہل ایمان نے رسول اللہ ﷺ کی قیادت اور اللہ کی مدد کی بدولت ہر بار اپنے سے کئی گنا بڑی سپاہ کو ناکام و نامراد واپس جانے پر مجبور کر دیا(34)
غزوہ خندق میں حضرت انس بن اوس حضرت عبداللہ بن سہل' حضرت طفیل بن نعمان' حضرت ثعلبہ بن غنمہ اور حضرت کعب بن زید نے شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔ حضرت سعد بن معاذ کی

شہادت بھی اسی زخم سے ہوئی جو ان کے بازو میں تیر لگا تھا۔
مشرکین میں سے منیہ بن عثمان، نوفل بن عبداللہ اور عمرو بن عبدود جہنم کی گہرائیوں میں جا پہنچے۔

حواشی / حوالہ جات

-1 Martin Lings/Muhammad _ His Life based on the earliest sources/services book club, 1985, P: 215.

-2 مودودی، تفہیم القرآن جلد چہارم، لاہور 1973ء، صفحہ 58

-3 محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور، اسلام آباد 1985ء، صفحہ 272

-4 عبدالباری، رسول کریم کی جنگی اسکیم، الفیصل لاہور، صفحہ 115

-5 شاہ محمد جعفر پھلواری، پیغمبر انسانیت، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور 1990ء، صفحہ 297

-6 ابن کثیر، تفسیر جلد چہارم، مکتبہ قدوسیہ لاہور، صفحہ 224

-7 (الف) It was a severe winter and February ■■■ be ■ very cold month in Madinah (Note 3680 / *Mushaf Al Madinah An Nabwiyah* / P: 1241.

(ب) سید امیر علی نے غزوہ خندق کی تاریخ 2 فروری 627ء لکھی ہے۔

(The Spirit of Islam - P: 78)

-8 "ابن اسحاق، واقدی، ابن کثیر، عروہ بن زبیر بیہقی اور قتادہ کے مطابق غزوہ خندق شوال 5 ہجری کا واقعہ ہے ابن حبیب نے غزوہ خندق کی تاریخ 10 شوال لکھی ہے۔"

-9 بعض روایات کے مطابق خندق کی کھدائی 20 دن میں مکمل ہوئی تھی۔ واقدی نے یہ مدت 24 روز دی ہے ایک روایت 15 روز کی بھی ہے اور بعض روایتوں کے مطابق خندق کی کھدائی ایک مہینہ جاری رہی تھی لیکن اگر ان مقامات کا مدینہ سے فاصلہ دیکھا جائے جہاں جہاں سے مشرکین کے لشکر ریاست مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے تھے تو چھ روز کی روایت ہی درست معلوم ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خندق کی کھدائی کے بارے میں مشورہ اور فیصلہ مکہ سے قریش کے لشکر کی روانگی کے بعد فرمایا تھا اس فیصلہ کے بعد آپؐ نے ان مقامات کا سروے فرمایا تھا جہاں خندق کھودی جا سکتی تھی اور اس کے بعد خندق کھودنے کا سامان جمع کر کے کھدائی شروع کی تھی۔ اگر خندق 15 یا 20 دن میں مکمل ہوئی تھی تو مشرکین کے لشکر کو تو خندق مکمل ہونے سے بہت پہلے مدینہ پہنچ جانا چاہیے تھے جبکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ مشرکین کے آنے سے پہلے خندق کی کھدائی مکمل ہو چکی تھی۔

-10 محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد 1985ء، صفحہ 274

-11 عبدالباری، رسول کریم ﷺ کی جنگی اسکیم، الفیصل لاہور، صفحہ 126

-12 پانچ مشرکین کے خندق عبور کرنے کا واقعہ ابن سعد اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے لیکن دونوں نے اس کی کوئی سند بیان نہیں کی۔ ابن اسحاق اور ابن سعد دونوں نے لکھا ہے کہ حضرت علی ؓ نے عمرو بن عبدود کو قتل کر دیا تھا ابن سعد کے مطابق حضرت زبیر بن العوام نے نوفل بن عبداللہ کو جہنم رسید کیا تھا۔

طبری نے الزہری کی مرسل روایت کے حوالے سے حضرت علی کے عمرو بن عبدود کو قتل کرنے کی تفصیل بیان کی ہے لیکن محدثین الزہری کی مرسل روایت کو بھی کمزور قرار دیتے ہیں اس حوالے سے احادیث روایات کو پرکھنے کے معیار پر یہ واقعہ پورا نہیں اترتا۔ ابن اسحاق نے عمرو بن عبدود کے قتل کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو اشعار منسوب کئے ہیں ابن کثیر نے لکھا ہے کہ فن شعر کے ماہرین کی اکثریت ان اشعار کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شعر ہونے پر شک کرتی ہے مگر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ عکرمہ بن ابو جہل اپنا نیزہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اور ایسے اشعار کی اپنی تاریخی حیثیت ہوتی ہے لہٰذا جہاں تک مشرکین کے پانچ سواروں کے خندق عبور کرنے کا تعلق ہے اس میں شک کی گنجائش کم ہے۔

13- بعض روایتوں میں دس ہزار درہم کی رقم ہے جب کہ واقدی نے نوفل بن عبداللہ کی لاش کے بدلے مشرکین کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سو اونٹ دیت والی روایت بیان کی ہے۔

14- عمرو بن عبدود کے بارے میں ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ وہ قریش کا بہت نامی جنگجو تھا لیکن قریش کی طرف سے اس کی لاش کی واپسی کیلئے کسی دیت کا ذکر نہیں ملتا واقدی کی روایت کے مطابق ایک دن کی شدید جنگ کے بعد نوفل بن عبداللہ نے شام کے اندھیرے میں خندق عبور کرنے کی کوشش کی تھی اور گھوڑے سمیت خندق میں گر کر ہلاک ہو گیا تھا اور ابو سفیان نے اس کی لاش کے عوض ایک سو اونٹ دیت پیش کی تھی (مغازی الرسول صفحہ 287) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن سعد کی وہ روایت درست نہیں جس کے مطابق خندق عبور کرنے والوں میں نوفل بن عبداللہ بھی شامل تھا اگر اس روایت کو درست مان لیا جائے تو پھر تو ابو سفیان کو نوفل بن عبداللہ اور عمرو بن عبدود اپنے دو مقتولوں کی لاشوں کی دیت ادا کرنے کا پیغام بھیجنا چاہیے تھا۔

15- عبدالباری' رسول اللہ کی جنگی اسکیم' الفیصل لاہور' صفحہ 127

16- ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو قریظہ اور قریش کے درمیان معاہدے کی خبر دی تھی۔

17- بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت زبیر کو بھیجا تھا کہ وہ بنو قریظہ اور قریش کے درمیان معاہدے کی خبر کی تحقیق کر کے آئیں۔ بعض نے اس کے ساتھ یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا "میرے ماں باپ تم پر قربان ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے" انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت زبیر کو رسول اللہ نے حکم دیا تھا کہ وہ بنو قریظہ کو سمجھائیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا عہد ختم نہ کریں۔

اس بارے میں کچھ باتیں قابل غور ہیں اول یہ کہ حضرت زبیر مہاجرین میں سے تھے ان کے بنو قریظہ کے ساتھ اس قسم کے تعلقات نہیں تھے جس قسم کے انصار کے ان کے ساتھ تعلقات تھے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے حضرت زبیر کو انہیں سمجھانے اور ان کے عہد ختم کر دینے کی خبر لانے کے لئے بھیج سکتے تھے؟ اس کے لئے ایسے ہی انصار سرداروں کی ضرورت تھی جیسے رسول اللہ نے چار رکنی وفد میں شامل کئے اور انہیں بنو قریظہ سے بات چیت کا حکم دیا تھا دوئم یہ کہ امام بخاری نے حضرت زبیر کے

بارے میں جو روایت درج کی ہے اس میں کہیں درج نہیں کہ وہ جنگ خندق سے ہی متعلق ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ نے پوچھا "کون ہے جو اس قوم کی خبر لائے گا؟" تو حضرت زبیر نے جواب دیا "میں لاؤں گا یا رسولؐ اللہ" آپؐ نے تین بار یہ سوال کیا اور تینوں بار حضرت زبیر نے جواب دیا "میں لاؤں گا یا رسولؐ اللہ" اس پر آپؐ نے فرمایا "ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے" روایت اتنی ہی ہے اس میں نہ تو یہ درج ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "تجھ پر میرے ماں باپ قربان" اور نہ ہی یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے واقعی حضرت زبیر کو بھیج بھی دیا تھا۔ بخاری شریف میں یہ روایت ہے تو غزوہ خندق کے عنوان کے تحت آنے والی روایات میں لیکن اس میں یہ واضح نہیں کہ اس قوم سے آپؐ کی مراد واقعی بنو قریظہ ہی تھی یا آپؐ نے قریش کے لشکر کے بارے میں کوئی خبر لانے کے بارے میں فرمایا تھا۔ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا تھا "تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں" احادیث بیان کرنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اور کسی کے لئے کبھی یہ نہیں فرمایا تھا "تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں" حافظ ابن حجر نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے کہ آپؐ نے حضرت زبیر کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا تھا لیکن حالات و واقعات کو سامنے رکھا جائے تو یہی درست معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے حضرت سعد بن معاذ حضرت سعد بن عبادہ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت خوات بن جبیر کو ہی بنو قریظہ کی طرف بھیجا تھا ممکن ہے ان سے پہلے حضرت زبیر جائزہ لینے گئے ہوں۔

18- Martin Lings/Muhammad _ His Life based on the earliest sources/services book club, 1985, P: 223.

19- محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد 1985ء، صفحہ 274

20- ایک روایت کے مطابق حضرت سعد بن مسعود، سعد بن ربیع اور سعد بن خیثمہ بھی اس مشورے میں شامل تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت سعد بن ربیع تو احد کے غزوہ میں شہید ہو گئے تھے اور سعد بن خیثمہ نے غزوہ بدر میں شہادت پائی تھی۔

21- اکثر اہل سیر نے لکھا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ ایک قدیم روایتی رجز کا یہ شعر پڑھ رہے تھے اور اس میں جس "حمل" کا ذکر آیا ہے وہ بھی کوئی روایتی نام ہے جو بعض نے "جمل" بھی لکھا ہے لیکن ایم اے صلاحی نے لکھا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ اپنے جس دوست کا انتظار کر رہے تھے اسی کا نام حمل تھا۔

(Muhammad _ Man and Prophet, P: 413)

22- روایتوں میں ہے کہ یہ بنو حارثہ کے قلعہ کا واقعہ ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سعد بن معاذ کی والدہ اس روز بنو حارثہ کے قلعہ میں تھیں لیکن اگر غزوہ خندق کا نقشہ دیکھا جائے تو بنو حارثہ کی بستی حرہ شرقی کے اس حصہ میں ہے جو خندق سے کافی دور شمال کی طرف تھا اور بستی مشرکین کے حملہ کی زد میں تھی اور بنو حارثہ کے اوس بن قیظی نے اس بہانے میدان جنگ سے واپسی کی اجازت چاہی تھی اور کہا تھا ہمارے گھر مخدوش سرحد پر ہیں اور دشمنوں کی ایک بڑی جماعت وہاں موجود ہے کیونکہ ہمارے گھر مدینہ سے باہر ہیں جبکہ بنی عبدالاشہل کی بستی اور اس کے قریب جو دو قلعے تھے وہ خندق کے کنارے سے اندر کی طرف تھے اور مشرکین کے حملہ سے محفوظ تھے۔

23- ابن اسحاق کے بیان کے مطابق حضرت سعد بن معاذ' حیان بن قیس بن عرقہ اور ابو اسامہ جشمی میں سے کسی ایک کے تیر سے زخمی ہوئے تھے جب کہ ابن ہشام کے مطابق حضرت سعد بن معاذ خفاجہ بن عاصم کے تیر سے زخمی ہوئے تھے۔

24- ابن اسحاق کے مطابق یہ بات معتب بن قیشر نے کہی تھی لیکن ابن ہشام نے ثقہ اور قابل اعتماد اہل علم کے حوالے سے لکھا ہے کہ معتب بن قیشر اہل بدر میں سے تھے اس لئے و منافقین میں سے نہیں تھے اور ایسی باتیں منافق ہی کرنے لگے تھے۔

25- ابن اسحاق نے اس قسم کی درخواست کرنے والوں میں سے بنو حارثہ کے اوس بن قیظی کا نام لکھا ہے۔

26- مودودی' تفہیم القرآن جلد چہارم 1973ء' صفحہ 60

27- غزوہ خندق کے سلسلہ میں سیرت نگاروں تفسیر اور تاریخ نگاروں نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے دو روایات نقل کی ہیں اور تقریباً" سب نے ہی انہیں درست قرار دیا ہے ایک روایت تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں مدینہ کے مکانوں کی چھت پر سے دیگر بچوں کے ساتھ جنگ کا حال دیکھ رہا تھا میں نے دیکھا کہ میرے والد خندق سے لاشیں نکال رہے ہیں جب وہ واپس آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ اباجی آپ کس کی لاشیں خندق سے نکال رہے تھے تو انہوں نے جواب دیا جان پدر مشرکین کی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر وہ پہلے بچے تھے جو ہجرت کے بعد کسی قریشی کے ہاں مدینہ میں پیدا ہوئے تھے اس حوالے سے غزوہ خندق کے وقت ان کی عمر بمشکل چار سال تھی۔ خندق جس مقام پر کھودی گئی تھی وہ مدینہ کی اس وقت کی بستی سے کم از کم اڑھائی کلومیٹر دور تھا اور غزوہ خندق میں کسی روایت میں بھی دوربین سے دشمن کی نقل و حرکت کا جائزہ لینے کا ذکر نہیں ملتا پھر چار سال کے بچے نے اڑھائی کلومیٹر دور اپنے باپ کو کیسے پہچان لیا اور کس طرح اسے خندق سے لاشیں نکالتے ہوئے دیکھ لیا تھا جب لاش تھی بھی ایک؟

دوسری روایت حضرت عبداللہ بن زبیر کے بیٹے عباد نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کی ہے جن کی عمر خندق کے وقت چار سال تھی اس روایت کے مطابق حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب' حضرت حسان بن ثابت کے فارع نامی قلعہ میں پناہ گزیں تھیں اور انہوں نے قلعہ (یا مکان) کی دیوار پر چڑھنے والے ایک یہودی کو قتل کرکے اس کی لاش نیچے پھینک دی تھی لیکن اہل علم نے اسے بھی منقطع قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ صحیح اور قابل حجت نہیں۔ (دیکھیں نوٹ صفحہ 153' سیرت النبی' جلد دوم' ابن کثیر) حضرت حسان کے بارے میں اس روایت میں لکھا ہے کہ وہ یہودی کا مقابلہ نہیں کرسکے تھے اگر ایسا ہوتا تو مشرک عرب شعراء نے ان کے خلاف درجنوں اشعار کہے ہوتے وہ تو حضرت حسان کے ہر شعر تک کا جواب دیا کرتے تھے اتنے واقعہ کو کیسے چھوڑ سکتے تھے۔

28- Martin Lings/Muhammad —His Life based on the earliest sources/services book club, 1985, P: 222.

29- Martin Lings/Muhammad — His Life based on the earliest sources/

services book club, 1985, P: 226.

30- واقدی، مغازی الرسول، مقبول اکادمی لاہور 1988ء، صفحہ 291

31- W. M. Watt, Muhammad at Madina, Oxford University Press, Karachi 1994, P: 37.

32- W. M. Watt, Muhammad at Madina, Oxford University Press, Karachi 1994, P: 38.

33- ڈبلیو ایم واٹ نے مشرکین مکہ کی ناکامی کے اسباب کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انہیں اپنے گھوڑوں کے لئے خوراک حاصل کرنے میں بہت مشکل پیش آ رہی تھی کیونکہ ان کے مدینہ آنے سے پہلے ہی گندم اور جو کی فصل اٹھا لی گئی تھی۔

"The grain had been harvested a month before the Maccans arrived" P. 38.
Muhammad at Madina)

مشرکین مکہ 2 فروری کو مدینہ پہنچے تھے غطفان کے لشکر بھی طے شدہ پروگرام کے مطابق اسی روز مدینہ پہنچ گئے تھے۔ واٹ کے تجزیہ کے مطابق مسلمانوں نے اس سے ایک ماہ پہلے اپنی اناج کی فصل کاٹ اور اٹھا لی تھی گویا 2 جنوری کے قریب مدینہ کے مسلمانوں نے اپنی غلہ کی فصلیں اٹھا لی تھیں۔ جنوری مدینہ کا سرد ترین مہینہ تھا ہمارے علم کے مطابق تو دنیا میں کسی جگہ بھی گندم اور جو کی فصل وہاں کے سرد ترین مہینے میں پک کر تیار نہیں ہو سکتی تو مدینہ میں اس سال سب سے سرد مہینے میں یہ فصلیں کیسے پک کر تیار ہو گئی تھیں؟ اور اگر واٹ کے مطابق مدینہ کے مسلمانوں نے مشرکین کے آنے سے پہلے اپنی اناج کی ساری فصلیں اٹھا لی تھیں تو پھر مدینہ میں ان دونوں اناج کی قلت کیوں تھی؟ جب کہ سب ماخذ اس پر متفق ہیں کہ مدینہ میں ان دونوں اناج کی شدید قلت تھی۔

34- کیا بنو قریظہ نے اپنی بستی سے نکل کر کبھی مشرکین مکہ اور غطفان کے ساتھ عملی تعاون بھی کیا تھا؟ ان کے لشکر بھی اہل اسلام کے محاصرہ میں کبھی شامل ہوئے تھے؟ ماخذوں میں اس کا بھی اشارہ ملتا ہے۔ ابن سعد کا یہ فقرہ قابل توجہ ہے "عیینہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نجد چلا گیا اور بنو قریظہ واپس ہو کر اپنے قلعوں میں محفوظ ہو گئے" (طبقات حصہ چہارم، کراچی 1980ء، صفحہ 15) سیرت، تفسیر اور تاریخ کی جملہ کتب میں وہی تفصیلات دہرائی گئی ہیں جو ہم نے بیان کی ہیں ابن سعد نے بھی غزوہ خندق کے ذکر میں تو اس طرف کوئی اشارہ نہیں دیا مگر حضرت سعد بن معاذ کے احوال میں وہ یہ فقرہ بھی لکھ گئے ہیں اگر اس فقرے کو درست مان لیا جائے اور اس کے درست نہ ماننے کا کوئی جواز نہیں تو بیشتر مستشرقین کا وہ اعتراض بھی رد ہو جاتا ہے کہ بنو قریظہ نے جنگ میں عملی حصہ تو لیا ہی نہیں تھا پھر ان کے خلاف سخت کاروائی کیوں کی گئی تھی۔

غدّاروں کا خاتمہ

ایمان والوں کا جذبہ

جسم تھکے ہوئے تھے مگر ایمان مستحکم اور جذبے جواں تھے مدینہ کے گرد و نواح کی بستیوں میں جس مسلمان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے "جو شخص ہمارا وفادار ہے اسے حکم دیا جاتا ہے کہ عصر کی نماز بنو قریظہ کی بستی میں پڑھے" منادی سنی ہتھیار لگا کر چل پڑا جس نے ظہر کی نماز ادا کر لی تھی وہ بھی اور جس کسی نے ابھی ادا نہیں کی تھی وہ بھی بنو قریظہ کی بستی کی طرف چل دیا وہ اسی صبح خندق کے محاذ سے واپس آئے تھے خندق کی کھدائی کی مشقت کے بعد ستائیس روز تک شدید سردی میں دشمن سے خندق کے دفاع کے لئے دن رات کے مقابلوں کے بعد اپنی اپنی بستیوں میں پہنچ کر مسلمانوں نے اپنے اپنے ہتھیار اتارے ہی تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا حکم آگیا اور وہ پھر سے ہتھیار لگا کر نئے محاذ کی طرف چل دیئے جو غروبِ آفتاب تک وہاں نہ پہنچ سکے انہوں نے غروب آفتاب کے بعد بنو قریظہ کی بستی میں پہنچ کر عصر کی نماز ادا کی.

بنو قریظہ کی غداری

بنو قریظہ ریاست مدینہ کے باغی اور غدار تھے انہوں نے ریاست کے دشمنوں کے ساتھ ریاست اور اس کے ناظم اعلیٰ کو ختم کرنے کا معاہدہ کیا تھا اس مقصد کے لئے ہتھیار جمع کئے تھے(۱) حُیَیِ بن اخطب جو احزاب کے لشکروں کو جمع کر کے لایا تھا اور جس نے انہیں بغاوت اور غداری پر آمادہ کیا تھا اب بھی ان کی بستی میں موجود تھا. وہ ریاست کے ناظم اعلیٰ اور حکمران جماعت کا سب سے بڑا دشمن تھا اور بنو قریظہ کی بستی میں بیٹھا تھا. احزاب کے لشکروں کے فرار کے باوجود

بنو قریظہ نے آپنے اس سنگین جرم پر کوئی معذرت نہیں کی تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی وفد بھیج کر کسی قسم کی صفائی پیش نہیں کی تھی' معافی نہیں مانگی تھی وہ اپنے جرم اور بغاوت پر قائم تھے جس طرح انہوں نے غداری اور بغاوت سوچ سمجھ کر کی تھی اسی طرح سوچ سمجھ کر اس پر قائم تھے۔

دستور مدینہ کے تحت ریاست کی حدود میں بسنے والی اقلیتوں اور یہودیوں نے عہد کیا تھا کہ وہ

- مسلمان (حکمران) جماعت کی اتباع کریں گے
- ظلم اور غداری (عہد شکنی) نہیں کریں گے
- کوئی ریاست (اہل دستور) پر حملہ کرے تو مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس کے خلاف لڑیں گے اور مسلمانوں کی مدد کریں گے۔
- خلوص دل سے مسلمانوں کی خیر خواہی کریں گے۔
- ریاست کے دستور کے خلاف ورزی نہیں کریں گے۔
- ریاست کی حدود کے اندر کوئی ایسی حرکت نہیں کریں گے جس سے ریاست کے تقدس کو نقصان پہنچے۔
- مکہ کے قریش اور ان کے کسی حامی کو اپنے ہاں پناہ نہیں دیں گے۔
- ریاست کے دفاع میں مدد دیں گے۔

اس عہد کے باوجود انہوں نے قریش مکہ کے حامی، حُیَیّ بن اخطب کو اپنی بستی میں پناہ دے رکھی تھی ریاست کے دفاع میں مدد دینے کی بجائے ریاست کے خاتمہ میں مدد دی تھی ریاست کے دستور کی خلاف ورزی تو ایک طرف انہوں نے اس دستور کو ماننے سے ہی انکار کر دیا خلوص دل سے مسلمانوں کی خیر خواہی کا عہد کر کے خلوص دل سے ان کے خاتمہ کے لئے ان کے دشمنوں سے معاہدہ کیا تھا اس طرح کھلے ظلم اور غداری کا ارتکاب کیا تھا اور پوری قوت سے اس پر قائم تھے۔

کوئی ریاست اپنے وجود کے دشمن اپنے دستور کے باغی اپنے حاکم اور حکمران جماعت کے جانی دشمنوں کے ساتھی کسی مسلح گروہ کو اپنی حدود کے اندر کبھی برداشت نہیں کیا کرتی نہ زمانہ قدیم میں کبھی ایسا ہوا تھا نہ دور حاضر میں کسی ریاست نے کہیں ایسا ہونے دیا ہے۔ ریاست کے وجود کے تحفظ اس کے دستور کے تقدس اور اندرونی امن و امان کی بحالی کیلئے ایسے غدار اور باغی گروہ کے خلاف مسلح کارروائی ہر حکومت اور ہر حکمران کا فرض اولین ہوتا ہے اور یہ فرض جتنی بھی جلد ادا کر دیا جائے امن عامہ اور ریاست کے وجود کے تحفظ کے لئے اتنا ہی بہتر ہوتا ہے اللہ کے

رسول ﷺ نے بھی اللہ کے حکم پر اس فرض کی ادائیگی میں جلدی کی خندق کے محاذ سے واپسی کے فوراً بعد حضرت بلال ؓ کو حکم دیا کہ مدینہ میں منادی کر دیں کہ سب وفادار عصر کی نماز بنو قریظہ کی بستی میں ادا کریں اور پھر سارے ہی مسلمان ہتھیار لگا کر بنو قریظہ کی بستی کی طرف دوڑ پڑے۔

محاصرہ

اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ میں اپنا نائب حضرت ابن ام مکتوم کو مقرر فرمایا جھنڈا حضرت علی ؓ کو دیا اور انہیں ایک دستہ کے ساتھ بنو قریظہ کی بستی کی طرف روانہ کر دیا بنو قریظہ مسلمانوں کو دیکھتے ہی مشتعل ہو گئے وہ اللہ کے رسول ﷺ اور اہل ایمان کو گالیاں دینے لگے وہ پہلے ہی اپنے مال مویشی بستی کے اندر لے گئے تھے وہ قلعہ بند ہو کر چھتوں اور دیواروں کے اوپر سے گالیاں دینے لگے۔ حضرت اسید بن حضیر نے بنو قریظہ کی طرف سے گالیوں کے جواب میں کہا "اللہ کے دشمنو ہم تمہارے قلعوں کا اس سختی سے محاصرہ کریں گے کہ تم بھوک سے مر جاؤ گے" بنو قریظہ نے بنو اوس سے اپنی دوستی کا حوالہ دیا تو حضرت اسید نے جواب دیا "میرے اور تمہارے درمیان سب تعلقات ختم ہو چکے ہیں" اس کے بعد مزید مسلمان آتے رہے اور پہلے والوں کے ساتھ ملتے گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو مہاجرین میں سے کسی نے آگے بڑھ کر عرض کیا "یا رسولؐ اللہ حق تعالیٰ مجھے آپ ﷺ پر فدا کر دے آپ یہود سے دور ہی رہیں"

آپؐ نے فرمایا "میرا خیال ہے کہ تم نے یہود سے میرے بارے میں اذیت دینے والی باتیں سنی ہیں اور تو چاہتا ہے کہ میں خود یہود کی وہ باتیں نہ سنوں۔"

اس مہاجر نے یہود بنو قریظہ کی کچھ باتیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا "مجھے دیکھ کر یہودی ایسی کوئی بات نہیں کہیں گے"

رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے قلعہ کی دیواروں کے نیچے تشریف لے گئے اور ابو لبابہ، حُیّی کعب اور ثعلبہ کے نام لے کر آواز دی آپؐ کی آواز پر وہ فصیل پر آ گئے۔

"اے ابوالقاسم کیا چاہتے ہو؟" یہودیوں کے سرداروں نے فصیل کے اوپر سے پوچھا۔

آپ ﷺ نے ان سے مصالحت کی گفتگو کی لیکن وہ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے اور کہا "ابو ابوالقاسم (ﷺ) آپ ادھر ادھر کی فضول باتیں نہ کریں ہم آپؐ کے سامنے جھکنے والے نہیں" (2)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے بندروں کے بھائیو کیا اللہ تعالیٰ نے تم پر عذاب نازل نہیں کیا اور تمہیں ذلیل و خوار نہیں کر دیا؟"

"اے ابوالقاسمؐ آپ تو فحش گو نہیں" انہوں نے فصیل کے اوپر سے کہا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی بستی کا محاصرہ کرنے کا حکم دے دیا۔

جب بنو قینقاع نے ریاست کے دستور کی خلاف ورزی کی تھی تو بنو قریظہ نے ان کا ساتھ نہیں دیا تھا بنو قریظہ کے اتحادی بنو نضیر نے ریاست مدینہ کے ناظم اعلیٰ کو ہلاک کرنے کی سازش کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر مسلمانوں نے ان کی بستی کا محاصرہ کر لیا تو بھی بنو قریظہ نے ریاست کے دستور کی خلاف ورزی میں بنو نضیر کا ساتھ نہیں دیا تھا اور وہ پر امن طور پر ریاست مدینہ میں رہ رہے تھے انہیں وہ تمام حقوق حاصل تھے جو دستور مدینہ میں یہودیوں کو دیئے گئے تھے لیکن اب انہوں نے خود بغاوت اور غداری کی تھی اور ریاست کے دشمنوں کے ساتھ مل کر ریاست اور اس کے ناظم اعلیٰ کے خاتمہ کی کوشش کی تھی اور احزاب کے فرار سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل و خوار کر دیا تھا۔ وہ اپنے جرائم سے واقف تھے انہوں نے ضرورت کی تمام اشیاء بستی کے اندر جمع کر لی تھیں اور مسلمانوں سے طویل مقابلہ کے لئے تیار ہو چکے تھے مدینہ کے منافقین نے بھی انہیں جان اور مال سے مدد دینے کا وعدہ کیا ہوا تھا(3) اور بنو قریظہ کو منافقین سے تعاون کی امید تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین ہزار مجاہدین تھے جو آپؐ کے حکم پر اللہ اور اس کے دین کی خاطر جان کی قربانی پیش کرنے کے لئے بے چین رہتے تھے لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے بنو قریظہ کی بستی پر حملے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی بنو قریظہ کو قلعہ بندیوں سے باہر نکل کر مسلمانوں سے لڑائی کی جرات ہوئی وہ اپنے حامیوں کی طرف سے کسی مدد کے منتظر رہے لیکن جب کوئی ان کی مدد کو نہ آیا تو ان میں مایوسی پھیلنے لگی انہیں نجات کی کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی تھی جب محاصرہ طویل ہو گیا اور انہیں امید کی کوئی کرن دکھائی نہ دی تو وہ مدینہ چھوڑنے پر تیار ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ انہیں بھی بنو نضیر والی شرائط پر مدینہ سے چلے جانے کی اجازت دے دی جائے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی درخواست مسترد کر دی اور فرمایا کہ انہیں غیر مشروط ہتھیار ڈالنا ہوں گے۔

بنو نضیر کے مقابلے میں ان کا جرم بہت سنگین تھا انہوں نے اجتماعی طور پر دستور ریاست کی

خلاف ورزی کی تھی اور ریاست کے دشمنوں کے ساتھ جنگی اتحاد کیا تھا اگر مشرکین اور یہودی اپنے اس اتحاد کے ذریعے اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتے تو روئے زمین پر قائم واحد اسلامی ریاست کا خاتمہ ہو جاتا۔

کعب بن اسد کی تجاویز

بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد نے ایک شب صورت حال پر غور کرنے کے لئے اپنی قوم کو جمع کیا حییؔ ابن اخطب بھی اس مجلس میں شریک ہوا تفصیلی تبادلہ خیالات کے بعد کعب بن اسد نے بنو قریظہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا "اے معشر یہود تم جانتے ہو کہ تم ایک بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہو میں تمہارے سامنے تین تجاویز پیش کرتا ہوں تم جو چاہو ان میں سے پسند کر لو"

"تمہاری تجاویز کیا ہیں؟" اس کی قوم نے پوچھا۔

کعب نے کہا "پہلی صورت یہ ہے ہم اس شخص کی اطاعت کر لیں اور اسے اللہ کا رسولؐ مان لیں واللہ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اللہ کا بھیجا ہوا رسولؐ ہے اور یہ وہی رسولؐ ہے جس کے بارے میں تم اپنی کتاب میں پڑھتے ہو ایسا کرنے سے تم اپنے جان و مال اور بال بچوں کو محفوظ کر لو گے"

"ہم تورات کو نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہی اس کی بجائے کسی اور چیز کو مانیں گے" اس کی قوم نے جواب دیا۔

کعب بن اسد نے دوسری تجویز پیش کی "اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو آؤ ہم سب پہلے اپنے بچوں اور عورتوں کو قتل کر دیں اور اس کے بعد سب تلواریں نکال کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیں اور اس وقت تک لڑتے رہیں جب اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ اگر ہم مارے گئے تو ہمیں اپنے بیوی بچوں کا کوئی غم نہیں ہو گا اور اگر ہم کامیاب ہو گئے تو قسم ہے اپنی جان کی بیویاں اور بچے اور مل جائیں گے"

"ہم ان بے چاروں کو بلاوجہ کیوں قتل کریں؟ ان کے بعد زندہ بھی رہے تو زندگی میں کیا لطف رہے گا؟ انہوں نے دوسری تجویز بھی مسترد کر دی۔

کعب بن اسد نے تیسری تجویز پیش کی "آج ہفتہ کی شب ہے مجھے امید ہے کہ اگر ہم ان سے کہیں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی ہمیں آج کی شب امن دینے پر مان جائیں گے اور ہماری طرف سے بے فکر ہو کر بیٹھ جائیں گے ہم ہتھیار لگا کر ان پر غفلت میں حملہ کر

دیں ہو سکتا ہے اس وجہ سے ہم کامیاب ہو جائیں"
"کیا ہم یوم سبت کی خلاف ورزی کریں؟ ایسا نہیں ہو سکتا ہم ہفتہ کے روز ایسا جرم نہیں کر سکتے تم تو خوب جانتے ہو کہ جس کسی نے بھی ایسا کیا وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہو گیا" یہودیوں نے یہ تجویز بھی مسترد کر دی۔
کعب بن اسد نے کہا "تم تو نرے احمق ہو تم میں ایک بھی کوئی ایسا نہیں جس نے اپنی پیدائش کے روز سے ایک شب بھی ایسی گزاری ہو جس میں اس نے عقلمندی سے اپنے مستقبل کا فیصلہ کیا ہو"
بنو قریظہ نے نہ تو اپنے سردار کی کوئی تجویز مانی اور نہ ہی کوئی فیصلہ کر سکے کہ انہیں کیا کرنا چاہیے۔

ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کی لغزش

ایک روز بنو قریظہ نے فصیل کی بلندی سے حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمنذر کے نام کی دہائی دی(4) حضرت ابو الابابہ ان کے پرانے حلیف بھی تھے اور پڑوسی بھی تھے۔ بنو اوس کے ساتھ یہودیوں کے معاملات میں وہ رابطہ کے طور پر بھی کام کرتے رہے تھے اس لئے بنو قریظہ ان سے مشورہ کرکے جاننا چاہتے تھے کہ ان کے پرانے حلیفوں کا رویہ کیا ہے اور ▪ ان کی نجات میں کہاں تک مدد ہو سکتے ہیں اپنے پرانے حلیفوں کی طرف سے دہائی کے باوجود حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ان کی بستی میں ان کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپؐ نے حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کو بنو قریظہ کے ہاں جانے کی اجازت دے دی۔ حضرت ابو لبابہ ان کی بستی میں پہنچے تو سب لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے' عورتیں رونے لگیں۔ یہودیوں نے کہا "اے ابولبابہ ہمارا حال تم دیکھ رہے ہو ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑائی کی طاقت نہیں رکھتے تمہارا کیا مشورہ ہے ہمیں قلعہ سے باہر آنا چاہیے یا نہیں؟"
روایات میں ہے کہ حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے اس سوال کے جواب میں اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا اور اپنی انگلیاں حلق پر پھیر کر یہودیوں کو بتایا کہ انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ عروہ بن زبیر کے مطابق انہوں نے اس اشارے سے بتایا کہ "ان کے قتل کا فیصلہ ہو چکا ہے"(5) واقدی کے مطابق ان کے اس اشارے کا مطلب تھا کہ اگر تم قلعہ سے باہر آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر "ذبح ہو جاؤ گے"(6) چنانچہ ان لوگوں نے آپؐ کے حکم پر حاضر

ہونے سے انکار کیا۔ ابن اسحاق' ابن ہشام' ابن کثیر اور دیگر علماء اور اہل تفسیر نے بھی یہ روایت تقریباً" اسی انداز میں بیان کی ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت ابو لبابہ ؓ کو کیسے علم ہو گیا تھا کہ ان کے قتل کا فیصلہ ہو چکا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے تو اپنی طرف سے ابھی تک نہ کوئی فیصلہ فرمایا تھا اور نہ ہی بنو قریظہ کے قتل کے بارے میں کوئی ارادہ ظاہر کیا تھا۔ آپؐ نے تو حضرت سعدؓ بن معاذ کے لڑائی کے قابل افراد کو قتل کر دینے اور باقیوں کو غلام بنا لینے کے فیصلے کے بعد پہلی بار فرمایا تھا کہ "تو نے اللہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا ہے؟" اگر رسول اللہ ﷺ پہلے ہی اپنا فیصلہ اور ارادہ ظاہر کر چکے تھے تو پھر ثالث مقرر کئے جانے کے بعد حضرت سعد بن معاذ کو اپنی قوم یہودیوں اور رسولؐ اللہ سے یہ وعدہ لینے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ جو فیصلہ کریں گے انہیں منظور کرنا ہو گا۔

ان روایات کے مطابق حضرت ابو لبابہ کو فوراً" خیال آیا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی خیانت کی ہے پھر وہ واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی بجائے سیدھے مدینہ چلے گئے اور اپنے کو مسجد نبوی کے ستون سے باندھ لیا اور عہد کیا "جب تک اللہ میرا گناہ معاف نہ کر دے میں یہیں بندھا رہوں گا۔" رسول اللہ ﷺ کو علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا "اگر ابو لبابہ میرے پاس آتا تو میں اس کے لئے اللہ سے یہ گناہ معاف کر دینے کی دعا کرتا اب وہ جو کچھ کر چکے ہیں اس کے پیش نظر میں انہیں اس وقت تک رہا نہیں کر سکتا جب اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیں۔" حضرت ابو لبابہ ؓ بیس راتیں اور ایک روایت کے مطابق چھ راتیں مسجد نبوی کے ستون سے بندھے رہے۔ نماز کے اوقات میں ان کی بیوی یا بیٹی انہیں کھول دیتی تھیں وہ نماز ادا کر لیتے تو پھر اسی طرح ستون کے ساتھ باندھ دیتی تھیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے لئے مسجد جاتے ہوئے انہیں کھول کر رہا کر دیا۔

تو کیا حضرت ابو لبابہ ؓ کے اپنے کو ستون سے باندھ لینے کی وجہ یہ نہیں ہو سکتی کہ اپنے حلق پر انگلی پھیرنے کے بعد انہیں احساس ہوا ہو کہ جس ذبح یا قتل کئے جانے کا انہوں نے اشارہ کیا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے تو وہ فیصلہ کیا ہی نہیں انہیں خیال آیا ہو کہ انہوں نے یہودیوں کو جو بات بتائی ہے وہ درست نہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اپنی اس خیانت کے گناہ سے توبہ کے لئے انہوں نے اپنے کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھا ہو؟

اوس کی درخواست

بنو قریظہ انصار کے قبیلہ بنو اوس کے پرانے حلیف تھے انہوں نے اوس والوں کے پاس پیغام

بھیجا ”تم ہمارے لئے کچھ کرو جب بنو قینقاع کا تنازعہ پیدا ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بستی کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا تھا تو بنو قینقاع کے حلیف خزرج نے ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی اور آپؐ نے انہیں معاف کر دیا تھا تم ہمارے بھائی (حلیف) ہو تم بھی ہماری معافی کیلئے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کرو“ اوس کے کچھ لوگ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ہمارے حلیفوں سے بھی وہی کچھ قبول فرمالیں جو آپؐ نے ہمارے بھائیوں (خزرج) کے حلیفوں سے قبول فرمایا تھا“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کیا تمہیں پسند ہے کہ میں تمہارے حلیفوں اور اپنے درمیان کوئی ثالث (حکم) مقرر کر دوں؟“

انہوں نے جواب دیا ”آپؐ کا یہ فیصلہ بہت اچھا ہے“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”انہیں کہو کہ اوس قبیلہ سے جسے چاہیں ثالث مان لیں“(7)

اللہ کے رسول ﷺ نے ثالث مقرر کرنے کا اختیار بھی یہودیوں کو دے دیا۔

یہودیوں نے قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعدؓ بن معاذ کو اپنے اور رسول ﷺ کے درمیان ثالث مقرر کر دیا اور ان کے حکم پر قلعہ سے باہر آ گئے(8) محاصرہ پچیس روز جاری رہا تھا رسول اللہ ﷺ کے حکم پر انہیں حضرت اسامہ بن زید ؓ اور بنت الحارث کے گھروں میں جمع کر دیا گیا (9) ایک گھر میں مرد رکھے گئے اور دوسرے میں عورتیں جمع کر دی گئیں(10) حضرت سعد بن معاذ ؓ زخمی تھے خندق کے اس پار سے آنے والے تیر نے ان کے بازو کی بڑی رگ کاٹ دی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے سامنے ان کے لئے ایک خیمہ لگوا دیا تھا۔ آپؐ ذاتی طور پر ان کے علاج کی نگرانی فرماتے تھے قبیلہ بنو نجار کی ایک صالح خاتون زخمیوں کی دیکھ بھال اور علاج کی ماہر تھیں ان کا نام رُفیدہ تھا اس کا خیمہ بھی جو ایک قسم کا شفا خانہ تھا' پاس ہی تھا۔ بنو قریظہ نے حضرت سعد بن معاذ ؓ کو ثالث مقرر کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے پیغام بھیجا کہ وہ آئیں اور فیصلہ کر دیں۔ حضرت سعدؓ بن معاذ اپنے خچر پر سوار ہو گئے خون زیادہ بہہ جانے سے وہ کمزوری اور تکلیف محسوس کر رہے تھے ان کے آرام کے لئے خچر پر نرم چادریں ڈال کر باندھ دی گئیں ان کے اپنے قبیلہ بنو عبدالاشہل کا ایک شخص ان کے خچر کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اور بنو قریظہ کے معاملے میں ان سے سفارش کر رہا تھا اس نے جنگ بعاث میں بنو قریظہ کے کردار کا ذکر کیا۔ بنو عبدالاشہل کے ساتھ ان کے پرانے تعلقات کی تفصیل بیان کر کے کہا ”انہوں نے آپ کو پسند کیا ہے اب آپ ان پر رحم کریں“(11)

اللہ کا معاملہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

حضرت سعدؓ بن معاذ نے اس کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ جب فاصلہ کم رہ گیا تو اس شخص نے کہا "آپ نے میری باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا"

حضرت سعدؓ بن معاذ نے کہا "اللہ کے حق کے معاملہ میں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کروں گا"

وہ شخص آپ کے خچر سے الگ ہو کر قبیلہ والوں کی طرف چلا گیا۔ حضرت سعد بن معاذ سے اپنی گفتگو اور ان کے جواب کی تفصیل بتانے کے بعد اس شخص نے مایوسی کا اظہار کیا۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی سواری دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اپنے سردار کیلئے کھڑے ہو جاؤ" انصار اور مہاجرین سب کھڑے ہو گئے اور حضرت سعدؓ بن معاذ کو سواری سے اتار کر ایک تکیہ پر بٹھا دیا۔

حضرت سعد بن معاذ بڑے عاقل، شجاع، جمیل اور جسیم تھے بنو اوس ان کے ہر فیصلہ کو تسلیم کرتے تھے۔ عربوں کی روایت کے مطابق جب کوئی معاملہ زیر بحث ہوتا تھا تو سب کھل کر اپنی رائے دیتے تھے لیکن بحث کے بعد جب وہ اپنا فیصلہ سنا دیتے تھے تو کوئی اس سے اختلاف نہیں کیا کرتا تھا چونکہ وہ قبیلہ کے سردار تھے اس لئے دوسروں کے ساتھ قبیلے کے معاملات میں بھی وہی بنو اوس کی نمائندگی کرتے تھے۔ بنو قریظہ سے اتحاد میں بھی بنو اوس کے نمائندہ وہی تھے اس وجہ سے بنو قریظہ نے انہیں ثالث تجویز کیا تھا کہ ان کے فیصلے کے پیچھے ان کے سارے قبیلے کی حمایت بھی ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس قوم نے تجھے ثالث (حکم) مقرر کیا ہے تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے"

سب لوگ ان کے گرد جمع تھے حضرت سعدؓ بن معاذ نے اپنی قوم سے پوچھا "کیا تم اللہ کے ساتھ عہد کرتے ہو کہ میں جو بھی فیصلہ کروں ■ قائم رہے گا"

ان کی قوم نے کہا "ہاں ہم عہد کرتے ہیں"

اس کے بعد حضرت سعدؓ بن معاذ اس طرف کے لوگوں سے مخاطب ہوئے جدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور کہا "کیا اس طرف والے بھی عہد کرتے ہیں کہ میں جو بھی فیصلہ کروں وہ قائم رہے گا"

رسول اللہ ﷺ نے خود اثبات میں جواب دیا۔
اس کے بعد انہوں نے وہاں پر موجود بنو قریظہ کے نمائندوں کو قسم دے کر پوچھا کہ انہیں بھی ان کا فیصلہ منظور ہو گا؟ انہوں نے جواب دیا "ہاں جو بھی فیصلہ آپ کریں ہمیں منظور ہو گا"۔
حضرت سعدؓ بن معاذ سارے معاملات سے آگاہ تھے اس کے باوجود انہوں نے بنو قریظہ کے نمائندوں کے دلائل بڑے غور سے سنے اپنی قوم اور بنو قریظہ کو معاف کر دینے کی درخواست کرنے والوں کے دلائل اور باتیں بھی سنیں(12) اور فیصلہ دیا "چونکہ بنو قریظہ نے اپنا عہد توڑا ہے دستور مدینہ کی خلاف ورزی کی ہے اور ایسے دشمن کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا جو مسلمانوں کو مٹانے آیا تھا(13) اس لئے ان کے لڑنے والے قتل کر دیئے جائیں عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا جائے اور ان کے اموال تقسیم ہو جائیں"۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم نے اللہ کی حکمت کے مطابق فیصلہ کیا ہے جو آسمانوں سے آئی ہے"

تورات کا حکم

تورات میں ہے "جب تو کسی شہر سے جنگ کرنے کے لئے اس کے قریب پہنچے تو پہلے اسے صلح کا پیغام دینا اور اگر وہ تجھ کو صلح کا جواب دے اور اپنے پھاٹک تیرے لئے کھول دے تو وہاں کے سب باشندے تیرے باجگذار بن کر تیری خدمت کریں اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ لڑنا چاہے تو اس کا محاصرہ کرنا اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضے میں کر دے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر ڈالنا اور عورتوں اور بال بچوں اور چوپایوں شہر کے سب مال اور لوٹ کو اپنے لئے رکھ لینا۔ (کتاب استثناء باب 20 آیات 10 تا 14)
اللہ کے رسول ﷺ نے بھی بنو قریظہ کو سب سے پہلے مصالحت کی دعوت دی تھی لیکن وہ آپؐ کی صلح پسندانہ گفتگو کے بعد بھی سرکشی سے باز نہیں آئے تھے اور کہا تھا "اے ابو القاسمؐ آپ ادھر ادھر کی فضول باتیں نہ کریں ہم آپؐ کے سامنے جھکنے والے نہیں ہیں" بنو قریظہ کی طرف سے صلح سے انکار کے بعد آپؐ نے ان کی بستی کے محاصرے کا حکم دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں آپؐ کے قبضہ میں کر دیا تھا۔
حضرت سعدؓ بن معاذ کا فیصلہ تورات کے حکم کے مطابق تھا اس خدائی حکمت کے مطابق جو آسمانوں سے آئی تھی اور یہودیوں کا اس پر ایمان کامل تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا بھی یہی مطلب بتایا جاتا ہے۔

اس فیصلہ کے مطابق جب حُییؔ بن اخطب کو قتل کیا جانے لگا تو اس نے بنو قریظہ سے کہا "اے لوگو خدا کے حکم کی تعمیل میں کچھ مضائقہ نہین یہ ایک حکم الہی تھا ایک سزا تھی جو اللہ نے بنی اسرائیل پر لکھی تھی"

اس کی طرف سے یہ اعتراف تھا کہ انہیں جو سزا ملی ان کی کتاب کے مطابق ہے۔

تورات میں ہے کہ جب اللہ کے فرمان کے مطابق حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو عدنانیوں سے جنگ کا حکم دیا تو انہوں نے پانچ بادشاہوں کو مارا باعور کے بیٹے بلعام کو ختم کیا سب مردوں کو قتل کر دیا اور عورتوں بچوں اور مال و اسباب کو ساتھ لے آئے۔ حضرت موسیٰ اپنے سرداروں پر ناراض ہوئے اور حکم دیا کہ ان کے سب لڑکوں کو قتل کر دو اور جو عورتیں مرد آشنا ہوں ان سب کو قتل کر دیا جائے صرف کنواری لڑکیوں کو زندہ چھوڑا جائے۔ (گنتی باب 31 آیات 1 تا 19)

جو چھوڑ دیا جاتا ہے

سب فریقوں نے حضرت سعدؓ بن معاذ کے فیصلہ کو قبول کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر مدینہ کے بازار میں لمبے اور گہرے گڑھے کھدوائے گئے۔ یہودی مردوں کو ٹولیوں کی صورت میں لایا جاتا تھا اور ان گڑھوں کے کنارے بٹھا کر ان کی گردنیں اڑا دی جاتی تھیں۔ یہ سلسلہ دن بھر جاری رہا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا تھا کہ قیدیوں کو اچھی طرح رکھا جائے انہیں کھانے اور پینے کو دیا جائے صحابہ نے اللہ کے رسول ﷺ کے اس حکم کی پابندی کی اللہ کے رسول نے شدید گرمی کے وقت باغیوں کی گردنیں اڑانے کا سلسلہ رکوا دیا تاکہ انہیں سزا کے ساتھ ساتھ دھوپ بھی برداشت نہ کرنا پڑے(14) جب حُییؔ ابن اخطب کو قتل کرنے کے لئے لائے تو اس نے گلابی رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اور چادر میں چھوٹے چھوٹے سوراخ کر دیئے تھے تا کہ کسی کے کام اور استعمال میں نہ آسکے اس کے دونوں ہاتھ رسی سے گردن کے پیچھے بندھے ہوئے تھے اس نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھ کر کہا "سن لو خدا کی قسم میں نے آپؐ سے دشمنی رکھنے پر اپنے کو ملامت نہیں کی لیکن جو کوئی خدا کو چھوڑ دے وہ خدا کی طرف سے چھوڑ دیا جاتا ہے"

پھر وہاں پر موجود لوگوں کی طرف رخ کر کے کہا "اے لوگو اللہ کے فیصلے پر کوئی افسوس نہیں یہ تو نوشتہ تقدیر ہے حکم الہی ہے یہ ایک عظیم قتل ہے جو اللہ نے بنی اسرائیل کے لئے لکھا ہے"

یہ کہہ کر وہ بیٹھ گیا اور اس کا سر بھی قلم کر دیا گیا(15) اور وہ گڑھے والوں سے جا ملا۔ جبل بن

جوال نے اس کی اسلام دشمنی اور کوششوں کے بارے میں کہا۔

"تیری جان کی قسم
ابن اخطب نے اپنے کو ملامت نہیں کی
لیکن جو اللہ کو چھوڑ دے
بھی چھوڑ دیا جاتا ہے
اس نے اس قدر جدوجہد کی
کہ اپنی ذات کیلئے کوئی بھی عذر نہ چھوڑا
اس نے عزت و مرتبہ کے حصول کے لئے
بہت کوشش کی"

قاتلہ کی سزا

بنو قریظہ کی خواتین میں سے ایک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور خوب ہنس رہی تھی کہ پکارنے والے نے اس کا نام پکارا "خدا کی قسم میں موجود ہوں" اس نے جواب دیا۔

"تیرا برا ہو تجھے کیا ہوا؟" حضرت عائشہ صدیقہ نے پوچھا۔

"میں قتل کی جاؤں گی" اس نے جواب دیا۔

"وہ کیوں؟"

"ایک معاملے کی بنا پر جو میں نے کیا" اس نے جواب دیا۔

پھر اسے بھی لے جا کر قتل کر دیا گیا۔

اس عورت کا معاملہ یہ تھا کہ اس نے چھت پر سے بھاری پتھر (چکی) پھینک کر حضرت خلاد بن سوید کو شہید کر دیا تھا اسے اس کے جرم میں قتل کیا گیا اس کے علاوہ کسی اور عورت کو قتل نہیں کیا گیا تھا اس عورت کا نام نباتہ تھا وہ حکم قرظی کی بیوی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی فیاضی

حضرت ثابت بن قیس ایک بوڑھے یہودی کے پاس گئے "ابو عبدالرحمٰن تم مجھے پہچانتے ہو؟"

"کیا مجھ جیسا آدمی بھی تجھے نہیں پہچانے گا" یہودی نے جواب دیا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تمہارے احسان کا بدلہ چکا دوں" حضرت ثابت نے کہا۔
"شریف آدمی ہی شریف آدمی کا بدلہ چکاتا ہے" یہودی نے کہا۔
پھر حضرت ثابت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ زبیر کا مجھ پر ایک احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے احسان کا بدلہ چکا دوں حضور ﷺ میری خاطر اس کا خون بخش دیجئے"
"یہ خون تمہارا ہوا" رسول اللہ نے حضرت ثابت کی درخواست قبول فرمالی۔
حضرت ثابت اس یہودی کے پاس گئے اور اسے بتایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تیرا دامن بخش دیا ہے اور کہا "اب یہ خون تمہاری ملکیت ہے"
"میں بوڑھا آدمی بیوی بچوں کے بغیر زندہ رہ کر کیا کروں گا؟" یہودی نے کہا۔
حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے "یا رسولؐ اللہ زبیر کی بیوی اور بچے مجھے ہبہ فرما دیں"
رسول اللہ ﷺ نے اس کی یہ درخواست بھی قبول فرمالی۔
"رسول اللہ ﷺ نے تمہاری بیوی اور بچے بھی ہبہ کر دیئے ہیں یہ تمہارے لئے ہیں" حضرت ثابت نے یہودی کو بتایا۔
"مال و متاع کے بغیر میں حجاز میں بیوی بچوں کے ساتھ زندہ کیسے رہوں گا؟"
حضرت ثابت تیسری بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے "یا رسول اللہ زبیر کا مال و متاع بھی عنایت فرما دیں"
رسول اللہ ﷺ نے زبیر کا مال و متاع بھی واپس کر دیئے۔
حضرت ثابت نے یہودی کو بتایا تو اس نے پوچھا "کعب بن اسد کس حال میں ہے جس کا چہرہ قبیلہ کی حسیناؤں کا آئینہ تھا؟"
"وہ تو مارا جا چکا ہے" حضرت ثابت نے بتایا۔
"اہل شہر و دیہات کے سردار حیی بن اخطب کا کیا حال ہے؟" زبیر نے سوال کیا۔
"اس کا سر قلم کر دیا گیا ہے"
"اور وہ جو حملہ کے وقت ہمارے آگے اور فرار کے مرحلہ میں ہمارا محافظ ہوتا تھا عزال بن سموال کس حال میں ہے؟" یہودی نے پوچھا۔
وہ بھی مارا گیا۔

"کعب بن قریظہ اور عمرو بن قریظہ کی آل اولاد کا حال بتاؤ"
"مارے گئے"
"تو پھر میرے احسان کے بدلے میں تو مجھے میری قوم کے ساتھ ملا دے واللہ ان کے بغیر زندہ رہنے میں کوئی مزہ نہیں میں اپنے ساتھیوں سے مل جانے کا آرزو مند ہوں اور اتنی تاخیر بھی برداشت نہیں کر سکتا جتنے وقت میں پانی سے لبریز ڈول سے پیالہ بھرا جاتا ہے" زبیر نے درخواست کی۔
حضرت ثابت بن قیس نے تلوار سے اس کی گردن اڑا دی۔
زبیر نے جنگ بعاث میں حضرت ثابت کو گرفتار کر کے رہا کر دیا تھا اور حضرت ثابت اس احسان کا بدلہ دینا چاہتے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی ہر درخواست قبول فرمائی تھی۔
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زبیر کی "دوستوں سے ملاقات" کی خواہش کے بارے میں سنا تو فرمایا "اللہ ان کی باہمی ملاقات جہنم میں کرائے گا"
حضرت سلمٰی بنت قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں "یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان رفاعہ مجھے عنایت فرما دیں"
رفاعہ بن سموال بالغ تھا اور اس نے حضرت سلمٰی کی پناہ حاصل کر لی تھی۔
رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمٰی کی درخواست قبول فرمائی اور رفاعہ کی جان بچ گئی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ بنو قریظہ کے جن لڑکوں کے زیر ناف بال نہ ہوں انہیں قتل نہ کیا جائے۔ عطیہ نامی لڑکے کو قتل کیلئے لیجایا جا رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی عمر کے بارے میں شبہ ہوا آپ کے حکم پر اسے ایک طرف لے جا کر دیکھا گیا تو اس کے زیر ناف بال ابھی نہیں آئے تھے اسے زندہ رکھ لیا گیا۔

کتنے قتل ہوئے؟

بنو قریظہ کے کتنے جنگجو افراد کو قتل کیا گیا اس بارے میں روایات میں اختلاف ہے۔ بعض روایات میں یہ تعداد چار سو بتائی گئی ہے۔ ایک روایت ساڑھے تین سو کی بھی ہے۔ اختلاف روایات کے ساتھ یہ تعداد نو صد تک جاتی ہے۔ حافظ ابن حجر نے روایات کے اس اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر بنو قریظہ کے غلاموں حلیف یہودیوں اور آزاد کردہ غلاموں کو بھی جو ان کے ساتھ ہی رہ رہے تھے شمار کر لیا جائے تو یہ تعداد نو صد تک ہو سکتی ہے۔ یہ قدیم

روایات ہیں زمانہ جدید کی برکات احمد(16) اور ڈاکٹر ڈبلیو این عرفات(17) کی تحقیق کے مطابق بنو قریظہ کے سب مردوں کو بلا امتیاز قتل نہیں کیا گیا تھا ■ تو اس حد تک بھی جاتے ہیں کہ ان کے عورتوں اور بچوں کو غلام بنا کر فروخت بھی نہیں کیا گیا تھا بعض اسکالرز ان کی اس تحقیق کو قبول کرنے کے حق میں ہیں جبکہ بعض اس بنا پر اسے قبول کرنے کے خلاف ہیں کہ قدیم ماخذ میں اور صحیح اسناد کے ساتھ بیان کی گئی۔ روایات یہودیوں کے قتل کی تصدیق کرتی ہیں اس لئے صہونیوں کے پراپیگنڈہ کے خوف سے یا انسانی حقوق والوں کے جذبات کی تسکین کی خاطر اس حقیقت سے انکار نہیں کرنا چاہیے(18)

بنو نضیر کے سردار سلام بن مشکم نے بنو قریظہ کے انجام کے بارے میں سنا تو کہا "یہ سب حُیَیّ بن اخطب کا کیا دھرا ہے"

اسلام لانے والے

یہودیوں کے قبیلہ بنو ہذیل کے کچھ لوگ بھی بنو قریظہ کے قلعہ میں بند تھے جب بنو قریظہ اپنے قلعہ سے باہر آئے تو بنو ہذیل میں سے ثعلبہ بن سُعیہ اور اسید بن سُعیہ دو بھائی اور اسد بن عبید بنو قریظہ سے الگ ہو گئے اور اسلام قبول کر لیا اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے اموال انہی کے پاس رہنے دیئے۔

عہد پورا کرنے کا صلہ

اسی شب ایک اور یہودی بنو قریظہ کے قلعہ سے باہر آیا اس کا نام عمرو بن سُعدی تھا وہ پہریداروں کے پاس پہنچا تو حضرت محمد بن مسلمہ نے پوچھا:

"کون ہے؟"

"میں ہوں عمرو بن سُعدی"

حضرت محمد بن مسلمہ نے انہیں پہچان کر کہا "اے اللہ مجھے شریف آدمیوں کی خطائیں معاف کرنے سے محروم نہ رکھ" اور عمرو بن سُعدی کو جانے دیا۔

عمرو بن سُعدی وہی یہودی تھا جس نے کہا تھا "میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کبھی غداری نہیں کروں گا" اس نے بنو قریظہ کو عہد کی خلاف ورزی سے منع کیا تھا لیکن جب انہوں نے اس کی بات نہیں مانی تھی تو وہ ان سے علیحدہ ہو گیا تھا اور بنو قریظہ کے قریش کے ساتھ

معاہدے میں شامل نہیں ہوا تھا۔
اس کے بارے میں دو روایات ہیں ایک یہ کہ وہاں سے وہ سیدھا مدینہ گیا تھا اور اسے مسجد نبوی کے دروازے پر آخری بار دیکھا گیا تھا اس کے بعد کسی کو کچھ علم نہیں کہ وہ کہاں گیا۔
دوسری روایت میں ہے کہ اسے بھی بنو قریظہ کے ساتھ رسی سے باندھ کر قلعہ سے باہر لایا گیا تھا رسی کمزور تھی وہ ٹوٹ گئی اور عمرو بن سُعدی کہیں غائب ہو گیا۔
رسول اللہ ﷺ نے اس کا حال سنا تو فرمایا "یہ وہ آدمی ہے جسے عہد پورا کرنے کے صلہ میں اللہ نے نجات دے دی"

مالِ غنیمت کی تقسیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر مال غنیمت جمع کیا گیا اور خمس نکال کر باقی مال اور بندی مجاہدین میں تقسیم کر دیئے گئے۔ آپ کے حکم پر پیدل کو ایک حصہ اور گھوڑ سوار کو تین حصے دیئے گئے دو حصے گھوڑے کیلئے اور اس کے سوار کا ایک حصہ' اس غزوہ میں چھتیس گھوڑ سوار شامل تھے۔ اپنے حصہ میں سے رسول اللہ ﷺ نے نو اونٹ اور گھوڑے اپنے احباب میں تقسیم کر دیئے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ قیدی بچوں کو ان کے بالغ ہونے تک ان کی ماؤں سے جدا نہ کیا جائے۔ خمس کے بندیوں میں سے رسول اللہ ﷺ نے کئی ایک کو آزاد کر دیا اور ان کا اسباب بھی انہیں دے دیا(19) خمس کے باقی مال اور بندیوں کے دو حصے کئے۔ ایک حصہ سعد بن زید ؓ(20) کو دے کر شام کی طرف بھیجا اور دوسرا نصف انس بن قینطی کے حوالے کر کے غطفان کی طرف بھیج دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ وہاں سے اچھی نسل کے گھوڑے خرید کر لائیں۔ آپؐ نے وہ سب گھوڑے جہاد کے لئے وقف کر دیئے۔ بنو قریظہ کی بستی سے مسلمانوں کو پندرہ سو تلواریں پندرہ سو ڈھالیں تین صد زرہیں اور دو ہزار نیزے بھی ملے تھے۔

ریحانہ بنت عمرو

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ بنو قریظہ کی قیدی عورتوں میں ریحانہ بنت عمرو بھی تھیں اسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے منتخب کر لیا مگر اس نے اسلام کی دعوت قبول نہ کی اور آپؐ اس سے کنارہ کش ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد وہ مسلمان ہو گئی۔ آپؐ نے اس کے اسلام لانے پر خوشی کا اظہار کیا وہ آپؐ کی ملکیت میں تو رہی لیکن پردہ کی پابندی قبول نہ کرنے کی وجہ سے اس نے آپؐ

کی زوجیت قبول نہیں کی تھی۔ شبلی نعمانی نے اس مسئلہ پر تفصیل سے بحث کی ہے اور ابن سعد کے حوالے سے ریحانہ کے یہ الفاظ دہرائے ہیں "پھر آپ ﷺ نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھ سے نکاح کر لیا" انہوں نے حافظ ابن حجر کی یہ رائے بھی لکھی ہے کہ "ریحانہ کو آزاد کر دیا گیا تو وہ اپنے خاندان میں چلی گئیں اور وہیں پردہ نشین ہو کر رہیں" علامہ شبلی نعمانی نے حافظ ابن حجر کے اس قول کو درست قرار دیا ہے(21) مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ اگر وہ اپنے خاندان میں واپس نہ بھی گئی ہوں تو بھی وہ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آ گئی تھیں۔

اور اللہ کا عرش ہل گیا

حضرت سعدؓ بن معاذ کو اسی خیمہ میں واپس لے آئے تھے جو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے گھر اور مسجد نبوی کے قریب ان کے لئے نصب کروایا تھا۔ آپؐ ذاتی طور پر ان کے علاج کی نگرانی فرماتے تھے گھر سے مسجد جاتے وقت ان کی تیمار داری فرمایا کرتے تھے آپؐ نے ان کا زخم داغ دیا تو وہ اچھا ہو گیا صرف نشان باقی رہ گیا تھا(22) لیکن کچھ دنوں بعد زخم پھر تازہ ہو گیا۔ ایک روایت کے مطابق زخم داغنے سے ان کا ہاتھ پھول گیا تھا اور پھر وہ زخم پھٹ گیا اور خون جاری ہو گیا اللہ کے رسولؐ کو ان کی حالت کے بارے میں بتایا گیا تو آپؐ تیزی سے کپڑے گھسیٹتے ہوئے ان کے خیمے کی طرف گئے اور انہیں گلے سے لگا لیا ان کا خون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اور ریش مبارک پر بہنے لگا(23) آپؐ نے ان کا سر اپنی آغوش میں رکھ لیا اور فرمایا "اے اللہ سعد نے تیری راہ میں جہاد کیا تیرے رسول ﷺ کی تصدیق کی اور جو ان کے ذمہ تھا وہ ادا کر دیا یا اللہ تو ان کی روح اسی خیر کے ساتھ قبول کر جس کے ساتھ تو نے کسی کی روح قبول کی ہے"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی آواز پر آنکھیں کھول دیں اور کہا "السلام علیکم یا رسولؐ اللہ دیکھئے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ﷺ ہیں"

جب حضرت سعد شہادت کے مرتبہ کو پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ بار بار اپنا ہاتھ اپنی ریش مبارک پر پھیرتے تھے اور آپؐ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خیمے میں داخل ہوئے تو اپنے پر قابو نہ رکھ سکے "ہائے کمر ٹوٹ گئی" انہوں نے چیخ ماری۔ رسول اللہ نے فرمایا "ایسا نہ کہو"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی رو رہے تھے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ رہے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے حجرے میں حضرت

ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز سن رہی تھی۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا "اللہ کے رسول ﷺ اور ان کے صاحبین (ابوبکر و عمر) کے سوا مسلمانوں کو کسی اور کی جدائی پر اتنا صدمہ نہیں ہوا تھا جتنا صدمہ انہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی جدائی پر ہوا تھا۔"

بنو عبدالاشہل والے اپنے سردار کی میت اپنی بستی میں لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز ادا کی اور بنو عبدالاشہل کی بستی کی طرف چل دیئے اور لوگ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ اتنا تیز چل رہے تھے کہ لوگ آپؐ کا ساتھ دینے میں تھک گئے ان کی چادریں کندھوں سے گر جاتی تھیں اور جوتے پاؤں سے نکل جاتے تھے ایک شخص نے عرض کیا"یا رسول اللہ آپؐ نے تو لوگوں کو تھکا دیا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے اندیشہ ہے کہ ملائکہ ہم سے پہلے انہیں غسل نہ دے دیں"

حضرت اسید بن حضیر، حضرت حارث بن اوس بن معاذ، حضرت سلمہ بن سلامہ نے حضرت سعدؓ کو غسل دیا تو رسول اللہ ﷺ پاس کھڑے رہے پہلے پانی سے پھر پانی اور بیری کے پتوں سے اور تیسری بار کافور ملے پانی سے غسل دیا گیا۔ سوتی چادروں کا کفن دے کر تابوت میں رکھا گیا اور جنازہ اٹھانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے خود تابوت کو آگے سے اٹھایا اور مکان سے باہر تک تابوت کو کندھا دیا۔

حضرت سعد کی والدہ حضرت کُبیشہ رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں۔

"سعد کی ماں سعد کیلئے دکھی ہے
اس سعد کیلئے جو تلوار کی دھار تھا
ایک قوت نافذہ تھا
مجسم سیادت، قیادت اور اعلیٰ شرف تھا
جو ہمہ وقت تیار رہنے والا سوار تھا
جو دشمن کے لئے ناقابل تسخیر رکاوٹ تھا
اور ان کے سر اڑا کر رکھ دیتا تھا"

رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا "سعد کا نوحہ کرنے والی کے سوا ہر نوحہ کرنے والی جھوٹ بولتی ہے" (اس نے جو کچھ کہا درست کہا)

سارا راستہ آپؐ جنازے کے آگے آگے چلتے رہے۔ بقیع کے قبرستان میں رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی تو نماز جنازہ میں شریک ہونے والوں سے بقیع بھر گیا(24) رسول اللہ ﷺ جنازے کے بعد میت کے پاس کھڑے رہے۔ حضرت اسید بن حضیر، حضرت حارث بن اوس بن معاذ، حضرت سلکان بن سلامہ اور حضرت سلمہ بن سلامہ نے حضرت سعد کو قبر میں اتارا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ آپؐ نے تین دفعہ تسبیح کہی تو باقی مسلمانوں نے بھی تین بار تسبیح کہی پھر رسولؐ اللہ نے تین بار تکبیر کہی تو صحابہ نے بھی تین بار اس سوز سے تکبیر کہی کہ بقیع گونج گیا۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی والدہ اپنے بیٹے کو لحد میں لیٹا ہوا دیکھنے کو آگے بڑھیں تو لوگوں نے روک دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "انہیں آنے دو"

انہوں نے اپنے فرزند کو آخری آرام گاہ میں سوئے ہوئے دیکھ کر کہا "مجھے یقین ہے کہ تم اپنے اللہ کے حضور میں ہو"

رسول اللہ نے ان سے تعزیت کی۔

قبر پر مٹی ڈال کر ہموار کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ قبر کے پاس بیٹھ گئے جب قبر کی مٹی ہموار کرکے اوپر پانی چھڑک دیا گیا تو آپؐ نے کھڑے ہو کر ان کے لئے دعا کی۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کا قافلہ حج مدینہ واپس آیا تو لوگوں نے ذوالحلیفہ میں قافلہ کا استقبال کیا۔ حضرت اسید بن حضیر بھی قافلہ کے ساتھ تھے انہیں بتایا گیا کہ ان کی بیوی فوت ہو چکی ہے، وہ منہ ڈھانپ کر رونے لگے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسے روتے دیکھ کر کہا "اللہ تمہاری مغفرت کرے تم اللہ کے رسول کے ایسے صحابی ہو جنہیں آپؐ کی طویل صحبت حاصل رہی ہے اور تم ایک عورت کے لئے اس طرح رو رہے ہو"

حضرت اسید نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا "مجھے اپنی جان کی قسم آپ نے ٹھیک فرمایا سعد بن معاذ کے بعد کسی اور کیلئے رونا مجھے روا نہیں جن کی موت پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ "سعد بن معاذ کی وجہ سے اللہ کا عرش ہل گیا" رسول اللہ ﷺ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت اسید کے ساتھ چل رہے تھے۔

ایک شاعر نے کہا۔

"ہم نے نہیں سنا کہ اللہ کا عرش
کبھی کسی شخص کی موت پر ہل گیا ہو
ہاں سعد ابی عمرو کی موت پر"

حواشی / حوالہ جات

1- بنو قریظہ کے قلعہ سے جو ہتھیار برآمد ہوئے وہ ان کی افرادی قوت کی نسبت سے بہت زیادہ تھے. بنو قریظہ کے جن بالغ مردوں کو بغاوت کے جرم میں قتل کیا گیا ان کی تعداد چار سو سے نو سو کے درمیان بتائی جاتی ہے لیکن ان کی بستی سے دو ہزار نیزے پندرہ سو تلواریں پندرہ سو ڈھالیں اور تین سو زرہ بکتر برآمد ہوئے تھے. سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے لڑنے کے قابل افراد کی تعداد سے بھی زیادہ ہتھیار کس مقصد کے لئے جمع کر رکھے تھے؟ انہوں نے حیی بن اخطب کی ترغیب پر بغاوت کے بعد ہر وہ اقدام اور تیاری کی تھی جو اللہ کے رسول ﷺ اور آپؐ کے اصحاب کو ختم کرنے کے لئے ان کے بس میں تھی یہ الگ بات ہے کہ باہمی عدم تعاون اور عدم اعتماد کی وجہ سے وہ مشرکین کے ساتھ مل کر بھرپور حملہ میں حصہ نہیں لے سکے تھے مگر ان کی نیت اور عزائم میں کوئی فرق نہیں آیا تھا.

2- ابن کثیر' تاریخ ابن کثیر حصہ سوم و چہارم' نفیس اکیڈمی کراچی 1987ء صفحہ 534

3- علامہ واقدی نے لکھا ہے "منافقین یہود کو پیغام بھیجتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حاضر نہ ہونا اگر وہ تمہیں مدینہ سے نکال دینے کا ارادہ کریں تو تم ہرگز نہ نکلنا قسم ہے اس ذات کی جس کے نام سے حلف لیا جاتا ہے اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم سے لڑائی کے سوا کسی اور بات پر راضی نہ ہوئے تو ہم اپنی جانوں سے اور مال سے تمہاری مدد کریں گے اور تمہارے بارے میں ہم کسی کا حکم نہیں مانیں گے اور اگر تمہیں مدینہ سے نکال دیا گیا تو تمہارے بعد ہم بھی یہاں نہیں رہیں گے اور تم سے آن ملیں گے.
(مغازی رسولؐ اللہ' صفحہ 293)

4- عروہ بن زبیر' مغازی رسولؐ اللہ' لاہور 1990ء' صفحہ 192

5- عروہ بن زبیر' مغازی رسولؐ اللہ' لاہور 1990ء' صفحہ 192

6- واقدی' مغازی الرسولؐ' لاہور 1988ء' صفحہ 294

7- ایک روایت کے مطابق آپؐ نے فرمایا "میرے رفقاء میں سے جس کو چاہو تجویز کر لو اور اس کا جو فیصلہ ہو مان لو"

8- (الف) بخاری شریف' روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
(ب) بخاری شریف' روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
(ج) صحاح ستہ کتاب العرئی' روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ
(د) ابن کثیر' سیرۃ النبی جلد دوم' لاہور 1996ء' صفحہ 172
(ہ) عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ' مغازی رسولؐ اللہ' لاہور 1990ء' صفحہ 193

9- حافظ ابن حجر کے مطابق بنو قریظہ کے لوگوں کو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے گھر میں جمع کیا گیا تھا جبکہ ابن اسحاق کے مطابق انہیں بنت الحارث کے گھر میں جمع کیا گیا تھا. حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہیں دونوں گھروں میں جمع کیا گیا تھا اور یہی روایت درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ بنو قریظہ کے مردوں

اور عورتوں کو الگ الگ کر لیا گیا تھا مرد ایک گھر میں جمع کئے گئے تھے اور عورتیں ان سے الگ کر کے دوسری جگہ جمع کر دی گئی تھیں۔ بنت الحارث کا نام بقول ابن کثیر کیسبہ تھا اور وہ حارث بن کرز بن حبیب بن عبد شمس کی بیٹی تھی پہلے ■ میلمہ کذاب کی بیوی رہی تھی اور بعد میں عبداللہ بن عامر بن کرز سے اس کا نکاح ہوا تھا۔

10- ابن کثیر کے مطابق بنو قریظہ نے زبردست لڑائی کے بعد ہتھیار ڈالے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے صلح یا جنگ کے مذاکرات کے لئے ان کی اپنی درخواست پر حضرت سعد بن معاذ کو ان کے پاس بھیجا تھا اور حضرت سعد بن معاذ نے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی تھی اور ان کے انکار پر حضرت سعد بن معاذ نے انہیں کہا تھا کہ اگر لڑائی کے ذریعے ان کے قلعہ پر قبضہ کیا گیا تو ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے گا یا گرفتار کر لیا جائے گا اور ان کی عورتیں اور اموال کو مال غنیمت سمجھا جائے گا بنو قریظہ نے ان کی کوئی بات نہ مانی تو حضرت سعد بن معاذ نے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو ان سے اپنی گفتگو کی تفصیل بتائی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا تھا کہ بنو قریظہ کے بارے میں تمہارا کیا فیصلہ ہے؟ جس کے جواب میں حضرت سعدؓ نے وہی جواب دیا تھا جو جنگ کی صورت میں وہ بنو قریظہ کو بتا آئے تھے اور جسے سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا "تمہارا فیصلہ حکم خدا اور حکم رسول کے مطابق ہے"

ابن کثیر کے مطابق اگلے روز مسلمانوں نے بنو قریظہ کے قلعہ پر حملہ کیا جس میں حضرت عمرؓ حضرت علی اور بعض دیگر صحابہ قیادت کر رہے تھے بنی قریظہ نے بڑی جی دار سی مزاحمت کی تھی اور ان کی طرف سے حُیی ابن اخطب اور کعب بن اسد بہادری سے لڑے تھے اس لڑائی میں چند مسلمان شہید بھی ہوئے تھے جب اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی تھی تو بنو قریظہ کے قلعہ میں داخل ہونے کے بعد مسلمانوں نے انہیں ہتھیار ڈالنے کو کہا تھا اور جن یہودیوں نے ہتھیار نہیں ڈالے تھے انہیں قتل کر دیا گیا تھا اور باقیوں کو اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق گرفتار کر لیا گیا تھا ان میں سے جنہوں نے معافی مانگ کر اسلام قبول کر لیا انہیں رہا کر دیا گیا تھا اور باقیوں کو خمس نکال کر مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

(تاریخ ابن کثیر' البدایہ والنہایہ' حصہ سوم و چہارم' صفحات 537' 538)

غزوہ بنو قریظہ کا مال غنیمت خمس نکال کر سب مجاہدین میں تقسیم کیا گیا تھا شاہسوار کو تین حصے اور پیدل کو ایک حصہ دیا گیا تھا اور ہر سوار کو مال غنیمت میں اس کے مقررہ حصہ کے علاوہ تین تین تیر بھی دیئے گئے تھے جن میں سے ایک تیر اس کی بہادری کا اور دو اس کے گھوڑے کی پھرتی اور چستی کے انعام کے طور پر دیئے گئے تھے۔ ابن اسحاق کی اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں گھوڑے دوڑائے گئے تھے اور لڑائی ہوئی تھی اسی لئے اس غزوہ کا مال غنیمت "مال فے" تصور نہیں کیا گیا تھا ورنہ غزوہ بنو نضیر کے اموال کو اس لئے "مال فے" قرار دیا گیا تھا کہ اس میں نہ جنگ ہوئی تھی اور نہ ہی اونٹ اور گھوڑے دوڑائے گئے تھے۔

حضرت حسان بن ثابت ؓ نے بنو قریظہ کے بارے میں جو اشعار کہے ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا معاملہ بنو نضیر سے مختلف تھا اور انہوں نے لڑائی کے بعد ہتھیار ڈالے تھے۔ حضرت حسان کہتے ہیں۔

○ "بنو قریظہ کو جس آزمائش سے دوچار ہونا پڑا

اس کی نوعیت بنو نضیر کی آزمائش سے مختلف تھی
اللہ کے رسول ﷺ عالم کو روشن کرنے والے چاند کی مانند
بنو قریظہ کی طرف بڑھے چلے آرہے تھے
آپؐ کے ہمراہ تازہ دم گھوڑوں پر سوار
باز کی مانند جھپٹنے والے شاہسوار تھے
ہم نے انہیں کسی بھی چیز میں کامیاب نہ ہونے دیا
ان کا خون تالاب کے پانی کی مانند ان پر چھلک رہا تھا
وہ کٹے پڑے تھے اور پرندے ان پر چکر کاٹ رہے تھے
ضدی اور مفسد لوگوں کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا جاتا ہے
اگر قریش میری طرف سے وارننگ قبول کریں
تو انہیں اللہ کی طرف سے قریظہ کے انجام کی مثال سے ڈراؤ"

حضرت حسان ؓ نے یہ بھی کہا

"قریظہ نے اپنے بد اعمال کا انجام دیکھ لیا
ان کے قلعوں کو ذلت و رسوائی نے آ لیا
سعد نے انہیں ہمدردانہ تنبیہ کی تھی
کہ تمہارا معبود خدائے بزرگ و برتر ہے
لیکن وہ اپنی عہد شکنی پر اڑے رہے
اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی بستی میں ہی
انہیں تلوار کے گھاٹ اتار دیا
ہماری صف بستہ فوجوں نے ان کا قلعہ گھیر لیا
اور جنگ کے شور سے گونج اٹھا"

"اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی بستی میں ہی انہیں تلوار کے گھاٹ اتار دیا" سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟ ان کی بستی میں لڑائی بھی تو کہا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

- "ایک گروہ کو تم قتل کرتے تھے
اور ایک کو قید کرتے تھے"

اور یہ میدان جنگ کا ہی نقشہ ہو سکتا ہے

اور یہ جنگ جیسی بھی تھی بنو قریظہ کے قلعہ میں ہی لڑی گئی ہو گی اس حوالے سے وہ جنگی قیدی بھی تھے اور غدار اور باغی بھی۔

12- کونسٹن ورجیل جورجیو کے مطابق عدالتی کاروائی کئی روز تک جاری رہی اور دونوں فریقوں نے دلائل اور گواہ بھی پیش کیے تھے اور حضرت سعد بن معاذ نے سب کے موقف اور دلائل پر غور کرنے کے بعد

فیصلہ سنایا تھا۔ (سیارہ ڈائجسٹ عکس سیرت نمبر فروری 1993ء صفحہ 380) ثالث کے لئے فریقین کا موقف اور دلائل سننا تو ضروری ہوتا تھا حضرت سعد بن معاذ نے بھی سب کو اس کا موقعہ دیا ہو گا لیکن یہ سماعت کئی روز جاری رہی ہوگی اس کا امکان کم ہے دیگر مآخذ میں اس بارے میں مجھے کوئی تفصیل نہیں ملی بنو قریظہ کے نمائندوں کے حلف کے بعد حضرت سعد بن معاذ کا فیصلہ قبول کرنے کے عہد کے بارے میں ایم اے صلاحی نے بڑے کھلے الفاظ میں لکھا ہے۔ (Muhammad – Man and Prophet, P:431)

13- مآخذوں میں فرد جرم کے یہ الفاظ درج نہیں کہ "چونکہ بنو قریظہ نے اپنا عہد توڑا ہے دستور مدینہ کی خلاف ورزی کی ہے اور ایسے دشمن کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا جو مسلمانوں کو مٹانے آیا تھا" ماخذ میں صرف فیصلہ ہی درج ہے لیکن چونکہ فیصلہ سنانے والا فرد جرم کی تفصیل بھی فیصلہ کے ساتھ سنایا کرتا تھا اس لئے کونسٹن ورجیل جورجیو کا یہ اضافہ بھی درست معلوم ہوتا ہے۔ (سیارہ ڈائجسٹ، عکس سیرت نمبر، صفحہ نمبر (380

14- M. A. Salahi, Muhammad– Man and Prophet, P: 432.

15- حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ حییؓ بن اخطب کو بنو قریظہ کے قلعہ میں ہی قتل کر دیا گیا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ 538)

16- برکات احمد نے محمدؐ اور یہودی نامی تصنیف میں مختلف حوالوں سے بنو قریظہ کے جنگجو افراد کو قتل کرنے کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مدینہ چھوٹا سا شہر تھا اور اس کے بازار میں اتنے زیادہ آدمیوں کو قتل کرکے دبانے کے لئے گڑھے کھودنے کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اس سے مدینہ میں تعفن اور وبا پھیل جاتے اور رسول اللہ جیسے صفائی پسند پیغمبر آبادی کے اندر اتنے آدمیوں کو قتل کرکے دبانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

17- ڈاکٹر ڈبلیو این عرفات نے اپنا تحقیقی مضمون New Light on the story of Banu Qurayza and the Jews of Madina قطر کی سیرت کانفرس میں پڑھا تھا اور بعد میں ان کا یہ مضمون Journal of Royal Asiatic Society کے 1976ء کے شمارہ دوم میں شائع ہوا تھا۔

18- ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی کہتے ہیں کہ "ان کی تحقیقات کو تسلیم نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں" (نقوش لاہور رسول نمبر جلد 11 صفحہ 414) جبکہ Akram Diya-al-Umari کہتے ہیں:

Some contemporary historians tend to deny and weaken the reports dealing with the punishment faced by Banu Qurayzah, on the basis that proving these reports may hurt humanitarian feelings or serve the interests of zionist propaganda, but this is not the case. The most authentic Islamic sources prove that it happened. The severe punishments were only given because of the acts of high treason which the Banu Qurayza committed.

Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-I, P : [illegible]

برکات احمد نے لکھا ہے کہ اگر بنو قریظہ کے جنگجو افراد کو قتل کیا گیا ہوتا تو یہودی اسکالر اپنی تصانیف میں اس کا ذکر ضرور کرتے مگر انہوں نے اس بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ –(Muhammad and Jews

A Re examination)

لیکن Jabal Muhammad Bauban کا کہنا ہے کہ صرف اس وجہ سے کہ یہودی اسکالروں نے بنو قریظہ کے قتل کے واقعہ کا ذکر نہیں کیا' یہ فرض نہیں کیا جا سکتا کہ یہ واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔

(Image of the Prophet Muhammad in the West, P: 36)

19- ابن سعد' طبقات حصہ اول' کراچی 1987ء صفحہ 376

20- واقدی کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ کو شام کی طرف بھیجا تھا۔

21- شبلی نعمانی' سیرت النبی ﷺ جلد اول' الفیصل لاہور 1991ء صفحہ 263' 264

22- ابن سعد' طبقات' حصہ چہارم' کراچی 1980ء صفحہ 16

23- ابن سعد' طبقات' حصہ چہارم' کراچی 1980ء صفحہ 19

24- ابن سعد' طبقات' حصہ چہارم' کراچی 1980ء صفحہ 24

اللہ کے دین کا غلبہ

اللہ کا منصوبہ اہل شرک کے ہر منصوبے پر غالب رہا. بدر میں احد میں اور پھر غزوہ خندق میں کسی بھی لڑائی میں مشرک اپنا مقصد حاصل نہ کر سکے اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ ہر بار پہلے سے بھی مضبوط اور طاقتور ہو گئے. ریاست مدینہ ہر غزوہ کے بعد ایک طاقتور اور سازشی یہودی قبیلے سے پاک ہو گئی. بدر کے بعد بنو قینقاع کا اخراج عمل میں آیا احد کے بعد بنو نضیر کو مدینہ چھوڑنا پڑا اور خندق کے بعد بنو قریظہ اپنے انجام کو پہنچ گئے اللہ کی چال کے سامنے اللہ کے دشمنوں کی سب چالیں ناکام ہو گئیں جب سارا عرب مدینہ پر چڑھ آیا تھا اور ریاست کے اندر سے بنو قریظہ نے ان کے ساتھ جنگی معاہدہ کر لیا تھا تو دنیاوی حوالوں اور وسائل کو سامنے رکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ اسلام کے سب دشمنوں کے مقدر میں ذلت اور رسوائی لکھی جا چکی ہے.

مدینہ میں یہودی اس کے بعد بھی موجود رہے. یہودیوں کے ■ خاندان اور گھرانے جنہوں نے ریاست مدینہ کے دستور کی خلاف ورزی نہیں کی تھی اور ریاست کے دشمنوں کے ساتھ مل کر ریاست کے خلاف کوئی سازش نہیں کی تھی وہ اپنے اپنے گھروں میں موجود رہے ان کی املاک ان کے پاس ہی رہیں ریاست میں انہیں جان و مال کا مکمل تحفظ اور مذہب کی مکمل آزادی حاصل رہی مگر جن یہودیوں نے ریاست کے خلاف بغاوت کی اس کے وجود کو ختم کرنے کی سازش کی وہ خود نابود ہو گئے اور مسلمانوں کو سکون اور استحکام مل گئے(ا) ریاست مدینہ کے اندر منافقوں کی قوت اور بھی کمزور ہو گئی اور یہودیوں کے اخراج اور خاتمہ کی وجہ سے ان کا بہت بڑا سیاسی اور اقتصادی سہارا ختم ہو گیا مسلمانوں کی سیاسی اور اقتصادی حالت مزید بہتر ہو گئی ان کی دفاعی حالت بھی مضبوط ہو گئی. بنو قریظہ کی پندرہ سو تلواریں پندرہ سو ڈھالیں دو ہزار نیزے اور تین سو زرہوں کی صورت میں ہتھیاروں کا بڑا قیمتی ذخیرہ مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا تھا خمس کے مال اور بندیوں سے حاصل ہونے والی رقم سے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ نسل کے گھوڑے خرید کر جہاد کیلئے مختص کر دیئے جس سے مسلمانوں کی جنگی صلاحیتوں میں اضافہ ہو گیا۔

خندق کا محاصرہ کرنے والے لشکروں کی رسوائی اور اہل ایمان کی جرأت استقامت اور کامیابی سے عرب کے گھر گھر میں مسلمانوں کی شان و شوکت کے چرچے ہونے لگے(2) جزیرہ نمائے عرب میں تو چھوٹی موٹی لڑائیوں کی خبریں بھی بڑی تیزی سے پھیلتی تھیں مسافر تاجر اور قافلوں والے جن راہوں سے گزرتے تھے خبریں سناتے اور پھیلاتے جاتے تھے۔ خندق کے محاصرے میں مکہ کے قریش ان کے اتحادیوں احابیش نجد کے بنو غطفان اور خیبر کے یہودیوں کے عظیم تر اتحاد نے حصہ لیا تھا اور بنو قریظہ کے ان سے تعاون کے باوجود اہل اسلام نے ان سب کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ یہ اکیلے قریش مکہ کی ہی شکست نہیں تھی بلکہ جزیرہ نمائے عرب کی سب بڑی بڑی اسلام دشمن قوتوں کی رسوائی تھی اور مسلمانوں کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ عربوں کے خیموں ان کے ریگستانوں اور صحراؤں میں ہر جگہ مسلمانوں کی قوت اور کامیابی کے چرچے ہونے لگے۔

"غزوہ خندق میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کامیابی ایک شاندار فتح تھی ابھی پانچ ہی سال پہلے وہ ایک تھکے ماندے مہاجر کی حیثیت سے مدینہ میں داخل ہوئے تھے اور مکہ والے ان کی جان لینے کیلئے ان کے پیچھے لگے ہوئے تھے اب انہوں نے حالات کے دھارے کا رخ الٹا پھیر دیا تھا اور سارے جزیرہ نمائے عرب پر ثابت کر دیا تھا کہ مکہ کے قریش کے عروج کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ قریش مکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مسلمانوں کے خاتمہ کے اپنے مقصد میں بری طرح ناکام رہے تھے اور لوگوں کو دکھائی دینے لگا تھا کہ اب قریش مکہ کبھی وہ تکریم و مرتبہ حاصل نہیں کر سکیں گے جس پر ان کی قوت اور ساری شان و شوکت کا انحصار تھا مکہ کی ریاست اب ایک گرتی ہوئی دیوار کی مانند تھی اور مستقبل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تھا جیسا کہ خندق کا محاصرہ اٹھاتے وقت خود خالد بن ولید تک نے کہہ دیا تھا اسلام کی سیاسی اور اخلاقی قوت کے مقابلے میں قریش مکہ کا قدیم قبائلی نظام ان کا حلم کا نظریہ اور جارحانہ سرمایہ داری بری طرح ناکام ہو گئے تھے"(3)

جب حالات بدلتے ہیں تو انسانی فکر اور سوچ پر بھی اس تبدیلی کے اثرات مرتب ہوتے ہیں ریاست مدینہ کے اندر کے حالات میں اتنی بڑی تبدیلی سے اور باہر کے اتنے طاقتور دشمنوں کی رسوائی سے لوگ اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں نئے انداز سے سوچنے لگے کچھ آپؐ کے ساتھ مصالحت اور دوستی کے بارے میں سوچنے لگے تو کچھ کے دلوں میں حق قبول کرنے کی خواہشیں بھی سر اٹھانے لگیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ذمہ دین حنیف کی تکمیل اور اہل شرک کے

دلوں پر اس دین کا غلبہ قائم کرنا تھا آپؐ کو اللہ کی زمین پر اللہ کی حاکمیت کے قیام کا مشن سونپا گیا تھا اس نئی سوچ اور اندرونی اور بیرونی نئی تبدیلیوں سے اس مشن کی تکمیل کی راہیں کشادہ ہو گئیں اور اسلام کی توسیع و استحکام کا کام نئے مرحلے میں داخل ہو گیا اس مرحلے میں جو شاندار کامیابیوں کا سر آغاز ثابت ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرہ نمائے عرب کی بدلتی ہوئی سیاسی صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ کے دین کی تبلیغ اور اسلامی ریاست کے دائرہ اثر کی توسیع کیلئے نئی منصوبہ بندی شروع کر دی اور جزیرہ نمائے عرب کے مختلف قبائل اور ان کے سرداروں کی طرف تبلیغی وفود اور مراسلے ارسال کئے(4) آپؐ نے پسپا ہوتی ہوئی سیاسی قوتوں کی نئی چالوں اور سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے بھی بروقت اقدام کئے خندق میں تین بڑی طاقتوں کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑا تھا مکہ کے قریش اور ان کے اتحادی قبائل اور احابیش کو نجد کے بنو غطفان کو اور جزیرہ نمائے عرب میں یہودیوں کی متحدہ قوت کو ان تینوں طاقتوں پر نظر رکھنا ضروری تھا اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے علاقوں کی طرف گشتی دستے ارسال کئے تاکہ ان کے کسی نئے گٹھ جوڑ اور اجتماعوں کی خبریں حاصل کی جائیں اور ان کے خلاف مناسب کاروائی کی جا سکے جہاں کہیں سے بھی کسی کی سرکشی کی اطلاع ملی آپ نے فوراً اس کو دبا دیا اگر کسی نے مدینہ کے مفادات کو چیلنج کیا یا نقصان پہنچایا تو اسے مناسب سزا بھی دی گئی لیکن آپؐ کی عام پالیسی اس دور میں بھی مصالحت اور معاف کر دینے کی رہی آپؐ نے اسلام کے دشمنوں کے خاتمہ کی بجائے انہیں اسلام میں داخل کرنے کی پالیسی پر عمل کیا طاقت صرف انہی صورتوں میں استعمال کی جب اسلام اور اسلامی ریاست کے تشخص اور وقار کے تحفظ کی خاطر ایسا کرنا ضروری ہو گیا تھا کیونکہ توسیع کے اس مرحلہ میں جب دشمن قوتیں پسپا ہو رہی تھیں ایسا کرنا ضروری تھا غزوہ خندق کے بعد ایک سال کے عرصہ میں اللہ اور اس کے دین کے دشمنوں کو دباتے دھمکانے اور ڈرانے کی پالیسی کا نتیجہ اندرونی استحکام اور بیرونی اثر و رسوخ میں توسیع کی صورت میں برآمد ہوا جس کا سب سے بڑا ثبوت حدیبیہ کا معاہدہ ہے۔

اللہ کے مجرم کا قتل

سفیان بن خالد اللہ کا مجرم تھا وہ ایک شیطان صفت بدو لٹیرا تھا جس کا تعلق بنو ہذیل سے تھا۔ اسی نے طلحہ بن ابی طلحہ کی بیوی سے سو اونٹوں کا انعام حاصل کرنے کے لئے سازش تیار کی تھی اور رجیع کے کنویں پر پانچ مبلغین اسلام کو دھوکہ دے کر شہید کرا دیا تھا اس نے حضرت

خبیب بن عدی اور حضرت زید بن الدثنہ کو مکہ لے جا کر قریش کے ہاں فروخت کیا تھا(1) قریش مکہ نے ان دونوں صحابہ کرام کو پھانسی پر لٹکا دیا تھا رسول اللہ ﷺ کو اپنے ان صحابہ کرام کی شہادت کا بہت زیادہ دکھ ہوا تھا مگر ان کے قاتلوں اور قتل کی سازش تیار کرنے والے سفیان بن خالد(2) کو کوئی سزا نہیں دی جا سکی تھی۔ بنو ہذیل کا علاقہ مکہ کے مشرق میں تھا اور قریش مکہ کے ساتھ اس قبیلے کے گہرے سیاسی اور سماجی تعلقات تھے(3) اس لئے یہ بھی قریش کی سازشوں اور اللہ کے دین اور رسولؐ کے خلاف منصوبوں میں شامل رہتے تھے۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن انیس کو طلب فرمایا اور حکم دیا "سفیان بن خالد ہذلی کو ٹھکانے لگا دو وہ تمہیں عرنہ میں ملے گا"(4)

"یا رسولؐ اللہ مجھے اس کی کوئی نشانی بتا دیں تا کہ میں اسے پہچان سکوں" حضرت عبداللہ نے عرض کیا۔

"جب میں نے اسے دیکھا تھا اس وقت وہ رعشہ کے مرض میں مبتلا تھا" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن انیس تلوار لے کر چل دیئے جب وہ عرنہ پہنچے تو سفیان کا گروہ وہیں پر تھا اور ایک شخص اونٹوں کو بٹھا رہا تھا' پاس کچھ عورتیں تھیں وہ ان عورتوں کو اونٹوں پر سوار کرنا چاہتا تھا۔ عصر کی نماز کا وقت ہو رہا تھا حضرت عبداللہ بن انیس نے سوچا اگر نماز پڑھنے لگ گئے تو سفیان اونٹ لے کر نکل جائے گا۔ انہوں نے کھڑے کھڑے نماز کی نیت باندھی اور اشاروں سے نماز ادا کرتے ہوئے اس کی طرف چلتے رہے(5) قریب پہنچے تو اللہ کے رسول ﷺ کی بتائی ہوئی نشانی سے پہچان لیا کہ وہی سفیان بن خالد ہے۔

سفیان بن خالد نے دیکھا تو پوچھا "تم کون ہو؟"

"میں ایک عرب ہوں اور تمہارے پاس اس کام سے آیا ہوں" حضرت عبداللہ بن انیس نے اس پر تلوار کا وار کرتے ہوئے کہا اور اس کی گردن اڑا دی۔

عورتیں رونے اور شور کرنے لگیں۔

حضرت عبداللہ بن انیس وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا "تمہارا چہرہ کامیاب شخص کا چہرہ ہے"

حضرت عبداللہ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں سفیان بن خالد کو ختم کر آیا ہوں"

رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن انیس کو ساتھ لے کر اپنے حجرہ میں گئے اور انہیں ایک عصا عطا فرمایا۔

حضرت عبداللہ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ اس عطا کا مصرف کیا ہے؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قیامت کے روز یہ میرے اور تیرے درمیان نشانی ہو گی اور وہاں بہت کم لوگوں کے پاس سہارے کے لئے ایسی چیز ہو گی"

وہ عصا زندگی بھر حضرت عبداللہ کے ساتھ رہا تلوار کے ساتھ وہ رسول اللہ ﷺ کا عطا کردہ عصا بھی پاس رکھتے تھے وقت مرگ وصیت کی کہ ان کی لحد میں عصا بھی ان کے ساتھ دفن کیا جائے ان کے پسماندگان نے ان کی وصیت پر عمل کیا۔

سریہ محمد بن مسلمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم 6ھ کو نجد کی طرف ایک گشتی دستہ بھیجا اس دستے میں تیس سوار شامل تھے آپؐ نے دستہ کی کمان حضرت محمد بن مسلمہ کو سونپی حضرت محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی البکرات کے مقام پر پہنچے تو وہاں پر قرطاء قبیلہ کے لوگ اترے ہوئے تھے قرطاء قبیلہ بنی بکر بن کلاب کی ایک ذیلی شاخ تھی مجاہدین کو دیکھ کر ▪ لوگ بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب نہیں کیا وہ ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بکریاں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔

حضرت محمد بن مسلمہ وہ سب مدینہ لے آئے یہ دستہ دس محرم کو مدینہ سے روانہ ہوا تھا اور انتیس محرم کو واپس آیا رسول اللہ ﷺ نے خمس نکال کر باقی اونٹ اور بکریاں مجاہدین میں تقسیم کر دیئے ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر شمار کیا گیا۔

ثمامہ بن اثال

رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو ایک شخص کو دیکھ کر رک گئے۔ حضرت محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی اس شخص کو گرفتار کر کے لائے تھے اور اسے مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا ▪ انہیں نجد سے واپسی پر راستہ میں ملا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا "تم جانتے ہو یہ شخص کون ہے؟"

"نہیں یا رسولؐ اللہ" انہوں نے عرض کیا۔

"یہ ثمامہ بن اثال ہے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے" آپؐ نے حکم دیا۔

مسجد سے واپس آکر رسولؐ اللہ نے ثمامہ کیلئے کھانا اور اپنی اونٹنی کا دودھ بھجوایا۔

ثمامہ قبیلہ بنو حنیفہ کا ایک سردار تھا اپنے شرک میں اتنا پختہ تھا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ

کے ایک قاصد کو قتل کرنے کا قصد کیا تھا لیکن اس کے چچا نے اسے روک دیا تھا اس کے اسی جرم کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون حلال قرار دے دیا تھا(1) حضرت محمد بن مسلمہ نہ اسے جانتے تھے اور نہ ہی اس کے جرم سے واقف تھے اسی لئے اسے ستون سے باندھ دیا تھا تا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرمائیں(2) رسول اللہ نے پوچھا "ثمامہ کیا رائے ہے؟"

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت خوب ہوا تم اگر مجھے قتل کرو گے تو صرف ایک آدمی کو قتل کرو گے اگر مجھ پر احسان کرو اور چھوڑ دو تو احسان کی قدر جاننے والے پر احسان کرو گے اور اگر میری رہائی کیلئے مال چاہو گے تو جتنا مال چاہو مانگ لو" ثمامہ نے جواب دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب پر خاموشی اختیار کی اور تشریف لے گئے۔

اس روز بھی آپ نے اسے اپنی اونٹنی کا دودھ اور اچھا کھانا بھجوایا۔

دوسرے روز آپ نے اس سے پوچھا "ثمامہ کیا رائے ہے؟"

ثمامہ نے پھر وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔

تیسرے روز اس کے پاس سے گزرتے ہوئے اللہ کے رسول نے پھر پوچھا "ثمامہ کیا رائے ہے؟"

تیسرے روز بھی ثمامہ بن اثال نے وہی جواب دیا جو پہلے روز دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اسے کھول کر آزاد کر دیا جائے صحابہؓ نے آپ کے حکم کی تعمیل کی ثمامہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خاموشی سے روانہ ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش ہو کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

اس نے ایک قریبی نخلستان میں اونٹنی باندھ کر غسل کیا تھا اور نہا دھو کر شرک کا میل کچیل اتار کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا تھا اللہ کے نبی کے حسن سلوک' اہل اسلام کے حسن عبادت' حسن معاملات اور اعتقادات نے اسے اتنا متاثر کیا تھا کہ اس نے اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

"اے محمدؐ! اللہ کی قسم زمین کے سینے پر آپ کے چہرے سے زیادہ کوئی اور چہرہ مجھے ناپسند نہیں تھا اب سب چہروں سے مجھے آپؐ کا چہرہ محبوب ہے واللہ آپ کے دین سے زیادہ مجھے کوئی دین ناپسند نہیں تھا اب آپ کا دین مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے آپ کے اس شہر سے زیادہ مجھے کوئی شہر ناپسند نہیں تھا لیکن اب یہ شہر میرے نزدیک سب سے پسندیدہ شہر ہے میں عمرہ کرنے مکہ جا رہا تھا کہ آپ کے سوار مجھے پکڑ لائے اب اس بارے میں میرے لئے کیا مشورہ ہے؟" ثمامہ

نے عرض کیا۔
اللہ کے رسول ﷺ نے اسے عمرہ کی قبولیت کی بشارت دی۔
اور ثمامہ بن اثال مکہ روانہ ہو گیا۔
قریش کے لوگوں نے کہا "ثمامہ تو بے دین ہو گیا ہے"
"نہیں میں بے دین نہیں ہوا میں تو محمد ﷺ اور اس کے دین پر ایمان لے آیا ہوں"
انہوں نے ضد کی تو ثمامہ نے کہا "واللہ اب محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر یمامہ سے گندم کا ایک بھی دانہ تمہارے پاس نہیں آئے گا"
اہل مکہ یمامہ سے غلہ حاصل کیا کرتے تھے۔

علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ یمامہ واپس جا کر ثمامہ نے مکہ والوں کے لئے غلہ کی فراہمی بند کر دی تو قریش مکہ نے تنگ آ کر اللہ کے رسولؐ کو رشتہ و تعلق کا واسطہ دیا اور لکھا کہ آپؐ ثمامہ کو فرمان ارسال کریں کہ ■ مکہ کے لئے غلہ کی فراہمی جاری کر دے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ثمامہ کو مراسلہ ارسال فرمایا تو اس نے قریش مکہ کو غلہ بھیجنے پر پابندی اٹھا لی۔

غزوہ بنو لحیان

غزوہ خندق اور بنو قریظہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کچھ عرصہ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ ربیع الاول 6ھ کو(1) آپؐ نے حضرت عبداللہ بن اُمِّ مکتوم کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور دو سو صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے مدینہ سے آپؐ شام کی طرف گئے اور غراب، مخیض، البتراء سے ہوتے ہوئے ذات الیسار کی طرف مڑ گئے وہاں سے آپؐ نے رفتار تیز کر دی اور صخیرات الثمام سے السیالہ کا سیدھا راستہ اختیار کیا اور بنو لحیان کے مسکن پہنچ گئے۔ بنو لحیان نے مبلغین اسلام کو رجیع کے مقام پر شہید کرنے کی سازش میں حصہ لیا تھا آپؐ انہیں سزا دینا چاہتے تھے لیکن آپؐ کی آمد سے پہلے ہی بنو لحیان اپنی بستیاں خالی کر کے پہاڑوں میں جا چھپے تھے آپؐ نے رجیع کے شہداء کے مقام شہادت پر ان کیلئے دعا فرمائی اور عسفان کے مقام پر کیمپ قائم کیا یہ جگہ مکہ کے قریب تھی وہاں کیمپ لگانے کا مقصد اہل مکہ کو اسلامی لشکر کی آمد کا احساس دلانا اور انہیں مرعوب کرنا بھی تھا(2) عسفان سے آپؐ نے دشمن کی تلاش اور خبریں معلوم کرنے کے لئے مختلف اطراف میں گشتی دستے بھیجے حضرت ابو بکرؓ صدیق کی قیادت میں دس سواروں کا ایک دستہ مکہ کی طرف بھیجا جو نواح شہر میں کراع غمیم تک ہو کر واپس آیا مگر کسی جگہ بھی دشمن سے مقابلہ نہ

ہوا(3) آپؐ نے چند روز وہاں قیام فرمایا اور پھر واپس آ گئے۔
عسفان سے روانہ ہوتے وقت آپؐ نے فرمایا "ہم رجوع کرنے والے توبہ کرنے والے اور اپنے رب کی عبادت اور حملہ کرنے والے ہیں"
غزوہ بنو لحیان کے سلسلہ میں آپؐ چودہ روز مدینہ سے باہر رہے۔

غزوۂ غابہ

بنو لحیان کے مسکن غران کے سفر میں رسول اللہ ﷺ پہلے مدینہ منورہ سے نکل کر شام کی طرف گئے تھے اس راستے پر سفر کیا تھا جو دومۃ الجندل کی طرف جاتا تھا۔ عینیہ بن حصن نے آپؐ کی آمد کی خبر سنی تو غطفان کے ایک گروہ کے ساتھ بھاگ کر پہاڑوں میں چھپ گیا(1) عینیہ ریاست مدینہ کا مجرم تھا اس نے رسول اللہ ﷺ سے جب آپؐ غزوہ دومۃ الجندل سے واپس آ رہے تھے معاہدہ کیا تھا اور تغلمین سے المراض تک کے علاقہ میں مویشی چرانے کی اجازت حاصل کی تھی لیکن اس معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس نے احزاب کے لشکروں میں شمولیت کی تھی اور غزوہ خندق کے دوران ریاست مدینہ کے خلاف لڑائی میں حصہ لیا تھا اسے اپنا جرم یاد تھا اس لئے اللہ کے رسول ﷺ کی آمد کی خبر ملتے ہی وہ اپنے لشکر سمیت بھاگ گیا تھا اور پہاڑوں میں جا چھپا تھا۔
عینیہ نے رسول اللہ ﷺ سے امن کی درخواست کی مویشی چرانے کی اجازت حاصل کی اس کے باوجود رسولؐ اللہ کے خلاف جنگ میں شرکت کی اور ذلت و رسوائی اٹھائی اور جب رسول اللہ ﷺ لشکر لے کر اس کی طرف گئے تو بھاگ کر چھپ گیا تھا ذلت پر ذلت اور رسوائی پر رسوائی کے داغ مٹانے اور اپنا بھرم قائم رکھنے کے لئے اس نے غطفان کے چالیس ڈاکوؤں کو جمع کیا اور ریاست مدینہ کی حدود میں ڈاکے کا پروگرام بنایا مدینہ سے شام کے راستے کی طرف غابہ کی چراگاہ تھی رسول اللہ ﷺ کے بیس اونٹ اور اونٹنیاں وہاں چرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا فرزند ان کی نگرانی پر متعین تھا(2) ڈاکوؤں نے ابن ابوذر کو شہید کر دیا اس کی بیوی اور اونٹوں کو پکڑ کر لے گئے۔ حضرت سلمہ بن عمرو بن اکوع اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ کا ایک غلام(3) صبح سویرے رسولؐ اللہ کے کچھ اونٹوں اور طلحہ بن عبیداللہ کے گھوڑے کو غابہ سے پانی پلانے جا رہے تھے ثنیۃ الوداع کی بلندی سے انہوں نے ڈاکوؤں کو اونٹ بھگا کر لے جاتے دیکھا تو حضرت سلمہ نے مدینہ کی طرف رخ کر کے "واصباہ" کی آواز بلند کی انہوں نے غلام کو تو گھوڑا

دے کر رسول اللہ ﷺ کو ڈاکوؤں کے بارے میں آگاہ کرنے مدینہ بھیج دیا اور خود حضرت سلمہ بن عمرو ڈاکوؤں کے پیچھے دوڑنے لگے ان کے پاس ایک تلوار اور تیر کمان تھے۔

"واصباہ" خطرہ سے آگاہ کرنے کا مخصوص نعرہ تھا مدینہ میں یہ آواز سنتے ہی "اے اللہ کی جماعت سوار ہو جاؤ" کی ندا گونجی جس نے ندا سنی رسول اللہ کی طرف دوڑ پڑا سب سے پہلے حضرت مقدادؓ بن عمرو رسول اللہ کے پاس پہنچے انہوں نے زرہ اور خود پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی ان کے بعد حضرت عبادؓ بن بشر' حضرت سعدؓ بن زید' حضرت اسیدؓ بن ظہیر حضرت عکاشہ بن محصن' حضرت ابو قتادہ حارث بن ربعی' حضرت عبید بن زید اور حضرت ابو عیاش بھی پہنچ گئے ان سب نے ہتھیار لگا رکھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مقدادؓ کے نیزے پر جھنڈا باندھ دیا(4) اور فرمایا "دشمن کے لشکر کا پیچھا کرو میں بھی آ رہا ہوں"

راستہ دشوار گزار تھا گھنے درختوں اور پہاڑی ٹیلوں سے ہو کر گزرتا تھا حضرت سلمہ نے اکیلے ہی ڈاکوؤں کا تعاقب جاری رکھا وہ درختوں کی اوٹ سے اور ٹیلوں کے اوپر سے ان پر تیر برساتے تھے اور چھپ جاتے تھے ڈاکو بھاگتے ہوئے اپنی چادریں اور سامان پھینک رہے تھے حضرت سلمہ بن اکوع ان کی چادروں پر پتھر رکھتے جاتے تھے تاکہ پیچھے آنے والوں کو پتہ چل جائے کہ ڈاکو کس طرف جا رہے ہیں حضرت سلمہ بن اکوع ہر تیر چلاتے ہوئے رجز پڑھتے "اسے قبول کرو میں ہوں اکوع کا فرزند اور آج کمینہ لوگوں کی ہلاکت کا دن ہے"

جب آٹھ سواروں کا دستہ ڈاکوؤں تک پہنچا تو دھوپ تیز ہو گئی تھی اور ڈاکو ایک تنگ پہاڑی راستے میں پھنسے ہوئے تھے۔ حضرت سلمہ بن اکوع بلندی سے ان پر پتھر اور تیر برسا رہے تھے اور چار مشرک ان تک پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ صحابہ کا دستہ دیکھ کر حضرت سلمہ ان کی طرف چلے گئے دستہ میں سب سے آگے حضرت محرز بن نضلہ تھے حضرت سلمہ نے ان کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی "ابھی رک جاؤ"

"اے سلمہ اگر تو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور جنت اور جہنم کو برحق جانتا ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو"

حضرت سلمہ نے ان کے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی۔

حضرت محرز نے ڈاکوؤں کو للکارا "او کمینی ماں کے بچو ٹھہر جاؤ مہاجر و انصار تمہارے مقابلہ کے لئے چلے آ رہے ہیں"

عینیہ کا بیٹا حبیب حضرت محرز کے مقابلہ کے لئے آیا دونوں میں نیزوں سے مقابلہ ہوا حضرت

محرز نے ابن عینیہ کے گھوڑے کو زخمی کر دیا ابن عینیہ نے برچھی سے وار کر کے حضرت محرز کو شہید کر دیا حضرت ابو قتادہ نے آگے بڑھ کر ابن عینیہ کا مقابلہ کیا اور اسے ہلاک کر دیا حضرت عکاشہ بن محصن نے دو ڈاکوؤں کو نیزے سے چھلنی کر کے ہلاک کر دیا۔
عینیہ اور اس کے ساتھی رسولؐ اللہ کے اونٹ اور اپنے ساتھیوں کی لاشیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔
ادھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور ایک لشکر کے ساتھ ڈاکوؤں کے تعاقب میں نکلے ایک جگہ ایک لاش پڑی تھی جس پر چادر ڈال دی گئی تھی صحابہ رک گئے قریب سے دیکھا تو چادر حضرت ابو قتادہ کی تھی انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا "ابو قتادہ شہید ہو گئے"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ ابو قتادہ کی نہیں اس کی لاش ہے جسے ابو قتادہ نے قتل کیا"
حضرت عمر فاروقؓ نے آگے بڑھ کر چادر ہٹائی تو اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کہا "اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ کہا" باقی صحابہ نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔
رسولؐ اللہ ذی قرد کی پہاڑی پر اترے تو شام ہو رہی تھی حضرت سلمہ اور باقی سوار بھی آپؐ کے ساتھ آ ملے اور آپؐ کے اونٹ اونٹنیاں اور ڈاکوؤں سے چھینے ہوئے گھوڑے پیش کر دیئے حضرت سلمہ بن اکوع نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ اگر آپؐ ایک سو آدمی میرے ساتھ بھیج دیں تو میں ڈاکوؤں کی گردنیں اور باقی اونٹ بھی لا کر حضور کو پیش کروں گا"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ابن اکوع جب (دشمن پر) قابو پا لو تو عفو سے کام لو"
رسول اللہ ﷺ نے ایک شب اور ایک دن وہاں قیام فرمایا اور پھر واپس مدینہ آ گئے اس سفر میں آپؐ پانچ راتیں مدینہ سے باہر رہے آپؐ کے ساتھ پانچ صد اور ایک روایت کے مطابق سات سو صحابہ تھے اس اختلاف کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بنی عمرو بن عوف کی طرف سے مسلسل امدادی دستے آتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں شامل ہوتے رہے تھے۔ غزوہ غابہ رسولؐ اللہ کی غزوہ بنو لحیان سے واپسی کے چند ہی روز بعد ربیع الاول 6ھ میں پیش آیا تھا(5) اسے غزوہ ذی قرد بھی کہا جاتا ہے ابن ابوذر کی بیوی چند روز بعد رہائی پا کر مدینہ پہنچ گئی۔

سریہ عکاشہ بن محصن

ربیع الاول کے مہینے میں ہی رسول اللہ ﷺ نے ایک فوجی دستہ بنی اسد کے علاقہ کی طرف

روانہ فرمایا اس دستہ میں چالیس افراد شامل تھے آپؐ نے حضرت عکاشہ بن محصن اسدی کو اس دستہ کا امیر مقرر فرمایا حضرت عکاشہ بڑی تیزی سے الغمر پہنچ گئے. مشرک اس سے پہلے ہی اپنی بستی خالی کرے پہاڑوں میں جا چھپے تھے حضرت عکاشہ نے شجاع بن وہب کو ان کی تلاش میں بھیجا انہوں نے اونٹوں کے پاؤں کے نشانات سے ان کا پتہ لگایا حضرت عکاشہ اور ان کے ساتھی ان کے تعاقب میں جا رہے تھے تو انہیں اس قبیلہ کا ایک آدمی مل گیا امن کی ضمانت پر اس نے اپنے چچا زاد کے اونٹوں کی چراگاہ کا پتہ بتا دیا. حضرت عکاشہ وہاں پہنچے تو اونٹوں کے چرواہے بھی نہ ملے وہ اس قبیلہ کے دو صد اونٹ پکڑ کر مدینہ لے آئے اور اس مخبر کو چھوڑ دیا.

سریہ محمد بن مسلمہ بطرف ذی القصہ

اسی مہینے ربیع الاول 6ھ میں حضرت محمد بن مسلمہ دس افراد کے ایک دستہ کے ساتھ ذی القصہ کی طرف گئے جب ■ وہاں پہنچے تو رات پڑ چکی تھی غطفان بنو ثعلبہ اور بنی عوال کے مسلح گروہ نے انہیں گھیر لیا دونوں طرف سے پہلے تیر چلے پھر نیزوں سے لڑائی ہوئی اہل ایمان صرف دس تھے اور مشرک ایک سو کے قریب تھے حضرت محمد بن مسلمہ کے سوا باقی سب صحابہ شہید ہو گئے. حضرت محمد بن مسلمہ نے مدینہ پہنچ کر رسولؐ اللہ کو بتایا تو آپؐ نے حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح ؓ کی قیادت میں چالیس افراد کا ایک دستہ اس طرف بھیجا بدو قبائل اپنے مال مویشی چھوڑ کر بھاگ گئے حضرت ابوعبیدہ ان کے اونٹ اور بکریاں ہنکا لائے.

سریہ ابو عبیدہ بطرف ذی القصہ

ربیع الثانی 6 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے ایک بار پھر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو بنو ثعلبہ کی طرف بھیجا۔ بنو ثعلبہ، بنو محارب اور بنو انمار مدینہ سے 58 کلومیٹر کے فاصلہ پر المراض کے خشک چشموں پر اکٹھے ہو رہے تھے حضرت ابو عبیدہ مغرب کی نماز کے بعد چالیس صحابہ کے ہمراہ مدینہ سے نکلے اور ایک صبح کی روشنی پھیلتے ہی وہ ان پر جا پہنچے مشرک اپنا اسباب اور اونٹ اور بکریاں چھوڑ کر بھاگ گئے ان میں سے ایک آدمی قابو آیا اس نے اسلام قبول کر لیا تو اسے چھوڑ دیا گیا صحابہ ان کا اسباب اونٹ اور بکریاں مدینہ لے آئے.

سریہ زید بن حارثہ بطرف جموم

ربیع الثانی میں ہی حضرت زیدؓ بن حارثہ ایک دستہ لے کر بنو سلیم کی طرف گئے جموم کے

مقام پر انہیں قبیلہ مزینہ کی ایک خاتون ملی جس کا نام حلیمہ تھا اس نے بنو سلیم کے ٹھکانوں میں سے ایک کا پتہ بتا دیا وہاں سے حضرت زید کو کچھ قیدی اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئے ان قیدیوں میں حلیمہ کا شوہر بھی تھا حضرت زید ؓ سب کو مدینہ لے آئے رسول اللہ ﷺ نے حلیمہ اور اس کے شوہر کو آزاد کر دیا جموم مدینہ سے 77 کلومیٹر دور تھا۔

قریش کے تجارتی قافلہ پر چھاپہ

قریش مکہ کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا رسول اللہ کو خبر ملی تو آپؐ نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو ستر سواروں کے ہمراہ اس کا راستہ روکنے کے لئے بھیجا چار روز کے سفر کے بعد حضرت زیدؓ نے عیص کے مقام پر قریش کے قافلہ کو جا لیا مال پر قبضہ کر لیا بہت سے افراد کو قیدی بنا کر مدینہ لے آئے قافلہ کے ساتھ بہت سا مال تھا جس میں صفوان بن امیہ کی چاندی بھی تھی رسول اللہ ﷺ نے خمس نکال کر سارا مال مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔

ایثار اور ایمان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھا رہے تھے تو ایک آواز آئی "لوگو میں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دی ہے"

نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ نے نمازیوں سے پوچھا "اے لوگو جو بات میں نے سنی ہے کیا تم نے بھی سنی؟

"ہاں رسولؐ اللہ" نمازیوں نے جواب دیا۔

"واللہ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس سے پہلے مجھے اس بات کا علم نہ تھا حتیٰ کہ میں نے اب وہ کچھ سنا جو تم نے بھی سنا ہے اور مسلمانوں میں سے کم تر بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے" رسولؐ اللہ نے فرمایا۔

▪ آواز رسولؐ اللہ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی تھی وہ ابوالعاص کو پناہ دینے کا اعلان کر کے نماز میں شامل ہو گئی تھیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے دستور مدینہ کی دفعہ پندرہ کے تحت حضرت زینبؓ کی طرف سے ابوالعاص بن ربیع کو دی گئی پناہ کو قبول فرما لیا تھا اس دفعہ میں کہا گیا ہے "خدا کا ذمہ (خدا کے لئے کسی کو تحفظ دینا) غیر منقسم ہو گا مسلمانوں میں سے کوئی ادنیٰ فرد بھی ان سب کی طرف سے کسی کو پناہ دے سکے گا مومن باقی سب لوگوں کے مقابلے میں ایک

دوسرے کے بھائی اور محافظ ہیں"
ریاست مدینہ کے دستور کے تحت رسول اللہ ﷺ کی مسلمان بیٹی حضرت زینب کی طرف سے ابوالعاص بن ربیع کو دی گئی پناہ ریاست کی حدود میں بسنے والے سب مسلمانوں کی طرف سے پناہ تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند ابوالعاص بن ربیع ابھی تک اپنے آبائی دین پر ہی تھے اور اس تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے آ رہے تھے جس کے مال پر حضرت زید ؓ اور ان کے ساتھیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ قافلہ کے ساتھ سفر کرنے والے بہت سے افراد کو قید کر لائے تھے لیکن ابوالعاص ان کے قابو نہیں آئے تھے وہ بھاگ کر چھپ گئے تھے اور رات کے اندھیرے میں حضرت زینبؓ کے ہاں پہنچ گئے تھے جب سے حضرت زینبؓ مدینہ آئی تھیں ابوالعاص نے اپنے بچوں کو بھی نہیں دیکھا تھا رسول اللہ ﷺ کے حکم پر انہوں نے حضرت زینبؓ اور بچوں کو مدینہ بھیج دیا تھا اور خود ابھی تک مکہ ہی میں تھے اور قریش کے تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے آ رہے تھے۔
مسجد سے رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں مہمان کی تعظیم و تکریم کیلئے کہا اور فرمایا "مگر اس سے الگ رہنا"

آپؐ کو بتایا گیا کہ ابوالعاص مکہ کے بہت سے لوگوں کے مال کے ساتھ شام گئے تھے اور وہ مال اہل اسلام کے قبضہ میں آگیا تھا آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا "اس شخص کے ساتھ ہمارے تعلق سے تم واقف ہو اللہ نے غنیمت کا جو مال تمہیں عطا کیا ہے وہ تمہارا حق ہے اگر تم مناسب سمجھو تو اس کا مال واپس کر دو اور اگر نہ کرنا چاہو تو وہ تمہارا حق ہے"
صحابہ کرام نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہم ان کا مال واپس دیتے ہیں"
پھر انہوں نے سارا مال لا کر ابوالعاص کے حوالے کر دیا۔
ابوالعاص وہ مال لے کر مکہ چلے گئے سب لوگوں کو ان کا مال واپس کیا اور پوچھا "اے گروہ قریش تم میں سے کسی کا مال میرے ذمہ باقی تو نہیں رہ گیا جو میں واپس نہ کر سکا ہوں؟"
"اللہ تمہیں نیک بدلہ دے ہم نے تمہیں شریف اور باوفا پایا کسی کا تیرے ذمہ کچھ نہیں" انہوں نے جواب دیا۔
"تمہارے پاس آنے تک میں اس لئے مسلمان نہ ہوا کہ تم یہ نہ کہو کہ تمہارا مال ہضم کرنے کے لئے میں نے اسلام قبول کیا ہے میں اعلان کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ

کے رسول ہیں" ابوالعاص نے سب قریش کے سامنے اعلان کیا۔

پھر وہ معاملات نپٹا کر مدینہ منورہ آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اسلام قبول کرنے پر خوشی کا اظہار کیا اور انہیں اور حضرت زینبؓ کو میاں بیوی کی حیثیت میں اکٹھا رہنے کی اجازت دی(1) حضرت زیدؓ بن حارثہ نے قریش کے تجارتی قافلہ پر جمادی الاول 6 ہجری میں چھاپہ مارا تھا(2) اور اس کے تھوڑا ہی عرصہ بعد ابوالعاص مکہ میں اپنے ایمان لانے کا اعلان کر کے مدینہ آ گئے تھے۔

سریہ زیدؓ بن حارثہ جانب الطرف

جمادی الثانی میں رسول اللہ ﷺ نے ایک بار پھر حضرت زیدؓ بن حارثہ کو ایک دستہ کے ساتھ بنی ثعلبہ کی طرف بھیجا اس دستہ میں پندرہ سوار شامل تھے بدو ان کے آنے کی خبر پاتے ہی بھاگ گئے وہ اپنے اونٹ بھی چھوڑ گئے تھے حضرت زیدؓ بن حارثہ ان کے بیس اونٹ پکڑ کر مدینہ لے آئے اس بار وہ چودہ راتیں مدینہ سے باہر رہے بنی ثعلبہ کا مقام مدینہ سے 58 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا ان کے چودہ راتیں باہر رہنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ گرد و نواح میں بھی گشت کرتے رہے تھے۔

بنی جذام کے ڈاکوؤں کی سرکوبی

حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی قبیلہ بنو جذام کے علاقہ میں سفر کر رہے تھے وہ قیصر روم کے دربار سے واپس آئے تھے قیصر نے ان کی مہمان نوازی کی تھی اور خلعت اور تحائف دے کر واپس بھیجا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے سفیر کی حیثیت میں قیصر کے پاس گئے تھے جب حسمیٰ کے مقام پر پہنچے تو جذام کے ایک ڈاکو ہُنید بن عارض نے ایک گروہ کے ساتھ مل کر انہیں لوٹ لیا اور ان سے خلعت اور تحائف چھین لئے اس قبیلہ کی ایک شاخ بنی ضبیب کے کچھ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے جب انہیں ہُنید بن عارض کی لوٹ کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت نعمان بن ابی جعال کی قیادت میں ڈاکوؤں کا تعاقب کر کے ان سے لوٹا ہوا مال چھین لیا۔

حضرت دحیہ کلبی نے مدینہ آ کر رسول اللہ ﷺ کو ہُنید اور اس کے ساتھی ڈاکوؤں کی کاروائی کے بارے میں بتایا تو آپؐ نے جمادی الثانی 6 ہجری میں حضرت زیدؓ بن حارثہ ؓ کی قیادت میں پانچ صد صحابہ کا ایک لشکر بنی جذام کو سزا دینے کے لئے بھیجا یہ ایک سنجیدہ معاملہ تھا انہوں

نے رسولؐ اللہ کے سفیر کو جو قیصر روم کے دربار سے واپس آ رہا تھا لوٹا تھا اگر آپؐ ان ڈاکوؤں کے ساتھ بھی ویسا ہی نرم کا سلوک کرتے جیسا باقی بدو قبائل کے ساتھ کیا کرتے تھے تو اس سے ایک غلط تاثر قائم ہو سکتا تھا کہ ریاست مدینہ تو دوسرے ممالک کے حکمرانوں کو بھیجے اپنے سفیروں کا بھی تحفظ نہیں کر سکتی اس لئے آپؐ نے بنی جذام کو سزا دینے کے لئے بڑا لشکر روانہ کیا اور حضرت دحیہ کلبی کو بھی لشکر کے ساتھ روانہ کیا تا کہ وہ ڈاکوؤں کو پہچان سکیں۔

حضرت زیدؓ بن حارثہ بڑی راز داری اور تیزی سے سفر کرتے ہوئے ایک صبح بنو جذام کے سر پر جا پہنچے انہوں نے ڈاکو ہُنید بن عارض اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا ان کے اور بھی ساتھی مارے گئے حضرت زیدؓ بن حارثہ نے ایک سو عورتوں اور بچوں کو بھی قیدی بنا لیا ایک ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں بھی ان کے ہاتھ لگیں مارے جانے والے اور قیدیوں میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو مسلمانوں کے وفادار تھے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں تحفظ کی دستاویز لکھ کر دی ہوئی تھی اس قوم کے کچھ لوگ مدینہ میں رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو حالات سے آگاہ کیا اس جماعت کے قائد زید بن رفاعہ جذامی تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کا فرمان پیش کیا اور اپنے ایمان کا اعلان کر کے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہم پر حلال کو حرام نہ کیجئے اور نہ ہی حرام کو ہمارے لئے حلال کیجئے"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "جو لوگ قتل ہو گئے ہیں ان کا کیا کریں؟"

وفد میں شامل ایک سردار ابو یزید بن عمرو نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ جو زندہ ہے اسے رہا کر دیں اور جو قتل ہو گیا وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "ابو یزید نے سچ کہا"

آپؐ نے حضرت علیؓ کو ان کے ساتھ کر دیا اور کہا کہ حضرت زید سے کہیں ان کی قوم کے قیدی رہا کر دیئے جائیں اور ان کا مال انہیں واپس کر دیا جائے۔

حضرت رافع بن مکث بنو جذام پر فتح کی خوشخبری دینے مدینہ منورہ آ رہے تھے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو راستہ میں ہی مل گئے جس اونٹنی پر سوار تھے وہ اسی قوم کی تھی حضرت علی نے وہ اونٹنی واپس کر دی۔

جب حضرت زیدؓ بن حارثہ کو رسول اللہ ﷺ کا حکم پہنچایا گیا تو انہوں نے اس قوم کے قیدی رہا کر دیئے اور ان کا سب مال واپس کر دیا۔ ڈاکوؤں کے خلاف اس کامیاب کاروائی سے شام کی سرحد کی طرف رہنے والے بدو قبائل کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ محتاط ہو گئے۔

سریہ زیدؓ بن حارثہ بطرف وادی القریٰ

ریاست مدینہ کے چھوٹے چھوٹے دستے ارد گرد کے قبائل اور علاقوں میں گھومتے رہتے تھے وہ مختلف قبائل کی نقل و حرکت پر بھی نظر رکھتے تھے اور دشمنوں کے بارے میں خبریں جمع کر کے رسول اللہ ﷺ کو پہنچایا کرتے تھے رجب 6 ہجری میں بارہ سواروں پر مشتمل ایک دستہ وادی القریٰ پہنچا تو بدوؤں نے اس پر حملہ کر دیا اس دستہ میں بارہ سوار تھے ان میں سے نو شہید ہو گئے دستہ کے امیر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اس مقابلہ میں زخمی ہو گئے۔

دومۃ الجندل کے حاکم کا قبول اسلام

شعبان 6 ہجری میں ایک روز نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا "آج یا کل تمہیں ایک مہم پر جانا ہے تیاری کرو" اگلے روز آپؐ نے حضرت عبدالرحمٰن کو طلب فرمایا اور انہیں اپنے سامنے بٹھا کر اپنے دست مبارک سے سیاہ رنگ کا عمامہ ان کے سر پر باندھا آپؐ نے چار انگشت شملہ چھوڑ کر عبدالرحمٰن کے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا دیا اور فرمایا "اے ابن عوف عمامہ اس طرح باندھا کرو ایسا شملہ اچھا لگتا ہے"

آپؐ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا "ایک جھنڈا لاؤ"۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ جھنڈا لے آئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے وہ جھنڈا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے حوالے کر دیا "یہ جھنڈا لو اور اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے جاؤ جو لوگ اللہ کا انکار کریں ان کے ساتھ جنگ کرو مگر کسی کے ساتھ دھوکہ نہ کرنا بد عہدی نہ کرنا کسی بچے کو قتل نہ کرنا کسی کی ناک اور کان نہ کاٹنا یہ اللہ کا عہد اور اس کے نبی کی سنت ہے"

آپؐ نے حضرت عبدالرحمٰن کو دومۃ الجندل کے قبیلہ بنو کلب کے حاکم کی طرف جانے کا حکم دیا اس کے حاکم کا نام اصبغ بن عمرو تھا وہ جزیرہ نمائے عرب کی شمالی سرحد کے ساتھ آباد قبیلے کا حاکم تھا قیصر روم سے تعلق کی وجہ سے اس نے اور اس کی قوم نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو ہدایت فرمائی اگر وہ لوگ تمہاری دعوت قبول کر لیں اور مسلمان ہو جائیں تو ان کے حاکم کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بااثر قبائل کے حاکموں اور سرداروں سے رشتے مستحکم کر کے ان کے

قبائل کی حیثیت اور سیاسی طاقت کو اسلام کی توسیع و تبلیغ کیلئے استعمال کرنے کی پالیسی پر عمل کیا کرتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ایک بڑے لشکر کے ساتھ دومۃ الجندل کی طرف گئے آپ تین روز تک بنو کلب اور ان کے رئیس کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ ابیغ بن عمرو نے اسلام قبول کر لیا اس کی قوم کے بہت سے لوگ بھی مسلمان ہو گئے جن لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا ▪ ریاست مدینہ کو جزیہ دینے پر آمادہ ہو گئے حضرت عبدالرحمٰن نے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق ابیغ بن عمرو کی بیٹی تماضر سے نکاح کر لیا۔

اس طرح شام کی سرحد کے ساتھ آباد بنو کلب اور ان کا حاکم مسلمان ہو گئے اور اسلامی ریاست کی ماتحتی قبول کر کے ریاست مدینہ کی قوت کا حصہ بن گئے۔

بنو سعد کے خلاف کاروائی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے دشمنوں کے بارے میں خبریں حاصل کرنے کا بڑا مستحکم نظام قائم کر رکھا تھا۔ شعبان 6 ہجری میں آپؐ کو معلوم ہوا کہ خیبر کے یہودی ریاست مدینہ کے خلاف ایک نیا اتحاد قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور بدو قبیلہ بنو سعد بن بکر کا ایک سردار ولبر بن علیم یہودیوں سے مذاکرات کر رہا ہے اور اس نے کچھ لوگ بھی جمع کر لئے ہیں خبر ملتے ہی رسول اللہ ﷺ نے ایک سو افراد کے لشکر کے ہمراہ حضرت علیؓ کو بنو سعد کی طرف بھیجا چھ راتوں کے سفر کے بعد حضرت علیؓ اپنے لشکر کے ہمراہ فدک اور خیبر کے درمیان ایک چشمہ پر اترے وہاں ایک آدمی ملا مسلمانوں نے اسے پکڑ لیا اور پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آ رہا ہے؟ اس نے جواب دیا "میں اپنے گمشدہ جانور ڈھونڈ رہا ہوں"

"تمہیں معلوم ہے بنو سعد کی قوم کہاں جمع ہو رہی ہے؟"

"مجھے بنو سعد کی قوم کے بارے میں کچھ علم نہیں" اس نے جواب دیا۔

مسلمانوں کو اس کے انداز اور جواب پر شبہ ہوا جب اسے ڈرایا گیا تو اس نے بتایا کہ وہ بنو سعد کی طرف سے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ معاہدے کی شرائط طے کرنے گیا تھا اس نے یہ بھی بتایا کہ بنو سعد نے یہودیوں سے کہا ہے کہ خیبر کی کھجوروں کی فصل سے حصہ دینے کی جن شرائط پر انہوں نے دیگر بدو قبائل سے معاہدے کئے ہیں اگر کھجوروں کا اتنا ہی حصہ یہودی بنو سعد کو بھی دیں تو ▪ ان کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔

مسلمانوں نے اس سے بنو سعد کے لوگوں کی تعداد اور مقام کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ جب وہ ان سے یہودیوں کی طرف گیا تھا تو بنو سعد کے لشکر میں دو صد افراد جمع تھے پھر وہ جان کی امان کے وعدہ پر مسلمانوں کو بنو سعد تک لے جانے پر تیار ہو گیا حضرت علی ؓ نے بڑی راز داری سے بنو سعد کو غفلت میں جا لیا وہ مسلمانوں کو دیکھتے ہی بھاگ گئے۔ ولبر بن علیم اور اس کے ساتھی اپنے بار برداری کے اونٹوں سمیت فرار ہو گئے۔ ایک چراگاہ سے پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ لگے حضرت علیؓ وہ اونٹ اور بکریاں ہانک کر مدینہ لے آئے اور اس آدمی کو چھوڑ دیا۔

اس بر وقت کاروائی سے نہ صرف بنو سعد اور یہودیوں کے درمیان اتحاد میں رخنہ پڑ گیا بلکہ دیگر بدو قبائل اور یہودیوں کو بھی علم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے خفیہ منصوبوں سے آگاہ ہیں۔

منات کی شکست

بنو خزاعہ ایک بہت بڑا بدو قبیلہ تھے مکہ سے شام کی طرف جانے والا تجارتی راستہ اس قبیلے کے علاقہ کے اندر سے گزرتا تھا بنو خزاعہ کا علاقہ مکہ سے 29 کلومیٹر دور مرّ الظہران سے شروع ہو کر ابواء تک جاتا تھا۔ ابواء مکہ سے 232 کلومیٹر دور ہے اس طرح اس اہم ترین تجارتی راستے کے دونوں طرف 203 کلومیٹر تک بنو خزاعہ آباد تھے بنو خزاعہ قریش مکہ کے پڑوسی بھی تھے اور انہیں قریش کے تجارتی قافلوں سے بھی بہت زیادہ آمدنی ہوتی تھی اس لئے وہ قریش سے بگاڑتے نہیں تھے مگر بنو خزاعہ کے مدینہ کے انصار سے بھی رشتہ داری اور حمایت کے تعلقات تھے۔ اس حوالے سے بنو خزاعہ ریاست مدینہ سے بھی پر امن تعلقات قائم رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ معبد بن ابی معبد جو احد کی آزمائش کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور جس نے ابو سفیان کو رسول اللہ ﷺ کے لشکر سے ڈرایا تھا تاکہ وہ مکہ لوٹ جائے بنو خزاعہ سے ہی تعلق رکھتا تھا۔ مدینہ کے بنو اوس اور بنو خزرج اسلام قبول کرنے سے پہلے منات کے بت کی پوجا کیا کرتے تھے اور منات کا مندر بنو خزاعہ کے علاقہ میں قدید کے مقام پر واقع تھا قدید مکہ سے 116 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا ابواء سے بھی قدید کا فاصلہ اتنا ہی تھا اس طرح قدید بنو خزاعہ کے علاقہ کے درمیان میں تھا مگر قدید اور اس کے گرد و نواح میں بنو خزاعہ کی ایک اور شاخ بنو مصطلق آباد تھی۔ بنو مصطلق منات کے مجاور تھے جس طرح مکہ کے قریش حرم کعبہ میں رکھے بتوں کے مجاور تھے بنو مصطلق کو بھی مکہ کے قریش کی مانند منات کی مجاوری سے آمدنی حاصل ہوتی تھی

منات کے مجاور ہونے کی وجہ سے ان کو بھی بت پرست قبائل میں عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا مگر انصار مدینہ کے اسلام قبول کر لینے کی وجہ سے بنو مصطلق کی آمدنی بہت گھٹ گئی تھی اور ان کے احترام میں بھی فرق آگیا تھا اس لئے قریش مکہ کی مانند بنو مصطلق بھی اسلام کے شدید ترین دشمنوں میں شامل ہو گئے تھے۔ ریاست مدینہ اور اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کی وجہ سے مکہ سے شام کو جانے والے تجارتی راستہ پر مسلمانوں کے دستے گشت کرتے رہتے تھے ابواء سے آگے دومۃ الجندل تک بہت سے بدو قبائل نے مسلمانوں سے معاہدے کر لئے تھے اس وجہ سے قریش کے تجارتی قافلوں سے بنو مصطلق کو حاصل ہونے والی آمدنی اور مال فوائد بھی خطرہ میں پڑ گئے تھے۔ بنو مصطلق کو اس کا بہت دکھ تھا وہ ریاست مدینہ کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ غزوہ احد کے وقت بھی بنو مصطلق کا لشکر قریش مکہ کے حامی احابیش میں شامل تھا۔

شعبان 6 ہجری (1) کو رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی کہ بنو مصطلق کا سردار حارث بن ابی ضرار ایک لشکر جمع کر رہا ہے اور اس کی دعوت پر کچھ اور بدو قبائل بھی اس کے ساتھ شامل ہونے کو آ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریدہ بن حضیب اسلمی کو تحقیق احوال کے لئے روانہ کیا تو اس نے واپس آکر خبر کی تصدیق کر دی۔ رسول اللہ نے فوراً لشکر جمع کیا اور بڑی تیزی سے مدینہ سے روانہ ہو گئے اس دفعہ بھی راز داری کیلئے آپؐ مدینہ سے شام کے راستہ کی طرف گئے آپؐ کے لشکر میں سات سو صحابہ کرام شامل تھے ان کے پاس بتیس گھوڑے تھے دس مہاجرین کے پاس اور بیس گھوڑے انصار کے پاس تھے مدینہ میں آپؐ نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا(2) صغیرات کی طرف سے گھوم کر آپؐ نے رفتار اور بھی تیز کر دی اور قدید کے قریب المریسیع کے چشمے پر جا اترے۔ راستہ میں مسلمانوں کو حارث بن ابی ضرار کا ایک جاسوس مل گیا تھا جسے اس نے خبریں حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا تھا جب حارث کے حامی قبائل کو رسول اللہ ﷺ کی آمد اور جاسوس کے قتل کی خبر موصول ہوئی تھی تو آپؐ کی آمد سے پہلے ہی اپنے اپنے علاقوں کی طرف بھاگ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق کو ایک مراسلہ ارسال فرمایا اور انہیں اسلام قبول کرنے اور ہتھیار ڈال دینے کی دعوت دی لیکن انہوں نے یہ شرائط ماننے سے انکار کر دیا اور اسلامی لشکر پر تیر برسانے لگے(3) رسول اللہ نے اپنے اصحاب کو لڑائی کے لئے تیار کیا آپؐ نے مہاجرین کا جھنڈا حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے اور انصار کا جھنڈا حضرت سعدؓ بن عبادہ کے سپرد کر کے لڑائی کے لئے صفیں تیار کیں عرب دستور کے مطابق پہلے انفرادی مقابلے ہوئے جن میں

دس مشرک مارے گئے اور ایک مسلمان شہید ہوا(4) انفرادی مقابلوں کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عام حملے کا حکم دیا مشرکین مجاہدین کے سامنے ٹھہر نہ سکے مجاہدین نے بنو مصطلق کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا ان قیدیوں کی تعداد ایک رپورٹ کے مطابق دو سو خاندان تھی جب کہ ایک دوسری رپورٹ کے مطابق یہ تعداد سات سو سے زیادہ تھی۔ مسلمانوں کے ہاتھ ایک ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بھیڑ بکریاں بھی آئیں اس فتح کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آ گئے۔

حضرت جویریہؓ

بنو مصطلق کی قیدی خواتین میں ان کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی جویریہؓ بھی تھیں۔ تقسیم میں وہ حضرت قیس بن شماس اور ان کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں آئی اور ان سے نو اوقیہ سونا ادا کرنے پر آزادی کا تحریری معاہدہ کر لیا۔ بنت حارث پڑھی لکھی تھیں پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور بتایا کہ وہ اپنے چچا زاد بھائی کیلئے کتابت کیا کرتی تھیں اور عرض کیا "میں حارث کی بیٹی ہوں مجھے خدشہ ہے قیس مجھ سے شادی کرنے کو کہے گا میری خواہش ہے کہ آپؐ مجھے اپنی کنیزوں میں شامل کر لیں میں آپؐ کے لئے کتابت کیا کروں گی تا کہ اس کی رقم ادا کر سکوں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تمہارے لئے اس سے بہتر تجویز پیش کی جائے تو تم قبول کر لو گی؟"

"وہ کیا تجویز ہے؟" بنت حارث نے پوچھا۔

"تم اسلام قبول کر لو اور میری زوجیت میں آ جاؤ معاہدہ کی رقم میں ادا کروں گا"

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے خوشی کا اظہار کیا اور اسلام قبول کر کے امہات المومنین میں شامل ہو گئیں۔

صحابہ کرام نے حضرت جویریہؓ سے رسول اللہ ﷺ کے نکاح کے بارے میں سنا تو بنو مصطلق کے قیدیوں کو بلا معاوضہ رہا کر دیا۔

ان میں سے ایک سو افراد نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کر لیا(1)

ایک روایت یہ ہے کہ حارث بن ابی ضرار فدیہ ادا کر کے اپنی بیٹی جویریہؓ کی رہائی کے لئے مدینہ آئے فدیہ ادا کرنے کے لئے وہ کچھ اونٹ لائے تھے اور ان میں سے دو اونٹ وادی عقیق میں چھپا آئے تھے تا کہ واپسی پر ساتھ لے جا سکیں۔ جب انہوں نے اپنی بیٹی کے فدیہ میں اونٹ

پیش کئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ان دو اونٹوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو تم عقیق کی فلاں گھاٹی میں چھپا آئے ہو"

حارث نے یہ سن کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا "واللہ اس معاملہ میں تو اللہ کے سوا کوئی اور واقف ہی نہ تھا"

اس کے دو بیٹے بھی مسلمان ہو گئے اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے بھی اسلام قبول کر لیا رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیٹی اسکے حوالے کر دی وہ بھی اسلام لے آئیں رسول اللہ نے ان کے والد کو نکاح کا پیغام دیا تو اس نے چار سو درہم مہر مقرر کرکے اپنی بیٹی کا اللہ کے رسول ؐ سے نکاح کر دیا(2) اللہ کے رسول ﷺ نے حارث بن ابی ضرار ؓ کو بنو مصطلق سے صدقات کی وصولی کا ذمہ دار مقرر فرما دیا(3) رسول اللہ ﷺ کے حضرت جویریہؓ کے ساتھ نکاح کے اسلام کے فروغ اور ریاست مدینہ کی توسیع پر بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے بنو خزاعہ کا سب سے زبردست اور اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کا دشمن قبیلہ اسلامی ریاست کا حامی اور اس کی قوت کا حصہ بن گیا اور اسلامی ریاست کا دائرہ اثر مکہ کی شہری ریاست کی حدود تک پہنچ گیا اور منات کے مجاور اسلام کے سپاہی بن گئے ایک دفعہ جب مدینہ سے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا گیا عامل بروقت بنو مصطلق کے علاقہ میں نہ پہنچ سکا تو حارث بن ابی ضرار خود مدینہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ زکوٰۃ لینے والا کیوں نہیں آیا۔

مدینہ کا ذلیل ترین آدمی

ریاست مدینہ کا حلقہ اثر مسلسل وسیع ہو رہا تھا اس کی دشمن قوتیں مسلسل پسپا ہو رہی تھیں عبداللہ بن ابی بن سلول اور ان کے ساتھی اس سے عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گئے تھے ▪ اپنے حامی یہودی قبائل کے کھلے اور خفیہ تعاون سے محروم ہو گئے تھے اب انہیں اسلامی ریاست کی حکمران جماعت کے ساتھ ہی گزارا کرنا تھا کیونکہ وہ مدینہ چھوڑ کر کہیں جا نہیں سکتے تھے مگر ان کے لئے اسلام اور اسلامی ریاست کا استحکام برداشت کرنا بھی مشکل تھا عبداللہ کے اپنے قبیلہ کی اکثریت اسلام قبول کر چکی تھی اس لئے انہیں یہ بھی پسند نہیں تھا کہ ▪ اپنے قبیلہ کی اکثریت اور ریاست مدینہ کی حکمران جماعت کی کھلی مخالفت کرکے ان سے بالکل ہی کٹ جائیں۔ ▪ مجبورا" مسلمانوں کے ساتھ نمازیں بھی پڑھتے تھے اللہ اور اس کے رسول ؐ پر ایمان کا بھی اظہار کرتے تھے ایسا کرنا ان کی سیاسی اور سماجی مجبوری تھی مگر اس زبانی کلامی اظہار ایمان و یقین کے ساتھ ساتھ ▪

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف سازشوں میں بھی مصروف رہتے تھے اللہ کے نبی کو عبداللہ بن ابی بن سلول کی ان چالوں کا علم تھا لیکن آپؐ ریاست کے اندرونی استحکام اور معاشرتی یکجہتی کی خاطر ان کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کرنا چاہتے تھے۔

غزوہ خندق اور بنو قریظہ کے اخراج کے بعد کی مہموں میں اللہ کی مدد سے مسلمانوں کو کامیابیاں اور مال غنیمت حاصل ہو رہے تھے عبداللہ بن ابی بن سلول اور ان کے ساتھی اس مال میں سے حصہ بھی لینا چاہتے تھے اس لئے جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بنو مصطلق کیلئے روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی بن سلول اور ان کے ساتھی بھی اسلامی لشکر میں شامل ہو گئے اس سے پہلے کسی غزوہ اور مہم میں اتنی زیادہ تعداد میں منافقین کبھی شامل نہیں ہوئے تھے(1) لیکن جب اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے اہم قبیلے کے خلاف فتح و کامرانی عطا کی تو یہ بھی انہیں ناگوار گزری اس سے اسلام اور اسلامی ریاست کی قوت کا اظہار ہوتا تھا اس لئے عبداللہ بن ابی بن سلول نے المریسیع کے چشمہ پر دو افراد کے درمیان جھگڑے کو ہوا دے کر انصار اور مہاجرین کے درمیان اختلافات پیدا کر کے امت مسلمہ کی وحدت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی(2) لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے پیغمبرانہ فراست سے ان کی چال ناکام بنا دی۔

ہوا اس طرح کہ المریسیع کے چشمہ پر حضرت عمر کے کارندہ جہجاہ بن مسعود غفاری اور سنان بن یزید جہنی (3) کے درمیان گھوڑوں کو پانی پلانے پر جھگڑا ہو گیا۔ سنان بن یزید خزرج کے ایک قبیلے کا حلیف تھا ترش کلامی کے بعد معاملہ ہاتھا پائی تک پہنچ گیا تو عبداللہ بن ابی بن سلول سنان بن یزید کی حمایت کے لئے آ گیا۔ اصحاب صفہ میں سے حضرت جعال نے جہجاہ کی حمایت کی(4) عبداللہ بن ابی بن سلول کو حضرت جعال کی اس جرات پر بہت غصہ آیا "جعال اب تو بھی میرے مقابلے میں آتا ہے اور جہجاہ کی مدد کرتا ہے"

"کون ہے جو مجھے جہجاہ کی حمایت سے روک سکتا ہے" حضرت جعال نے اسی لہجہ میں جواب دیا۔ عبداللہ بن ابی طیش میں آ گیا "جعال میرا اور تمہارا حال ویسا ہی ہے جیسا بزرگ کہا کرتے تھے کہ اپنے کتے کی خوب پرورش کرو تاکہ وہ تمہیں ہی پھاڑ کھائے قسم ہے اس کی جس کی عبداللہ قسم کھاتا ہے میں تجھے چھوڑ دوں گا اور تجھے بدحال کر دوں گا"

حضرت جعال اس کے طنز کا مطلب سمجھ گئے "رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے کوئی ایسا نہیں کر سکتا" پھر عبداللہ بن ابی بن سلول وہاں سے اپنی قوم کے پاس گیا "تم اپنا کھانا ان لوگوں میں نہ بانٹتے رہتے تو آج یہ حالت نہ ہوتی تم انہیں کھلاتے رہے ہو اور آج وہ تمہاری ہی گردن پر سوار ہو

بیٹھے ہیں ان سے تو یہ بھی بعید نہیں کہ یہ محمدؐ کو چھوڑ کر اپنے عزیز و اقارب سے جا ملیں اس صورت میں انہیں کھلانے پلانے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا" وہ اپنی قوم پر بہت ناراض تھا(5) اس نے کہا "اب جعال محمد (ﷺ) کے پاس جائے گا اور شکایت کرے گا کہ میں نے اس پر ظلم کیا ہے واللہ قسم ہے مجھے اپنی زندگانی کی میں ظالم نہیں ہم تو وہ ہیں کہ جب محمد (ﷺ) کی قوم نے اسے مکہ سے نکال دیا تو ہم نے اسے اپنے پاس جگہ دی انہیں اپنی جانوں سے عزیز رکھا اور اسے اپنی گردنوں کا مالک اور حاکم بنایا قسم ہے خدا کی مدینہ میں واپس جا کر ہم انہیں نکال دیں گے اور اپنوں میں سے کسی کو اپنا حاکم مقرر کریں گے"

"اپنوں میں سے کسی کو اپنا حاکم بنائیں گے" سے اس کا مطلب صاف تھا۔

بنی خزرج میں سے ہونے کی وجہ سے وہ اپنے کو زیادہ عزت دار اور مہاجرین سے برتر سمجھتا تھا۔

حضرت زیدؓ بن ارقم بھی اس مجلس میں موجود تھے "واللہ تیری تو اپنی قوم ہی تجھ سے نفرت کرتی ہے اور تو اپنی ہی قوم میں ذلیل اور حقیر ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ نے عزت اور بلند مرتبہ عطا کئے ہیں اور وہ مسلمانوں کے لئے سب سے محبوب اور معزز ہیں خدا کی قسم آج کے بعد میں نہ کبھی تجھ سے دوستی رکھوں گا اور نہ ہی تجھے اپنا رفیق سمجھوں گا" انہوں نے عبداللہ بن ابی سلول سے کہا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول نے فوراً" پلٹا کھایا "برادر زادے میں تو یہ سب کچھ ہنسی مذاق میں کہہ رہا تھا"

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ اپنے چچا حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کو بتا دیا وہ بھی خزرج کے رئیسوں میں سے تھے(6) حضرت عبداللہ بن رواحہ نے ساری بات رسول اللہ ﷺ کے حضور عرض کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید کو بلوایا انہوں نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا سب عرض کر دیا رسولؐ اللہ نے فرمایا "ہو سکتا ہے تمہیں ابن ابی کی بات سننے میں غلطی ہو گئی ہو یا تمہیں شبہ ہوا ہو کہ ابن ابی یہ کچھ کہہ رہا ہے یا تم عبداللہ بن ابی بن سلول سے ناراض ہو اور اس ناراضگی کی بنا پر اس کے بارے میں یہ کہہ رہے ہو؟"

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ خدا کی قسم میں نے جو کچھ بتایا' ابن ابی نے کہا ہے"

رسول اللہ ﷺ نے سارے معاملے کے بارے میں تحقیق کی تو آپؐ بہت رنجیدہ ہوئے۔ اصحابہ میں مشہور ہو گیا کہ زیدؓ بن ارقم نے رسولؐ اللہ کو بات بتا دی ہے اور آپؐ کو اس سے بہت دکھ ہوا ہے اور آپؐ عبداللہ بن ابی پر بہت غضبناک ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو طلب فرمایا۔ عبداللہ بن ابی کی قوم کے بہت سے لوگ بھی اس کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے۔
رسولؐ اللہ نے عبداللہ بن ابی سے پوچھا "مجھ تک جو بات پہنچی ہے تم نے ہی کہی ہے؟"
عبداللہ بن ابی نے کہا "قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے میں نے ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں کہی زیدؓ نے جو کچھ آپؐ کو بتایا ہے۔ جھوٹ ہے میں نے آپؐ کے ساتھ جس جہاد میں شرکت کی ہے اس سے بہتر میں نے کبھی کوئی ایسا عمل نہیں کیا جسے مین اپنے جنت میں داخلہ کے قابل سمجھتا ہوں"
اس کے ساتھیوں نے اس کی بات کی تائید کی اور کہا "عبداللہ بن ابی بن سلول ہمارا بزرگ اور رئیس ہے آپؐ اس کی بات کے مقابلے مین اس لڑکے کی بات پر یقین نہ کریں اس نے آپؐ کو ابن ابی کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے کذب اور تہمت ہے۔"
رسول اللہ ﷺ نے ان کا عذر قبول فرمالیا۔
واپس جا کر عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھیوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی ملامت کی اور کہا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے ابن ابی کے بارے میں جھوٹی باتیں کہی تھیں اور رسولؐ اللہ نے اسے جھوٹا اور عبداللہ بن ابی کو سچا قرار دے دیا ہے۔ ابن ابی کے ساتھیوں کی طرف سے حضرت زیدؓ بن ارقم کی ملامت اور اس کے خلاف پراپیگنڈہ سے اسلامی لشکر میں اختلافات بڑھنے لگے پہلے مہاجرین اور بنو خزرج کے درمیان تنازعہ کھڑا کرنے کی کوشش کی گئی تھی اب خزرج کے اندر ایک دوسرے کو ملامت کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسولؐ اللہ مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں ۔ اگر آپؐ مجھے اجازت دینا پسند نہ فرماویں تو انصار میں سے عباد بن بشر کو حکم دیں"(7)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ایسا نہ کرو لوگ کہیں گے محمدؐ اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کروا رہا ہے"
عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے حضرت عبداللہ کو صورت احوال کا علم ہوا تو وہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں نے سنا ہے کہ آپؐ میرے باپ کو قتل کروانا چاہتے ہیں اگر آپؐ ایسا ارادہ رکھتے ہیں تو مجھے ارشاد فرمائیں میں خود اس کا سر کاٹ کر آپؐ کو پیش کروں گا کیونکہ اگر آپؐ نے کسی اور کو حکم دیا اور اس نے میرے باپ کو قتل کر دیا تو مجھے ڈر ہے کہ جوش انتقام میں اسے میں قتل کر دوں گا اور ایک کافر کے بدلہ میں ایک مسلمان کو

قتل کر کے جہنمی ہو جاؤں گا یا رسول اللہؐ خزرج کا ہر فرد جانتا ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی بیٹا اپنے باپ سے محبت حسن سلوک احسان اور اس کی عزت کرنے والا نہیں مجھے خدشہ ہے کہ اگر کسی اور نے میرے باپ کو قتل کیا تو میں اپنے سامنے اسے زمین پر چلتا پھرتا نہیں دیکھ سکوں گا اگر آپؐ میرے باپ سے ناراض ہیں تو مجھے حکم دیں"(8)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں! میں اسے قتل نہیں کروانا چاہتا جب تک وہ ہمارے ساتھ ہے ہم اس کے ساتھ حسن سلوک اور نرمی کا رویہ اختیار کریں گے"

اس واقعہ کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فوری طور پر لشکر کی روانگی کا اعلان کروا دیا یہ ایسا وقت تھا جب آپؐ سفر پر روانہ نہیں ہوا کرتے تھے لیکن صحابی فوری طور پر تیار ہو گئے آپؐ نے وہ دن سفر جاری رکھا رات آئی تو بھی قیام نہیں کیا رات ختم ہوئی اگلا دن چڑھ آیا مگر آپؐ نے سفر جاری رکھا حضرت اسید بن حضیر نے اچانک سفر کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا "تم نے نہیں سنا تمہارے اس صاحب نے کیا کہا ہے؟"

"کون صاحب؟" حضرت اسید نے پوچھا۔

"عبداللہ بن ابی"

"کیا کہا ہے اس نے؟"

آپؐ نے فرمایا "اس نے کہا ہے کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلیل کو نکال باہر کر دے گا"

"قسم ہے خدا کی یا رسول اللہؐ عزت والے تو آپؐ ہیں اور وہی ذلیل ہے آپؐ جب چاہیں اسے مدینہ سے نکال سکتے ہیں" حضرت اسید نے عرض کیا۔

تیس گھنٹے کے قریب مسلسل سفر کے بعد اگلے روز دھوپ تیز ہونے پر آپؐ نے قیام کا حکم دیا تو لوگ المریسیع کے واقعہ کے اثرات فراموش کر چکے تھے۔ طویل سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے اترتے ہی سب نیند کی آغوش میں چلے گئے اللہ کے رسول ﷺ نے پیغمبرانہ فراست سے منافقین کے پیدا کردہ فتنہ پر قابو پالیا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ پورے سفر میں اللہ کے رسول ﷺ کی نظروں سے دور رہے ▪ غمزدہ اور پریشان تھے ان کے چچا بھی انہیں ناراض ہوئے تھے اس قیام کے بعد مدینہ کی طرف چلے تو اللہ کے رسول ﷺ انہیں ڈھونڈتے ہوئے ان کے قریب آئے اور ان کا کان پکڑ کر مسکرائے اور فرمایا "زید خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے تیرے سچ کی تصدیق کر دی ہے"

حضرت زید کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو آگاہ فرماتے ہوئے کہا تھا۔

"یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں
کہ اللہ کے رسولؐ کے ساتھیوں پر
خرچ کرنا بند کر دو
تاکہ یہ منتشر ہو جائیں
لیکن زمین اور آسمانوں کے خزانوں کا مالک
تو اللہ ہی ہے
مگر منافقین اسے سمجھتے نہیں
وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ واپس پہنچ گئے
تو جو عزت والا ہے
وہ ذلیل کو وہاں سے نکال دے گا
لیکن عزت تو اللہ اس کے رسول اور مومنوں کیلئے ہے
مگر یہ منافقین اس کو جانتے نہیں" (63: 7، 8)

اب عبداللہ بن ابی بن سلول کی گستاخی کے بارے میں کون شبہ کر سکتا تھا مومن ناراض ہوئے تو منافق پریشان ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول مدینہ میں داخل ہونے لگا تو اس کے بیٹے عبداللہ نے اس کا راستہ روک دیا "آپ نے کہا تھا کہ عزت والا ذلیل کو مدینہ سے نکال دے گا اب آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ عزت والا کون ہے جب تک اللہ کے رسول ﷺ اجازت نہ دیں آپ مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتے"

ابن ابی چلاتا رہا "لوگو دیکھو میرا بیٹا ہی مجھے شہر میں داخل نہیں ہونے دیتا"

حضرت عبداللہ نے کسی کی نہ سنی۔

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا "عبداللہ سے کہو اپنے باپ کو گھر آنے دے" "اب آپ مدینہ میں داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہے" حضرت عبداللہ نے اپنے باپ کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔

عبداللہ بن ابی بن سلول کو اچھی طرح اندازہ ہو گیا کہ مدینہ میں عزت والا کون ہے اور ذلیل کون ہے۔

مگر ان کے بغض اور کینہ میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

بہتان عظیم

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ایک اور شاندار کامیابی عطا فرمائی تھی ایک بڑے سرکش قبیلے پر مکمل فتح دی۔ تھی منافقین نے امت میں تفرقہ ڈالنے کیلئے جو چال چلی تھی وہ ناکام ہو گئی تھی ان کی چال سے مومن مزید متحد ہو گئے تھے۔ رئیس المنافقین مزید ذلیل و رسوا ہو گیا تھا مدینہ واپس آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ مال غنیمت کی تقسیم میں مصروف ہو گئے بنو مصطلق کا سردار آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ اس کی بیٹی ام المومنین میں شامل ہو گئی بنو مصطلق اسلامی ریاست کی قوت بن گئے منافقین کے لئے یہ ایک اور صدمہ تھا اپنے رئیس کی ذلت اور رسوائی کا بدلہ لینے کے لئے وہ گھٹیا چالوں میں لگ گئے اور امت میں تفرقہ ڈالنے کی حوصلہ افزائی کرنے میں لگ گئے۔

غزوہ بنی مصطلق کے سفر میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ المریسیغ کے چشمہ سے چلے تو رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کا لشکر تیس گھنٹے مسلسل سفر میں رہا تھا۔ پہلی منزل میں اترے تو لوگ اس قدر تھک چکے تھے کہ اترتے ہی سو گئے تھے وہاں سے چل کر ایک شب مدینہ سے قریب اترے تو صبح کے اندھیرے میں ہی لشکر کی روانگی کا اعلان کر دیا گیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ بھی سفر کی تیاری کرنے لگیں رفع حاجت کے لئے لشکر کی خیمہ گاہ سے باہر جانا تھا لشکر کے ساتھ سات سو افراد تھے اور سات سو کے قریب قیدی تھے۔ چودہ سو اہل قافلہ ان کے اونٹ گھوڑے اور مال غنیمت کے ایک ہزار اونٹ پانچ ہزار بھیڑ بکریاں ساتھ تھیں لشکر کے لوگ دور دور تک پھیلے ہوئے تھے چونکہ سفر میں کوئی خادمہ بھی ساتھ نہیں تھیں۔ اس لئے ام المومنین اکیلی ہی اپنی خیمہ سے دور چلی گئیں۔ فارغ ہو کر واپس ہوئیں تو تھوڑا چل کر اندازہ ہوا کہ آپؓ کا گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا ہے (جو انہوں نے گھر سے چلتے وقت اپنی بہن اسماء بنت ابی بکر سے مانگ کر لیا تھا) آپ وہیں سے لوٹ گئیں اور اس جگہ سے ہار کے نگینے چننے لگیں اندھیرا تھا نگینے ڈھونڈنے اور چننے میں دیر ہو گئی۔

سیدہ صدیقہ کے سفر کے لئے ایک اونٹ مخصوص تھا اونٹ کے ہودج کے چاروں طرف پردے تھے اور ہودج آپ کے خیمے کے پاس رکھا رہتا تھا۔ آپ اپنا سامان لے کر ہودج میں بیٹھ جایا کرتی تھیں۔ جن آدمیوں کی ڈیوٹی تھی وہ آتے' ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے اور قافلہ کے ساتھ چل پڑتے۔ ڈیوٹی والے خادم حسب معمول آئے اندھیرے میں ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھا اور

روانہ ہو گئے۔ ایک تو اندھیرا تھا دوسرے سیدہ کا وزن بھی زیادہ نہیں تھا تیسرے ہودج اٹھانے والے چار آدمی تھے ایک تو نہیں تھا کہ وزن نہ ہونے سے اسے علم ہو جاتا کہ اس کے اندر تو کوئی ہے ہی نہیں پھر پہلے کبھی ایسا ہوا بھی تو نہیں تھا لہٰذا انہیں اندازہ ہی نہ ہو سکا کہ سیدہ اس میں سوار نہیں ہیں۔ انہوں نے مل کر ہودج اٹھایا اونٹ پر رکھا اور قافلہ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ سیدہ صدیقہ واپس خیمے کے مقام پر آئیں تو وہاں کوئی نہ تھا اب کیا ہو سکتا تھا جنگل میں وہ قافلہ کے پیچھے پیدل چل تو سکتی نہیں تھیں۔ چادر اوڑھ کر اسی جگہ لیٹ گئیں کہ جب خادموں کو پتہ چلے گا تو وہ اسی مقام پر لوٹ آئیں۔ طویل اور مسلسل سفر تو آپ نے بھی کیا تھا صبح کی ٹھنڈی صحرائی ہوا چل رہی تھی آپ کی آنکھ لگ گئی۔

لشکر اور قافلے جب سفر کرتے تھے تو کچھ لوگوں کی ڈیوٹی لگا دی جاتی تھی کہ وہ پیچھے رہیں اور قافلہ یا لشکر کے روانہ ہو جانے کے بعد لشکر کی خیمہ گاہ میں گھوم پھر کر دیکھیں کہ کوئی مریض کمزور زخمی یا کوئی ضروری چیز پیچھے رہ تو نہیں گئی۔ بادشاہوں کے لشکروں کے ساتھ تو ایسے بڑے بڑے دستے ہوتے تھے رسول اللہ ﷺ بھی لشکر کے سفر کے دوران بعض صحابہ کی ایسی ڈیوٹی لگا دیا کرتے تھے۔ غزوہ بدر کے سفر میں بھی آپؐ نے بعض صحابہ کو یہ نگرانی سونپ دی تھی۔ المریسیع سے واپسی کے سفر میں حضرت صفوان بن مُعطل سلمی ؓ کی ڈیوٹی تھی کہ وہ لشکر کے روانہ ہو جانے کے بعد چھوڑی ہوئی خیمہ گاہ کا چکر لگائیں(1) وہ گھومتے ہوئے جب اس طرف آئے تو ام المومنین کو دیکھ کر رک گئے پردہ کے حکم سے پہلے انہوں نے ام المومنین کو دیکھا ہوا تھا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے خیمے کی جگہ پڑی سو رہی تھیں انہوں نے بلند آواز سے کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون' رسول اللہ ﷺ کی بیوی یہیں رہ گئیں"

سیدہ صدیقہ کی آنکھ کھل گئی صفوان نے اپنا اونٹ ام المومنین کے قریب بٹھا دیا اور خود دور ہٹ کر کھڑے ہو گئے سیدہ صدیقہ اونٹ پر سوار ہو گئیں صفوان نے خاموشی سے اونٹ کی مہار پکڑی اور تیز چلنے لگے تاکہ جلد از جلد لشکر سے جا ملیں دوپہر کے قریب لشکر ایک جگہ اترا ہی رہا تھا کہ حضرت صفوان بھی اس سے جا ملے۔

وہاں سے چل کر مدینہ پہنچے تو اللہ کے رسول ﷺ مال غنیمت کی تقسیم اور قیدیوں کی رہائی وغیرہ کے معاملات میں مصروف ہو گئے۔ حضرت جویریہؓ کا باپ اپنی بیٹی کا فدیہ ادا کرنے آیا بعض دیگر قیدیوں کے وارث بھی فدیہ لے کر حاضر ہوئے اہل ایمان اور اللہ کے رسول ﷺ اس کامیابی پر بہت خوش تھے جب حارث کی بیٹی جویریہؓ آپؐ کی خدمت میں معاہدے کی رقم ادا کرنے کی

درخواست لے کر آئی تو آپؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہاں ہی تشریف رکھتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس روز پہلی بار حضرت جویریہؓ کو دیکھا تھا۔

رسول اللہ ﷺ مدینہ سے شام کی طرف اور وہاں سے گھوم کر بڑی تیزی سے سفر کرتے ہوئے مریسیع پہنچے تھے بنو مصطلق پر فتح کے بعد آپؐ نے حسب دستور وہاں قیام نہیں فرمایا تھا کیونکہ مریسیع کے کنویں پر جھگڑے کے بعد عبداللہ بن ابی کا واقعہ پیش آ گیا تھا اس واقعہ کے اثرات رفع کرنے کی خاطر آپؐ نے خلاف معمول تیس گھنٹے مسلسل سفر کیا تھا اور بڑی تیزی سے سارا سفر طے کیا تھا اتنے لمبے اور طویل سفر کی تھکاوٹ تھی کہ سیدہ صدیقہؓ کی طبیعت خراب ہو گئی۔

شکست خوردہ ذہنیت کی گندگی

ادھر اللہ کے رسول ﷺ معاملات نپٹانے میں مصروف تھے اور دوسری طرف منافق سیدہ صدیقہؓ کے پیچھے رہ جانے کے واقعہ کا سہارا لے کر افواہیں پھیلانے میں مصروف ہو گئے تھے ہر محاذ پر شکست کھانے کے بعد وہ اپنی گھٹیا اور گندی فطرت کا مظاہرہ کرنے میں لگ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو دشمنوں کی فتنہ انگیزیوں کا علم ہوا تو آپؐ کو بہت دکھ ہوا اس تکلیف میں آپؐ ایک ماہ تک مبتلا رہے مگر آپؐ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی۔

صدمہ عظیم

ایک شب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رفع حاجت کے لئے جنگل کی طرف گئیں تو آپ کے والد کی خالہ زاد بہن ام مسطح آپ کے ہمراہ تھیں چلتے ہوئے راستے میں انہیں ٹھوکر لگی تو ان کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا "مسطح غارت ہو جائے"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا "آپ نے بہت برا کلمہ منہ سے نکالا ہے توبہ کرو تم نے تو اسے گالی دی ہے جو جنگ بدر میں مشرکین کے خلاف لڑا تھا"

ام مسطح نے کہا "بھولی بیٹی کیا آپ کو نہیں معلوم؟"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا "بات کیا ہے؟"

"وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہے جو آپ کو بدنام کرتے پھر رہے ہیں" ام مسطح نے بتایا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کو سخت حیرانگی ہوئی انہوں نے ام مسطح کو مجبور کیا کہ آپ کو ساری بات

بتائیں تو ام مسطح نے بہتان لگانے والوں کے بارے میں انہیں بتا دیا۔
حضرت عائشہ صدیقہ نے سنا تو صدمہ سے نڈھال ہو گئیں اور بڑی مشکل سے گھر پہنچیں بیمار تو پہلے ہی تھیں اس سے مزید ناتواں ہو کر بستر میں پڑ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو پوچھا "اب آپ کا کیا حال ہے؟"
حضرت صدیقہ نے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مانگی۔ صدیقہ چاہتی تھیں کہ اپنی والدہ سے پوچھیں کہ جو کچھ ام مسطح نے انہیں بتایا ہے کیا واقعی لوگ ایسی باتیں کر رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنی والدہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا "بیٹی اس قدر دل برا نہ کرو اگر کسی شخص کی بیوی اچھی ہو اور وہ بیوی اس شخص کو محبوب بھی ہو اور اس کی اور بیویاں بھی ہوں تو ایسی باتیں ہوا ہی کرتی ہیں یہ کوئی بہت بڑی بات نہیں" ماں نے بیٹی کو تسلی دی۔
حضرت عائشہ صدیقہ نے سنا تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی کھانا پینا بول چال سب کچھ چھوڑ دیا اور ساری رات روتی رہیں۔

اخلاقی بنیادوں پر حملہ

نظریات اخلاقی بنیادوں اور برتری کی وجہ سے فروغ پاتے ہیں اسلام نے مدنی معاشرے کو جو اخلاقی برتری عطا کی تھی باطل قوتیں اس کے سامنے پسپا ہو چکی تھیں اس لئے منافقین نے اسلام کی اخلاقی بلندی پر گھٹیا حملہ کیا تھا اور اس کا آغاز اللہ کے نبی کے گھر سے کیا تھا ان ہستیوں سے جن کے بارے میں کوئی ایسی باتوں کا گمان بھی نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت ابو ایوب انصاری ؓ کی بیوی نے ایک روز ان سے ان افواہوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا "ایوب کی ماں اگر اس جگہ تم خود ہوتیں تو ایسا فعل کرتیں؟"
"واللہ کبھی نہیں" ان کی بیوی نے جواب دیا۔
"تو عائشہ تو تم سے بدرجہا بلند ہیں اور اگر صفوان کی بجائے اس جگہ میں خود ہوتا تو اس طرح کا خیال بھی میرے دل میں نہیں آ سکتا تھا اور صفوان تو مجھ سے اچھا مسلمان ہے" حضرت ابو ایوب انصاری نے کہا۔
اہل ایمان اس فتنہ کا نہایت نظم و ضبط اور ہمت و دانائی سے مقابلہ کر رہے تھے۔ ریاست مدینہ کی ساری مسلمان آبادی میں سے صرف حضرت حسان بن ثابت، حضرت مسطح بن اثاثہ اور

حمنہ بنت جحش نے اس موقعہ پر اخلاقی کمزوری دکھائی تھی۔

حمنہ بنت جحش ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کی بہن تھیں اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت زینبؓ سے پوچھا کہ تم عائشہ صدیقہؓ کے متعلق کیا جانتی ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا "یا رسولؐ اللہ خدا کی قسم میں عائشہؓ کے بارے میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتی"

اللہ کے رسول ﷺ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی پر یقین کامل تھا لیکن آپؐ اپنے اہل خانہ کے خیالات بھی جاننا چاہتے تھے۔ آپؐ نے حضرت اسامہؓ بن زید سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا "اے اللہ کے رسولؐ ■ آپؐ کے شایان شان اہل ہیں اور ایسے ہیں جو آپؐ کے نبوت اور رسالت کے منصب کے مطابق ہیں ان کی عفت اور عصمت کا پوچھنا ہی کیا ان کی پاکیزگی سورج کی مانند ہے ہم نے ان میں خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھا"

حضرت علی ؓ کا جواب تھا "یا رسول اللہ آپؐ کو عورتوں کی کمی نہیں اگر آپؐ گھر کی لونڈی سے پوچھیں تو سب کچھ معلوم ہو جائے گا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں کام کرنے والی لونڈی حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا "کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں؟"

"ہاں یا رسولؐ اللہ" بریرہ نے جواب دیا۔

آپؐ نے فرمایا "میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں کچھ چھپانا نہیں"

بریرہ نے کہا "ہاں نہیں چھپاؤں گی"

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا "کیا تو نے عائشہ سے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جو اچھی نہ ہو"

بریرہ نے جواب دیا "نہیں"

بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "اے بریرہ عائشہ سے تو نے ذرہ برابر بھی ناپسندیدہ چیز دیکھی ہے تو کھل کر کہہ دے"

بریرہ نے جواب دیا "قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے کبھی عائشہ میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی اس کے سوا کہ میں آٹا گوندھ کر چھوڑ جاتی ہوں تو وہ سو جاتی ہیں اور بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے"

آپؐ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کردار کے بارے میں تفتیش نہیں فرما رہے تھے بلکہ اپنے گھر میں کام کرنے والوں اور دیگر اہل خانہ کی زبان سے دوسروں کی موجودگی میں صدیقہ کی پاک دامنی کی گواہی حاصل کر کے ان کا یقین اور گمان پختہ تر کرنا چاہتے تھے سب کی موجودگی

میں سب سے سچ کہلوا کر سب کے قلب پاک کر رہے تھے۔

اللہ کے رسولؐ کی گواہی

وقت گزر رہا تھا منافقوں کی زبانیں مسلسل زہر اگل رہی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی وحی نہیں آئی تھی جب معاملات حد سے بڑھنے لگے تو آپؐ نے مسجد نبوی کے منبر سے خطبہ دیا "اے گروہ مسلمین کون ہے جو اس شخص کے مقابلے میں میری مدد کرے گا جس نے میرے اہل خانہ کے بارے میں مجھے اذیت پہنچائی ہے واللہ اپنے اہل خانہ میں نیکی اور پاکدامنی کے سوا میں نے اور کچھ نہیں دیکھا اس شخص سے بھی میں نے خیر اور بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا جس کا نام لیا جا رہا ہے"

قبیلہ اوس کے سردار حضرت اسیدؓ بن حضیر نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں حاضر ہوں آپؐ حکم دیں اگر ایسا شخص ہمارے قبیلہ سے ہے تو ہم اس کیلئے کافی ہیں اگر وہ ہمارے بھائی خزرج سے ہیں تو بھی ہم آپؐ کے حکم کی تعمیل کریں گے خدا کی قسم وہ اس لائق ہے کہ اس کی گردن اڑا دی جائے"

حضرت سعدؓ بن عبادہ نے کہا "واللہ تم نے جھوٹ کہا ان کی گردنیں اڑائی نہیں جا سکتیں اگر تمہیں یہ علم نہ ہوتا کہ وہ لوگ خزرج سے ہیں تو تم ہرگز ایسا نہ کہتے اگر وہ تمہارے اپنے قبیلہ سے ہوتے تو تم انہیں قتل کرنے کی بات نہ کرتے"(2)

حضرت اسیدؓ بن حضیر نے اسی انداز میں جواب دیا "جھوٹے تو تم ہو جو منافقوں کی حمایت کرتے ہو معلوم ہو گیا ہے کہ تم خود بھی منافق ہو ہم اسے ضرور قتل کر دیں گے"

منافقوں میں سے بہت سے مسجد میں آ گئے تھے انہوں نے حضرت سعدؓ بن عبادہ کی حمایت کی اوس والوں نے حضرت اسیدؓ بن حضیر کی حمایت کی اور دونوں فریق ایک دوسرے کے سامنے آ گئے ان کے دست و گریباں ہو جانے کا خدشہ تھا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے سب کو خاموش ہو جانے کا حکم دیا۔

سب خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔

اللہ کی مدد پر بھروسہ

ایک روز ایک انصاری خاتون حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے گھر آئیں اور سیدہ صدیقہ کے

پاس بیٹھ گئیں سیدہ رو رہی تھیں انصاری خاتون بھی رونے لگی رسولؐ اللہ تشریف لے آئے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے قریب بیٹھ گئے حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی آ کر قریب بیٹھ گئے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی والدہ بھی وہیں آ کر بیٹھ گئیں رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا "عائشہؓ لوگ جو کہہ رہے ہیں تمہیں معلوم ہو چکا ہے اللہ سے ڈرو اگر تم سے برائی ہوئی ہے تو اللہ سے توبہ کرو اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والے ہیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آنسو خشک ہو گئے اور ■ انتظار کرتی رہیں کہ ان کے والدین ان کی طرف سے کوئی جواب دیں گے مگر ■ خاموش تھے "آپ رسولؐ اللہ کو جواب کیوں نہیں دیتے؟" سیدہ صدیقہؓ نے اپنے والد سے پوچھا۔

"واللہ مجھے کچھ نہیں سوجھ رہا کہ میں کیا جواب دوں؟" حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا۔

سیدہ صدیقہؓ نے اپنی والدہ ؓ سے پوچھا کہ وہ کیوں جواب نہیں دیتیں تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔

سیدہ صدیقہؓ نے کہا "اللہ کی قسم جس چیز کا آپؐ نے ذکر کیا ہے اس بارے میں کبھی میں اللہ سے توبہ نہیں کروں گی اگر میں لوگوں کی باتوں کا اقرار کروں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ میں ان باتوں سے بری ہوں۔ تو میں وہ بات کہوں گی جس کی کوئی بنیاد ہی نہیں اور اگر میں اس بات سے انکار کروں تو آپ لوگ مانیں گے نہیں اس لئے میں وہی کچھ کہوں گی جو ابو یوسف (حضرت یوسف علیہ السلام کے والد) نے کہی تھی "صبر جمیل کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے اور جو کچھ تم لوگ کہتے ہیں اس پر اللہ کی مدد ہی طلب کی جا سکتی ہے"

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان کے بیٹے بنیامین پر چوری کے الزام کے بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے یہی جواب دیا تھا لیکن شدت جذبات میں حضرت عائشہ صدیقہ حضرت یعقوب کا نام بھول گئیں اور کہا "میں وہی کچھ کہوں گی جو یوسف کے باپ نے کہا تھا"

اللہ کی گواہی

پھر اللہ کے رسولؐ پر وحی نازل ہونے لگی وحی کی کیفیت دیکھ کر آپؐ کے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا اور منہ پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کی اہلیہ گھبرا گئے ان کی حالت ایسی ہو گئی کہ کاٹو تو جسم میں لہو نہ ملے وہ ڈرتے تھے کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کیا حقیقت ظاہر کر دیں گے ■ دونوں بار بار حضرت عائشہؓ کی طرف دیکھتے رہے مگر وہ بالکل مطمئن بیٹھی تھیں

کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ حقیقت کیا ہے انہیں اللہ کی مدد پر بھروسہ تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کی کیفیت ختم ہو گئی تو انہوں نے دیکھا کہ جنوری کی سخت سردی میں بھی آپؐ کے چہرے پر پسینے کے قطرے موتیوں کی مانند چمک رہے تھے آپؐ نے پسینہ پونچھتے ہوئے فرمایا "عائشہ خوش ہو جاؤ اللہ نے تمہاری برآت نازل فرما دی"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا "الحمدللہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں"

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی والدہ نے کہا "عائشہ اٹھو اور رسول اللہ ﷺ کا شکریہ ادا کرو"

"میں نہ ان کا شکریہ ادا کروں گی نہ آپ دونوں کا بلکہ میں اس اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے میری برآت کی گواہی دی" حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جواب دیا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے پہلے مسجد نبوی کے خطبہ میں جو کچھ فرمایا تھا حضرت صدیقہ کو اس کا علم نہیں تھا۔

جب لوگوں کی زبانیں چل رہی تھیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تھا "خدا کی قسم ہمارے بارے میں تو ایسی باتیں جاہلیت کے وقت بھی نہیں کہی گئی تھیں پھر جب اللہ نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت بخشی تو اس کے بعد یہ کیسے ممکن ہے؟"

رسول اللہ ﷺ نے آیات برآت تلاوت فرمائیں تو حضرت ابوبکرؓ صدیق اٹھے اور اپنی لخت جگر کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا "اے باپ اس سے پہلے آپ نے مجھے معصوم اور بے قصور کیوں نہ سمجھا؟"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اگر میں وہ بات کہوں جو میں جانتا نہیں تو کونسا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا اور کونسی زمین مجھے سہارا دے گی"

ایک طرف فکر اور کردار کی یہ بلندی تھی کہ ابوبکر جسے اللہ کے رسول نے "صدیق" قرار دیا تھا اپنی بیٹی کے بارے میں وہ باتیں سنتے رہے اور خاموش رہے کہ "میں وہ بات کیوں کہوں جس کی حقیقت میں جانتا نہیں" اور دوسری طرف سوچ اور عمل کی ایسی پستی کہ عظمت اور عفت کی پیکر ام المومنین کے بارے میں بے بنیاد الزام اور ان کی تشہیر

اللہ نے اسی عظمت اور پستی کے بارے میں فرمایا:

- "جو لوگ بڑا بہتان گھڑ لائے ہیں
- تمہارے ہی اندر کا ایک ٹولہ ہیں

اس واقعہ کو اپنے حق میں شر نہ سمجھو
بلکہ یہ بھی تمہارے لئے خیر خواہی ہے
جس نے اس میں جتنا حصہ لیا
اس نے اتنا ہی گناہ سمیٹا
اور جس شخص نے اس کی ذمہ داری کا بڑا حصہ اپنے سر لیا
اس کے لئے تو عذاب عظیم ہے
جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا تھا
اسی وقت مومن مردوں اور مومن عورتوں نے
کیوں نہ اپنے آپ سے نیک گمان کیا
اور کیوں نہ کہہ دیا یہ تو صریح بہتان ہے
اور وہ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے؟
پس جبکہ وہ گواہ نہ لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں
اگر تم لوگوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل
اور رحم و کرم نہ ہوتے
تو جن باتوں میں تم پڑ گئے تھے
ان کی پاداش میں تمہیں بڑا عذاب آ لیتا
(ذرا غور تو کرو کہ اس وقت تم کتنی بڑی غلطی کر رہے تھے)
جب تمہاری ایک زبان سے دوسری زبان
اس جھوٹ کو لیتی جا رہی تھی
اور تم اپنے منہ سے ■ کچھ کہے جا رہے تھے
جس کے متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا
اور تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے
حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ ایک بڑی بات تھی
کیوں نہ اسے سنتے ہی تم نے کہہ دیا
کہ "ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا
سبحان اللہ یہ تو ایک بہتان عظیم ہے"

اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے
کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا
اگر تم مومن ہو
اللہ تمہیں صاف صاف ہدایات دیتا ہے
اور وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے" (24:11 تا 20)

اللہ کے رسول ﷺ نے مسجد میں خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدہ صدیقہ کی پاکدامنی کے بارے میں آیات کی تلاوت فرمائی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس بڑے عذاب سے بچا لیا جو انتشار اور باہمی اختلاف کی صورت اختیار کر سکتا تھا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں نے امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور ان کی اخلاق و کردار کی عظمت کو داغدار کرنے کے لئے جس کی سازش کی تھی۔

مسطح بن اثاثہ حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش پر قذف کی حد جاری کر دی گئی اور انہیں 80/80 درے مارے گئے۔ مومن مردوں اور مومن عورت نے اللہ کے قانون کے سامنے سر جھکا دیا اور اللہ نے منافقوں کو اہل ایمان کی نظروں میں پہلے سے بھی زیادہ رسوا کر دیا اور ان پر ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کی حقیقت مزید آشکار ہو گئی۔

ہجو کا تلوار سے جواب

حضرت صفوانؓ بن مُعطل نے حضرت حسانؓ بن ثابت پر تلوار سے وار کیا۔

"لو میری تلوار کی دھار قبول کرو
میں شاعر نہیں
میں وہ نوجوان ہوں جو ہجو کا جواب اس سے دیتا ہوں"

حضرت ثابتؓ بن قیس نے جھپٹ کر صفوان کو پکڑ لیا اور انہیں بنو حارثؓ بن خزرج کے محلہ میں لے جا کر بند کر دیا حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے دیکھا تو پوچھا "یہ کیا ہے؟"
ثابت بن قیسؓ نے جواب دیا "اس نے حسانؓ پر تلوار سے وار کیا ہے اللہ کی قسم میرے خیال میں تو اس نے اسے قتل ہی کر دیا ہے"
حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے پوچھا "اللہ کے رسول ﷺ کو اس کا علم ہے"
"ہرگز نہیں" ثابت نے بتایا۔

"یہ تو تم نے بڑی جسارت کا کام کیا چھوڑ و اسے" عبداللہؓ بن رواحہ نے کہا۔
ثابت نے انہیں چھوڑ دیا۔

پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہوئے اور جو کچھ پیش آیا تھا بیان کر دیا اللہ کے رسول ﷺ نے صفوان اور حسان بن ثابت دونوں کو بلوایا تو صفوان نے کہا "یا رسول اللہ اس نے میری ہجو کہی اور مجھے اذیت پہنچائی مجھے غصہ آگیا اور میں نے اسے تلوار مار دی"

حسان نے کہا تھا۔

"کنگلے پناہ گیر طاقتور ہو گئے ہیں
ان کی تعداد اتنی زیادہ ہو گئی ہے
کہ فریعہ کا بیٹا اس شہر میں اجنبی ہو گیا ہے
تیرے ساتھی کی ماں اس کا صدمہ اٹھائے
یا وہ شیر کے پنجہ میں آجائے
اور جسے میں قتل کر دوں
اس کا نہ خون بہا دیا جاتا ہے نہ اس کے بدلے خون بہایا جاتا ہے"

اس طویل نظم میں حسان بن ثابت نے ویسے ہی جذبات کا اظہار کیا تھا جو عبداللہ بن ابی بن سلول نے مریسیع کے کنویں پر ظاہر کئے جاتے تھے اس نے بھی قلاش اجنبیوں کے مدینہ میں آکر طاقتور ہو جانے اور مقامی لوگوں پر حاکم ہو جانے والی بات کی تھی ہجو سن کر رسول اللہ نے فرمایا۔

"حسان تو منہ پھٹ ہو گیا ہے کیا تم نے میری قوم کی مذمت کی اور اس کی قباحت بیان کی؟ اس لئے کہ اللہ نے اسے اسلام کی طرف ہدایت کی ہے حسن سلوک اپناؤ اور اس کی وجہ سے تمہیں جو تکلیف پہنچی ہے اس پر بھی اچھے سلوک کا ثبوت دو"

حضرت حسان نے عرض کیا "یا رسول اللہ آئندہ آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زخم کے بدلہ میں حضرت حسانؓ کو اپنے پاس سے زمین کا ایک ٹکڑا عطا فرمایا اور ایک قبطی لونڈی بھی دی حضرت حسانؓ کے بیٹے عبدالرحمٰنؒ اسی قبطی باندی سیرین سے تھے۔

شاعر اور بہتان والے

ایک مسلمان شاعر نے حضرت حسانؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگانے والوں کے

بارے میں کہا۔

"حسان جس چیز کے لائق تھا
اس نے اس کا مزہ چکھ لیا
حمنہ اور مسطح نے بھی حسان کی مانند
فتیح گوئی کا مزہ چکھ لیا
انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیوی پر
بے بنیاد تہمت لگائی تھی
اور عظمت و کبریائی کے تخت
والے خدا کے غضب کو دعوت دی تھی
اس لئے رنج و الم میں مبتلا ہو گئے
انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچائی
تو ان پر ہمیشہ قائم رہنے والی ذلتیں مسلط ہو گئیں
اور وہ رسوا ہو کر رہ گئے
اور ان پر زبردست کوڑے اس طرح برسے
جیسے بہت بلندی پر بادلوں سے
آنے والی برسات کی بوچھاڑ پڑتی ہے"

فضیلت والوں کا رویہ

اللہ کے رسول ﷺ نے کچھ عرصہ بعد اپنی پھوپھی زاد حمنہ بنت جحش کا نکاح حضرت طلحہ بن عبیداللہ سے کر دیا جس سے ان کے دو بیٹے ہوئے ان کے پہلے خاوند حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ زاد بہن کا بیٹا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی مالی مدد کیا کرتے تھے ان کی طرف سے بہتان تراشی کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ آئندہ وہ مسطح کی مدد نہیں کریں گے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"جو لوگ تم میں فضیلت اور وسعت والے ہیں
انہیں یہ قسم نہیں کھانی چاہیے کہ وہ

قرابت والوں مساکین اور مہاجرین کی مدد نہیں کریں گے
انہیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں
کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کر دے
اور اللہ بڑا مہربان اور بخشنے والا ہے" (22:24)

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی امداد بحال کر دی اور قسم اٹھائی کہ وہ کبھی ان کی اعانت بند نہیں کریں گے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی طرف سے معذرت

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے رویہ پر سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

- "وہ تو پاکدامن سنجیدہ اور باوقار ہیں
ہر شک و شبہ سے بالا تر ہیں
اور ان کی صبح معصوم مومن عورتوں
کی غیبت سے پاک ہوتی ہے
وہ قبیلہ لوی بن غالب کی
ایک عاقل خاتون ہیں
جس کے قبیلہ کے لوگ
لازوال عز و شرف
کے متلاشی رہتے ہیں
وہ ایسی پاکیزہ ہیں
کہ جن کی فطرت ہی اللہ نے پاکیزہ بنائی ہے
اللہ نے انہیں ہر برائی اور کذب سے پاک بنایا ہے
اگر میں نے وہ کچھ کہا ہے
جس کا مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے
تو میرے ہاتھ شل ہو جائیں
یہ کیسے ممکن تھا؟

جب کہ میری زندگی بھر کی محبت اور حمایت
تو محفلوں کی زینت
آل رسول ؐ کے لئے ہے
اللہ کے رسول ؐ کا مرتبہ سب انسانوں سے بلند تر ہے
اور سب سے اونچا کودنے والا بھی آپ ؐ کے مقام کو چھو تک نہیں سکتا
جو کچھ کہا گیا زندہ نہیں رہے گا
لیکن یہ ایسے شخص کا کہا ہوا ہے
جو مجھ پر الزام لگانے والا ہے"

حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور جنت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب کے اشعار کے جواب میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو اشعار کہتے تھے مجھے حسان کے ان شعروں سے اچھے شعر کہیں نہیں ملتے میں جب حسان کے وہ اشعار پڑھتی ہوں تو میرا دل کہتا ہے کہ حسان جنتی ہے۔
حضرت صدیقہ سے پوچھا گیا "کیا قرآن میں یہ نہیں کہ اس تہمت میں بڑا حصہ لینے والے کیلئے بڑا عذاب ہے؟"
حضرت صدیقہ نے جواب دیا "جو عذاب انہیں ملا کیا وہ بڑا نہیں؟ آنکھیں ان کی جاتی رہیں تلوار ان پر اٹھی وہ تو صفوان رک گئے ورنہ عجب نہیں کہ وہ انہیں قتل ہی کر دیتے"

بنو فزارہ کی سرکوبی

عربوں میں ایک عورت کی بہت شہرت تھی اس کا نام تو فاطمہ بن ربیعہ تھا مگر وہ اپنی کنیت ام قرفہ سے مشہور تھی اگر کوئی شخص اپنے علاقہ کی سخت نگرانی اور حفاظت کرتا تھا اور کسی سے زیر نہیں ہوتا تھا تو عرب کہا کرتے تھے "یہ تو ام قرفہ سے بھی بڑا محافظ اور غالب ہے" ام قرفہ فزارہ قبیلے سے تعلق رکھتی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت دشمن تھی ایک دفعہ اس نے تیس افراد کا کمانڈو دستہ بنایا اور حکم دیا "مدینہ جاؤ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ختم کر آؤ"
رمضان 6 ہجری میں حضرت زیدؓ بن حارثہ ایک چھوٹا سا تجارتی قافلہ لے کر شام کی طرف

گئے مال تجارت میں مدینہ کے مسلمانوں کا بھی مال تھا جب ▪ قافلہ وادی القریٰ سے گزر رہا تھا ام قرفہ کے اشارے پر بنو فرازہ کے لٹیروں نے حملہ کر دیا حضرت زیدؓ بن حارثہ اور ان کے ساتھیوں کو مارا پیٹا اور سامان تجارت چھین لیا ریاست مدینہ کیلئے یہ بڑا سنگین معاملہ تھا ایک طرف مکہ سے شام کی طرف جانے والے تجارتی راستہ کے ساتھ ساتھ آباد طاقتور قبیلے اسلام کی قوت بن رہے تھے اور دوسری طرف اسی راستے پر مسلمانوں کا تجارتی قافلہ لوٹ لیا گیا تھا. حضرت زیدؓ بن حارثہ نے مدینہ واپس آکر رسول اللہ ﷺ کو ام قرفہ کے گروہ کے بارے میں بتایا تو آپؐ نے ایک لشکر ترتیب دیا اور حضرت زیدؓ بن حارثہ کو ہی اس کا امیر مقرر فرمایا.

مسلمانوں نے انہیں غفلت میں جا لیا ان کے کئی افراد مارے گئے ام قرفہ اور اس کی بیٹی جاریہ کو قیدی بنا لیا ام قرفہ کی زبان درازی اور اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں اس کی گستاخیوں کی وجہ سے اور اس کے جرائم کی بنا پر حضرت قیسؓ بن محسر نے اس کے پاؤں دو اونٹوں پر باندھ کر اونٹ مخالف سمتوں میں دوڑا کر اسے چیر کر قتل کر دیا اور اس کی بیٹی جاریہ کو لے کر حضرت زیدؓ بن حارثہ مدینہ واپس آ گئے.

رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے میں کپڑے تبدیل کر رہے تھے کہ حضرت زیدؓ بن حارثہ نے دستک دی آپؐ اسی طرح کپڑے لپیٹتے ہوئے باہر آ گئے جب حضرت زیدؓ بن حارثہ نے فزاریوں پر کامرانی کی خبر دی تو اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں گلے سے لگا لیا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ام قرفہ کے گروہ کے خلاف کامیابی کتنا اہم واقعہ تھا.

رسول اللہ ﷺ نے جاریہ کو حزن بن ابی وہب کے حوالے کر دیا اور اسے ہبہ کر دی. ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے جاریہ مکہ بھیج دی تھی اور اس کے بدلے میں کچھ مسلمانوں کو قریش مکہ کی حراست سے رہا کروا لیا تھا.

ایک اور مجرم کا خاتمہ

ایک وقت تھا جب اوس اور خزرج کے درمیان بہادری' تفاخر' شان و شوکت اور نمود و نمائش کے مقابلے ہوتے تھے اب وقت بدل گیا تھا اب اوس اور خزرج اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت وفا اور اطاعت میں ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کرنے لگے تھے اور اس فکر میں رہتے تھے کہ ایک وفا اور اطاعت میں دوسرے سے آگے نہ نکل جائے. بنو قریظہ اوس کے حلیف تھے اوس کے سردار سعد بن معاذؓ نے ان کے خلاف فیصلہ دیا تھا اور اوس نے

اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ سے محبت اور وفاداری کی وجہ سے وہ فیصلہ صدق دل سے قبول کر لیا تھا اوس نے اپنے حلیف بنو قریظہ کے محاصرے گرفتاری اور ان کے غدار جنگی مجرموں کے قتل میں بھرپور حصہ لیا تھا اس سے پہلے انہوں نے اپنے حلیف بنو نضیر کے خلاف کاروائی میں بھی اسی خلوص اور جوش و جذبہ کا مظاہرہ کیا تھا ان کے حلیف یہودیوں کا سردار کعب بن اشرف رسول اللہ ﷺ سے عداوت رکھتا تھا۔ ریاست کے دشمنوں کا ایجنٹ بن گیا تھا اوس نے اپنے ہاتھوں اسے قتل کر دیا تھا قبیلہ خزرج کے حلیف یہودی قبیلہ بنو قینقاع کے اخراج کا واقعہ پرانا ہو چکا تھا اور بنو قینقاع کو ان کے جرائم کے لئے سزا بھی بہت نرم دی گئی تھی اس لئے بنو خزرج اپنے بنو اوس کے بھائیوں کے اس اظہار وفا اور اطاعت کے بارے میں سوچتے تھے اور اوس سے آگے نکلنے کا کوئی طریقہ ڈھونڈ رہے تھے "کون ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایسی ہی عداوت رکھتا ہے جیسی کعب بن اشرف اور حُیَیّ بن اخطب رکھتے تھے؟" انہوں نے آپس میں مشورہ کیا۔

مدینہ میں تو کوئی ایسا کھلا دشمن اب تھا نہیں جو کعب بن اشرف اور حُیَیّ بن اخطب کے مرتبے کا بھی ہو اور ان کی مانند کھلی دشمنی کرتا ہو اور اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کو مدینہ پر یلغار کیلئے آمادہ کرتا ہو یا کرتا رہا ہو اور قریش مکہ کے ساتھ تعاون کرنے والا بھی ہو۔ ایک یہودی ابو رافع سلام بن ابی الحقیق اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کا ایسا ہی دشمن تھا مگر وہ تو مدینہ سے دور تھا۔ مدینہ سے اخراج کے بعد وہ خیبر میں جا بسا تھا ابو رافع یہودیوں کا بڑا سردار بھی تھا بنو نضیر کے سرداروں کے ساتھ مل کر وہ بھی مکہ کے قریش کو مدینہ پر حملہ کی ترغیب دینے گیا تھا وہ بھی ان یہودی سرداروں میں شامل تھا جن کی کوششوں سے احزاب کے لشکر مدینہ پر چڑھ آئے تھے اس نے اسلام کے ان دشمنوں کو مالی مدد بھی دی تھی انہیں رسد بھی پہنچاتا رہا تھا(1) اور اللہ کے رسول ﷺ کو ایذا بھی پہنچاتا تھا اور اب پھر سے اسلام اور اسلامی ریاست کے دشمنوں کو ورغلانے میں مصروف تھا مگر وہ دور بہت تھا اور خیبر میں ایک قلعہ کے اندر رہتا تھا خزرج والوں نے سوچا کہ اگر وہ اتنی دور جا کر قلعہ والے اللہ کے دشمن کو ختم کر دیں تو یہ کعب بن اشرف کے قتل سے بھی بڑا کارنامہ ہو گا یہ سوچ کر اور ابو رافع کو ٹھکانے لگانے کا فیصلہ کر کے وہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابو رافع کو قتل کرنے کی اجازت مانگی۔

اللہ کے رسول ﷺ ابو رافع کی سازشوں سے واقف تھے اس کی سازشی صلاحیتوں سے بھی آگاہ تھے اگر بنو خزرج والے اپنے اس ارادے میں کامیاب ہو جائیں تو یہودیوں اور مشرکوں کی

سازشی سیاست اور سفارتکاری کی بنیاد مزید کمزور پڑ جائے گی یہ سوچ کر آپؐ نے بنو خزرج والوں کو ابو رافع کو قتل کر دینے کی اجازت عنایت فرما دی۔

خزرج والوں نے اس مقصد کیلئے ایک پانچ رکنی پارٹی ترتیب دی اس میں حضرت عبداللہؓ بن عتیک حضرت مسعود بن سنان حضرت عبداللہ بن انیس حضرت ابو قتادہ حارث بن ربعی اور خزاعی بن اسود کو شامل کیا ان میں سے چار کا تعلق خزرج کی شاخ بنو سلمہ سے تھا جب کہ خزاعی ان کا حلیف تھا وہ پانچوں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے حضرت عبداللہ بن عتیک کو اس پارٹی کا لیڈر مقرر فرما دیا اور حکم دیا کہ کسی عورت اور بچے کو کسی بھی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔

یہودی قلعہ بند بستیوں میں مقیم ہوتے تھے جن میں داخلے کے بڑے دروازوں پر بڑے بڑے پھاٹک ہوتے تھے جو رات کو اندر سے بند کر دیئے جاتے تھے ان قلعہ بند بستیوں میں مختلف لوگوں کے اپنے اپنے مکان ہوتے تھے ایسی بستیوں میں داخل ہونا اور اس کے اندر کسی کو قتل کرنا بڑا دشوار کام تھا اور یہ کام رات کے وقت ہی ممکن ہو سکتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عتیک اور ان کے ساتھی ابو رافع کی بستی میں داخل ہونے کا طریقہ سوچنے لگے ■ پانچوں آدمی اکٹھے بستی میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ شام کے قریب جب بستی والے اپنے مال مویشی بستی کے اندر لے جا رہے تھے۔ حضرت عبداللہؓ نے اپنے ساتھیوں کو بستی کے بڑے دروازے سے کچھ فاصلہ پر بٹھا دیا اور خود آگے گئے تا کہ بستی میں داخلہ کا کوئی طریقہ نکالیں وہ عبرانی زبان بھی جانتے تھے اس لئے یہودیوں سے بات کرنے اور ان میں شامل ہو جانے میں انہیں آسانی تھی بستی کا دربان دروازے پر کھڑا تھا وہ اس سے کوئی بہانہ کرنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ اندر سے کچھ لوگ روشنی لے کر باہر آئے ان کا ایک گدھا بچھڑ کر باہر رہ گیا تھا اور وہ اسے ڈھونڈنے جا رہے تھے حضرت عبداللہ چادر سے منہ ڈھانپ کر ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے تا کہ کوئی انہیں پہچان نہ لے جب گدھا ڈھونڈنے والے بستی میں واپس آ گئے تو دربان نے آواز دی "جو باہر ہے اندر آ جائے میں دروازہ بند کرنے لگا ہوں"

حضرت عبداللہ جلدی سے اٹھے اور اندھیرے میں بستی میں داخل ہو گئے دربان نے بستی کا بڑا پھاٹک بند کر دیا اور چابیاں ایک طرف لٹکا دیں۔ حضرت عبداللہ نے چابیاں دیکھ لیں اور پاس ہی گدھوں کے باڑے میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ بستی والوں کو شبہ تک نہ ہو سکا کہ کوئی ان کی قلعہ بند بستی کے اندر آ گیا ہے۔ ابو رافع کے ہاں رات دیر تک محفل جمی رہی جب محفل برخاست ہو گئی

اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں جا کر سو گئے تو حضرت عبداللہ بن عتیک نے پھاٹک کی چابیاں اتار کر تالا کھول دیا تاکہ بھاگنا پڑے تو دیر نہ ہو۔ پھر انہوں نے ابو رافع کے مکان کے قریبی گھروں کی باہر سے کنڈیاں لگا دیں تاکہ شور ہو تو گھروں والے جلدی باہر نہ آ سکیں اس کے بعد وہ سیڑھی کے ذریعے ابو رافع کے بالا خانے پر چڑھ گئے گھر والوں نے دیا بجھا دیا اور سونے جا رہے تھے حضرت عبداللہ بن عتیک نے عبرانی میں ابو رافع کو آواز دی۔

"کون ہے؟" ابو رافع نے پوچھا اور آواز کی طرف آیا۔

حضرت عبداللہ بن عتیک نے اس پر تلوار سے وار کیا مگر اندھیرے میں وار کارگر نہ ہوا اور ابو رافع شور مچانے لگا۔

حضرت عبداللہ فورا" وہاں سے ہٹ گئے اور پھر ایسا ظاہر کرتے ہوئے کہ وہ ابو رافع کا شور سن کر اس کی آواز پر اس کی مدد کو آئے ہیں آواز بدل کر پوچھا "اے ابو رافع تجھے کیا پیش آیا؟"

"تیری ماں تیرے دکھ میں روئے کسی نے مجھے بلایا اور پھر مجھ پر تلوار سے وار کر دیا" ابو رافع نے انہیں مدد کیلئے آنے والا سمجھ کر بتایا۔

حضرت عبداللہ نے اس پر تلوار سے ایک اور وار کیا ابو رافع نے چیخ ماری اس کے بال بچے بھی شور مچانے لگے حضرت عبداللہ نے آگے بڑھ کر تلوار کی نوک اس کے پیٹ میں اتار دی اور پھر جلدی سے سیڑھی اترنے لگے اندھیرے میں جلدی میں ان کا پاؤں پھسل گیا اور وہ نیچے گر گئے ان کے پاؤں کی موچ نکل گئی(2) انہوں نے کپڑے سے پاؤں کو مضبوط باندھ لیا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے اور ان سے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ اور رسول اللہ ﷺ تک ابو رافع کی موت کی خبر پہنچا دو میں یہیں رہوں گا اور ابو رافع کی موت کا اعلان سن کر ہی آؤں گا جب مرغ نے اذان دی تو قلعہ کی فصیل کے اوپر سے اعلان کرنے والے کی آواز بلند ہوئی "لوگو اہل حجاز کا تاجر ابو رافع مر گیا ہے"

حضرت عبداللہ بن عتیک کہتے ہیں کہ ابو رافع کی موت کا اعلان سن کر مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ مجھے چوٹ کا احساس تک نہ رہا اور میں اپنے ساتھیوں سے جا ملا(3) جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے سارا واقعہ بیان کیا تو رسول اللہ نے فرمایا "اپنا پاؤں پھیلاؤ" میں نے پاؤں پھیلایا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر پھیر دیا تو ساری تکلیف جاتی رہی ایسے ہو گیا جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

اس طرح بنو خزرج نے خیبر جا کر اللہ کے دشمن کا خاتمہ کر دیا۔

عرنیوں کا انجام

قبیلہ عرینہ اور عُکل کے آٹھ افراد مدینہ آئے(1) وہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے انہوں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہم کھیتی باڑی کرنے والے اور جانور پالنے والے لوگ ہیں ہم دودھ پر گزارہ کرتے ہیں غلہ کے عادی نہیں اور مدینہ کی آب و ہوا ہمیں راس نہیں آتی" رسول اللہ ﷺ نے انہیں قبا کے قریب ایک چراگاہ میں بھیج دیا اس چراگاہ میں بیت المال کے اونٹ اور اونٹنیاں چرنے کے لئے رکھے گئے تھے ▪ آٹھوں وہاں رہنے لگے جب موٹے تازے ہو گئے تو ایک صبح سویرے اونٹ ہنکا کر لے گئے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت یسارؓ اور اونٹوں کے دیگر چرواہوں نے کا ان کا تعاقب کیا۔ عرنیوں نے ان پر قابو پا لیا ان کے ہاتھ پاؤں اور زبانیں کاٹ دیئے اور آنکھوں میں سلائیاں پھیر دیں(2) اور اونٹ بھگا کر لے گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو ان مرتدوں کے اس سفاکانہ جرم اور چوری کا علم ہوا تو آپؐ نے ان کے لئے بیس سواروں کا ایک دستہ بھیجا اور کرز بن جابر الفہری کو اس دستے کا امیر مقرر فرما دیا اللہ کے رسول نے دعا فرمائی "یا اللہ عرنیوں پر راستہ کنگن سے بھی زیادہ تنگ کر دے یا اللہ ان کیلئے راستہ اندھا کر دے"

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کی دعا قبول فرمالی اور کرز بن جابر ان آٹھوں چوروں کو پکڑ کر مدینہ لے آئے انہوں نے چوروں کی مشکیں کس رکھی تھیں اللہ کے رسول ﷺ راستہ ہی میں غابہ کے مقام پر مل گئے آپؐ کے حکم پر ان آٹھوں کو بھی اسی انداز میں قتل کیا گیا جس انداز میں انہوں نے مسلمان چرواہوں کو شہید کیا تھا ان کے بھی ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور آنکھوں میں سلائیاں پھیر کر انہیں حرہ میں پھینک دیا گیا جہاں انہوں نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی(3) وہ صرف مرتد ہی نہیں تھے سفاک قاتل بھی تھے یہ شوال 6 ہجری کا واقعہ ہے۔

بد عہد اُسیر

خیبر کے یہودیوں نے ابو رافع کے قتل کے بعد اُسیر بن رازم کو اپنا سردار چن لیا تھا وہ بھی بڑا دولت مند اور سازشی تھا اللہ کے رسول ﷺ کو اطلاع ملی کہ اُسیر قبیلہ غطفان اور دیگر مشرکوں کو ریاست مدینہ کے خلاف پھر سے متحد کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ آپؐ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو تحقیق احوال کے لئے رمضان 6 ہجری میں خیبر بھیجا واپس آ کر انہوں نے بتایا کہ اطلاع

درست ہے اور اُسیر ریاست مدینہ کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔ آپؐ نے شوال میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کی قیادت میں تیس سوار اُسیر کی طرف بھیجے تاکہ اس کو سازشوں سے باز رکھا جائے اور اس سے مذاکرات کئے جائیں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ اور ان کے ساتھی اُسیر کے پاس پہنچ گئے اور اسیرم سے مذاکرات کئے ۔۔ خود مدینہ آ کر اللہ کے رسولؐ سے مذاکرات پر راضی ہو گیا صحابہ نے تیس یہودیوں کو اپنے ساتھ سوار کر لیا اُسیر اور حضرت عبداللہ بن انیس ایک ہی اونٹ پر سوار تھے کچھ راستہ چلنے کے بعد اُسیر کی نیت میں فتور آ گیا اس نے حضرت عبداللہ بن انیس کو قتل کرنے کے لئے دو بار ان کی تلوار کو گرفت میں لینے کی کوشش کی اس کا خیال ہو گا کہ اگر وہ اپنے ہم سفر مسلمان کو شہید کر کے آواز دے گا تو اس کے باقی ساتھی بھی اس کی تقلید کریں گے حضرت عبداللہ بن انیس کو اس کی کوشش کا پتہ چل گیا وہ اپنی سواری قافلہ سے ایک طرف لے گئے "اے اللہ کے دشمن عہد کی خلاف ورزی؟" حضرت عبداللہ بن انیس نے کہا اور تلوار سے اس کی پنڈلی الگ کر دی۔

سفر سے پہلے مسلمانوں اور یہودیوں نے ایک دوسرے سے امن کا عہد کیا تھا۔

اپنے سردار کے قتل کے بعد باقی یہودی بھی آمادہ لڑائی ہو گئے مگر لڑائی میں ایک کے سوا وہ سب مارے گئے ان میں سے ایک روپوش ہو کر واپس خیبر جانے میں کامیاب ہو گیا۔

مدینہ واپس آ کر صحابہ نے رسولؐ اللہ کو اس واقعہ کی تفصیلات بتائیں تو آپؐ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تمہیں ظالموں سے نجات دی"

حواشی / حوالہ جات

اللہ کے دین کا غلبہ

1- کیرن آرم سٹرونگ (Karen Armstrong) نے بنو قریظہ کے بارے میں حضرت سعد بن معاذ کے فیصلے اور اس پر عمل در آمد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے "ساتویں صدی کے شروع میں ایک عرب سردار سے توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ بنو قریظہ جیسے غداروں سے کوئی نرم رویہ اختیار کرے گا امت مسلمہ کا تو وجود ہی ختم ہوتے ہوتے بچا تھا خندق کے بعد مسلمان بہت زیادہ جذباتی ہو رہے تھے اور قریظہ نے تو تقریباً" مدینہ کو ملیا میٹ ہی کر دیا تھا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بنو قریظہ کو زندہ سلامت چلے جانے کی اجازت دے دیتے تو ■ خیبر میں ان کے دشمن یہودیوں سے جا ملتے اور وہ سب ریاست مدینہ کے خلاف نئے سرے سے لشکر جمع کر لاتے ہو سکتا تھا دشمنوں کے نئے حملے میں مسلمانوں کی خوش بختی ان کا ساتھ نہ دیتی اور انہیں اپنی بقا کے لئے طویل عرصہ تک خونریز جنگوں کا سامنا کرنا پڑتا اور اس سے بھی زیادہ تکالیف برداشت کرنا پڑتیں اور مزید جانوں کی قربانی دینا پڑتی بنو قریظہ کے قتل کا محمد (ﷺ) کے دشمنوں پر لازماً" اثر پڑا ہو گا بنو قریظہ کے اس قتل سے کسی نے بھی دکھ محسوس نہیں کیا تھا خود بنو قریظہ نے بھی اپنے اس انجام کو قبول کر لیا تھا اس قتل میں خیبر کے یہودیوں کیلئے بھی ایک پیغام تھا اس سے عرب قبائل کو بھی احساس ہو گیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قریش مکہ کے دوستوں اور اتحادیوں کے جذبہ انتقام سے ہرگز نہیں ڈرتے یہ محمد (ﷺ) کی اس غیر معمولی قوت کا ثبوت ہے جو خندق کے محاصرے کے خاتمہ پر انہیں حاصل ہو گئی تھی اور جس کی وجہ سے وہ جزیرہ نمائے عرب میں بہت طاقتور گروہ کے قائد کی حیثیت سے سامنے آئے تھے۔"

(Muhammad _ A Biography of the Porphet, P:208)

2- حسین ہیکل، حیات محمد، الفیصل لاہور، صفحہ 537

3- Karen Armstrong, Muhammad _ A Biography of the Prophet, P:211

4- ابن سعد نے لکھا ہے کہ ثمامہ بن اثال نے رسول اللہ ﷺ کے ایک قاصد کو قتل کرنے کا قصد کیا تھا اور اس کے چچا نے اسے روک دیا تھا اسی قصد کی وجہ سے رسول اللہ نے ثمامہ کا خون حلال کر دیا تھا (طبقات حصہ پنجم صفحہ 490) ثمامہ کی رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو قتل کرنے کی کوشش محرم 6 ہجری سے پہلے کی ہے کیونکہ 10 محرم 6 ہجری کو حضرت محمد بن مسلمہ تیس سواروں کے ایک گشتی دستہ کے ساتھ نجد کی طرف نکلے تھے اور واپسی پر ثمامہ بن اثال کو بھی قیدی بنا لائے تھے اور ثمامہ نے صفر 6 ہجری کے دوسرے یا تیسرے روز مدینہ میں اسلام قبول کر لیا تھا اور مکہ میں جا کر قریش کے سامنے اس کا اعلان بھی کر دیا تھا رسول اللہ کا قاصد قبیلہ بنو حنیفہ کے علاقے میں کس مقصد کیلئے گیا تھا اس سلسلے کچھ واضح نہیں کیا گیا لیکن یہ ثابت ہے کہ وہ محرم 6 ہجری سے پہلے ان کے علاقہ میں گیا تھا مآخذ میں یہ بات موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو حنیفہ کے عوام اور سرداروں کے پاس اپنے سفیر اور مبلغ بھیجے تھے لہٰذا یہ کہا جا

سکتا ہے کہ رسولؐ اللہ کے جس قاصد کو ثمامہ نے قتل کرنے کا قصد کیا تھا وہ بھی اس قبیلے کی طرف رسولؐ اللہ کی طرف سے اسلام قبول کرنے کا مراسلہ لے کر گیا تھا ویسے بھی عام سفیر کو عربوں میں قتل کرنے کی روایت نہیں تھی مشرک قبائل نے رسولؐ اللہ کے جن جن سفیروں اور صحابہ کو سفارتی روایات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شہید کیا تھا وہ سب تبلیغی مشن پر گئے تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق کے فوراً بعد تبلیغی وفود اور مراسلے بھیجنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔

اللہ کے مجرم کا قتل

1- سفیان بن خالد کی سازش اور دو صحابہ کرامؓ کو قریش کے ہاتھ فروخت کرنے کی تفصیل "الامین" کی جلد دوم میں "رجیع والے" کے عنوان کے تحت دیکھی جا سکتی ہے۔

2- واقدی، ابن سعد، مولانا ابوالکلام آزاد، صفی الرحمٰن مبارکپوری، ڈاکٹر غلام جیلانی برق اور ڈبلیو منٹگمری واٹ نے بنو ہذیل کے اس شیطان صفت لٹیرے کا نام سفیان بن خالد لکھا ہے جب کہ ابن کثیرؒ ایم اے صلاحی، اکرم ضیاء العمری اور محمد یاسین مظہر صدیقی نے خالد بن سفیان لکھا ہے۔

3- محمد یٰسین مظہر صدیقی، عہد نبوی میں تنظیم ریاست اور حکومت، نقوش رسول نمبر جلد 5، دسمبر 1983ء صفحہ 477

4- روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ سفیان بن خالد ہذلی میرے خلاف جتھا اکٹھا کر رہا ہے تم جاؤ اور اسے ختم کر دو۔ سیرت اور تاریخ کی جملہ کتابوں میں یہی لکھا ہے لیکن رسول اللہ نے کبھی بھی کسی جتھا جمع کرنے والے کے خلاف صرف ایک صحابی کو نہیں بھیجا تھا سفیان بن خالد کے قتل کا واقعہ جنگ خندق اور بنو قریظہ کے خاتمہ کے بعد کا ہے اس نفسیاتی اور سیاسی فضا میں کسی ایک قبیلے کے سردار کا رسول اللہ ﷺ اور ریاست مدینہ کے خلاف جتھا جمع کرنا اور ریاست مدینہ پر حملہ کرنے کا سوچنا ممکن دکھائی نہیں دیتا لہٰذا سفیان کو ختم کرنے کے لئے حضرت عبداللہ بن انیس کو اتنی دور اکیلے بھیجنے کا سبب اس کا سازش کے ذریعے مبلغین اسلام کو شہید کرنا اور حضرت خبیب ؓ اور حضرت زید ؓ کو مکہ والوں کے ہاتھ فروخت کرنے کا جرم ہی تھا۔

5- روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن انیس نے نماز عصر قضا ہو جانے کے خدشہ کی وجہ سے چلتے چلتے نماز ادا کی تھی لیکن کیا اس کا سبب یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ اگر وہ سفیان بن خالد اور ان کے گروہ کے سامنے نماز کی نیت باندھ لیتے تو ان سب کو معلوم ہو جاتا کہ ایک مسلمان ان میں شامل ہو گیا ہے اور وہ ہوشیار ہو جاتے اور حضرت عبداللہ ابن انیس کیلئے اس مشن کی تکمیل مشکل ہو جاتی جس کیلئے اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں بھیجا تھا۔

ثمامہ بن اثال

1- ابن سعد، طبقات حصہ پنجم، کراچی 1986ء صفحہ 490

2- صفی الرحمٰن مبارکپوری نے سیرت حلبیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ثمامہ بن اثال مسیلمہ کذاب کے

حکم پر بھیس بدل کر رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے نکلا تھا (رحیق المختوم صفحہ 521) محمود احمد غضنفر نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ ثمامہ رسولؐ اللہ پر پیچھے سے وار کرنے ہی والا تھا کہ اس کے چچا نے اس کو روک دیا تھا اور اس کے بعد اس نے کچھ صحابہ کو قتل کر دیا تھا (حیات صحابہ کے درخشاں پہلو' حصہ اول صفحہ 65) لیکن بیشتر ماخذوں میں لکھا ہے کہ ہے کہ وہ عمرہ کرنے جا رہا تھا کہ حضرت محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھیوں کے قابو آ گیا تھا رسولؐ اللہ سے بھی اس نے یہی عرض کیا تھا اور آپؐ نے اسے مدینہ سے مکہ جا کر عمرہ کرنے کی اجازت دے دی تھی مدینہ سے سیدھا مکہ جانے اور عمرہ کر کے اپنے اسلام کا اعلان کرنے اور قریش مکہ کو گندم کی فراہمی روک دینے کے ثمامہ بن اثال کے اعلان سے کسی نے اختلاف نہیں کیا اس حقیقت کو سب مانتے ہیں یہ بھی حقیقت ہے کہ ثمامہ بن اثال نے مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں کی مخالفت کی تھی اور اپنے قبیلے والوں کو اس کا ساتھ دینے سے روکا تھا اور مسیلمہ بن کذاب کے خلاف شعر بھی کہے تھے اور ان کے قبیلہ کی طرف لشکر لے کر جانے والے حضرت خالد بن ولیدؓ نے ثمامہ کے اس عمل کو پسند فرمایا تھا اور اسے ثمامہ کے ایمان اور اسلام کا ثبوت قرار دیا تھا۔

غزوہ بنو لحیان

1- اکثر اہل علم نے ابن اسحاق سے اتفاق کیا ہے اور غزوہ بنو لحیان کو جمادی الاول 6 ہجری کا واقعہ لکھا ہے لیکن واقدی' ابن سعد اور منٹگمری واٹ نے غزوہ بنو لحیان کی تاریخ ربیع الاول 6 ہجری لکھی ہے غزوہ خندق اور بنو قریظہ کے قتال کے بعد کی جزیرہ نمائے عرب کی صورت حال کو دیکھتے ہوئے یہی تاریخ درست معلوم ہوتی ہے اس سے پہلے ہذیل کے سفیان بن خالد کو اس کے جرم کی سزا دی جا چکی تھی اس کے ساتھیوں کو سزا دینے میں رسول اللہ ﷺ نے جلدی کی ہو گی۔

2- روایات میں کہا گیا ہے کہ اس غزوہ کا واحد مقصد بنو لحیان کو سزا دینا تھا اور آپؐ نے شام کا راستہ اس لئے اختیار فرمایا تھا تا کہ بنو لحیان کو شبہ تک نہ ہو سکے اور انہیں غفلت میں گھیر لیا جائے لیکن رسول اللہ ﷺ نے نجران تک جو راستہ اختیار کیا اور جس انداز میں سفر کیا اس سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس غزوہ کا اگر واحد مقصد نہیں تو ایک مقصد اس طرف کے قبائل کو مرعوب کرنا اور انہیں اسلام کی بڑھتی ہوئی قوت کا احساس دلانا بھی تھا۔ عسفان سے آپ نے مختلف اطراف میں جو گشتی دستے ارسال فرمائے اور حضرت ابوبکر صدیق کی قیادت میں کراع غمیم تک جو دستہ بھیجا تھا ان کے بارے تو روایات میں صاف درج ہے کہ وہ رعب ڈالنے اور مرعوب کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔

3- واقدی کے علاوہ کسی اور نے اس غزوہ کے دوران کسی سے تصادم اور مقابلہ کے بارے میں نہیں لکھا۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ کراع الغمیم تک جانے والے وفد نے دیکھا کہ وہاں خالد بن ولید کی قیادت میں ایک لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا (تاریخ ابن کثیر جلد 4 صفحہ 488) بعض روایات میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس غزوہ کے دوران نماز خوف ادا کی گئی تھی لیکن اگر دشمن سے مقابلہ ہی نہیں ہوا تھا اور کوئی سامنے ہی نہیں آیا تھا تو نماز خوف کیوں؟

غزوہ غابہ

1- ابن کثیر' تاریخ ابن کثیر' جلد چہارم' کراچی 1987ء صفحہ 571
2- ابن سعد' طبقات حصہ اول' کراچی 1987ء صفحہ 380
3- ایک روایت کے مطابق یہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ کے غلام نہیں تھے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے غلام رباح تھے۔
4- ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ غزوہ غابہ جمادی الاول 6 ہجری کا واقعہ ہے جب کہ امام بخاری اور بیہقی نے لکھا ہے کہ غزوہ غابہ حدیبیہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔

ایثار اور ایمان

1- حضرت زینبؓ کا نکاح ابوالعاص سے بہت پہلے مکہ میں ہوا تھا مشرک مرد سے نکاح حرام کئے جانے کا حکم بہت بعد میں آیا تھا اس لئے ان کے مسلمان ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینبؓ کا ان سے دوبارہ نکاح نہیں پڑھایا تھا۔ اس بارے میں علماء نے بڑی بحث کی ہے جو متعلقہ کتب میں دیکھی جا سکتی ہیں۔
2- ایک روایت میں ہے کہ ابوالعاصؓ 8 ہجری کے آخر میں فتح مکہ سے تھوڑا پہلے مدینہ منورہ آئے تھے اس تاریخ میں مبالغہ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت زینبؓ تو آٹھ ہجری کے شروع میں انتقال فرما گئی تھیں اگر اس روایت کو درس مان لیا جائے تو پھر تو اس سارے واقعہ کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے۔

منات کی شکست

1- غزوہ بنو مصطلق کی تاریخ کے بارے میں اہل سیر میں اختلاف ہے ایک گروہ کا موقف ہے کہ یہ غزوہ شعبان پانچ ہجری میں ہوا تھا جب کہ دوسرے گروہ کا موقف ہے کہ یہ غزوہ شعبان ۵ ہجری کا واقعہ ہے پہلے گروہ میں واقدی' ابن سعد' عروہ بن زبیر' بیہقی' قتادہ اور عسقلانی وغیرہ شامل ہیں دوسرے گروہ کے امام ابن اسحاق ہیں ان کے ساتھ ابن ہشام' ابن حبیب بغدادی' طبری' ابن اثیر اور طبرانی کو شامل کیا گیا ہے اس سلسلے میں دو چیزوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے اول یہ کہ غزوہ بنو مصطلق سے پہلے پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا اور اس پر اتفاق ہے کہ سورۃ احزاب غزوہ خندق کے بعد نازل ہوئی تھی پردہ کے احکام اس سورۃ کی آیت 59 میں ہیں اس پر بھی اتفاق ہے کہ سورۃ نور غزوہ بنی مصطلق کے بعد نازل ہوئی تھی کیونکہ اس کی آیت نمبر11 تا 20 میں واقعہ افک کا ذکر ہے اگرچہ اس سورت میں بھی پردے سے متعلق احکام ہیں لیکن پردے کا نفاذ تو غزوہ بنی مصطلق سے پہلے ہی ہو چکا تھا اور وہ نفاذ سورۃ احزاب کی آیت 59 کی وجہ سے ہی ہوا تھا جو غزوہ احزاب اور بنو قریظہ کے بعد ذیقعد 6 ہجری میں نازل ہوئی تھی اگر یہ کہا جائے کہ پردہ کے احکام کا نفاذ سورۃ نور کی آیات پردہ کی وجہ سے ہوا تھا تو ان متفق علیہ روایات کا کیا کریں گے جن میں کہا گیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے احکام پردہ کی وجہ سے غزوہ بنی مصطلق کے

دوران پردہ کیا تھا کیونکہ احکام کے نزول سے پہلے ان پر عمل تو ممکن ہی نہیں تھا۔ اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ غزوہ بنی مصطلق اور سورۃ نور کے نزول کا زمانہ شوال 5 ہجری کے بعد کا ہے اگر یہ زمانہ شوال 5 ہجری کے بعد کا ہے تو غزوہ بنی مصطلق شعبان 5 ہجری میں کیسے ہو سکتا ہے؟ اس بات کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے کہ غزوہ بنی مصطلق سے پہلے حضرت زینب بنت جحش سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح ہو چکا تھا اسی وجہ سے حمنہ بنت جحش حضرت عائشہ صدیقہ پر الزام لگانے والوں میں شامل ہو گئی تھیں کہ وہ ان کی بہن کی سوکن تھیں۔ رسول اللہ ﷺ سے حضرت زینب بنت جحش کا نکاح ذیقعد پانچ ہجری میں ہوا تھا اس حقیقت کے پیش نظر بھی غزوہ بنی مصطلق غزوہ خندق اور غزوہ بنو قریظہ سے پہلے ممکن نہیں۔

جو گروہ غزوہ بنو مصطلق کو شعبان پانچ ہجری کا واقعہ قرار دیتا ہے وہ اس روایات کا سہارا لیتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ واقعہ افک کی وجہ سے حضرت سعدؓ بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ میں تلخی ہو گئی تھی وہ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ ثابت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ غزوہ بنو قریظہ کے بعد شہید ہو گئے تھے لہٰذا ان کی حضرت سعد بن عبادہ سے تلخی اسی صورت میں ممکن تھی جب وہ غزوہ بنو مصطلق کے بعد زندہ ہوں اس روایت کو حرف آخر قرار دے کر وہ گروہ حضرت سعدؓ بن معاذ کو زندہ کرنے کے لئے غزوہ بنو مصطلق کو ان کی شہادت سے پہلے لے جاتا ہے حالانکہ حضرت عائشہ صدیقہ سے اس روایت میں کوئی جھول نہیں جس میں کہا گیا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ سے تلخی حضرت اسید بن حضیر کی ہوئی تھی اس کے علاوہ جب کسی واقعہ کی زمانی ترتیب آیات قرآن کے نزول کے حوالے سے درست ثابت ہو رہی ہو تو صرف روایات کی بنا پر اسے رد نہیں کیا جا سکتا۔

2- حضرت ابوذر غفاری، حضرت عبداللہ بن ام مکتوم اور حضرت نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو مدینہ میں نائب مقرر کرنے کی روایات بھی ملتی ہیں۔

3- ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر، جلد چہارم، کراچی 1987ء صفحہ 575

4- ابن سعد، طبقات حصہ اول، کراچی 1987ء صفحہ 363

ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر حصہ اول، کراچی 1987ء صفحہ 575

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

1- ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر جلد چہارم، کراچی 1987ء صفحہ 577

2- اصابہ میں عبداللہ بن زیاد کی روایت بھی ابن ہشام کی اس روایت کی تصدیق کرتی ہے (بحوالہ سیرت مصطفیٰ جلد دوم صفحہ 281)

3- Akram Diya-al-Umari, Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-II, P: 85

مدینہ کا ذلیل ترین آدمی

1- ابن سعد، طبقات حصہ اول، کراچی 1987ء صفحہ 363

2- واقدی نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ غزوہ بنو لحیان سے واپسی کے سفر میں مدینہ کے قریب ایک کنویں پر پیش آیا تھا (مغازی الرسول' لاہور 1988ء صفحہ 297) مسند احمد میں زید بن ارقم کی روایات کے مطابق یہ واقعہ غزوہ تبوک کے دوران پیش آیا تھا لیکن امام ابن کثیر کے مطابق یہ درست نہیں کیونکہ عبداللہ بن ابی بن سلول تو غزوہ تبوک میں شریک ہی نہیں ہوا تھا بلکہ ایک جماعت کو لے کر الگ ہو گیا تھا۔ امام ابن کثیر نے مغازی اور سیر کے علماء کے ساتھ اتفاق کیا ہے کہ یہ واقعہ غزوہ بنو مصطلق کے دوران ہی پیش آیا تھا (تفسیر ابن کثیر جلد پنجم' مکتبہ قدوسیہ لاہور' صفحہ 360)

Mushaf Al Madinah An-Nabwiyah کے ادارتی بورڈ نے بھی اس واقعہ کو غزوہ بنو مصطلق کے دوران ہی بیان کیا ہے (نوٹ 5475 صفحہ 1752)

3- مختلف روایات میں جھگڑا کرنے والے اصحاب کے نام مختلف دیئے گئے ہیں۔

4- مختلف روایات میں جھگڑے کا آغاز انداز اور انصار و مہاجرین کے گروہوں کی اپنے اپنے ساتھی کی حمایت کی تفاصیل میں اختلاف ہے ہم واقدی کی بیان کردہ تفصیل کو حقیقت کے زیادہ قریب سمجھتے ہیں کیونکہ عبداللہ بن ابی بن سلول کا "فقرائے مومنین" میں سے ایک کے سامنے آ جانے پر غصہ میں آ جانا زیادہ درست معلوم ہوتا ہے۔

5- اکثر روایات کے الفاظ اور انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جملہ مہاجرین کے بارے میں کہا تھا کہ ان کا حال "اپنے کتے کی خوب پرورش کرو تاکہ وہ تمہیں ہی پھاڑ کھائے" کا ہے لیکن مکہ سے آنے والے مہاجرین کے مقام و مرتبہ اور انصار کے ساتھ تعلقات کی نوعیت کو سامنے رکھا جائے تو درست وہی معلوم ہوتا ہے جو واقدی نے بیان کیا ہے کیونکہ حضرت جہال اصحاب صفہ میں سے تھے جن کی خوراک کا انتظام انصار کرتے تھے اور عبداللہ بن ابی بن سلول انصار کا ایک بڑا سردار تھا وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کی قوم کے کھانے پر گزارا کرنے والا کوئی شخص اس کے سامنے بولنے کی جرات بھی کرے گا۔

6- حضرت زید بن ارقم چھوٹے ہی تھے کہ ان کے والد فوت ہو گئے تھے حضرت عبداللہ بن رواحہ رشتہ میں ان کے چچا تھے انہوں نے حضرت زید کی پرورش کی تھی غزوہ احد میں حضرت زید اس لئے شریک نہ ہو سکے تھے کہ ان کی عمر کم تھی مگر غزوہ خندق اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں وہ شریک ہوئے (سعید انصاری' سیرت اصحابہ' سیرت انصار اول' ادارہ اسلامیات لاہور' صفحہ 330)

7- روایات میں حضرت معاذ بن جبل اور حضرت محمد بن مسلمہ کے نام بھی آئے ہیں۔

8- سیرت اور مغازی میں واقعات کے ترتیب سے اندازہ ہوتا ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے نے مریسیع سے مدینہ منورہ کی طرف سفر کے کسی مرحلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا تھا لیکن اگر حالات و واقعات کی اس نزاکت کو دیکھا جائے جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مریسیع سے فوری سفر کا حکم دیا تھا تو یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ ابن ابی کے بیٹے عبداللہ نے مریسیع کی نازک صورت احوال کے دوران ہی رسول اللہ ﷺ سے یہ درخواست کی تھی۔

1- بخاری جلد دوم کتاب المغازی' فرید بک سٹال لاہور 1991ء صفحہ 597

2- اکثر اہل سیرو تفاسیر نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے اس جواب کی روشنی میں لکھا ہے اور یہ تاثر دیا ہے کہ انہوں نے اس طرح عبداللہ بن ابی بن سلول کا دفاع کیا تھا کیونکہ اس کا تعلق خزرج سے تھا لیکن اگر واقعات کا غور سے جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہو گا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی وجہ سے یہ جواب دیا تھا کیونکہ خزرج میں سے اکیلے وہی شخص تھے جو کھلے عام حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت کا پرچار کرتے رہے تھے ان کے اسی پرچار اور اس کے اقرار کی وجہ سے ہی انہیں کوڑے لگائے گئے تھے اس میں شبہ نہیں کہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے تہمت لگانے اور پھیلانے میں بنیادی کردار ادا کیا تھا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اسے سزا نہیں دی گئی تھی (اس بارے میں جو روایات ہیں کہ اسے بھی کوڑے لگائے گئے تھے اہل رائے انہیں تسلیم نہیں کرتے اور انہیں کمزور قرار دیتے ہیں) اس بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کو آخر سزا کیوں نہیں دی گئی تھی. مستشرقین نے اس کی وجہ مدنی معاشرے میں اللہ کے رسول ﷺ کی کمزور حاکمانہ پوزیشن بتائی ہے. لیکن اسی غزوہ سے واپسی پر وہی ابن ابی شہر میں اللہ کے نبی کی اجازت کے بعد داخل ہوا تھا اور اس کے اپنے بیٹے نے اس وقت تک اسے مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیا تھا جب تک رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم نہیں دیا تھا. اسی غزوہ کے سفر میں اس کے اپنے بیٹے نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں خود اپنے باپ کو قتل کر دوں. اسی سلسلے میں اہل سیرو تفاسیر نے لکھا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو ابن ابی کے بیٹے عبداللہ کے اپنے باپ کے ساتھ اس رویہ کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا "عمر! اب تمہاری کیا رائے ہے؟ خدا کی قسم اگر میں اسے اس روز قتل کر دیتا جب تم نے کہا تھا تو اس پر اس کی قوم کے لوگ ناک بھوں ضرور چڑھاتے لیکن اگر آج میں انہیں حکم دوں تو وہ خود ہی اسے قتل کر دیں گے" اگر آپ اس موقع پر بھی عبداللہ بن ابی کو سزا دلوانا چاہتے تو کیا اس کا بیٹا عبداللہ آپ کے حکم پر ایسا کرنے سے انکار کر سکتا تھا؟ اللہ کے رسول اگر حکم دیتے تو اس پر عمل سے کوئی انکار نہ کرتا. عبداللہ بن ابی کو اس لئے سزا نہ دی گئی کہ اس نے پس پردہ رہ کر سب کچھ کیا تھا اور کھل کر سامنے نہیں آیا تھا اب جو شخص کھل کر سامنے نہیں آیا تھا حضرت سعد بن عبادہ کھل کر اس کی حمایت اور دفاع کیسے کر سکتے تھے؟ حضرت حسان بن ثابت ان کے قبیلہ سے تھے اور سارے جزیرہ نمائے عرب میں مشہور و معروف تھے وہ ان کے قبیلہ کیلئے باعث فخر تھے ان کے جواب سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ کو اچھی طرح علم تھا کہ تہمت پھیلانے والا اوس قبیلہ سے نہیں ان کے اپنے قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے اور عرب کے اس معاشرہ میں کسی قبیلے کا سردار یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی دوسرا اس کے قبیلہ کے کسی عام آدمی کو بھی قتل کر دینے کا عزم ظاہر کرے. اللہ کے رسول اکثر اہم معاملات میں صحابہ سے مشورہ کیا کرتے تھے اور اس کی روشنی میں فیصلہ فرماتے تھے اسی وجہ سے آپ نے اس ذاتی معاملہ میں بھی سب طبقوں کے نمائندوں سے مشورہ لیا اور اسے ذاتی انا اور وقار کا مسئلہ نہیں بنایا اس دور میں کسی عام عرب

خاندان یا قبیلے کے سربراہ کی بیوی کے بارے میں بھی کوئی اگر ایسی بات کہتا تو وہ اسے فوراً" قتل کر دیتا تھا حاکموں اور بادشاہوں کا تو معاملہ ہی الگ ہے لیکن آپؐ اللہ کے رسول تھے کوئی عام بادشاہ حاکم یا قبائلی سردار نہیں تھے آپؐ نے ذاتی اور نازک معاملہ بھی سب کے سامنے پیش کر دیا اور مجرموں کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں سنایا لیکن جب اللہ کی طرف سے فیصلہ آ گیا تو آپؐ نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھی کوڑے لگوائے جو خزرج میں ابن ابی سے بہت زیادہ معزز اور بلند مرتبہ تھا مگر کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا تھا اگر حضرت حسان بن ثابت کے ان اشعار کو دیکھا جائے جو انہوں نے حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ اور قریش مکہ کے بارے میں اس دوران لکھے تھے اور جن پر رسول اللہ نے ناراضگی کا اظہار کیا تھا تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ عبداللہ بن ابی بن سلول کے ان خیالات سے متاثر ہونے لگے تھے جن کا اس نے مریسیع کے کنویں پر اظہار کیا تھا کہ قلاش مہاجرین ہمارا کھا کر ہم پر حکمران بن گئے ہیں۔

ایک اور مجرم کا خاتمہ

1- صفی الرحمٰن مبارکپوری بحوالہ فتح الباری' الرحیق المختوم' صفحہ 518

2- ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیک کی نظر کمزور تھی اس لئے وہ اچھی طرح دیکھ نہ سکے اور گر گئے تھے امام بخاری نے حضرت براء بن عازب سے جو روایات درج کی ہیں ان میں حضرت عبداللہ کی نظر کی کمزوری کا کوئی ذکر نہیں ویسے بھی رسولؐ اللہ کسی ایسے شخص کو اتنی مشکل مہم پر نہیں بھیج سکتے تھے جس کی نظر کمزور ہو آپؐ نے حضرت عبداللہ بن عتیک کو نہ صرف اس مہم میں شامل ہونے کی اجازت دی تھی بلکہ انہیں اس مہم کا لیڈر بھی مقرر فرمایا تھا ابن سعد نے بھی طبقات میں حضرت عبداللہ بن عتیک کی نظر کی خرابی کا کوئی ذکر نہیں کیا ابن کثیر نے تاریخ میں تو لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ کی نظر خراب تھی لیکن سیرت النبی میں انہوںؒ نے ابن عتیک کی نظر کی کمزوری کا ذکر نہیں کیا۔

3- امام بخاری نے ابو رافع کے قتل کے سلسلہ میں تین روایات درج کی ہیں تینوں روایات حضرت براء بن عازب سے ہیں ان تینوں روایات کے مطابق حضرت عبداللہ بن عتیک اکیلے ہی بستی میں داخل ہوئے تھے اور انہوں نے ہی ابو رافع کو قتل کیا تھا دو تفصیلی روایتوں میں صرف اتنا فرق ہے کہ ایک کے مطابق جب حضرت عبداللہ بن عتیک ابو رافع کے گھر کے اندر پہنچے تو وہ کمرے کے اندر سو رہا تھا اور ان کی آواز پر اس نے کہا تھا کون ہے؟ دوسرا فرق یہ ہے کہ ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیک جس کمرے سے گزرتے تھے اس کی کنڈی اندر سے لگاتے جاتے تھے تاکہ باہر سے کوئی جلدی اندر نہ آ سکے اور وہ اپنا کام پورا کر سکیں جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے قلعہ کے اندر جتنے مکانات تھے ان کی کنڈیاں باہر سے لگا دی تھیں جیسا کہ ہم نے لکھا ہے اور درست ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کیونکہ ابو رافع کے کمرے تک جانے کے لئے اگر بہت سے کمروں سے گزرنا پڑتا تو حضرت عبداللہ بن عتیک کے پاس روشنی کا ہونا ضروری تھا جب کہ دوسری روایتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے پاس کوئی روشنی نہیں تھی اور ابو رافع کے کمرے میں اندھیرا تھا اور اس کی آواز کی پہچان سے ہی انہوں نے اس پر وار کیا تھا۔

ابن سعد کے مطابق وہ سب ابو رافع کے گھر میں داخل ہوئے تھے اور عبداللہ بن عتیک نے دروازہ کھٹکھٹا کر کہا تھا کہ میں ابو رافع کیلئے ہدیہ لایا ہوں اس پر اس کی بیوی نے دروازہ کھول دیا اور ان کے پاس ہتھیار دیکھ کر شور مچانے لگی تو انہوں نے ڈرا کر اسے خاموش کر دیا اور اندر داخل ہو کر سب نے سوئے ہوئے ابو رافع پر تلواریں ماریں اور حضرت عبداللہ بن انیس نے اس کے پیٹ میں تلوار گھونپ دی اور ■ مر گیا۔ ابن سعد کے مطابق شور پر بستی والوں نے آگ جلائی تو وہ پانچوں ایک نالے میں چھپ گئے اور دو روز وہاں چھپے رہے جب حارث بن ابو زینب تین ہزار آدمیوں کے ہمراہ انہیں تلاش کرنے میں ناکام ہو گیا تو وہ نالے سے نکل کر مدینہ کی طرف چل دیئے تھے۔

اس روایت پر بنیادی اعتراض یہ ہو سکتا ہے کہ رات کے اس حصے میں جب محفلیں برخاست ہو گئی تھیں لوگ سو گئے تھے ہدیہ لانے والا بستی کے اندر کیسے آ سکتا تھا کیونکہ دروازہ تو شام کو ہی بند ہو جاتا تھا اور ابو رافع کی بیوی کو اس کا علم تھا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہو سکتا ہے اس نے سمجھا ہو کہ کوئی بستی کے اندر والا ہدیہ لے کر آیا ہو مگر اتنی رات گزر جانے کے بعد؟ عام طور پر تو ہدیہ لانے اور دینے کے لئے رات کا ایسا وقت کوئی نہیں انتخاب کیا کرتا اور اگر ہدیہ لے کر کوئی آتا تو وہ اپنا نام بھی تو بتاتا اس کے بغیر اس نے دروازہ کیسے کھول دیا؟

ابن اسحاق کے مطابق بھی پانچوں صحابہ کرام ابو رافع کے مکان میں داخل ہوئے تھے اور انہوں نے دروازے پر دستک دی تو ابو رافع کی بیوی کے پوچھنے پر جواب دیا تھا کہ ہم عرب سے آئے ہوئے کچھ آدمی ہیں اور ہمیں بچے کچھے کھانے کی طلب ہے اس پر ابو رافع کی بیوی نے کہا کہ اندر آ جاؤ صاحب خانہ اندر ہیں کمرے میں داخل ہوتے ہی جب انہوں نے اندر سے کنڈی لگا دی تو ابو رافع کی بیوی شور مچانے لگی انہوں نے اس پر تلوار اٹھائی تو رسول اللہ کے حکم کی وجہ سے ہاتھ روک لئے ابو رافع بستر میں لیٹا ہوا تھا ان پانچوں نے اس پر وار کئے ابن انیس کی تلوار اس کے پیٹ میں اندر تک چلی گئی تو وہ چلایا "میرے لئے اتنا ہی کافی ہے" پھر وہ واپس ہوئے تو عبداللہ بن عتیک نظر خراب ہونے کی وجہ سے سیڑھی سے گر گئے وہ انہیں اٹھا کر قلعہ کے اندر پانی آنے کے نالے میں سے باہر نکل گئے قلعہ والوں نے روشنیاں جلا دیں اور ان کی تلاش میں نکل پڑے مگر انہیں تلاش نہ کر سکے پھر یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ابو رافع مرا بھی ہے یا نہیں ان میں سے ایک پھر سے اس کے گھر گیا اور وہاں پر جمع لوگوں میں شامل ہو گیا۔ ابو رافع کی بیوی لوگوں کو بتا رہی تھی کہ اس نے عبداللہ بن عتیک کی آواز سنی تھی لیکن پھر سوچا کہ وہ یہاں کہاں؟ پھر اس نے ابو رافع کے چہرے کے قریب روشنی کر کے کہا "خدائے یہود کی قسم وہ تو چل بسا" اس صحابیؓ نے واپس آکر اپنے ساتھیوں کو ابو رافع کی موت کے بارے میں بتایا تو وہ سب مدینہ کیلئے چل پڑے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان پانچوں میں سے ہر کوئی دعویٰ کرتا تھا کہ ابو رافع کو اس نے ہی مارا ہے رسول اللہ نے ان کی تلواروں کا معائنہ فرمایا اور ابن انیس کی تلوار پر کھانے کے نشان دیکھ کر فرمایا وہ ابن انیس کی تلوار سے مرا ہے۔

ابن اسحاق نے اس صحابی کا نام نہیں دیا جو واپس ابو رافع کے گھر گیا تھا حالانکہ روایت میں تین جگہ "میں" کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اور اتنے اہم واقعات سے متعلق روایات میں ایسا بہت کم ہوا ہے کہ

اتنے خطرناک مشن پر جانے والا نہ خود اپنا نام بتائے اور نہ ہی دوسرے اس کا ذکر کریں اور نہ ہی روایت درج کرنے والا اسے کوئی اہمیت دے۔

عرنیوں کا انجام

1- بخاری شریف میں ہے کہ وہ قبیلہ عرینہ اور عُکل کے لوگ تھے جب کہ ابن سعد کے مطابق وہ سب قبیلہ عرینہ سے تعلق رکھتے تھے۔

2- ابن سعد" طبقات سعد اول' کراچی 1987ء صفحہ 392

3- مآخذ اور روایات میں تو اس بارے میں کوئی اشارہ نہیں ملتا لیکن عرنیوں کے اس منصوبے اور سفاکی کا سبب ام قرفہ کا قتل تو نہیں تھا؟ کیونکہ وہ فزارہ کے درمیان میں رہنے والے تھے۔

فتحِ مُبین

توحید کی یلغار

ذوالحلیفہ کا میدان "اللہ ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں ہم حاضر ہیں" کی پر سوز تلبیہ سے گونج رہا تھا اللہ کے رسول ﷺ نے احرام باندھا ہوا تھا آپؐ قصویٰ پر سوار تھے اور بلند آواز میں تلبیہ پڑھ رہے تھے پیدل اور سوار چودہ سو(1) صحابہ کرام بھی بلند آواز میں آپؐ کے ساتھ تلبیہ پڑھ رہے تھے دلوں میں جوش و عقیدت اور زبانوں پر "اللہ ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں ہم حاضر ہیں"

فلک نے صدیوں سے ایسے منظر کا نظارہ نہیں کیا تھا زمین عرب نے صدیوں سے اللہ کے گھر کے اتنے زیادہ ایسے مسافروں کے قدم نہیں چومے تھے جن کے دلوں پر نقش تھا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ان مسافروں کی قیادت اللہ کے وہ رسول ﷺ کر رہے تھے جن کو اللہ نے حرم کعبہ کے معمار کے دین کی تکمیل کا مشن سونپا تھا یہ کعبہ میں نصب بتوں کے خلاف اہل توحید کی پہلی یلغار تھی۔ چھ ہی سال پہلے جب ان بتوں کے محافظوں اور مجاوروں کی چال سے اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو بچایا تھا تو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف سفر میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ صرف دو مسافر تھے اور آج چودہ سو صحابہ آپؐ کے ہمراہ مکہ کی طرف رواں دواں تھے اس روز ذیلقعد 6 ہجری کی پہلی تاریخ تھی اس سے صرف ایک ہی سال پہلے حرم کعبہ میں نصب بتوں کی مجاور سارے عرب کو اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کے خلاف چڑھا لائے تھے وہ سب اہل توحید کا نام و نشاں مٹا دینے کا عہد کرکے آئے تھے اور آج ایک ہی سال بعد اللہ کے رسول ﷺ توحید والوں کے لشکر کے ساتھ مکہ جا رہے تھے آپؐ کے لشکر کے پاس لڑائی کے ہتھیار نہیں تھے صرف چمڑے کے نیاموں میں بند ایسی تلواریں تھیں جو حج اور عمرہ کے مسافر راستہ میں ذاتی حفاظت کی

غرض سے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔

نئے دور کا پہلا دن

وہ دن جزیرہ نمائے عرب اور دنیا کی تاریخ میں ایک نئے دور کے آغاز کا دن تھا اور جزیرہ نمائے عرب کے لوگ حیران اور پریشان تھے انہوں نے کبھی سوچا تک نہیں تھا کہ اتنی جلدی اتنا بڑا توحیدی لشکر بتوں کے خلاف چڑھائی کر دے گا اور ذیقعد 5 ہجری سے ذیقعد 6 ہجری کے درمیان کے ایک سال میں اللہ کے رسول ﷺ جزیرہ نمائے عرب کی صدیوں سے جمی جمائی سیاسی حالت کی کایا پلٹ کر رکھ دیں گے اور اللہ کے سب سے بڑے دشمنوں کی طرف ایک غیر مسلح قافلہ لے کر چل پڑیں گے۔

ایک سال کا یہ عرصہ اللہ کے رسول ﷺ اور ریاست مدینہ کیلئے بڑی آزمائشوں کا عرصہ تھا۔ اس عرصہ میں بڑی بڑی اندرونی اور بیرونی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا تھا مگر اللہ نے اپنے نبی اور اس کی امت کو ہر آزمائش کے بعد پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور طاقتور بنا دیا تھا خندق کی آزمائش کے بعد بنو قریظہ کا معاملہ پیش آیا تو جاہلیت کی قدیم روایات اور تعلقات کی وجہ سے امت میں انتشار کے امکان پیدا ہو گئے منافقوں نے بنو قریظہ کو شہ دی بنو قریظہ کے پرانے اتحادی بنو اوس کے کچھ لوگوں میں ان کے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا ہونے لگے تھے لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی فراست اور قیادت کی وجہ سے فتنہ یہود ختم ہو گیا اور امت کے کسی ایک بھی فرد نے بنو قریظہ کے خاتمہ پر اختلاف نہ کیا بنو قریظہ کے خاتمہ سے اسلامی ریاست اندرونی دشمنوں اور بیرونی دشمنوں کے طاقتور با اثر اندرونی ایجنٹوں سے پاک ہو گئی۔

مریسیع کے کنویں پر معمولی جھگڑے کو بنیاد بنا کر عبداللہ بن ابی بن سلول اور ان کے ساتھیوں نے مہاجر اور انصار کا تعصب پیدا کرنے کی سازش کی باہر سے آنے والوں کے قبضہ کا زہر پھیلا کر امت کی وحدت میں دراڑیں پیدا کرنے کی ان کی کوششیں بھی اللہ نے ناکام بنا دیں انہوں نے پھر بھی ہتھیار نہیں ڈالے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان عظیم کے ذریعے اسلامی معاشرے کی اخلاقی برتری پر وار کیا لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے بڑے صبر اور استقامت کے ساتھ اس وار کو بھی ناکام بنا دیا مہاجرین و انصار نے دینی نظم کے ہتھیاروں سے منافقوں کو اس محاذ پر بھی شکست فاش دی اس سے عبداللہ بن ابی بن سلول کو ریاست مدینہ میں اپنی سیاسی حیثیت اور معاشرتی مقام کا ٹھیک اندازہ ہو گیا دل میں نفاق کے باوجود اس نے

اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلے میں اپنی ذاتی شکست تسلیم کر لی تھی۔ ریاست مدینہ کے اندرونی محاذ پر اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کی یہ بہت بڑی فتح تھی ان آزمائشوں نے امت کی وحدت اور بھی مستحکم کر دی تھی۔

اسی عرصہ میں رجیع کے کنویں پر صحابہ کو شہید اور گرفتار کرنے کی سازش تیار کرنے والے اللہ کے مجرم سفیان بن خالد کو سزا دی گئی۔ احزاب کو جمع کرنے والے ابو رافع کا خاتمہ عمل میں آیا۔ اسیرم نے بنو غطفان کو ورغلانے کی مہم شروع کی تو اسے اس کی بد عہدی کی سزا مل گئی بنو جذام کے ڈاکوؤں نے حضرت دحیہ کلبی کو لوٹا تو ان کے خلاف کامیاب کاروائی میں ڈاکو ہُنیدا اور اس کا بیٹا مارے گئے اور باقی قبیلہ اسلام کی قوت بن گیا بنو فزارہ کی سرکوبی کی گئی عرینیوں کے ڈاکوؤں کو عبرتناک سزا ملی ڈاکو عینیہ اپنا بیٹا مروا کر فرار ہوا۔ جس کسی نے بھی اسلامی ریاست کے خلاف کسی جرم کا ارتکاب کیا اسے مناسب سزا دی گئی دور کے علاقوں میں بھی اور قریب کے حصوں میں بھی، جس سے اللہ کے دشمن خوفزدہ ہو گئے تھے۔

مکہ سے شام کی طرف جانے والے تجارتی راستے پر آباد دو بڑے قبائل بنو مصطلق اور بنو کلب کے سردار حارث بن ضرار اور اصبغ نے اسلام قبول کر لیا۔ حارث کی بیٹی (حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا) ام المومنین کے مرتبہ پر فائز ہو گئیں اور اصبغ کی بیٹی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے عقد میں آ گئیں۔ بنو حنیفہ کا سردار ثمامہ بن اثال بھی اسلام کی قوت بن گیا اور شمالی قبائل میں ریاست مدینہ کا اثر و رسوخ بڑھ گیا ان سارے اندرونی اور بیرونی پہلوؤں اور اثرات کے حوالے سے ذیقعد پانچ ہجری سے ذیقعد 6 ہجری تک کے عرصہ میں دین حنیف کی تکمیل کے مشن کی بنیادیں مستحکم ہو گئی تھیں اور راہیں کشادہ ہونے لگی تھیں اور استحکام اور کشادگی کے اس سال کے خاتمہ سے پہلے ہی توحید کا لشکر جزیرہ نمائے عرب کے مذہبی سیاسی اور تجارتی مرکز کی طرف روانہ ہو رہا تھا اور اس کی قیادت اللہ کے رسول ﷺ خود کر رہے تھے اس لئے سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں اسے غزوہ بھی کہا گیا۔

رسولؐ اللہ کا خواب

اللہ کے رسول ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپؐ امن کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے ہیں آپؐ کے ساتھ کچھ صحابہ بھی ہیں آپؐ نے اور آپؐ کے ساتھی صحابہ نے عمرہ کیا اور پھر بعض صحابہ نے سر کے بال صاف کروا دیئے اور کچھ نے اپنے سروں کے بال کتروائے اللہ کے رسول

ﷺ اس خواب سے بہت خوش ہوئے یہ اللہ کی طرف سے مکہ اور مسجد حرام میں داخلہ کی بشارت تھی۔ آپؐ چھ سال سے مکہ سے جدا تھے حج اور عمرہ کی سعادت سے محروم کر دیئے گئے تھے مکہ میں پر امن داخلہ کی بشارت بڑی خوشی کی بشارت تھی۔

خوشی کی لہر

اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو اپنے خواب کے بارے میں بتایا تو مدینہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، جس نے سنا اسے اللہ کی طرف سے مسلمانوں کے مکہ میں داخلہ کا فیصلہ سمجھا مہاجرین کئی سال سے اس دن کا انتظار کر رہے تھے جب وہ حجر اسود کو بوسہ دے سکیں گے قریش مکہ نے انصاری مسلمانوں کیلئے بھی عمرہ اور حج ناممکن بنا دیئے تھے اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ سے عداوت کی وجہ سے انہوں نے حج اور عمرہ کو بھی شرک اور مشرکین تک محدود کر دیا تھا اس لئے یہ بشارت انصار کیلئے بھی اتنی ہی بڑی خوشی تھی جتنی بڑی خوشی یہ مہاجرین کے لئے تھی۔

اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو عمرہ کی تیاری کیلئے کہا تو سب سفر کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے ریاست مدینہ کے گرد و نواح کے بدو قبائل میں بھی کچھ مسلمان تھے اور کچھ قبائل ریاست مدینہ کے اتحادی تھے اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں بھی دعوت دی کہ وہ بھی عمرہ کے سفر کے لئے آپؐ کے قافلہ کے ساتھ چلیں مگر ان قبائل کے لوگوں نے سفر کی تیاریاں مکمل کرنے میں تاخیر کر دی، آپؐ نے ان کا انتظار نہیں فرمایا مدینہ میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم(2) کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور یکم ذیقعد کو مدینہ سے مکہ کے لئے نکل پڑے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی آپؐ کے ہمراہ تھیں۔ حضرت ام عمارہ اسماء بنت عمرو اور حضرت ام عامر بھی حرم کے مسافروں میں شامل ہو گئیں جن لوگوں نے تاخیر کی تھی انہیں اپنی جانوں کا ڈر تھا ان کا خیال تھا کہ قریش مکہ سے لڑائی ہو جائے گی وہ نہتے مسلمانوں کو تلواروں اور ہتھیاروں سے مکہ میں داخل ہونے سے روک دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کا قافلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلہ کے ساتھ ستر ہدی کے اونٹ تھے ان میں وہ اونٹ بھی شامل تھا جس پر سوار ہو کر ابو جہل اہل توحید کے خلاف میدان بدر میں آیا تھا غنیمت کے اموال میں وہ اونٹ اللہ کے رسولؐ کے حصہ میں آیا تھا اور اللہ کے رسولؐ نے بتوں کے سب

سے بڑے محافظ کا اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے قربانی کے اونٹوں میں شامل کر دیا تھا۔ ذوالحلیفہ میں قافلہ توحید کے ارکان نے احرام باندھے اور ہدیٰ کے اونٹوں کے کوہان چیر کر خون پوت دیا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ وہ اونٹ عمرہ کے بعد ذبح کرنے کیلئے ہیں۔ عرب میں زمانہ قدیم سے رواج چلا آتا تھا کہ حرام مہینوں میں حج اور عمرہ کیلئے جانے والے قافلوں کو کوئی نہیں روکتا تھا دشمن بھی اپنے علاقے میں ایسے قافلوں کو امن دیتے تھے۔ یہ روایت عربوں کے لئے دین کی حیثیت رکھتی تھی اور ذیقعد ان حرام مہینوں میں سے ایک تھا۔

قافلہ روحا پہنچا تو اللہ کے رسول ﷺ کو معلوم ہوا کہ بحیرہ احمر کی طرف مشرکین کا ایک گروہ جمع ہے حضرت ابو قتادہ اور ان کے کچھ ساتھیوں نے ذوالحلیفہ میں احرام نہیں باندھے تھے اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ابو قتادہ کو صحابہ کے ایک دستہ کے ساتھ اس طرف بھیج دیا تاکہ وہ مشرکین پر نگاہ رکھیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباد بن بشر کی قیادت میں بیس صحابہ کے ایک دستہ کو قافلہ کے آگے آگے چلنے اور حالات کا جائزہ لینے پر مقرر فرمایا اور قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص بسر بن سفیان کو مکہ بھیجا تاکہ وہ وہاں کے حالات اور قریش کے رد عمل کے بارے میں معلومات حاصل کرکے آپؐ تک پہنچائے آپؐ کا قافلہ مقرر راستے پر چلتا رہا اور حضرت ابو قتادہ کے نگران دستہ نے ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ مکہ کی طرف سفر جاری رکھا اور مشرکین کی نقل و حمل کی نگرانی کرتے رہے السقیہ کے مقام پر وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے قافلہ سے آن ملے۔

اہلِ شرک کا روایات سے انحراف

رسول اللہ ﷺ کا قافلہ عسفان پہنچا تو بسر بن سفیان نے آکر خبر دی کہ قریش نے ایک بڑا لشکر جمع کر لیا ہے بہت سے دیگر قبائل کے لشکر بھی ان کے ساتھ آن ملے ہیں اور وہ ذی طویٰ کی وادی میں جمع ہو رہے ہیں اور خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل کی قیادت میں تین سو گھوڑ سوار کراع الغمیم کے مقام پر پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے ہر صورت آپؐ کے قافلہ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کا فیصلہ کر لیا ہے قریش مکہ حرم کعبہ میں نصب بتوں کے ہی مجاور نہیں تھے حج اور عمرہ کیلئے مکہ آنے والوں کو ضروری سہولتیں فراہم کرنا اور ان کی دیکھ بھال کرنا بھی وہ اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے تھے حرام مہینوں کے دوران سفر کرنے والوں کی آزادانہ آمد و رفت کی قدیم روایات کی پابندی کرنا اور دوسروں سے ان روایات کی پابندی کرانا بھی وہ اپنا مذہبی اور منصبی فرض بتاتے تھے لیکن اللہ کے رسول ﷺ کو حرام دنوں میں مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے انہوں

نے فوجیں جمع کرلی تھیں اور غیر مسلح اہل توحید سے لڑائی کرنے مکہ سے باہر نکل آئے تھے۔

امن کا راستہ

رسول اللہ ﷺ تو امن کے قافلہ کے قائد تھے آپؐ لڑنے تو آئے ہی نہیں تھے آپؐ نے قریش کے اس رویہ پر افسوس کیا اور تصادم سے بچنے کے لئے راستہ بدل کر دشوار گزار گھاٹیوں سے ہوتے ہوئے حدیبیہ کی خشک وادی میں پہنچ گئے یہ جگہ حدود حرم کے کنارے پر واقع ہے اور اس وقت مکہ سے اکیس کلومیٹر کے فاصلہ پر تھی عسفان مکہ سے 101 کلومیٹر دور تھا اور خالد بن ولید کا دستہ مکہ سے 89 کلومیٹر باہر نکل کر آپؐ کے قافلہ کی راہ روکنے کیلئے تیار کھڑا تھا آپؐ نے غیر روایتی دشوار پہاڑیوں اور گھاٹیوں کے درمیان 80 کلومیٹر کا سفر کر کے قریش کی چال کو ناکام بنا دیا اور حرم کی حدود تک پہنچ گئے۔ قریش مکہ کو علم ہوا تو وہ تیزی سے حدیبیہ کے سامنے البلدہ کے پانی کے چشموں پر پہنچ گئے اور اپنے لشکر جمع کر کے اہل توحید کا راستہ روک دیا۔ حدیبیہ کی سنگلاخ وادی میں پانی نہیں تھا قریش مکہ نے مسلمانوں کے لئے پانی تک رسائی بھی ناممکن بنا دی تھی۔

اللہ نے پانی دے دیا

اللہ کے رسولؐ کے ساتھ چودہ سو صحابہ کرام تھے ہدی کے ستر اونٹوں کے علاوہ سواری کے جانور بھی تھے قافلہ والوں کی خوراک کیلئے ذبح کرنے کے جانور بھی تھے اتنے بڑے قافلہ اور ان کے جانوروں کے لئے بہت زیادہ پانی کی ضرورت تھی اور قریش نے پانی کے کنوؤں پر قبضہ کرلیا تھا تاکہ اللہ کے رسولؐ اور آپؐ کے ساتھی پانی کی کمی اور کمیابی سے تنگ آ کر ان کی شرائط ماننے پر آمادہ ہو جائیں یا پھر پیاس سے ہلاک ہوتے رہیں۔ حدیبیہ کی حدود میں صرف ایک پرانا کنواں تھا صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے حضور پانی کی مشکل بیان کی تو آپؐ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر دیا اور فرمایا "اسے کنویں میں گاڑھ دیں" ایک صحابی نے کنویں میں اتر کر رسولؐ اللہ کے ترکش کا تیر گاڑھ دیا تو اس میں پانی بھر گیا حدیبیہ میں قیام کے دوران مسلمان اپنی پانی کی ضروریات اسی کنویں سے پوری کرتے رہے۔

بدیل کا مشورہ

رسول اللہ ﷺ کے قافلہ کی خبر دور و نزدیک پھیل گئی تھی قریش مکہ نے آپؐ کے غیر مسلح

قافلہ سے لڑائی کیلئے بہت سے قبائل کو جمع کر لیا تھا کچھ قبائل ان کی مدد کے لئے آئے تھے تو کچھ قبائل کے سردار حالات کے مشاہدہ کے لئے مکہ پہنچ گئے تھے ایسے قبائلی سرداروں میں سے ایک قبیلہ بنو خزاعہ کے بدیل بن ورقاء بھی تھے اپنے قبیلے کے ایک وفد کے ساتھ وہ اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے مکہ آنے کا سبب پوچھا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہم تو صرف بیت اللہ کی زیارت کیلئے آئے ہیں۔" اللہ کے رسولؐ سے بات چیت کے بعد ▪ قریش کے سرداروں کے پاس گیا اور انہیں سمجھانے کی کوشش کی اور کہا کہ اللہ کے رسولؐ تو صرف عمرہ کی غرض سے آئے ہیں۔

"ہو سکتا ہے وہ جنگ کے ارادہ سے نہ آئے ہوں لیکن خدا کی قسم ہم بلا اجازت انہیں مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اور نہ ہی عرب کبھی یہ کہہ سکیں گے کہ ہم نے انہیں بزور داخل ہونے کی اجازت دے دی تھی" قریش نے جواب دیا۔

حلیس کی دھمکی

بنو کنانہ کے سردار حلیس احابیش کے لشکر کے ساتھ قریش کی مدد کو آئے تھے بدیل کی باتیں سن کر ان کے دل میں آیا کہ اسے خود رسول اللہ ﷺ سے بات کرنا چاہیے اس نے قریش کے سرداروں سے مشورہ کیا اور رسولؐ اللہ کی کیمپ کی طرف چل دیا رسولؐ اللہ کو اس کی آمد کی خبر پہنچائی گئی تو آپؐ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ ہدی کے جانوروں کو اس طرح اکٹھا کر دیں کہ حلیس اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ مسلمان اپنے ساتھ قربانی کے لئے جانور لے کر آئے ہیں اور جب کوئی قربانی کے لئے جانور لے کر آتا ہے تو اس کا مقصد لڑائی کرنا نہیں ہوتا۔ صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی حلیس نے ہدی کے جانور دیکھے تو وہیں سے واپس چلا گیا اس نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ بھی نہ پوچھا کہ آپؐ کیوں آئے ہیں، واپس جا کر اس نے کہا "میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ان کے ساتھ قربانی کے جانور ہیں جن کے گلے میں قلادے ہیں اور اونٹوں کے کوہان چیر دیئے گئے ہیں میرا مشورہ ہے کہ انہیں بیت اللہ میں داخل ہونے سے نہ روکو"

قریش نے اس کا مشورہ بھی مسترد کر دیا "تم جنگلی آدمی ایسے معاملات کو نہیں سمجھ سکتے۔"

حلیس قریش کے رویہ سے غصہ میں آ گیا "اے گروہ قریش واللہ ہم نے تم سے اس بات پر معاہدہ نہیں کر رکھا کہ ہم بیت اللہ میں داخلہ سے روکنے میں تمہارا ساتھ دیں گے ہم تمہارے

حلیف بھی نہیں اللہ کی قسم تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے عزم کے درمیان حائل نہیں ہو گے اگر تم نے ایسا کیا تو ہم تم سے لڑیں گے"

حلیس کی اس دھمکی سے قریش کو اپنے رویہ پر افسوس ہوا جسے انہوں نے اپنی مدد کیلئے بلایا تھا وہ ان سے لڑنے کی دھمکی دینے لگا تھا "ذرا ٹھہرو ہمیں ان سے کوئی معاہدہ کر لینے دو" قریش کے لوگوں نے حلیس کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کہا۔

اس کے بعد بنو کنانہ کا ایک اور شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کا نام مکرز تھا اسے دیکھ کر آپؐ نے فرمایا "یہ بد عہد شخص ہے" مکرز کو بھی آپؐ نے وہی جواب دیا جو بدیل کو دیا تھا۔

عروہ کی حیرانی

طائف کے قبیلہ بنو ثقیف کا سردار عروہ بن مسعود بھی قریش کی لشکر گاہ میں موجود تھا اس کی والدہ قریش مکہ میں سے تھی وہ بھی ایک دستہ کے ہمراہ قریش کی مدد کیلئے آیا تھا عربوں کے فن گفتگو کا ماہر عروہ ایک حسین و جمیل شخص تھا قریش کے سرداروں نے اس سے درخواست کی کہ وہ ان کی طرف سے رسولؐ اللہ کے پاس جائے اور آپؐ کو واپس مدینہ جانے پر آمادہ کرے۔ عروہ دیکھ چکا تھا کہ قریش جس کسی کو رسولؐ اللہ کے پاس بھیجتے تھے وہ واپس آ کر جو بھی تجویز پیش کرتا تھا وہ اسے مسترد کر دیتے تھے اور اس کی تذلیل کرتے تھے۔ عروہ نے کہا "تم جانتے ہو میں تمہارے بچوں کی مانند ہوں تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے اہل عکاظ کو تمہاری مدد کی دعوت دی تھی اور جب انہوں نے لیت و لعل سے کام لیا میں اپنے بیٹوں اور رفیقوں کو لے کر تمہاری مدد کے لئے آ گیا ہوں"

"یہ تم نے سچ کہا" قریش کے سرداروں نے جواب دیا۔

عروہ نے کہا "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہارے سامنے معقول بات کی ہے مگر تم نے اسے قبول نہیں کیا میں خود جائزہ لینے جاتا ہوں لیکن تمہیں میری نیت پر شک نہیں کرنا ہو گا"

قریش نے عروہ بن مسعود سے وعدہ کیا کہ وہ اس کی بات پر غور کریں گے اور عروہ اپنے قبیلہ کے چند آدمیوں کے ساتھ رسولؐ اللہ کی خدمت میں پیش ہو گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے بھی وہی بات کہی جو بدیل، حلیس اور مکرز سے فرما چکے تھے "ہم کسی سے لڑائی کرنے نہیں آئے ہم تو بیت اللہ کی حاضری کے سفر پر ہیں۔"

عروہ بن مسعود نے اپنا فن خطابت دکھانے اور مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے کہا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ قریش پر فتح پائیں گے تو اپنی ہی قوم کی بیخ کنی کریں گے اور عرب میں آج تک کسی نے کبھی ایسا نہیں کیا تم قسم قسم کے لوگوں کو اپنے قبیلے کے خلاف جمع کر لائے ہو مگر قریش نے چیتوں کی کھالیں پہن لی ہیں اور وہ اپنی عورتوں اور بچوں کو لے کر تمہارے مقابلے کیلئے نکل آئے ہیں وہ تمہیں ہرگز طاقت سے مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اگر تمہارا ان سے مقابلہ ہو گیا تو یہ لوگ تمہیں اکیلا چھوڑ جائیں گے قریش کو میں نے پہلے کبھی ایسا نہیں دیکھا اسے آپ خود بھی کل دیکھ لیں گے"

حضرت ابوبکر صدیق نہایت ٹھنڈی طبیعت کے مالک تھے لیکن عروہ کی اس دھمکی پر وہ بھی خاموش نہ رہ سکے اور غصہ سے کہا "ہم محمد ﷺ کو چھوڑ دیں گے؟ قریش کو خود کل اس کا پتہ چل جائے گا"(3)

عروہ نے حیرانی سے پوچھا "اے محمد (ﷺ) یہ کون ہیں؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ابوبکر"

"واللہ میں ان کی شخصیت سے آگاہ ہوں میں انہیں کیا جواب دے سکتا ہوں؟" عروہ نے کہا۔

عروہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھا تھا عربوں کی روایت کے مطابق اس نے بے تکلف انداز میں دوران گفتگو آپ کی ریش مبارک کو ہاتھ لگا دیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے خود پہن رکھا تھا اور ہاتھ میں تلوار لئے اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے کھڑے تھے جب عروہ نے عادت کے مطابق پھر سے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک کی طرف بڑھایا تو حضرت مغیرہ نے اس کے ہاتھ پر تلوار کی نوک مار کر کہا "اپنا ہاتھ ہٹا لے ورنہ یہ ہاتھ واپس نہ جائے گا"

"تیرا برا ہو تو کتنا اجڈ اور سخت مزاج ہے" عروہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا۔

عروہ نے پوچھا "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کون ہے؟"

"یہ مغیرہ بن شعبہ ہے تمہارا برادر زادہ"

عروہ بن مسعود نے کہا "او کمینے ابھی تو کل ہی میں نے تیرے داغ دھوئے ہیں"

اسلام قبول کرنے سے پہلے مغیرہ بن شعبہ نے بنو ثقیف کی شاخ بنو مالک کے تیرہ آدمی قتل کر دیئے تھے اور عروہ بن مسعود نے ان کا خونبہا دے کر معاملہ ہموار کیا تھا وہ اپنے بھتیجے کو اسی داغ کی یاد دہانی کرا رہا تھا۔

واپس جا کر عروہ بن مسعود نے بھی قریش کو مشورہ دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات مان لو اس نے کہا "میں قیصرو کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی گیا ہوں اللہ کی قسم محمد (ﷺ) کے اصحاب جیسی اس کی تعظیم کرتے ہیں کسی بادشاہ کے درباری بھی ویسی اپنے بادشاہ کی تعظیم کرتے میں نے نہیں دیکھے میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسی جماعت دیکھی ہے جو کسی صورت اس کا ساتھ نہیں چھوڑے گی میں نے جو دیکھا تمہیں بتا دیا ہے آگے تم خود فیصلہ کرلو"

قریش کی مشکل

قریش کے سردار عجیب صورت حال سے دوچار تھے ان کی طرف سے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جو کوئی بھی جاتا تھا واپس آ کر ایک ہی مشورہ دیتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے راستہ سے ہٹ جاؤ وہ تم سے لڑنے نہیں آئے جن سرداروں کو انہوں نے دعوت دے کر مسلمانوں کے مقابلے کے لئے بلایا تھا قریش ان کی اخلاقی اور افرادی مدد سے محروم ہوتے جا رہے تھے۔ انہوں نے کعبہ کے متولی اور اس میں نصب بتوں کے مجاور ہوتے ہوئے حرم کے مسافروں کو روک کر عربوں کی صدیوں پرانی روایت کو خود توڑا تھا انہوں نے مسلمانوں کے کیمپ کی طرف ایک دستہ بھیجا تھا لیکن جب اس دستے کے نوجوان جبل تنعیم سے اتر کر رات کے اندھیرے میں اسلامی کیمپ میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے تو حضرت محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی پہریداروں نے ان سب کو گرفتار کر لیا تھا اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر ان سب کو چھوڑ دیا گیا تھا قریش مکہ کی یہ مجرمانہ اشتعال انگیزی بھی سب کے علم میں آ گئی تھی سب اللہ کے رسولؐ کی امن پالیسی جان گئے تھے قریش سوچتے تھے جب یہ بات جزیرہ نمائے عرب میں پھیلے گی تو لوگ ان کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے؟ مگر قریش کو اس سے بھی بڑا خوف یہ تھا کہ اگر انہوں نے اللہ کے رسولؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کو عمرہ کی اجازت دے دی تو جزیرہ نمائے عرب میں ان کی قوت و برتری کا سارا پول کھل جائے گا اور لوگ کہیں گے مسلمان اپنی مرضی سے آئے اور عمرہ کر کے اپنی مرضی سے واپس گئے اس لئے قریش کوئی راستہ تلاش کر رہے تھے مگر اس صورت حال سے نکلنے کی انہیں کوئی تدبیر نہیں سوجھ رہی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے سفیر

اللہ کے رسولؐ بھی لڑنے تو نہیں آئے تھے آپؐ نے قریش کے نمائندوں پر یہ بات واضح کر

دی تھی ان نمائندوں کو تو یقین آ گیا تھا مگر قریش کے سردار کوئی بات ماننے پر تیار نہیں تھے اللہ کے رسول ﷺ نے قبیلہ خزاعہ کے خراش ابن امیہ کو بلایا اسے اپنا اونٹ دے کر قریش کے پاس بھیجا قریش کے لوگوں نے اسے پکڑ کر قتل کرنا چاہا تو ان کے ساتھی احابیش نے مداخلت کر کے خراش کو بچا لیا قریش نے اللہ کے رسول ﷺ کا اونٹ ہلاک کر دیا خراش واپس آ گیا اور عرض کیا کہ کسی ایسے شخص کو قریش کی طرف بھیجا جائے جس کے ساتھ ناروا سلوک نہ کر سکیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے ایلچی کے طور پر قریش کے پاس بھیجنا چاہا خراش کی مثال سامنے تھی۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا کہ قریش ان کی سختی اور رویہ سے اچھی طرح واقف ہیں اور مکہ میں ان کے اپنے قبیلے کے ایسے طاقتور افراد بھی موجود نہیں جو اپنے خاندانی تعلق کی بنا پر کسی کو ان کے ساتھ زیادتی نہ کرنے دیں اس لئے کسی ایسے شخص کو قریش کی طرف بھیجنا چاہیے جس کے قبیلے کے بااثر اور طاقتور افراد مکہ میں موجود ہوں۔ حضرت عمر کے مشورہ پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قریش کے پاس اپنا ایلچی بنا کر بھیجا ایلچی اور سفیر کی کامیابی کیلئے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ جن لوگوں سے اسے مذاکرات کرنا ہیں ان سے اس کے تعلقات اچھے ہوں اس سے کامیابی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عثمان سے فرمایا "گروہ قریش کو اسلام کی دعوت دو اور یقین دلاؤ کہ ہم لڑنے نہیں آئے عمرہ کرنے آئے ہیں قریش مکہ تین دن شہر سے الگ ہو جائیں ہم عمرہ کر کے تین روز بعد شہر خالی کر دیں گے۔ مکہ میں مقیم اہل ایمان مردوں اور عورتوں کو اللہ کے دین کی فتح کی خوشخبری دو اور بتاؤ کہ اللہ اپنے دین کو غلبہ دینے والا ہے یہاں تک کہ کسی کو اپنے ایمان کیلئے کسی سے چھپنے کی ضرورت نہیں رہے گی"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیمپ اور مشرکین کی لشکر گاہ کے درمیان قریش کے گھوڑ سوار دستے متعین تھے حضرت عثمان وہاں پہنچے تو ابان بن سعید بن العاص نے آگے بڑھ کر انہیں خوش آمدید کہا اور حضرت عثمانؓ کو پناہ دینے کا اعلان کر کے انہیں اپنے گھوڑے پر سوار کر کے مشرکین کی لشکر گاہ میں ابو سفیان بن حرب کے پاس لے گیا۔ حضرت عثمانؓ نے اسے رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا دیا تو لوگوں نے اس سے پوچھا "اے ابو سفیان تیرا عم زاد تیرے لئے کیا خبر لایا ہے؟"

ابو سفیان نے جواب دیا "وہ میرے شر کی بات لایا ہے مجھے کہتا ہے کہ یثرب سے آنے والی جماعت کے لئے تین دن مکہ خالی کر دوں تاکہ وہ تین روز وہاں قیام کریں"(4)

ابو سفیان نے اس بارے میں اپنی قوم سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے کہا "واللہ ہم اب بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے"
قریش کے سرداروں نے حضرت عثمان ؓ سے کہا آپ عمرہ کر سکتے ہیں مگر کسی اور کو ہم طواف کیلئے شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔ حضرت عثمان نے جواب دیا "جب تک اللہ کے رسول ﷺ عمرہ نہ کریں میں بھی طواف نہیں کروں گا"(5) اللہ کے رسولؐ نے حضرت عثمانؓ سے کہا تھا کہ وہ مکہ کے مسلمانوں سے مل کر انہیں اللہ کے دین کی فتح کی خوشخبری دیں قریش نے انہیں حرم میں قید کر دیا(6) جب ان کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو رسولؐ اللہ کے کیمپ میں خبر پھیل گئی کہ قریش نے انہیں قتل کر دیا ہے۔

مومنوں کی بیعت

اس افواہ سے صورت حال بدل گئی۔ اگر قریش مکہ نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا تھا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی کیمپ میں مشہور ہو گیا تھا تو انہوں نے اللہ کے رسولؐ کے سفیر کو قتل کیا تھا اور سفیر کو قتل کرنا بڑا سنگین جرم تھا انہوں نے حرام مہینے میں حدود حرم میں اس سنگین جرم کا ارتکاب کیا تھا اور اللہ کے رسولؐ کی طرف سے امن کے پیغام کے جواب میں ایسا کیا تھا۔ اللہ کے رسولؐ نے یہ خبر سن کر فرمایا "اب ہم ان سے جنگ کئے بغیر واپس نہیں جائیں گے"
اس کے ساتھ ہی کیمپ میں منادی کر دی گئی رسول اللہ ﷺ ببول کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے حضرت عمر ؓ نے آپؐ کا ہاتھ تھام لیا اور صحابہ کرام جوق در جوق آپؐ کے دست مبارک پر بیعت کرنے لگے یہ بیعت قریش کے ساتھ آخری دم تک لڑنے کی بیعت تھی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ صحابہ کرام نے موت کی بیعت کی تھی جب کہ دیگر روایتوں میں ہے کہ بیعت اس بات پر کی گئی کہ ہم لڑائی سے فرار نہیں ہوں گے دونوں کا مطلب ایک ہی ہے آخری دم تک لڑائی۔ جب سب صحابہ کرام بیعت کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دوسرا ہاتھ اس ہاتھ پر رکھ کر جس پر صحابہ نے بیعت کی تھی فرمایا "یہ عثمان کی طرف سے بیعت ہے" عام روایتوں کے مطابق اس روز اس درخت کے نیچے چودہ سو کے قافلہ میں سے صرف ایک شخص نے بیعت نہیں کی تھی اور ▪ اپنی سواری کے پیچھے چھپا رہ گیا تھا اس کا نام جد بن قیس تھا لیکن واقدی کے مطابق عبداللہ بن ابی بن سلول نے بھی بیعت نہیں کی تھی اور درد کا بہانہ کیا تھا اس کے علاوہ عمر بن عفوف بھی اپنے اونٹ کے پیچھے چھپا رہا تھا(7) مگر واقدی نے اس روایت کے بیان کرنے والوں

کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔

قریش کی گھبراہٹ

قریش کے سرداروں کو مسلمانوں کی اللہ کے رسولؐ کے دست مبارک پر آخری دم تک لڑنے کی بیعت اور تیاریوں کا علم ہوا تو وہ گھبرا گئے وہ مسلمانوں کے شوق شہادت اور جذبہ ایمانی کا کئی بار مشاہدہ کر چکے تھے وہ جانتے تھے کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا ہتھیار تو ان کا ایمان ہے اگر وہ لڑنے کیلئے صف بستہ ہو گئے تو وہ صرف تلواروں سے بھی پانسہ پلٹ سکتے ہیں اور چودہ سو صحابہ جنہوں نے آخری دم تک لڑنے کی بیعت کی تھی ان کے ہزاروں آدمیوں کو جہنم رسید کر دیں گے پھر انہیں اب احابیش اور دیگر اتحادیوں کی حمایت بھی حاصل نہیں رہی تھی۔ اللہ کے رسولؐ کی امن کی پالیسی اور قریش کی ضد کی وجہ سے وہ بھی اس لڑائی میں ان سے الگ ہو جاتے انہوں نے فوری طور پر حضرت عثمانؓ کو رسول اللہ ﷺ کے کیمپ میں بھجوا دیا اور کسی مصالحت کی کوشش کرنے لگے۔ واقدی کے الفاظ میں "جب اہل مکہ نے دیکھا کہ خدا نے انہیں خرابی اور خواری میں ڈال دیا ہے اور خدا نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا تو انہوں نے صلح اور موافقت کے لئے سہیل بن عمرو قرشی کو روانہ کیا"

یہ وہی سہیل بن عمرو تھا جسے خطیب قریش کہا جاتا تھا جس کے بیان کے سحر کا بہت چرچا تھا اور جب جنگ بدر میں وہ مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا تھا تو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا "یا رسولؐ اللہ اس کے سامنے کے دو دانت تڑوا دیجئے اس کی زبان لٹک جایا کرے گی اور یہ آپؐ کے خلاف خطاب نہ کر سکے گا" اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا "یہ مثلہ ہو گا اور قیامت کے دن اس پر اللہ کے ہاں گرفت کا خطرہ ہے" اور اب اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا وہی چچا زاد خطیب قریش اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں صلح کا پیغام لے کر آیا تھا۔

سہیل بن عمرو نے کہا "اے قوم آگاہ ہو کہ میں تمہارے لئے جو کچھ لے کر آیا ہوں ▪ مکہ کے سرداروں کی طرف سے ہے اور میں آپؐ کی طرف صلح کے لئے آیا ہوں"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "سہیل صلح کس بات پر ہو گی؟"

سہیل بن عمرو نے کہا "آپؐ ہدی کے جانور اسی مقام پر ذبح کر دیں اور یہیں سے واپس چلے جائیں ہمارے اور آپؐ کے درمیان دو سال تک امن رہے نہ ہم میں سے کوئی آپؐ کے کسی آدمی کو ایذا پہنچائے اور نہ ہی آپؐ کا کوئی کسی ہمارے کو ایذا پہنچائے اور ہم میں سے جو کوئی اس

دو سال کے دوران بھاگ کر تمہاری طرف جائے آپؐ اسے قبول نہ کریں"
رسولؐ اللہ نے فرمایا "اگر میں یہ شرطیں قبول کرلوں تو مجھے کیا فائدہ ہو گا؟"
سہیل بن عمرو نے جواب دیا "آئندہ سال ہم آپؐ کے لئے تین دن مکہ خالی کردیں گے"۔

یہ وہی بات تھی جو اللہ کے رسول ﷺ نے قریش کی طرف بھیجی تھی انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کیلئے مکہ تین دن خالی کرنے کی تجویز تو قبول کرلی تھی لیکن اس سال نہیں آنے والے سال کے دوران قریش مکہ نے خود ہی اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہر قسم کی جنگ بندی کی بھی تجویز پیش کردی تھی یہ تجویز ان کی طرف سے ریاست مدینہ کے وجود کو تسلیم کرنے کا عہد تھی جس کے لئے پہلے کبھی ۔۔ آمادہ نہیں ہوئے تھے اس کے عوض وہ ایذا نہ پہنچانے کا وعدہ لینا چاہتے تھے تاکہ ان کے تجارتی راستے محفوظ ہو جائیں اور یہ بھی چاہتے تھے کہ ان کے عزیز و اقارب بھاگ کر مدینہ جائیں تو انہیں قبول نہ کیا جائے۔ قریش مکہ کا یہ بہت بڑا مسئلہ تھا ان کی آل اولاد اور عزیز و اقارب ان کے گھروں اور شہر سے فرار ہو کر مدینہ جا رہے تھے اور اسلام قبول کر رہے تھے خود سہیل بن عمرو کے دو بیٹے دو بیٹیاں دو داماد اور ایک بھائی مسلمان ہو کر مدینہ میں مقیم تھے یہ شرط پیش کر کے عملاً" قریش مکہ نے اسلام کے مقابلہ میں اپنی مذہبی اور اللہ کے رسول ﷺ کے مقابلے میں سیاسی اور فوجی شکست تسلیم کرلی تھی اور Face Saving کیلئے اس سال واپس چلے جانے کی شرائط پیش کر رہے تھے ابھی کل تک تو وہ کہہ رہے تھے کہ ہم کبھی بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے" اور اب آپؐ کی "تین دن کے لئے مکہ خالی کر دینے کی" تجویز قبول کر رہے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میری جان آپؐ پر قربان کیا آپؐ ان کی یہ شرط قبول کرلیں گے کہ ان میں سے جو کوئی مسلمان ہو کر آپؐ کے پاس آئے گا آپؐ اسے قبول نہیں کریں گے؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عمر سکوت کرو"

سہیل بن عمرو نے اگلی شرط پیش کی "آپؐ کے اصحاب میں سے جو کوئی ہمارے پاس آ جائے گا وہ ہمارا ہو گا اور جو کوئی ہماری طرف سے آپؐ کے پاس جائے گا اسے آپؐ ہمیں واپس کر دیں گے"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ایسا نہ کریں"

اللہ کے رسولؐ مسکرائے "اے عمر ان میں سے جو کوئی ہمارے پاس آنے کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ خود اس کو راستہ فراہم کر دیں گے اور جو کوئی ہم میں سے نکل کر ان کے پاس چلا جائے گا اور

جسے اللہ ہم سے دور کر دے گا اس کے حقدار وہی ہیں"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے وہ جان گئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی رائے ہی افضل ہے۔

طویل مذاکرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش مکہ کے نمائندوں سہیل بن عمرو اور مکرز بن حفص کے بڑے طویل مذاکرات ہوئے قریش نے اپنے نمائندوں سے کہہ رکھا تھا کہ ہر صورت رسول اللہ ﷺ کو اس بار واپس جانے پر آمادہ کریں ورنہ عرب باتیں بنائیں گے کہ مسلمان بزور مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر مستقبل پر تھی آپؐ اس صلح کو اسلام کے فروغ کی بنیاد بنانا چاہتے تھے کچھ باتوں پر تو قریش پہلے ہی آمادہ تھے ان میں دو سال کی جنگ بندی کی شرط بھی تھی اگر قریش ریاست مدینہ کی دشمنی چھوڑ دیں تو باقی عربوں اور یہودیوں کی چالوں کا مقابلہ کرنا آسان ہو گا اللہ کے رسولؐ نے اپنی پیغمبرانہ نظروں سے مستقبل کے حالات کو دیکھتے ہوئے قریش کے وفد کے ساتھ معاہدے کی تمام شرائط پر اتفاق کر لیا تو سہیل بن عمرو اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے مکہ واپس چلے گیا کیونکہ وہ جو شرائط لے کر آئے تھے مذاکرات کے دوران کچھ مزید شرائط کا ان میں اضافہ ہو گیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کا جواب

مسلمانوں کی نظریں فوری واقعات و اثرات پر تھیں وہ اس معاہدے کی شرائط سے بہت رنجیدہ تھے ان میں حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسے تجربہ کار صحابہ بھی شامل تھے۔ سہیل بن عمرو کے جانے کے بعد حضرت عمر فاروقؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس گئے اور پوچھا۔

اے ابوبکرؓ کیا ہمارے رسولؐ اللہ کے نبی نہیں؟"

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا "واللہ محمد اللہ کے رسولؐ ہیں"

حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیا ہم مسلمان نہیں؟"

حضرت ابوبکر صدیقؓ: "واللہ ہم مسلمان ہیں"

عمر فاروقؓ: "کیا وہ لوگ مشرک نہیں؟"

ابوبکر صدیقؓ: "کیوں نہیں؟"

عمر فاروقؓ: "پھر ہم یہ شرائط کیوں مان رہے ہیں جو ہمارے دین کی توہین ہے؟"

ابوبکر صدیقؓ: "رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو مضبوطی سے پکڑ لو میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں"

عمر فاروقؓ: "میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں"

وہیں سے حضرت عمر فاروقؓ اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور وہی سوالات اللہ کے رسولؐ کے سامنے دہرائے جو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھے تھے "یا رسولؐ اللہ کیا آپؐ اللہ کے رسولؐ نہیں؟"

اللہ کے رسولؐ نے فرمایا "بلاشبہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں"

عمر فاروقؓ: "یا رسولؐ اللہ کیا ہم مسلمان نہیں؟"

رسولؐ اللہ: "بلاشبہ ہم مسلمان ہیں"

عمر فاروقؓ: "کیا وہ لوگ مشرک نہیں؟"

رسولؐ اللہ: "بلاشبہ وہ قوم مشرک ہے"

عمر فاروقؓ: "پھر ہمارے دین کے معاملے میں ہماری توہین کیوں کی جا رہی ہے؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسولؐ ہوں اور میں کسی طرح بھی اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور میرا اللہ مجھے ضائع نہیں کرے گا"

معاہدہ

جس معاہدے پر مسلمان دل گرفتہ تھے مکہ کے قریش نے بخوشی اس کی منظوری دے دی سہیل بن عمرو واپس رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور کہا کہ ہمارے اور آپؐ کے درمیان جو کچھ طے ہوا ہے اسے تحریری معاہدے کی شکل دے لیں رسولؐ اللہ نے کاغذ اور قلم دوات منگوائے اور حضرت علیؓ کو معاہدہ لکھنے پر مقرر فرمایا اور کہا سب سے اوپر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھو۔

سہیل بن عمرو نے کہا "ہم رحمٰن کو نہیں جانتے سب سے اوپر لکھو "باسمک اللھمہ"

رسولؐ اللہ نے حضرت علیؓ سے کہا ویسے ہی لکھ دو جو سہیل کہتا ہے تو انہوں نے سب سے اوپر "باسمک اللھمہ" لکھ دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لکھو یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد رسولؐ اللہ نے سہیل بن عمرو سے کیا ہے"

سہیل نے اعتراض کیا "اگر میں آپؐ کو اللہ کا رسولؐ مانتا تو آپؐ سے کبھی لڑائی نہ کرتا' لکھوائیں جو محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو سے کیا ہے"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "خدا کی قسم میں اللہ کا رسولؐ ہوں گو تم نے مجھے مانا نہیں"

سہیلؓ بن عمرو کے اس اعتراض پر مسلمان جوش میں آ گئے اور کہا وہی لکھا جائے گا جو اللہ کے رسولؐ نے فرمایا ہے سہیل بن عمرو اپنی بات پر اڑ گئے۔

رسولؐ اللہ نے صحابہ کرام کو ہاتھ سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور حضرت علیؓ سے کہا "لکھ دیں یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو سے کیا ہے"

حضرت علی ؓ نے آپؐ کے حکم کی تعمیل کی اور پھر معاہدہ تحریر کیا جس کی شرائط یہ تھیں:

1- دس سال تک جنگ بند رہے گی ان دس سالوں میں لوگ امن سے رہیں گے اور ان کے ہاتھ ایک دوسرے کے خلاف نہیں اٹھیں گے۔

2- محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھیوں میں سے جو کوئی حج یا عمرہ یا تجارت کی غرض سے مکہ آئے گا اسے جان و مال کی امان حاصل ہو گی اور قریش کا جو کوئی فرد تجارت کے لئے مصر یا شام جاتے ہوئے مدینہ سے گزرے گا اسے بھی جان و مال کی امان حاصل ہو گی۔

3- اگر قریش کا کوئی شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر محمد (ﷺ) کے پاس جائے گا تو وہ اسے واپس کر دیں گے لیکن اگر محمدؐ کے ساتھیوں میں سے کوئی شخص قریش کے پاس آ جائے گا تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔

4- فریقین ایک دوسرے سے بدعہدی نہیں کریں گے نہ باہر سے غداری قبول کریں گے اور ایک دوسرے کے خلاف کسی کو خفیہ یا اعلانیہ مدد نہیں دیں گے۔

5- جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس عہد اور ذمہ داری میں شامل ہونا چاہے وہ بھی ایسا کر سکے گا اور جو کوئی قریش کے اس عہدہ اور ذمہ داری میں شامل ہونا چاہے وہ بھی ایسا کر سکے گا۔

6- اس سال محمدؐ واپس چلا جائے گا اور مکہ ہمارے پاس نہیں آئے گا اگلے سال ہم باہر چلے جائیں گے اور محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھی مکہ میں داخل ہو کر تین راتیں وہاں ٹھہر سکیں گے مگر وہ میان میں بند تلواروں کے علاوہ اپنے ساتھ کوئی اور ہتھیار نہیں لائیں گے۔

7- (اس دفعہ) قربانی کے جانور وہیں رہیں گے جہاں ہم نے انہیں پایا ہے (حدیبیہ میں) ان جانوروں کو وہیں حلال کر دیا جائے گا اور مکہ ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا۔

8- ہمارے اور تمہارے حقوق برابر ہوں گے۔

رسول اللہ کی طرف سے معاہدے کی دستاویز پر حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح اور حضرت محمدؓ بن مسلمہ نے گواہ کے طور پر دستخط کیے۔ سہیل بن عمرو کی طرف سے اس کے دونوں ساتھیوں مکرز بن حفص اور حویطب بن عبدالعزیٰ نے دستخط کیے۔ معاہدے کی دو نقلیں تیار کی گئیں ایک رسول اللہ ﷺ کے پاس رہی اور ایک سہیل بن عمرو کے حوالے کر دی گئی۔

عہد کی پابندی

معاہدے کی شرائط طے ہو چکی تھیں لیکن ابھی لکھی نہیں گئی تھیں کہ ایک نوجوان مسلمان مکہ سے فرار ہو کر رسول اللہ کے کیمپ میں پہنچ گیا اس کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں وہ قید سے نکل کر بیڑیوں کے ساتھ اتنا فاصلہ طے کر کے آیا تھا۔ اس کا نام ابو جندل تھا اور سہیل بن عمرو کا بیٹا تھا۔ سہیل کا بیٹا عبداللہ بدر میں مشرکین کے لشکر سے بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کی جماعت میں شامل ہو گیا تھا اب اس کا ایک اور بیٹا بھاگ آیا تھا۔ اسے دیکھتے ہی سہیل نے مطالبہ کیا کہ انہیں واپس کر دیا جائے مسلمان اس معاہدے پر پہلے ہی غمزدہ تھے اپنے بھائی ابو جندل کی حالت زار دیکھ کر وہ اور بھی افسردہ ہو گئے تھے۔ سہیل بن عمرو نے کہا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے آنے سے پہلے میرے اور آپؐ کے درمیان معاملہ طے ہو چکا ہے"

رسول اللہ نے فرمایا "تم ٹھیک کہتے ہو"

سہیل بن عمرو نے ابو جندل کے منہ پر تھپڑ رسید کیا اور اسے گریبان سے پکڑ کر کھینچنے لگا۔ مسلمان کھڑے دکھ کے ساتھ دیکھ رہے تھے ابو جندل بلند آواز میں چلا رہا تھا "اے گروہ مسلماناں کیا تم مجھے مشرکوں کی طرف لوٹا رہے ہو جو میرا دین برباد کر دیں گے"

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "اے ابو جندل صبر سے کام لو اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا اور تمہارے لئے اور ان مسلمانوں کیلئے جو تمہارے جیسے ہیں (مکہ میں) ان کے لئے نجات کی راہ پیدا کر دے گا ہم نے اس قوم کے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے اور اس پر اللہ سے عہد کر لیا ہے ہم یہ عہد نہیں توڑ سکتے"

اور سہیل بن عمرو اپنے بیٹے کو واپس لے گیا۔

حدیبیہ سے حرم کی حد شروع ہو جاتی تھی۔ رسول اللہ کا خیمہ اگرچہ اس حد سے باہر تھا لیکن

آپ نماز حرم کی حد میں ادا کرتے تھے۔ مشرکین سے معاہدہ ہو چکا تو آپؐ نے حرم کی حد میں نماز ادا کی اور قربانی کے اونٹ ذبح کر کے سر کے بال منڈوا دیئے آپؐ نے جو اونٹ ذبح کئے ان میں ابوجہل کا وہ اونٹ بھی تھا جس کی ناک میں چاندی کا چھلا تھا۔ صحابہ کرام نے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے اپنے جانور ذبح کر کے سروں کے بال منڈوا لئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تین روز تک حدیبیہ میں مقیم رہے اور پھر مدینہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

لازوال لمحہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلہ والوں کی نظر وقت کے موجود لمحہ پر تھی اسی لئے ■ اس معاہدے کی شرائط پر بہت غمزدہ تھے وہ اس امید پر نکلے تھے کہ اللہ کے گھر کا طواف کریں گے اللہ کے رسولؐ کے خواب کی وجہ سے انہیں یقین کامل تھا کہ ایسا ہو کر رہے گا مگر ■ عمرہ اور طواف کے بغیر واپس جا رہے تھے اللہ کی وحدنیت اور محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان کامل کی بدولت وہ زمین پر بہترین امت تھے مگر وہ بدترین مشرک گروہ کے مطالبے پر مکہ میں داخل نہیں ہوئے تھے وہ اسے اپنی توہین اور ذلت سمجھ رہے تھے۔ معاہدہ صلح کی رو سے ابو جندل کو واپس کر دیا گیا تھا اور قریش کی یہ شرط مان لی گئی تھی کہ آئندہ بھی جو کوئی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مکہ سے مدینہ جائے گا اسے واپس کر دیا جائے گا مگر جو کوئی مدینہ سے مکہ والوں کے پاس آ جائے گا اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ یہ شرط لمحہ موجود میں قریش مکہ کے حق میں تھی مسلمانوں کو قریش مکہ کو ایسی رعایت دینے کا دکھ تھا اس وقت کے عرب معاشرے کے فکری معیاروں پر اس سے مسلمانوں کی کمزوری ظاہر ہوتی تھی اور اہل ایمان کسی صورت بھی اپنی کمزوری تسلیم کرنے اور مشرک عرب کو اس کا تاثر دینے پر تیار نہیں تھے۔

لیکن وہ لمحہ وقت کے تسلسل میں ماضی اور مستقبل کے سنگم پر ایک ایسا لمحہ تھا جس کی اہمیت اور اثر آفرینی کا ٹھیک اندازہ کرنے کے لئے پیغمبرانہ بصیرت کی ضرورت تھی اور اللہ کے نبی نے اس لمحہ پر اپنی پیغمبرانہ فراست کی مہر ثبت کر کے اسے لازوال بنا دیا تھا۔ قریش مکہ کی صدیوں کی عظمت و سرفرازی اور غرور و نخوت اس لمحے اسلام کی حقانیت کے سامنے سرنگوں ہو گئی تھی انہوں نے خود اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اپنی ساری کوششوں۔ سازشوں چالوں اور لڑائی جھگڑوں سے دست بردار ہونے کا عہد کیا تھا اور اپنی مذہبی سیاسی اور سماجی پسپائی تسلیم کر لی تھی یہ اللہ کے دین اس کے رسولؐ اور مسلمانوں کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ ابھی ایک ہی

سال پہلے وہ سارے عرب کو ریاست مدینہ کے خلاف متحد کر لائے تھے اور ان کے سامنے قریش مکہ نے اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ اور اصحاب رسول کو ختم کر کے دم لینے کے عہد گئے تھے اور ایک ہی سال بعد اپنے گھر اور شہر کے دروازے پر اللہ کے رسول ﷺ کے پاس حاضر ہو کر انہوں نے عہد کیا تھا کہ اب وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کریں گے اور وہ اللہ کے رسولؐ اور ریاست مدینہ کے خلاف کسی دوسرے کو نہ کھلی مدد دیں گے اور نہ خفیہ طور پر کسی کی مدد کریں گے اور اگر کوئی انہیں اس عہد کی خلاف ورزی کی ترغیب دے گا تو اس باہر والے کی اس غداری کو قبول نہیں کریں گے۔

قریش قبائل عرب کو اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کے خلاف متحد کرنے اور ریاست مدینہ کے خلاف گرینڈ مشرکانہ الائنس قائم کرنے میں مصروف رہا کرتے تھے اس معاہدے کی رو سے وہ اپنی اس اجارہ داری کی پالیسی سے دستبردار ہو گئے تھے اور یہ اعلان کر دیا تھا کہ عرب قبائل میں سے جو جس کے ساتھ چاہے الحاق اور اتحاد کر سکتا ہے اس اعلان اور معاہدے کے نتیجے میں خزاعہ جیسے اہم قبیلے نے رسول اللہ ﷺ کے حدیبیہ میں قیام کے دوران ہی ریاست مدینہ کے ساتھ الحاق و اتحاد کا اعلان کر دیا تھا اور ریاست مدینہ کے اتحادی ریاست مکہ کے دروازوں تک پہنچ گئے تھے۔

اس معاہدے کی رو سے قریش مکہ نے مسلمانوں کے حج عمرہ اور تجارت کے لئے آزادانہ مکہ آنے پر بھی معاہدہ کر لیا تھا مکہ کی شہری ریاست کی طرف سے ریاست مدینہ کے ساتھ آزادانہ تجارت اور آمد و رفت کی یہ پالیسی اگرچہ اس کی اپنی تجارتی مجبوریوں کا نتیجہ تھی لیکن اس میل ملاپ اور لین، دین سے قریش مکہ اور مسلمانوں کے درمیان اعتماد کی ہ فضا پیدا ہونے کے امکانات روشن ہو گئے جو اسلام کی تبلیغ اور اسلامی ریاست کی توسیع کیلئے ضروری تھی۔

اس معاہدے کا اختتامی فقرہ یہ تھا "ہمارے حقوق برابر ہوں گے" اس حوالے سے مکہ کے قریش نے جو مدینہ کی ریاست کا وجود تک تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے جزیرہ نمائے عرب کے اندر اور باہر کی سب قوتوں کو پیغام دے دیا کہ وہ اپنی پرانی پالیسی سے دست بردار ہو رہے ہیں اور ریاست مدینہ کو اپنے برابر سیاسی سماجی اور تجارتی حقوق دینے کا عہد کرتے ہیں اس اعلان کے ذریعے قریش مکہ اپنے صدیوں سے چلے آنے والے اجارہ دارانہ اور سرمایہ دارانہ حقوق سے بھی دست بردار ہو گئے تھے۔

حدیبیہ کے معاہدہ کے سیاسی سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کو دیکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ قریش

اس صلح کے ذریعے اپنے صدیوں پرانے ماضی سے دست بردار ہو گئے تھے انہوں نے مسلمانوں کی سیاسی سماجی اور اخلاقی برتری تسلیم کر لی تھی اور غیر ارادی طور پر اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ مفاہمت کی منزل میں داخل ہو گئے تھے۔

اس معاہدے اور قریش کی پسپائی کے آگے چل کر اسلام اور مدینہ کی اسلامی ریاست کے فروغ اور توسیع پر جو اثرات مرتب ہوئے حدیبیہ کے لمحہ موجود میں عام مسلمان ان کا اندازہ نہیں کر سکے تھے انہوں نے اللہ کے رسولؐ کی تائید و حمایت میں اس معاہدے کو قبول تو کر لیا تھا اور اللہ کے رسولؐ کے ہر حکم پر مسلمانوں نے سر تسلیم تو خم کر دیا تھا مگر ان کے دل مطمئن نہیں تھے۔

فتحِ مبین

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

- "ہم نے آپ کو واضح فتح عطا کی ہے
تاکہ اس کے ذریعے
اللہ ماضی اور مستقبل کی سب خامیوں
کا مداوا کر دے
اور تم پر اپنی حمایت کی تکمیل کر دے
اور تمہیں سیدھی راہ کی طرف لے جائے
اور تمہیں زبردست مدد دے
وہی ہے جس نے مومنوں کے
دلوں کو اطمینان دیا
تاکہ ان کے ایمان کو تازہ ایمان سے تقویت ملے
اور آسمان اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے ہیں
اور اللہ دانا اور حکیم ہے" _____ (48:1 تا 4)

سورۃ فتح کی یہ آیات سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ کیا یہ (معاہدہ حدیبیہ) فتح ہے؟"

رسول اللہ نے فرمایا "ہاں یہ فتح ہے"

ایک اور صحابی نے بھی یہی سوال کیا تو اللہ کے رسولؐ نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے لاریب یہ فتح ہے"

اور اللہ نے نجات کی راہ دکھادی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جندل کو صبر کی ہدایت فرمائی تھی اور کہا تھا "اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا اور تمہارے اور ان مسلمانوں کے لئے جو تم جیسے ہیں نجات کی راہ پیدا کر دے گا ہم نے اس قوم کے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے اور اس پر اللہ سے عہد کر لیا ہے ہم یہ عہد توڑ نہیں سکتے" اور آپؐ نے ابو جندل کو اس کے مشرک باپ کے حوالے کر دیا تھا اور پھر اللہ نے ابو جندل اور اس جیسے مسلمانوں کی نجات کی راہ پیدا کر دی رسول اللہ ﷺ کو واپس مدینہ پہنچے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ حضرت ابو بصیر عتبہ بن اسید قریش کی قید سے بھاگ کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوگئے ابھی تین ہی روز گزرے تھے کہ قریش مکہ کے دو آدمی پہنچ گئے ان کے پاس ازہر بن عبد عوف اور اخنس بن شریق ثقفی کا خط تھا انہوں نے لکھا تھا کہ ابو بصیر اپنے ولی کی اجازت کے بغیر آیا ہے معاہدہ کے تحت اسے ہمارے حوالے کیا جائے۔ خط لانے والا ایک شخص بنو عامر سے تھا اس کا نام خنیس تھا اس کے ساتھ جو غلام تھا اس کا نام کوثر تھا۔

رسولؐ اللہ نے ابو بصیر کو بلایا اور قریش کے آدمیوں کے ساتھ مکہ جانے کو کہا۔

ابو بصیر نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ آپ مجھے کافروں کے سپرد کر رہے ہیں؟ وہ مجھے اذیت دیں گے اور مجھے دین چھوڑنے کو کہیں گے"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ابو بصیر ہم نے اس قوم سے جو وعدہ کیا ہے اس کا تمہیں علم ہے ہمارا دین ہمیں عذر کی اجازت نہیں دیتا اللہ تمہارے لئے نجات کا راستہ کھول دے گا"

ابو بصیر نے رسولؐ اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔

خنیس عامری اور کوثر انہیں لے کر مکہ روانہ ہو گئے۔

ذوالحلیفہ پہنچ کر خنیس اور کوثر دوپہر کا کھانا کھانے کو رک گئے ابو بصیر نے ظہر کی نماز ادا کی اور کھجوریں کھول کر ان کے پاس بیٹھ گئے قریش کے آدمیوں کے پاس روٹیاں تھیں ابو بصیر نے اپنی کھجوریں پیش کیں کھانے کے دوران وہ آپس میں باتیں کرنے لگے خنیس عامری نے اپنی تلوار ایک دیوار کے ساتھ رکھ دی تھی۔

"یہ تمہاری تلوار کاٹ بھی سکتی ہے؟" ابو بصیر نے عامری سے پوچھا۔

"میں نے اسے آزمایا ہے اور بہت کار آمد پایا ہے" عامری شیخی بھگارنے لگا۔
"لاؤ تو بھلا میں بھی دیکھوں" ابو بصیر نے کہا۔
عامری نے اپنی تلوار اسے دے دی ابو بصیر نے ایک ہی وار سے خنیس عامری کا کام تمام کر دیا۔
کوثر اپنا سامان چھوڑ کر بھاگ گیا۔
رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز کے بعد مسجد نبوی میں صحابہ کے درمیان بیٹھے تھے کہ کوثر بھاگتا ہوا آیا سانس پھول ہوئی ▪ پسینہ پسینہ ہو رہا تھا رسولؐ اللہ نے اس سے پوچھا "تمہیں کیا پیش آیا؟"
اس نے جو بیتی تھی بتا دی اور رسول اللہ ﷺ سے پناہ کی درخواست کرتے ہوئے بتایا کہ ابو بصیر مجھے قتل کرنے پیچھے آ رہا ہے رسولؐ اللہ نے کوثر کو پناہ دے دی تھوڑی دیر میں ابو بصیر بھی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور خنیس کے مال غنیمت کا خمس رسولؐ اللہ کی خدمت میں پیش کر دیا اس مال میں عامری کے ہتھیار اس کا اونٹ اور زاد سفر شامل تھا۔ رسولؐ اللہ نے خمس قبول کرنے سے انکار کر دیا "اگر میں خمس لوں تو میں نے وعدہ پورا نہیں کیا"
ابو بصیر نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ آپؐ نے عہد پورا کر دیا اب اللہ نے مجھے نجات دی ہے"
رسولؐ اللہ نے فرمایا "اس کی ماں کی خرابی ہو اس کے ساتھ اور مل جائیں تو یہ تو جنگ کی آگ بھڑکا دے گا"
ابو بصیر کو خوف ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اسے پھر سے مشرکین کے حوالے کر دیں گے وہ چپکے سے مدینہ سے ساحل سمندر کی طرف نکل گیا اور عیص کے قریب جنگل میں ٹھکانہ بنا لیا سہیل بن عمرو کو خنیس کے قتل کی خبر ملی تو اس نے کہا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خنیس کی دیت طلب کروں گا۔ ابو سفیان نے جواب دیا "وہ کس بات کی؟ انہوں نے تو اپنا عہد پورا کر کے ابو بصیر کو تمہارے آدمیوں کے حوالے کر دیا تھا" قریش کو نہ آدمی ملا نہ دیت مل سکی۔ اللہ تعالیٰ نے مظلوم مسلمانوں کو نجات کی راہ دکھا دی تھی۔ سہیل بن عمرو کا بیٹا ابو جندل بھی بھاگ کر ابو بصیر کے پاس پہنچ گیا پھر جو مسلمان قریش سے رہائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا تھا مدینہ جانے کی بجائے وہ ساحل سمندر پر ابو بصیر اور ابو جندل کے ساتھ جا ملتا تھا کیونکہ مدینہ جانے کی صورت میں قریش ان کی واپسی کا مطالبہ کرتے تو اللہ کے رسولؐ عہد کی پابندی کرتے۔ ہوتے ہوتے وہاں پر ستر مسلمان اکٹھے ہو گئے اردگرد کے قبائل کے لوگ بھی ان کے ساتھ آ ملے اور ابو جندلؓ کی قیادت میں تین سو افراد کا جتھا جمع ہو گیا ابو جندلؓ کے آ جانے کے بعد ابو بصیر نے جتھے کی قیادت اس کے سپرد کر دی تھی قریش مکہ نے حدیبیہ کے معاہدے کے ذریعے شام کی طرف جانے والے

تجارتی راستہ کو اپنے قافلوں کیلئے محفوظ بنایا تھا لیکن اب تین صد افراد پر مشتمل گوریلا دستہ ہر وقت اس راستے پر موجود رہتا تھا قریش کا کوئی بھی قافلہ سلامتی کے ساتھ ادھر سے نہیں گزر سکتا تھا قریش مکہ تنگ آ گئے اور اللہ کے رسولؐ کے حضور درخواست گزرای کہ آپؐ ابو جندلؓ اور ان کے ساتھیوں کو مدینہ بلالیں تاکہ ہمارے لئے تجارت کا راستہ محفوظ ہو جائے۔ انہوں نے کہا ہم معاہدے کے تحت ان میں سے کسی کی واپسی کا مطالبہ نہیں کریں گے بلکہ آئندہ کبھی بھی معاہدے کی اس شرط پر عمل کرنے کو نہیں کہیں گے۔

اس طرح چند ہی ہفتے بعد اللہ نے وہ شرط ختم کرنے کی صورت پیدا کر دی جس کی وجہ سے مسلمان دل گرفتہ تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو جندل ؓ اور ابو بصیر ؓ کو خط ارسال فرمایا کہ وہ اپنے مسلمان ساتھیوں کو لے کر مدینہ منورہ آ جائیں اور باقی لوگوں کو ان کے گھروں کی طرف بھیج دیں۔ آپؐ نے انہیں آگاہ فرما دیا کہ صلح حدیبیہ کے معاہدے کی وہ شرط خود قریش کی درخواست پر ختم کر دی گئی ہے جب رسولؐ اللہ کا خط پہنچا تو حضرت ابو بصیر اپنی زندگی کا سفر پورا کر رہے تھے حالت نزع میں رسولؐ اللہ کا خط سنا اور سوئے جنت روانہ ہو گئے حضرت ابو جندلؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں سپرد لحد کر کے اپنے مسلمان ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ روانہ ہو گئے

مکہ سے مدینہ جانے والی خواتین پر تو یہ معاہدہ لاگو ہی نہیں ہوتا تھا قریش کے سردار خاندان کی بیٹی ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط اہل مکہ سے نجات حاصل کر کے مدینہ پہنچ گئیں تو ان کے بھائی عمارہ اور ولید رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت ام کلثوم کو واپس مکہ بھیجنے کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس معاہدہ کی شق کے مطابق خواتین کا معاملہ مردوں سے مختلف ہے"

معاہدے کی شق تھی "ہمارا جو آدمی (رجل) آپؐ کے پاس جائے گا اسے آپؐ لازماً" واپس کر دیں گے خواہ وہ آپؐ کے دین پر ہی کیوں نہ ہو"

اور خواتین "رجل" کے تحت نہیں آتی تھیں "رجل" مرد کے لئے مستعمل تھا۔

آپؐ نے فرمایا "جو عورت ہم سے پناہ حاصل کرے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی حفاظت کریں"

قریش مکہ کو رسول اللہ ﷺ کی معاہدے کی یہ تشریح قبول کرنا پڑی تھی۔

اور پھر عورتوں کے بعد اللہ نے مسلمان مردوں کی نجات کا راستہ بھی کھول دیا۔

حواشی / حوالہ جات

1- مختلف روایات میں یہ تعداد سات سو سے پندرہ سو تک بتائی گئی ہے لیکن عام اتفاق چودہ سو افراد پر ہے۔

2- ایک روایت کے مطابق آپؐ نے حضرت نمیلہ لیثی کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

3- اکثر کتب سیرت میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عروہ سے کہا تھا ''او لات کی شرمگاہ چومنے والے'' بعض نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا تھا ''جاؤ جا کر لات کی شرمگاہ چاٹو'' جنہوں نے یہ لکھنا پسند نہ کیا انہوں نے لکھ دیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عروہ کو گالی دیتے ہوئے کہا لیکن کیا حضرت ابوبکرؓ جیسا سنجیدہ اور جہاندیدہ صحابی رسولؐ اللہ کے رسول ﷺ کی موجودگی میں ایک ایلچی کو (جس کی حیثیت قریش کے سفیر کی سی تھی اور جسے اللہ کے رسولؐ اپنا مقصد آمد سمجھانا چاہتے تھے) گالی دے سکتے تھے؟ اور اپنے منہ سے ایسا کلمہ نکال سکتے جو زندگی میں کبھی ان کی زبان پر نہیں آیا تھا؟ ایسا ممکن نہیں تھا۔ ابن کثیر نے تاریخ میں ویسا ہی جملہ لکھا ہے جیسا ہم درج کر رہے ہیں۔ (تاریخ ابن کثیر جلد چہارم صفحہ 585)

4- واقدی' مغازی الرسول' لاہور 1988ء صفحہ 306

5- واقدی نے لکھا ہے کہ مکہ کے قریش نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو خیر سگالی کے طور پر پیغام بھیجا تھا کہ وہ عمرہ اور طواف کر لیں مگر ابن ابی نے بھی انہیں جواب دیا تھا کہ جب تک اللہ کے نبیؐ عمرہ نہیں کرتے میں بھی طواف نہیں کروں گا۔

6- ابن کثیر نے لکھا ہے کہ قریش نے حضرت عثمانؓ کو حرم میں قید کر دیا تھا (تاریخ جلد چہارم صفحہ 588) اکرم ضیاء العمری نے بھی مسند احمد کی صحیح روایت کے حوالہ سے یہی لکھا ہے کہ قریش نے انہیں قید کر دیا تھا۔

Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-II, P: 112

لیکن اگر یہ درست ہے کہ ابان بن سعید نے حضرت عثمان ؓ کو اپنی پناہ میں لے لیا تھا تو اس پناہ کی موجودگی میں قریش اسے قید کیسے کر سکتے تھے؟ اس کی ایک ہی صورت ممکن ہے کہ حضرت عثمانؓ کے مکہ میں مقیم مسلمانوں سے ملنے کی وجہ سے قریش نے ابان کی پناہ کی بھی پرواہ نہ کی ہو۔

7- واقدی' مغازی الرسول' لاہور 1988ء صفحہ 306

شہنشاہوں کو وارننگ

رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کے مہینہ میں حدیبیہ سے مدینہ واپس پہنچے تھے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دے رکھا تھا "سارے انسانوں کو اسلام کی طرف بلاؤ اور انہیں خبردار کرو" اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی طرف وحی بھیجی تھی۔

۞ "اور (اے نبی) ہم نے آپؐ کو
ساری انسانیت کو
خوشخبری اور وارننگ دینے کے لئے بھیجا ہے" (28:34)

اس وقت آپؐ ابھی مکہ ہی میں تھے اور اپنے خاندان' شہر والوں اور جزیرہ نمائے عرب کے دور دراز علاقوں سے حج اور عمرہ کے لئے مکہ آنے والوں کو دعوت اسلام پیش کر رہے تھے اسی سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی حکم دیا تھا۔

۞ "(اے نبی) کہہ دیں کہ حق آگیا ہے
اور باطل نہ تو پہلے کبھی جا کر واپس آیا ہے
اور نہ ہی اب جا کر واپس آئے گا (48:34)

دعوت اسلام

حدیبیہ سے واپس آتے ہی آپؐ نے ان بادشاہوں اور حکمرانوں کو اللہ کے دین کی دعوت قبول کرنے کے لئے خطوط لکھے جن کی حکمرانی کے تحت بہت سے انسان بستے تھے آپؐ نے محرم سات ہجری میں(۱) ایسے چھ حکمرانوں کے نام خطوط لکھوائے اور انہیں اللہ کے حکم کے مطابق خوشخبری بھی پہنچائی اور وارننگ بھی دی کہ اگر انہوں نے اسلام کی دعوت قبول نہ کی اور اپنی اپنی رعایا کو اللہ کے دین کی طرف نہ بلایا تو نہ صرف اپنی ذات کے بلکہ اپنی اپنی رعایا کے اسلام قبول نہ کرنے

کے ذمہ دار بھی اللہ کے ہاں وہی ہوں گے۔

خط لکھے جا چکے تو صحابہ نے عرض کیا"یا رسولؐ اللہ ان پر آپؐ کی مہر بھی ہونا چاہیے کیونکہ بادشاہوں اور حاکموں کے نام خصوصی خطوط پر بھیجنے والے کی مہر نہ ہو تو وہ اسے عام خط سمجھتے ہیں"۔ رسولؐ اللہ نے چاندی کی انگوٹھی تیار کروائی انگوٹھی کے چاندی کے نگینہ پر آپؐ نے تین سطروں میں "محمد رسول اللہ" اس انداز میں کھدوایا کہ سب سے اوپر اللہ اس کے نیچے دوسری سطر میں رسول اور سب سے نیچے کی سطر میں محمد پڑھا جائے۔ مہر لگوا کر آپؐ نے خطوط بند کر دیئے۔

سفیروں کا انتخاب

رسول اللہ ﷺ نے خط لے جانے کے لئے ایسے صحابہ کرام کو قاصد کے طور پر منتخب فرمایا جو اس ملک کی زبان جانتے تھے جہاں انہیں بھیجا جا رہا تھا(2) خوش بیان باوقار اور خوش لباس تھے اور دلیل کے ساتھ گفتگو کرنے کے فن کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ نازک اور مشکل سفارتی معاملات اور صورت حال پر گرفت کر سکتے تھے ان چھ قاصدوں میں

حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ عنہ

حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ

حضرت سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ

اور حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ

شامل تھے۔

جن بادشاہوں اور حاکموں کو رسول اللہ ﷺ نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ان میں

قیصر روم ہرقل

شاہ حبشہ اصحم

کسریٰ ایران پرویز بن ہرمز

مصر کیلئے قیصر روم کا نائب السلطنت مقوقس (جریج بن مینا)

دمشق کیلئے قیصر روم کا حاکم حارث بن ابی شمر غسانی

اور یمامہ کے گورنر ہوذہ بن علی الحنفی

شامل تھے ایران اور روم کی سلطنتیں اس دور کی سپر پاور تھیں حبشہ کی سلطنت بھی افریقہ میں سب سے طاقتور تھی اپنی تاریخ تہذیب اور قوت کے حوالے سے اس خطہ میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

ہرقل (Heraclius)

قیصر روم ہرقل کا شمار عظیم ترین جنگجو شہنشاہوں میں ہوتا تھا(3) ہرقل 610ء سے 641ء تک روم کا شہنشاہ رہا اس سے پہلے وہ قرتاجنہ کا رومی سالار اور حاکم تھا 610ء میں اس نے روم کے شہنشاہ فوقس (Phocas) کے خلاف بغاوت کرکے اسے قتل کر دیا تو سینٹ نے اسے روم کا شہنشاہ مقرر کر دیا تھا اور پاپائے اعظم نے اپنے ہاتھوں سے اسے تاج پہنایا تھا رومی سلطنت کو اندرونی اور بیرونی بحرانوں سے نکالنے کے لئے ہرقل نے بہت سی اصلاحات نافذ کیں اس نے علاقائی فوجی کمانڈروں کو سول اختیارات دے کر نظام حکومت کو فعال بنایا اور ایران کے ساسانی شہنشاہ کسریٰ خسرو پرویز کا مقابلہ کرنے کے لئے فوجی اتحاد کئے ایرانیوں نے رومی سلطنت کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا اور یروشلم پر قبضہ کرکے وہ صلیب بھی اپنے ساتھ لے گئے تھے جس کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ اس پر حضرت عیسیٰؑ کو سولی پر چڑھایا گیا تھا رومی سلطنت کا مذہب عیسائیت تھا ان کے عقیدہ کے مطابق قیصر روم زمین پر خدا کا نمائندہ تصور کیا جاتا تھا پاپائے اعظم کو بھی امور سلطنت میں بہت زیادہ اختیارات حاصل تھے اس لئے ایرانیوں سے اپنے مقبوضات چھڑانا اور مقدس صلیب لا کر یروشلم کے گرجا گھر میں رکھنا رومی سلطنت کا دینی فرض تھا اور اس فرض کو ادا کرنے کے لئے شہنشاہ اور پاپائے اعظم مل کر جدوجہد کر رہے تھے 627ء میں ہرقل نے ایرانیوں کو زبردست شکست دے کر عراق اور شام پر قبضہ کر لیا اور ان سے وہ صلیب بھی حاصل کر لی تھی۔

قیصر روم ہرقل پاپائے اعظم امراء وزراء اور درباری وہی مقدس صلیب بیت المقدس کے بڑے گرجا گھر میں رکھنے یروشلم آئے ہوئے تھے صلیب کے جلوس کے راستہ پر قالین ڈال کر ان ان پر پھول بچھا دیئے جاتے تھے اور شہنشاہ پاپائے اعظم پادری امراء وزراء سب جلوس کے ساتھ منزل منزل چلتے ہوئے یروشلم آئے تھے اور اپنے عظیم تر دینی فرض کی ادائیگی کی وجہ سے بہت خوش تھے۔ رومی سلطنت اور اس کے عوام کے لئے یہ ایک بہت بڑے دینی تہوار کا موقعہ تھا۔

ساری عیسائی دنیا میں صلیب کی واپسی کا جشن منایا جا رہا تھا

رسول اللہ ﷺ، ہرقل اور ابو سفیان

جزیرہ نمائے عرب قیصر روم کی سلطنت کی جنوبی سرحد کے ساتھ ملا ہوا تھا ایران اور روم کے شہنشاہ ہمیشہ سے اس کے صحراؤں اور ریگستانوں میں وقوع پذیر ہونے والے حالات میں دلچسپی رکھتے تھے. یونانیوں نے اس پر قبضہ کرنے میں ناکامی کے بعد جو پالیسی بنائی تھی رومی بھی اس پر کاربند تھے انہوں نے اپنی سرحدوں کے ساتھ آباد عرب قبائل کے سرداروں کو نیم خود مختار راجواڑوں کا درجہ دے کر انہیں اپنے ساتھ ملا لیا تھا یہ راجواڑے صحراؤں اور ریگستانوں میں بسنے والے عربوں کے ساتھ اپنے تہذیبی لسانی اور نسلی روابط کی وجہ سے ان عربوں کے زیادہ قریب ہوتے تھے اور جزیرہ نمائے عرب میں رومی شہنشاہوں کے اقتصادی اور سیاسی مفادات کے تحفظ میں زیادہ کامیاب رہتے تھے یہ راجواڑے صحرائی عربوں کو رومی سلطنت کی حدود میں داخل ہونے اور وہاں لوٹ مار کرنے سے بھی باز رکھتے تھے جزیرہ نمائے عرب کی مشرقی سرحد کے ساتھ ایران کی عظیم سلطنت تھی ایرانیوں اور رومیوں میں صدیوں سے لڑائیوں کا سلسلہ جاری تھا ایرانی جزیرہ نمائے عرب کے باسیوں میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کی کوششوں میں رہتے تھے رومیوں اور ایرانیوں کے درمیان اسی سیاسی اور توسیعی مسابقت کی وجہ سے دونوں طاقتیں جزیرہ نمائے عرب میں ہونے والی سیاسی اور قبائلی تبدیلیوں سے باخبر رہتی تھیں تاکہ بوقت ضرورت اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے مناسب اقدام کر سکیں قریش مکہ کی پسپائی اور ریاست مدینہ کی کامیابیوں سے پیدا ہونے والی تبدیلیوں کے اثرات میں ان حکمرانوں کا دلچسپی لینا لازمی امر تھا اپنی سلطنت کے اس حصہ میں قیام کے دوران قیصر روم ہرقل کو اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کی کامیابیوں کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے شام میں اپنے گورنر کو حکم دیا کہ وہ ان کے پاس ایسے عربوں کو بھیجے جو اس رسول ﷺ کے بارے میں اسے تفصیلات بتا سکیں شام کے گورنر نے تیس عربوں کا ایک گروہ یروشلم روانہ کیا جن میں مکہ کے قریش کا سردار ابو سفیان بھی شامل تھا وہ ایک تجارتی قافلہ لے کر شام آیا ہوا تھا(4) حکام شاہی نے ابو سفیان اور ان کے ساتھیوں کو ہرقل کے دربار میں پیش کیا تو اس نے کہا "میں نے آپ کو اس لئے زحمت دی ہے کہ آپ مجھے ان کے بارے میں کچھ بتائیں جو مدینہ میں ہیں"

دربار میں شہنشاہ کے امراء وزراء درباری اور مذہبی رہنماء بھی موجود تھے شہنشاہ نے دربار کے ترجمان سے کہا کہ ان سے معلوم کرو کہ ان میں سے کوئی اس شخص کو سب سے زیادہ جانتا ہے؟ ابو سفیان نے کہا "میں اس کا قریبی رشتہ دار ہوں" ہرقل نے حکم دیا "ابو سفیان کو میرے قریب

کردو اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے بٹھا دو" جب ابو سفیان شہنشاہ کے قریب ہو گیا اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے بیٹھ گئے تو ہرقل نے پوچھا "تمہارے درمیان ان کا نسب کیسا ہے؟"

ابو سفیان نے جواب دیا "وہ عالی نسب ہے"

ہرقل نے پوچھا "اس سے پہلے بھی تمہاری قوم میں سے کبھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟"

ابو سفیان: "نہیں کبھی نہیں"

ہرقل: "اس کے آباء و اجداد میں سے کوئی بادشاہ بھی تھا؟"

ابو سفیان: "نہیں کوئی نہیں"

ہرقل: "اس کی پیروی کرنے والے اشراف لوگ ہیں یا غریب اور ناتواں لوگ ہیں؟"

ابو سفیان: "اس کی پیروی کرنے والے کمزور اور مسکین لوگ ہیں"

ہرقل: "اس کے ماننے والوں میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی؟"

ابو سفیان: "اضافہ ہو رہا ہے"

ہرقل: "اس کے ماننے والوں میں کوئی ناراض ہو کر کبھی مرتد بھی ہوا ہے؟"

ابوسفیان: "جی نہیں"

ہرقل: "نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے انہیں کبھی تم نے جھوٹ بولتے پایا ہے؟"

ابوسفیان: "جی نہیں"

ہرقل: "وہ عہد شکنی کرتا ہے؟"

ابوسفیان: "جی نہیں"

پھر رک کر ابو سفیان نے کہا: "اب ہمارا ان سے ایک مدت تک کی صلح کا معاہدہ ہوا ہے معلوم نہیں اب وہ کیا کریں گے؟"

ہرقل: "تمہاری ان سے جنگ بھی ہوتی ہے؟"

ابوسفیان: "جی ہاں ہوتی ہے"

ہرقل: "تمہاری اس سے جنگ کیسی رہتی ہے؟"

ابوسفیان: "جنگ ہمارے درمیان برابر برابر رہتی ہے کبھی وہ غالب آ جاتے ہیں اور کبھی ہم"

ہرقل: "وہ تمہیں کیا تبلیغ کرتے ہیں؟"

ابوسفیان: "وہ کہتے ہیں خدائے واحد کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اپنے آباء و اجداد کے طریقے ترک کر دو نماز پڑھو سچ بولو پاکدامن رہو اور صلہ رحمی کرو"

ہرقل کا فیصلہ

ہرقل ترجمان سے مخاطب ہوئے جس کے ذریعے وہ ابو سفیان سے بات چیت کر رہے تھے "
اسے بتائیں کہ جب میں نے ان سے اس شخص کے خاندان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ﷺ عالی نسب ہے' سن لو کہ رسولوں کا تعلق عالی نسب خاندانوں سے ہوا کرتا ہے۔ جب میں نے ان سے پوچھا کہ تم میں سے پہلے بھی کبھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو ان کا جواب تھا کہ ان سے کبھی کسی نے پہلے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا میں نے سوچا تھا کہ اگر کوئی ان سے پہلے نبوت کا دعویدار گزار ہو گا تو میں سمجھوں گا کہ اس شخص نے اپنے سے پہلے نبوت کا دعویٰ کرنے والے کی بات کو اپنے لئے نمونہ بنا لیا ہے جب میں نے ان سے پوچھا کہ اس کے خاندان سے کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تو انہوں نے نفی میں جواب دیا اگر ان کے آباء میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہوتا تو میں سمجھتا کہ وہ ایسا آدمی ہے جو اپنے آباء کی حکومت کا طلبگار ہے یہ کہتے ہیں کہ اس کے نبوت کا اعلان کرنے سے پہلے انہوں نے اس پر کبھی جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی تھی اس جواب سے میں سمجھ گیا کہ جس شخص نے لوگوں کے بارے میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو وہ اللہ کے بارے میں غلط بیانی نہیں کر سکتا میرے استفسار پر انہوں نے بتایا ہے کہ اس شخص کے پیروکار کمزور لوگ ہیں ہوا بھی ایسا ہی کرتا ہے ایسے غریب لوگ ہی انبیاء کرام کی پیروی کیا کرتے ہیں انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ اس کی پیروی کرنے والوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے واقعی ایمان کا حال ایسا ہی ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ کمال کو پہنچ جاتا ہے یہ کہتے ہیں کہ مسلمان ہونے کے بعد کوئی شخص ان کے دین سے ناخوش ہو کر کبھی مرتد نہیں ہوا ایمان کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب وہ دل میں اتر جائے تو کوئی اس کو چھوڑا نہیں کرتا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا اور حقیقت یہ ہے کہ انبیاء اور رسول عہد شکنی نہیں کیا کرتے۔
انہوں نے بتایا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کی تاکید کرتے ہیں شرک سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں بت پرستی سے روکتے ہیں نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں سچ بولنے اور پاکدامنی کی تاکید کرتے ہیں "جان لو اگر تمہارے یہ جواب درست ہیں تو وہ عنقریب میرے ان دونوں پاؤں کے مقام پر قابض ہو جائیں گے مجھے معلوم تھا کہ ان کا ظہور ہونے والا ہے مگر یہ معلوم نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے اگر میں جانتا کہ میں اُن کی خدمت میں پہنچ سکتا ہوں تو میں ضرور ایسا کرتا اور اگر میں اُن کے پاس ہوتا تو اُن کے پاؤں صاف کرتا"

رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک

رسول اللہ ﷺ نے قیصر روم کو خط پہنچانے کے لئے حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی کا انتخاب فرمایا تھا آپؐ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ آپؐ کا نامہ مبارک بُصریٰ کے رومی گورنر کے پاس لے جائیں بُصریٰ جزیرہ نمائے عرب کی سرحد سے قریب ترین اہم رومی مرکز تھا بُصریٰ کے گورنر نے اپنے ایک خصوصی مصاحب کے ہمراہ حضرت دحیہ کلبی کو قیصر روم کے پاس بھجوا دیا تھا(5) جب حضرت دحیہ کلبی نے ہرقل کو رسولؐ اللہ کا نامہ مبارک پہنچایا تو وہ پہلے ابو سفیان سے آپؐ کی تعلیمات اور مشن کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر چکا تھا۔ ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے سفیر کے ساتھ بڑی عزت اور احترام کا سلوک کیا اور اپنے کاتب خاص کو رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک پڑھنے کو کہا۔

رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے

حاکم روم ہرقل کے لئے

سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرتا ہے

اما بعد

میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں

اسلام لے آؤ سلامت رہو گے

اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا

اگر تم نے روگردانی کی تو تمہاری رعایا (اَرِیسیوں(6)) کے اسلام قبول نہ کرنے کا گناہ بھی تمہاری گردن پر ہو گا

اے اہل کتاب اس بات کی طرف آ جاؤ

جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے

یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں

اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں

اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا

اپنے میں سے کسی (انسان) کو

اپنا معبود اور حاجت روا نہ بنائے

اگر وہ منہ موڑیں

تو کہہ دو (ان سے)

گواہ رہو

ہم تو مسلمان ہیں" (7)

حسن سلوک

ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک کا بہت احترام کیا آپؐ کے سفیر حضرت دحیہ کلبی کی بڑی عزت کی اور انہیں اللہ کے رسول ﷺ کیلئے تحائف دے کر واپس کیا ان تحائف میں خلعت بھی شامل تھا خود حضرت دحیہ کو بھی ہرقل نے تحائف پیش کئے اور ایسا سلوک کیا جو عظیم ہستیوں کے سفیروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

اور ابوسفیان جل گیا

ابو سفیان نے اللہ کے رسول ﷺ کے سفیر کے ساتھ ہرقل روم کا رویہ اور حسن سلوک دیکھا تو حسد سے جل گیا۔ ہرقل کے سوالات اور اپنے جوابات کے بعد ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جو کچھ کہا تھا ابو سفیان پر اس کا بھی بڑا اثر تھا ابو سفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا

"ابو کبشہ کے بیٹے کا معاملہ تو بڑا زور پکڑ گیا ہے اس سے تو بنو اصفر کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے"

ابو کبشہ کے بیٹے سے اس کا مطلب اللہ کے رسولؐ تھے۔ ابو کبشہ آپؐ کے دادا یا نانا سے کسی ایک کی کنیت تھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابو کبشہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کی کنیت تھی۔ آپؐ نے حضرت حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا تھا اس حوالے سے ان کے شوہر آپؐ کے رضاعی باپ ہوتے تھے۔ عرب جب بھی کسی شخص کے مقام و مرتبہ کے مطابق اس کا ذکر کیا کرتے ہوئے دکھ محسوس کرتے تھے تو حسد میں جل کر اس کے اجداد میں سے کسی عام شخص کے حوالے سے اس کا ذکر کیا کرتے تھے ابو سفیان بھی حسد کی آگ میں جل رہا تھا اسی حسد میں اس نے شہنشاہ روم کا ذکر بھی تنقیص کے انداز میں کیا بنو اصفر رومیوں کو کہا جاتا ہے ان نے بادشاہ کا بھی اسی انداز میں ذکر کیا۔

رومی اور ان کے بادشاہ ڈر گئے

رومی امراء پر اس نامہ مبارک کا کیا اثر ہوا اس بارے میں مختلف روایات ہیں جن میں ایک پادری کے قتل کئے جانے کا بھی ذکر ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک کا سن کر کہا تھا کہ آپؐ وہی نبی ہیں جن کا انجیل میں ذکر ہے۔ ان روایات میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہرقل نے اپنی قوم کے خوف کی وجہ سے اسلام قبول* نہیں کیا تھا۔ اہل علم نے ان روایات میں سے بعض کی سند کو غیر معیاری قرار دیا ہے لیکن یہودی النسل مستشرق مارگولیتھ نے ہرقل پر اللہ کے رسول ﷺ کے نامہ مبارک کے اثر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے "محمد (ﷺ) کا نام سن کر رومی بدحواس اور خوفزدہ ہو گئے تھے اور ان کا شہنشاہ تک ڈر گیا تھا اور اگر شہنشاہ ہرقل کو اپنی قوم کے رد عمل کا خوف نہ ہوتا تو وہ اسلام قبول کر لیتا"(8) مارگولیتھ کے مطابق ہرقل کو رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک ملنے پر خوشی ہوئی تھی(9) ہرقل پر رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک کے اثر سے بہرحال انکار ممکن نہیں۔

مصر اور المقوقس

"زمینوں کی ماں" ارض تہذیب مصر ان دنوں رومیوں کے زیر قبضہ تھی اسے روم کی عظیم سلطنت کے ایک صوبہ کی حیثیت حاصل تھی۔ اس وقت کے مصر کی آبادی تین نسلوں سے تعلق رکھتی تھی سب سے کم تعداد میں یہودی تھے اسکندریہ میں ان کا تجارتی اور علمی مرکز تھا اس کے بعد رومی حاکم طبقہ کے لوگ تھے مصر کی آبادی کا سب سے بڑا طبقہ قبطیوں کا تھا جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت نوحؑ کے پڑپوتا مصر کی اولاد تھے۔ قبطی نسلی تہذیبی اور مذہبی طور پر ایک الگ اور منفرد قوم تھے' وہ تھے تو عیسائی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں ان کا عقیدہ رومن کیتھولک چرچ سے الگ تھا جس بنا پر پاپائے روم سے ان کے مذہبی اختلافات تھے قبطی مانو فرائٹ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔

بیرونی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے ہرقل نے اپنی سلطنت میں جو اصلاحات نافذ کی تھیں ان کے تحت اس نے عیسائیت کے مختلف فرقوں کے باہمی اختلافات ختم کرانے کی بھی کوشش کی تھی مگر جس زمانے کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس وقت تک اسے اس میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکی تھی مصر پر ایرانی قبضہ کے دوران مانو فرائٹ نے اپنے مخالف فرقہ سے حساب چکانے کی بھی

کوشش کی تھی(10) مگر ہرقل نے مغربی صوبوں کی مانند مشرقی علاقوں میں بھی مذہبی عہدیداروں کو امور سلطنت میں شامل کر لیا تھا اور Feed the city and govern it کی پالیسی قبول کر لی تھی ایرانیوں سے مصر شام اور فلسطین واپس لینے کے بعد ہرقل نے ان ممالک کے عیسائی فرقوں اور ان کے رہنماؤں کا تعاون حاصل کر لیا تھا. قبطی چونکہ مصر کی سب سے بڑی نسلی لسانی تہذیبی اور مذہبی وحدت تھے اس لئے ہرقل نے ان کے مذہبی پیشوا کو مصر کے لئے اپنا نائب مقرر کر دیا تھا اس طرح قبطیوں کا مذہبی پیشوا اور ان کے کلیسا کا سربراہ مصر کا حاکم بن گیا تھا. مصر کے اس مذہبی حاکم کا نام جریج بن مینا تھا اور وہ المقوقس کے نام سے جانا جاتا تھا(11) بعض کا خیال ہے کہ مقوقس اس کا لقب تھا مصر کے قبطی آل اسماعیلؑ کے ننھیالی رشتہ دار بھی تھے اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اصحابہ کو مصر کی فتح کی بشارت دے کر ہدایت فرمائی تھی کہ "جب وہ وقت آئے تو اہل مصر کے ساتھ اچھا سلوک کرنا وہ ہمارے ننھیال ہیں" اور جب طویل لڑائی کے بعد اسکندریہ پر قبضہ ہو گیا تو حضرت زبیرؓ کے مطالبہ کے باوجود خلیفہ وقت نے حکم دیا تھا کہ اہل اسکندریہ کا مال "مال غنیمت" نہ سمجھا جائے اور انہوں نے مدینہ سے ان قبطیوں کو بھی آزاد کر کے واپس مصر بھیج دیا تھا جو رومنوں کی طرف سے لڑتے ہوئے جنگی قیدی بنائے گئے تھے مصر اور وہاں کے قبطیوں سے آل اسماعیلؑ کے تعلق خاطر کے بعد اب اللہ کے رسول ﷺ کا نامہ مبارک

رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک

رومیوں کے نائب السلطنت قبطیوں کے سردار اور مذہبی پیشوا کے لئے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک حضرت حارث بن ابی بلتعہؓ لے کر مصر گئے تھے مقوقس اسکندریہ میں تھا حضرت حارث کی آمد کی اطلاع ملی تو فورا" دربار میں بلوایا بڑے احترام سے دربار میں جگہ دی. مقوقس نے رسولؐ اللہ کے نامہ مبارک کو چوما اور آنکھوں سے لگایا.

اللہ کے رسول ﷺ کا نامہ مبارک یہ تھا.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے

قبطیوں کے سردار مقوقس کے لئے

اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرتا ہے

اما بعد

میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں
اسلام لے آؤ سلامت رہو گے
اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا
اگر تم نے روگردانی کی تو
سارے قبطیوں کا گناہ بھی تمہاری گردن پر ہو گا
اے اہل کتاب اس بات کی طرف آ جاؤ
جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے
یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں
اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں
اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا
اپنے میں سے کسی (انسان) کو
اپنا معبود اور حاجت روا نہ بنائے
اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو (ان سے)
گواہ رہو
ہم تو مسلمان ہیں"

مقوقس کا عریضہ

مقوقس نے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک بڑے احترام کے ساتھ ہاتھی دانت کے ایک ڈبہ میں رکھ کر اسے سربمہر کرا دیا اور ڈبہ ایک کنیز کے حوالے کر کے حکم دیا کہ اسے محفوظ کر لیا جائے پھر اس نے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں ایک نامہ لکھوایا۔

◎ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
محمد بن عبداللہ کے لئے
مقوقس سردار قبط کی طرف سے
آپؐ پر سلام ہو
اما بعد
میں نے آپؐ کا نامہ پڑھا ہے اس میں

جس بات کا ذکر ہے اور جو دعوت دی گئی ہے اسے سمجھا مجھے علم ہے کہ ایک نبی کو ابھی
آنا ہے میرا خیال تھا کہ وہ نبی ملک شام سے ظاہر ہو گا
میں نے آپؐ کے قاصد کی تکریم کی ہے میں آپؐ کی خدمت میں دو کنیزیں بھیج رہا ہوں
جنہیں قبطیوں میں بڑا مرتبہ حاصل ہے خلعت اور حضور کی سواری کے لئے ایک خچر بھی
پیش کر رہا ہوں
والسلام علیک"

ان کنیزوں میں سے ایک کا نام ماریہؓ تھا اور دوسری کا نام سیرین تھا. ماریہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہیں آپؐ کے اٹھارہ ماہ کی عمر میں وفات پانے والے فرزند حضرت ابراہیم انہی ماریہؓ کے بطن سے تھے. سیرین رسولؐ اللہ نے حضرت حسان بن ثابت ؓ کو عطا کر دی تھی. حضرت حسانؓ کے فرزند عبدالرحمنؓ اسی سیرین کے بطن سے تھے مقوقس نے سفید رنگ کا جو خچر بھیجا تھا اس کا نام دلدل تھا. دلدل امیر معاویہؓ کے دور تک زندہ رہا.

حارث بن ابی شمر غسانی

حارث عرب نسل سے تھا اور عیسائی مذہب اختیار کر چکا تھا. غسانی ریاست رومی سلطنت اور جزیرہ نمائے عرب کے درمیان ایک طرح کی Buffer ریاست تھی رومیوں نے جزیرہ نمائے عرب میں اپنے سیاسی اور اقتصادی مفادات کے تحفظ اور توسیع کے لئے اپنی سلطنت کے ساتھ آباد عرب قبائل کے سرداروں کو ساتھ ملا لیا تھا اسی طرح ایرانیوں نے اپنی سرحد کے ساتھ آباد عرب قبائل کے سرداروں کو اپنا اتحادی بنا لیا تھا ایرانیوں کے اتحادی اور رومیوں کے اتحادی ان عربوں میں باہمی لڑائیاں بھی ہوتی رہتی تھیں اور رومی اور ایرانی اپنی لڑائیوں میں بھی انہیں استعمال کرتے تھے رومی سرحد کے ساتھ ساتھ آباد عرب قبائل کے سردار المنذر غسانی کو قیصر روم نے 580ء میں باقاعدہ عربوں کا بادشاہ تسلیم کر لیا تھا اور اس کی تاجپوشی بھی کی تھی(12) لیکن جب المنذر کی وفاداری پر شبہ کرتے ہوئے اسے دھوکہ سے گرفتار کر کے رومی دارالحکومت بھیج دیا گیا تو اس کے بیٹے نعمان کی قیادت میں بنو غسان نے رومیوں کے خلاف بغاوت کر دی تھی اس بغاوت کو کچلنے کے لئے شام میں رومی فوجوں کے کماندار نے نعمان کو بھی گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا مگر بغاوت پھر بھی رفع نہ ہو سکی جب قیصر روم ہرقل اور کسریٰ ایران خسرو پرویز کے درمیان لڑائیوں کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا جس میں پہلے ایرانیوں کو کامیابیاں ہوتی رہیں تو بنو غسان نے رومیوں کی مدد

نہیں لی تھی اس وجہ سے جب ہرقل نے ایرانیوں کے خلاف پیش قدمی شروع کی تو عرب قبائل اور بنو غسان کو ساتھ ملانے کے لئے اس نے ان کی حاکیت بحال کر دی تھی اور حارث بن ابی شمر غسانی کو اس کی آبائی ریاست کا حاکم تسلیم کر کے بنو غسان کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا مذہبی طور پر اپنے ■ جد امجد حارث چہارم کے وقت سے ہی عیسائی چلے آتے تھے لیکن ان کا تعلق عیسائیوں کے فرقہ مانو فرائٹ سے تھا جس سے مصر کی قبطی عیسائیوں کا تعلق تھا اپنے مذہبی سیاسی اور خاندانی پس منظر کی وجہ سے حارث بن ابی شمر غسانی ایک مغرور عرب حکمران تھا اور جزیرہ نمائے عرب کے شمال میں آباد عرب قبائل میں بہت زیادہ اثر و رسوخ رکھتا تھا۔

رسول اللہ کا نامہ مبارک

حارث کے لئے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک حضرت شجاع بن وہب لے کر گئے تھے جب ■ اس کے دارالحکومت پہنچے تو حارث قیصر روم ہرقل کی دعوت اور استقبال کی تیاریوں میں مصروف تھا دو سہ روز تک اس نے دربار منعقد نہ کیا اس وجہ سے حضرت شجاع بن وہب رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک اس تک نہ پہنچا سکے اور انتظار کرتے رہے۔ تیسرے روز حارث نے دربار منعقد کیا اسے رسولؐ اللہ کے سفیر کے بارے میں بتایا گیا تو اس نے حضرت شجاعؓ بن وہب کو دربار میں بلوایا۔ حضرت شجاعؓ نے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک اس کے حوالے کر دیا۔ حارث کے لئے اللہ کے رسول ﷺ کا نامہ مبارک یہ تھا۔

■ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے
حارث بن ابی شمر کے لئے
اس پر سلامتی ہو
جس نے ہدایت کی پیروی کی اور اس پر ایمان لایا
میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ
اللہ پر ایمان لے آؤ
جو تنہا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں
تمہارا ملک تمہارا رہے گا"

حارث غصہ میں آ گیا "مجھ سے میرا ملک کون چھین سکتا ہے؟"

پھر وہ حضرت شجاعؓ سے مخاطب ہوا "میں تو خود اس کی طرف جاؤں گا اس کی طرف پہنچوں گا خواہ یمن میں بھی ہو" حارث یہ دکھانے کو کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے خالی خولی دھمکی یا شیخی نہیں اپنے عمال کو فوجی تیاریوں کے احکام جاری کرنے لگا اور سفر کے گھوڑوں کی نعل بندی کا حکم جاری کر دیا اور حضرت شجاعؓ سے کہا "جو کچھ تم نے دیکھا ہے اپنے آقا کو بتا دینا"

مدینہ پہنچ کر حضرت شجاعؓ بن وہب نے رسول اللہ ﷺ کو حارث بن ابی شمر کے جواب اور رویہ کے بارے میں بتایا تو آپؐ نے فرمایا "اس کا ملک برباد ہو گیا"

ہوذہ بن علی

ہوذہ بن علی کا تعلق قبیلہ حنفی سے تھا وہ یمامہ کا حکمران تھا اور ایرانیوں کا اتحادی تھا۔ یمامہ مشرقی نجد سے عراق اور خلیج فارس تک پھیلے زرخیز خطہ میں واقع تھا یہ وہی علاقہ ہے جس کے بارے میں صحابہ کرام خیال کیا کرتے تھے انہیں مکہ سے ہجرت کر کے وہاں جانا ہو گا۔ جزیرہ نما عرب میں غلہ کی پیداوار کا یہ اہم مرکز تھا ہوذہ کی خود مختاری بھی اسی قسم کی تھی جیسی رومیوں کے زیر اثر حارث بن ابی شمر کی خود مختاری تھی لیکن اپنے علاقے کے محل وقوع زرخیزی اور اپنے قبیلے کے اثر کی وجہ سے جزیرہ نمائے عرب کے اس حصہ میں ہوذہ بن علی کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔

رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک

ہوذہ بن علی کے لئے رسول اللہ ﷺ نے نامہ مبارک حضرت سلیطؓ بن قیس انصاری کے ہاتھ ارسال فرمایا تھا۔ آپؐ نے لکھوایا تھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
محمد رسولؐ اللہ کی طرف سے
ہوذہ بن علی کے لئے
اس پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی
تو جان لے کہ میرا دین اونٹوں اور گھوڑوں کی
آخری منزل تک غالب آ کر رہے گا
اسلام لے آؤ سلامت رہو گے
جو کچھ تمہارے پاس ہے تمہارا رہے گا"

ہوذہ نے حضرت سلیط کو بڑی عزت سے ٹھہرایا اور جواب کے لئے سوچنے کا وقت مانگا۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے مراسلہ لکھوایا۔ "جس چیز کی آپ دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھی ہے میں اپنی قوم کا شاعر اور خطیب ہوں عربوں پر میری ہیبت ہے اپنے کچھ امور میرے سپرد کر دیجئے میں آپ کی پیروی کر لوں گا" ہوذہ بن علی نے حضرت سلیط کو ہجر کا بنا ہوا کپڑا اور تحائف دے کر رخصت کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا خط پڑھوا کر سنا تو فرمایا "اگر وہ مجھ سے زمین کا ایک ٹکڑا بھی مانگے تو میں نہ دوں گا وہ خود بھی برباد ہوا اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے وہ بھی برباد ہوا"
فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ کو ہوذہ کی موت کی خبر موصول ہو گئی۔

نجاشی اور حبشہ

حبشہ مشرقی افریقہ کی قدیم ترین مملکت تھی اور جزیرہ نمائے عرب کے جنوب مغرب میں بحیرہ احمر کے دوسری طرف واقع تھی اس کے دارالحکومت کا نام اکسم (Axum) تھا حبشہ والے اپنے بادشاہ کو نجاشی (Magusa Nagashi) کہتے تھے جس طرح روم کے بادشاہ کو قیصر اور ایران کے بادشاہ کو کسریٰ کہا جاتا تھا۔ حبشہ کی زبان میں نجاشی کا مطلب بادشاہ یا شہزادہ تھا۔ حبشہ کے جس نجاشی کو رسول اللہ ﷺ نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تھی اس کا نام اصحم بن ابجر تھا۔ اصحم فطرتاً نیک اور شریف الطبع بادشاہ تھا۔ وہ عیسائی تھا اور اس کی رعایا کا بھی یہی مذہب تھا۔ عیسائیت کے فروغ اور تحفظ میں روم کا بادشاہ اور حبشہ کا نجاشی ایک دوسرے سے تعاون کرتے تھے۔ جب نجران کے عیسائیوں پر یمن کے یہودی بادشاہ نے ظلم کیا تو اس کو سزا دینے کے لئے نجاشی نے جو فوج بھیجی تھی اسے سمندر سے پار پہنچانے کے لئے روم کے بادشاہ جسٹینین اول نے بحری جہاز بھیجے تھے ایرانیوں کو ریشم کے تجارتی ٹیکس سے موصول ہونے والی آمدنی سے محروم کرنے کے لئے بھی قیصر روم نے حبشہ کے نجاشی کو ایک منصوبہ پیش کیا تھا اس طرح ایران کے آتش پرستوں کے خلاف دونوں ممالک ایک دوسرے سے تعاون کرتے تھے۔

عربوں اور مکہ کے قریش سے حبشہ والوں کے پرانے تجارتی اور سیاسی تعلقات تھے جنوبی عرب پر طویل عرصہ تک حبشہ والوں کی حکومت رہی تھی رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے تھوڑا عرصہ پہلے حرم کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے جو ابرہہ ہاتھیوں کے ساتھ فوجیں لے کر مکہ آیا تھا وہ حبشہ کے بادشاہ کا اس خطہ میں گورنر تھا رسول اللہ ﷺ نے پانچ نبوی سال میں صحابہ کرام کو مکہ کے قریش کے ظلم سے بچنے کے لئے ہجرت کا حکم دیا تو ■ مہاجر حبشہ ہی گئے تھے اور نجاشی نے

انہیں قریش مکہ کے سفیر عمرو بن العاص کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا تھا اس وقت بھی اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ کو ایک نامہ مبارک ارسال فرمایا تھا اور ان مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک کا ثبوت دینے کی تلقین کی تھی آپؐ کا وہ تعارفی خط حضرت جعفر بن ابی طالبؓ لے کر گئے تھے اس خط کے جواب میں نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کو ایک خط بھی بھیجا تھا ان مہاجرین میں سے بہت سے اب بھی حبشہ ہی میں تھے اس حوالے سے حبشہ کا بادشاہ اللہ کے رسول ﷺ کے مشن سے پہلے ہی آگاہ تھا اور حبشہ میں مقیم مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک پر عمل کرتا تھا۔

نامہ رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے 7 ہجری کے شروع میں بادشاہوں اور حاکموں کو اسلام قبول کرنے کے لئے خطوط بھیجے تو حبشہ کے نجاشی اصحم کو بھی دائرہ اسلام میں شامل کرنے کے لئے نامہ ارسال فرمایا آپؐ کا نامہ مبارک عمرو بن امیہ ضمری لے کر حبشہ گئے۔ عمرو بن امیہ اس سے پہلے بھی رسولؐ اللہ کے سفیر کی حیثیت سے نجاشی کے پاس جاتے رہے تھے اس لئے وہ بھی نجاشی کے لئے جانے پہچانے تھے۔ رسولؐ اللہ کا نامہ مبارک وصول کرنے کے لئے نجاشی دربار عام میں اپنے تخت سے اتر آیا اور آپؐ کے نامہ مبارک کو آنکھوں سے لگایا۔

رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کے لئے نامہ مبارک میں لکھوایا تھا:

- "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط محمد نبی (ﷺ) کی طرف سے
شاہ حبشہ نجاشی اصحم کے لئے ہے
سلام اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے
اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے
میں گواہی دیتا ہوں کہ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں
اس کی نہ کوئی بیوی ہے نہ کوئی اولاد
اور یہ کہ محمد اسی کا بندہ اور رسول ہے
اور میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں

کیونکہ میں اسی (اللہ) کا رسول ہوں
پس اسلام قبول کر لو سلامت رہو گے
اے اہل کتاب اس بات کی طرف آ جاؤ
جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے
یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں
اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں
اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا
اپنے میں سے کسی (انسان) کو
اپنا معبود اور حاجت روا نہ بنائے
اور اگر ▪ منہ موڑ لیں
تو کہہ دو (ان سے)
گواہ رہو
کہ ہم تو مسلمان ہیں
پس اگر تم نے انکار کیا
تو تمہاری نصرانی قوم کا گناہ تم پر ہو گا" (13)

فرض کی ادائیگی

اللہ کے رسول ﷺ کے سفیر نے اس موقعہ پر حبشہ کے بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا "حق کی تبلیغ میرا فرض ہے اور حق کی سماعت آپ پر واجب ہے ہمارے ساتھ آپ کے حسن سلوک کا یہ انداز ہے کہ جیسے آپ ہم میں سے ہی ہوں اور ہم آپ پر اس طرح اعتماد کرتے ہیں اور اتنا اطمینان رکھتے ہیں جیسے ہم آپ کی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں ہم نے جب بھی آپ سے کسی خیر اور بھلائی کی امید کی وہ بھلائی ہمیں مل گئی آپ کے ہاں ہمیں کبھی خوف ▪ ہراس پیش نہیں آئے انجیل کا حجت ہونا آپ کی اپنی زبان سے معلوم ہوا ہے وہ ہمارے اور آپ کے درمیان شاہد عادل ہے جس کی شہادت رد نہیں کی جا سکتی وہ ایسا قاضی اور حاکم ہے جو اپنے کسی فیصلہ میں عدل ▪ انصاف سے تجاوز نہیں کرتا اگر آپ اس کا فیصلہ قبول نہیں کریں گے تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کا سلوک ویسا ہی ہو گا جیسا یہودیوں نے عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ رسول

اللہ ﷺ نے اوروں کی طرف بھی اپنے سفیر بھیجے ہیں لیکن اوروں کی نسبت رسول اللہ ﷺ کو آپ سے زیادہ امید ہے۔ آپ کے سابقہ اچھے اعمال کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے آپ پر جو اعتماد کیا ہے کسی اور پر نہیں کیا۔ آئندہ کا اجر و ثواب آپ کا منتظر ہے۔"

اقرار

نجاشی نے کہا "واللہ آپؐ وہی نبی ہیں جس کے اہل کتاب منتظر تھے اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے گدھے پر سواری کرنے والے یحییٰ کی بشارت دی تھی اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے شتر پر سواری کرنے والے نبی (ﷺ) کی آمد کی بشارت دی ہے۔ مجھے آپؐ کی نبوت پر اتنا پختہ یقین ہے کہ عینی مشاہدہ بھی اس میں اضافہ نہیں کر سکتا"

نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کے دونوں خطوط دعوت اسلام والا اور صحابہ کرام کو واپس بھجوانے کا اہتمام کرنے اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے آپؐ کے نکاح کا اہتمام کرنے والا خط ہاتھی دانت کے بنے ہوئے ڈبہ میں رکھ کر محفوظ کرنے کا حکم دیا۔

نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ خط بھیجا۔

نجاشی کا خط

- "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
محمد رسول اللہ کے لئے
نجاشی الاصحم بن ابجر کی طرف سے
اے اللہ کے نبیؐ آپ پر
سلامتی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں
میں اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں
اور جس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دی
اما بعد ــــ "یا رسولؐ اللہ آپ کا خط موصول ہوا
آپؐ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہا ہے
زمین و آسمان کے رب کی قسم عیسیٰؑ بن مریمؑ نے بھی اس میں ذرہ بھر اضافہ نہیں کیا
وہ وہی ہیں جو آپؐ نے فرمایا ہے

ہم اس حق سے آگاہ ہو گئے ہیں جو آپؐ نے بیان کیا ہے
ہم نے آپؐ کے چچازاد اور اس کے ساتھیوں کی میزبانی کی ہے
پس میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں
میں نے آپؐ کی بیعت کی اور آپؐ کے چچازاد بھائی کے ہاتھ پر بیعت کی
اور ان کے ہاتھ پر رب العالمین کے لئے اسلام لایا
میں آپؐ کی طرف اپنے بیٹے ارھا بن الاصحم بن الابجر کو بھیج رہا ہوں
میں تو اپنی ذات کے سوا کسی چیز کا مالک نہیں
آپؐ حکم دیں تو خود بھی حاضر ہو جاؤں گا
یا رسولؐ اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ جو کچھ فرماتے ہیں حق ہے
یا رسولؐ اللہ آپؐ پر سلام ہو"

تعمیل ارشاد

نجاشی نے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکاح کا اہتمام کیا اور پھر ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ اور دیگر صحابہ کرام اور ان کے بیوی بچوں کو مدینہ پہنچانے کا انتظام کیا ان میں سے حضرت جعفر اور ان کے ساتھی جن میں حضرت ابو موسیٰ اشعری بھی شامل تھے ساحل سے سیدھے خیبر میں اللہ کے رسول ﷺ سے جا ملے تھے اور خواتین اور بچے مدینہ چلے گئے تھے۔
نجاشی اصحم بن ابجر نے 9 ہجری میں وفات پائی تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔(14)

ام حبیبہؓ سے رسولؐ اللہ کا نکاح

ابو سفیان اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کا سردار تھا لیکن اس کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اولین مسلمانوں میں سے تھیں اور اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ میں مقیم تھیں۔ حبشہ میں قیام کے دوران عبیداللہ کا رجحان عیسائیت کی طرف ہو گیا اس نے حضرت ام حبیبہؓ کو بھی عیسائیت کی ترغیب دی مگر وہ اسلام پر ثابت رہیں۔
حبشہ کے قیام کے دوران ہی عبیداللہ فوت ہو گیا۔ ام حبیبہؓ مکہ کے معزز خاندان کی بیٹی اور آپؐ

کے پھوپھی زاد کی بیوی تھیں، ان کی بیوگی اور بے وطنی ایک مسئلہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بے سہارا معزز خاتون کو نکاح کا پیغام ارسال فرمایا۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو ایک خط دے کر حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ رسولؐ اللہ کا ام حبیبہؓ سے نکاح اور انہیں مدینہ پہنچانے کا اہتمام کرے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک روز نجاشی کی خادمہ اور کنیز "ابرہ" میرے پاس آئی اس نے مجھے نجاشی کی طرف سے پیغام دیا اور بتایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے نجاشی کو حکم دیا ہے کہ وہ میرا نکاح اللہ کے رسول ﷺ سے کر دے میں نے سن کر کہا "اللہ تجھے بہتر بشارت سے نوازے" کنیز نے بتایا کہ نجاشی نے کہا ہے کہ میں نکاح کے لئے اپنا وکیل مقرر کر دوں میں نے خالدؓ بن سعید بن عاص کو اپنا وکیل مقرر کر دیا اور پیغام لانے والی کنیز کو اپنے چاندی کے دو کنگن دو پازیب اور پاؤں کی انگوٹھیاں اتار کر دے دیں۔

شام کو نجاشی نے اپنے دربار میں حضرت جعفر بن ابو طالب اور دوسرے مسلمانوں کو بھی جمع کیا مجھے رسول اللہ کا نکاح کا پیغام سنایا میں نے قبول کر لیا نجاشی نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور اپنے پاس سے چار صد دینار حق مہر سب کے سامنے رکھ دیا اس کے بعد خالدؓ بن سعید بن عاص نے خطبہ نکاح پڑھا۔

نجاشی نے مہر کی رقم خالدؓ بن سعید بن عاص کے سپرد کر دی اور اپنے پاس سے جہیز دیا۔

نکاح کے بعد لوگ واپس جانے کو اٹھنے لگے تو نجاشی نے کہا "تشریف رکھیں شادی کے بعد کھانا کھلانا سب پیغمبروں کی سنت ہے"

سب لوگ بیٹھ گئے، نجاشی نے سب کو کھانا کھلایا۔

اس کے بعد سب کو اپنے اپنے گھر جانے کی اجازت دے دی۔

رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق نجاشی نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو مدینہ پہنچانے کا اہتمام کیا اور شرجیل بن حسنہ کو ساتھ بھیجا۔

کسریٰ خسرو پرویز (Chosroes)

تاریخ خسرو پرویز کو ایران کے عظیم ترین شہنشاہوں میں شمار کرتی ہے۔ اپنی بیوی شیریں کی محبت میں شاعری کرنے والے خسرو پرویز کے عہد میں ایران نے ہر شعبہ میں بہت زیادہ ترقی کی وہ ایک سخت گیر اور نڈر بادشاہ تھا۔ نوشیرواں عادل کا پوتا اور ہرمز چہارم کا بیٹا خسرو پرویز 590ء میں

اپنے باپ کے قتل کے بعد ایران کے تخت پر بیٹھا تھا لیکن بہرام کی بغاوت کی وجہ سے اسے ایران سے بھاگنا پڑا تو روم کے شہنشاہ مور یقس (Maurice) نے ناصرف اسے پناہ دی بلکہ اس کا تخت واپس دلانے کے لئے بہرام سے شدید لڑائیاں بھی لڑیں مگر ایران کے تخت پر اس کی واپسی ایران کی خوش بختی اور رومیوں کی بربادی کا سبب بن گئی۔ اپنے محسن قیصر روم مور یقس کے قاتل قیصر فوقس سے مور یقس کا بدلہ لینے کے لئے خسرو پرویز نے رومیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور ان کے مشرقی مقبوضات مصر، شام اور فلسطین پر قبضہ کے بعد قبرص تک جا پہنچا اس کی فوجیں رومیوں کے دارالحکومت قسطنطنیہ کے حصاروں کو چھو کر واپس آئیں۔ مشرق میں اس نے افغانستان اور اس سے ملحق بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور کسریٰ دارا کی وہ سلطنت بحال کر دی جو سکندر اعظم سے شکست کے بعد منتشر ہو گئی تھی۔ خسرو پرویز یروشلم کے گرجا گھر سے وہ صلیب بھی اٹھا لایا تھا جس پر عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا گیا تھا۔ رومیوں اور ایرانیوں کی باہمی لڑائیوں میں فلسطین کے اندر اور باہر رہنے والے یہودیوں کی ہمدردیاں ہمیشہ ایران کے ساتھ ہوتی تھیں کیونکہ رومی ان کے علاقوں پر قابض تھے اور رومن کیتھولک چرچ یہودیوں پر مظالم بھی ڈھاتا تھا خسرو پرویز کے اس اقدام سے یہودی تو خوش ہو گئے لیکن ساری عیسائی دنیا اس کے خلاف متحد ہو گئی اور ہرقل نے اسے فیصلہ کن شکست دے کر اپنے سارے علاقے واپس لے لئے۔ خسرو پرویز آتش پرست تھا اس کی ایرانی رعایا اور حکومت کا بھی یہی مذہب تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہؓ بن حذافہ سہمی کو خسرو پرویز کی طرف سفیر بھیجا۔ آپؐ نے کسریٰ ایران کو اسلام کی دعوت قبول کرنے کے لئے یہ نامہ مبارک ارسال فرمایا۔

- "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ کے بندے اور رسول محمدؐ کی طرف سے
عظیم کسریٰ فارس کے لئے
سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی
اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا
اور شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اور وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں
اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں
میں تمہیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں
کیونکہ میں تمام انسانوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں
تاکہ زندوں کو (آخرت) سے ڈراؤں
اور کافروں پر اللہ کی حجت پوری ہو جائے
اسلام لاؤ سلامت رہو گے
اور اگر روگردانی کی تو
مجوسیوں کا گناہ بھی تم پر ہو گا"

کسریٰ نے اپنی مملکت پھاڑ دی

خسرو پرویز تخت پر بیٹھا تھا' میر وزیر اور درباری حاضر تھے اس کے کاتب نے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک پڑھنا شروع کیا "اللہ کے بندے اور رسول محمدؐ کی طرف سے عظیم کسریٰ فارس کے لئے"
اللہ کے رسول (ﷺ) کا نام اپنے نام سے پہلے سن کر خسرو پرویز غصہ میں آگیا "میرا ایک غلام مجھے اس طرح خط لکھے"
خسرو پرویز تو "خداؤں کا خدا" تھا اپنی آتش پرست رعایا کا "رب" تھا شاہوں کا شاہ تھا غصہ اور تکبر میں اس نے کاتب سے اللہ کے رسول ﷺ کا نامہ مبارک لے کر پھاڑنے کی کوشش کی نامہ مبارک جھلی پر لکھا ہوا تھا خسرو اس کے ٹکڑے نہ کر سکا جھلی درمیان سے پھٹ گئی تو خسرو نے اسے دور پھینک دیا(15) اور آپؐ کے سفیر کو دربار سے نکال دیا۔
رسول اللہ ﷺ کے سفیر نے واپس مدینہ آ کر آپؐ کو خسرو پرویز کے رویہ کے بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا "اس نے میرا خط پھاڑا اللہ نے اس کی مملکت پھاڑ دی"

خسرو بنام باذان

خسرو نے اپنے حاکم یمن باذان کو خط لکھا "اپنے پاس سے دو بہادر آدمی حجاز میں اس شخص کے پاس بھیجو اور وہ اس کے بارے میں جو خبر لائیں مجھے ارسال کرو"(16) باذان نے اپنے کاتب

اور خزانچی بابویہ اور ایک ایرانی خرخسرہ کو مدینہ بھیجا اور کہا "اس آدمی کے پاس جاؤ اور اس سے بات چیت کر کے صحیح صورت حال سے مجھے آگاہ کرو"

ایرانیوں کے "رب" کا قتل

باذان نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک خط بھی دیا۔
باذان کے دونوں قاصد رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور باذان کا خط حضور کو پیش کر دیا آپ نے فرمایا۔ "ابھی جاؤ کل آنا" اور خط رکھ لیا۔
اگلے روز ▪ دونوں پیش ہوئے تو آپؐ نے فرمایا "اپنے صاحب کو جا کر بتا دو کہ میرے رب نے آج رات اس کے رب کو ہلاک کر دیا ہے"
انہوں نے حیرانی سے کہا "آپؐ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے نتائج سے آپؐ آگاہ ہیں؟ ہم نے اپنے رب کو یہ بات بتا دی تو آپؐ کے لئے اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہو گا"
آپؐ نے فرمایا "ہاں جا کر اسے بتا دو اور یہ بھی اسے بتا دینا کہ میرا دین اور میری قلمرو کسریٰ کی مملکت کی آخری سرحدوں تک پہنچ جائیں گے اور اسے کہہ دینا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو میں اس کا علاقہ اسی کے پاس رہنے دوں گا اور اسے اس قوم کا بادشاہ بنا دوں گا"
رسول اللہ نے باذان کے قاصد خرخسرہ کو ایک کمربند تحفہ دیا وہ کمربند آپؐ کو کسی حکمران نے تحفہ بھیجا تھا اور اس پر سونے اور چاندی کا کام تھا۔
یمن واپس جا کر باذان کے قاصدوں نے رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کی رپورٹ پیش کی تو اس نے کہا "کوئی بادشاہ ایسا کلام نہیں کر سکتا میرے خیال میں وہ شخص نبی ہے جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے اگر وہ نبی ہے تو جو کچھ اس نے تجھے بتایا ہے ہو کر رہے گا اگر خسرو کے قتل کی بات درست ہو گئی تو وہ شخص اللہ کا نبی اور رسول ﷺ ہے اور اگر اس کی وہ بات سچی ثابت نہ ہوئی تو ہم فیصلہ کریں گے کہ کیا کرنا ہے"

چند روز بعد باذان کو خسرو پرویز کے فرزند شیرویہ کا حکم موصول ہوا "میں نے ملک فارس کی حفاظت کیلئے کسریٰ خسرو پرویز کو قتل کر دیا ہے جب آپ کو میرا یہ حکم پہنچے تو فوراً" اپنے ماتحت جرنیلوں اور رعایا سے میری اطاعت کی بیعت لو اور جس شخص کے بارے میں کسریٰ نے آپ کو خط لکھا تھا میری طرف سے کوئی حکم آنے تک اسے ناراض نہ کریں"

حواشی / حوالہ جات

1- رسول اللہ نے بادشاہوں اور حاکموں کو کب خطوط ارسال فرمائے اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔ ابن سعد نے ان خطوط کی تاریخ محرم 7 ہجری لکھی ہے اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے لئے آپؐ نے دو خطوط لکھوائے تھے ایک میں تو اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی اور دوسرے میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے آپؐ کا نکاح کرنے کا اہتمام کرنے اور انہیں حبشہ میں مقیم باقی مسلمانوں کو مدینہ پہنچانے کا انتظام کرنے کے لئے لکھا تھا رسول اللہ کے اسی حکم کے تحت نجاشی نے حضرت جعفراور ان کے ساتھیوں کو مدینہ پہنچانے کا اہتمام کیا تھا۔ حضرت جعفراور ان کے ساتھی حبشہ سے جب واپس آئے تو آپؐ خیبر میں تھے اور خیبر کی فتح مکمل ہو چکی تھی اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ خطوط خیبر کی فتح سے پہلے والے محرم میں ہی بھیجے گئے تھے۔ ابن حجر کے مطابق رسول اللہ نے حضرت دحیہ کلبی کو ذوالحجہ 6 ہجری میں قیصر کے لئے خط دے کر بھیجا تھا اور وہ محرم 7 ہجری میں اس کے ہاں پہنچا تھا لیکن اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ آپؐ نے ایک ہی روز چھ صحابہ کو چھ خطوط دے کر بھیجا تھا یعنی آپؐ کے چھ قاصد ایک ہی دن مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ ابن حجر کے اس اتفاق کے بعد کہ حضرت دحیہ کلبی محرم میں قیصر کے ہاں پہنچے تھے ان کی روایت کے پہلے حصہ سے اختلاف بھی کریں تو بھی دوسرا حصہ ابن سعد کی روایت کی تصدیق کرنے والا کہا جا سکتا ہے کیونکہ مدینہ سے حمص اور یروشلم کا فاصلہ اتنا زیادہ نہیں ہے کہ کوئی سوار وہاں تک ایک مہینے میں پہنچے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ حدیبیہ سے واپسی کے بعد آپؐ نے محرم 7 ہجری کے شروع میں ہی ان قاصدوں کو روانہ کر دیا تھا۔

2- ابن سعد، طبقات حصہ دوم، کراچی 1987ء صفحہ 29

3- J. M. Roberts, Penguin History of the World, P:310

4- ابن کثیر، سیرت النبی جلد دوم، مکتبہ قدوسیہ لاہور، صفحہ 352

5- بعض روایات میں کہا گیا ہے کہ جب حضرت دحیہ کلبی رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک لے کر گئے تو ہرقل رومی شہر حمص میں تھا لیکن ابو سفیان کی ہرقل کے دربار میں حاضری کی روایات میں ہے کہ ہرقل اس وقت ایلیا (یروشلم) میں تھا لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حضرت دحیہ کلبی نے یروشلم میں ہی ہرقل کو رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک پہنچایا تھا۔

6- اکثر اہل علم نے "اریسیوں" سے مراد رعایا لیا ہے اور یہی ترجمہ کیا ہے۔ (Muhammad _ Man and Prophet) میں ایم اے صلاحی نے وضاحت کی ہے کہ اریسیوں (Arians) سے مراد وہ مصری لوگ ہیں جو Arius کی پیروی کرتے تھے اور خدائے واحد کے باپ اور بیٹے کے دو روپ ہونے پر ایمان نہیں رکھتے تھے (صفحہ 520) لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہرقل اپنی وسیع و عریض سلطنت میں بسنے والی اپنی رعایا میں سے صرف صوبہ مصر کے ایک طبقہ کا ہی ذمہ دار تھا؟ اپنی باقی رعایا کی ذمہ داری سے بری الذمہ تھا؟ سید ابوالحسن علی ندوی نے "نبی رحمت" میں اریسین پر طویل

بحث کی ہے اور بات وہیں پر ختم کی ہے جو ایم اے صلاحی نے لکھی ہے کہ اریسیوں سے مراد Arius کے پیروکار ہیں۔ مولانا نے بڑی محنت سے اس فرقہ کی تعلیمات اور باقی عیسائیوں کے ساتھ اختلافات کی تفصیل بیان کی ہے اور لکھا ہے کہ عیسائیوں کا یہ واحد فرقہ تھا جو نسبتاً" توحید کا حامل تھا (صفحہ 397 تا 402) سید صاحب کی اس تفصیل اور نتیجے کے بعد بھی وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہرقل صرف صوبہ مصر کے ایک فرقہ کا ہی ذمہ دار کیوں تھا؟ باقی اپنی رعایا کا ذمہ دار کیوں نہیں؟ دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام صرف نسبتاً" توحید کے حامل لوگوں کے لئے ہی تھا؟ حالانکہ اس خط میں سورہ آل عمران کی جو آیت ہے اس میں تو سب ہی اہل کتاب سے کہا گیا ہے کہ تم میں اور ہم میں جو بات مشترک ہے اس کی طرف آ جاؤ۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اس وقت کے پاپائے روم Arian فرقہ کو ملحد سمجھتے تھے اس بارے میں دونوں فرقوں کے شدید اختلافات اور جھگڑوں کی اپنی طویل تاریخ ہے۔ پاپائے روم نے ہرقل کو تاج پہنایا تھا۔ پاپائے روم شریک حکومت ہی نہیں حکومت کا مذہبی سرپرست بھی تھا اس کی موجودگی میں اور Arians کے الحاد سے نفرت کے ہوتے ہوئے کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ہرقل Arians کا ہم عقیدہ تھا یا ان سے عقیدہ کی قربت رکھتا تھا۔

7- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرقل کے نام خط میں "اے اہل کتاب اس بات کی طرف آ جاؤ" سے آخر تک سورہ آل عمران کی آیت نمبر64 درج ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک یہ آیت وفد نجران کے وقت نازل ہوئی تھی اور نجران کے عیسائیوں کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں 9 ہجری میں آیا تھا جب کہ ہرقل کے نام رسول اللہ ﷺ کا خط محرم 7 ہجری کا ہے۔ اس موقف کی وجہ سے یہ سوال پیدا ہو گیا کہ جو آیت بعد میں نازل ہوئی تھی وہ پہلے لکھے گئے خط میں کیسے آ گئی؟ اس بارے میں روایات و احادیث کا اکرم ضیاء العمری نے ,Madinan Society at the time of the Prophet میں بڑی تفصیل سے جائزہ لیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آل عمران کی یہ آیت نجران کے عیسائیوں کے وفد کی آمد کے وقت نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ مدینہ سے یہودیوں کے مکمل اخراج سے بھی پہلے نازل ہوئی تھی جن اہل علم نے اسے وفد نجران کے بارے میں قرار دیا ہے انہیں احادیث و روایات کی صحت کی پڑتال پر عبور نہیں (صفحہ 129 تا 131)

8- یہ پیرا ہم نے Jabal Muhammad Buaben کی کتاب Image of the Prophet Muhammad in the West سے ترجمہ کیا ہے۔ (دیکھیں صفحہ 96)

9- اپنے نسلی تعصب کی وجہ سے مارگولیتھ رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک پر قیصر ہرقل کی خوشی کا سبب یہ نکالتا ہے کہ ہرقل بھی چونکہ یہودیوں کا دشمن تھا اس لئے جب اسے معلوم ہوا کہ عرب میں ایک نبی آیا ہے جس نے مدینہ میں چھ سو یہودیوں (بنو قریظہ) کو قتل کروا دیا ہے تو اسے خوشی ہوئی اور وہ محمد (ﷺ) کو اپنا فطری اتحادی سمجھنے لگا تھا۔

10- محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، کراچی 1987ء صفحہ 160

11- ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے مستشرقین کے ساتھ علمی مقابلے میں المقوقس کا نام بنیامین بتایا ہے اور لکھا ہے کہ اس بنیامین کو ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے مصر پر قبضہ کرنے کے بعد اسکندریہ کا پادری بنایا

تھا اور جب رومیوں نے ایرانیوں سے مصر واپس لے لیا تو وہ ڈر کے مارے بھاگ گیا تھا کیونکہ اس نے مقامی رومیوں پر مذہبی اختلافات کی بنا پر بڑی سختیاں کی تھیں لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جس حاکم مصر کو اللہ کے رسول ﷺ نے 7 ہجری میں اسلام کی دعوت دی تھی اور خط ارسال فرمایا تھا ▪ یہی بنیامین تھا (رسول اکرم کی سیاسی زندگی صفحہ 160) مگر ہرقل نے اسے پھر سے حاکم مصر کیوں اور کیسے مقرر کر دیا تھا اس بارے میں ڈاکٹر صاحب نے کچھ نہیں بتایا اس خط کے چودہ سال بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب مسلمانوں نے مصر فتح کیا تھا تو اس وقت بھی مصر کا حاکم اور قبطیوں کا مذہبی پیشوا مقوقس ہی تھا اور کہا جاتا ہے کہ وہی مقوقس تھا جسے اللہ کے رسول ﷺ نے خط ارسال فرمایا تھا اگر چودہ سال بعد والا مقوقس وہی نہ . پھر ہرقل نے اسے بحال کر دیا ہو گا کیونکہ حاکمانہ مصلحتوں کی وجہ سے ایسا کرنا ضروری تھا یہودیوں کے . . اور ایرانیوں سے لڑائیوں کی وجہ سے وہ قبطیوں کو ناراض نہیں کر سکتا تھا اور ان کا تعاون حاصل کرنے کے لئے مقوقس کو حاکم مصر مقرر کرنا ضرور ہو گیا تھا۔

-12 De Lacy O'Leary, History of Arabia before Muhamamd, Lahore 1989, P:165

-13 یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کو کئی دفعہ مراسلے ارسال فرمائے تھے دو الگ الگ مراسلے تو حضرت عمرو بن امیہ ضمری محرم سات ہجری میں ہی لے کر گئے تھے جن میں سے ایک دعوت اسلام سے متعلق تھا اور دوسرا مہاجرین کو واپس پہنچانے اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کا اہتمام کرنے سے متعلق تھا اس سے پہلے حضرت جعفر کو آپؐ نے نجاشی کے لئے جو تعارفی خط دیا تھا وہ بھی کتب میں محفوظ ہے اکثر اہل علم نے اسی خط کو نجاشی کے نام دعوت اسلام قبول کرنے کے سلسلہ کا نامہ مبارک قرار دیا ہے جس کا ہم نے ترجمہ کیا ہے اور کتاب میں شامل کر رہے ہیں۔ فاضل محقق ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اس خط کی بجائے نجاشی کے نام رسول اللہ ﷺ کے ایک اور خط کو سلسلہ دعوت اسلام کا خط بتایا ہے وہ خط کچھ عرصہ پہلے ہی میسر آیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس پر بڑی محنت کی ہے لیکن مولانا صفی الرحمن مبارکپوری نے بڑے محکم دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ نجاشی اصحم کے لئے دعوت اسلام کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے جو نامہ مبارک ارسال فرمایا تھا وہی ہے جو ہم شامل اشاعت کر رہے ہیں اس کا ایک ثبوت تو یہ ہے کہ اس پر نجاشی اصحم کا نام موجود ہے اور جس خط کو ڈاکٹر حمید اللہ نے دعوتی نامہ مبارک قرار دیا ہے اس پر اصحم کا نام بھی موجود نہیں دوسری دلیل یہ دی گئی ہے کہ جس نامہ مبارک کو ہم نے شامل کیا ہے اس کا انداز اور مضمون ان نامہ ہائے مبارک کے انداز اور مضمون سے بہت قریب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے محرم 7 ہجری میں دیگر عیسائی (اہل کتاب) بادشاہوں اور حکمرانوں کو لکھے تھے جب کہ جس خط کو ڈاکٹر صاحب سلسلہ دعوت 7 ہجری کا خط قرار دیتے ہیں اس کا انداز اور مضمون بھی الگ ہے اور اس میں ▪ آیت کریمہ بھی درج نہیں جو باقی اہل کتاب حکمرانوں کے نام خطوط میں آپؐ نے شامل کروائی تھی (تفصیل کے لئے دیکھیں "رحیق المختوم" مکتبہ سلفیہ لاہور 1992ء صفحات 568 تا 570) جس نامہ مبارک کو ڈاکٹر صاحب نے اصل دعوتی خط قرار دیا ہے کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ نامہ مبارک اس نجاشی کو ارسال کیا گیا ہو جو نجاشی اصحم کی وفات کے بعد 9 ہجری میں حبشہ کا بادشاہ بنا تھا اسے بھی تو اللہ کے رسول ﷺ نے اسلام کی دعوت دی ہو گی۔ ابن

سعد نے لکھا ہے کہ رسول اللہ نے محرم 7 ہجری میں نجاشی کو اسلام قبول کرنے کے لئے جو نامہ ارسال فرمایا تھا اس میں قرآن کی آیات تحریر فرمائیں۔ (طبقات حصہ دوم صفحہ 29) اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس خط میں قرآنی آیات ہیں

14- مسلم میں حضرت انس بن مالک ؓ سے جو روایت بیان کی گئی ہے اس میں ہے کہ جس نجاشی کو اللہ کے رسول ﷺ نے محرم 7 ہجری میں اسلام قبول کرنے کے لئے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ نامہ مبارک ارسال فرمایا تھا وہ نجاشی وہ نہیں تھا جس کی اللہ کے رسول ﷺ نے 9 ہجری میں غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی تھی اگر اس روایت کو درست مان لیا جائے تو نجاشی الاصحم بن ابجر اسلام قبول کئے بغیر ہی محرم 7 ہجری کے بعد کسی وقت فوت ہو گیا تھا اور جس نجاشی کی آپؐ نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی تھی وہ اس کے بعد حبشہ کے تخت پر بیٹھا تھا اور اسلام قبول کرنے اور بادشاہ بننے کے تھوڑا ہی عرصہ بعد فوت ہو گیا تھا اگر یہ بات درست مان لی جائے تو نجاشی الاصحم کے اس خط کا کیا کیا جائے جو اللہ کے رسول ﷺ کے نام ہم نے درج کیا ہے۔ اس خط سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ابن سعد نے لکھا ہے "نجاشی نے رسولؐ اللہ کا فرمان لے لیا آنکھوں سے لگایا بطور تواضع اپنے تخت پر سے اتر آئے پھر اسلام لائے کلمہ شہادت ادا کیا اور کہا کہ اگر مجھے آپؐ کی خدمت میں حاضری کی گنجائش ہوتی تو ضرور آپؐ کے پاس حاضر ہوتا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی فرمانبرداری اور تصدیق اور اللہ رب العالمین کے لئے جعفر بن ابی طالب کے ہاتھوں پر اسلام لانا لکھ دیا" (طبقات حصہ دوم صفحہ 30) اور یہ وہ اسی خط کے بارے میں لکھ رہے ہیں جو آپؐ نے محرم 7 ہجری میں عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ ارسال فرمایا تھا۔ ابن سعد کی اس تحریر کا انداز اس خط کے مضمون اور انداز کی تصدیق کرتے ہیں جو اوپر درج کیا گیا ہے اور جس پر نجاشی الاصحم کا نام موجود ہے اور حضرت جعفر کا نام بھی موجود ہے جو اس خط کے فوراً" بعد حبشہ سے واپس آ گئے تھے۔

15- رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک بنام خسرو پرویز دریافت ہو گیا ہے۔ یہ نامہ مبارک ایک جھلی پر لکھا گیا ہے پھاڑنے کی کوشش میں جھلی نامہ مبارک کی تیسری سطر سے درمیان تک پھٹ گئی ہے اور اوپر تیسری سطر سے نیچے دسویں سطر تک اوپر سے نیچے تک پھٹی ہوئی ہے اس پھٹن کی شکل یہ ⊣ بن گئی ہے بعد میں کسی نے اس جھلی کی مرمت کرنے کی کوشش کی ہے۔ (ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کی "رسول اکرم کی سیاسی زندگی" کراچی 1987ء کے صفحات 233 تا 238 پر اس بارے میں پوری تفصیل دیکھی جا سکتی ہے) اکثر اہل علم نے لکھا ہے کہ خسرو پرویز نے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا لیکن خسرو کے لئے آپ کا نامہ مبارک ٹکڑے ٹکڑے کرنا ممکن نہیں تھا کیونکہ نامہ کاغذ پر نہیں بلکہ جھلی پر لکھا تھا اس لئے پھاڑنے کی کوشش میں جھلی پھٹ گئی تھی مگر ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو سکی تھی اس کے لئے لفظ "مزق" استعمال کیا گیا ہے جس کا مطلب پھاڑنا ہے۔ خسرو پرویز شہنشاہ تھا اگر شہنشاہ کوئی چیز دربار میں پھینک دے تو وہ فوراً" اٹھا لی جاتی ہے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک بھی فوراً" اٹھا لیا گیا تھا اور اس کی اہمیت کے پیش نظر اٹھانے والوں نے اسے محفوظ کر لیا ہو گا ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب خسرو کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو اس نے رسولؐ اللہ کے سفیر کو تلاش کرنے کے لئے آدمی بھیجے تھے مگر وہ انہیں مل

نہیں سکا تھا غصہ ٹھنڈا ہونے پر اس نے آپؐ کا نامہ مبارک محفوظ کر لینے کا بھی ہو سکتا ہے حکم دے دیا ہو۔

16- اکثر سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ خسرو پرویز نے یمن کے حاکم باذان کو حکم دیا تھا کہ اس شخص (رسول اللہ ﷺ) کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجو اور خسرو کے اس حکم پر باذان نے دو آدمیوں کو مدینہ بھیجا تھا جنہوں نے آپؐ سے کہا تھا "ہمارے ساتھ چلو ورنہ خسرو پرویز آپؐ کی قوم اور ملک کو برباد کر دے گا" جو کوئی بھی جزیرہ نمائے عرب کے حالات اور عام عربوں کے مزاج اور تاریخ سے واقف ہے وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا کہ باذان یا خسرو نے دو آدمی آپؐ کو گرفتار کرنے مدینہ بھیج دیئے تھے جزیرہ نمائے عرب کے تو کسی عام آدمی کو باذان یا خسرو کے دو آدمی اس طرح گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش نہیں کر سکتے تھے آپؐ تو اللہ کے رسول تھے جنہوں نے خسرو کو دعوت اسلام دی تھی کیا خسرو اور باذان اتنے احمق ہو سکتے تھے کہ وہ صرف دو آدمیوں کو آپؐ کے پاس بھیج کر امید کر لیں کہ آپؐ ان کے حکم پر باذان یا خسرو کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے چل پڑیں گے؟ پھر ابن سعد نے صاف لکھا ہے "کسریٰ نے اپنے عامل یمن باذان کو لکھا کہ تم اپنے پاس سے دو بہادر آدمیوں کو اس شخص کے پاس جو حجاز میں ہے بھیجو کہ وہ دونوں میرے پاس اس کی خبر لائیں" (طبقات حصہ دوم صفحہ 31) اس تحریر کے باوجود سب ایک ہی بات لکھے جا رہے ہیں کہ باذان نے آپؐ کو گرفتار کرنے کے لئے بابویہ اور خرخسرہ کو مدینہ بھیجا تھا۔ ابن کثیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ باذان نے ان دونوں کو رسولؐ اللہ کے لئے ایک خط دیا تھا اور کہا تھا اس آدمی کے پاس جاؤ اور ان سے بات چیت کر کے مجھے صحیح صورت حال سے آگاہ کرو" (سیرت النبی جلد دوم، مکتبہ قدوسیہ لاہور صفحہ 356) اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے آپؐ سے کہا ہمارے ساتھ یمن چلیں۔

یہودیوں پر فتح

خیبر اور خیبر والے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محرم 7 ہجری میں خیبر کے لئے مدینہ منورہ سے نکلے وہ محرم کا آخری عشرہ تھا(1) ان دنوں موسم بہت گرم تھا. شمسی تقویم کے مطابق وہ مئی جون کے دن تھے آپؐ کے لشکر میں چودہ سو صحابہ کرام شامل تھے(2) ان میں سے دو سو کے پاس گھوڑے تھے لشکر کی تیاری سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس مہم میں آپؐ کے ساتھ وہی صحابہ کرام جائیں گے جو آپؐ کے ساتھ حدیبیہ میں موجود تھے اور وہاں انہوں نے آپؐ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی کچھ اور لوگوں نے اس لشکر میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی تو آپؐ نے فرمایا "جو مال کی خواہش میں اس مہم میں شامل ہونا چاہے اس کے لئے مال غنیمت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا۔"

جزیرہ نمائے عرب میں خیبر یہودیوں کا سب سے بڑا سیاسی تجارتی اور مذہبی مرکز تھا مدینہ کے شمال میں 155 کلومیٹر کے فاصلہ پر 65 مربع کلومیٹر میں پھیلی پہاڑیوں اور زرخیز وادیوں پر مشتمل خیبر کا نخلستان جزیرہ نمائے عرب کا دوسرا بڑا حَرّۃ تھا. ٹھنڈے لاوے کے نوکیلے پتھروں اور ان کے درمیان زرخیز مٹی اور میٹھے پانی کے چشموں کا خطہ تھا اس کے چشموں کی تعداد ایک سو کے قریب تھی۔ مدینہ کی مانند خیبر میں بھی کہیں زرخیز وادیاں تھیں اور کہیں نوکیلے پتھروں کے میدان تھے مگر خیبر کی پہاڑیاں زیادہ اونچی اور سنگلاخ تھیں۔ خیبر میں کھجور' انگور' انجیر' لیموں اور ترنج کے باغات تھے۔ اسی زرخیزی اور ہریاول کی وجہ سے خیبر کو حجاز کا باغ کہا جاتا تھا اس کی مختلف وادیوں اور پہاڑیوں پر بہت سی آبادیاں تھیں اور ان سب کے لئے خیبر کا نام مستعمل تھا یہ آبادیاں بھی یہودیوں کے طریقہ کے مطابق قلعہ بند تھیں جن کے گرد اونچی فصیلیں تھیں اور اندر آبادی کی ضرورت اور

تحفظ کا سب سامان موجود ہوتا تھا کچھ قلعے الگ الگ تھے۔ مختلف کتب میں ان قلعوں کی تعداد مختلف دی گئی ہے لیکن اگر ان سب کو شمار کیا جائے تو یہ تعداد سترہ ہو جاتی ہے(3) ان میں سے بعض قلعے عمودی چٹانوں پر بنائے گئے تھے اور ناقابل تسخیر سمجھے جاتے تھے(4) مجموعی طور پر خیبر کے یہودیوں کو جزیرہ نمائے عرب کی بہت بڑی فوجی قوت سمجھا جاتا تھا اور خیبر کے یہودی جزیرہ نمائے عرب کے بہترین تیر اندازوں میں شمار کئے جاتے تھے(5) ہر صبح ان کے دس ہزار جنگجو پریڈ کیا کرتے تھے اور اپنے ہتھیاروں اور زرہ بکتروں کو صاف کیا کرتے تھے(6) بعض روایات کے مطابق خیبر کے لڑنے والے جنگجوؤں کی تعداد بیس ہزار تھی جو سب یہودی تھے(7) ایک روایت میں یہ تعداد 25 ہزار بھی ہے۔

خیبر کی مارکیٹ کا تحفظ بنو غطفان کرتے تھے کیونکہ خیبر ان کے علاقہ میں واقع تھا(8) یہ مارکیٹ بڑی مشہور تھی اس میں ہر قسم کا کاروبار ہوتا تھا یہ سکہ کے کاروبار اور تبادلہ کی منڈی بھی تھی وہاں پر دستکاروں اور صنعت کاروں کے مرکز تھے۔ جزیرہ نمائے عرب کے عربوں کو شادی بیاہ کے لئے کرایہ پر زیورات دینے والے بھی اسی مارکیٹ میں ہوتے تھے مکہ کے قریش بھی انہیں سنیاروں سے زیورات خریدتے اور کرایہ پر لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک قریشی سے کچھ سامان اور زیورات گم ہو گئے تو اس نے ان سناروں کو دس ہزار دینار معاوضہ ادا کیا تھا۔ اس مارکیٹ کے تاجر صنعتکار اور سنار سب یہودی تھے بنو غطفان والے صرف اس کی مالکانہ نگرانی کرتے تھے اس مارکیٹ کا نام سوق اناطہ تھا۔

خیبر میں عربوں کی بھی تھوڑی سی آبادی تھی لیکن زمینوں باغوں قلعوں اور کاروبار کے مالک زیادہ تر یہودی ہی تھے۔ مدینہ سے بنو قینقاع اور خاص طور پر بنو نضیر کے اخراج کے بعد خیبر میں یہودیوں کی آبادی بہت بڑھ گئی تھی بنو قینقاع میں سے تھوڑے ہی خیبر میں آباد ہوئے تھے لیکن بنو نضیر کی بہت بڑی تعداد مدینہ سے نکل کر خیبر میں آباد ہو گئی تھی ان میں سے بعض کی پہلے ہی خیبر میں زمینیں اور باغات تھے مدینہ کے بنو نضیر اپنی دولت بھی ساری ساتھ لے آئے تھے اس لئے ان کے آ جانے سے خیبر کے یہودیوں کی تعداد قوت اور سیاسی اہمیت میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہو گیا تھا۔ بنو نضیر کے سرداروں حُیَیّ بن اخطب، سلام بن ابوالحقیق اور کنانہ بن ابوالحقیق کے تو وہاں اپنے قلعے بھی تھے۔ بنو نضیر مدینہ کے یہودیوں میں سب سے اعلیٰ نسب والے تھے وہ لڑاکے بھی تھے اس لئے بنو نضیر کے خیبر میں آ کر آباد ہو جانے سے خیبر کے یہودیوں کی قیادت عملاً" بنو نضیر کے سرداروں کے پاس چلی گئی تھی اور وہ بدو عربوں اور قریش کو ریاست مدینہ کے خلاف

صف آراء کرنے میں مصروف رہتے تھے مدینہ سے اخراج سے پہلے بھی جب انہوں نے دستور مدینہ کی پابندی کا عہد کر رکھا تھا وہ مکہ کے قریش کو مدینہ پر حملہ کرنے پر آمادہ کرتے رہے تھے لیکن مدینہ سے اخراج کے بعد ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں میں بہت اضافہ ہو گیا تھا. غزوہ خندق کی آزمائش میں غطفان اور فزارہ کو خیبر کی کھجوروں کی فصل سے حصہ دینے کا وعدہ کر کے بنو نضیر کے سرداروں نے ہی قریش کا ساتھ دینے پر تیار کیا تھا. مدینہ کا محاصرہ کرنے والی فوجوں میں خیبر کے یہودیوں کا لشکر بھی شامل تھا ان کے سردار حُیَیّ بن اخطب نے ہی بنو قریظہ کو دستور مدینہ کی خلاف ورزی اور مدینہ کا محاصرہ کرنے والوں کا ساتھ دینے پر تیار کیا تھا. یہودی ہر صورت ریاست مدینہ کو ختم کرنا چاہتے تھے کیونکہ اس کے بغیر وہ مدینہ واپس آ کر اپنی زمینوں اور باغوں پر پھر سے قابض نہیں ہو سکتے تھے. پہلے انہیں دکھ تھا کہ بنی اسرائیل سے باہر بنو اسماعیل سے اللہ کا کوئی رسول کیوں آ گیا اس نسلی تعصب کے ساتھ اب ذاتی اور اقتصادی نقصان کا دکھ بھی شامل ہو گیا تھا وہ دیکھ رہے تھے کہ اللہ کے دین کے فروغ سے جزیرہ نمائے عرب پر یہودیوں کی سیاسی معاشی اور ثقافتی گرفت کمزور ہو جائے گی اس وجہ سے خیبر کے یہودیوں نے اور مدینہ سے نکالے گئے یہودیوں نے ریاست مدینہ کا خاتمہ اپنا سب سے بڑا مقصد بنا لیا تھا.

دفاعی معاہدہ

حُیَیّ بن اخطب مدینہ کا محاصرہ کرنے والے لشکروں کے فرار کے بعد بنو قریظہ کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچ گیا تو خیبر کے یہودیوں کی قیادت ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کے پاس آ گئی تھی اور اس نے پھر سے بدو قبائل کو ریاست مدینہ کے خلاف متحد کرنے کی کوششیں شروع کر دی تھیں. اسی وجہ سے حضرت عبداللہؓ بن عتیک اور ساتھیوں نے اسے ٹھکانے لگا دیا تھا اس کے بعد اُسیر بن رزام اپنی دولت اور اثر و رسوخ کے زور سے مشرک قبائل کا اتحاد قائم کرنے میں مصروف ہو گیا تھا حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی زیر قیادت تیس سوار اس کی طرف بھیجے گئے تھے جب ■ اسے ان سازشوں سے باز رہنے اور ریاست مدینہ سے مفاہمت کرنے کے لئے مدینہ لا رہے تھے تو اس کی نیت بدل گئی اور وہ بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا مگر یہودی اس کے بعد بھی اپنی چالوں سے باز نہ آئے. مکہ کے قریش اور خیبر کے یہودیوں کے درمیان نئے سرے سے ایک معاہدہ طے پایا کہ اگر مسلمان مکہ کی طرف کوئی مہم لے کر جائیں تو پیچھے سے خیبر والے مدینہ پر حملہ کر کے ریاست مدینہ کو لوٹ لیں گے اور اگر وہ خیبر کی طرف بڑی مہم لے کر جائیں گے تو دوسری طرف سے مکہ

کے قریش مدینہ پر چڑھائی کر دیں گے اور اگر وہ نہ خیبر کی طرف جائیں اور نہ ہی مکہ کی طرف تو قریش اور یہودی دیگر قبائل کو ساتھ ملا کر اک بار پھر مدینہ پر بڑے لشکروں کے ساتھ حملہ کریں گے (9) یہ ریاست مدینہ کے خلاف مکہ کے قریش اور خیبر کے یہودیوں کے درمیان یہ نئی نوعیت کا معاہدہ تھا پہلے وہ ریاست مدینہ پر حملہ کرنے میں ہی ایک دوسرے سے تعاون کرتے تھے اس نئے معاہدے کے تحت انہوں نے نئی حکمت عملی طے کی تھی اور مکہ کے قریش اور خیبر کے یہودیوں کے تحفظ کو بھی قریش اور یہودیوں کی مشترکہ ذمہ داری قرار دے دیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذیقعد 6 ہجری میں چودہ سو صحابہ کرام کے ہمراہ عمرہ کے لئے مکہ کی طرف گئے تھے آپؐ کے ساتھیوں کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا لہٰذا یہ مکہ پر چڑھائی نہیں تھی۔ ذیقعد تھا بھی ان مہینوں میں سے جن میں عرب کی قدیم روایت کے مطابق کوئی کسی سے لڑائی نہیں کر سکتا تھا۔ شاید اسی وجہ سے خیبر کے یہودیوں نے پیچھے سے مدینہ پر حملہ نہیں کیا تھا ورنہ قریش کے ساتھ مشترکہ دفاع کا ان کا معاہدہ اس وقت بھی موجود تھا۔ حدیبیہ میں جو صورت احوال پیش آ گئی تھی اور قریش کے اتحادیوں نے جس طرح ان کا ساتھ دینے کی بجائے اللہ کے رسول ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں کے عمرہ کے لئے مکہ میں داخل ہونے میں رکاوٹ پیدا نہ کرنے کی حمایت کی تھی اس سے قریش مکہ کو رسول اللہ ﷺ سے دس سال تک جنگ نہ کرنے اور ایک دوسرے کے خلاف کسی سازش میں شامل نہ ہونے کا معاہدہ کرنا پڑ گیا تھا اس سے قریش کی Face Saving بھی ہو گئی تھی اور ان کے لئے تجارتی راستے بھی کھل گئے تھے یہ ان کی بہت بڑی ضرورت تھی ان کی ساری اقتصادیات کی بنیاد تجارت تھی۔ یہودیوں کی مانند ان کے نہ باغات تھے اور نہ کھیت تھے اپنی روایتی سرداری اور خوشحالی کی مجبوریوں کے تحت بھی انہیں اللہ کے رسول ﷺ سے معاہدہ کرنا پڑ گیا تھا اور اس معاہدے کی رو سے اب وہ یہودیوں کی مدد نہیں کر سکتے تھے ریاست مدینہ کے ساتھ معاہدے سے ان کا یہودیوں کے ساتھ مشترکہ دفاع کا معاہدہ خود بخود ختم ہو گیا تھا مدینہ کی اسلامی ریاست کے لئے یہ بہت بڑی کامیابی تھی۔

اب تک اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جزیرہ نمائے عرب کی تین بڑی قوتیں سرگرم عمل رہی تھیں مکہ کے قریش، یہودی اور نجد کا طاقتور قبیلہ بنو غطفان اس قبیلے کی آگے بہت سے شاخیں تھیں جو نجد کے صحراؤں اور ریگستانوں میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں یہودیوں کا سب سے بڑا گڑھ خیبر بنو غطفان کے خطہ میں واقع تھا۔ یہودیوں کے پاس دولت کی فراوانی تھی بنو غطفان کے پاس افرادی قوت تھی اور وہ ہمہ وقت لوٹ مار اور کرائے کی فوج کے

طور پر لڑنے کیلئے تیار رہتے تھے حدیبیہ کے معاہدہ کے تحت مکہ کے قریش تو وقتی طور پر غیر جانبدار ہو گئے تھے لیکن باقی دونوں قوتیں اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کی دشمنی پر کمربستہ تھیں اور اس بات کا امکان تھا کہ وقت کے ساتھ وہ دیگر قبائل اور قوتوں کو بھی ساتھ ملا لیں اور ریاست مدینہ کے خلاف کوئی نیا عظیم تر اتحاد قائم کر لیں۔ یہودی سازش اور سفارتکاری کے ماہر تھے وہ کسی بھی وقت کرائے کے لشکر جمع کر سکتے تھے اور ان کے ہوتے ہوئے ریاست مدینہ کو کبھی بھی امن نصیب نہیں ہو سکتا تھا(10) لہٰذا انہیں کوئی نیا جال بننے کے لئے وقت نہیں دیا جا سکتا تھا۔ اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی قوت کو غیر موثر بنانے کے لئے فوری اقدام کا فیصلہ کیا اور شدید گرم موسم میں اپنے مرکز سے 155 کلومیٹر دور یہودیوں اور بنو غطفان کے مشترکہ علاقے کی طرف روانہ ہو گئے۔

"محمد (ﷺ) آ رہے ہیں ڈرنا نہیں"

مدینہ منورہ میں اب بھی یہودی موجود تھے ان کی ہمدردیاں اپنے ہم مذہب اہل خیبر کے ساتھ تھیں عبداللہ بن ابی کی ہمدردیاں بھی اللہ اور اسلام کے دشمنوں کے ساتھ تھیں خیبر والوں کو فوری طور پر اللہ کے رسول ﷺ کے خیبر کیلئے مہم کی تیاری کی خبر پہنچا دی گئی تھی پہلے تو انہیں یقین نہ آیا کیونکہ "خیبر کی قوت اور اس کے ناقابل تسخیر ہونے کے بارے میں تو جزیرہ نمائے عرب میں محاورے مشہور تھے"(11) اور یہودیوں کو اپنی قوت پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ مسلمان ان کے مرکز پر حملہ کی جرأت بھی کریں گے لیکن جب آپؐ کی مدینہ سے روانگی کا وقت آیا تو عبداللہ بن ابی بن سلول نے یہودیوں کو پیغام بھیجا "محمد (ﷺ) تم سے لڑنے کے لئے تمہارے شہر کی طرف روانہ ہو چکے ہیں اپنا بچاؤ کر لو لیکن زیادہ ڈرنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ تمہاری تعداد اور تمہارا سامان جنگ بہت زیادہ ہے محمد (ﷺ) کی جماعت تو مٹھی بھر ہے ان کے پاس زرہیں بھی نہیں اور ہتھیار بھی بہت کم ہیں" خبر کی تصدیق ہو گئی تو کنانہ بن ابوالحقیق اور ہوذہ بن قیس اپنے اتحادی بنو غطفان سے مدد لینے گئے۔ بنو غطفان نے ان کی مدد کیلئے چار ہزار جنگجو خیبر بھیجنے سے اتفاق کر لیا اس مدد کے بدلے میں یہودی سرداروں نے انہیں خیبر کی کھجوروں کی فصل کا نصف دینے کا وعدہ کیا(12) اسی دوران یہودی اپنے قلعوں میں ہتھیار خوراک اور پانی جمع کرتے رہے۔

ہر قسم کی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی روانگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سباع بن عرفطہ غفاری کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا(13) آپؐ نے دو بڑے جھنڈے تیار کروائے ان میں سے ایک جھنڈے کا رنگ سیاہ تھا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی چادر سے بنایا گیا تھا۔ ان بڑے جھنڈوں میں سے ایک حضرت حباب بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ اور دوسرا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔ لشکر میں بیس خواتین بھی شامل ہو گئیں ان میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا، حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ بھی شامل تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ان خواتین کے عزم کے بارے میں معلوم ہوا تو آپؐ نے ان سے پوچھا "تم لشکر اسلام کے ساتھ کیوں جا رہی ہو؟"

انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی کریں گی اور لڑنے والوں کیلئے پانی لائیں گی"

اللہ کے رسول ﷺ نے ان خواتین کو اجازت دے دی رسول اللہ نے لشکر کے آگے چلنے والے دستوں کی کمان حضرت عکاشہ بن محصن کے سپرد کی باقی لشکر کے ایک حصہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کماندار مقرر فرمایا اور دوسرے پر ایک اور صحابی کو۔ رسول اللہ ﷺ بڑی تیزی اور راز داری سے خیبر پہنچنا چاہتے تھے آپؐ نے قبیلہ اشجع کے دو افراد کو لشکر اسلام کا رہنما مقرر فرمایا۔ خیبر کے یہودیوں کی قوت اور ان کے قلعوں کی مضبوطی کا زمانہ قدیم سے سارے عرب میں شہرہ تھا لیکن لشکر اسلام میں شامل صحابہ کرام کے جوش و جذبہ کا یہ عالم تھا کہ وہ بلند آواز میں اللہ اکبر لا الہ اللہ کا ورد کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا "اللہ نہ تو بہرہ ہے اور نہ ہی تم سے دور ہے وہ تو تم سے قریب تر ہے اپنی آوازیں آہستہ رکھو"

خبر

خیبر کی مہم کیلئے تیاری کی منادی ہوئی تو قبیلہ اوس کے حضرت ابو عبس بن جبر نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تھا "یا رسولؐ اللہ میرے پاس سواری کے لئے اونٹ تو موجود ہے لیکن میرے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں اور سفر کیلئے کپڑے خریدنے کو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے"

رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک اعلیٰ قسم کا چوغہ عنایت فرمایا تھا۔
چاندنی رات تھی ایک سوار لشکر میں سب سے آگے جا رہا تھا رسول اللہ نے پوچھا "وہ کون سوار ہے؟"
صحابہ نے عرض کیا "یارسولؐ اللہ ابو عبسؓ ہے"
آپ نے فرمایا "اسے میرے پاس لاؤ"
صحابہ نے اسے گھیر لیا' ابو عبسؓ گھبرا گیا' سوچنے لگا کوئی خطا تو سرزد نہیں ہو گئی رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش کیا گیا تو آپؐ نے پوچھا "تم سارے لشکر سے الگ کیوں چل رہے ہو؟"
اس نے عرض کیا "یا رسول اللہ میرا اونٹ بہت منہ زور ہے میں تو روکتا ہوں مگر یہ سب سے آگے نکل جاتا ہے"
رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ اس نے گھٹیا قسم کا چوغہ پہن رکھا ہے آپؐ نے پوچھا "وہ چوغہ کیا ہوا جو میں نے تمہیں دیا تھا؟"
ابو عبسؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ گھر میں بچوں کیلئے بھی کچھ نہیں تھا میں نے وہ چوغہ آٹھ درہم میں فروخت کر دیا تھا۔ ان میں سے دو درہم گھر کے خرچ کے لئے چھوڑ آیا ہوں دو درہم سے زادِ سفر خرید لیا ہے اور باقی جو چار درہم بچے تھے ان سے یہ چوغہ خرید لیا"
رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا "ابو عبسؓ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اور تمہارے غریب ساتھی کچھ عرصہ زندہ اور سلامت رہے تو تمہارے پاس زادِ سفر کیلئے بہت کچھ ہوا کرے گا اپنے اہل خانہ کو خرچ کیلئے بھی تم کافی رقم دیا کرو گے تمہارے پاس بہت سے درہم اور غلام ہوں گے مگر اس میں تمہارے لئے بھلائی نہیں ہو گی"

حدی خواں

رات کی خاموشی میں کسی حدی خواں کی سحر انگیز آواز گونجی

"اے اللہ اگر تیرا کرم نہ ہوتا
تو ہم ہدایت نہ پاتے
نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے
ہماری جانیں آپ پر نثار
ہماری کوتاہیاں معاف فرما

اور ہمیں مقابلے میں ثابت قدم رکھ
جو لوگ ہم سے زیادتی کرتے ہیں
اور فتنہ پھیلاتے ہیں
ہم ان کا مقابلہ کرتے ہیں
اے اللہ ہم پر سکینت نازل فرما
ہم تیرے فضل کے محتاج ہیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز سنی تو دریافت فرمایا "یہ کون حدی خواں ہے؟"(14)
"عامر بن اکوع ہیں یا رسول اللہ" صحابہؓ نے عرض کیا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ اس پر رحمت فرمائے"
حضرت عمر فاروق ؓ نے حضرت عامر بن اکوع کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی دعا سنی تو عرض کیا "یا رسولؐ اللہ اس کے لئے تو شہادت واجب ہو گئی آپؐ نے ہمیں اس کے وجود سے مزید فائدہ حاصل کرنے کی مہلت دی ہوتی"
صحابہ کا ایمان تھا کہ میدان جنگ اور سفر جہاد میں اللہ کے رسول ﷺ جس کسی کے حق میں اللہ کی رحمت کی دعا کریں وہ شہادت پر فائز ہو جاتا ہے۔

حضرت حباب ؓ کا مشورہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین روز میں خیبر کے قریب پہنچ گئے(15) صہبا کے مقام پر عصر کی نماز ادا کی کھانے میں خشک ستو پیش کئے گئے۔ آپؐ نے فرمایا انہیں ملا دیں اس کے بعد آپؐ نے صرف کلی اور پہلے وضو سے ہی شام کی نماز ادا کی۔ آپؐ نے اور لشکر اسلام نے عشاء کی نماز بھی وہیں ادا کی یہ مقام خیبر سے 19 کلومیٹر (ایک برید) کے فاصلہ پر تھا۔ آپؐ نے راستہ دکھانے والوں کو بلوایا ان میں سے ایک کا نام حسیل بن خارجہ تھا آپؐ نے فرمایا "وادیوں اور گھاٹیوں کے دوسری طرف ایسے مقام تک چلو جو بنو غطفان اور خیبر کے درمیان واقع ہو"
رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا خیبر کے قلعوں اور آبادیوں کا چکر کاٹ کر حسیل ایک ایسے مقام پر رک گیا جہاں سے کئی اطراف کو راستے جاتے تھے۔ "یا رسولؐ اللہ یہ سب راستے ہماری منزل کی طرف جاتے ہیں ان میں سے کس پر چلوں؟"
آپؐ نے فرمایا "ان راستوں کے نام کیا ہیں؟"

حسیل بن خارجہ نام گنئے "حزن! شاش! حاطب! مرحب!"

رسول اللہ ﷺ نے راستہ دکھانے والے کو مرحب پر چلنے کا حکم دیا اس راستہ پر چلتے ہوئے آپؐ اور آپؐ کا لشکر رجیع نام کی ایک وادی میں پہنچ گیا(16) یہ وادی ایسے مقام پر تھی کہ بنو غطفان کی طرف سے آنے والے راستے اسی سے ہو کر آگے خیبر کی طرف جاتے تھے اس وادی سے آگے نکل کر آپؐ نے وادی الخمض نام کا نالہ عبور کیا اور النطاۃ کی وادی میں کیمپ لگانے کا حکم دیا۔ حضرت حباب ؓ بن المنذر نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ یہ جگہ یہودیوں کے قلعوں سے بہت قریب ہے اس کے ارد گرد کھجور کے درختوں کے گھنے جھنڈ اور سیم کے پانی کے جوہڑ ہیں ہم نشیب میں ہوں گے اور یہودی اوپر قلعوں میں ہوں گے ■ بڑے ماہر تیر انداز ہیں اور ان کا نشانہ بہت ٹھیک ہوتا ہے قلعوں کی بلندیوں سے نیچے آنے والے تیر دور تک جائیں گے اس طرح ■ آسانی سے ہمیں نشانہ بنا سکیں گے. یہ بھی خدشہ ہے کہ ■ قلعوں سے نکل کر کھجور کے درختوں کے جھنڈوں میں چھپ جائیں اور ہمارے کیمپ پر شبخون ماریں یا اچانک حملہ کر دیں ہمیں ایسی جگہ کیمپ لگانا چاہیے جو کھلا میدان ہو دشمن کے تیر بھی وہاں تک نہ پہنچ سکیں اور نہ ہی وہاں اتنے درخت ہوں کہ کوئی ان میں چھپ کر ہم پر اچانک حملہ کر سکے"

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حباب بن منذر ؓ کا مشورہ پسند کیا اور فرمایا "تیرا مشورہ درست ہے" پھر آپؐ نے حضرت محمدؓ بن مسلمہ کو حکم دیا "لشکر گاہ کیلئے ایسی جگہ ڈھونڈو جو قلعوں سے دور بیماریوں سے محفوظ اور درختوں سے صاف ہو" حضرت محمدؓ بن مسلمہ نے گھوم پھر کر جائزہ لیا اور وادی رجیع میں ہی اسلامی لشکر کی خیمہ گاہ قائم کرنے کی درخواست کی۔ رسولؐ اللہ ﷺ نے واپس چل کر اسی وادی میں کیمپ قائم کرنے کا حکم دیا سامان وہاں پر اتار دیا گیا خواتین کو وہاں چھوڑ دیا۔ حضرت عثمانؓ کو اس کیمپ کا نگران مقرر فرمایا اور کیمپ کی حفاظت کیلئے کچھ صحابہ کو ان کے پاس چھوڑ دیا اور باقی صحابہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف پلٹ گئے(17) اور صبح منہ اندھیرے یہودیوں کے قلعوں اور بستیوں کے سامنے پہنچ گئے وہاں آپؐ نے صبح کی نماز ادا کی۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا

جب خیبر کے قلعے اور بستیاں نظر آئیں تو آپؐ نے صحابہ سے کہا رک جاؤ' سارا لشکر رک گیا' آپؐ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔

- "اے اللہ!

اے سات آسمانوں اور ان اشیاء کے رب جن پر یہ آسمان سایہ کئے ہوئے ہیں
اے سات زمینوں اور ان چیزوں کے رب جو ان زمینوں پر موجود ہیں
اور شیطانوں اور ان کے رب جنہیں شیطانوں نے گمراہ کیا ہے
اے ہواؤں اور جنہیں ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں ان کے رب
ہم تجھ سے اس بستی کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں
اس بستی میں رہنے والوں اور اس کی اشیاء کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں
اور اس بستی کے شر سے
اس کے باسیوں کے شر سے
اور اس میں پائی جانے والی چیزوں کے شر سے۔
تیری پناہ مانگتے ہیں"
دعا ختم ہوئی تو آپؐ نے فرمایا "اللہ کے نام کے ساتھ آگے بڑھو"

اللہ اکبر

صبح ہوئی یہودی اپنے کھیتوں اور باغوں میں کام کرنے کے لئے قلعہ بند بستیوں اور قلعوں سے باہر نکلے انہوں نے بیلچے اور ٹوکریاں وغیرہ اٹھا رکھے تھے وہ اپنے کھیتوں اور باغوں میں کام کرنے جا رہے تھے۔ اسلامی لشکر کو دیکھتے ہی وہ "واللہ محمد اور ان کے لشکر' محمد اور ان کے لشکر" چلاتے ہوئے واپس اپنی بستیوں اور قلعوں کی طرف دوڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو بدحواسی میں دوڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا "اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا جب ہم کسی ایسی قوم کے میدان میں پہنچتے ہیں جسے پہلے ہی تنبیہہ کی گئی ہو تو اس کیلئے وہ ایک بری صبح ہوتی ہے"

رسولؐ اللہ کی جنگی اسکیم

خیبر میں چھوٹے اور بڑے قلعوں کی تعداد سترہ کے قریب تھی ان میں سے کچھ اونچی پہاڑیوں پر بنے تھے بعض کھجور کے گھنے باغوں میں گھرے ہوئے تھے جو کھلے میدان میں تھے ان کے گرد سیم کے پانی کے جوہڑ تھے ان قلعوں کے نام اس طرح تھے۔ الواطیح' السلالم' الصعب' النطاۃ' الزبیر' الشق' حصن اُبی' المنازل' النعیم' السمران یا السموال' النظار' الکتیبہ' القصوہ' المریط اور القموص۔ اہل علم نے ان قلعوں کو تین گروپوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کی ہے یہ تقسیم ایک

دوسرے سے قربت اور محل وقوع کی بنیاد پر کی گئی ہے لیکن اصل اہمیت ان قلعوں کی تین گروپوں کی تقسیم کی نہیں ان کی تعداد اور محل وقوع کی ہے یہ سب ایک دوسرے سے دور الگ الگ پہاڑیوں پر وادیوں اور نخلستانوں میں واقع تھے۔ مختلف روایات کے مطابق ان میں مجموعی طور پر دس سے پچیس ہزار تک ماہر لڑنے والے یہودی موجود تھے۔ واقدی کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے خیبر پہنچنے سے پہلے ہی بنو اسد اور بنو غطفان کے جنگجو بھی خیبر پہنچ چکے تھے(18) لیکن اگر ابن اسحاق کی روایت کو درست سمجھا جائے کہ بنو غطفان اس وقت تک خیبر نہیں پہنچے تھے تو بھی خیبر کے یہودیوں کی فوجی قوت کم از کم دس ہزار تھی ان کے پاس اسلحہ بھی اعلیٰ قسم کا تھا قلعہ کی دیواروں کے اوپر سے پتھر پھینکنے کیلئے منجنیقیں بھی تھیں اور ان دس ہزار جنگجو یہودیوں کو شکست دے کر ان کے سترہ قلعے فتح کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف چودہ سو صحابہ تھے۔

یہودی اپنے شہر میں تھے۔وہ میدانی صورتحال راستوں ندی نالوں اور چشموں کے محل وقوع سے اچھی طرح واقف تھے ان کے پاس خوراک کے وافر ذخائر تھے اہل اسلام 155 کلومیٹر دور سے آئے تھے خیبر تک کے راستوں سے بھی واقف نہیں تھے اس کیلئے بھی وہ راستہ دکھانے والے ساتھ لائے تھے اس لحاظ سے بھی میدانی اور جنگی حالت یہودیوں کے حق میں تھی چودہ سو صحابہ کے ساتھ ان سب قلعوں کا بیک وقت محاصرہ بھی ممکن نہیں تھا یہودیوں کے روایتی ناقابل تسخیر مرکز میں مقابلہ ایک اور آٹھ کے درمیان تھا شاید انہی کوائف کو سامنے رکھ کر قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے خیبر پر حملہ کے بارے سن کر یہودیوں کی فتح کے بارے میں شرطیں باندھ لی تھیں لیکن اہل اسلام کو اللہ کی مدد پر یقین کامل تھا اور ان کی قیادت اللہ کے رسول ﷺ خود فرما رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ میدانی کوائف کو سامنے رکھ کر تھوڑی سپاہ کو بڑے بڑے لشکروں سے لڑانے اور کامیابی حاصل کرنے کی پیغمبرانہ مہارت رکھتے تھے آپؐ نے سارے لشکر کو ایک ہی جگہ جمع کرکے جنگ کا روایتی طریقہ اختیار نہیں کیا چھوٹے چھوٹے دستے مختلف اطراف میں روانہ کر دیئے جس سے یہودیوں کو ہر قلعہ کی حفاظت کیلئے کچھ فوج وہاں چھوڑنا پڑی سب سے بڑا لشکر جس کی قیادت رسول اللہ ﷺ خود فرما رہے تھے صبح سویرے وادی الجمض کو عبور کرکے حصن صعب کے دائیں طرف نمودار ہوا تو یہودی "واللہ محمد اور اس کے لشکر" چلاتے ہوئے قلعوں اور بستیوں کی طرف بھاگ گئے اور دروازے بند کر لئے۔

سخت معرکہ

یہودیوں کی کونسل کا ہنگامی اجلاس ہوا جس میں لشکر اسلام کے اچانک پہنچ جانے سے پیدا

ہونے والی صورت حال پر غور کیا گیا(19) سلام بن مشکم نے اپنی قوم سے کہا "بہادروں کی طرح لڑو، بھاگتے ہوئے قتل ہو جانے سے لڑتے ہوئے مرجانا بہتر ہے" یہودیوں نے اس کے مشورہ کو قبول کیا اور جانوں کی بازی لگا دینے کا عزم کر کے اجلاس سے باہر آئے۔ یہودی لشکر جمع کر کے کھلے میدان میں مقابلہ کیلئے نکل آئے ان کے لشکر میں سب سے آگے مرحب بن ابی مرحب "اہل خیبر مجھے خوب جانتے ہیں میں مرحب ہوں اور میرا زیور ہتھیار ہیں میں میدانوں کا آزمودہ ہوں میں کبھی نیزہ و تیر مارتا ہوں اور کبھی تلوار چلاتا ہوں" کا رجز پڑھتا ہوا آ رہا تھا۔

مہاجرین کے دستہ کی کمان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کر رہے تھے انصار کے دستہ کی کمان حضرت سعدؓ بن عبادہ کے پاس تھی بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ یہودیوں نے مسلمانوں کی صفوں میں شگاف ڈال دیئے رسول اللہ ﷺ خود ایک دستہ کے ساتھ آگے بڑھے زبردست مقابلہ کے بعد یہودی پسپا ہو گئے اسی روز حضرت محمودؓ بن مسلمہ مرحب سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے بھائی حضرت محمد بن مسلمہ سے فرمایا تھا "مجھے امید ہے کہ اللہ تجھے مرحب پر غلبہ دے گا اور تو اپنے بھائی کے بدلہ میں اسے قتل کرے گا"

اس روز کی شدید لڑائی میں حضرت ربیعؓ بن اکثم الاسدی اور کچھ دیگر صحابی بھی شہید ہو گئے تھے حضرت سعدؓ بن عبادہ کا بھتیجا بھی اس لڑائی میں شدید زخمی ہو گیا تھا اسی مقابلے کی سختی کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو خوشخبری دی تھی "اب کبھی بھی یہودی ہمیں تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ ہم ان پر فتح یاب ہوں گے۔"

رات آپؐ رجیع کے کیمپ میں گزارتے تھے لیکن یہودیوں کی آبادیوں اور قلعوں کی نگرانی کیلئے کچھ دستے وہاں موجود رہتے تھے بنو غطفان کو خیبر پر مسلمانوں کے حملہ کی خبر ملی تو ■ ایک لشکر لے کر ان کی مدد کیلئے نکلے۔ رسول اللہ ﷺ خبر رسانی پر بھی توجہ دیتے تھے۔ بنو غطفان کی روانگی کا آپؐ کو علم ہو گیا تو آپؐ نے ایک تیز رفتار دستہ دوسرے راستہ سے بنو غطفان کے علاقہ کی طرف روانہ کر دیا بنو غطفان کو اس دستہ کے بارے میں معلوم ہوا تو وہ وہیں سے واپس لوٹ گئے تاکہ مسلمان ان کے گھروں پر حملہ کر کے انہیں لوٹ نہ لیں اور ان کے اہل ■ عیال پر کوئی مصیبت نہ آ جائے(20) اس حکمت عملی سے آپؐ نے یہودیوں کو ان کے اتحادیوں کی مدد سے محروم کر دیا۔

حصن ناعم کی فتح

کیتبہ کی تنگ وادی میں چالیس ہزار کھجور کے درخت تھے۔ ان درختوں کے اندر مربطہ،

وطیع' سلالم اور قموص کے قلعے تھے اس کے دائیں ہاتھ ناطحہ کی طرف درخت نہیں تھے. رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے ناطحہ کے قلعوں اور آبادیوں کو تسخیر کرنے کا منصوبہ بنایا اور سب سے پہلے مسلمانوں نے بنی قمہ کی قلعہ بند بستی فتح کی. یہودیوں کے سب سے بڑے جنگجو مرحب کا بھائی الیاس اور اس کی قوم اسی بستی میں رہتے تھے. ان یہودیوں کی عورتیں اور بچے تو پہلے ہی دوسرے محفوظ قلعوں میں منتقل ہو گئے تھے بستی کی حفاظت کرنے والے بھی مقابلہ نہ کر سکے اور پسپاء ہو کر دوسرے قلعوں میں منتقل ہو گئے تھے. ناطحہ کے قلعوں میں ناعم نامی قلعہ بہت مضبوط تھا اس کے سامنے کھلا میدان تھا قلعہ کی فصلیں بلند تھیں دروازے مضبوط تھے اور یہودیوں نے بہت سا اسلحہ اور جنگجو اس قلعہ میں بھر دیئے تھے باقی بڑے قلعے اس کے عقب میں تھے لہٰذا اسے فتح کئے بغیر ان کا محاصرہ یا ان تک جانا دشوار تھا اور اس کے فتح ہو جانے سے الشائق اور الکتیبہ کے قلعوں کی طرف راستے صاف ہو جاتے تھے اس لئے یہودیوں نے اسی جگہ اپنی قوت جمع کر دی تھی. رسول اللہ ﷺ نے ناعم کے محاصرہ کا حکم دے دیا اور آٹھویں روز قلعہ پر حملہ کرنے والی فوج کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا یہودی قلعہ کی اونچی فصیلوں پر سے اسلامی لشکر پر تیر اور پتھر پھینکتے تھے اور انہیں قلعہ کے دروازوں کے قریب نہیں آنے دیتے تھے اللہ کے رسول ﷺ کی رہنمائی میں مسلمان محفوظ فاصلہ پر رہتے تھے کئی بار یہودی لشکر قلعہ سے باہر آیا وہ مسلمانوں کو للکارتے اور زبردست مقابلہ کے بعد پھر سے قلعہ کے اندر چلے جاتے تھے. ان کا سپہ سالار سلام بن مشکم مارا گیا تو حارث بن ابو زینب ان کا سپہ سالار بنا ایک روز بنو خزرج نے اسے دندان شکن جواب دیا اور واپس قلعہ میں دھکیل دیا(21) نو روز کی لڑائی اور محاصرہ سے یہودیوں کی قوت مدافعت کمزور ہونے لگی تھی اسلامی لشکر میں بھی قلعہ فتح نہ ہونے سے تھکاوٹ کے آثار پیدا ہونے لگے تھے آخر رسول اللہ ﷺ نے قلعہ پر فیصلہ کن حملے کا ارادہ کر لیا اور فرمایا "کل میں جھنڈا اس شخص کے سپرد کروں گا جس کے ذریعے اللہ قلعہ کو فتح فرمائے گا"(22)

اگلی صبح جب اسلامی لشکر روانگی کے لئے تیار ہوا تو سب دستوں کے کمانداروں کے پاس اپنے اپنے جھنڈے تھے اور سب کی خواہش تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ سپہ سالار کا جھنڈا اسے عنایت کریں کیونکہ سب کو یقین تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق آج ناعم کا قلعہ فتح ہو جائے گا اس لئے سب ہی چاہتے تھے کہ اس قلعہ کی فتح کا کارنامہ اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں سپہ سالار کیلئے علم تھا اور آپؐ اللہ سے دعا مانگ رہے تھے اور سب دستے اور ان کے کماندار سامنے کھڑے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے اسلامی لشکر کا جھنڈا

حضرت علی ؓ کے سپرد کر دیا اور فرمایا "اس قوم کے میدان میں پہنچ کر اسے اسلام کی طرف بلاؤ اور اگر وہ یہ دعوت قبول کرلیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کیا کیا حقوق انہیں ادا کرنا ہوں گے اے علی اگر اللہ تعالیٰ تمہاری دعوت پر ایک شخص کو بھی ہدایت عطا کر دیں تو تمہارے لئے وہ ایک سو سرخ اونٹوں سے بہتر ہو گا"

حضرت علی رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ساتھ ناعم کے قلعہ کے سامنے پہنچے اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق سب سے پہلے یہودیوں کو اسلام کی طرف بلایا مگر انہوں نے دعوت مسترد کر دی اور مقابلہ کیلئے قلعہ سے باہر نکل آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی پیشگوئی پوری کر دی اور حضرت محمد بن مسلمہ کو اپنے بھائی کے قاتل یہودیوں کے سب سے بڑے جنگجو مرحب کو جہنم رسید کرنے کی توفیق عنایت فرمائی(23) حضرت محمد بن مسلمہ نے مرحب کے دونوں پاؤں کاٹ دیئے تو اس نے درخواست کی کہ میرا سر بھی کاٹ دو۔ حضرت محمد بن مسلمہ نے جواب دیا بالکل نہیں تاکہ تو بھی اسی طرح موت کی اذیت برداشت کرے جس طرح میرے بھائی نے کی تھی۔ حضرت علیؓ ادھر سے گزرے تو انہوں نے تلوار سے مرحب کا سر بھی کاٹ دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت علیؓ اور حضرت محمد بن مسلمہ دونوں نے مرحب کے لباس حرب اور ہتھیاروں کا دعویٰ پیش کیا تو آپؐ نے اس کی تلوار نیزہ خود اور مغفر حضرت محمد بن مسلمہ کو عطا کر دیئے(24) حضرت زبیر نے مرحب کے بھائی یاسر کا مقابلہ کرکے اسے قتل کر دیا یہودیوں نے مجاہدین اسلام کا بہت بہادری سے مقابلہ کیا مگر اللہ نے اس قوم کے مقدر میں رسوائی لکھ دی تھی اس روز مسلمانوں نے 70 یہودی قتل کئے ان کے زخمیوں کے میدان جنگ میں ڈھیر لگ گئے(25) ان کا سپہ سالار حارث بن ابو زینب بھی مارا گیا یہودی میدان جنگ سے فرار ہو گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور قلعہ کے دروازے پر قبضہ کرلیا یہودی سپاہ قلعہ کے عقبی دروازوں سے فرار ہو کر حصن صعب میں جمع ہو گئی حصن صعب قلعہ ناعم سے متصل کھجور کے گھنے باغ میں واقع تھا اللہ نے محاصرہ کے دسویں روز مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی اور اپنے رسولؐ کی پیش گوئی پوری کر دی۔ یہودیوں کے اہم ترین قلعہ کی فتح کے روز لشکر اسلام کی قیادت حضرت علی کے نامہ اعمال میں لکھی گئی۔

حصن صعب پر قبضہ

ناطمہ کے قلعوں میں صعب بن معاذ کا قلعہ بہت مضبوط تھا اس کے چاروں طرف کھجوروں

کے باغات تھے خیبر کے جو قلعے ابھی تک فتح نہیں ہوئے تھے وہ اس کے عقب میں تھے اس لئے ان پر حملہ سے پہلے حصن صعب پر قبضہ ضروری تھا یہودیوں نے اس قلعہ میں بھی ہتھیار جمع کر رکھے تھے۔ ناعم کے قلعہ سے بھاگنے والے بہت سے یہودی جنگجو بھی اس قلعہ میں جمع ہو گئے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عقب اور شق کے قلعوں سے پہلے اسی پر حملہ ہو گا۔

قبیلہ اسلم کی شاخ بنو سہم کے لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے "یا رسولؐ اللہ ہمارے پاس تو کھانے کو کچھ بھی نہیں بچا اور ہم نڈھال ہو رہے ہیں"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یا اللہ تو ان لوگوں کے حال سے واقف ہے میرے پاس انہیں دینے کے لئے کچھ بھی نہیں تو ان کی مدد فرما اور انہیں یہودیوں کے اس قلعہ کی فتح سے سرفراز فرما جو ان کے لئے فائدہ مند ہو اور جس میں خوراک کا سب سے بڑا ذخیرہ اور چربی ہو"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کا علم حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور انہیں قلعہ صعب بن معاذ پر یلغار کا حکم دیا تین روز تک محاصرہ جاری رہا۔ رسول اللہ ﷺ کو مشورہ دیا گیا کہ کھجور کے کچھ درخت کاٹ دیئے جائیں مگر آپؐ نے اس سے اتفاق نہ کیا۔ یہودیوں نے زبردست مقابلہ کیا تیسرے روز اللہ کے رسول ﷺ نے قلعہ صعب کی فتح کیلئے دعا فرمائی تو مسلمانوں نے آگے بڑھ کر حملہ کر دیا۔ سب سے آگے قبیلہ اسلم اور بنو سہم کے مجاہدین تھے یہودیوں نے قلعہ سے نکل کر مقابلہ کیا مگر اللہ نے اپنے نبیؐ کی دعا قبول فرمالی اور غروب آفتاب سے پہلے قلعہ فتح ہو گیا خوراک کا بڑا ذخیرہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا جس میں کھجوریں' چھوارے' روغن زیتون' مکھن اور چربی وغیرہ شامل تھے۔ اسی قلعہ سے مجاہدین اسلام کو منجنیق اور دبابے بھی ملے۔ منجنیق قلعہ کی فصیل پر بھاری پتھر پھینکنے کی مشین ہوتی تھی اور دبابہ لکڑی کا گاڑی نما ڈبہ ہوتا تھا اور فصیل پر حملہ کے کام آتا ہے اس میں چھپ کر حملہ کرنے والے فصیل کے نیچے تک جا سکتے تھے اور اوپر سے برسائے گئے تیروں سے محفوظ رہتے تھے ■ فصیل یا قلعہ کے دروازے کے قریب جا کر ان میں نقب لگا سکتے تھے مسلمانوں کے پاس اس سے پہلے یہ دونوں اہم ترین ہتھیار نہیں تھے منجنیق دور قدیم کی توپ تھی تو دبابہ کو اس زمانے کا ٹینک کہا جا سکتا ہے۔

قلعہ الزبیر کی فتح

دو اہم ترین قلعے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد یہودیوں نے اپنی قوت فرنٹ لائن کے تیسرے قلعہ میں جمع کر دی تھی کتب میں اس قلعہ کا نام الزبیر لکھا گیا ہے یہ قلعہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر

تھا جس کی اطراف عمودی چٹانوں سے استوار تھیں اس کی بلندی اور چٹانوں کے عمودی ہونے کی وجہ سے اس تک رسائی بہت دشوار تھی اور اس پر قبضہ کئے بغیر اس کے عقب کی طرف کے قلعوں پر حملہ ممکن نہیں تھا کیونکہ اس صورت میں مسلمان یہودیوں کے گھیرے میں آ سکتے رسول اللہ ﷺ نے حالات کا جائزہ لے کر قلعہ الزبیر کا محاصرہ کرنے کا فیصلہ کیا تو لشکر اسلام نے اس پہاڑی اور قلعہ کے راستوں کو گھیرے میں لے لیا۔

مسلمانوں کے جذبہ جہاد اور رسول اللہ ﷺ کی کامرانیوں کو دیکھ کر خیبر کے اکثر یہودیوں کو یقین ہونے لگا تھا کہ ان کے قلعے اور شہر سرنگوں ہو جائیں گے اور اللہ کے رسول ﷺ کو کامیابی نصیب ہو گی۔ ایک روز ایسے ہی یہودیوں میں سے ایک یہودی اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اور اپنے خاندان کیلئے سلامتی کا وعدہ لے کر آپ ؐ کو بتایا کہ الزبیر کے قلعہ میں محصور یہودی فوج کے لئے ایک چشمہ سے خفیہ راستوں کے ذریعہ پانی فراہم کیا جاتا ہے اس قلعہ کو فتح کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ قلعہ والوں کو پانی کی فراہمی بند کر دی جائے ورنہ جب تک انہیں پانی ملتا رہے گا انہیں محاصرہ کی کوئی پرواہ نہیں ہو گی کیونکہ قلعہ میں خوراک کا وافر ذخیرہ موجود ہے اس پر حملہ کی کوئی صورت نہیں صرف محاصرہ سے ان کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اس یہودی نے مسلمانوں کو چشمہ سے پانی کی فراہمی کا خفیہ راستہ بتا دیا اللہ کے رسول ﷺ نے وہ راستہ بند کروا دیا تو قلعہ بند یہودی تنگ آ کر باہر نکل آئے اور جان توڑ کر لڑے۔ قلعہ الزبیر کے معرکہ میں دس یہودی مارے گئے کئی ایک مسلمان بھی شہید ہوئے اور تین دن میں قلعہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

قلعہ الزبیر کی فتح سے ناطحہ پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو گیا اب وہ خطرہ نہیں رہا تھا جس کا اس جگہ اسلامی کیمپ قائم کرنے میں حضرت حبابؓ بن منذر نے خدشہ ظاہر کیا تھا رجیع دور تھا اور مجاہدین اسلام کو رات گزارنے وہاں واپس جانا پڑتا تھا۔ ناطحہ کے قلعوں کی فتح کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے لشکر کا کیمپ رجیع سے ناطحہ میں المنزلہ کے مقام پر منتقل کر دیا(26) اس سے مسلمانوں کی پوزیشن کافی بہتر ہو گئی وہ یہودیوں کے باقی قلعوں پر بہتر طریقہ سے نگاہ رکھ سکتے تھے۔

ناطحہ کے بڑے اور چھوٹے قلعوں اور آبادیوں پر قبضہ سے مسلمانوں کی سٹریٹجک پوزیشن ہی بہتر نہیں ہو گئی تھی بلکہ انہیں خوراک کے بھی وافر ذخائر مل گئے تھے۔ منجنیق اور دبابہ بھی ان کے ہاتھ آ گئے تھے جو قلعوں کی تسخیر میں کام آ سکتے تھے ان کامیابیوں سے عام یہودیوں کا مورال گرنے لگا تھا اور وہ بنو غطفان یا کسی اور بیرونی حلیف کی مدد سے مایوس ہو گئے تھے اور ان حالات

و کوائف کے نتائج سے خوفزدہ تھے۔

حصنِ اُبی سرنگوں

الشق کے خطہ میں متعدد قلعے تھے کچھ چھوٹے تھے اور کچھ بڑے بڑے تھے جنہیں جنگی قلعے کہا جاتا تھا ان میں حصن اُبی اور حصن نزار شامل تھے۔ ناطمہ کے یہودیوں نے اپنے بیوی بچے اور مال زر انہی قلعوں میں منتقل کر دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے الکتیبہ کے قلعوں سے پہلے الشق کے قلعوں کے سلسلہ کو فتح کرنا مناسب جانا اور سب سے پہلے حصن ابی پر حملہ کا حکم دیا یہودی مقابلہ کیلئے قلعہ سے باہر آئے اور ایک کے مقابلہ میں ایک کا چیلنج دیا۔ حضرت حبابؓ بن المنذر مقابلے کے لئے آگے بڑھے اور چیلنج کرنے والے یہودی سورما کے ٹکڑے کر دیئے اس کے بعد ایک اور یہودی نے چیلنج دیا حضرت ابو دجانہؓ نے چیلنج قبول کیا اور اسے بھی قتل کر دیا اس کے ساتھ ہی عام مقابلہ شروع ہو گیا مسلمانوں نے یہودیوں کو پیچھے دھکیل دیا۔ حضرت ابو دجانہؓ نے اس تیزی سے تعاقب کیا کہ یہودی قلعہ کا دروازہ بھی اچھی طرح بند نہ کر سکے۔ حضرت ابو دجانہؓ نے قلعہ میں داخل ہو کر دروازے کے پاس فصیل پر قبضہ کر لیا اب یہودیوں کیلئے فرار کے سوا کوئی چارہ نہ تھا وہ عقبی اور خفیہ راستوں سے قلعہ نزار کی طرف بھاگ گئے اور حصن اُبی بھی مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا اس قلعہ سے بھیڑ بکریوں کے علاوہ اور بھی بہت سا سامان مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

قلعہ نزار پر قبضہ

قلعہ نزار بھی بلندی پر تھا یہ قلعہ خیبر کے مضبوط ترین قلعوں میں سے ایک تھا لشکر اسلام نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا یہودیوں نے قلعہ سے باہر نکل کر مقابلہ نہیں کیا انہوں نے ایک کے مقابلے میں ایک کا بھی چیلنج نہ دیا وہ فصیل کی بلندیوں سے مسلمانوں پر تیر اور پتھر برساتے رہے انہیں یقین تھا کہ اس طریقہ سے وہ مسلمانوں کو قلعہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔

جب محاصرہ نے طول پکڑا تو رسول اللہ ﷺ نے منجنیق استعمال کرنے کا حکم دیا منجنیق کے پتھروں سے قلعہ کی دیوار میں شگاف پڑ گئے مسلمان یلغار کرتے ہوئے قلعہ میں داخل ہو گئے یہودی لڑتے ہوئے فرار ہو گئے اور اپنے اہل و عیال بھی پیچھے چھوڑ گئے(27) نزار الشق کے قلعوں کے سلسلہ کے آخر میں واقع تھا باقی چھوٹے چھوٹے قلعے اور اطم وہ پہلے ہی خالی کر گئے تھے۔

ایمان ہی فاتح رہا

خیبر اور اس کے قلعوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا ناطمہ' الشق اور الکتیبہ ان میں دو سلسلوں ناطمہ اور الشق پر مسلمانوں نے مکمل فتح حاصل کر لی تھی اور ان حصوں اور قلعوں سے بھاگنے والے یہودی تیسرے سلسلہ الکتیبہ کے قلعوں القموص وطیح اور سلالم میں جمع ہو گئے تھے یہودیوں کے سلام بن مشکم اور حارث بن ابو زینب جیسے سپہ سالار اور مرحب جیسے قومی ہیرو مارے جا چکے تھے عملاً" مسلمان نصف سے زیادہ خیبر پر قبضہ کر چکے تھے لیکن جو حصہ یا خطہ باقی تھا وہ خیبر کے مرکزی حصہ کی حیثیت رکھتا تھا ناطمہ اور الشق کے قلعوں کو خیبر کے بیرونی دائرہ کے قلعے کہا جا سکتا ہے اب سارے یہودی خیبر کے اندرونی دائرہ میں جمع ہو گئے تھے اس اندرونی دائرہ کے ان کے قلعے اور بھی زیادہ مضبوط تھے ان کے پاس اب بھی لڑنے والوں کی تعداد دس ہزار کے قریب تھی خیبر کی ساری لڑائی میں صرف 93 یہودی مارے گئے تھے۔ یہودیوں کے پاس ہتھیار بھی تھے خوراک کے ذخائر بھی تھے لیکن ایمان اور شوق شہادت کے ہتھیاروں کے مقابلہ کی جرأت اور حوصلہ نہیں تھے اور وہ ہر طرف سے بھاگ کر ان قلعوں میں چھپ گئے تھے۔

القموص پر قبضہ

اللہ کے رسول ﷺ نے سب سے پہلے اس سلسلہ کے قلعہ القموص کے محاصرہ کا حکم دیا مسلم شہسواروں نے قلعہ کے گرد چکر لگائے تاکہ اس کی فصیل اور دفاعی انتظامات کا جائزہ لیا جائے دیگر قلعوں کی مانند یہ قلعہ بھی دفاعی لحاظ سے بہت محفوظ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے گرد صحابہ کے دستے متعین فرما دیئے۔ یہودی قلعہ کی فصیل کے اوپر سے تیر اور پتھر برساتے رہے انہوں نے قلعہ سے باہر نکل کر مقابلہ کی جرات نہیں کی۔ یہ بنو نضیر کے مشہور سردار ابوالحقیق کا قلعہ تھا جس میں اس کی آل اولاد بھی مقیم تھی بیس روز تک محاصرہ جاری رہا آخر اس قلعہ والوں نے ہتھیار ڈال دیئے(28) اور خیبر کے باقی تین قلعوں میں سے بھی ایک پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

اور باطل جھک گیا

القموص کے بعد مسلمانوں نے وطیح اور سلالم کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا چودھویں روز کے

بعد اللہ کے رسول ﷺ نے منجنیقیں نصب کرنے کا حکم دیا تو یہودیوں نے حوصلہ چھوڑ دیا اور ہتھیار ڈالنے کی شرائط پر بات چیت کا جائزہ لینے لگے اس کے ساتھ ہی خیبر میں یہودیوں کی صدیوں پرانی عظمت و سطوت کا پرچم سرنگوں ہونے اور جزیرہ نمائے عرب کے یہودی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے پاک ہونے کا راستہ ہموار ہو گیا۔

صلح کے مذاکرات کی درخواست بھی مدینہ سے نکل کر خیبر میں مقیم ہونے والے بنو نضیر کے ایک سردار کنانہ بن الربیع بن ابو الحقیق نے کی اور اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پیغام بھیجا "میں آپ کی خدمت میں پیش ہو سکتا ہوں؟"

اللہ کے رسول ﷺ نے پیغام لانے والے سے فرمایا "ہاں کنانہ کو اجازت ہے"(29)

کنانہ نے خیبر کے سارے یہودیوں کے نمائندہ کی حیثیت سے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہتھیار ڈالنے کی شرائط طے کرنے کیلئے بات چیت کی جب یہ شرائط طے ہو گئیں اور دستاویز لکھی گئی تو کنانہ نے ہی یہودیوں کی طرف سے اس پر دستخط کئے اس معاہدے کی شرائط یہ تھیں۔

1- کسی بھی یہودی جنگجو کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

2- یہودیوں کے بیوی بچوں کو قید نہیں کیا جائے گا۔

3- وہ سب اپنے بیوی بچوں کو لے کر خیبر اور اس کے نواح سے نکل جائیں گے۔

4- یہودی اپنے اموال املاک گھوڑے ہتھیار اور سونا چاندی اللہ کے رسول ﷺ کے حوالے کر دیں گے۔

5- اگر وہ اپنی کوئی چیز اللہ کے رسول ﷺ سے چھپائیں گے تو انہیں جان کے تحفظ کی جو ضمانت دی گئی ہے وہ ساقط ہو جائے گی۔(30)

اس معاہدہ کے بعد یہودیوں نے اپنے قلعے اور املاک باغات گھوڑے سونا چاندی اور ہتھیار اللہ کے رسول ﷺ کے سپرد کر دیئے' ناقابل تسخیر خیبر اور اس کے قلعوں پر اللہ کے رسول ﷺ کی فتح مکمل ہو گئی۔ خیبر اسلامی ریاست کا حصہ بن گیا۔

معاہدے کی خلاف ورزی

یہودی اپنی آمدنی کا ایک حصہ اجتماعی ضروریات کے لئے دیا کرتے تھے یہ مال ان کے خزانہ میں جمع ہوتا رہتا تھا اور خزانہ دار جو عام طور پر ان کا سردار بھی ہوتا تھا اپنی قوم کی ہنگامی اور اجتماعی ضروریات اس خزانہ سے پوری کیا کرتا تھا۔ مدینہ سے بنو نضیر کے اخراج کے وقت ان کے

خزانہ کی ساری رقم حُییؔ بن اخطب خیبر لے کر آیا تھا جنگ خندق کے بعد حُییؔ بن اخطب بنو قریظہ کے ساتھ قتل کر دیا گیا تھا اور خیبر کی فتح کے وقت کنانہ بن الربیع بن ابو الحقیق بنو نضیر کا سردار اور خزانہ دار تھا خیبر کے یہودیوں کا سردار بھی اب عملاً" وہی تھا ان کی طرف سے صلح کی شرائط بھی اسی نے طے کی تھیں جب اس سے اس کی قوم کے خزانہ کی رقم کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ ■ تو جنگی اخراجات پورا کرنے پر خرچ ہو گئی ہے۔ معاہدہ کی شرائط کے مطابق اپنی قوم کا خزانہ رسول اللہ ﷺ کے حوالے کرنا اس کی ذمہ داری تھی۔ اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اس کا عذر قبول فرمالیا۔

ایک یہودی اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا اور بتایا کہ کنانہ ایک ویرانے کا چکر لگاتا رہتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو ایک یہودی نے اطلاع دی تھی کہ کنانہ نے اپنی قوم کا خزانہ ایک جگہ چھپا دیا ہے۔ یہ اطلاع ملنے پر رسول اللہ ﷺ نے کنانہ کو بلوایا اور فرمایا "اگر ہم نے تمہارا خزانہ برآمد کر لیا تو تمہیں معلوم ہے اس کی سزا کیا ہو گی؟"

کنانہ نے جواب دیا "جی ہاں میں اس سزا سے واقف ہوں"

اللہ کے رسول ﷺ نے یہودی مخبر کی دی خبر کے مطابق وہ جگہ کھدوائی تو خزانہ مل گیا۔ آپؐ نے کنانہ کو بلوایا اس کی دروغ گوئی اور معاہدہ کی خلاف ورزی تو ثابت ہو چکی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس سے خزانہ کی باقی رقم کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس نے پھر انکار کیا۔ رسول اللہ نے اسے حضرت زبیرؓ کے حوالے کر دیا اور حکم دیا کہ اسے سزا دے کر خزانہ نکلوایا جائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے چقماق سے اس کے سینے پر ضربیں لگائیں مگر وہ پھر بھی کچھ بتانے پر آمادہ نہ ہوا تو انہوں نے کنانہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے حضور پیش کر دیا۔ آپؐ نے کنانہ حضرت محمد بن مسلمہ کو سونپ دیا اور انہوں نے اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے بدلے میں اسے قتل کر دیا۔ کنانہ کے چچا زاد بھائی نے گواہی دی کہ کنانہ اور اس کے بھائی دونوں خزانہ چھپانے کے مجرم ہیں اس جرم میں اس کے بھائی کو بھی قتل کر دیا گیا ابو الحقیق کے بیٹے نے اللہ کے رسول ﷺ سے جو معاہدہ کیا تھا اس نے خود ہی اپنے بھائی کے ساتھ مل کر سب سے پہلے اس کی خلاف ورزی کی تھی اس سنگین جرم کی انہیں سزا دینا لازم ہو گیا تھا تا کہ کوئی اور معاہدے کی خلاف ورزی نہ کرے۔

خوش کن رعایت

خیبر کے یہودی ابھی تک اپنے اپنے گھروں میں ہی مقیم تھے جو لوگ اپنے قلعے اور بستیاں

خالی کرکے ا لکتیبہ اور اس کے قلعوں میں منتقل ہو گئے تھے وہ وہیں پر ہوں گے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں گھروں سے نکل کر کسی کیمپ میں جمع ہو جانے کا حکم نہیں دیا تھا صرف انہی تھوڑے سے لوگوں کو قیدی بنایا گیا تھا جو لڑائی کے دوران مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے تھے. مگر اپنا اپنا سامان باندھ کر خیبر چھوڑنے کی تیاریوں کی دوران یہودیوں کو یہ خیال ستانے لگا کہ اب وہ سب جائیں گے کہاں؟ جزیزہ نمائے عرب کے بدو قبائل تو انہیں اپنے ہاں پناہ نہیں دیں گے بدو یہودیوں کی فطرت سے واقف تھے کوئی انہیں اپنے ہاں رکھ کر "آ بیل مجھے مار" کے لئے تیار نہیں ہو گا. مدینہ سے نکلنے والے یہودی تو خیبر آ جاتے تھے وہ کہاں جائیں گے؟ اتنی بڑی آبادی کو کون خوش آمدید کہے گا؟ یہودیوں نے اس صورت احوال کا جائزہ لیا اور ایک نمائندہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بھیجا وہ ان یہودیوں میں سے تھا جو یہودیوں کی طرف سے رسول اللہ ﷺ سے رابطہ کیا کرتے تھے' اس نے عرض کیا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں اسی زمین میں رہنے کی اجازت عنایت فرما دیں ہم زمینوں اور باغوں کی دیکھ بھال اور پرورش کرنے والی قوم ہیں ہم آپؐ کے لئے ان کی دیکھ بھال کیا کریں گے۔"

انصار کھیتی باڑی کرنے والے تھے' مہاجر تاجر پیشہ تھے جنہیں کھیتی باڑی کا کوئی تجربہ نہیں تھا. انصار کی مدینہ میں اپنی زمینیں اور باغات تھے. ریاست مدینہ کے دفاع اور اس کے دشمنوں کی سرگرمیوں کو دبانے اور بدنیت بدو قبائل پر نگاہ رکھنے کیلئے ریاست مدینہ کو افرادی قوت کی ضرورت تھی. خیبر کی زرخیز زمینوں پر کاشت کون کرے گا اور ان باغوں کی رکھوالی اور پرورش کیلئے اتنی زیادہ افرادی قوت کہاں سے آئے گی؟ یہ سارے پہلو سامنے رکھ کر اللہ کے رسول ﷺ نے محیصہ کی پیشکش قبول فرمالی اور خیبر کی زمینیں اور باغات جس کسی کے پاس تھے اسی کے پاس ہی رہنے دیئے اور ہر قابض سے تحریری معاہدہ کیا کہ وہ پیداوار کا نصف حصہ رسول اللہ یا اس شخص کو جسے رسول اللہ ﷺ وہ زمین عنایت فرما دیں' ادا کیا کرے گا. اس معاہدہ میں یہ بھی طے کر دیا گیا کہ یہودی ان زمینوں اور باغات پر اس وقت تک قابض رہیں گے جب تک رسول اللہ ﷺ چاہیں گے جب آپؐ حکم دیں گے تو وہ خیبر خالی کرکے چلے جائیں گے خیبر کے یہودیوں کیلئے یہ بہت بڑی خوشی کی بات تھی وہ اپنے گھروں باغوں اور زمینوں پر قابض رہے. اپنے شہروں اور بستیوں میں مقیم رہے اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ریاست مدینہ کی ہو گئی اس سے پہلے وہ مختلف قبائل سے خیبر کی نصف پیداوار کے بدلے میں دفاع اور تحفظ کے معاہدے کیا کرتے تھے خود بھی جنگ اور لڑائیوں کی تیاریوں پر خرچ کیا کرتے تھے اب اسی نصف پیداوار کے بدلے میں

ان کی حفاظت اور دفاع ریاست مدینہ کی ذمہ داری ہو گئی تھی. سب یہودیوں نے بخوشی تحریری معاہدے کر لئے اور ریاست مدینہ کی رعایا اور مزارعین کی حیثیت اختیار کر لی. اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے ماضی کے جرائم اور ریاست مدینہ کی دشمنی کی طویل تاریخ کے باوجود انہیں جان و مال کا تحفظ اور مذہب کی آزادی دے دی ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی عاید نہیں کی انہیں وہ سب حقوق مل گئے جو دستور مدینہ کے تحت ریاست مدینہ کے یہودیوں کو حاصل تھے. خیبر کی فتح کے بعد وہاں کے سب باغات اور کھیت مسلمانوں کی ملکیت ہو گئے تھے. مسلمان مجاہد ان کھیتوں اور باغوں میں گھومتے پھرتے وقت کوئی پھل بھی اتار لیتے تھے. جب یہودیوں سے مزارعت کا طے ہو گیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی. آپ ؐ نے حکم دیا کوئی بھی بلا اجازت ان کھیتوں اور باغوں سے سبزی یا پھل نہ لے.

مال غنیمت کی تقسیم

ریاست مدینہ کی آمدن کا کوئی مستقل ذریعہ نہیں تھا وقت کے ساتھ ساتھ انتظامی دفاعی تبلیغی تعلیمی تربیتی اور فلاحی اخراجات میں اضافہ ہو رہا تھا دین اسلام میں داخل ہونے والے اقتصادی طور پر کمزور افراد اور طبقوں کی مالی امداد کیلئے وسائل کی ضرورت تھی. اللہ کے رسول ﷺ نے خیبر کی زمینوں اور باغات کا نصف حصہ بیت المال کے لئے وقف کر دیا اور باقی نصف اس غزوہ میں حصہ لینے والے بیعت رضوان والوں میں تقسیم کر دیا. اس نصف کے اٹھارہ سو حصص کیے گئے. حسب روایت گھوڑ سوار کو تین حصے دیئے گئے دو اس کے گھوڑے اور ایک اس کا اپنا حصہ' پیدل کو ایک حصہ دیا گیا. رسول اللہ ﷺ نے خود بھی بیعت رضوان والوں کے مساوی اپنا حصہ نکالا چودہ سو صحابہ میں سے دو صد سوار تھے اور بارہ سو پیادہ چار صد حصص دو صد گھوڑوں کے دو صد حصص ان کے دو صد سواروں کے مل کر چھ صد حصص ہو گئے باقی بارہ صد حصص ان بارہ سو مجاہدین کے جن کے پاس گھوڑے نہیں تھے(31)

رسول اللہ ﷺ خیبر ہی میں تھے کہ حبشہ کے مہاجرین کا قافلہ بھی آپ ؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اس قافلہ میں سولہ صحابہ تھے ان کے امیر حضرت جعفر تھے رسول اللہ ﷺ نے مدینہ سے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو ایک خط دے کر حبشہ بھیجا تھا اور وہاں کے بادشاہ نجاشی کو حکم دیا تھا کہ وہ مہاجرین کو مدینہ پہنچانے کا انتظام کرے. نجاشی نے حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کو دو کشتیوں میں سوار کر کے وہاں سے روانہ کر دیا ان کے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے مہاجرین

پہنچے تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کے مہم پر ہیں قافلہ کے سولہ مرد اس جہاد میں حصہ لینے وہیں سے خیبر کی طرف روانہ ہو گئے مگر ان کے پہنچنے سے پہلے ہی خیبر فتح ہو چکا تھا رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر کو سینے سے لگایا اور ان کی پیشانی چومتے ہوئے فرمایا "مجھے خیبر کی فتح کی زیادہ خوشی ہے یا تمہارے آنے کی؟ کچھ اندازہ نہیں ہو رہا"

حضرت جعفر اور ان کے ساتھی جن میں حضرت ابو موسیٰ اشعری بھی شامل تھے' طویل عرصہ کے بعد حبشہ سے واپس آئے تھے مہاجرین حبشہ وہاں پر تبلیغ اسلام میں مصروف رہے تھے اللہ کے دین کی راہ میں انہوں نے بہت مشکلات برداشت کی تھیں اور جہاد کے ارادہ سے خیبر میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے مگر ان کے آنے سے پہلے ہی فتح حاصل ہو گئی تھی اور وہ اس سعادت سے محروم رہے تھے اللہ کے رسول ﷺ نے شریک غزوہ خیبر مجاہدین کے مشورہ سے اللہ کے دین کیلئے جہاد کرنے والے ان سولہ صحابہ کو بھی خیبر کے مال سے حصہ عنایت فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی خیبر فتح ہو جانے کے بعد وہاں پر آپؐ کی خدمت میں پہلی دفعہ حاضر ہوئے تھے آپؐ نے صحابہ سے مشورہ کرکے انہیں بھی مال غنیمت سے حصہ دیا۔ لشکر اسلام میں جو خواتین شامل ہو گئی تھیں انہیں بھی مال غنیمت سے انعامات دیئے گئے۔

تورات کی واپسی

یہودیوں کی خالی بستیوں اور قلعوں سے مال غنیمت میں جو اشیاء مسلمانوں نے اپنے قبضہ میں لی تھیں ان میں ان کی مذہبی کتاب تورات کے متعدد نسخے بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ جس کسی کے قبضہ میں تورات کا کوئی نسخہ ہے وہ یہودیوں کو واپس کر دے۔ صحابہ نے وہ سب نسخے یہودیوں کے حوالے کر دیئے۔

یہودیہ کی سازش

خیبر کے یہودی اپنی نیک نیتی اور مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کرنے لگے تھے اللہ کے رسول ﷺ بھی چاہتے تھے کہ دونوں فریق ماضی کی تلخیاں بھول جائیں اور تعلقات کے نئے دور کا آغاز کریں اس لئے جب سلام بن مشکم کی بیوہ زینب نے ایک بھنی ہوئی بکری ہدیہ میں بھیجی تو آپؐ نے اس کا ہدیہ قبول فرما لیا۔ سلام بن مشکم بنو نضیر اور خیبر کے یہودیوں کا سردار تھا اور خیبر کے دفاع میں مارا گیا تھا۔ زینب یہودیوں کے سپہ سالار حارث کی بہن تھی اور ان کے

سب سے بڑے قومی ہیرو مرحب سے بھی اس کا خون کا رشتہ تھا۔ ■ خیبر کے یہودیوں کے معزز ترین خاندانوں سے تعلق رکھتی تھی اس کی دلجوئی سے آپؐ بہت سے دیگر یہودیوں کی دلجوئی کرنا چاہتے تھے اس وجہ سے آپؐ نے اس کا ہدیہ قبول فرمالیا تھا۔

آپؐ کو جو بھی کھانے کی چیز پیش کی جاتی آپؐ موجود صحابہ میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے وہ بکری بھی آپؐ نے ٹکڑے کرکے صحابہ میں تقسیم کردی صحابہ اس وقت تک لقمہ نہیں لیتے تھے جب تک خود رسول اللہ ﷺ شروع نہ کریں۔ آپؐ نے بھنی ہوئی بکری کی دستی کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈال کر چبایا تو باقی صحابہ نے بھی ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔ آپؐ نے فوراً ہی وہ ٹکڑا تھوک دیا اور فرمایا "اس ہڈی نے مجھے بتایا ہے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے"

آپؐ کے ہاتھ روک لینے سے صحابہ کرامؓ نے بکری کا گوشت نہیں کھایا تھا مگر حضرت بشرؓ بن براء بن معرور نے آپؐ کے ساتھ ہی گوشت کا ٹکڑا اٹھا لیا تھا اور آپؐ کے تھوک دینے سے پہلے ہی وہ ٹکڑا نگل چکے تھے۔

آپؐ نے زینب کو بلوایا اور پوچھا "کیا تم نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے؟"

زینب نے اپنے جرم کا اعتراف کرلیا آپؐ نے اس کا سبب دریافت فرمایا تو اس نے جواب دیا "میری قوم نے آپؐ سے بہت تکالیف اٹھائی ہیں میں نے سوچا اگر آپؐ دنیاوی بادشاہ ہیں تو ہمیں آپؐ سے نجات مل جائے گی لیکن اگر آپؐ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ آپؐ کو اس کی اطلاع کر دے گا"

آپؐ نے زینب کو معاف فرما دیا۔

لیکن جب حضرت بشر زہر ملا گوشت کھانے کی وجہ سے شہید ہو گئے تو قصاص میں زینب کو قتل کر دیا گیا۔

زینب نے آپؐ کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بڑی احتیاط اور ہوشیاری سے تیار کیا تھا پہلے اس نے معلوم کیا کہ آپؐ کو کس قسم کا گوشت پسند ہے پھر اس بارے میں تحقیق کی کہ عام طور پر آپؐ بکری کے کس حصہ کا گوشت پسند فرماتے ہیں جب اسے پتہ چل گیا کہ آپؐ کو بکری کی دستی کا بھنا ہوا گوشت پسند ہے تو اس نے خاص قسم کا زہر اس میں شامل کردیا اور دستی کے حصہ میں سب سے زیادہ زہر ملایا۔ زینب کی یہ حرکت یہودیوں کی فطرت کے عین مطابق تھی۔ بنو نضیر نے پہلے بھی آپؐ کو ہلاک کرنے کا کئی دفعہ منصوبہ بنایا تھا اور اللہ نے ہر بار ان کی سازش ناکام بنا دی تھی۔

شہداء اور مقتولین

غزوہ خیبر میں سولہ مسلمان شہید ہوئے ان میں چار مہاجر (قریش) تھے نو انصار تھے ایک ایک شہید قبیلہ اشجع' اسلم اور اہل خیبر سے تھا۔ ایک روایت میں یہ تعداد 18 بتائی گئی ہے۔ علامہ سلیمان منصور پوری کے مطابق خیبر میں شہید ہوئے مسلمانوں کی تعداد انیس ہے جن میں حضرت اوس بن حبیب' حضرت اوس بن فاکہ یا فاتک' حضرت اوس بن عائذ' حضرت اسلم جو کسی یہودی کے غلام تھے اور خیبر ہی میں اسلام لائے تھے' حضرت ثابت بن واثلہ' حضرت حارث بن حاطب' حضرت رفاع بن مسرح' حضرت ربیعہ بن اکثم' حضرت سلیم بن ثابت' حضرت عامر بن اکوع' حضرت عبداللہ بن ابو امیہ' حضرت عبداللہ بن ہیبب' حضرت عدی بن مرہ' حضرت عروہ بن مرہ' حضرت عمارہ بن عقبہ' حضرت ابو سفیان بن حارث' حضرت عمیر بن ثابت' حضرت مسعود بن سعد' حضرت محمود بن مسلمہ(32) شامل ہیں۔ یہود کے مقتولین کی تعداد 93 بتائی جاتی ہے جن میں ان کے بڑے بڑے سردار' کمانڈار اور قومی ہیرو بھی شامل تھے۔

فدک والوں سے معاہدہ

فدک بڑا سرسبز علاقہ تھا وہاں پر انگور کے باغات تھے۔ کھجور کے خطے تھے اس کی ہریالی اور پھلوں کی کثرت کی وجہ سے اسے "باغ فدک" کہا جاتا تھا یہ بھی یہودیوں کی آبادی تھی اور فدک کے یہودی خیبر والوں کے اتحادی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت محیصہؓ بن مسعود کو ان کی طرف بھیجا اور کہا کہ فدک والوں کو اسلام کی دعوت دو اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو انہیں بتاؤ کہ خیبر والوں کی مانند تمہارے صحن میں بھی لشکر اسلام خیمہ زن ہو جائے گا۔

حضرت محیصہؓ فدک کے یہودیوں کے جواب کا انتظار کرتے رہے اور فدک کے یہودی خیبر کی لڑائی کے نتیجہ کا انتظار کرنے لگے۔ ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو حضرت محیصہؓ نے واپس آنے کا پروگرام بنا لیا یہودیوں کو ان کے ارادے کا علم ہوا تو گھبرا گئے "واپسی میں جلدی نہ کرو ہمیں سوچنے اور فیصلہ کے لئے وقت دیں"

جب انہیں خیبر میں مسلمانوں کی کامیابیوں کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے سردار نون بن یوشع کی قیادت میں ایک وفد اللہ کے رسول ﷺ کے پاس خیبر بھیجا اس وفد نے صلح کی درخواست کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمالی اور ان کے ساتھ ویسی ہی شرائط پر معاہدہ کر لیا

جیسی شرائط پر خیبر والوں کے ساتھ معاہدہ کیا گیا(33) ان کی املاک ریاست مدینہ کی ملکیت ہو گئیں اور وہ بٹائی پر ریاست کے مزارع بن گئے فدک کی فتح کے لئے نہ گھوڑے دوڑائے گئے اور نہ ہی تلوار چلانا پڑی تھی اس لئے فدک کے باغات اور زمینیں رسول اللہ ﷺ کی ملکیت ہو گئیں۔

قریٰ والوں کی شکست

خیبر کے نواح میں یہودیوں کا ایک اور خطہ وادی القریٰ تھا اس میں ان کی بہت سی آبادیاں (قریہ) تھیں ان سب کے مجموعے کو قریٰ کہا جاتا تھا یہ بھی سرسبز علاقہ تھا پانی کے چشمے تھے اور یہودی کھیتی باڑی کے پیشہ سے وابستہ تھے خیبر سے واپسی کے سفر میں رسول اللہ ﷺ نے وادی القریٰ کا راستہ اختیار کیا۔ یہودیوں نے پہلے سے لڑائی کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ ان کے پڑوسی بدو بھی ان کی مدد کو آ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا غلام مُدعم آپؐ کے اونٹ سے کجاوہ اتار رہا تھا کہ یہودیوں نے تیر برسانا شروع کر دیا۔ ایک تیر مُدعم کو لگا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ لوگوں نے کہا مُدعم جنت میں پہنچ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہرگز نہیں خیبر میں اس نے مالِ غنیمت سے ایک چادر چرائی تھی جو آگ کا شعلہ بن کر اس کے گرد لپٹ گئی ہے"

لشکر اسلام کا تیروں سے استقبال یہودیوں کی طرف سے آغاز جنگ تھا اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو صف بندی کا حکم دیا۔ علم حضرت سعد بن عبادہ ؓ کے سپرد کیا۔ حضرت حباب بن منذر حضرت سہل بن حنیف اور حضرت عباد بن بشر کو بھی ایک ایک جھنڈا دے کر مقابلے کی تیاری مکمل کی اور یہودیوں کو اسلام کی طرف دعوت دی اور فرمایا کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان کا مال اور ان کی جانیں محفوظ ہو جائیں گی۔

یہودی تو نسلی برتری کی آگ میں جل رہے تھے انہوں نے سلامتی کا راستہ مسترد کر دیا اور مقابلہ کے لئے آ گئے "کون ہے جو میرا مقابلہ کرے گا؟" ایک یہودی نے نعرہ بلند کیا حضرت زبیر ؓ حق کی تلوار لے کر آگے بڑھے اور یہودی کو جہنم کی آگ میں پہنچا دیا دوسرا یہودی میدان میں نکلا تو حضرت علی ؓ نے اس کا سر جسم سے الگ کر دیا تیسرے اور چوتھے یہودی سورما کو حضرت ابو دجانہ ؓ نے موت کی آغوش میں پہنچا دیا یکے بعد دیگرے ان کے گیارہ بہادر مارے گئے۔

جب بھی یہودیوں کا کوئی بہادر مارا جاتا تو رسول اللہ ﷺ انہیں دعوت اسلام پیش کرتے تھے لیکن دعوت قبول کرنے کی بجائے وہ ایک اور بہادر کو مقابلہ کے لئے بھیج دیتے تھے۔ غروب آفتاب کے بعد جنگ بند ہو گئی اور دوسرے روز طلوع آفتاب کے بعد یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور

اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں معاہدہ طے کرنے کیلئے عرضداشت پیش کر دی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمالی معاہدہ لکھا گیا ان کی زمینیں اور باغات ریاست مدینہ کی ملکیت ہو گئے اور انہیں ویسی ہی شرائط پر وہ زمینیں کاشت کرنے کی اجازت دے دی گئی جن شرائط پر خیبر کے یہودیوں کو خیبر میں ہی رہنے کی اجازت دی گئی تھی۔ مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے چار روز وہاں قیام فرمایا۔

تیماء والوں کی درخواست

مدینہ سے شام کے راستہ پر یہودیوں کی ایک اور آبادی تھی اس کا نام تیماء تھا وہاں ایک قلعہ تھا جس کی تعمیر میں دو رنگ کے پتھر استعمال کئے گئے تھے اسی لئے اس قلعہ کا نام ابلق الفرد پڑ گیا تھا زمانہ قدیم میں اس شہر اور قلعہ پر یہودیوں کے جس قبیلہ کا قبضہ تھا اس کا نام بنو عادیا تھا وہاں کا قدیم یہودی شاعر سموال بن عادیا صاحب حصن تھا عرب میں زمانہ قدیم سے بنو عادیا کی وفاداری مثالی تھی جنگ خیبر میں اہل تیماء غیر جانبدار رہے تھے جب خیبر' فدک اور وادی القریٰ کے یہودی ٹھکانے مسلمانوں نے فتح کر لئے تو تیماء کے یہودیوں نے خود رسول اللہ ﷺ سے امن کی درخواست کی اور جزیہ دینے پر آمادگی ظاہر کی۔

جزیہ ایسا ٹیکس ہے جو کوئی محکوم قوم حاکم وقت کو ادا کیا کرتی تھی یہ اصطلاح زمانہ قدیم سے چلی آتی تھی زمانہ قدیم میں اسے حاکم اقوام محکوم پر اپنی برتری اور محکوم کی تذلیل کے طور پر استعمال کیا کرتی تھیں لیکن اسلامی عہد میں یہ ایک حفاظتی ٹیکس بن گیا۔ جزیہ دینے والوں کی حفاظت کرنا ریاست کی ذمہ داری ہو گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اہل تیماء کی درخواست پر ایک تحریر لکھ دی جو اس طرح ہے۔

- "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنو عادیا کیلئے ہے

ان کے لئے (ہماری) ذمہ داری ہے

اور ان پر جزیہ ہے

(ان پر) نہ ظلم ہو گا اور نہ جلا وطنی

رات ان کو وسعت دے گی اور دن اس میں شدت پیدا کرے گا"

اسے خالد بن سعید نے لکھا۔
اس معاہدے کے ذریعے تیماء کے یہودیوں نے رات اور دن میں وفاداری اور ریاست مدینہ نے ہر وقت ان کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کر لی جزیہ کے عوض تیماء کے یہودی اپنے گھروں کھیتوں اور باغوں کے خود ہی مالک رہے انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو اپنا حاکم مان لیا اور ریاست مدینہ کا حصہ بن گئے۔

ام المومنین حضرت صفیہؓ

قیدی خواتین میں بنو نضیر کے سردار حُیَیّ بن اخطب کی بیٹی صفیہ بھی تھیں وہ کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق کے نکاح میں تھیں اور کنانہ قتل ہو چکا تھا۔ حضرت دحیہ کلبی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ قیدی عورتوں میں سے ایک مجھے عطا کر دیں"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جاؤ ان میں سے ایک منتخب کر لو"
حضرت دحیہ کلبی نے صفیہ بنت حُیَیّ کو اپنے لئے منتخب کیا تو ایک صحابی اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسولؐ اللہ صفیہ بنو نضیر کے سردار کی بیٹی ہے آپؐ نے اسے دحیہ کلبی کو دے دیا ہے وہ تو آپؐ کے شایان شان ہے"
عربوں میں خاندان اور خون کی برتری کا بہت خیال کیا جاتا تھا بنو نضیر مدینہ کے بنو اوس کے حلیف رہے تھے بنو اوس نے پسند نہیں کیا ہو گا کہ ان کے اتنے بڑے حلیف کی بیٹی صفیہ دحیہ کلبی کو مل جائے۔
رسول اللہ ﷺ نے حضرت دحیہ کلبی سے فرمایا "کوئی اور عورت پسند کر لو"
اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت صفیہ سے فرمایا "میں آپؐ کو اختیار دیتا ہوں کہ اسلام اور یہودیت میں سے اپنے لئے جو چاہو پسند کر لو اگر تم اسلام پسند کرو تو میں تجھے اپنے پاس رکھوں گا اور اگر یہودیت پسند کرو تو عنقریب تجھے تیرے خاندان کے پاس بھیج دیا جائے گا"
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا "یا رسول اللہ جب میں مدینہ میں تھی تو اس وقت بھی اسلام کی طرف رغبت رکھتی تھی اب یہودیوں میں میرا کون زندہ ہے؟ میرا باپ ہے نہ بھائی' میرا باپ بھائی اور میرے چچا زاد سب قتل ہو چکے ہیں اب تو اللہ اور اس کا رسولؐ ہی مجھے سب سے محبوب ہیں"(34)

اللہ کے رسول ﷺ نے صفیہ کو اسلام پیش کیا تو وہ مسلمان ہو گئیں. اللہ کے رسول ؐ نے انہیں آزاد کر دیا اور کچھ عرصہ بعد ان سے نکاح کر لیا. علامہ زرقانی لکھتے ہیں "چونکہ وہ اپنی قوم کے بادشاہ کی بیٹی تھیں ان کی دلجوئی اور عزت افزائی کی یہی صورت تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ انہیں اپنی زوجیت سے سرفراز فرماویں"

رسول اللہ ﷺ جس بڑے قبیلہ اور سردار کی قوت اور اثر و رسوخ کو فروغ اسلام کے لئے کام میں لانا چاہتے تھے اس کی بیٹی کو اپنی زوجیت سے سرفراز فرما دیا کرتے تھے. عربوں کی قدیم روایت کے مطابق ■ سارا قبیلہ دامادی رشتے کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کو اپنے میں سے سمجھنا شروع کر دیتا تھا. اللہ کے رسول ﷺ نے یہودیوں کے بادشاہ کی بیٹی کو ام المومنین کے اعلیٰ مقام پر سرفراز فرما کر یہودیوں کے ساتھ تعلقات کی استواری کی راہ ہموار کرنا چاہی تھی اسی رشتہ کے بعد صحابہ کرام کا رویہ بھی یہودیوں کے ساتھ بہتر ہونے لگا تھا. حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے میکے والوں سے ہمیشہ بہتر سلوک کرتی رہیں. وفات سے قبل انہوں نے وصیت کی کہ ان کے ترکہ میں سے ایک تہائی ان کے ایک یہودی بھانجے کو دیا جائے. بعض مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفیہ ؓ کی وصیت پر عمل کروایا اس طرح حضرت صفیہ ؓ کے غیر مسلم بھانجے کو ان کے ترکہ میں سے ایک لاکھ درہم ادا کر دیئے گئے.

صبح کی نماز قضاء

مدینہ واپسی کے سفر میں ایک شب کا پہلا حصہ آپ ؐ چلتے رہے رات ڈھلے ایک مقام پر اترے تو سونے سے پہلے آپ ؐ نے فرمایا "کون صالح شخص رات بھر جاگے گا تاکہ صبح کی نماز کے لئے ہمیں جگا دے ایسا نہ ہو کہ ہم سوتے رہ جائیں اور نماز قضا ہو جائے"

حضرت بلال ؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں"

رسول اللہ ﷺ اور اہل لشکر سو گئے حضرت بلال نے نماز کی نیت باندھ لی. خاتمہ شب سے کچھ پہلے اونٹ کے کجاوے سے ٹیک لگا کر طلوع صبح کے رخ منہ کر کے بیٹھ گئے تاکہ آثار صبح کو دیکھنے میں کوتاہی نہ ہو اور بروقت رسول اللہ ﷺ کو بیدار کر دیں مگر ان کو بھی غلبہ نیند نے آ لیا. دھوپ کی تپش سے رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھلی تو سب سو رہے تھے "اے بلال تو نے ہمارے ساتھ یہ کیا کیا؟"

رسول اللہ ﷺ کی آواز سن کر حضرت بلال ؓ جاگ گئے "جس ذات نے آپ ؐ کو نیند میں رکھا

اسی نے مجھے بھی بیدار نہیں ہونے دیا"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم سچ کہتے ہو"

لشکر نے وہاں سے سامان سفر تازہ کیا کچھ فاصلہ پر چل کر آپؐ نے اپنی سواری کو بٹھایا صحابہ کرام بھی سواریوں سے اتر آئے حضرت بلال نے اذان دی اقامت کہی اور آپؐ نے نماز پڑھائی۔

قریش کی رسوائی

مکہ کے قریش بہت بے تاب تھے خیبر کے یہود کے خلاف اللہ کے رسولؐ کی چڑھائی کی خبر پاتے ہی انہوں نے شرطیں باندھ لی تھیں۔ اعلانیہ کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خیبر کے یہودیوں کو بھی بیابانوں کے بدو سمجھ لیا ہے وہ ان کے قلعوں پر کبھی قبضہ نہیں کر سکیں گے جب انہیں معلوم ہوا کہ حجاج بن علاط خیبر سے آیا ہے تو وہ اس کے گھر کی طرف دوڑے جس نے سنا اس کے گھر پہنچ گیا "اے حجاج خیبر کی کیا خبر لائے ہو؟"

حجاج نے جواب دیا "خبر؟ میں ایسی خبر لایا ہوں کہ تم سن کر خوشی سے پاگل ہو جاؤ گے' خبر یہ ہے کہ لڑائی میں اہل خیبر نے اصحاب محمد کو مار بھگایا اور خود محمد (ﷺ) کو قیدی بنا لیا ہے وہ کہتے ہیں کہ پہلے ہم محمدؐ کو زنجیروں سے باندھ کر مکہ بھیجیں گے تاکہ مکہ والے انہیں اس حالت میں دیکھ لیں اس کے بعد ہم اسے اپنے سردار حُیَیّ بن اخطب کے بدلہ میں قتل کر دیں گے"

مکہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی عورتیں مرد بچے بچیاں خوشی سے پاگل ہو گئے قریش کے گھروں میں جشن منائے گئے انہوں نے حرم کعبہ میں نصب اپنے بتوں کو غسل دیئے اور نذرانے پیش کئے۔

مکہ مکرمہ کے مومنوں پر یہ خبر بجلی بن کر گری غم سے ان کی کمریں دوہری ہو گئیں ان میں سے کوئی گھر سے باہر نکلتا تو گردن اٹھا کر نہیں چل سکتا تھا مگر ان کے دل اس خبر کو ماننے پر تیار نہیں تھے رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب نے اپنے غلام ابو زبیبہ کو حجاج کے پاس بھیجا "اسے میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ تم نے جو خبر دی ہے اللہ تعالیٰ اتنے ارفع و اعلیٰ ہیں کہ ان کے نبی کے بارے میں یہ درست نہیں ہو سکتی"

"اپنے آقا کو میرا سلام پہنچا کر کہنا کہ میں خود ظہر کے وقت حاضر ہو کر انہیں خوشی کی خبر سناؤں گا"

حجاج نے جواب دیا۔

غلام نے عباس بن عبدالمطلب کو پیغام دیا تو انہوں نے خوشی سے اس کی پیشانی چومی اور آزاد کرنے کا اعلان کر دیا۔

ظہر کے وقت حجاج چھپ کر عباس بن عبدالمطلب کے گھر پہنچا تا کہ کفار مکہ میں سے کوئی دیکھ نہ لے جب تخلیہ ہو گیا تو عباس بن عبدالمطلب نے کہا "حجاج تم پر افسوس ہے کہ تم نے ایسی خبر سنائی"

"آپؓ عہد کریں کہ جو کچھ میں کہوں تین روز تک کسی سے نہیں کہو گے" حجاج نے کہا.

عباس بن عبدالمطلب نے کہا "میری طرف سے عہد ہے"

حجاج نے کلمہ پڑھ کر اپنے اسلام کی شہادت دی اور کہا "میں خیبر میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تھا اللہ نے اپنے رسولؐ کو یہود پر فتح دی ہے ابوالحقیق کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا گیا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے حیّی بن اخطب کی بیٹی (حضرت صفیہؓ) سے نکاح کر لیا ہے اور خیبر کا مال اپنے صحابہ کرام میں تقسیم کر دیا ہے میرا کچھ مال اہل مکہ کی طرف ہے کچھ میری بیوی کے پاس ہے میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا تھا اگر مکہ والوں اور میری بیوی کو میرے مسلمان ہونے کا علم ہو گیا تو وہ میرا مال دبا لیں گے میں نے آپؐ سے اپنا مال وصول ہونے تک اپنا اسلام چھپانے اور قریش سے حیلہ کرنے کی اجازت حاصل کر لی تھی اسی حیلہ کیلئے میں نے قریش کو خبر سنائی تھی اور کہا تھا کہ میرا قرض دلوانے میں میری مدد کرو تا کہ دوسروں سے پہلے میں خیبر پہنچ کر یہودیوں سے مسلمانوں کا چھینا ہوا مال خرید سکوں انہوں نے مجھ سے تعاون کیا ہے میں نے اپنی بیوی سے بھی یہی کچھ کہا تو اس نے بھی مجھے مال دے دیا ہے اب میں رات کو شہر سے نکل جاؤں گا تین روز میں مکہ سے میں دور نکل جاؤں گا اس کے بعد قریش کو علم بھی ہو گیا تو وہ مجھے پکڑ نہیں سکیں گے"

حجاج بن علاط اسی شب مکہ سے نکل گیا قریش مکہ خوشیاں مناتے رہے اور عباس بن عبدالمطلب ان کی خوشیوں اور طنزیہ مسکراہٹوں پر پیچ و تاب کھاتے رہے جب تین دن گزر گئے تو انہوں نے بہترین لباس زیب تن کیا خوشبو لگائی عصا ہاتھ میں لیا اور حجاج کے گھر پہنچ گئے "حجاج کہاں ہے؟"

"وہ تو خیبر گیا ہے تا کہ مسلمانوں سے چھینا ہوا مال خرید لائے" اس کی بیوی نے جواب دیا.

"بے خبر خاتون تیرا خاوند مسلمان ہو چکا ہے اور وہ ہجرت کر کے مدینہ چلا گیا ہے اس نے وہ خبر تو اپنا مال بچانے کے لئے گھڑی تھی تمہیں خاوند کی ضرورت ہے تو اس کے پاس چلی جا" عباس بن عبدالمطلب نے کہا.

"ابن عم! تمہیں یہ کس نے بتایا؟" حجاج کی بیوی نے پوچھا.

"خود حجاج نے" عباس بن عبدالمطلب نے جواب دیا.

وہاں سے عباس بن عبدالمطلب حرم کعبہ پہنچ گئے قریش مکہ محفلیں سجائے بیٹھے تھے قریش نے انہیں خوش و خرم دیکھ کر کہا "اے ابو الفضل آپ سدا خیر و عافیت سے رہیں اتنے دکھ کے وقت ایسا صبر آپ ہی کو زیب دیتا ہے"

"کیوں تمہیں کوئی بری خبر ملی ہے؟" عباس نے پوچھا۔

"وہی خبر ہے جو سب سن چکے ہیں اس میں کیا شک ہے؟" قریش نے جواب دیا۔

"خدا کی قسم جو خبر میں نے سنی ہے اس میں کوئی شک نہیں تم اپنے قول میں حد سے تجاوز نہ کرو یقیناً اہل خیبر کے مال محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب میں تقسیم ہو چکے ہیں ابو الحقیق کے دونوں بیٹے قتل کر دیئے گئے ہیں محمد (ﷺ) نے حُیَیِّ بن اخطب کی بیٹی سے نکاح کر لیا ہے" عباس نے کہا۔

"ہم نہیں مانتے یہ خبر تم نے حجاج کی خبر کے جواب میں گھڑی ہے"

"حجاج تو مسلمان ہو چکا ہے اور اپنا مال لے کر محمد (ﷺ) کے پاس چلا گیا ہے یقین نہ آئے تو اس کے گھر سے معلوم کر لو اور جانے سے پہلے اس نے خود یہ خبر مجھے دی تھی"

قریش مکہ نے حجاج کے گھر کی طرف آدمی دوڑائے انہوں نے واپس آکر اس کی بیوی کے رونے پیٹنے کا حال سنایا تو قریش شرم سے ذلیل و خوار ہو گئے اور مکہ کے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

فوائد اور اثرات

خیبر یہودیوں کی سیاسی اقتصادی اور فوجی قوت کا بہت بڑا مرکز تھا۔ اللہ نے یہود کا یہ سب سے بڑا مرکز سرنگوں کر دیا تو جزیرہ نمائے عرب میں سیاسی حیثیت سے یہودی ختم ہو گئے(35) ان کے ساتھ ہی وادی القریٰ اور فدک کی یہودی آبادیوں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے تھے اور تیماء والوں نے اپنے کو ریاست مدینہ کا حصہ قرار دے کر جزیہ دینا قبول کر لیا تھا اور یہ سب علاقے ریاست مدینہ میں شامل ہو گئے تھے اس حوالے سے مدینہ کے شمال مشرق کی سمت ریاست مدینہ کی حدود عملاً 162 کلومیٹر سے بھی آگے تک جا پہنچی تھیں رسول اللہ ﷺ کی مدینہ ہجرت کے وقت سے ہی یہودیوں نے اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف بھرپور سیاسی سفارتی سازشی اور پراپیگنڈہ سرگرمیاں شروع کر دی تھیں۔ ریاست مدینہ کے جن تین دشمنوں نے مدینہ پر حملہ کر کے اسے مٹانے کی کوشش کی تھی ان میں ایک مکہ کے قریش اور ان کے اتحادی قبائل تھے اور دونوں دفعہ

غزوہ احد کے وقت بھی اور غزوہ خندق کے دوران بھی انہیں یہودیوں نے مدینہ پر حملہ کی ترغیب دی تھی اور انہیں ہر ممکن مدد دی تھی غزوہ خندق کا تو سارا منصوبہ ہی خیبر کے یہودیوں نے بنایا اور چلایا تھا اور بنو غطفان کو رشوت دے کر اس اتحاد میں شامل کیا تھا۔ غزوہ خندق میں ناکامی کے باوجود وہ ایک نیا اتحاد قائم کرنے کی جدوجہد کر رہے تھے یہودی ریاست مدینہ کے خلاف سب سے بڑے منصوبہ ساز تھے ان منصوبوں میں رنگ بھرنے کے لئے مالی وسائل بھی وہی فراہم کرتے تھے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف پراپیگنڈہ کے انچارج بھی وہی تھے یہودی روز اول سے ہی ایک بہت بڑا خطرہ بنے ہوئے تھے خیبر کی فتح سے اس خطرے کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا جزیرہ نمائے عرب کی اسلام دشمن سیاست کی چالیں یہودیوں کی سفارت کاری اور سرمایہ کاری سے محروم ہو گئیں۔

خیبر کی فتح سے ریاست مدینہ کو بہت سے ہتھیار بھی مل گئے نیزے تلواریں ڈھالیں زرہیں اتنی بڑی تعداد میں ہاتھ آئیں کہ نہ قریش مکہ کے پاس اتنے ہتھیار ہوں گے نہ بنو غطفان کے پاس ایسے ہتھیار تھے اقتصادی طور پر مسلمانوں کو بہت بڑے مستقل مالی وسائل میسر آ گئے ریاست مدینہ کی مالی ضروریات کے لئے بھی وسائل فراہم ہو گئے اور مہاجرین نے انصار کے باغات میں سے حصہ انہیں واپس کر دیا سیاسی فوجی اور اقتصادی طور پر ریاست مدینہ جزیرہ نمائے عرب کی سب سے بڑی قوت بن گئی اور دین حنیف کی تکمیل کے مشن کی راہیں کشادہ اور آسان ہو گئیں قریش کے ساتھ دس سال کے معاہدہ امن کے چند ہی ماہ بعد دوسری بڑی دشمن قوت کو مکمل طور پر میدان سے نکال کر رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے باقی دشمنوں کو خوفزدہ کر دیا۔

حواشی / حوالہ جات

1- ابن اسحاق کے مطابق آپؐ اواخر محرم میں خیبر کے لئے نکلے تھے واقدی کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ سے واپس آکر پندرہ روز مدینہ میں قیام فرمایا اور پھر مسلمانوں کو خیبر کی جنگ کے لئے تیاری کی ندا دی (مغازی الرسولؐ صفحہ 311) واقدی کے مطابق بھی رسول اللہ ﷺ ذیقعد 6 ہجری میں ہی حرام مہینے میں حدیبیہ کے لئے روانہ ہوئے تھے اس حوالے سے واقدی اور ابن اسحاق دونوں میں اس بات پر اتفاق ہے کہ آپؐ محرم 7 ہجری میں خیبر کے لئے روانہ ہوئے تھے امام مالک اور زہری کے قریب غزوہ خیبر محرم 6 ہجری کا واقعہ ہے لیکن ان کا یہ اختلاف ہجری سال کے آغاز کے اختلاف کی بنا پر ہے کیونکہ وہ ہجری ایک سال پہلے شروع کرتے ہیں لہٰذا غزوہ خیبر کی تاریخ محرم سات ہجری ہی بنتی ہے۔

2- بعض کے قریب غزوہ خیبر کے دوران رسول اللہ ﷺ کے لشکر کی تعداد سولہ سو تھی۔ وہ چودہ سو میں دو سو سوار جمع کرکے سولہ سو بنا دیتے ہیں حالانکہ دو سو سوار اصل تعداد چودہ سو میں شامل تھے۔

3- گلزار احمد (بریگیڈیئر) غزوات رسول ﷺ حصہ پنجم فتح خیبر، راولپنڈی 1992ء صفحہ 119، 120

4- منٹگمری واٹ خیبر کے قلعوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

"Khayber comprised several groups of strougholds, many built on the tops of the hills and virtually impregnable." (Muhammad at Madinah, P: 218)

مارٹن لنگز (Martin Lings) کے الفاظ میں یہودیوں کی مجلس کے بعد انہوں نے اپنے ان قلعوں کے بارے میں کہا تھا۔

"There was no comparison, they said, between the fortresses of yathribe and their own cetadils, as they called them." (Muhammad _ His life based on the earliest sources, P: 265)

5- Martin Lings, Muhammad _ His life based on the earliest sources, P; 265

6- Martin Lings, Muhammad _ His life based on the earliest sources, P; 264

7- ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے تاریخ یعقوبی کے حوالے سے یہ تعداد بیس ہزار لکھی ہے۔ (رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی صفحہ 256) جب کہ سید ابوالحسن علی ندوی صاحب نے یعقوبی کے حوالے سے ہی یہ تعداد پچیس ہزار لکھی ہے (نبی رحمت صفحہ 406)

8- Akram Diya al Umari, Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-I, P : 141.

9- محمد حمید اللہ، رسول اکرم کی سیاسی زندگی، کراچی 1987ء صفحہ 265

10- Martin Lings, Muhammad _ His life based on the earliest sources, P; 263

11- Martin Lings, Muhammad _ His life based on the earliest sources, P; 263

12- (الف) عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب، سیرت الرسول، جہلم 1990ء صفحہ 490

Martin Lings, Muhammad _ His life based ■■ the earliest sources, P:264 (ب)

13- ابن اسحاق کے مطابق آپؐ نے حضرت نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا تھا لیکن اہل تحقیق کی اکثریت اس سے اتفاق نہیں کرتی حضرت سباع کے تقرر کی اس سے بھی تصدیق ہوتی ہے کہ جب حضرت ابوہریرہ ﷛ قبول اسلام کے بعد مدینہ پہنچے تو صبح کی نماز حضرت سباع پڑھا رہے تھے. حضرت ابو ہریرہؓ مدینہ سے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف خیبر گئے تھے.

14- بخاری شریف میں حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ کسی صحابی کی فرمائش پر حضرت عامر بن اکوع نے حدی کے یہ شعر پڑھے تھے جب کہ ابن اسحاق نے جو روایت درج کی ہے اس کے مطابق خود رسول اللہ ﷺ نے عامر بن اکوع کو شعر پڑھنے کو کہا تھا.

15- محمد حسین ہیکل' حیات محمد ﷺ' الفیصل لاہور' صفحہ 605

16- جس مقام پر مبلغین اسلام کو دھوکہ سے شہید کیا گیا تھا اس کا نام بھی رجیع ہی تھا مگر رجیع کی یہ وادی وہ مقام نہیں تھا.

17- ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے کہ خیبر پر حملہ سے پہلے آپؐ نے تین روز تک وادی رجیع میں قیام فرمایا تھا وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ لشکر اسلام کا مستقل کیمپ اسی رجیع کی وادی میں ہی تھا اور ہر روز سپاہ اسلام اسی کیمپ سے لڑائی اور حملہ کے لئے جایا کرتی تھی اور شام کو کیمپ میں واپس آ جایا کرتے تھے ان کی دوسری بات کی جملہ روایات اور کتب سے بھی تصدیق ہوتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وادی رجیع خیبر سے بہت زیادہ دور نہیں تھی اگر ایسا تھا اور یقیناً ایسا ہی تھا تو پھر یہ کیسے ہو گیا کہ رسول اللہ تین روز تک وادی رجیع میں اپنے لشکر کے ساتھ مقیم رہے اور خیبر میں یہودیوں کو کچھ علم ہی نہ ہو سکا؟ کیونکہ سب روایات اور جملہ کتب سیرت و تاریخ میں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا خیبر پہنچنا اتنا اچانک تھا کہ اس صبح جب یہودی اپنے کھیتوں اور کھلیانوں میں کام کرنے کے لئے اپنی بستیوں اور قلعوں سے نکلے تھے تو تب انہیں مسلمانوں کے پہنچ جانے کا علم ہوا تھا اور وہ "واللہ محمد اور لشکر" چلاتے ہوئے واپس قلعوں میں جا چھپے تھے. ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے کہ صہباء کے مقام پر بنو غطفان نے لشکر اسلام کا راستہ روکنے کی کوشش کی تو رسول اللہ ﷺ نے رجیع کی طرف لشکر کا رخ موڑ دیا جس وجہ سے بنو غطفان اپنے علاقہ کی طرف بھاگ گئے تھے. (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد نہم لاہور)

18- واقدی' مغازی الرسولؐ' مقبول اکیڈمی' لاہور 1988ء صفحہ 312

19- (الف) محمد کرم شاہ' ضیاء النبی' جلد چہارم صفحہ 223-

(ب) مارٹن لنگز کے مطابق اس اجلاس میں یہودیوں نے اپنے اپنے قلعوں میں بند ہو کر لڑنے کا فیصلہ کیا تھا.

(Muhammad _ His life based ■■ the ■■rliest sources, P: 265)

لیکن واقدی نے پہلے ہی روز جس زبردست معرکہ کا ذکر کیا ہے وہ اسی اجلاس کے بعد ہوا تھا اور اس معرکہ میں پسپائی کے بعد ہی یہودیوں نے قلعہ بند ہو کر مقابلے کا فیصلہ کیا تھا اس کی تصدیق مولف جان عالم کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جو رسول کریم ﷺ کی جنگی اسکیم میں صفحہ 162 پر درج ہے بیان یہ ہے "یہودی اپنی کثرت پر ناز کر کے میدان میں صف آراء تو ہو گئے مگر (چونکہ ان کی عادت تو محصور ہو

کر لڑنے کی تھی) میدان جنگ سے بدحواس ہو کر حصن صعب کے کھلے دروازے میں دوڑ کر داخل ہونے لگے اور پھاٹک بند کر کے محصور ہو گئے اب رسول اللہ ﷺ کو سوچنے کا موقعہ مل گیا کہ پہلے کس طرف حملہ کریں۔

20- یہ حرکات العسکریہ کے مصنف کا بیان ہے جو ضیاء النبی کے مصنف کرم شاہ الازہری نے درج کیا ہے (جلد چہارم صفحہ 218) جب کہ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جب بنو غطفان خیبر کی طرف ایک منزل طے کر چکے تو انہیں اپنے پیچھے شور سنائی دیا جیسے کسی نے ان کے اہل و عیال پر حملہ کر دیا ہو انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں مسلمان ان کے بیوی بچوں پر حملہ نہ کر دیں اس وجہ سے وہیں سے واپس لوٹ گئے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے کہ بنو غطفان نے صہباء کے مقام پر اسلامی لشکر کا راستہ روکنے کی کوشش کی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے لشکر کا رخ رجیع کی طرف موڑ دیا جو بنو غطفان کے علاقہ کی طرف جانے والے راستہ پر تھا بنو غطفان کو خوف پیدا ہو گیا کہ مسلمان ان کے علاقہ پر حملہ کرنے جا رہے ہیں اور وہ واپس چلے گئے۔ (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام' جلد نہم لاہور) لیکن اگر بنو غطفان نے اسلامی لشکر کا راستہ روکنے کی کوشش کی ہوتی تو دونوں میں معمولی ہی سہی کوئی جھڑپ تو ہوئی ہوتی روایات میں ایسی کسی جھڑپ کا ذکر نہیں صہباء کے مقام پر تین نمازیں ادا کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے راستہ دکھانے والے سے فرمایا تھا کہ اس جگہ کی طرف چلو جو بنو غطفان کے راستہ پر ہو اور تھوڑے ہی وقت میں آپؐ وہاں پہنچ گئے تھے اور پھر اسی رات وادی المنزلہ تک گئے تھے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صہباء یا رجیع کے گرد و نواح میں اس روز بنو غطفان کا کوئی لشکر موجود نہیں تھا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ صہباء پہنچنے سے پہلے ہی آپؐ کو بنو غطفان کے ارادے کا علم ہو چکا تھا اور آپؐ نے حرکات العسکریہ کے مصنف کے مطابق پہلے سے ہی ان کے علاقے کی طرف ایک دستہ ارسال فرما دیا تھا اور احتیاط کے طور پر اپنا کیمپ بھی ان کے راستے کی طرف قائم کیا تھا تاکہ اگر وہ آ بھی جائیں تو خیبر کے قلعوں اور یہودیوں تک نہ پہنچ سکیں مگر بنو غطفان کی روانگی کے فوراً" بعد مسلمانوں کا دستہ ان کے علاقہ میں پہنچ گیا تھا اور بنو غطفان اس کی خبر ملتے ہی پہلی منزل سے ہی واپس چلے گئے تھے رسول اللہ نے ابان بن سعید کی قیادت میں نجد کی طرف جو دستہ بھیجا تھا وہ خیبر میں ہی آپؐ سے آ کر ملا تھا اس وقت خیبر فتح ہو چکا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہی دستہ تھا جو آپؐ نے بنو غطفان کی طرف بھیجا تھا اور جس کی خبر ملتے ہی وہ واپس لوٹ گئے تھے۔ واقدی نے لکھا ہے کہ بنو اسد اور بنو غطفان کے لشکر رسول اللہ ﷺ کے خیبر کے پہنچنے سے پہلے ہی یہودیوں کے قلعہ میں داخل ہو چکے تھے اور بقول واقدی رسول اللہ ﷺ نے بنو غطفان کے سردار عینیہ بن حصن اور بنو اسد کے سردار طلیحہ بن خویلد کو پیغام بھیجا تھا کہ تم میرے اور اہل خیبر کے درمیان سے نکل جاؤ کیونکہ حق تعالیٰ نے خیبر کا مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے آپؐ نے ان سے کہا کہ اگر تم ایسا کرو گے اور اسلام لاؤ گے تو یہ خیبر تمہارے لئے ہے مگر انہوں نے رسول اللہ کا حکم نہ مانا اور ایک ماہ تک یہودیوں کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ کے خلاف لڑتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا اور ان پر ایسی ہیبت طاری کی کہ بنو اسد اور بنو غطفان یہودیوں سے الگ ہو گئے (مغازی الرسول صفحہ 312) واقدی کے علاوہ کسی اور نے یہ روایت بیان نہیں کی۔ اکرم ضیاء العمری (Akram Diya Al-Umari) کے مطابق

واقدی کی اس روایت پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا ان کے تجزیہ کے مطابق یہ روایت کمزور ہے۔

(Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-I, P:145)

21- محمد حسین ہیکل، حیات محمد، الفیصل لاہور، صفحہ

22- ایک روایت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو نہیں بلکہ حضرت عمرؓ فاروق کو آٹھویں روز علم دیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ قلعہ ناعم کے محاصرہ کے آخری دن (تیسرے دن درست نہیں کیونکہ فیصلہ کن لڑائی دسویں روز ہوئی تھی) اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت علیؓ کو باری باری لشکر کا علم عطا فرمایا تھا۔ لیکن اکرم ضیاء العمری کے تجزیہ کے مطابق یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔

(Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-I, P:145)

23- واقدی، مغازی الرسول، مقبول اکیڈمی لاہور، 1988ء صفحہ 313

24- ابن کثیرؒ سیرۃ النبی جلد دوم، مکتبہ قدوسیہ لاہور، صفحہ 257

25- واقدی، مغازی الرسول، مقبول اکیڈمی لاہور، 1988ء صفحہ 313

26- Akram Diya-al-Umari, Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-I, P : 146

27- صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم، مکتبہ السلفیہ لاہور 1992ء صفحہ 602

28- M. A. Salahi, Muhammad _ Man and Prophet, P: 500.

29- الکتیبہ کے تین قلعوں پر مسلمانوں کے قبضہ کی تمام تفاصیل میسر نہیں۔ ابن اسحاق کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ القموص کے قلعہ پر جنگ ہوئی تھی اور مسلمانوں نے یہ قلعہ جنگ کے بعد فتح کیا تھا۔ ایم اے صلاحی بھی کہتے ہیں کہ بیس روز تک محاصرہ جاری رہا تھا اور جب قلعہ القموص والوں نے ہتھیار ڈالے تو مسلمانوں نے ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا تھا القموص میں مقیم یہودی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانا اسی صورت میں ممکن تھا جب وہ قلعہ لڑائی کے بعد فتح کیا گیا ہو۔ حیی ابن اخطب کی بیٹی صفیہ بھی اسی قلعہ سے قیدی بنائی گئی یہودی خواتین میں شامل تھیں اگر حضرت صفیہؓ اور ان کی ساتھی خواتین قیدی بنائی گئی تھیں اور مجاہدین میں تقسیم کر دی گئی تھیں تو یہ قلعہ لازماً لڑائی کے ذریعے فتح کیا گیا تھا کیونکہ اس کے بعد تو خیبر کے یہودیوں نے شہر خالی کرنے پر رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کر لیا تھا اور اس معاہدے کی اہم ترین شرط یہ تھی کہ یہودیوں اور ان کے لڑنے والوں اور بیوی بچوں کی جان سلامت رہے گی یہ معاہدہ سلالم اور وطیح کے قلعوں کے محاصرہ کے دوران طے ہوا تھا اس لئے اس کا اطلاق ان دو قلعوں میں بند عورتوں بچوں اور لڑنے والوں پر ہی ہو سکتا تھا اس معاہدے سے پہلے جن عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا تھا ان پر اس معاہدے کا اطلاق نہیں ہو سکتا تھا اگر ایسا ہوتا تو حضرت صفیہ اور ان کی کچھ ساتھی خواتین کو ہی قیدی کیوں بنایا جاتا؟ یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت بلالؓ یہودیوں کی قیدی خواتین کو جن میں حضرت صفیہؓ بھی شامل تھیں اس راستہ سے لے کر گئے جہاں یہودیوں کی لاشیں پڑی تھیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا تھا اور حضرت بلالؓ نے معذرت کی تھی تو

وہ لاشیں کہاں سے آئیں؟ وہ انہی یہودیوں کی لاشیں تھیں جو قلعہ القموص کی لڑائی میں مارے گئے تھے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے القموص کا قلعہ بھی لڑ کر فتح کیا تھا اور کنانہ بن ربیع بن ابوالحقیق جو اس قلعہ کا مالک تھا اپنی سپاہ کی شکست کے بعد بھاگ کر باقی دو قلعوں میں سے کسی ایک میں چلا گیا تھا۔

30- سنن ابی داؤد کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے یہودیوں کو یہ اجازت دے دی تھی کہ خیبر سے اخراج کے وقت وہ اپنی سواریوں پر جتنا مال ساتھ لے جا سکیں لے جائیں۔ یہ اجازت معاہدہ کی شرائط میں شامل تھی بنو نضیر کو بھی مدینہ سے اخراج کے وقت اتنا مال ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی گئی تھی جو وہ اپنی سواریوں پر لے جا سکیں اللہ کے رسولؐ سے کنانہ نے خیبر سے اخراج کی شرائط طے کی تھیں کنانہ کا تعلق مدینہ کے اسی قبیلہ بنو نضیر سے تھا اس نے خیبر کے یہودیوں کے لئے بھی وہی اجازت حاصل کر لی جو اس کے قبیلہ کو مدینہ سے اخراج کے وقت اللہ کے رسول ﷺ نے دے دی تھی۔

31- بیہقی نے لکھا ہے کہ مدینہ میں رہ جانے والے بنو قینقاع سے تعلق رکھنے والے کچھ یہودیوں نے رضاکارانہ طور پر اس مہم میں حصہ لیا تھا اور اللہ کے رسول ﷺ نے مال غنیمت میں سے نہیں انعام دیا تھا السرخسی کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ان یہودیوں کو بھی مال غنیمت سے مسلمانوں کے برابر حصہ دیا تھا لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے تو شرط لگا رکھی تھی کہ خیبر کی مہم میں وہی لوگ شامل ہوں جو بیعت رضوان (حدیبیہ) والے ہیں مال غنیمت کی خواہش رکھنے والے کسی فرد کو اس مہم میں شامل نہیں کیا گیا تھا اس کے باوجود اگر کچھ یہودی رضاکار اس مہم میں شامل ہو گئے تھے تو انہیں اس کے بدلہ میں انعام دیا گیا ہو گا یا مال غنیمت سے مجاہدین کے برابر حصہ دیا گیا ہو گا؟ اگر رسول اللہ ﷺ نے کسی وجہ سے ان یہودیوں کو لشکر اسلام کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی تھی تو انہیں آپؐ نے انعام ہی دیا ہو گا۔

32- علامہ سلمان منصور پوری نے یہ انیس نام تو فہرست میں شامل کئے ہیں لیکن حواشی میں لکھا ہے کہ ان کو شہدائے خیبر کے 23 نام ملے ہیں جن میں زنیف بن واثلہ جن کا ذکر واقدی نے کیا ہے' انیف بن حبیب جن کا ذکر طبری نے کیا ہے بھی شامل ہیں انہوں نے بشر بن براء بن معرور کے بارے میں شبہ ظاہر کیا ہے کہ وہ خیبر میں شہید ہوئے تھے۔ بدر میں ان کے حواشی کے دو ناموں کو شامل کر لیا جائے اور حضرت بشر کو جنگ بدر کے شہدائے میں شامل کر دیا جائے تو علامہ منصور پوری کی فہرست میں اکیس نام بنتے ہیں اگر حضرت بشر کو خیبر کے شہداء میں شامل کر لیا جائے تو یہ شہداء بائیس ہو جاتے ہیں۔ 23 ویں شہید کے بارے میں انہوں نے کچھ نہیں لکھا کہ وہ کون تھے۔ (رحمت اللعالمین حصہ دوئم' الفیصل لاہور 1991ء صفحہ 225' 226)

33- ایک روایت کے مطابق اس حسن کارکردگی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت محیصہ کا مستقل روزینہ مقرر فرما دیا تھا۔

34- واقدی' مغازی الرسول' مقبول اکیڈمی لاہور' 1988ء صفحہ 315

35- Watt, Muhammad at Madina, P: 219.

دہشت گردوں کی سرکوبی

حدیبیہ کے دس سالہ معاہدہ امن سے اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے ازلی دشمن مکہ کے قریش کی چالوں سازشوں اور دشمنی کا وقتی طور پر خاتمہ ہو گیا تھا ریاست مدینہ کے دوسرے بڑے دشمن یہودی تھے ان کی دولت قوت اور جوڑ توڑ کی سیاست بھی ختم ہو گئی خیبر، وادی القریٰ، تیماء اور فدک ریاست مدینہ کا حصہ بن گئے اور سیاسی اقتصادی اور حربی لحاظ سے ریاست مدینہ جزیرہ نمائے عرب کی اہم قوت بن گئی لیکن ایک دشمن ابھی سرگرم عمل تھا یہ دشمن تھا عرب کے صحراؤں اور ریگستانوں میں رہنے والے بدو قبائل چھوٹے بڑے یہ بدو قبائل پورے جزیرہ نمائے عرب میں پھیلے ہوئے تھے بدو نہ مکہ کے قریش کی مانند تجارت کرتے تھے نہ ہی یہودیوں کی طرح کھیتی باڑی اور باغبانی سے روزی کما سکتے تھے لوٹ مار اور مار دھاڑ ان کی معیشت اور معاشرت کی بنیاد تھی باہمی معاہدے اور اتحاد ان کی اس لوٹ مار کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں بنتے تھے ان کے فکر و عمل کی بنیاد مفاد پر تھی مفاد کی خاطر وہ دوستیوں اور وعدے وعید کی بھی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے اور کل کے دوست آج کے دشمن اور کل کے دشمن آج کے دوست ہوتے تھے ایسا کرنا ان کی اقتصادی معاشرتی اور فطری روایت تھی اور صحرا کا کوئی ضابطہ انہیں اس سے باز نہیں رکھ سکتا تھا جب وہ فاتح ہوتے تھے تو ان جیسا ظالم کوئی نہیں ہوتا تھا۔ کمزور اور زیر دست سے نفرت کرتے تھے۔

ریاست مدینہ ان بدو قبائل کے صدیوں پرانے سیاسی اور اقتصادی کلچر کے لئے بہت بڑا خطرہ تھی بت پرستی کی مذہبی بنیاد کے علاوہ ریاست مدینہ سے بدوؤں کی دشمنی کی اور بھی بہت سی وجوہ تھیں وہ دیکھ رہے تھے کہ اسلام کے ساتھ ایک نیا دینی سیاسی اور معاشرتی کلچر وجود میں آ گیا ہے اگر ریاست مدینہ کی قوت میں اسی طرح اضافہ ہوتا رہا تو یہ کلچر صحراؤں اور ریگستانوں کے صدیوں پرانے آوارہ نظام اور کلچر کا خاتمہ کر دے گا اور انہیں ایک دینی نظم اور ریاستی قانون کا پابند ہونا

پڑے گا یہودیوں کی قوت کے خاتمہ اور قریش کے دشمنی کے میدان سے ہٹ جانے کے بعد ریاست مدینہ کے خلاف کوئی اس طرح کا حملہ تو نہیں کر سکتے تھے جیسا قریش اور یہودیوں کے ساتھ مل کر وہ کیا کرتے تھے لیکن وہ اپنی دشمنی ختم بھی نہیں کر سکتے تھے یہ ان کی فطری اور سیاسی مجبوری تھی رسول اللہ ﷺ ایسے دہشت گردوں اور لٹیروں کو کوئی موقعہ نہیں دینا چاہتے تھے اور ایسے گروہوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے اور انہیں خوفزدہ کرنے کے لئے مختلف اطراف میں چھوٹے بڑے گشتی دستے ارسال فرماتے رہے تھے یہ ریاست مدینہ کے دفاعی اور سلامتی کے پروگرام کا حصہ تھا۔

غزوہ ذات الرقاع

بنو غطفان کو یہودیوں کی شکست فاش کا سب سے زیادہ افسوس ہوا قریش مکہ نے دس سالہ معاہدہ صلح کر لیا تھا یہودی رسوا ہو کر ریاست مدینہ کے مزارع اور باج گزار بن گئے تھے اور بنو غطفان اکیلے رہ گئے تھے رسول اللہ ﷺ کی خیبر سے مدینہ واپسی کے بعد بنو غطفان نے ریاست مدینہ کے خلاف دہشت گردی کا پروگرام بنایا کھل کر لڑائی تو وہ کر نہیں سکتے تھے مگر ایسی کاروائیوں سے اپنے دکھ کر اظہار تو کر سکتے تھے رسول اللہ ﷺ انہیں ایسا موقعہ نہیں دینا چاہتے تھے۔ ایک تاجر نے بنو غطفان کے دو قبائل بنو محارب اور بنو ثعلبہ کی طرف سے دہشت گردی کی خبر دی تو رسول اللہ ﷺ ربیع الثانی سات ہجری میں(1) ایک لشکر کے ساتھ نجد کی طرف روانہ ہو گئے مدینہ میں آپؐ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا(2) آپؐ کے ساتھ چار سو یا سات سو صحابہ کرام تھے وادی الشقرہ پہنچ کر آپؐ نے دشمن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے چاروں طرف دستے روانہ فرمائے شام کو سب دستے واپس آ گئے اور بتایا کہ کہیں کسی دشمن کا نشان نہیں ملا وہاں سے چل کر آپؐ نخل کے مقام پر خیمہ زن ہو گئے وہاں پر بھی دشمن کا نشان نہ ملا وہ سب پہاڑوں میں جا چھپے تھے۔

اللہ نے دشمن کا منصوبہ ناکام بنا دیا

ابن اسحاق کے مطابق بنو غطفان کے کچھ لوگ مقابلہ کے لئے آئے مسلمان ظہر کی نماز ادا کر رہے تھے انہوں نے ہلہ بولنے کا ارادہ کیا تو ان کے ایک ساتھی نے کہا کہ تیاری کر لو تھوڑی دیر بعد مسلمان پھر نماز پڑھیں گے اس وقت حملہ کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو دشمن کی

موجودگی اور ارادہ سے آگاہ کر دیا عصر کی نماز کا وقت آیا تو آپؐ نے کچھ صحابہ کو پہرے پر متعین فرما دیا باقی نے آپؐ کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور پھر پہرے کی ڈیوٹی پر چلے گئے اور پہرے والے باقی دو رکعت میں آپؐ کے ساتھ شامل ہو گئے اس طرح اللہ نے دشمن کا منصوبہ ناکام بنا دیا مدینہ واپسی سے پہلے آپؐ نے ایک ایلچی کو روانہ کیا تاکہ وہ پہلے سے مدینہ میں لشکر کی بخیریت واپسی کی خبر پہنچا دے۔ اس ایلچی کا نام جعال تھا۔

اعرابی کی کوشش

بنی محارب کے ایک شخص نے اپنی قوم سے کہا "میں محمد (ﷺ) کو قتل نہ کر دوں؟" انہوں نے پوچھا "کیسے؟" اس نے جواب دیا "دھوکہ سے" قوم سے رخصت ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپؐ تشریف فرما تھے اس نے پوچھا "کیا میں آپؐ کی تلوار دیکھ سکتا ہوں؟" آپؐ نے جواب دیا "کیوں نہیں؟" آپؐ کی اجازت سے اس نے آپؐ کی تلوار پکڑ لی اور تلوار لہرا کر پوچھا "اے محمد (ﷺ) کیا تو مجھ سے خائف نہیں؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بالکل نہیں"

اس نے کہا "میرے ہاتھ میں تلوار ہے اس کے باوجود آپؐ ڈرے نہیں؟"

آپؐ نے فرمایا "میرا اللہ میرا محافظ ہے"

اس نے تلوار رکھ دی۔

آپؐ نے اسے معاف فرما دیا اور وہ اپنی قوم میں واپس چلا گیا(3) اس نے اسلام تو قبول نہ کیا لیکن عہد کیا کہ نہ تو وہ مسلمانوں کے خلاف لڑے گا اور نہ ہی مسلمانوں کے خلاف کسی کی مدد کرے گا۔ اپنی قوم کے پاس واپس جا کر اس نے کہا "میں دنیا کے سب سے بہترین انسان کے پاس سے ہو کر آیا ہوں"

قرآن سے محبت

ایک نخلستان سے گزرے تو مشرکین کی ایک خاتون وہاں موجود ملی اسے قیدی بنا لیا گیا۔ اس کے خاوند کو معلوم ہوا تو اس نے اپنی بیوی کا بدلہ لینے کی قسم کھائی اور لشکر اسلام کے پیچھے چل دیا۔ رات کیلئے ایک مقام پر اترے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا "آج کی شب پہرہ کون دے گا؟"

حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ ہم حاضر ہیں"

اللہ کے رسول ﷺ اور آپؐ کے ساتھی سو گئے۔ حضرت عبادؓ اور حضرت عمارؓ گھاٹی کے دہانہ پر پہرہ دینے لگے کچھ دیر بعد انہوں نے آپس میں طے کیا کہ ایک رات کے پہلے حصہ میں پہرہ دے گا اور دوسرا پچھلے حصہ میں حضرت عمار سو گئے اور حضرت عباد نے نماز کی نیت باندھ لی وہ مشرک بھی قریب ہی تاک میں موجود تھا اس نے تیر مارا جو حضرت عبادؓ کی پسلی میں پیوست ہو گیا۔ حضرت عبادؓ نے ایک ہاتھ سے تیر نکالا اور نماز میں کھڑے رہے دوسرا تیر دوسرے پہلو میں پیوست ہو گیا انہوں نے پھر بھی نیت نہ توڑی ہاتھ سے تیر نکال کر پاس رکھ لیا پھر تیسرا تیر آیا خون بہتا رہا حضرت عبادؓ نے اسی طرح نماز مکمل کی اور آواز دی "اٹھ جاؤ میں زخمی ہو چکا ہوں"

حضرت عمارؓ نے سنا تو اچھل کر کھڑے ہو گئے تیر چلانے والا مشرک بھاگ گیا حضرت عمارؓ نے پوچھا "تم نے پہلے تیر پر ہی مجھے کیوں نہ جگا دیا؟"

"میں سورۃ کہف کی تلاوت کر رہا تھا مجھے منظور نہ تھا کہ درمیان میں چھوڑ دوں واللہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ زیادہ خون بہہ جانے سے تمہیں جگائے بغیر ختم ہو گیا تو اللہ کے رسولؐ کے فرض کی ادائیگی میں خیانت ہو جائے گی تو میں سورۃ کہف مکمل کرتا خواہ جان ہی چلی جاتی"

اللہ اور بندہ

دوران سفر ایک صحابی نے پرندے کا ایک چھوٹا سا بچہ پکڑ لیا انہیں اچھا لگا ہو گا بچے کی ماں اور باپ کا برا حال ہو رہا تھا وہ اس کے گرد اڑ رہے تھے پھر وہ اس صحابی کے سامنے گر پڑے صحابہ کرام ان پرندوں کے طرز عمل پر بہت حیران ہوئے رسولؐ اللہ نے فرمایا "اے لوگو تم اس پرندے کے طرز عمل پر حیران ہو رہے ہو جو اپنے بچے کی محبت میں تمہارے سامنے آن گرا ہے واللہ تمہارا رب تو تم پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہے"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ

حضرت جابرؓ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اونٹ تیز نہیں چل سکتا تھا اور قافلہ والوں سے پیچھے آ رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا "جابر کیا بات ہے کہ تم پیچھے رہ گئے؟"

"یا رسولؐ اللہ اس اونٹ نے مجھے مجبور کر دیا ہے" حضرت جابرؓ نے عرض کیا۔

"اسے بٹھاؤ"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اونٹ کو بٹھا دیا آپؐ نے بھی اپنی سواری بٹھا دی

حضرت جابرؓ سے عصا لیا اور اونٹ کو چند ضربیں لگا کر فرمایا "اب سوار ہو جاؤ"
حضرت جابرؓ نے آپؐ کے حکم کی تعمیل کی وہ کہتے ہیں "واللہ میرا اونٹ رسول اللہ ﷺ کی سواری کا مقابلہ کرنے لگا"
رسول اللہ ﷺ نے پوچھا "جابر کیا تو یہ اونٹ میرے پاس فروخت کر دے گا؟"
حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "فروخت نہیں میں یہ اونٹ آپؐ کو ہبہ کرتا ہوں"
رسولؐ اللہ نے فرمایا "ہبہ نہیں یہ اونٹ قیمتاً" مجھے دے دو"
حضرت جابرؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ اس کی قیمت طے کر لیں"
آپؐ نے فرمایا "ایک درہم کے عوض میں یہ اونٹ لیتا ہوں"
حضرت جابرؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ یہ تو نقصان ہے"
آپؐ نے اس کی قیمت بڑھا دی اور آخر ایک اوقیہ تک قیمت لگا دی۔
"یا رسولؐ اللہ آپؐ برضا و رغبت یہ قیمت لگا رہے ہیں؟"
آپؐ نے اثبات میں جواب دیا۔
جابر نے عرض کیا "یہ اونٹ آپؐ کا ہے"
آپؐ نے اونٹ قبول فرما لیا اور کہا مدینہ تک اس پر سواری کرو۔
پھر آپؐ نے پوچھا "جابر تم نے شادی کر لی؟"
"ہاں یا رسولؐ اللہ"
آپؐ نے پوچھا "کنواری سے یا شوہر دیدہ سے؟"
حضرت جابر نے عرض کیا "شوہر دیدہ سے"
آپؐ نے فرمایا "تم نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہ کی؟"
حضرت جابر نے عرض کیا "یا رسول اللہ میرا باپ غزوہ احد میں شہید ہو گیا تھا میری سات بہنیں ہیں اس لئے میں نے سلیقہ شعار عورت سی شادی کی ہے تاکہ ان کے سرپاؤں آراستہ کرے اور ان کا خیال رکھے"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "انشاء اللہ یہ تم نے درست کیا"
مدینہ پہنچ کر اگلی صبح حضرت جابر اونٹ لے کر رسولؐ اللہ کے دروازے پر جا حاضر ہوئے اونٹ باندھ کر خود قریب مسجد میں جا بیٹھے رسولؐ اللہ گھر سے باہر آئے تو اونٹ دیکھ کر پوچھا "یہ کیسا اونٹ ہے؟"

آپؐ کو بتایا گیا کہ جابر یہ اونٹ لایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا "بلاؤ جابر کو"
حضرت جابر آپؐ کی خدمت میں پیش ہوئے تو آپؐ نے فرمایا "جان برادر اسے لے جاؤ یہ اونٹ تمہارے لئے ہے"
پھر آپؐ نے حضرت بلال کو بلا کر فرمایا "جابر کو ایک اوقیہ دے دو"
حضرت بلال نے حضرت جابر کو ایک اوقیہ دے دیا اور حضرت جابر اونٹ اپنے گھر لے گئے۔
حضرت جابر کہتے ہیں "بلال نے مجھے اوقیہ سے بھی کچھ زیادہ ہی دے دیا" واللہ وہ مال میرے پاس بڑھتا رہا اور اس کی برکت محسوس کی جاتی رہی یہاں تک کہ یزید بن معاویہ کے دور میں "یوم حرہ" میں ضائع ہو گیا"

وجہ تسمیہ

رسول اللہ ﷺ غزوہ ذات الرقاع کے سلسلے میں پندرہ روز مدینہ منورہ سے باہر رہے اس غزوہ کے نام کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ ابن ہشام فرماتے ہیں کہ صحابہ نے اپنے جھنڈوں کو پیوند لگا رکھے تھے اس لئے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع پڑ گیا یا پھر اس نام کا وہاں ایک درخت تھا۔ واقدی کے مطابق اس نام کا وہاں پر ایک پہاڑ تھا جس پر سفید سیاہ اور سرخ رنگ کے نشانات تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ شدید گرمی اور تپش کی وجہ سے اس سفر میں صحابہ نے اپنے پاؤں پر کپڑے کے چیتھڑے باندھے ہوئے تھے اس لئے اس غزوہ کا نام ہی ذات الرقاع (چیتھڑوں والا غزوہ) پڑ گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تربہ تک گشت

شعبان 7 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے تیس سواروں کا ایک دستہ تربہ کی طرف بھیجا یہ مقام مکہ سے صنعاء اور نجران کی طرف جانے والے راستے پر واقع ہے اور مکہ سے چار منزل دور ہے تربہ میں قبیلہ ہوازن کی ذیلی شاخوں بنونصر بن معاویہ اور بنو جشم بن بکر کے لوگ رہتے تھے اس گشتی دستہ کے امیر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے سات راتوں کے سفر کے بعد دستہ تربہ پہنچا تو وہ لوگ پہلے ہی فرار ہو گئے تھے حضرت عمرؓ نے مدینہ واپسی کا ارادہ کیا تو راستہ دکھانے والے نے کہا "بنو خثعم کے کچھ لوگ قریب ہی موجود ہیں کیا آپ ان کی اصلاح کیلئے ان کے خلاف اقدام نہیں کریں گے؟"

حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا " رسولؐ اللہ نے مجھے ہوازن کے علاوہ کسی اور کے خلاف کاروائی کا حکم نہیں دیا"

حضرت عمر فاروق تربہ سے مدینہ واپس آ گئے۔

فزارہ کے خلاف کاروائی

شعبان کے مہینہ میں ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک دستہ لے کر نجد کی طرف گئے ان کی منزل قبیلہ فزارہ کا مسکن تھی بنو فزارہ کے چشمہ پر پہنچے تو رات پڑ گئی تھی دستہ نے رات وہیں گزاری صبح کی نماز کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فزارہ کو غفلت میں جا لیا بھاگتے ہوئے بدوؤں میں سے کچھ مارے گئے اور کچھ قیدی بنا لئے گئے ان میں سے ایک ماں بیٹی بھی تھیں ان دونوں کو حضرت سلمہ بن اکوع نے قیدی بنایا تھا انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق سے درخواست کی کہ وہ لڑکی اسے عنایت کر دی جائے حضرت ابوبکر صدیق نے اس کی درخواست قبول فرمالی وہ اس لڑکی کو مدینہ لے آئے۔

رسول اللہ ﷺ کو علم ہوا تو آپؐ نے حضرت سلمہ بن اکوع سے فرمایا "سلمہ وہ لڑکی مجھے دے دو" حضرت سلمہ بن اکوع نے معذرت کر لی۔ دوسرے روز رسول اللہ نے پھر سلمہ سے کہا " سلمہ وہ لڑکی مجھے دے دو" آخر تیسرے روز حضرت سلمہ بن اکوع نے ▪ لڑکی رسول اللہ ﷺ کو پیش کر دی آپؐ نے اسے مکہ بھیج دیا اور اس کے بدلے میں کچھ غریب اور کمزور مسلمان مردوں اور عورتوں کو قریش۔ مکہ کی قید سے رہائی دلائی۔

بنو مرہ کی طرف مہم

جب بشیر بن سعد انصاری کو تیس سواروں کے دستہ کے ساتھ بنو مرہ کی طرف روانہ کیا گیا تو ابھی شعبان کا مہینہ ہی تھا۔ فدک کے قریب انہیں کچھ لوگ بکریاں چرانے والے مل گئے ان سے بنو مرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ▪ اپنے جنگلوں میں ہیں انہوں نے اونٹ اور بکریاں چھین لئے بنو مرہ کو علم ہوا تو انہوں نے صحابہ کا تعاقب کیا اور رات کے اندھیرے میں انہیں آ لیا رات بھر دونوں طرف سے تیر چلتے رہے صبح تک صحابہ کے تیر ختم ہو گئے تھے بنو مرہ کے بہت سے لوگ مارے گئے مسلمانوں کا بھی کافی جانی نقصان ہوا حضرت بشیر بن سعد نے اس لڑائی میں بے مثل صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا وہ شدید زخمی ہو گئے تھے بنو مرہ

کی پسپائی کے بعد وہ فدک چلے گئے اور ایک یہودی کے ہاں قیام کیا جب ان کے زخم کچھ مندمل ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

بنی عوال کی سرکوبی

ماہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ نے بنی عوال اور بنی عبد بن ثعلبہ کی طرف ایک مہم بھیجی اس مہم میں ایک سو تیس مجاہدین شامل تھے رسول اللہ ﷺ نے حضرت غالب بن عبداللہ لیثی کو اس مہم کا امیر مقرر فرمایا بنی عوال اور بنی عبد بن ثعلبہ کے مسکن المیفعہ (نجد) میں تھے مسلمانوں نے اچانک بدوؤں کو جا لیا جو سامنے ٹھہرا قتل کر دیا گیا اور ان کے مال مویشی قبضہ میں لے لئے۔
مرداس بن نہیک حضرت اسامہؓ بن زید کے سامنے آیا تو اس نے لا الہ الا اللہ کہا۔
حضرت اسامہؓ بن زید نے اسے قتل کر دیا۔
صحابہ نے حضرت اسامہؓ سے کہا کہ اس شخص نے تو توحید کا اقرار کر لیا تھا اس کے بعد تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ حضرت اسامہؓ بن زید کو بہت افسوس ہوا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ مدینہ واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا "جب مرداس نے زبان سے لا الہ الا اللہ کہہ دیا تھا تو تم نے اسے کیوں قتل کیا؟"
حضرت اسامہؓ بن زید نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ اس نے جان بچانے کے لئے یہ کلمہ زبان سے نکالا تھا"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کیا تم نے اس کا سینہ چیر کا دیکھ لیا تھا کہ وہ صادق ہے یا کاذب؟"
اسامہ نے کہا "میں کسی ایسے شخص سے جنگ نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دے"
اس غزوہ کے مال غنیمت سے ہر مجاہد کے حصہ میں دس اونٹ اور سو بکریاں آئیں۔

عینیہ بن حصن بھاگ گیا

شوال کے مہینہ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت بشیر بن سعد انصاری کی قیادت میں تین سو مجاہدین کو یمن و جبار کی طرف بھیجا آپؐ کو خبر موصول ہوئی تھی کہ عینیہ بن حصن شرپسندوں کو جمع کر رہا ہے جبار بنو غطفان کی شاخوں فزارہ اور بنو غدرہ کا علاقہ تھا ساتھ ہی بنو غطفان کے دیگر قبیلے بھی رہتے تھے حسیل بن نویرہ نے شرپسندوں کے اجتماع اور تعداد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے

مشورہ کیا اور حضرت بشیر بن سعد کو پرچم عطا کر کے شرپسندوں کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا حسیل بن نویرہ اس لشکر کے لئے راستہ دکھانے والے بنے۔

حضرت بشیر بن سعد تیزی سے سفر کرتے ہوئے سلام نام کی بستی میں پہنچ گئے یہ بستی خیبر اور وادی القریٰ کے سامنے تھی اس کے ساتھ ہی بنو غطفان کا علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔ بنو غطفان کی چراگاہیں قریب تھیں اسلامی لشکر کی آمد کی اطلاع پر صحراؤں میں اونٹ چرانے والے اپنے اونٹ چھوڑ کر پہاڑوں کی طرف دوڑ گئے۔ حضرت بشیر نے آگے بڑھ کر ان کی بستیوں کو چھان مارا مگر بستیاں بھی سب خالی تھیں صرف دو مشرک ہاتھ آئے صحابہ نے ان کے اونٹ گھیر لئے اور مدینہ کی طرف واپس چل پڑے دونوں قیدیوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا دونوں نے اسلام قبول کر لیا رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو آزاد کر دیا۔

رفاعہ بن قیس کا خاتمہ

حضرت ابو حدرد مدینہ آئے ہوئے تھے انہوں نے اپنی قوم کی ایک خاتون سے شادی کی تھی اور دو سو درہم مہر مقرر ہوا تھا نکاح تو ہو گیا تھا مگر اتنی رقم پاس تھی نہیں وہ امداد کیلئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے رسولؐ اللہ نے مہر کی رقم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے رقم بتا دی رسولؐ اللہ نے فرمایا "سبحان اللہ تم نے اتنا مہر مقرر کیا ہے؟ فی الحال تو تمہاری مدد ممکن نہیں"

حضرت ابو حدرد مدد کے انتظار میں مدینہ میں رک گئے اسی دوران بنو جشم کے رفاعہ بن قیس غابہ میں آ کر اترے ان کے ساتھ ان کی قوم کے شرپسند بھی تھے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو حدرد کو دو صحابہ کے ساتھ اس قوم کے مال اور ارادوں کی خبریں معلوم کرنے بھیجا۔ حضرت ابو حدرد نے اس قوم کو بھگانے کا منصوبہ بنا لیا غروب آفتاب کے بعد ▪ ان کے کیمپ کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے اور اپنے دونوں ساتھیوں کو دوسری طرف چھپا دیا اور کہا کہ جب میں اللہ اکبر کا نعرہ لگاؤں تو تم بھی نعرہ بلند کر کے حملہ کر دینا۔

رفاعہ بن قیس اپنے ایک چرواہے کی تلاش میں کیمپ سے باہر آیا تو حضرت ابو حدرد نے تیر سے اس کا کام تمام کر دیا اور تلوار سے اس کا سر کاٹ لیا پھر انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا دوسری طرف سے باقی دو صحابہ نے بھی نعرہ لگایا رفاعہ کی قوم پریشانی کے عالم میں بھاگ گئی صحابہ ان کے اونٹ ہانک کر مدینہ لے آئے ابو حدرد نے رفاعہ بن قیس کا سر بھی رسولؐ اللہ کو پیش کر دیا آپؐ نے ان اونٹوں میں سے تیرہ اونٹ حضرت ابو حدرد کو عنایت کر دیئے اور ان کی مہر کی

رقم کا مسئلہ حل ہو گیا۔

بنو غطفان کا رد عمل

خیبر اور اس کے نواح میں یہودی بستیوں پر ریاست مدینہ کا قبضہ ہو گیا تو بنو غطفان کو بہت صدمہ ہوا تھا یہودی ان کے اتحادی تھے۔ اپنے دفاع کے لئے اور اپنی لڑائیوں کے لئے بنو غطفان سے افرادی قوت کرایہ پر لیا کرتے تھے بدو قبائل کی آمدنی کا یہ بہت بڑا ذریعہ تھا یہودیوں کی سیاسی اور اقتصادی قوت ختم ہو جانے سے ان کی آمدنی کا وہ ذریعہ ختم ہو گیا تھا خیبر کی فتح کے بعد فزارہ کے سردار عینیہ بن حصن نے تو اللہ کے رسول ﷺ سے درخواست بھی کی تھی انہیں بھی خیبر کے مال غنیمت سے حصہ دیا جائے اسی محرومی اور دکھ میں خیبر کی فتح کے بعد سب سے شدید رد عمل کا مظاہرہ بنو غطفان اور اس کی شاخوں نے کیا ان کے پاس اتنی قوت تو تھی نہیں کہ۔ ریاست مدینہ پر چڑھائی کر دیں وہ تو لوٹ مار ہی کر سکتے تھے اور اسی لئے وہشت گرد جمع کرتے رہتے تھے لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں کسی ایسی کاروائی کا موقعہ نہ دیا خیبر کے فتح کے بعد کی مہموں میں سے بیشتر بنو غطفان کے ان دکھیاروں کے خلاف ہی بھیجی گئیں۔

حواشی / حوالہ جات

1- ابن اسحاق نے غزوہ ذات الرقاع بنو نضیر کے مدینہ سے اخراج کے بعد کے غزوات میں شمار کیا ہے لیکن امام بخاری کے مطابق حضرت ابو موسیٰؓ اشعری اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں نے غزوہ ذات الرقاع میں شرکت کی تھی حضرت ابو موسیٰ اشعری غزوہ بنو نضیر کے بہت عرصہ بعد تک حبشہ میں رہے تھے اور وہ غزوہ خیبر کے دوران حبشہ سے واپس آئے تھے اور خیبر ہی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے. حضرت ابو ہریرہ ؓ بھی غزوہ خیبر کے دنوں میں ہی مسلمان ہو کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پہلی دفعہ پیش ہوئے تھے اس لئے اگر وہ دونوں غزوہ ذات الرقاع میں شامل تھے تو یہ غزوہ خیبر کی فتح کے بعد ہی ہو سکتا ہے لیکن اس سے بھی اہم دلیل ابن عمر ؓ کی وہ روایت ہے جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع کے دوران رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف پڑھائی تھی اور وہ خود اس غزوہ میں شریک ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ابن عمر کو غزوہ احد میں شرکت کی اجازت نہیں دی تھی وہ اس وقت کم عمر تھے جس جنگ میں وہ پہلی بار شریک ہوئے جنگ خندق تھی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع غزوہ خندق سے تو بہر حال بعد کا واقعہ ہے. صفی الرحمٰن مبارکپوری نے غزوہ ذات الرقاع کے لئے ربیع الاول کا مہینہ متعین کیا ہے (الرحیق المختوم' لاہور 1992ء صفحہ 613) جو 7 ہجری کے واقعات کی ترتیب کو دیکھتے ہوئے درست معلوم نہیں ہوتا ہے کیونکہ آپؐ محرم 7 ہجری کے آخری عشرہ میں خیبر کے لئے روانہ ہوئے تھے اور تقریباً" دو ماہ مدینہ منورہ سے باہر رہے تھے. کتب مغازی میں 7 ہجری میں رسول اللہ ﷺ کی خیبر سے واپسی کے بعد جس پہلے سریہ کا ذکر آتا ہے وہ تربہ کی طرف حضرت عمر ؓ کی مہم ہے جو شعبان کے مہینہ میں بھیجی گئی تھی. خیبر کے بعد کے حالات اور بدوؤں کی فطرت اور رد عمل کو سامنے رکھا جائے تو ایسا سوچنا دشوار معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کی فتح کے بعد وہ پانچ چھ ماہ تک بالکل خاموش بیٹھے رہے ہوں گے کیونکہ تربہ کی طرف مہم شعبان 7 ہجری میں بھیجی گئی تھی. بنو غطفان کا خیبر کے فوراً" بعد رد عمل ظاہر کرنا اور ان کے رد عمل کے فوری تدارک کے لئے رسول اللہ ﷺ کا ایک بڑے لشکر کے ساتھ ان کے علاقہ کی طرف جانا ایک فطری امر تھا ابن اسحاق کے مطابق آپؐ جمادی الاول 4 ہجری میں غزوہ ذات الرقاع کے لئے روانہ ہوئے تھے. شمسی کیلنڈر کے مطابق یہ اکتوبر کا مہینہ بنتا ہے. ابو موسیٰ اشعریؓ کے مطابق اس سفر میں گرمی اتنی زیادہ تھی کہ صحابہ نے اپنے پاؤں پر چیتھڑے باندھ رکھے تھے جزیرہ نمائے عرب میں اکتوبر گرم تو ہوتا ہے مگر اتنا گرم نہیں ہوتا جتنا اس روایت میں بیان کیا گیا ہے جب کہ ربیع الثانی 7 ہجری جولائی اگست میں آیا تھا اور جولائی جزیرہ نمائے عرب کے گرم ترین مہینوں میں سے ہے جولائی اگست میں ہی گرمی اتنی شدید ہو سکتی تھی کہ صحابہ کو اپنے پاؤں پر چیتھڑے باندھنا پڑ گئے ہوں۔

2- بقول ابن ہشام رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان ؓ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا تھا.

3- اس بارے میں متعدد روایات مختلف انداز کی بیان کی گئی ہیں بعض کا خلاصہ یہ ہے کہ دوپہر کو آرام کے لئے ایک منزل پر اترے تو صحابہ آرام کے لئے بکھر گئے آپؐ ایک درخت کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا کر سو گئے تو مشرک چپکے سے وہاں پہنچ گیا اور آپؐ کی تلوار پر قبضہ کر لیا' آپؐ کی آنکھ کھل گئی اس نے پوچھا' آپؐ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ تو آپؐ نے جواب دیا "میرا اللہ" اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی تو آپؐ نے اس پر

قبضہ کرکے پوچھا "تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟" تو اس نے جواب دیا "آپؐ بہترین پکڑنے والے بنیں" تو آپؐ نے اسے معاف فرما دیا۔ امام بخاری نے اس اعرابی کا نام غورث بن حارث اور واقدی نے دعثور لکھا ہے۔

عُمرہ کا سفر

ذیقعد کا چاند نظر آیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو عمرہ کی تیاری کا حکم دیا حدیبیہ کے معاہدے کی رو سے اس سال قریش اللہ کے رسول ﷺ اور اس کے ساتھیوں کا راستہ نہ روکنے کے پابند تھے۔ اللہ کے رسولؐ نے حکم دیا کہ سال رفتہ جو کوئی بھی آپؐ کے ساتھ حدیبیہ میں موجود تھا ▪ عمرہ کے لئے مکہ جائے گا۔ اس عرصہ میں ان صحابہ کرام میں سے کچھ شہادت پا گئے تھے چند اپنا زندگی کا سفر مکمل کر گئے تھے جو زندہ تھے وہ سب تیاریاں کرنے لگے بہت سے ▪ مسلمان بھی عمرہ کے سفر کے لئے تیار ہو گئے جو سال رفتہ کے سفر میں شامل نہیں تھے اس طرح یہ تعداد دو ہزار تک پہنچ گئی۔ خواتین اور بچے اس کے علاوہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ آپؐ نے قربانی کے لئے ساٹھ اونٹ ساتھ لئے۔

عزم رسول ﷺ

قریش کے ساتھ معاہدہ تو ہو چکا تھا لیکن ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ سال رفتہ آپؐ ہتھیار ساتھ لے کر نہیں گئے تھے اور مکہ میں لڑائی کی صورت پیدا ہو گئی تھی ایسا پھر بھی ہو سکتا تھا آپؐ نے اس بار ہتھیار بھی ساتھ لئے ان میں زرہیں ڈھالیں اور خود بھی شامل تھے ایک سو جنگی گھوڑے بھی محمد بن مسلمہ کے سپرد کئے ہتھیاروں کا انچارج حضرت بشیر بن سعد کو بنایا ذوالحلیفہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے گھوڑ سواروں اور ہتھیاروں کے نگرانوں کو حکم دیا کہ ▪ آپؐ کے قافلہ کے آگے چلیں تاکہ لوگ پہلے سے محتاط ہو جائیں اور آپؐ کے اس عزم کو جان لیں کہ اس بار آپؐ اور آپؐ کے ساتھی عمرہ کر کے ہی واپس آئیں گے خواہ اس کے لئے جنگ ہی کرنا پڑے۔

قریش ڈر گئے

گھوڑ سواروں اور ہتھیاروں کے ساتھ حضرت محمد بن مسلمہ آپؐ کے قافلہ سے پہلے ہی مَرّا

الظہران پہنچ گئے قریش کے کچھ لوگ وہاں سے گزرے تو اتنے زیادہ جنگی گھوڑوں اور ہتھیاروں کو دیکھ کر پریشان ہو گئے "آپؐ جنگی گھوڑوں کے ساتھ کس مہم پر جا رہے ہیں؟" انہوں نے حضرت محمد بن مسلمہ سے پوچھا۔

"رسول اللہ ﷺ کا قافلہ انشاء اللہ کل یہاں پہنچ رہا ہے ہم ان کے ساتھ ہیں"

قریش کے لوگوں نے حضرت بشیر بن سعد اور ان کے ساتھیوں کے پاس جنگی ہتھیار ڈھالیں' زرہیں اور خود بھی دیکھے تھے مکہ پہنچ کر انہوں نے قریش کے سرداروں کو اتنے زیادہ ہتھیاروں اور جنگی گھوڑوں کے بارے میں بتایا تو وہ خوفزدہ ہو گئے۔ مکہ میں سراسیمگی پھیل گئی قریش کو سال رفتہ کا اپنا رویہ تو یاد ہی تھا "ہم یقیناً اپنا عہد پورا کریں گے اس لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شہر پر حملہ کا کوئی خدشہ نہیں" وہ ایک دوسرے سے کہتے اور لوگوں کو تسلی دینے لگے۔

جان میں جان آگئی

قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک وفد بھیجا مکرز بن حفص اس وفد کے سربراہ تھے وہ رسول اللہ ﷺ کو قریش مکہ کی طرف سے سال رفتہ کے معاہدے کی پابندی کا یقین دلانے آئے تھے "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ نے ہمیشہ عہد کی پابندی کی ہے آپؐ نے تو بچپن میں بھی کبھی اپنے عہد کے خلاف کچھ نہیں کیا تھا آپؐ نے تو عہد کیا تھا کہ آپؐ کے اور آپؐ کے ساتھیوں کے پاس صرف سفری تلواریں ہوں گی جو نیاموں میں بند رہیں گی آپؐ یہ ہتھیار کیوں ساتھ لائے ہیں؟" انہوں نے پوچھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں یہ ہتھیار شہر مکہ میں نہیں لے جا رہا"

"ہم نے ہمیشہ آپؐ کو قول کا پابند پایا ہے یہ آپؐ کے عہد کے مطابق ہے" مکرز نے جواب دیا۔

قریش کے وفد نے واپس مکہ جا کر انہیں بتایا کہ محمد ﷺ اپنے عہد کی پابندی کریں گے اور آپؐ کے ساتھی ہتھیار لگا کر مکہ میں داخل نہیں ہوں گے انہوں نے ہمیں یقین دلایا ہے۔

یہ سن کر قریش کی جان میں جان آئی۔

توحید والوں کا مکہ میں داخلہ

پھر چشم فلک نے وہ منظر دیکھا جو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا مکہ کی گلیاں اور بازار "اے اللہ ہم

حاضر ہیں! تیرا کوئی شریک نہیں! ہم حاضر ہو گئے ہیں" کی پر سوز آوازوں سے گونج رہے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ قصویٰ پر سوار تھے دو ہزار اہل توحید مرد عورتیں اور بچے احرام باندھے بلند آواز میں لبیک اللھم لبیک کا ورد کرتے ہوئے مکہ میں داخل ہو رہے تھے صحابہ کرام گلے میں تلواریں لٹکائے قصویٰ کے دائیں بائیں اور پیچھے چلے آ رہے تھے۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑی ہوئی تھی اور بلند آواز میں

"آل کفار آگے سے ہٹ جاؤ!
آگے سے ہٹ جاؤ!
کہ بھلائی جو بھی ہے رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ہے
ہم نے ان کی واپسی پر ویسی ہی مار ماری ہے
جیسی مار ہم نے تمہیں ان کی آمد پر ماری تھی
ہماری ضرب تمہارے سر گردنوں سے جدا
اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی
اے اللہ میں فرمان رسولؐ پر ایمان کامل رکھتا ہوں
اور اللہ کا حق اسی ایمان کے ذریعے پہچانتا ہوں
اللہ نے اپنے رسولؐ پر جو کتاب اتاری ہے
(اس میں) کہا ہے کہ اس کی پیروی میں قتل ہونا
بہترین قتل ہے"

پڑھ رہے تھے اور مشرکین مکہ اپنے گھر خالی کر کے پہاڑوں کے پیچھے چلے گئے تھے وہ اردگرد کی پہاڑیوں کے اوپر سے قافلہ توحید کو اپنے شہر میں داخل ہوتا دیکھ رہے تھے اور کچھ دار الندوہ میں سر جوڑے بیٹھے تھے اور اللہ کی چال کی کامیابی اور اپنی چالوں کی ناکامیوں پر غور کر رہے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ جو سات سال پہلے ان کے سرداروں کے سروں میں خاک ڈال کر رات کے اندھیرے میں اس شہر سے ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئے تھے دن کی روشنی میں ہزاروں اہل توحید کے قافلہ کے ساتھ اس شہر اور اس کے حرم میں داخل ہو رہے تھے اور ان کے تین سو ساٹھ بتوں کے حرم میں اس کے ہزاروں ماننے والے "اللہ تیرا کوئی شریک نہیں" کی تلبیہ پڑھ رہے تھے۔

اور قریش شرک کے نقاب اوڑھے بدحال تھے

اللہ نے اپنے بندے کو غلبہ دیا

چشم فلک نے ایسا منظر کبھی دیکھا نہیں تھا تو قریش مکہ نے بھی ایسا کبھی گمان تک نہ کیا تھا کہ عبداللہ کا یتیم کبھی ان کے بتوں کی نفی اور اللہ کی وحدنیت کا اعلان کرتے ہوئے اتنے بڑے لشکر توحید کے ساتھ ان کے شہر اور حرم میں داخل ہو سکے گا اور انہیں خاموشی اور بے بسی سے یہ سب کچھ دیکھنا اور برداشت کرنا پڑے گا اور اس طرح ان کی صدیوں پرانی اجارہ داری اور بتوں کی مجاوری کے سر میں بھی خاک پڑ جائے گی۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے ابن رواحہ پھر کہو"
رسولؐ اللہ نے فرمایا "اے عمر میں سن رہا ہوں"
حرم کعبہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے رواحہ کے فرزند کہو اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اللہ نے اپنے بندے کی مدد کی اور اپنے لشکر کو غلبہ دیا اور اسی نے تنہا (کفر کے) لشکروں کو شکست دی"
حضرت عبداللہ بن رواحہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر یہ کلمہ بلند کیا تو توحید والوں کے قافلہ میں شامل مرد عورتیں اور بچے سب بلند آواز میں "اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اللہ نے اپنے بندے کی مدد کی' اپنے لشکر کو غلبہ دیا اور اسی تنہا نے کفر کے لشکروں کو شکست دی" کا ورد کرنے لگے۔

غرور والوں کی گردنیں جھک گئیں

مشرکین مکہ اپنے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے کہا کرتے تھے مدینہ کی آب و ہوا خراب ہے وہاں موسمی بخار پھیل جاتا ہے وہ انہیں ڈراتے تھے کہ مدینہ بیماریوں کی جگہ ہے تم دیکھو گے کہ مسلمان کس قدر لاغر اور کمزور ہو گئے ہیں اللہ کے رسول ﷺ مشرکین کے اس پراپیگنڈہ سے آگاہ تھے آپؐ نے احرام کی چادر دائیں کندھے کے اوپر سے ہٹا کر نیچے سے گزاری اور بائیں کندھے پر ڈال لی دایاں کندھا ننگا کر لیا پھر صحابہ سے فرمایا "ان کے سامنے جو اپنی توانائیوں کا مظاہرہ کرے اللہ اسے اپنی رحمت سے نوازے گا" ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا "رمل کرو تاکہ مشرک مسلمانوں کی قوت اور طاقت دیکھ لیں" مشرکین مکہ کوہ قعیقعان کی طرف کھڑے قافلہ توحید کو دیکھ رہے تھے۔ صحابہ کرام نے بھی احرام کی چادریں اسی انداز میں دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیں اور رسولؐ اللہ کے ارشاد کے مطابق طواف کے پہلے تین

چکر تیز چلتے ہوئے مکمل کئے ■ اپنے سینے پھیلا کر اور کندھے اونچے کر کے چل رہے تھے باقی چکر عام رفتار سے مکمل کئے دار الندوہ اور پہاڑیوں کی طرف سے مشرک مسلمانوں کو طواف کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور آپس میں کہہ رہے تھے "یہ تو ہرنوں کی مانند چلتے ہیں"

طواف کے بعد آپؐ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی جانور منگوا کر ذبح کئے اور سر منڈا دیئے صحابہ کرام بھی سر منڈوا چکے تو آپؐ نے کچھ لوگوں کو گھوڑوں اور ہتھیاروں کی حفاظت کے لئے بھیج دیا تاکہ جو صحابہ ان کی حفاظت پر متعین ہیں وہ بھی عمرہ کر لیں آپؐ نے گھوڑے اور ہتھیار حدود حرم سے باہر بطن یا جج میں چھوڑ دیئے تھے آپؐ حرم کعبہ میں ہی مقیم رہے ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو آپؐ نے حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا حضرت بلالؓ کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے اذان کی آواز مکہ کی گلیوں اور بازاروں میں گونجی اور ارد گرد کی پہاڑیوں اور دار الندوہ سے دیکھنے والے مشرکین تک پہنچی تو ان کے نسلی غرور کی گردنیں جھک گئیں ایک سیاہ فام حبشی جسے ■ صرف "اللہ ایک ہے" کہنے پر گرم ریت پر لٹا کر پیٹا کرتے تھے ان کے بتوں کے سروں پر حرم کی چھت کی بلندی سے "اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں" کا اعلان کر رہا تھا۔

ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے کہا "اللہ نے ابو الحکم (ابو جہل) کو شرف بخشا کہ اس نے ایک غلام کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا"

صفوان بن امیہ نے کہا "اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے باپ کو یہ سننے سے پہلے ہی موت دے دی"

خالد بن اسید بولے "اس خدا کے لئے حمد ہے جس نے میرے باپ کو اس سے پہلے ہی اٹھا لیا اور ■ ایک حبشی غلام کو کعبہ کی چھت کے اوپر سے ہینک لگاتے دیکھنے اور سننے سے بچ گیا"

مشرکین کے معبود بلالؓ کے قدموں تلے

بہت سے مشرکین نے اپنے کانوں میں کپڑے ٹھونس لئے تاکہ اذان کی آواز کانوں میں نہ پڑ جائے کچھ نے اپنے چہرے کپڑوں میں چھپا لئے مگر ان کے ■ تین سو ساٹھ بت جن کے ■ مجاور تھے جن کی وہ پرستش کرتے تھے جن سے مرادیں مانگا کرتے تھے اور جن کے نام کی قسمیں اٹھایا کرتے تھے اعلان توحید اور اہل توحید سے نہ تو وہ اپنے چہرے چھپا سکتے تھے اور نہ ہی اپنے کانوں میں کپڑے ٹھونس سکتے تھے ■ سب حرم کعبہ کی چھت کے اوپر سے اللہ کی وحدانیت اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کی رسالت کا اعلان کرنے والے سیاہ فام حبشی کے قدموں کے نیچے تھے۔

قافلہ توحید کی شوکت سے خوف

رسول اللہ ﷺ وعدہ کے مطابق تین روز مکہ میں مقیم ہے مشرکین مکہ تین روز گھروں سے باہر رہے پہاڑوں پر اور وادیوں میں اپنے اہل و عیال کو چھپائے اور دبائے بیٹھے رہے تاکہ وہ قافلہ توحید کی عظمت و شوکت اور ایمان و جذبہ کے اثر سے بچ جائیں اور جن لوگوں کے دلوں میں اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کی مسلسل کامیابیوں اور اپنے بتوں اور سرداروں کی پے در پے رسوائیوں سے اپنے شرک کے آبائی دین کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے تھے انہیں ایمان اور اسلام کے عملی مظاہروں سے دور رکھا جائے مشرک گھڑیاں اور لمحے گن رہے تھے کہ کب تین روز کی مدت ختم ہو اور اہل توحید ان کے شہر سے نکل جائیں۔

سعدؓ بن عبادہ کا غصہ

رسول اللہ ﷺ کے لئے مکہ میں ایک ریتلے میدان میں خیمہ نصب کیا گیا تھا صحابہ کرام کے خیمے بھی میدان میں دور تک پھیلے تھے جو مہاجرین مکہ میں اپنے گھر چھوڑ گئے تھے وہ بھی خیموں میں ہی مقیم رہے ان کے گھروں پر مشرکوں نے قبضہ کر لیا تھا تین روز تک اہل توحید مکہ کی گلیوں بازاروں اور وادیوں میں آزادانہ گھومتے پھرتے رہے حرم کعبہ میں نمازیں ادا کرتے رہے اور مکہ والے مسلمانوں کے ذوق و شوق باہمی اخوت و محبت اور اللہ کے رسول ﷺ سے ان کی محبت کے مظاہرے دیکھ کر حیران اور پریشان ہوتے رہے تین دن تک قیام کی معاہدے کی مدت ختم ہو گئی تو طلوع آفتاب کے ساتھ ہی سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ آپؐ کے پاس آئے "تین دن مکمل ہو گئے ہیں ہم آپؐ کو اللہ اور باہمی عہد کا واسطہ دیتے ہیں آپؐ ہمارے شہر سے نکل جائیں" حویطب نے آتے ہی بلند آواز سے کہا۔
رسول اللہ ﷺ کی محفل میں انصار اور مہاجرین تشریف رکھتے تھے انہیں حویطب کا انداز ناگوار گزرا۔ حضرت سعد بنؓ عبادہ ؓ نے غصہ سے کہا "یہ شہر تیرا یا تیرے باپ دادا کا نہیں رسول اللہ ﷺ کی جب مرضی ہو گی یہاں سے جائیں گے۔"
رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا "اے سعد یہ ہمارے مقام قیام پر آئے ہیں ان پر سختی نہ کرو۔"

پھر آپؐ نے قریش کے نمائندوں سے کہا "اس میں کیا حرج ہے کہ تم مجھے اس شہر میں اپنی شادی کی دعوت تک ٹھہرنے دو اور ہماری دعوت میں شرکت کرو"

قریش کے نمائندوں نے کہا "ہمیں آپؐ کی خوراک کی حاجت نہیں ہم اللہ اور عہد کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ آپؐ تشریف لے جائیں"

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو رافع کو حکم دیا کہ وہ مکہ سے روانگی کی منادی کر دیں اور فرمایا "شام کے وقت کوئی مسلمان یہاں موجود نہ ہو"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع کو اہل مکہ سے میل جول بڑھانے کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے آپؐ کی خواہش تھی کہ مکہ والے آپؐ کی دعوت میں شریک ہوں قریش کے سردار اور عام لوگ آپؐ سے اور مسلمانوں سے ملیں مسلمانوں کے سیرت و اخلاق کو دیکھیں اور ان کے بارے میں مشرکین نے جو افواہیں پھیلائی تھیں جو غلط فہمیاں پیدا کی تھیں وہ دور ہوں لیکن مکہ کے سرداروں کو خوف تھا کہ اس میل جول سے لوگوں کے دلوں میں اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کے بارے میں تجسس اور شوق بڑھ جائے گا اس لئے وہ یہ خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے۔

بنتِ عم

رسول اللہ ﷺ اپنے قافلہ کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے تو ایک بچی "اے میرے چچا اے میرے چچا" کی آوازیں لگاتی قافلہ کی طرف دوڑی حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر بچی کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا "اسے اٹھالو یہ رسول اللہ ﷺ کی چچا زاد ہیں"

حضرت فاطمہ نے بچی کو اٹھالیا۔

وہ بچی رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ ؓ کی بیٹی تھی اس کا نام عمارہ تھا اور وہ مکہ میں اپنی والدہ سلمٰی بنت عمیس کے پاس ہوتی تھیں حضرت حمزہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے حضرت علیؓ اور ان کے بھائی حضرت جعفرؓ کے بھی چچا تھے رسولؐ اللہ نے حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حضرت حمزہؓ کے درمیان اسلامی بھائی بھائی کا رشتہ قائم کیا تھا عمارہ کی پرورش پر تینوں صحابہ میں تنازعہ پیدا ہو گیا ان میں سے ہر کوئی چاہتا تھا کہ حضرت حمزہؓ کی یتیم بیٹی کی پرورش وہ کرے۔ معاملہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوا تو حضرت علی ؓ نے اپنے حق میں دلیل دی "عمارہؓ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں اسے مکہ سے اٹھا کر لایا ہوں اس لئے اس کی پرورش کا حق میرا ہے"

حضرت زیدؓ بن حارثہ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ﷺ عمارہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اس لئے اس کی پرورش کرنا میرا حق ہے"
حضرت جعفرؓ نے اپنا موقف پیش کیا "یا رسولؐ اللہ عمارہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میری بیوی عمارہ کی خالہ ہے لہٰذا اسے میرے گھر میں پرورش پانا چاہیے"
رسول اللہ ﷺ نے تینوں کی بات سن کر عمارہ کو حضرت جعفرؓ کے سپرد کر دیا اور فرمایا "خالہ ماں کی جگہ پر ہوتی ہے"
حضرت جعفرؓ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر اتنے خوش ہوئے کہ آپؐ کے گرد ایک ٹانگ پر ناچنے لگے رسولؐ اللہ نے پوچھا "جعفرؓ یہ کیا کر رہے ہو؟"
حضرت جعفرؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ حبشہ کا بادشاہ جب کسی کو خوش کر دیتا تھا تو وہ شخص اسی انداز میں بادشاہ کے گرد چکر لگایا کرتا تھا"
حضرت جعفرؓ طویل عرصہ تک حبشہ میں مقیم رہے تھے۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ عرب اپنی بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اور پھر اسلام نے ان کی سوچ اور زندگیوں میں ایسی مثبت تبدیلی کر دی کہ وہ بچیوں کی پرورش کو فخر اور نجات کا ذریعہ سمجھنے لگے اور یتیم بچیوں کی پرورش کا حق حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے حضور دلائل پیش کرنے لگے۔

دعوت ولیمہ

مکہ سے نکل کر آپؐ سرف کے مقام پر خیمہ زن ہو گئے آپؐ کے قافلہ والے ہتھیاروں والے اور گھوڑوں والے سب وہاں جمع ہو گئے مکہ سے روانگی کے وقت آپؐ نے حضرت ابو رافع کو پیچھے چھوڑ دیا تھا تاکہ وہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو سرف لے آئیں وہاں پر آپؐ نے حضرت میمونہ سے شادی کی ولیمہ کی دعوت کی۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نجد کے طاقتور قبیلہ عامر بن صعصعہ کے ایک سردار حارث کی بیٹی تھیں وہ نو بہنیں تھیں اور عرب کے مختلف قبائل کے سرداروں سے بیاہی ہوئی تھیں مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس کی بیوی امِ فضل بھی ان کی بہن تھیں خالد بن ولید بھی رشتہ میں ان کے بھانجے تھے ان کی شادی حویطب بن عبدالعزیٰ سے ہوئی تھی اور طلاق ہو گئی تھی اس کے بعد انہوں نے ابو رہم بن عبدالعزیٰ سے نکاح کر لیا تھا اور ان کی وفات کے بعد سے اپنی بہن

اُمِّ فضل کے ہاں مقیم تھیں انہوں نے اپنے نکاح کا اختیار اپنی بہن کو دے دیا تھا اور ان کی بہن اُمِّ فضل نے اپنے خاوند عباس سے کہا تھا کہ جہاں وہ مناسب جانیں میمونہ کا نکاح کر دیں۔ عباس بنُ عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی اور آپؐ نے انہیں اپنی زوجیت میں لے لیا۔

محمد بن حبیب نے لکھا ہے "پورے جزیرہ نمائے عرب میں کسی ایسی خاتون کا مجھے علم نہیں جس کے داماد ہند بنت عوف کے دامادوں سے زیادہ شریف ہوں" ہند بنت عوف حضرت میمونہ کی والدہ تھیں ان کے داماد مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے بڑے بڑے قبائل کے سردار تھے اور جزیرہ نمائے عرب کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ نجد کا طاقتور سردار زیاد بن مالک بھی حضرت میمونہ کا بہنوئی تھا اس نکاح سے جزیرہ نمائے عرب کی روایات کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ داری کا تعلق ان سب سرداروں سے بھی قائم ہو گیا اور یہ تعلق آگے چل کر اللہ کے دین کے فروغ اور ریاست مدینہ کی توسیع میں بہت کام آیا۔

تین سردار، تین مُسافر

مدینہ کے پتھریلے میدان کے ایک کنویں پر تین مسافروں نے اپنے اپنے اونٹ روکے تو دیکھنے والا خوشی سے چلایا "آج کی صبح کتنی خوش بخت ہے! آج کی صبح کتنی خوش بخت ہے! آج کی صبح کتنی خوش بخت ہے!"

مسافر اس کا مطلب تو نہ سمجھ سکے مگر اسے اچھا شگون سمجھ کر خوش ہو گئے۔

خوشی سے "یا رباح! یا رباح! یا رباح!" کے نعرے لگانے والے نے بلند آواز سے کہا "ان دونوں کے ہمارے ساتھ آ ملنے سے مکہ والوں نے اپنی باگ ڈور ہمارے حوالے کر دی ہے"

یہ کہہ کر وہ مدینہ کی طرف دوڑ پڑا اللہ کے رسول ﷺ کو مکہ سے آنے والے مسافروں کی اطلاع دینے کے لئے۔

وہ مسافر خالد بن ولید عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ تھے خالد بن ولید جو مکہ والوں کے گھوڑ سوار دستوں کا سالار تھا جنگ احد میں جس نے قریش مکہ کی شکست کو فتح میں تبدیل کرنے کی کوشش کی تھی جس کی جنگی چال کی وجہ سے مسلمانوں کو بڑی آزمائش کا سامنا کرنا پڑا تھا حدیبیہ کے موقع پر اسی نے اپنے گھوڑ سوار دستہ کے ساتھ قافلہ توحید کا راستہ روکنے کی کوشش کی تھی۔ قریش مکہ کے فوجی کیمپ کا انتظام اور ان کے لشکر کی سپہ سالاری خالد کا خاندانی حق تھا۔ اور آج وہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش ہونے کے لئے خود چل کر مدینہ آ گیا تھا۔

عمرو بن العاص قریش مکہ کا جہاندیدہ سفیر تھا قبائلی سرداروں اور بادشاہوں کے درباروں کے لئے قریش کے سفارتی وفود کی قیادت وہی کیا کرتا تھا شاہ حبشہ کے پاس وہی دوبار وفد لے کر گیا تھا کہ ■ حبشہ ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو قریش کے حوالے کر دے۔ قریش کو اس کی فراست اور قیادت پر مان تھا جنگ احد میں اس نے قریش کے پیدل دستوں کی قیادت کی تھی جنگ خندق

میں وہ ان کمانداروں میں سے ایک تھا جو باری باری اپنے گھوڑ سواروں کے ساتھ خندق پر یلغار کیا کرتے تھے اور آج وہ بھی سالار قریش کے ہمراہ خود چل کر مدینہ آ گیا تھا۔
ان دونوں کو پہچان کر مدینہ کے انصاری مسلمان کا خوش ہونا بجا تھا۔

تیسرا مسافر عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ اس خاندان کا فرزند تھا جو مکہ کے قریش کا علمبردار تھا جنگ احد میں اس کے والد اور چار بھائی قریش کے علم کو بلند رکھنے کی کوشش میں ایک کے بعد دوسرا مارے گئے تھے اور اپنے اس خاندانی اعزاز سے دست بردار نہیں ہوئے تھے اور آج اس خاندان کا فرزند اپنے اعزاز و تعصب سے دست بردار ہو کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش ہونے کو آ گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے عمرہ کے سفر مکہ کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ مکہ کے قریش کے دلوں پر سے تعصب اور اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی کے پردے اٹھنا شروع ہو گئے مکہ کے قریش کے یہ تینوں سردار 8 ہجری کے دوسرے ماہ صفر کے پہلے ہی ہفتہ میں اپنی قوم اور سرداریوں سے الگ ہو کر امت مسلمہ میں شامل ہونے آ گئے تھے۔

کیوں؟ ان کے دل و دماغ سے تعصب اور دشمنی کے دبیز پردے کیوں کر اتر گئے تھے؟
اس کا حال ان کی اپنی زبان سے سنیں۔

سالار قریش سے سیف اللہ کی طرف سفر

حضرت خالدؓ بن ولید اس تبدیلی اور کفر سے اسلام تک اپنے سفر کا حال بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں ”میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف تمام لڑائیوں میں شرکت کی تھی لیکن جب بھی میں مسلمانوں کے خلاف کسی لڑائی سے لوٹتا تھا تو میرا دل کہتا تھا کہ ہم فضول مشغلہ میں پڑ گئے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جلد ہم پر غالب آ جائیں گے جب رسول اللہ ﷺ عمرہ کی نیت سے حدیبیہ تک آئے تو میں نے گھوڑ سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ آپؐ کا راستہ روکنے کی کوشش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ظہر کی نماز پڑھائی ہم نے ان پر حملہ کی نیت کی مگر حوصلہ نہ پڑا اس میں بھی کوئی بھلائی تھی رسول اللہ ﷺ کو ہمارے ارادے کا علم ہو گیا۔ عصر کی نماز کا وقت آیا تو آپؐ نے نماز خوف پڑھائی ہم بہت متاثر ہوئے اور سمجھ گئے کہ محمد ﷺ محفوظ اور مامون ہیں۔ رسول اللہ ﷺ راستہ بدل کر وہاں سے روانہ ہو گئے جب قریش سے آپؐ نے معاہدہ کر لیا اور وہ مان گئے کہ آئندہ سال آپؐ عمرہ کر سکتے ہیں تو میں نے اپنے دل سے کہا ”اب

اس کے بعد ہمارا کیا وقار باقی رہ گیا ہے؟"

میں مکہ چھوڑ کر کہیں اور چلا جانے کے بارے میں سوچنے لگا مگر جاؤں کہاں؟ نجاشی کے پاس جاؤں؟ جو محمد (ﷺ) کا پیروکار ہے اور اس کے اصحاب وہاں امن و امان میں ہیں ہرقل کے پاس جاؤں تو اپنا دین ترک کر کے نصرانیت یا یہودیت اختیار کر لوں اور عجمیوں میں بس جاؤں؟ یا پھر اپنے خطہ میں اور جو لوگ وہاں باقی رہ گئے ہیں انہی کے ساتھ پڑا رہوں؟

خط

میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا تھا کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ کے لئے مکہ آ گئے میں مکہ سے نکل گیا اور جتنا عرصہ آپؐ وہاں رہے میں شہر میں نہیں آیا میرا بھائی ولید بن ولید بھی آپؐ کے قافلہ میں عمرہ کرنے مکہ آیا تھا وہ مجھے تلاش کرتا رہا جب مجھے نہ پایا تو میرے لئے ایک خط چھوڑ گیا اس نے لکھا تھا۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' یہ حقیقت میرے لئے بہت ہی حیران کن ہے کہ تم اسلام کی صداقت سے ابھی تک دور ہو حالانکہ تو بے مثل فہم و فراست کا مالک ہے اور ایسا کوئی بھی شخص اسلام کی صداقت سے غافل نہیں رہ سکتا رسولؐ اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ خالد کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اسے اللہ تعالیٰ آپؐ کے پاس لے آئے گا رسولؐ اللہ نے فرمایا "اس جیسا زیرک انسان اسلام سے ناآشنا نہیں رہ سکتا اگر وہ اپنا شعور اور تجربہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر بت پرستوں کے خلاف کام میں لائے تو یہ اس کیلئے بہت فائدہ مند ہو گا اور ہم اسے دوسروں پر مقدم سمجھیں گے" برادر من اب بھی وقت ہے آپ نے جو بہت سے اچھے مواقع کھو دیئے ہیں ان کی تلافی کر لو"

خواب

یہ خط پڑھ کر میں نے محسوس کیا کہ میرے عقل و شعور پر پڑا ہوا پردہ اٹھ گیا ہے مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خود میرے بارے میں استفسار فرمایا تھا میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جانے کا شوق پیدا ہو گیا اسی شب میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک ویران اور تنگ وادی میں چلا جا رہا ہوں یہاں تک کہ ایک وسیع و عریض سرسبز و شاداب خطہ میں پہنچ جاتا ہوں میں نے سوچا یہ ایک اہم خواب ہے مدینہ پہنچ کر ابوبکر سے اس کی تعبیر دریافت کروں گا۔

تلاش

پھر میں کوئی ساتھی تلاش کرنے لگا میں صفوان بن امیہ کے پاس گیا اور کہا "اے ابو وہب کیا تم اپنی قوم کی حالت نہیں دیکھتے؟ ہم کس قدر کمزور اور ناتواں ہیں اور محمدؐ عرب و عجم پر غالب آ گئے ہیں کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ہم بھی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں ان کا شرف و وقار ہمارا اپنا شرف و اعزاز ہو گا"

صفوان نے بڑا شدید رد عمل دکھایا اور کہا "سارا عرب محمد (ﷺ) کی پیروی کر لے تو بھی میں اس کی اتباع نہیں کروں گا"

اس کا باپ اور بھائی جنگ بدر میں مارے گئے تھے اس کے جواب سے میں نے اسے چھوڑ دیا اور عکرمہ بن ابوجہل کے پاس گیا اس سے بھی وہی بات کی مگر اس کا جواب بھی ویسا ہی تھا جیسا جواب مجھے صفوان نے دیا تھا میں نے عکرمہ سے کہا "جو بات میں نے تم سے کی ہے وہ تیرے پاس امانت ہے" اس نے جواب دیا وہ اس امانت کی حفاظت کرے گا میں اپنے گھر آ گیا ملازم سے کہا سفر کیلئے سواری تیار کرو میں عثمان بن طلحہ سے مل کر آ رہا ہوں میں نے سوچا عثمان میرا دوست ہے اس سے بات کرنے میں کیا حرج ہے پھر خیال آیا کہ اس کا باپ اور عزیز احد میں قتل ہوئے تھے وہ میری بات کیوں مانے گا؟ پھر سوچا میں تو پا بہ رکاب ہوں جو بھی وہ جواب دے بات تو کر لوں وہ ساتھ نہیں دے گا تو کسی سے بات بھی نہیں کرے گا اس سے بھی میں نے اپنی قوم کی حالت زار کی بات کی اور کہا کہ ہماری حالت تو اس لومڑی جیسی ہے جو اپنے بل میں چھپی ہوئی ہو اور اس کے بل میں پانی کا ایک ڈول ڈال دیا جائے تو وہ فوراً بل سے باہر آ جائے میں نے اسے صفوان اور عکرمہ سے اپنی بات کے بارے میں بتایا تو ■ میرا ساتھ دینے پر تیار ہو گیا میں نے اسے بتایا کہ میری سواری تو تیار کھڑی ہے پھر ہم نے پروگرام بنایا کہ جو بھی "یاجج" کے مقام پر پہلے پہنچ جائے وہ دوسرے کا انتظار کرے گا ہم دونوں مقام معین پر اکٹھے ہو گئے اور مدینہ کی طرف چل پڑے "ہدہ" پہنچے تو عمرو بن عاص بھی مل گئے ہم نے ایک دوسرے سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ تو معلوم ہوا وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہونے جا رہا ہے۔

معافی

حرہ میں ہم نے لباس تبدیل کئے تھوڑا ہی چلے تھے کہ میرا بھائی آگے سے آ گیا اس نے کہا

"جلدی چلو رسول اللہ کو تمہاری آمد کی اطلاع مل چکی ہے اور آپؐ اس خبر پر بہت خوش ہیں" ہم نے رفتار تیز کر دی رسول اللہ ﷺ ہمیں دیکھ کر مسکراتے رہے میں نے "یا نبی اللہ" کہہ کر سلام عرض کیا رسول اللہ نے بڑی مسرت سے جواب دیا میں نے اشھد لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ کہا تو آپؐ نے فرمایا "آگے آؤ" میں آپؐ کے قریب ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا "سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہدایت کی طرف تیری رہنمائی فرمائی مجھے امید تھی کہ تمہارا شعور تمہیں خیر تک پہنچا دے گا" میں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں جنگ میں بغض و عناد کے ساتھ آپؐ کے خلاف لڑتا رہا ہوں دعا فرمائیں اللہ میرے وہ گناہ معاف کر دے" آپؐ نے فرمایا "اسلام سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے" میں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ پھر بھی میرے لئے اللہ سے معافی کی دعا فرمائیں"

رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی "اے اللہ خالد بن ولید نے تیرے راستہ سے روکنے کی جو بھی کوششیں کیں ■ اسے معاف کر دیں"

سفیر قریش کی کہانی

تاریخ اسلام میں فاتح مصر و فلسطین کا مرتبہ حاصل کرنے والے مکہ کے قریش کے سفیر' سالار اور بنو سہم کے سردار عمرو بن العاص اپنے کفر سے اسلام تک کے سفر کی کہانی اس طرح بیان کرتے ہیں "میں اسلام سے شدید نفرت اور بغض رکھتا تھا میں جنگ بدر میں بھی مشرکوں کی فوج میں شامل تھا جنگ احد میں بھی اور خندق کی جنگ میں بھی' خندق کی جنگ میں بچ کر مکہ واپس آیا تو میں سوچنے لگا کہ کب تک اسلام سے دور رہوں گا؟ محمد (ﷺ) تو قریش مکہ پر غالب آ جائیں گے اور حکمران بن جائیں گے میں مکہ سے "رہط" میں اپنے نخلستان منتقل ہو گیا لوگوں سے میل جول کم کر دیا اور غور و فکر کرتا رہا"

تعصب

"حدیبیہ کا معاہدہ ہوا محمد (ﷺ) مدینہ واپس چلے گئے میں نے اپنے دل سے کہا آئندہ سال محمد (ﷺ) اپنے صحابہ کے ساتھ مکہ آئیں گے اب نہ مکہ رہنے کے قابل ہے نہ طائف' مجھے کہیں اور چلے جانا چاہیے اس وقت تک مجھے اسلام سے شدید نفرت تھی میں نے کہا سارے قریش اسلام قبول کر لیں تب بھی میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا اسی ادھیڑ بن کے دوران میں مکہ آیا ان

لوگوں کو جمع کیا جو مجھے مانتے تھے اور میری بات سے اتفاق کرتے تھے "میرے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟" میں نے ان سے پوچھا "آپ ہم میں صاحبِ دانش تجربہ کار اور خوش بخت انسان ہیں" انہوں نے جواب دیا میں نے ان سے کہا "واللہ مجھے نظر آ رہا ہے کہ محمد ﷺ کا دین سب مذاہب پر غالب آ رہا ہے سب پر چھاتا جا رہا ہے اس صورت سے نکلنے کے لئے میں ایک رائے رکھتا ہوں" انہوں نے پوچھا "وہ کیا رائے ہے تمہاری؟" میں نے کہا "ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے ہم حبشہ میں نجاشی کے ہاں چلے جائیں اگر محمدؐ سب پر غالب آ گیا تو ہم اس کی ماتحتی سے بچ جائیں گے لیکن اگر قریش اس پر غالب آ گئے تو ہم واپس آ جائیں گے ہم ممتاز لوگ ہیں ہمارے ساتھ قریش کا سلوک اچھا ہی ہو گا" سب نے میری بات سے اتفاق کر لیا اور ہم حبشہ جانے کی تیاریاں کرنے لگے"

فرار

"ہمارے ہاں کا سب سے اچھا تحفہ چمڑے کی مصنوعات تھیں ہم نے نجاشی کے لئے چمڑے کے تحائف اکٹھے کئے اور اس کے پاس پہنچ گئے اور وہاں رہنے لگے ایک روز معلوم ہوا کہ عمرو بن امیہ ضمری نجاشی کے لئے رسولؐ اللہ کا پیغام لے کر آیا ہے میں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اگر ہماری درخواست پر نجاشی عمرو بن امیہ ضمریؓ کو ہمارے حوالے کر دے اور میں اس کا سر قلم کر دوں تو کیسا رہے گا؟ اس سے قریش مکہ ہم سے بہت خوش ہوں گے اور ہم محمد (ﷺ) کے سفیر کو قتل کر کے قریش کے دکھ اور پریشانیوں کا بوجھ بھی ہلکا کریں گے" سب نے اس رائے کو پسند کیا میں نجاشی کے دربار میں حاضری کی اجازت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا دربار میں پہنچ کر میں نے حسب روایت نجاشی کو سجدہ کیا اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور پوچھا "اپنے ملک اور علاقے سے کیا تحفہ لائے ہو؟" میں نے چمڑے کی مصنوعات پیش کر دیں' بادشاہ نے بہت پسند کیں کچھ چیزیں درباریوں میں تقسیم کر دیں اور باقی اپنے خزانہ دار کے حوالے کر کے حکم دیا کہ انہیں احتیاط سے رکھنا"

رسوائی

" نجاشی کو خوش دیکھ کر میں نے عرض کیا "عالی جاہ ابھی ابھی ایک شخص آپ کے دربار سے نکل کر گیا ہے ▪ ہمارے اس دشمن کا قاصد ہے جس نے ہمیں بہت نقصان پہنچایا ہے اور ہمارے بہت

سے اشراف اور سرداروں کو اس نے موت کے حوالے کر دیا ہے حضور اس قاصد کو ہمارے حوالے کر دیں تا کہ میں اسے بدلے میں قتل کر سکوں" میری بات سن کر نجاشی بہت غضبناک ہو گیا اس نے کھینچ کر اپنا ہاتھ میری ناک پر مارا مجھے محسوس ہوا جیسے میری ناک ٹوٹ گئی ہو میرے نتھنوں سے خون بہنے لگا میں کپڑے سے اپنا خون پونچھ رہا تھا اور سرِ دربار اس رسوائی سے اس قدر شرمسار تھا کہ زمین پھٹ جاتی تو میں اس چھپ جاتا۔"

ہجرت

میں نے عرض کیا "بادشاہ سلامت اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اس قدر برا مان جائیں گے تو میں ہرگز وہ درخواست نہ کرتا" بادشاہ نے میرے جواب پر کچھ شرمندگی محسوس کی اور کہا "تم مجھ سے اس ہستی کے قاصد کو قتل کرنے کے لئے مانگ رہے ہو جس کے پاس وہی ناموس اکبر آتا ہے جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے پاس آیا کرتا تھا" نجاشی کے جواب سے میں نے محسوس کیا کہ مجھ میں اللہ تعالیٰ نے تبدیلی پیدا کر دی ہے میں نے اپنے دل سے کہا "جس حق کو نجاشی اور عرب و عجم قبول کر رہے ہیں تو ابھی تک اس سے دور ہے؟" میں نے پوچھا "بادشاہ سلامت آپ اس دین کے قائل ہیں؟ نجاشی نے جواب دیا "ہاں میں اس دین کا قائل ہوں" اور پھر مجھ سے کہا "عمرو میری بات مان اور اس کی پیروی کر' واللہ وہ حق پر ہے اور اپنے مخالف پر اس طرح غالب آ جائے گا جس طرح موسیٰ فرعون کے لشکروں پر غالب آگیا تھا" میں نے کہا "کیا آپ اس کی طرف سے مجھ سے اسلام کی بیعت لے لیں گے؟" نجاشی نے "ہاں" کہہ کر اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا اور مجھے بیعت کر لیا۔

بادشاہ نے میرا خون صاف کروایا مجھے نیا لباس دلوایا۔ تا کہ میں اپنا خون آلود لباس بدل سکوں میں بادشاہ کے دربار سے باہر آیا تو میرے ساتھی نیا لباس دیکھ کر خوش ہوئے اور پوچھا "اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے؟" میں نے جواب دیا "آج پہلی ہی حاضری تھی اور میں نے پہلے ہی روز ایسی درخواست کرنا مناسب نہیں سمجھا آئندہ ملاقات میں بادشاہ سے عمرو بن امیہ ضمری کو حوالے کرنے کی درخواست کروں گا" انہوں نے کہا "یہ آپ نے ٹھیک کیا"

"پھر میں بہانہ بنا کر اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گیا سیدھا بندرگاہ پر پہنچا کشتی تیار تھی زاد راہ میرے پاس تھا سوار ہو کر الشعبہ کی بندرگاہ پر آن اترا اونٹ خریدا اور مدینہ کی طرف چل پڑا "ھدہ" پہنچا تو دو مسافر دکھائی پڑے ان میں سے ایک خیمے کے اندر تھا اور دوسرا باہر سواریاں تھامے

کھڑا تھا میں نے قریب سے دیکھا تو وہ خالد بن ولید تھا میں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ خالد نے جواب دیا "محمد (ﷺ) کے پاس جا رہا ہوں سب لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں کوئی بھی اہم شخص کفر پر باقی نہیں رہا اگر ہم اپنے آبائی دین پر بضد رہے تو وہ ہمیں اس طرح آن دبوچے گا جیسے بجو کو اس کے بل سے دبوچ لیا جاتا ہے" میں نے کہا "واللہ میں بھی اسلام قبول کرنے محمد (ﷺ) کے پاس جا رہا ہوں" عثمان بن طلحہ خیمے سے باہر آئے تو مجھے خوش آمدید کہا ہم نے ایک ہی جگہ قیام کیا اور اکٹھے مدینہ پہنچ گئے۔ چاہ ابی عتبہ میں تین بار "یا رباح یا رباح کا نعرہ بلند کرنے والا مجھے ہمیشہ یاد رہے گا اس نے ہمیں سنا کر بلند آواز میں کہا "ان دونوں کے آ جانے سے مکہ والوں نے اپنی قیادت کے باگ ڈور ہمارے حوالے کر دی ہے" میں سمجھا اس کا مطلب مجھ سے اور خالد بن ولید سے تھا پھر وہ دوڑتا ہوا مسجد نبوی کی طرف چلا گیا۔

سرفرازی

حرہ میں سواریاں بٹھا کر ہم نے لباس تبدیل کئے پھر ہم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے آپؐ کا چہرہ مبارک چمک رہا تھا آپؐ کے اردگرد موجود صحابہ کرام ہمارے مسلمان ہو جانے پر بہت خوش نظر آ رہے تھے پہلے خالد بن ولید نے آگے بڑھ کر بیعت کی پھر عثمان بن طلحہ نے بیعت کی پھر میں آگے بڑھ کر آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا میں شرم کی وجہ سے آنکھیں اوپر نہیں اٹھا سکتا تھا بیعت کر کے میں نے عرض کیا "میرے پچھلے جرائم اور قصور معاف فرما دیں"

آپؐ نے فرمایا "اسلام اپنے سے پہلے کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور ہجرت اپنے سے پہلے کے جرائم ختم کر دیتی ہے"

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش ہوتا تھا آپؐ ہمیں اہمیت دیتے تھے ابوبکرؓ صدیق کے نزدیک بھی ہماری قدر و منزلت ویسی ہی رہی عمر فاروقؓ کے دور میں بھی مجھے پہلے جیسا ہی مقام حاصل رہا البتہ خالد بن ولید سے وہ کچھ وقت کے لئے خوش نہ رہے۔

تبدیلی

قریش مکہ کے سرداروں اور سالاروں کے شرک سے توحید تک اور اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی سے دوستی تک کے اپنے سفر کی روایتوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ

سات ہجری کے ختم ہونے تک اسلام نے کیسے کیسے دل کس کس انداز میں فتح کر لئے تھے سوچنے والوں کی فکر کے انداز کس طرح بدلنے لگے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ کی مسلسل کامیابیوں اور کامرانیوں نے مشرکوں کو کس قدر خوفزدہ کر دیا تھا سوچنے والوں نے آبائی دین اور اپنی اسلام دشمنی کے بارے میں خود ہی سوچنا شروع کر دیا تھا اور ان کا اس دین اور اپنے انفرادی اور اجتماعی عمل پر سے بھی اعتماد ختم ہونا شروع ہو گیا تھا۔

زینبؓ بنت جحش سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پھوپھی کا نام امیمہ تھا وہ شمالی عرب کے ایک شخص جحش سے بیاہی ہوئی تھیں جحش مکہ میں ہی رہتا تھا اور اس کا سارا خاندان شروع میں ہی مسلمان ہو گیا تھا۔ ہجرت کا حکم ہوا تو جحش کا پورا خاندان مدینہ منتقل ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن جحش اسی جحش کے بیٹے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جحش کی ایک بہن کا نام زینب بنت جحش تھا۔ حضرت زینب آپؐ کے اپنے خاندان سے تھیں آپؐ کو اس کی شادی کی فکر تھی حضرت زید بن حارثہ ؓ کا تعلق بھی شمالی عرب سے تھا انہیں آپؐ نے اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا اور اس کی شادی حضرت ام ایمنؓ سے کر دی تھی حضرت زیدؓ بن حارثہ کے فرزند حضرت اسامہؓ انہی حضرت ام ایمنؓ کے بطن سے تھے حضرت ام ایمنؓ آپؐ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں اور ان کی وفات کے بعد وہی آپؐ کے گھر کی دیکھ بھال کیا کرتی تھیں حضرت زیدؓ آپؐ کے گھر میں پل کر جوان ہوئے تھے آپؐ کے گھر کے فرد تھے' آپؐ نے ان کے اور اپنے چچا حضرت حمزہؓ کے درمیان بھائی بھائی کا رشتہ قائم کیا تھا آپؐ حضرت زیدؓ بن حارثہ کے اور اپنے خاندان والوں کے درمیان بھی قریبی تعلقات استوار کرنا چاہتے تھے۔

سوچ بچار کے بعد آپؐ نے اپنی پھوپھی زاد حضرت زینبؓ کا نکاح بھی حضرت زیدؓ بن حارثہ سے کرنے کا فیصلہ کیا جب آپؐ نے حضرت زینبؓ سے حضرت زیدؓ کے نکاح کا پیغام دیا تو ان کے گھر والوں نے پسند نہیں کیا لکھا ہے کہ خود حضرت زینبؓ کو بھی یہ نکاح پسند نہیں تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ میں نسب کے اعتبار سے زید سے برتر ہوں لیکن آپؐ کا تو مشن ہی نسب اور خاندان کے امتیازات اور تفاخر کو ختم کر کے اسلامی مساوات قائم کرنا تھا جس میں برتری کی بنیاد نسب نہیں نیکی اور کردار کی پاکیزگی ہوتی ہے اس سلسلے میں آپؐ اپنے خاندان سے مثال پیش کرنا چاہتے تھے اور اپنی پھوپھی زاد کی شادی ایک آزاد کردہ غلام سے کر کے مسلمانوں کے سامنے عملی نمونہ پیش

کرنا چاہتے تھے جب حضرت زینبؓ کے خاندان والوں کو اندازہ ہوا کہ آپؐ اس بارے میں شدید خواہش رکھتے ہیں تو وہ راضی ہو گئے اور حضرت زینبؓ کا نکاح حضرت زید ﷜ سے کر دیا گیا۔

حضرت زیدؓ بن حارثہ رضی اللہ عنہ بڑے خود دار اور حساس اور منکسر المزاج تھے جبکہ حضرت زینبؓ بنت حجش تیز طبیعت کی مالک تھیں۔ حضرت زیدؓ کی پرورش رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی حضرت زینبؓ قریش مکہ کے بڑے خاندانوں کی لڑکیوں کے ساتھ پلی بڑھی تھیں وہ نکاح کے بعد بھی حضرت زیدؓ پر اپنی برتری جتاتی رہتی تھیں اور حضرت زیدؓ رسولؐ اللہ کی وجہ سے سب کچھ برداشت کرتے رہتے تھے۔ آخر حضرت زیدؓ نے رسولؐ اللہ سے حضرت زینبؓ کو طلاق دینے کی اجازت مانگی تو آپؐ نے انہیں سختی سے اس ارادے سے باز رکھا اور انہیں خدا کا خوف دلایا۔ ان میاں بیوی کے تعلقات کو بہتر بنانے کی غرض سے ایک روز آپؐ حضرت زیدؓ کے گھر گئے حضرت زینبؓ نے دروازے پر ہی رسولؐ اللہ کو بتلایا کہ زیدؓ تو گھر پر نہیں ہیں رسولؐ اللہ وہیں سے واپس لوٹ آئے، لوٹتے ہوئے آپؐ نے فرمایا "اللہ اکبر وہی دلوں کو پھیرنے والا ہے"

رسول اللہ ﷺ حضرت زید ﷜ کو سمجھاتے رہے لیکن ان میاں بیوی کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم نہ ہو سکے آخر حضرت زیدؓ بن حارثہ نے حضرت زینبؓ بنت حجش کو طلاق دے دی۔ رسول اللہ ﷺ کو اس سے بہت دکھ ہوا، آپؐ کے کہنے پر حضرت زینبؓ کے گھر والوں نے حضرت زینبؓ کی شادی حضرت زید سے کی تھی اور اس نے انہیں طلاق دے دی تھی پہلے لوگ انہیں کہتے تھے کہ وہ ایک آزاد کردہ غلام کی بیوی ہیں اب کہنے لگے آزاد کردہ غلام نے بھی تمہیں نہیں رکھا۔ حضرت زینبؓ اور اس کے گھر والوں کے لئے یہ باتیں بہت دکھ دینے والی تھیں۔ آپؐ بھی لوگوں کی باتیں سنتے تھے اپنی پھوپھی کی اولاد کے دکھ کو محسوس کرتے تھے اور تلافی کے طریقے سوچتے رہتے تھے حضرت زینبؓ کی عمر 36 سال ہو رہی تھی اس عمر میں ان کا کس سے نکاح کیا جائے کہ ان کا گھر بھی آباد ہو جائے اور ان کے خاندان والوں کی بھی تسلی اور تشفی ہو جائے آپؐ نے یہ بھی سوچا ہو گا کہ خود حضرت زینبؓ سے نکاح کر لیں مگر آپؐ کی پہلے ہی چار بیویاں تھیں اور عرب کے جاہلیت کے دور کے رواج کے مطابق لوگ اپنے متبنّیٰ کی مطلقہ بیوی سے شادی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ آپؐ سوچتے تھے کہ ایسا کرنے سے اسلام کے دشمن نیا پراپیگنڈہ شروع کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب جاننے والے ہیں وہ اس جاہلانہ تصور کا بھی خاتمہ کرنا چاہتے تھے اور اس کا نمونہ خود نبی کے عمل سے پیش کرنا چاہتے تھے تاکہ مسلمان پھر کبھی سوچ بھی نہ سکیں کہ متبنّیٰ کی بیوہ یا مطلقہ سے شادی کرنا جائز نہیں لہٰذا رسولؐ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور روح اسلام کی

وضاحت کے لئے عدت کی مدت گزر جانے پر حضرت زینبؓ بنت جحش کو نکاح کا پیغام بھیج دیا وہ اس پیغام سے بہت خوش ہوئیں پیغام لانے والے کو انتظار کے لئے روک کر نفل ادا کئے اور اسے تحائف دے کر رخصت کیا اس طرح ایک جاہلانہ رسم اور تصور کا خاتمہ ہو گیا اور حضرت زینبؓ ام المومنین میں شامل ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

○ "اے نبی وہ وقت یاد کرو
جب تم اس شخص سے کہہ رہے تھے
جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا تھا
کہ اپنی بیوی کو نہ چھوڑو اور اللہ سے ڈرو
اس وقت تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے
جسے اللہ کھولنا چاہتا تھا
تم لوگوں سے ڈر رہے تھے
حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو
پھر جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا
تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا تم سے نکاح کر دیا
تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں
کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی نہ رہے
جب کہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں
اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی چاہیے تھا
اور نبی پر کسی ایسے کام میں کوئی رکاوٹ نہیں
جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہو
اللہ کی یہی سنت ان تمام انبیاء کے بارے میں رہی ہے
جو پہلے گزر چکے ہیں
اور اللہ کا حکم ایک قطعی طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے
(اور یہ اللہ کی سنت' ان لوگوں کے لئے ہے)
جو اللہ کے احکامات پہنچاتے ہیں

اور اسی سے ڈرتے ہیں
اور خدائے واحد کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے
اور محاسبہ کے لئے بس اللہ ہی کافی ہے" (33 : 37 تا 39)

عُمرہ کے بعد کی مہمّات

بنو سلیم سے مقابلہ

رسول اللہ ﷺ عمرہ کے سفر سے واپس مدینہ آئے تو بنو سلیم کے علاقہ کی طرف ایک مہم بھیجی اس دستہ میں پچاس صحابہ کرام شامل تھے آپ ؐ نے حضرت ابن ابی العوجاؓ کو اس دستہ کا امیر مقرر فرمایا ابن ابی العوجا ابھی راستہ میں ہی تھے کہ بنو سلیم کو ان کی آمد کا علم ہو گیا انہوں نے جنگجو جمع کر لئے جب حضرت ابن ابی العوجا ان کے علاقہ میں پہنچے تو وہ لڑائی کے لئے تیار تھے حضرت ابن ابی العوجا نے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے جواب دیا "ہمیں اس چیز کی کوئی ضرورت نہیں جس کی تم دعوت دیتے ہو"

دونوں طرف تیروں سے لڑائی کا آغاز ہوا بنو سلیم کو مسلسل امداد مل رہی تھی صحابہ کرام چاروں طرف سے دشمن میں گھر گئے۔ دست بدست لڑائی میں حضرت ابن ابی العوجا کو بھی شدید زخم ائے ان کے متعدد ساتھی شہید ہو گئے۔ مسلمانوں نے بہت سے مشرک ہلاک کئے اور دو مشرکوں کو جنگی قیدی بنا لیا حضرت ابن ابی العوجا صفر 8 ہجری میں واپس مدینہ پہنچے۔

غالبؓ بن عبداللہ کی کامیابی

صفر 8 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت غالبؓ بن عبداللہ لیثی کو ان کے قبیلہ بنو لیث کی شاخ الملوح کی طرف بھیجا ان کے دستہ میں دس کے قریب صحابہ شامل تھے۔ راستے میں حضرت غالبؓ کو اپنے قبیلے کا ایک آدمی مل گیا اس کا نام حارث بن البرصاء لیثی تھا۔ حضرت غالب کے حکم پر اسے گرفتار کر لیا گیا اس نے کہا "میں تو رسول اللہ ﷺ کے پاس اسلام قبول کرنے جا رہا ہوں" حضرت غالبؓ نے اسے رسی سے باندھ کر ایک حبشی کے سپرد کر دیا "اگر تو مسلمان ہے

تو ہم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے" وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی الملوح والوں کو خبر پہنچا دے انہوں نے غلام کو ہدایت کی کہ اگر حارث مزاحمت کرے تو اس کی گردن اڑا دی جائے۔

حضرت غالبؓ اور ان کے ساتھی جب کدید پہنچے تو سورج غروب ہو رہا تھا وہ وادی کے پہلو میں چھپ گئے اور اپنے ایک ساتھی حضرت جندبؓ کو پہاڑی کی بلندی سے مشرکوں کی آبادی کا جائزہ لینے بھیج دیا جب مشرک اپنے مویشیوں کا دودھ دوھ کر سونے کیلئے چلے گئے تو حضرت غالبؓ اور ساتھیوں نے رات کے اندھیرے میں ان پر حملہ کر دیا اور ان کے مال مویشی ہانک لئے بستی میں شور مچ گیا لیکن مشرکین کے سنبھلنے سے پہلے ہی وہ نالے کے دوسری طرف پہنچ چکے تھے۔ سیلابی نالہ میں برساتی پانی چڑھ رہا تھا پانی کے بہاؤ کے رخ مویشی ہانکتے ہوئے دوسرے کنارے پہنچے تو تعاقب کرنے والے بھی آ گئے مگر نالے میں پانی کی سطح بلند ہو گئی تھی اور وہ ان تک پہنچ نہیں سکتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اندھیرا ان کے درمیان حائل ہو گیا اور وہ صحابہ کو تلاش نہ کر سکے۔

بنو مرہ کو سزا

عمرہ کے سفر سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے شعبان میں بنو مرہ کی طرف ایک مہم بھیجی تھی اس مہم کے امیر حضرت بشیرؓ بن سعد ؓ تھے۔ بنو مرہ کی تعداد بہت زیادہ تھی لڑائی میں متعدد صحابہ شہید ہو گئے تھے۔ حضرت بشیرؓ بن سعد بھی سخت زخمی ہوئے تھے۔ عمرہ کے سفر سے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ نے صفر 8 ہجری میں دو سو صحابہ کا لشکر تیار کیا اور حضرت زبیر بن عوام سے فرمایا "بشیرؓ بن سعد اور ان کے ساتھیوں پر مصیبت لانے والوں کی طرف جاؤ اگر اللہ تمہیں ان پر کامیابی دے تو ان کے ساتھ نرمی نہ کرنا"

ابھی لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ حضرت غالبؓ بن عبداللہ ؓ کدید کی کامیاب مہم سے واپس پہنچ گئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کی بجائے حضرت غالبؓ کو ہی نئی مہم کا امیر مقرر فرما دیا حضرت غالبؓ نے اپنے لشکر کے ساتھ بنو مرہ کو جا لیا متعدد مشرک مارے گئے باقی اپنے اونٹ چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ حضرت غالبؓ ان کے اونٹوں کے ساتھ واپس مدینہ آ گئے۔

ہوازن کے ڈاکو

مدینہ میں اطلاع پہنچی کہ بنو ہوازن کے ڈاکو مسلمانوں کی بستیوں میں لوٹ مار کے لئے جمع ہو

رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ربیع الاول 8 ہجری میں حضرت شجاعؓ بن وہب اسدی کو ان ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ آپؐ نے فرمایا "ان کی اصلاح یا سرکوبی کے بعد ہی واپس آئیں"

حضرت شجاعؓ چوبیس صحابہ کے ایک دستہ کے ہمراہ ہوازن کی بستیوں کی طرف نکل پڑے پانچ راتوں کے سفر کے بعد حضرت شجاعؓ ڈاکوؤں کے سر پر جا پہنچے۔ آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا تھا "انہیں ہتھیار ڈالنے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دو اگر وہ اپنی ضد پر قائم رہیں تو ان سے لڑائی کر کے انہیں قتل کر دو یا قیدی بنا لو"

صحابہ نے بہت سارے ڈاکوؤں کو قیدی بنا لیا ان کے مال مویشی بھی ہاتھ آئے۔ مشرکین کی کچھ عورتیں کو بھی مسلمانوں نے قیدی بنا لیا۔ خمس نکال کر باقی مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا جن کے حصہ میں ایک ایک کنیز اور بارہ بارہ اونٹ فی کس آئے۔ مدینہ پہنچ کر سب قیدی مسلمان ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کی خواتین انہیں واپس کر دیں۔

حضرت کعبؓ بن عمیر کی مہم

ربیع الاول ■ ہجری میں رسولؐ اللہ نے حضرت کعبؓ بن عمیر غفاری کو شام کی طرف بھیجا ان کے دستہ میں پندرہ صحابہ تھے وہ ذات اطلاح پہنچے تو مشرکین کے ایک گروہ سے آمنا سامنا ہو گیا رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت کعبؓ نے انہیں اسلام کی دعوت دی مگر مشرکین نے دعوت قبول نہ کی تیر اندازی کے بعد سخت مقابلہ ہوا بہت سے مشرک مارے گئے باقی شام کی طرف بھاگ گئے(1) حضرت کعبؓ نے ان کا تعاقب کیا۔

بابِ خیر

رسول اللہ ﷺ نے ایک بڑا لشکر جمع کیا اس لشکر میں تین ہزار صحابہ شامل ہوئے۔ عمرہ قضاء سے واپسی کے بعد آپؐ نے ربیع الثانی 8 ہجری تک کے پانچ ماہ میں جو پانچ مہمیں بھیجی تھیں ان میں سے دو شام کی سرحد کی طرف بدو قبائل کے خلاف بھیجی گئی تھیں ایک مہم بنو مرہ کی گوشمالی کے لئے بھیجی گئی تھی اور دوسری ذات اطلاح کی طرف۔ اس مہم میں زبردست مقابلہ میں متعدد صحابہ شہید ہو گئے تھے اور مشرک شام کی طرف بھاگ گئے تھے۔ جمادی الاول میں رسول اللہ ﷺ نے تین ہزار صحابہ پر مشتمل لشکر تیار کر کے موتہ کی طرف بھیجا آپؐ نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو اس لشکر کا امیر مقرر فرمایا اور کہا "اگر زیدؓ بن حارثہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو

جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ اسلامی لشکر کے امیر ہوں اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان اپنے میں سے کسی کو امیر منتخب کر لیں۔"

ہرقل اور غسانیوں کا گٹھ جوڑ

اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے کبھی اتنا بڑا لشکر کسی طرف نہیں بھیجا تھا۔ اس لشکر میں شامل صحابہ کی تعداد اور تین امیروں کے تقرر سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ مہم کتنی اہم تھی اور کتنے بڑے دشمن کے خلاف بھیجی گئی تھی شام کی سرحد کے ساتھ آباد غسانی اور ان کے زیر اثر عرب قبائل ریاست مدینہ کو اپنے سیاسی اور اقتصادی مفادات کے لئے بہت بڑا خطرہ سمجھنے لگے تھے غسانی رومیوں کے حامی تھے ان کے ہم مذہب تھے۔ قیصر روم نے غسانی حاکموں کو داخلی خود مختاری دے رکھی تھی اور بہت سے غسانی شہزادوں کو اپنے علاقہ میں اہم عہدوں پر فائز کر رکھا تھا اس طرح رومیوں اور غسانیوں کے مذہبی سیاسی اور تجارتی مفادات مشترکہ تھے جنوبی عرب سے مکہ اور مدینہ سے ہوتے ہوئے جو تجارتی قافلے بُصریٰ جاتے تھے ان سے انہیں بہت زیادہ آمدنی ہوتی تھی بُصریٰ سے آگے مال تجارت دمشق، فلسطین، مصر اور یورپی ممالک تک رومیوں کی نگرانی میں جایا کرتا تھا اور اب صدیوں کے جمے جمائے حالات بدلنے لگے تھے مکہ اور بُصریٰ کے درمیان ایک نئی اور منظم سیاسی اور مذہبی قوت پیدا ہو گئی تھی رومیوں اور غسانیوں کا اس اسلامی قوت اور ریاست کو اپنے مفادات کے لئے خطرہ سمجھنا ایک فطری امر تھا۔ ریاست مدینہ ان کے مذہب کے لئے بھی خطرہ تھی مالی مفادات کے لئے بھی اور سیاسی مفادات کے لئے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اسلام کی دعوت قبول کرنے کا نامہ مبارک موصول ہونے کے بعد سے قیصر ہرقل اس خطرہ کو شدت سے محسوس کرنے لگا تھا اور اسلامی ریاست کی سرحد پر فوجیں جمع کر رہا تھا(2) ہرقل ریاست مدینہ پر خود حملہ کرنا چاہتا تھا یا اپنے زیر اثر عرب قبائل کی پشت پناہی کر کے انہیں ریاست مدینہ کے خلاف متحد اور متحرک کرنا چاہتا تھا؟ شامی سرحد کے ساتھ آباد غسانی ہمیشہ اس کوشش میں رہتے تھے کہ یثرب میں ان کا اثر و رسوخ قائم ہو جائے۔ غسانی یثرب (مدینہ) کے دونوں قبیلوں بنو خزرج اور بنو اوس کے ہم نسل تھے۔ غسانی بادشاہ ابوجبیلہ نے فوجی قوت کے ذریعے بنو خزرج اور بنو اوس کو یثرب کے یہودیوں کی حاکمانہ گرفت سے آزادی دلائی تھی یہودیوں کے خلاف شاہ غسان سے مدد حاصل کرنے بنو خزرج کا جو سردار گیا تھا اس کا نام مالک بن عجلان تھا یہودیوں سے آزادی کے بعد مالک بن عجلان نے شاہ غسان کی سرپرستی میں یثرب پر اپنی حاکمیت قائم کرنے کی

کوشش کی تھی اور اس کوشش میں ناکامی کے بعد وہ یثرب چھوڑ کر شاہ غسان کے پاس چلا گیا تھا اور وہیں فوت ہوا تھا اور اب اسی یثرب میں ایک ایسی ریاست قائم ہو گئی تھی جس کا سربراہ انہیں اور ان کے ہرقل اعظم کو اسلام کی دعوت دینے لگا تھا۔

فوری اقدام کیوں؟

خیبر، وادی القریٰ اور فدک کی فتح سے ریاست مدینہ کی حدود وسیع ہو گئی تھیں اور رومیوں اور غسانیوں کے زیر اثر شمال کے عرب قبائل کا مخالفانہ رویہ ریاست مدینہ کے لئے مسائل پیدا کر سکتا تھا اور ان کا یہ رویہ دین حنیف کے مشن کی تکمیل میں رکاوٹ بنا ہوا تھا ہرقل کی طرف سے ان قبائل کی پشت پناہی سے اس مشن کی تکمیل کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں اضافہ ہو سکتا تھا اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے دین کی وسعت میں حائل رکاوٹیں دور کرنے کے لئے ان قبائل اور غسانیوں کی طرف ایک بڑا لشکر روانہ فرمایا۔ اس کی ایک فوری وجہ بھی ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے بُصریٰ کے گورنر کے لئے ایک نامہ مبارک ارسال فرمایا تھا اور علاقہ بلقاء کے غسانی رئیس شرحبیل بن عمرو نے رسولؐ اللہ کے قاصد حضرت حارثؓ بن عمیر الازدی کو پکڑ کر شہید کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنے قاصد کی شہادت کی خبر موصول ہوئی تو آپؐ نے شرحبیل کو اس کے جرم کی سزا دینے کا فیصلہ کیا اور لشکر کے لئے جمع ہونے کا حکم فرما دیا(3) اسباب دونوں ہوں یا دونوں میں سے کوئی ایک ہو رسولؐ اللہ کے لئے فوری طور پر ضروری کاروائی کرنا لازم تھا اگر آپؐ اس خطرہ یا بدلہ کو نظرانداز کر دیتے تو اسے ریاست مدینہ کی کمزوری سمجھا جاتا تھا اور دیگر دشمن اور مشرک قبائل کو بھی اس سے حوصلہ مل جاتا ریاست مدینہ جزیرہ نمائے عرب میں ابھرتی ہوئی قوت تھی پرانا نظام مر رہا تھا اور ایک نیا نظام اس کی جگہ لے رہا تھا یہ نظام ایک پیغام اور ایک دین بھی تھا پرانے نظام کی حامی قوتوں کو اس طرح کی کمزوری دکھانا اس پیغام اور دین کے فروغ کے لئے بھی مضر ثابت ہوتا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو منتخب فرمایا تھا اور جس کی تکمیل کے لئے ریاست مدینہ ابتدائی بنیادی مرحلہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا ضابطہ جنگ

رسول اللہ ﷺ لشکر اسلام کو روانہ کرنے کے لئے نکلے تو مدینہ منورہ کے باقی مسلمان بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ ثنیۃ الوداع تک تشریف لے گئے اور لشکر اسلام کے کماندار کو

ہدایات دیں۔

- "وہاں جو لوگ ملیں انہیں اسلام کی دعوت دو
اگر وہ دعوت قبول کرلیں تو جنگ کی ضرورت نہیں
اگر وہ دعوت قبول نہ کریں تو اللہ سے مدد طلب کرو
میں تمہیں اللہ سے ڈرنے (تقویٰ) کی نصیحت کرتا ہوں
اور تمہارے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کے ساتھ بھلائی کی تاکید کرتا ہوں
اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں کے خلاف
اللہ کا نام لے کر اللہ ہی کی خاطر
جنگ کرو
کسی کے ساتھ دھوکہ اور بددیانتی نہ کرنا
کسی بچے اور عورت کو قتل نہ کرنا
کسی بوڑھے اور اپنی خانقاہ کے اندر گوشہ نشین شخص کو
ہلاک نہ کرنا
باغ اور درخت نہ کاٹنا
اور مکانات منہدم نہ کرنا"

اہل ایمان نے لشکر میں شامل صحابہ کے لئے دعا کی "اللہ آپ کا محافظ ہو۔ ہر دکھ کو تم سے دور رکھے اور تمہیں سلامت اور فتح مند واپس لائے"

کمانڈر کی آرزو

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے دعا کے جواب میں فی البدیہہ اشعار کہے۔

- "لیکن میں تو خدائے رحمٰن سے مغفرت کا طلبگار ہوں
اور ایسے گھاؤ کا جس سے خون کے پھوارے پھوٹ رہے ہوں
یا حاسد دشمن کے نیزے کے ایسے مہلک وار کا
جو میری آنتوں اور جگر سے پار ہو جائے
اور پھر جب لوگ میری قبر کے پاس سے گزریں تو کہیں
اللہ نے اس غازی کو صحیح راہ دکھائی

اور یہ اس راہ سے گزر گیا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپسی کے لئے مڑے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ اشعار پڑھے۔

"وہ سلامت رہے
جسے میں نے نخلستان میں وداع کیا
جو بہترین دوست اور وداع کرنے والا ہے"

رومیوں کے روبرو

موتہ مدینہ سے گیارہ سو کلومیٹر (تقریباً" 670 میل) شمال میں واقع تھا اس زمانے میں موتہ تلواریں بنانے کا بڑا اہم مرکز ہوتا تھا موتہ کی بنی تلواریں "مشرفیہ" کہلاتی تھیں آج کل موتہ اردن میں شامل ہے۔ اس زمانے میں یہ علاقہ رومیوں کے قبضہ میں تھا اور بلقاء کہلاتا تھا[3] بائبل میں بلقاء کو "موآب" لکھا گیا ہے جب کہ اسلامی تاریخوں میں اسے "مآب" لکھا جاتا[3] ہے۔ موآب یا مآب حضرت لوط کے بڑے بیٹے کا نام تھا اسی کے حوالے سے اس علاقے کو موآب یا بلقاء کہا جاتا تھا۔ مآب بحیرہ لوط کے جنوبی سرے تک پھیلا ہوا تھا اور موتہ اس بلقاء یا موآب کے علاقہ کے جنوبی سرے پر جزیرہ نمائے عرب کی طرف واقع تھا۔

8 ہجری میں جمادی الاول کا مہینہ اگست میں شروع ہوا تھا شدید گرمی میں گیارہ سو کلومیٹر کا سفر طے کر کے اسلامی لشکر معان پہنچ کر آرام کے لئے رک گیا۔ تین ہزار صحابہ کے لئے سواریوں کا اہتمام تو ہو نہیں سکتا تھا انہوں نے گرمی میں یہ طویل سفر پیدل طے کیا تھے اتنے بڑے لشکر کے لئے خوراک خیموں اور دیگر سامان کے لئے بار برداری کا بھی مسئلہ تھا مجاہدین ہتھیار اور کچھ سامان بھی اٹھا کر چلتے رہے ہوں گے معان میں خبر ملی کہ بنو غسان اور رومیوں نے دو لاکھ کے قریب سپاہ جمع کر رکھی ہے رومیوں کے حامی عرب قبائل بنو لخم، بنو جذام، بنو قین، بنو بہراء اور بنو بلی کے ایک لاکھ جنگجو بنو اراشہ کے مالک بن زافلہ کی کمان میں تیار کھڑے ہیں اور خود ہرقل ایک لاکھ رومی فوج کے ساتھ موآب میں خیمہ زن ہے[4] حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ دو روز تک معان میں خیمہ زن رہے اتنی بڑی فوج سے جنگ سے پہلے اسلامی لشکر کو آرام کا وقفہ دینا ضروری تھا اس دوران اپنے ساتھیوں سے مشورہ بھی کرتے رہے۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ کے اپنے قبیلہ بنو کلب کا علاقہ بھی شامی سرحد سے قریب تھا وہ اس علاقہ کے نشیب و فراز سے کچھ واقف بھی ہوں گے دشمن

کی بہت بڑی تعداد اور میدانی مشکلات کو سامنے رکھ کر وہ منصوبہ بناتے رہے کہ کس مقام پر کس میدان میں دشمن کا مقابلہ کیا جائے(5) حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے دیکھا تو کہا "اے قوم خدا کی قسم وہ چیز جس سے تم ہچکچا رہے ہو اس کی طلب میں تو ہم چلے تھے ہم لوگوں کے ساتھ افرادی قوت اور کثرت کے بل بوتے پر تو لڑا ہی نہیں کرتے ہم تو کفار سے اس دین کی قوت سے لڑتے ہیں جس سے اللہ نے ہمیں شرف عطا کیا ہے آگے بڑھو' دو بھلائیوں میں سے ایک تو لازماً" مل جائے گی' فتح یا شہادت۔"

"واللہ! عبداللہؓ نے درست کہا" سب صحابہ نے تائید کی۔

آہنی دیوار میں شگاف

رومی فوج کے عقب میں پہاڑ تھے ان کا کیمپ بلندی پر تھا سامنے کا میدان ڈھلوان میں تھا اس طرح میدانی صورت حال بھی رومیوں کے حق میں تھی مسلمان صفیں باندھ کر لڑتے تو وہ نشیب میں ہوتے اور دشمن اونچائی پر ہوتا۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ نے جم کر مقابلہ کرنے کی بجائے اچانک حملہ کرکے پسپائی اختیار کرنے (Hit and Run Tactics) کا طریقہ اپنایا وہ تیزی سے کبھی سامنے سے حملہ کرتے کبھی دائیں سے اور کبھی بائیں سے اور ہر بار دشمن کے سنبھلنے سے پہلے صحرا کی طرف نکل جاتے تھے۔ چھ روز انہوں نے اسی طرح رومیوں کو پریشان کیا(6) ساتویں روز انہوں نے رومیوں کے لشکر کے سامنے صفیں درستؓ کیں جیسے جم کر لڑائی کا ارادہ ہو۔ آہن پوش رومی دستوں نے بھی لڑائی کے لئے صفیں مرتب کر لیں لیکن لڑائی شروع ہوتے ہی حضرت زیدؓ بن حارثہ تیزی سے پیچھے ہٹنے لگے آہن پوش رومی بھی اسی تیزی سے آگے بڑھے اور بلندی سے اتر کر نشیب میں آ گئے اس تیزی میں ان کی صفیں درہم برہم ہو گئیں موتہ کے میدان میں پہنچ کر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے لڑائی کے لئے اپنے لشکر کی صفیں پھر درست کیں رومی بھی وہاں پہنچ گئے تھے ان کے قلب اور ایڈوانس دستوں کے دونوں طرف میسرہ اور میمنہ پر عرب دستے تھے۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ نے میمنہ کی کمان حضرت قطبہؓ بن قتادہ کے سپرد کی اور میسرہ پر عبادہ بن مالک انصاری کو مقرر کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دشمن کی فوج کی تعداد اس کے ہتھیار اور سج دھج دیکھی تو آنکھیں چندھیا گئیں۔

حضرت زیدؓ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے پوچھا "ابو ہریرہ شاید تم دشمن کی فوج کی تعداد سے پریشان ہو؟"

"ہاں" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔
حضرت زید بن ارقم نے کہا "تم بدر میں ہمارے ساتھ شریک نہیں تھے وہاں دشمن کی تعداد ہم سے تین گنا تھی ہمیں فتح کثرت تعداد سے نہیں ہمارے دین کی قوت سے حاصل ہوتی ہے"
اور پھر تین ہزار اہل ایمان نے دین کی قوت کے ہتھیاروں سے دو لاکھ کفار پر حملہ کر دیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفید علم حضرت زیدؓ بن حارثہ کے پاس تھا انہوں نے آگے بڑھ کر رومی فوج کی آہن پوش دیوار کے ایک حصہ پر زور دار حملہ کر دیا جس سے دشمن کی دیوار میں شگاف پڑ گیا اس حصہ سے رومی پیچھے کے طرف بھاگے تو ان کی دائیں بائیں اور پیچھے کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔
ایک صف کے سپاہی دوسری کے سپاہیوں میں گھس گئے۔ رومی بھاگتے وقت بھاری ہتھیار بھی نہیں اٹھا سکتے تھے وہ اپنے ہی ساتھیوں میں پھنس گئے تھے وہ آگے پیچھے حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے رومی افواج کی ترتیب (Formation) بڑی گتھی ہوئی تھی جب انہوں نے کھل کر لڑنے کے لئے جگہ بنانے کی کوشش کی تو ان کے اپنے ہی ساتھی روندے گئے۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ نے دائیں بائیں تیر انداز متعین کر دیئے تھے۔ رومی فوج بازوؤں کی طرف سے اسلامی لشکر کے عقب میں جانے میں کامیاب نہیں ہو رہی تھی اور ایک ہی جگہ انسانوں کے گھنے جنگل کی مانند کھڑی ڈول رہی تھی جیسے شدید طوفانی ہوا میں گھنے جنگل کے درخت ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتے ہیں مجاہدین آہن پوش رومیوں کے اس جنگل میں گھس گئے۔ (7)

ذوق و شوق

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ پرچم اٹھائے دائیں بائیں آگے پیچھے سے حملہ کرنے والوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ جنگ میں علمبردار اور کماندار سب کے نشانے پر ہوتے ہیں۔ رومی اپنے روایتی طریقہ سے لڑ رہے تھے ان کا سالار قلب فوج میں تھا مگر حضرت زیدؓ بن حارثہ سالار بھی اور علمبردار بھی تھے اور وہ سب سے آگے تھے اور جسموں کے جنگل کو کاٹنے والوں کی قیادت کر رہے تھے اور سب رومیوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے اور رومی ہر طرف سے ان پر یلغار کر رہے تھے پھر وہ زخموں سے بہت زیادہ خون بہہ جانے سے نڈھال ہو کر گھوڑے سے گر گئے اور شہید کر دیئے گئے (8)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ دوسرے کماندار حضرت جعفرؓ نے تیزی سے آگے بڑھ کر پرچم اٹھا لیا اسلامی سپاہ اسی جوش ایمانی سے لڑ رہی تھی اب حضرت جعفرؓ دشمن کا نشانہ بن گئے تھے دشمن کا دباؤ بڑھ رہا تھا حضرت جعفرؓ نے گھوڑے سے چھلانگ لگا دی اور اس کے منہ پر ضرب لگا کر

ساتھیوں سے کہا "رسولؐ اللہ تک میرا سلام پہنچا دینا میں اپنی جان شہادت کے حوالے کر رہا ہوں"
وہ پیدل دشمن سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے جس ہاتھ میں اللہ کے نبیؐ کا پرچم تھا وہ کٹ گیا تو پرچم
دوسرے ہاتھ سے بلند کر دیا وہ بھی کٹ گیا تو سینے سے لگا لیا جب تک زندگی کی رمق باقی رہی
پرچمِ رسولؐ بلند رکھا
حضرت عبداللہؓ بن عمر بھی اس جنگ میں لڑے تھے وہ کہتے ہیں میں نے جعفرؓ کے جسم پر پچاس
زخم گنے تھے۔ حضرت جعفرؓ کے شہید ہوتے ہی حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے پرچم اٹھا کر بلند کر دیا
جنگ اسی رفتار سے جاری رہی عبداللہؓ بن رواحہ تو شہادت کی دعائیں کرتے ہوئے آئے تھے۔ لشکر
اسلام موتہ کی طرف رواں تھا صحرا اور ریگزار سیاہ چادر اوڑھے سو رہے تھے اور آسمانوں کی مخلوق
نے اپنے کان حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی آواز پر لگا دیئے تھے جو بلند آواز میں اپنی ناقہ سے کہہ
رہے تھے۔

- "حساء سے چار شب کے سفر کے بعد
جب تو مجھے اور میرا کجاوہ وہاں پہنچا دے گی
تو پھر تو مزے میں ہو گی اور تیرے لئے کوئی مشقت باقی نہیں رہے گی
خدا کرے کہ میں وہاں سے لوٹ کر
اپنے اہل کے پاس نہ آؤں
اور جب مسلمان وہاں سے واپس آئیں
تو مجھے شام میں ہی چھوڑ آئیں
جس کے لئے میری روح بے چین ہے
اور جب رشتہ دار اپنے تعلق توڑ کر
مجھے رحمٰن کے سپرد کر دیں گے
تو وہاں میں بارش کے محتاج درختوں کے پھلوں
اور سیراب کئے جانے کی محتاج کھجوروں
کے پھل سے بے نیاز ہوں گا"

حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ پرچم اٹھائے گھوڑے پر سوار دشمن سے لڑ رہے تھے تھوڑی دیر بعد
وہ لشکر اسلام کی طرف مڑے اور اپنے نفس کو ملامت کی

- "تم نے خدائی قسم اٹھائی اور اب جنت سے ناخوش ہو؟

یہ تو شہادت سے فرار ہے

اے نفس اگر تو قتل نہ ہوا

تو بھی مرجائے گا

تو موت کے حمام میں داخل ہو چکا ہے

اور جس چیز کی تو نے تمنا کی تھی

وہ تجھے عطا ہونے والی ہے

اگر تو نے وہی کچھ کیا

جو وہ دونوں کر گئے ہیں

تو تو ہدایت پائے گا"

انہوں نے گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے کو شہادت کی راہ سے فرار قرار دیا(9) اور گھوڑے سے اتر کر پیدل دشمن سے لڑنے لگے اور لڑتے ہوئے شہادت کو پہنچ گئے۔

حضرت ثابت بن ارقم رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر علم تھام لیا "اے مسلمانوں کسی کو اپنا امیر چن لو" انہوں نے بلند آواز میں کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تین کماندار مقرر کئے تھے وہ تینوں اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے تھے جنگ زوروں پر تھی امیر لشکر کا انتخاب ضروری تھا۔

"تم ہی امیر ہو" مسلمانوں نے کہا۔

پرچم جو ان کے پاس تھا۔

"میں یہ ذمہ داری قبول نہیں کر سکوں گا" حضرت ثابتؓ بن ارقم نے جواب دیا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید پہلی بار کسی جنگ میں شریک ہوئے تھے مسلمان ان کی جنگی صلاحیتوں سے آگاہ تھے۔ غزوہ احد اور غزوہ خندق میں ان کی جنگی چالیں دیکھ چکے تھے۔ دوران جنگ سب نے ان کے امیر لشکر ہونے پر اتفاق کر لیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا اور لشکر اسلام کی قیادت اپنے ہاتھوں میں لے لی۔

فاصلے مٹ گئے

ادھر موتہ کے میدان میں گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی دوسری طرف مدینہ میں مسجد نبوی کا موذن لوگوں کو مسجد کی طرف بلا رہا تھا۔ اہل توحید مسجد نبوی میں جمع ہو چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

منبر پر تشریف فرما ہوئے آپؐ غمزدہ تھے اہل ایمان آپؐ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہے تھے اور خاموش تھے آپؐ نے فرمایا۔ "میں تمہیں اسلامی لشکر کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں لشکر یہاں سے چل کر دشمن تک پہنچا دشمن سے اس کا مقابلہ ہوا اور زیدؓ شہید ہو گئے ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرو"

"اس کے بعد جعفرؓ نے اسلامی لشکر کا پرچم اٹھا لیا وہ ثابت قدمی سے لڑے اور شہید ہو گئے ان کے لئے مغفرت طلب کرو"

"اس کے بعد عبداللہؓ بن رواحہ نے پرچم اٹھایا اور ثابت قدمی سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ان کے لئے مغفرت طلب کرو"

مسلمان سر ڈالے سن رہے تھے اور سب افسردہ ہو گئے تھے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس کے بعد پرچم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لے لیا اور اللہ تعالیٰ نے برکت دی اور ان کی قیادت میں فتح دی"

سیف اللہ کا منصوبہ

حضرت عبداللہؓ بن رواحہؓ کی شہادت سے لشکر اسلام میں ابتری پھیل گئی تھی۔ میمنہ کے امیر حضرت قطبہ بن عامر نے مجاہدین کو للکارا "سنو لوگو کفار سے لڑتے ہوئے شہید ہو جانا میدان جنگ سے بھاگتے ہوئے دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جانے سے بہت بہتر ہے"۔

حضرت خالدؓ بن ولید نے پرچم بلند کیا مجاہدین پھر سے جم کر لڑنے لگے۔

شام کے سائے گہرے ہونے لگے تو دونوں فوجیں اپنے اپنے کیمپ کی طرف ہٹ گئیں اگلے روز پھر سے میدان میں اترنے کے لئے دونوں فریقوں نے رات کا وقفہ کر دیا۔

اگلے دن کا سورج طلوع ہوا تو فریقین کی فوجیں ایک بار پھر ایک دوسرے کے سامنے صفیں باندھنے لگیں لیکن رومی کمانداروں کو اپنے سامنے ایک نئی فوج نظر آئی لشکر اسلام کے میمنہ پر بھی کل والی فوج نہیں تھی میسرہ پر بھی نئے دستے آ گئے تھے۔ مقدمۃ الجیش میں بھی امیر جیش اور لڑنے والے وہ نہیں تھے جن سے انہیں ایک روز پہلے سامنا رہا تھا۔ شب رفتہ اسلامی کیمپ کے عقب میں اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے لگتے رہے تھے جیسے ہی اسلامی لشکر نے صفیں درست کر کے لڑائی شروع کی اس کے پیچھے سے گرد اڑاتا ہوا اور نعرے لگاتا ہوا ایک اور لشکر اس سے آن ملا رومی تین ہزار مجاہدین کے مقابلہ میں جم نہیں سکے تھے اور کئی بار منتشر ہو کر پھر سے اکٹھے ہوئے

تھے اور اب نیا اور مزید لشکر آ گیا تھا۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے ایک زور دار حملہ کیا اور دشمن کو پیچھے دھکیل دیا رومی کمانڈار نے نئے اور تازہ دم لشکر اسلام سے مقابلہ کی بجائے میدان جنگ چھوڑ جانے ہی میں بہتری جانی(10) حضرت خالدؓ بن ولید ﷜ نے ماہرانہ منصوبہ بندی سے میدان جنگ میں اسلامی لشکر کی ترتیب بدل دی تھی میمنہ کو میسرہ اور میسرہ کو میمنہ پر منتقل کر دیا تھا مقدمۃ الجیش کو پیچھے اور پیچھے والوں کو آگے لے آئے تھے ان کی ہدایت پر شب رفتہ مجاہدین لشکر گاہ کے عقب میں اللہ اکبر کے نعرے لگاتے رہے تھے انہوں نے کچھ دستوں کو رات کے اندھیرے میں اپنے کیمپ سے دور صحرا کی طرف بھیج دیا تھا اور ہدایت کی تھی کہ جیسے ہی جنگ شروع ہو وہ نعرے لگاتے گرد اڑاتے ہوئے لشکر اسلام سے آن ملیں۔ میدان جنگ میں میمنہ میسرہ اور مقدمۃ الجیش کو تبدیل کرنا آسان نہیں ہوتا مگر حضرت خالدؓ بن ولید نے ایک ہی شب میں یہ تبدیلی کر دکھائی تھی۔ رومیوں نے سمجھا رات نعرے لگانے والے بھی نئے آنے والے تھے اسی لئے میمنہ میسرہ اور مقدمۃ الجیش پر نئے لوگ صف بستہ ہیں۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے منصوبہ بندی سے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا(11) مگر انہوں نے بھاگتے ہوئے دشمن کا تعاقب نہیں کیا اور اپنے اسلامی لشکر کو سلامتی کے ساتھ موتہ سے نکال کر پیچھے صحرا میں لے آئے اور "بازنطینی فوجوں کے بس کی بات نہیں تھی کہ وہ وہاں کے ریگستانی حصوں میں داخل ہونے کی جرات کر سکیں"(12) اس انداز میں دونوں لشکر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔

عینی شاہد کی گواہی

حضرت ابو عامر کو رسول اللہ ﷺ نے شام بھیجا تھا جب ▪ واپس آئے تو موتہ میں لشکر اسلام اور رومیوں کی درمیان لڑائی ہو رہی تھی وہ لڑائی کا انجام دیکھنے کو وہاں رک گئے تھے لڑائی کا حال بیان کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں "خالدؓ نے وہ جھنڈا لے لیا اور مشرکین پر حملہ کر دیا اللہ نے ان (مشرکین) کو ایسی بری شکست دی کہ میں نے کبھی ایسی نہیں دیکھی تھی مسلمانوں نے جہاں چاہا تلوار چلائی"(13) بہت سے رومی مارے گئے مسلمانوں کو مال غنیمت بھی ہاتھ آیا(14) رومیوں کا اہل توحید سے مقابلے کا یہ پہلا موقع تھا اور اپنے عظیم لشکروں کے باوجود انہیں تین ہزار صحابہ کے ہاتھوں پسپائی ملی تھی(15) مسلمانوں کا بھی آہن پوش، چاق و چوبند شاہی دستوں اور باوردی فوجوں کے خلاف لڑنے کا یہ پہلا تجربہ تھا اگرچہ اس معرکہ میں انہیں باطل کے خلاف مکمل فتح نصیب نہیں ہوئی تھی مگر دو لاکھ کے لشکر کے مقابلہ میں ان کی یہ کامیابی بہت بڑی فتح تھی۔ انہوں نے

اتنے بڑے دشمن کو میدان جنگ سے نکال دیا اس کے چھوڑے ہوئے مال پر قبضہ کیا اور سلامتی کے ساتھ اپنا کیمپ اٹھا کر اپنے سارے مال و اسباب اور خیمہ گاہ کے ساتھ واپس آ گئے۔ ہرقل یا اس کے عرب اتحادیوں میں سے کسی کو مڑ کر دیکھنے اور مسلمانوں سے الجھنے کی جرات نہ ہو سکی۔

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے شہادت اور ارض شام میں رہ جانے کی خواہش ظاہر کی تھی اللہ نے ان کی وہ خواہش پوری کر دی۔ لشکر اسلام نے واپسی سے پہلے اپنے شہداء کو موتہ ہی میں دفن کر دیا تھا بعد میں موتہ کے میدان جنگ میں ایک خوبصورت مزار بن گیا تو اس جگہ کا نام ہی "المزار" پڑ گیا۔

جنگ موتہ کے شہداء

رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ تین امرائے لشکر حضرت زیدؓ بن حارثہ، حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ موتہ کے میدان میں حضرت مسعودؓ بن الاسود، حضرت وہبؓ بن سعد، حضرت عبادؓ بن قیس، حضرت حارثؓ بن نعمان، حضرت سراقہؓ بن عمرو، حضرت ابو کلیبؓ، حضرت جابر بن عمرو، حضرت عمرو بن سعد اور حضرت عامر بن سعد سمیت تیرہ صحابہ کرام نے شہادت پائی۔

شرک کا سالار دوہرا ہو گیا

اللہ کے دین کے کتنے دشمن مارے گئے اس بارے میں کوئی اعداد و شمار میسر نہیں آ سکے لیکن اس جنگ کی شدت کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اکیلے حضرت خالد بن ولید ؓ کی اس لڑائی میں نو تلواریں ٹوٹی تھیں اور رومیوں کے اتحادی عرب قبائل کا سالار اعلیٰ مالک بن زافلہ بھی مارا گیا تھا اسے اسلامی لشکر کے میمنہ کے امیر حضرت قطبہ بن قتادہ نے قتل کیا تھا۔

○ "میں نے ابن زافلہ بن اراش کو
نیزے میں پرو لیا
اور وہ اس کے جسم میں ہی ٹوٹ گیا
میں نے اس کی گردن پر
اس زور سے تلوار ماری
کہ وہ بیری کی شاخ کی مانند دوہرا ہو گیا"

استقبال

لشکر اسلام واپس آیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ سے نکل کر اس کا استقبال کیا آپؐ گھوڑے پر سوار تھے۔ دیگر استقبال کرنے والوں کی سواریاں آپؐ کے پیچھے تھیں لشکر اسلام کے استقبال کے لئے بچے بھی دوڑے جا رہے تھے رسول اللہ نے فرمایا "بچوں کو اٹھا کر اپنے ساتھ سواریوں پر بٹھالو اور ابن جعفر مجھے پکڑا دو"

عبداللہؓ بن جعفر کو لایا گیا تو آپؐ نے اسے اپنے آگے سواری پر بٹھالیا۔

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ لوگوں نے لشکر پر خاک اڑائی "اے بھگوڑو تم میدان جنگ سے بھاگ کر آئے ہو"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یہ فراری نہیں کراری یعنی لوٹ کر حملہ کرنے والے ہیں"

ایک جگہ اہل مدینہ جمع تھے رسولؐ اللہ نے موتہ کی لڑائی کے بارے میں فرمایا "یہ ایک بہتر باب ہے اور ایک بہتر دروازہ ہے یہ باب خیر ہے باب خیر"

آلِ جعفرؓ کے ولی

رسول اللہ ﷺ حضرت جعفر کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا "جعفرؓ کے بچوں کو لاؤ"

اسماء بنت عمیس نے بچوں کو پیش کیا تو آپؐ نے انہیں پیار کیا اور آبدیدہ ہو گئے۔

حضرت اسماء نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپؐ آبدیدہ کیوں ہو گئے؟ کیا جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی خبر آئی ہے؟"

رسول اللہ نے فرمایا "ہاں وہ آج شہید ہو گئے"

اسماء بنت عمیس کی چیخ نکل گئی' یہ سن کر عورتیں جمع ہو گئیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے اسماء زبان پر کوئی بیہودہ بات نہ لانا اور اپنے رخسار نہ پیٹنا"

رسولؐ اللہ تشریف لے گئے اور اپنے گھر والوں سے فرمایا "آلِ جعفرؓ کا خیال رکھنا ان کا کھانا تیار کرنا ■ جعفرؓ کی وجہ سے ہوش میں نہیں"

تین دن کے بعد آپؐ پھر حضرت جعفرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا "آج کے بعد تم میرے بھائی پر مت رونا"

پھر آپؐ نے حضرت جعفرؓ کے بیٹوں کو لانے کو کہا اور حجام کو بلوا کر ان کے سر منڈوائے اور فرمایا "محمد بن جعفرؓ تو ہمارے چچا ابو طالبؓ کی شبیہ ہے اور عبداللہؓ بن جعفر میرے مشابہ ہے"
آپؐ نے عبداللہؓ بن جعفر کو پکڑ کر اوپر اٹھایا اور دعا کی "یا اللہ یہ جعفر کی آل میں جانشین ہو اے اللہ جعفر کے بیٹے عبداللہؓ کی خرید و فروخت میں برکت عطا کر"
حضرت اسماء بنت عمیس نے اپنے بچوں کی یتیمی اور غربت کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا "کیا تجھے ان کے فقر و فاقہ کا اندیشہ ہے؟ میں دنیا و آخرت میں ان کا ولی ہوں"

سریہ ذات السلاسل

شام کی سرحد کی طرف رہنے والے جن عرب قبائل نے موتہ کی لڑائی میں رومیوں اور غسانیوں کی مدد کی تھی ان میں بنو بلی بھی شامل تھے بنو بلی قبیلہ قضاعہ کی ایک شاخ تھے رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ ان عرب قبائل سے دوستی کر کے انہیں رومیوں اور غسانیوں سے علیحدہ کر دیا جائے تاکہ آئندہ کبھی ایسی صورت پیش آئے تو عرب قبائل کی اتنی بڑی قوت جمع نہ ہو سکے بنو بلی سے حضرت عمروؓ بن عاص کا ننہالی رشتہ تھا عربوں میں ایسے رشتوں کی بہت قدر کی جاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے جمادی الثانی آٹھ ہجری میں حضرت عمروؓ بن العاص کو ان قبائل کی طرف بھیجا آپؐ نے تین سو صحابہ کا لشکر تیار کیا ایک سفید جھنڈا تیار کرایا اور حضرت عمروؓ بن عاص کو اس لشکر کا امیر مقرر کر کے فرمایا کہ وہ اس خطہ کی طرف جائیں اور بنو بلی بنو عذرہ اور بلقین سے مدد لیں۔ ایسی خبریں بھی موصول ہوئی تھیں کہ بنو قضاعہ کے کچھ لوگ دہشت گردی کے لئے جمع ہو رہے ہیں اور اس لشکر کو شام کی سرحد کی طرف بھیجنے کا ایک مقصد ان عرب قبائل میں ریاست مدینہ کی سیاسی اور دفاعی حیثیت کا احساس پیدا کرنا بھی تھا۔ دس راتوں کے سفر کے بعد حضرت عمرو بن العاص اس علاقہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ مشرک پہلے سے خبردار اور ہوشیار ہیں اور انہوں نے بہت بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے اور عہد کیا ہے کہ کوئی میدان جنگ سے فرار نہیں ہو گا۔

اختلاف امامت

امیر لشکر وہیں رک گئے اور حضرت رافع بن مکیث جہنی کو رسول اللہ ﷺ کو صورت احوال سے آگاہ کرنے کے لئے مدینہ بھیج دیا رسول اللہ ﷺ نے دو سو صحابہ کو حضرت عمروؓ کی مدد کے لئے بھیجا ان میں حضرت ابو بکرؓ صدیق اور حضرت عمرؓ فاروق بھی شامل تھے آپؐ نے حضرت ابو

عبیدہ بن جراح کو اس لشکر کا امیر مقرر فرمایا اور حکم دیا "دونوں ساتھ رہیں اور جدا جدا نہ ہوں"
حضرت ابوعبیدہ دو سو صحابہ کے ساتھ حضرت عمروؓ بن العاص سے جا ملے نماز کا وقت آیا تو حضرت ابو عبیدہؓ امامت کے لئے آگے بڑھے حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا "امیر لشکر تو میں ہوں آپ کو میری اطاعت کرنا ہو گی"
حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا "میں اپنے ساتھیوں پر امیر ہوں اور آپ اپنے ساتھیوں پر امیر ہیں"
حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا "تمہیں تو میری مدد کے لئے بھیجا گیا ہے"
حضرت ابو عبیدہؓ نے جواب دیا "اے عمرو مجھے رسولؐ اللہ نے اختلاف کرنے سے منع فرمایا تھا اگر تو میری بات نہیں مانتا تو میں تیری اطاعت کروں گا"
چنانچہ حضرت عمروؓ بن العاص نے نماز پڑھائی۔

ننہالیوں کا فرار

حضرت عمروؓ بن العاص پانچ صد صحابہ کے ساتھ اپنے ننہالی قبیلے کے علاقے میں داخل ہو گئے مگر لشکر اسلام کے پہنچنے سے پہلے ہی مشرک وہ جگہ چھوڑ گئے تھے مسلمانوں نے مشرکوں کا تعاقب کیا مگر وہ ہاتھ نہ آئے قبیلہ بنی عذرہ اور بلقین کے علاقہ میں کہیں بھی کسی مشرک نے مقابلہ نہ کیا ان کے علاقہ کی آخری سرحد پر کچھ مشرکوں سے آمنا سامنا ہوا تھوڑے سے مقابلہ کے بعد مشرک فرار ہو گئے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے مشرکین کا سارا علاقہ روند ڈالا وہ تین روز تک وہاں مقیم رہے ہر روز چاروں طرف دستے بھیجتے رہے مگر بھیڑ بکریوں اور دس اونٹوں کے سوا کہیں سے کچھ نہ ملا وہ اونٹ اور بکریاں ذبح کر کے لشکر کو کھلا دیں۔
مشرکین پر مسلمانوں کا خوف مسلط کر کے لشکر اسلام واپس مدینہ آ گیا۔
اس مہم کو سریہ ذات السلاسل کا نام دیا گیا۔

اطاعت امیر

ایک رات مجاہدین نے آگ جلانا چاہی تو حضرت عمروؓ بن العاص نے انہیں منع کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے امیر لشکر سے سفارش کی مگر انہوں نے پھر بھی آگ جلانے کی اجازت نہ دی۔
حضرت عمرؓ فاروق کو امیر لشکر کا رویہ پسند نہ آیا تو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے فرمایا "رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسی وجہ سے ہمارا امیر مقرر فرمایا ہے کہ وہ جنگی معاملات کو بہتر سمجھتے ہیں"

مشرکین شکست کھا کر بھاگے تو مسلمانوں نے ان کا تعاقب کرنا چاہا مگر امیر لشکر نے منع کر دیا۔
رسول اللہ ﷺ سے حضرت عمروؓ بن العاص کی ان پابندیوں کی شکایت کی گئی آپؐ نے عمرو بن العاص سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا "آگ جلانے سے دشمن کو اندازہ ہو جاتا کہ ہماری تعداد تھوڑی ہے اور ▪ پلٹ کر حملہ کر دیتا اس لئے میں نے آگ نہ جلانے دی۔ مجھے خدشہ تھا کہ اگر بھاگتے ہوئے مشرکوں کا تعاقب کیا گیا تو قرب و جوار کے مشرک قبائل ان کی مدد کو آ جائیں اور ہم مشکل میں پھنس جائیں گے اس لئے میں نے مجاہدین کو تعاقب سے روک دیا"
رسول اللہ ﷺ نے امیر لشکر کے اس طرز عمل کی تعریف کی۔

سریہ الخیط

اللہ کے رسولؐ نے رجب آٹھ ہجری میں ساحل سمندر کی طرف ایک لشکر بھیجا اس لشکر میں تین سو مجاہدین شامل تھے آپؐ نے حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کو لشکر کا امیر مقرر فرمایا لشکر کی منزل قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ کا مسکن القبلیہ تھا۔(16) زاد سفر ختم ہونے لگا تو امیر لشکر نے سب مجاہدین کے پاس سے کھجوریں جمع کر لیں اور ان کا راشن مقرر کر دیا۔ حضرت قیسؓ بن سعد بن عبادہ نے لشکر کے لئے تین اونٹ ذبح کئے اس سے اگلی منزل پر اور اس سے اگلی منزل پر بھی انہوں نے تین تین اونٹ ذبح کئے تو امیر لشکر نے انہیں خوراک کے لئے اونٹ ذبح کرنے سے روک دیا۔ نوبت درختوں کے پتے جھاڑ کر اور انہیں پانی میں بھگو کر کھانے تک آ گئی اس وجہ سے اس سریہ کو سریہ الخیط کہا جاتا ہے ساحل سمندر کے قریب پہنچے تو اللہ نے لشکر کی خوراک کا بندوبست خود کر دیا سمندر نے ایک بہت بڑی عنبر مچھلی باہر پھینک دی امیر کی اجازت سے مجاہدین پندرہ روز تک اس مچھلی کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر کھاتے رہے اور اس کا تیل استعمال کرتے رہے۔ مچھلی اتنی بڑی تھی کہ امیر کے حکم سے اس کی پسلیوں کی دو ہڈیوں کو محراب کی صورت میں کھڑا کیا گیا امیر اپنی سواری پر اس کے نیچے سے گزر گئے مگر اس کے اوپر کے کنارے کو چھو نہ سکے لشکر کا اس قبیلہ سے تصادم نہ ہوا واپسی پر مجاہدین مچھلی کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر ساتھ لے آئے مدینہ پہنچ کر انہوں نے اللہ کے رسولؐ کو مچھلی کے بارے میں بتایا تو آپؐ نے فرمایا "وہ رزق اللہ نے تمہارے لئے فراہم کیا تھا اس میں سے تمہارے پاس کچھ موجود ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ"
آپؐ کو مچھلی کا گوشت پیش کیا گیا تو آپؐ نے تناول فرمایا۔

سریہ ابو قتادہ

شعبان 8 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے پندرہ صحابہ کا ایک دستہ نجد کی طرف بھیجا۔ اس دستہ کے امیر حضرت ابو قتادہؓ بن ربعی تھے۔ حضرت ابو قتادہ نے بنو غطفان کے کچھ لوگوں کو جا لیا ان کے متعدد آدمی قتل کیے متعدد مشرکوں کو گرفتار کر لیا مال غنیمت میں دو سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں بھی شامل تھیں خمس نکال کر مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا۔

حواشی / حوالہ جات

1- ابن کثیر نے واقدی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بہت سے مشرک مارے گئے اور باقی شام کی طرف بھاگ گئے تھے (تاریخ جلد چہارم صفحہ 666) لیکن ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت کعب کے دستہ میں سے صرف ایک صحابی بچا تھا باقی شہید ہو گئے تھے۔ (طبقات حصہ اول صفحہ 421)

2- حضرت محمد رسول اللہ ' شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جامع پنجاب لاہور ' صفحہ 206

3- واقدی اور ابن سعد دونوں نے موتہ کی طرف لشکر بھیجنے کا واحد سبب شرحبیل کے ہاتھوں قاصد رسولؐ حضرت حارثؓ بن عمیر کی شہادت بتایا ہے جب کہ ابن اسحاق نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ بعد کے اکثر اہل علم نے واقدی کی اس روایت کو ہی بیان کیا ہے اور غزوہ موتہ کا واحد سبب وہی بتاتے آئے ہیں اور بتا رہے ہیں جو واقدی نے بتایا ہے لیکن اکرم ضیاء العمری Akram Diya al Umari کہتے ہیں کہ واقدی کی یہ روایت ضعیف ہے اور اس پر یقین نہیں کیا جا سکتا خاص کر اس لئے کہ اس روایت کو ان کے علاوہ کسی اور نے بیان نہیں کیا۔ اکرم ضیاء العمری کا موقف ہے کہ شام کی سرحد پر آباد عرب قبائل کے خلاف کاروائی کے لئے ایسے ڈائریکٹ اسباب یا سبب کی کوئی ضرورت بھی نہیں تھی ■ کہتے ہیں کہ اسلامی ریاست کی توسیع کے لئے جہاد میں کسی ڈائریکٹ سبب کا ہونا ضروری نہیں تھا کیونکہ رومیوں کے ریاست مدینہ کے خلاف کاروائی کرنے سے پہلے مسلمانوں کے لئے کوئی اور چارہ کار ہی نہیں رہ گیا تھا کہ وہ رومیوں کے اثر و رسوخ کو کم کرنے کے لئے ان کے اتحادی عیسائی عرب قبائل کو ساتھ ملانے کے لئے ان کے خلاف کاروائی کریں۔

Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-II, P : 143

اکرم ضیاء العمری کی اس تحریر سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ رومی ریاست مدینہ کے خلاف کاروائی کا ارادہ رکھتے تھے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں "جمادی الاول کے دوران ہی زیدؓ بن حارثہ کی سربراہی میں آپؐ نے موتہ کی طرف ایک بھاری لشکر روانہ فرمایا تھا جہاں سے اطلاع ملی تھی کہ وہاں دشمنان اسلام کثیر تعداد میں جمع ہو کر مسلم علاقوں پر قبضہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں" (تاریخ' جلد چہارم' کراچی 1987ء صفحہ 667)

4- رومی مورخین کے مطابق رومی افواج کی کمان ہرقل کے چچا زاد رومی جرنیل تیودر نے کی تھی۔

5- بعض روایتوں میں کہا گیا ہے کہ معان پہنچ کر رومیوں اور غسانیوں کی دو لاکھ فوج کے اجتماع کے بارے میں معلوم ہوا تو بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آدمی بھیج کر آپؐ کو دشمن کی تعداد سے آگاہ کیا جائے اگر آپؐ مزید کمک بھیج دیں تو ٹھیک ورنہ اسی لشکر کے ساتھ دشمن سے جنگ کی جائے لیکن معان سے مدینہ کے فاصلہ کو پیش نظر رکھا جائے تو معان سے مدینہ جانے والا ایلچی کسی طرح بھی پچیس تیس دن سے پہلے واپس معان نہیں آ سکتا تھا دو ہزار دو سو کلومیٹر کا سفر تیز رفتار اونٹ پر بھی کیا جاتا تو ایلچی واپسی تک ایک مہینہ لے لیتا۔ دشمن کی کیل کانٹے سے لیس فوج سامنے کھڑی تھی اور اسلامی لشکر کے معان پہنچنے کے دوسرے روز ہی وہاں سے چل کر رومی فوج مشارف پہنچ گئی تھی جو معان

سے بہت قریب تھا قابل توجہ بات یہ ہے کہ کیا رومی ایک مہینے تک اسلامی لشکر کے فیصلہ کرنے تک وہاں پڑے رہتے اور لڑائی کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ مسلمانوں پر چھوڑ سکتے تھے؟ دشمن کے اتنا قریب پہنچ کر دو ہی صورتیں ممکن تھیں یا تو پیٹھ دکھا کر بھاگ آتے اور صحرا میں پناہ لے کر رومیوں کے ساتھ لڑائی سے بچ جاتے یا پھر آگے بڑھ کر مقابلہ کرتے۔ مدینہ ایلچی بھیجنے اور رسول اللہ ﷺ سے ہدایات لینے کے لئے تو وقت ہی نہیں تھا۔

6- حضرت محمد رسولؐ اللہ' شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' جامعہ پنجاب لاہور' صفحہ 207

7- حضرت محمد رسولؐ اللہ' شعبہ اردو دائرہ حارف اسلامیہ' جامعہ پنجاب لاہور' صفحہ 208

8- حضرت محمد رسولؐ اللہ' شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' جامعہ پنجاب لاہور' صفحہ 208

9- سیرت نگار اہل علم کا حال بھی بڑا عجیب ہے۔ ایک طرف تو وہ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کے شوق شہادت کا ذکر کرتے ہیں ان کے اشعار درج کرتے ہیں جن میں لوٹ کر واپس گھر نہ آنے کی شدید خواہش کا اظہار کرتے ہوئے دکھائے گئے ہیں اور جب زید بن ارقم اس خواہش پر افسردہ ہو جاتے ہیں تو وہ انہیں درے سے مارتے ہیں اور کہتے ہیں "لئیم تیرا اس میں کیا نقصان ہو گا جو اللہ مجھے شہادت نصیب کر دے" وہ ایسے زخم اور گھاؤ کی دعا کرتے ہیں جو ان کے جگر سے پار نکل جائے اور لکھتے ہیں کہ جب لشکر اسلام نے معان میں دو روز قیام کیا اور بقول ان اہل علم کے رومیوں کے لشکر کی کثرت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجنے کے بارے میں بھی سوچنے لگے تھے تو عبداللہ بن رواحہ نے ان کے سامنے وہ تقریر کی تھی جس کے بعد سب نے دشمن سے مقابلہ پر زور دیا تھا اور دوسری طرف وہی سیرت نگار لکھتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے لشکر اسلام کی کمان اور پرچم کی ذمہ داری لی تو ان کا دل گھبرانے لگا اور انہیں اپنے آپ کو ملامت کرنے کی ضرورت پیش آگئی کہ اب شہادت سے بچ رہے ہو؟ حالانکہ اگر غور سے ان روایات کو دیکھا جائے تو انہوں نے اپنے آپ کو ملامت اس لئے نہیں کی تھی کہ ان کا دل گھبرانے لگا تھا بلکہ اس بات پر کی تھی کہ گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنا اس شوق کی تکمیل کی راہ میں حائل ہو رہا ہے اور پھر فوری طور پر گھوڑے سے اتر کر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔ واقدی نے "مغازی الرسول" کے صفحہ 323 پر حضرت عبداللہ بن رواحہ کے اپنے آپ کو ملامت کرنے کی جو تفصیل دی ہے اس سے صاف صاف دکھائی دیتا ہے کہ انہوں نے اپنے کو ملامت کیوں کی تھی۔

10- جنگ موتہ کے نتیجے کے بارے میں سید امیر علی The Spirit of Islam کے صفحہ 95 پر Caussin de Perceval کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"The Byzantines and their allies [illegible] repulsed, but the disparity of numbers was too great and the Muslims retreated to Madina."

11- (الف) ابن کثیر' سیرت النبی جلد دوم' مکتبہ قدوسیہ لاہور' صفحہ 327

(ب) ابوالحسن علی ندوی' نبی رحمت' کراچی 1988ء صفحہ 426

(ج) محمد حسین ہیکل' حیات محمد' الفیصل لاہور' صفحہ 639

(د) محمد ادریس کاندھلوی' سیرت مصطفیٰ' جلد دوم' لاہور 1983ء صفحہ 460

(ر) محمد کرم شاہ الازہری' ضیاء النبی' جلد چہارم' ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور' 1418 ہجری' صفحہ 374

12- جنرل گلب پاشا' محمد رسول اللہ' سٹیزن پبلشرز کراچی' صفحہ 386

13- ابن سعد' طبقات حصہ اول' کراچی 1987ء صفحہ 424

14- (الف) ابن کثیر' سیرت النبی جلد دوم' مکتبہ قدوسیہ لاہور' صفحہ 330

(ب) محمد کرم شاہ الازہری' ضیاء النبی' جلد چہارم' ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور' 1418 ہجری' صفحہ 374

15- جنگ موتہ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی تھی یا شکست؟ روایات کے اختلاف سے اس بارے میں بعض اہل علم یقین کے ساتھ کچھ کہنے سے کتراتے ہیں خاص طور پر اس وجہ سے کہ رومی دو لاکھ تھے اور مسلمان تین ہزار تھے اگر وہ کہیں کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی تھی تو لوگ کیا کہیں گے؟ لیکن سوال لوگوں کے کہنے کا نہیں ہم ذیل میں مختلف روایات درج کر رہے ہیں تاکہ پڑھنے والے خود اندازہ کر لیں۔

- مسلمانوں کے اصرار پر انہیں یہ خدمت قبول کرنا پڑی اور پھر انہی کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کے اس قلیل لشکر کو ہرقل کے انتہائی کثیر تعداد لشکر کے مقابلے میں فتح سے ہمکنار کیا۔ (ابن کثیر' تاریخ جلد چہارم' صفحہ 671)

- خالد نے وہ جھنڈا لے لیا اور مشرکین پر حملہ کر دیا اللہ نے انہیں (مشرکوں کو) بری طرح شکست دی کہ میں نے ایسی کبھی نہیں دیکھی تھی مسلمانوں نے جہاں چاہا تلوار چلائی۔ (ابن سعد طبقات حصہ اول صفحہ 423' 424' روایت ابو عامر)

- پھر انہوں نے خالدؓ بن ولید کو موقعہ دیا تو ان کی قیادت میں رومی خائب و خاسر ہوئے اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ (عروہ بن زبیر' مغازی رسول اللہ' صفحہ 210' 211)

- "موسیٰ بن عقبہ کے مغازی میں ہے ___ مسلمانوں نے حضرت خالدؓ کا انتخاب کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں غلبہ سے نوازا اور دشمنوں کو شکست دی" (عروہ بن زبیر' مغازی رسول اللہ' ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور' 1995ء صفحہ 211)

- "واقدی نے عطاف بن خالد سے بیان کیا ہے ___ دشمن نے تبدیل شدہ کیفیت دیکھ کر اندازہ لگایا کہ اسلامی لشکر کو کمک پہنچ گئی ہے وہ مرعوب ہو گئے اور شکست کھا کر بدحواس ہو گئے اور کشتوں کے پشتے لگ گئے" (ابن کثیر' سیرت النبی' جلد دوم' صفحہ 327)

- "موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں بیان کیا ہے ___ لوگوں نے خالد بن ولید مخزومی کو منتخب کر لیا اللہ نے دشمن کو شکست سے دوچار کیا اور مسلمانوں کو غلبہ نصیب ہوا" (ابن کثیر' سیرت النبی جلد دوم' صفحہ 327)

- "حضرت انس کی مرفوع روایت کا بھی یہی مفہوم ہے کہ بعد ازاں علم کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک ___ خالد ___ نے سنبھال لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی۔ (روایت بخاری) اور حافظ بیہقی کا بھی اس طرف میلان ہے اور اس قول کو راجح قرار دیا ہے"۔ (ابن کثیر' سیرت النبی جلد دوم' صفحہ 328)

- "سب نے خالد بن ولید ﷜ کو منتخب کیا اور انہی پر اتفاق ہو گیا۔ خالد بن ولید جھنڈا لیتے ہی مسلم فوج کو دشمن سے بچا کر ایک طرف اکٹھا کرنے لگے جب وہ سمٹ کر ایک طرف ہو گئے اور انہیں اپنا راستہ پکڑنے کا موقعہ مل گیا تو خالد بن ولید انہیں لے کر واپس ہو گئے" (ابن ہشام' سیرت النبی' جلد دوم' دہلی 1982ء صفحہ 445)

اب ذرا ابن ہشام کے اس بیان پر غور کریں ____ کیا دو لاکھ فوج کے ساتھ لڑتے وقت میدان جنگ سے اس آسانی سے واپس آ جانا ممکن تھا دشمنوں نے تعاقب کیوں نہ کیا؟ اتنی بڑی فوج کے مقابلہ سے چھوٹی فوج الگ ہو کر واپسی کا راستہ لینا چاہے بھی تو بڑی فوج نا صرف اس کا تعاقب کرتی ہے بلکہ اس کے جنگ سے پسپا ہوتے سپاہیوں کے کشتوں کے پشتے لگا دیا کرتی ہے اور بہت سوں کو قیدی بنا لیتی ہے لیکن رومیوں کے ہاتھوں کوئی ایک بھی مسلمان جنگی قیدی نہیں بنا تھا اور شہداء کی تعداد بارہ یا زیادہ سے زیادہ سترہ تھی مالِ غنیمت بھی مسلمانوں کے ہاتھ آیا وہ اپنے شہداء کو موتہ میں دفن کر کے اور اپنا خیمہ و کیمپ کا سارا سامان اونٹوں پر لاد کر ساتھ لے کر واپس آئے تھے اور یہ اسی صورت ممکن تھا جب دشمن اتنا خوفزدہ ہو کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھ سکے۔

ابن اسحاق نے اور اس کی پیروی میں ابن ہشام نے مسلمانوں کے جس فرار کا ذکر کیا ہے وہ فرار اور انتشار وہی تھا جو حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی شہادت اور حضرت خالدؓ بن ولید کے امیر منتخب ہونے کے درمیانی عرصہ میں پیدا ہوا تھا حضرت قطبہ بن عامر کی للکار اور حضرت خالدؓ بن ولید کے انتخاب کے بعد وہ پھر سے جم کر لڑنے لگے تھے اور شام کا اندھیرا پھیلنے تک لڑتے رہے تھے جن مجاہدین پر واپسی پر گرد اڑائی گئی تھی اور جنہیں بھگوڑے ہونے کا طعنہ دیا گیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق بھی اس گروہ سے تھا جس نے اس درمیانی عرصہ میں کمزوری دکھائی تھی پھر رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا صرف یہی مطلب کیوں لیا جاتا ہے کہ موتہ سے آنے والے آئندہ لڑائیوں میں پلٹ کر حملہ کریں گے اس کا مطلب یہ کیوں نہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ انہوں نے کمزوری تو دکھائی تھی مگر پھر پلٹ کر دشمن پھر حملہ کر دیا تھا یعنی یہ "کراری" ہیں جنہوں نے دشمنوں پر پلٹ کر حملہ کر دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے جو روایت بیان کی گئی ہے اس میں انہوں نے جنگ موتہ کا تو نام بھی نہیں لیا وہ کہتے ہیں "میں بھی ایک سریہ میں شامل تھا اور لوگ بھاگ نکلے" منذر نے ابن عمر سے اسی روایت میں اضافہ کیا ہے کہ "ہم نے ارادہ کیا کہ سمندر میں کشتی پر سوار ہوں" مگر موتہ اور مدینہ کے درمیان تو کوئی سمندر نہیں تھا کہ میدان سے بھاگنے والے اس سمندر میں کشتی پر سوار ہو کر فرار ہونا چاہیں۔

ان سارے پہلوؤں کو سامنے رکھا جائے تو اصل صورت حال وہی معلوم ہوتی ہے جو Caussin de Perceval نے بیان کی ہے کہ "بازنطینیوں اور ان کے اتحادیوں کو پیچھے دھکیل دیا گیا تھا اور چونکہ دونوں فوجوں کی تعداد میں فرق بہت زیادہ تھا اس لئے مسلمان مدینہ کی طرف پسپا ہو گئے تھے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے اس جنگ کو ایک نئے باب، نئے دروازے اور باب خیر قرار دیا تھا اور آگے چل کر جنگ موتہ رومیوں اور ان کے حامی عربوں پر غلبہ کے سلسلہ میں نیا باب ہی ثابت ہوئی تھی۔ مجاہدین اسلام نے موتہ کی جنگ میں خیر کا جو باب وا کیا تھا اسے پھر کوئی طاقت بند نہ کر سکی تھی۔

16- ابن سعد، طبقات حصہ اول، صفحہ 425

ابو قحافہ تو مسلمانوں سے قریش کے ساتھ معاہدہ کرنے کو کیوں نہیں کہتا ؟ “

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”اللہ اور اس کا رسولؐ اس معاملے کو بہتر جانتے ہیں“

ابو سفیان نے حضرت عثمانؓ بن عفان سے کہا ”اے فرزند عفان تو مسلمانوں سے امان کا معاہدہ کرنے کی سفارش کیوں نہیں کرتا؟“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”اللہ اور اس کا رسولؐ اس بارے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں“

”اے ابن خطاب تو ہی سفارش کر کے قریش سے اپنے تعلق کا حق ادا کر“ ابو سفیان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”اللہ نے تم سے ہمارا رشتہ ختم اور صلہ رحم قطع کر دیا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے اگر تو اللہ کے رسولؐ کی محفل میں نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔“

ابو سفیان نے حضرت عمر کا جواب سن کر کہا ”اپنی جان کی قسم میں نے تو کبھی تم سے ایسا کلام نہیں سنا تھا اور نہ ہی تم نے کبھی مجھے ایسی دلیری دکھائی تھی اے عمر تو نے ایسی بات کیوں کی؟“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”تیرے اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ لانے اور ان سے عداوت رکھنے کی وجہ سے“

اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا موذن نے اذان کہی رسولؐ اللہ نے وضو کیا اور نماز کی امامت کی ابو سفیان الگ بیٹھا دیکھتا رہا جب رسولؐ اللہ نماز سے فارغ ہو گئے تو ابو سفیان نے کہا ”واللہ مجھے کچھ اندازہ نہیں کہ یہاں سے میں لڑائی لے کر جا رہا ہوں یا صلح کا پیغام“

رسول اللہ نے فرمایا ”انشاء اللہ تمہیں معلوم ہو جائے گا“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سے اٹھ کر ابو سفیان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا ”اے فاطمہ تو عربوں میں اپنی قوم کی سب سے پیاری بیٹی بننا پسند نہیں کرو گی؟“

حضرت فاطمہ نے پوچھا ”وہ کیسے؟“

ابو سفیان نے کہا ”تو قوم کو امان اور پناہ دلا دے“

حضرت فاطمہ نے جواب دیا ”قسم ہے خدائے ذوالجلال کی بقا کی‘ رسولؐ اللہ کے موجود ہوتے ہوئے میں نہ کسی کو پناہ دوں گی اور نہ پناہ دلاؤں گی“

پاس ہی حضرت حسنؓ کھیل رہے تھے ”بیٹی کیا تم اپنے اس فرزند سے نہ کہو گی کہ یہ دونوں فریقوں

اور باطل مٹ گیا

پرانے جھگڑے

مکہ کے نواح میں دو بڑے قبیلے بنو بکر بن عبد مناۃ اور بنو خزاعہ رہتے تھے. ان دونوں نے مل کر بنو جرہم سے بیت اللہ کی مجاوری اور مکہ کی سرداری چھینی تھی بنو جرہم کے اخراج کے بعد بیت اللہ کی مجاوری اور مکہ کی سرداری بنو خزاعہ کے پاس آ گئی تھیں. اس قبیلہ کے ایک سردار اور مکہ کے رئیس حلیل بن حبشیہ بن سلول نے اپنی بیٹی حُبیٰ کی شادی قصی بن کلاب سے کر دی تو قصی نے بیت اللہ کی مجاوری پر قبضہ کر لیا (جس کی تفصیل جلد اول میں دیکھی جا سکتی ہے) اور پھر اپنے قبیلہ کی مدد سے بنو بکر اور بنو خزاعہ دونوں کو مکہ سے نکال دیا قصی نے صحراؤں اور ریگستانوں کے باسی قریش کو مکہ میں آباد کر کے اپنی پوزیشن مضبوط بنا لی اس وقت سے مکہ کے قریش اور بنو بکر میں شدید دشمنی چلی آتی تھی پھر جب بنو بکر نے قریش کے ایک نوجوان کو قتل کر دیا تو قریش نے بدلے میں بنو بکر کے سردار کو قتل کر دیا اس سے پرانی دشمنی میں شدت آ گئی اسی وجہ سے جب مکہ کے قریش بدر کے لئے لشکر جمع کر رہے تھے تو انہیں خوف تھا کہ پیچھے سے بنو بکر مکہ پر حملہ نہ کر دیں لیکن اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی کی وجہ سے بنو بکر کی ذیلی شاخ بنو مدلج کے سردار سراقہ بن جشم نے قریش کو یقین دلایا تھا کہ ان کی عدم موجودگی میں بنو بکر مکہ پر حملہ نہیں کریں گے بنو بکر کی ایک اور شاخ بنو ہذیل کا سردار نوفل بن معاویہ اللہ کے رسولؐ کے خلاف مکہ کے قریش کو ہتھیار اور کرائے کے سپاہی بھی فراہم کیا کرتا تھا اور اسلام کے خلاف اپنے جوش و جذبہ کی وجہ سے مکہ کے قریش کے لیڈروں میں شمار ہونے لگا تھا اور بنو بکر نے اپنی صدیوں کی دشمنی بھول کر مکہ کے قریش کے ساتھ اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اتحاد اور محاذ قائم کر لیا تھا اس کے علاوہ قریش اور بنو بکر کے درمیان نسلی رشتہ بھی تھا وہ دونوں کنانہ میں جا کر مل جاتے تھے.

بنو خزاعہ سے مکہ کے سارے قریش کا کوئی رشتہ نہیں تھا وہ صرف قصی کی آل کے ننہالی رشتہ دار تھے جن میں قصی کے بیٹوں عبد مناف' مغیرہ' عبدالدار اور عبدالعزیٰ کی اولاد شامل تھی رسولؐ اللہ کے دادا ہاشم کی دادی بنو خزاعہ کی بیٹی تھی ہاشم کی وفات کے بعد اس کے بھائی نوفل نے اس کی حویلی پر قبضہ کر لیا تو ہاشم کے یتیم عبدالمطلب کا ماموں ابو سعد مدینہ سے [illegible] آدمیوں کا لشکر لے کر مکہ آیا تھا اور اپنے بھانجے کو اس کی حویلی کا قبضہ دلا دیا تھا تب بنو خزاعہ نے بنو ہاشم کے ساتھ اتحاد کا معاہدہ کر لیا تھا اور کہا تھا کہ عبدالمطلب ہمارا بھی بیٹا ہے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے ساتھ اسی معاہدے کی وجہ سے عبد مناف کے دو بیٹے عبدالشمس اور نوفل بھی بنو خزاعہ کے خلاف ہو گئے تھے ننہالی رشتہ اور اس معاہدے کی وجہ سے بنو خزاعہ ہاشم اور بنو عبدالمطلب کی آل سے قریب تھے۔

وقت گزرنے کے ساتھ بنو بکر اور بنو خزاعہ میں بھی دشمنیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ بنو خزاعہ نے بنو بکر کے ایک حلیف کو قتل کر دیا تھا جس کے بدلے میں بنو بکر نے خزاعہ کا ایک آدمی قتل کر دیا تو جواب میں خزاعہ نے بنو بکر کے سردار اسود کے دو بیٹے قتل کر دیئے تھے اسود بڑا نامی سردار تھا اس کے خاندان کی دیت باقی لوگوں سے دوگنی ہوتی تھی بنو بکر اور بنو خزاعہ میں یہ جھگڑا جاری تھا کہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو دینِ حنیف کی تکمیل کا مشن سونپ دیا اور لوگ پرانے جھگڑے ایک طرف رکھ کر اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف سرگرم ہو گئے تھے۔

نئے اتحاد

حدیبیہ کے معاہدے کی رو سے بدو قبائل کو جب آزادی مل گئی کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ اور مکہ کے قریش میں سے جس کے ساتھ چاہیں اتحاد قائم کر لیں تو بنو خزاعہ نے اللہ کے رسول ﷺ اور ریاست مدینہ کے ساتھ اتحاد کا اعلان کر دیا تھا بنو بکر تو پہلے ہی قریش مکہ کے ساتھ تھے انہوں نے بھی قریش مکہ کے حلیف ہونے کا اعلان کر دیا اس طرح مکہ کے نواح میں آباد بدو قبائل دو حصوں میں بٹ گئے ایک قریش کے حلیف اور دوسرے ریاست مدینہ کے حلیف بنو بکر اور بنو خزاعہ کی آگے بہت سی شاخیں تھیں۔ اپنی بڑی شاخ کے حوالے سے وہ بھی دو فریقوں میں بٹ گئیں۔ بنو بکر کی شاخیں قریش مکہ کے ساتھ مل گئیں اور بنو خزاعہ کی شاخیں ریاست مدینہ کی حلیف بن گئیں۔

مکہ کے قریش کو بنو خزاعہ کا یہ معاہدہ بہت ناگوار گزرا ایک وقت وہ تھا کہ جزیرہ نمائے عرب

کے صحراؤں اور ریگستانوں میں پھیلے دور دراز کے عرب بھی ان کی ناراضگی کے خوف سے ریاست مدینہ کے ساتھ معاہدہ کرتے ہوئے ڈرتے تھے اور اب ان کی اپنی ریاست مکہ کی حدود کے اندر بسنے والے بنو خزاعہ نے ریاست مدینہ سے معاہدہ کر لیا تھا اور جنگ اور امن میں اس کے ساتھی بن گئے تھے مکہ کے قریش کے بہت بڑے حصہ کو تو حدیبیہ کا معاہدہ ہی پسند نہیں تھا. انہیں حالات کے جبر کے تحت یہ معاہدہ کرنا پڑا تھا اس معاہدے کے بعد سے ریاست مدینہ کے اثر و رسوخ میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا تھا. جزیرہ نمائے عرب کی بہت بڑی سیاسی اور اقتصادی قوت یہودی نابود ہو گئے تھے اور ان کے شہر اور بستیاں ریاست مدینہ کا حصہ بن گئے تھے ■ یہودی جو سارے عربوں کو اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف متحد کیا کرتے تھے اب ریاست مدینہ کے پر امن شہری بنے رہنے کا وعدہ کر کے مسلمانوں کے مزارع کی زندگی گزار رہے تھے. جزیرہ نمائے عرب کی سرحدوں کے اندر رہنے والے قبائل ریاست مدینہ کی قوت سے خوفزدہ رہتے تھے اس سے دوستی اور امن کے معاہدے کر رہے تھے شام کی سرحد کے ساتھ آباد عرب قبائل رومیوں کے اتحادی اور ساتھی ہوتے ہوئے بھی ریاست مدینہ سے خوفزدہ تھے اور اس کے مقابلے میں آنے کی جرآت نہیں کر سکتے تھے. اللہ کے رسول ﷺ نے حاکموں اور شہنشاہوں کو اسلام کی طرف بلانا شروع کر دیا تھا اور ہر جگہ آپؐ کی تبلیغ اور قوت کے اثرات محسوس کئے جا رہے تھے. قریش مکہ اپنے ماضی اور حال پر غور کرتے تو انہیں مایوسی اور پریشانی کے دورے پڑنا شروع ہو جاتے تھے.

بنو خزاعہ پر ظلم

مایوسی اور پریشانی کے کسی ایسے ہی لمحہ میں قریش کے بعض سرداروں نے بنو خزاعہ کو سبق سکھانے کا فیصلہ کر لیا لیکن مشکل یہ تھی کہ اگر وہ خود بنو خزاعہ پر حملہ کرتے ہیں تو حدیبیہ کے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو گی انہوں نے خزاعہ اور بنو بکر کی پرانی دشمنی کو پھر سے زندہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور بنو بکر کو اکسایا(1) بنو بکر نے بنو خزاعہ سے پرانا حساب چکانے کے لئے اس موقعہ کو غنیمت جانا نوفل بن معاویہ نے قریش کے سرداروں سے بات چیت کی قریش نے وعدہ کیا کہ ■ بنو خزاعہ پر حملہ میں ان کی ہتھیاروں' گھوڑوں اور آدمیوں کے ساتھ مدد کریں گے(2) مکہ کے قریب ہی "وتیر" کے چشمہ پر بنو خزاعہ کی شاخ بنو کعب کے کچھ لوگ آباد تھے. قریش کے سرداروں اور نوفل نے مل کر رات کے اندھیرے میں ان پر حملہ کرنے کا منصوبہ تیار کیا اور اس کی تفصیلات پر اتفاق کر لیا. اس منصوبہ کے مطابق مکہ کے قریش میں سے صفوان بن امیہ حویطب بن عبدالعزیٰ

اور مکرز بن حفص بذات بنو خود خزاعہ پر حملہ کرنے والوں میں شامل تھے(3) بنو کعب کے لوگ بے فکر سو رہے تھے اچانک حملہ ہوا تو عورتیں بچے اور بوڑھے حرم کی طرف بھاگے حرم کی حدود ان کے مقام کے قریب سے ہی شروع ہو جاتی تھیں اور ان حدود کے اندر لڑائی اور قتل و غارت سے مشرک پرہیز کیا کرتے تھے۔ حدود حرم میں پہنچ کر تعاقب کرنے والے بنو بکر کے کچھ لوگوں نے چلا کر کہا "ہم حدود حرم میں داخل ہو گئے ہیں اے نوفل الہ! الہ!"

نوفل بن معاویہ نے انہیں ڈانٹا "آج کے دن کوئی الہ! نہیں اپنا انتقام پورا کر لو تم حرم سے مال چوری کرتے وقت تو ڈرتے نہیں بدلہ لیتے ہوئے کیوں ڈرتے ہو؟"

بنو خزاعہ کے لوگ جانیں بچانے کے لئے بھاگتے رہے اور بنو بکر اور قریش والے ان کا تعاقب کرتے رہے مکہ میں بنو خزاعہ کے بدیل بن ورقا اور ان کے آزاد کردہ غلام رافع کے گھر تھے بنو خزاعہ کے لوگوں نے ان کے گھروں میں پناہ لی تو ابھی رات کا اندھیرا تھا حملہ آوروں کا ساتھ دینے والے قریش کے سردار اور غلام یہ کہتے ہوئے اپنے گھروں کو چلے گئے "محمدؐ کو کچھ علم نہیں اندھیرے میں کسی نے نہیں دیکھا"

بنو بکر اور قریش نے بنو خزاعہ کے بیس افراد ہلاک کئے(4) ان کا اپنا کوئی ایک بھی آدمی مارا نہیں گیا تھا بنو خزاعہ کو تو ہتھیار اٹھانے کا موقعہ ہی نہیں مل سکا تھا۔

بنو بکر کی شاخ بنو دیل کے شاعر اخزر بن لُعط نے اپنے قبیلے کی اس بہادری اور بنو خزاعہ کے فرار کے بارے میں کہا۔

"قریش کے دور دراز رہنے والے حلیفو!
کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے
بنو کعب کو ٹوٹے ہوئے تیروں سے
مار بھگایا
ہم نے انہیں غلام رافع کے گھر میں
محبوس کر دیا
اور انہیں بدیل کے گھر میں بند رکھا
جو ان کی کچھ بھی مدد نہ کر سکا
انہیں ایسے ذلیل آدمی کے گھر میں قید کر دیا
جو ذلت اور ظلم بڑی خوش دلی سے قبول کرتا ہے

اور ہم نے تلواروں سے اپنے دل کی پیاس بجھالی تھی
پھر ہم نے انہیں کئی دن وہاں بند رکھا
ہم ہر گھاٹی سے ان پر ٹوٹ پڑے تھے
اور انہیں نیزوں سے چھلنی کر دیا تھا
ہم نے انہیں بھیڑ بکریوں کی مانند ذبح کیا
ان کے جسموں میں اپنے دانت پیوست کرنے کو
ہم شیروں کی مانند ان کا تعاقب کرتے رہے
انہوں نے ہم پر ظلم کیا اور دشمنی کی
اور حرم کے مقدس پتھروں کے قریب
خون بہانے میں پہل کی تھی
وادی کے موڑ پر جب انہوں نے (حملہ آوروں نے) تعاقب کیا تھا
تو وہ ایسے بھاگ رہے تھے کہ شترمرغ کے بچے ہوں"

رسول اللہ ﷺ سے فریاد

رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے صحابہ کرام بھی موجود تھے کہ بنو خزاعہ کی شاخ بنو کعب کا عمرو بن سالم آپؐ کی خدمت میں پیش ہوا اس کے ساتھ بنو کعب کا ایک اور آدمی بھی تھا وہ رسول اللہ ﷺ کو قریش مکہ اور بنو بکر کے ظلم اور زیادتیوں کے بارے میں بتانے آئے تھے عمرو بن سالم نے اللہ کے رسول ﷺ کے حضور یہ نظم پڑھی۔

"یارب!
میں محمد (ﷺ) کو وہ معاہدہ یاد دلاتا ہوں
جو ہمارے والد اور آپؐ کے والد نے بہت پہلے کیا تھا
اس وقت تم اولاد تھے اور ہم تمہارے باپ
پھر ہم نے صلح کرلی اور کبھی اس سے انحراف نہیں کیا
قریش نے آپؐ سے کئے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے
اور آپؐ سے کیا پختہ عہد توڑ دیا ہے
انہوں نے خیال کیا کہ میں کسی کو مدد کیلئے نہ پکاروں گا

وہ ذلیل اور قلیل ہیں
انہوں نے وتیر کے قریب ہمارے گھروں پر شب خون مارا
اور ہمیں رکوع و سجود کی حالت میں قتل کیا
وہ کداء کی گھاٹی میں مجھ پر گھات لگائے بیٹھے تھے
یا رسولؐ اللہ بھرپور قوت سے ہماری مدد کریں
اور اللہ کے بندوں کو ہماری فوری مدد کے لئے آواز دیں
ان میں اللہ کے رسولؐ بھی شامل ہوں جو بے مثل ہیں
جب ان سے زیادتی کی جاتی ہے تو غصہ سے
ان کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے
ان کے ساتھ ایسا عظیم لشکر ہوتا ہے
جو سمندر کی طوفانی لہروں کی مانند ہوتا ہے"

رسول اللہ ﷺ عمرو بن سالم کی پکار سنتے رہے وہ اپنی بات ختم کر چکا تو آپؐ نے فرمایا "اے سالم کے بیٹے تمہاری مدد کی جائے گی"

آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا سامنے آیا تو آپؐ نے فرمایا "یہ بادل بنو کعب کی نصرت کی بارش برسائے گا"

قریش نے معاہدہ توڑ دیا

عمرو بن سالم کے بعد بدیل بن ورقاء ایک وفد کے ساتھ رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بنو خزاعہ پر بنو بکر اور قریش کے مظالم کے تفصیلات بیان کیں اور بتایا کہ بنو بکر کی شاخ بنو نفاشہ کے رئیس نوفل بن معاویہ نے حملہ کرنے والوں کی قیادت کی تھی رسولؐ اللہ نے قریش مکہ کے پاس اپنا سفیر بھیجا اور انہیں تین باتوں میں سے کوئی ایک مان لینے کا اختیار دیا۔

الف: بنو خزاعہ کے مقتولوں کی دیت ادا کرو۔

ب: بنو نفاشہ سے الگ ہو جاؤ اور ان کے ساتھ معاہدہ ختم کر دو۔

ج: حدیبیہ کے معاہدہ کو ختم کرنے کا اعلان کر دو۔

رسول اللہ ﷺ کا قاصد حرم کعبہ کے دروازے پر اپنے اونٹ سے اترا تو قریش کے سردار حرم میں محفلیں جمائے بیٹھے تھے حضرت ضمرہ ؓ نے رسولؐ اللہ کی شرائط انہیں پیش کر دیں۔

قریش کے سرداروں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا تو قرظہ بن عبد عمرو نے کہا "دیت ادا کرنے سے ہمارے پاس کچھ بھی باقی نہ رہے گا نفاثہ سے معاہدہ بھی ختم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ سب سے زیادہ حرم کی تعظیم کرنے والے ہیں اس لئے ہمیں تیسری صورت منظور ہے(5) قریش کے اس جواب سے معاہدہ حدیبیہ ختم ہو گیا۔

جب قریش کو ہوش آیا

رسول اللہ ﷺ کے پیامبر کے واپس چلے جانے کے بعد قریش مکہ کو احساس ہوا کہ معاہدہ ختم کرنا ان کے مفاد میں نہیں ہو گا اس کا فوری نتیجہ یہ ہو گا کہ شام کی طرف ان کی تجارت کا راستہ بالکل ہی بند ہو جائے گا اللہ کے رسول ﷺ کی تدبیر سے اس راستہ پر ریاست مدینہ کا مکمل کنٹرول ہو گیا تھا۔ راستہ کے ساتھ ساتھ آباد قبائل نے ریاست مدینہ سے تعاون یا غیر جانبداری کے معاہدے کر لئے تھے اور شام کے اندر بُصریٰ تک کے قبائل پر ریاست مدینہ کی گرفت مضبوط ہو چکی تھی جزیرہ نمائے عرب کے بہت سے وہ قبائل جو قریش مکہ کے اتحادی ہوتے تھے ریاست مدینہ سے خوفزدہ رہنے لگے تھے اور یہودیوں کی قوت ختم ہو چکی تھی ان عوامل کا تجزیہ کرنے کے بعد قریش کے سرداروں کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا۔ حارث بن ہشام چند دیگر سرداروں کو ساتھ لے کر صفوان بن امیہ اور ان کے دیگر ساتھیوں کے پاس گیا جنہوں نے بنو خزاعہ پر حملہ میں بنو بکر کے ساتھ دیا تھا اور انہیں حالات کا ذمہ دار ٹھہرایا(6) پھر وہ سب مل کر ابو سفیان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اس معاملے کو سنبھالنے کے لئے کچھ کرنا چاہیے۔ سب نے طے کیا کہ ابو سفیان فوری طور پر خود مدینہ جائے اور اللہ کے رسول ﷺ کو قریش کی طرف سے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کے فیصلے سے آگاہ کرے بلکہ یہ بھی بتائے کہ قریش اس معاہدہ کی تجدید کے علاوہ اسے مؤثر اور مضبوط بھی بنانا چاہتے ہیں اور اس کی مدت میں بھی اضافہ کرنے کے حق میں ہیں قریش کے سرداروں کے فیصلہ کے بعد ابو سفیان نے ایک غلام ساتھ لیا اور تیزی سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

ابو سفیان مدینہ میں

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا تھا "میرا اندازہ ہے کہ ابو سفیان خود تمہارے پاس آئے گا اور معاہدہ کی تجدید کی درخواست کرے گا"

ابو سفیان نے مدینہ میں حضرت علی ؑ کے ہاں رات بسر کی(7) اگلی صبح وہ اپنی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا وہ پندرہ سولہ سال کے بعد بیٹی سے مل رہا تھا. بیٹی نے باپ کا استقبال کیا ایک چارپائی پر بستر بچھا ہوا تھا ابو سفیان اس چارپائی پر بیٹھنے لگا تو ام المومنین حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے جلدی سے بستر لپیٹ دیا۔

ابو سفیان نے کہا "پیاری بیٹی! تو اس بستر کو میرے شایان شان نہیں سمجھتی یا مجھے اس بستر پر بیٹھنے کے قابل نہیں سمجھا"

حضرت ام حبیبہؓ نے جواب دیا "یہ اللہ کے رسولؐ کا بستر ہے اور آپ مشرک ہیں میں نہیں چاہتی کہ ایک ناپاک مشرک اس بستر پر بیٹھے"

ابو سفیان نے پریشانی میں کہا "واللہ ہمارے پاس سے چلے آنے کے بعد تو تیرے اندر شر پیدا ہو گیا ہے"

ام المومنینؓ کے گھر سے وہ سیدھا اللہ کے رسول ﷺ کے پاس گیا رسولؐ اللہ صحابہ کی محفل میں تشریف فرما تھے ابو سفیان نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو صحابہ نے روک دیا. ابو سفیان نے کہا "تم کیوں میرے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان حائل ہو رہے ہو؟ وہ تو میرا برادر زادہ ہے"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اسے آنے دو"

صحابہ درمیان سے ہٹ گئے. ابو سفیان رسولؐ اللہ ﷺ کے قریب بیٹھ گیا اور کہا "اے محمد (ﷺ) میں آپؐ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ ہمارے اور آپؐ کے درمیان جو معاہدہ تھا اس کی تجدید کا حلف اٹھاؤں"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کیوں؟ تمہاری طرف سے کوئی نیا حادثہ تو رونما نہیں ہو گیا؟"

ابو سفیان نے جواب دیا "لات و عزیٰ کی قسم نہیں ہم نے کوئی نئی بات نہیں کی"

رسول اللہ ﷺ خاموش رہے.

ابو سفیان نے کہا "مجھے خدشہ ہے کہ ہمارے اور آپؐ کے حلیفوں کے درمیان جو کچھ ہوا ہے آپؐ اس کا بدلہ لیں گے"

رسول اللہ نے تبسم فرمایا اور کوئی جواب نہ دیا.

ابو سفیان کو اندازہ ہو گیا کہ معاہدے کی تجدید نہ کرنے کا مطلب کیا ہے.

حضرت ابو بکرؓ صدیق بھی اللہ کے رسول ﷺ کی محفل میں موجود تھے ابو سفیان نے کہا "اے ابو

قحافہ تو مسلمانوں سے قریش کے ساتھ معاہدہ کرنے کو کیوں نہیں کہتا؟؟"
حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جواب دیا "اللہ اور اس کا رسولؐ اس معاملے کو بہتر جانتے ہیں"
ابو سفیان نے حضرت عثمانؓ بن عفان سے کہا "اے فرزند عفان تو مسلمانوں سے امان کا معاہدہ کرنے کی سفارش کیوں نہیں کرتا؟؟"
حضرت عثمان ؓ نے جواب دیا "اللہ اور اس کا رسولؐ اس بارے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں"
"اے ابن خطاب تو ہی سفارش کر کے قریش سے اپنے تعلق کا حق ادا کر" ابو سفیان نے حضرت عمر فاروق ؓ سے کہا۔
حضرت عمر فاروق ؓ نے جواب دیا "اللہ نے تم سے ہمارا رشتہ ختم اور صلہ رحم قطع کر دیا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے اگر تو اللہ کے رسولؐ کی محفل میں نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔"
ابو سفیان نے حضرت عمر کا جواب سن کر کہا "اپنی جان کی قسم میں نے تو کبھی تم سے ایسا کلام نہیں سنا تھا اور نہ ہی تم نے کبھی مجھے ایسی دلیری دکھائی تھی اے عمر تو نے ایسی بات کیوں کی؟؟"
حضرت عمر ؓ نے جواب دیا "تیرے اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ لانے اور ان سے عداوت رکھنے کی وجہ سے"

اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا موذن نے اذان کہی رسولؐ اللہ نے وضو کیا اور نماز کی امامت کی ابو سفیان الگ بیٹھا دیکھتا رہا جب رسولؐ اللہ نماز سے فارغ ہو گئے تو ابو سفیان نے کہا "واللہ مجھے کچھ اندازہ نہیں کہ یہاں سے میں لڑائی لے کر جا رہا ہوں یا صلح کا پیغام"
رسول اللہ نے فرمایا "انشاء اللہ تمہیں معلوم ہو جائے گا"
رسول اللہ ﷺ کی محفل سے اٹھ کر ابو سفیان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے "اے فاطمہ تو عربوں میں اپنی قوم کی سب سے پیاری بیٹی بننا پسند نہیں کرو گی؟؟"
حضرت فاطمہ نے پوچھا "وہ کیسے؟"
ابو سفیان نے کہا "تو قوم کو امان اور پناہ دلا دے"
حضرت فاطمہ نے جواب دیا "قسم ہے خدائے ذوالجلال کی بقا کی، رسولؐ اللہ کے موجود ہوتے ہوئے میں نہ کسی کو پناہ دوں گی اور نہ پناہ دلاؤں گی"
پاس ہی حضرت حسنؓ کھیل رہے تھے "بیٹی کیا تم اپنے اس فرزند سے نہ کہو گی کہ یہ دونوں فریقوں

میں معاملہ طے کرا دے اور ہمیشہ کے لئے عربوں کا بڑا سردار کہلائے" ابو سفیان نے حضرت حسن کی طرف دیکھ کر پوچھا۔
حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا "خدا کی قسم وہ تو ابھی بچہ ہے وہ اس قابل نہیں کہ لوگوں میں بیچ بچاؤ کرا سکے"
ابو سفیان نے کہا "واللہ میں تم سب کو یک زبان اور یک دل پاتا ہوں میں نے تمہارے رئیسوں سے بات کی بچوں اور خواتین سے کہا مگر سب نے مجھے ایک ہی جواب دیا"

ابو سفیان کا معاملہ بگڑ گیا

ابو سفیان کے لئے یہ امر بہت پریشان کن تھا کہ پورے مدینہ منورہ میں کوئی ایک شخص بھی اللہ کے رسول ﷺ سے اس کی سفارش کرنے پر تیار نہیں سب ایک ہی جواب دیتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں کہ کیا کرنا ہے اور وہ جو فیصلہ کریں گے ہم سب اس کی پابندی کریں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ ابو سفیان خزرج کے سردار حضرت سعدؓ بن عبادہ کے پاس بھی درخواست لے کر گیا تھا اور اس نے بھی وہی جواب دیا تھا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔
ابو سفیان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا "میں دیکھتا ہوں کہ میرا معاملہ بگڑ گیا ہے تجھ سے میرا سب سے گہرا تعلق ہے آپ میرے قریبی رشتہ دار ہیں آپ رسولؐ اللہ سے سفارش کر دیں ایسا نہ ہو میں جیسے آیا ہوں ویسے ہی ناکام لوٹ جاؤں"
حضرت علیؓ نے جواب دیا "واللہ میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جو تیرے لئے مفید ہو تم بنی کنانہ کے رئیس ہو لوگوں کے مجمع میں پناہ اور امان کا اعلان کر کے واپس چلے جاؤ"
ابو سفیان مسجد نبوی میں گیا اور حضرت علیؓ کے مشورہ کے مطابق بلند آواز میں کہا "اے محمد (ﷺ) میں نے لوگوں کے درمیان پناہ کا اعلان کر دیا ہے میرا خیال ہے کہ میری امان کی تردید اور خلاف ورزی نہیں کی جائے گی"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ابو حنظلہ تو نے جو کچھ کہا اپنی مرضی سے کہا"
ابو سفیان اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور واپس چلا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا

ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

کے گھر گئے تو دیکھا کہ ■ رسول اللہ ﷺ کے سفر کا سامان تیار کر رہی ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے پوچھا "کیا اللہ کے رسولؐ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ آپؐ کے سفر کے لئے سامان تیار کیا جائے؟"
حضرت عائشہؓ صدیقہ نے جواب دیا "جی ابا جی آپ بھی سفر کی تیاری کریں"
حضرت ابوبکرؓ صدیق نے پوچھا "تمہارے خیال میں اللہ کے رسولؐ کا کس طرف کو سفر کا ارادہ ہے؟"
حضرت صدیقہؓ نے جواب دیا "اللہ کی قسم مجھے کچھ علم نہیں"
پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو مکہ کی طرف سفر کی تیاری کا حکم دے دیا اور اعلان ہوتے ہی ریاست مدینہ کی حدود کے اندر رہنے والے مسلمان سفر اور لشکر کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ رسولؐ اللہ نے دعا کی "یا الٰہی ہماری خبر قریش کی آنکھ اور کان تک نہ پہنچے یہاں تک کہ ہم اچانک انہیں جالیں"

لڑائی کا مرحلہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بنو خزاعہ پر ظلم اور زیادتی اور قریش کے ظالموں کی مدد کرنے کے بارے میں نظم لکھی اور مسلمانوں کو بنو خزاعہ کی مصیبت کا بدلہ لینے پر ابھارنے لگے۔

"مجھے اس سے بہت دکھ ہوا ہے
اگرچہ میں نے بطحاء میں
بنو کعب کے سر کٹے لاشے بکھرے ہوئے نہیں دیکھے
جنہیں چھپی ہوئی تلواروں والے لوگوں نے قتل کیا تھا
اور ■ بے گور و کفن پڑے تھے
اے کاش مجھے کوئی بتا سکے
کہ سہیل بن عمرو کے خلاف
میرے اشعار کی مدد کارگر ہوئی یا نہیں
اور اس بوڑھے اونٹ صفوان بن امیہ
کو اس سے زخم پہنچا ہے یا نہیں
وہ جو اپنے چوتڑوں کے باریک بالوں کی آواز سے روتا ہے
لڑائی کا مرحلہ آن پہنچا ہے

اور اس کا پالان کسا جا چکا ہے
اے ام مجالد کے بیٹے (عکرمہ)
جب لڑائی کے تھنوں سے خالص دودھ نکلے گا
اور اس کے دانت چباتے چباتے ٹیڑھے ہو جائیں گے
تو ہم سے بچ نہیں سکے گا
اب ہماری تلواروں سے گھبرا کر کہاں بھاگو گے؟
اب یہ تمہارے لئے موت کا در کھول کر رہیں گی"

حضرت حاطبؓ کا خط

ایک روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ بن اسود کو طلب فرمایا اور حکم دیا "فوراً" روانہ ہو جاؤ روضہ خاخ کے مقام پر تمہیں ایک اونٹ سوار عورت ملے گی وہ ایک خط لے کر جا رہی ہے اس سے یہ خط لے کر آنا۔" وہ تینوں تیز رفتار سواریوں پر روانہ ہو گئے اور اس عورت کو جا لیا اس کے سامان کی تلاشی لی مگر کوئی خط نہ ملا۔ حضرت علیؓ نے کہا "اللہ کی قسم رسولؐ اللہ نے جو کچھ فرمایا سچ ہے وہ خط تمہارے پاس موجود ہے اگر تم نے خط ہمارے حوالے نہ کیا تو ہم تمہاری جسمانی تلاشی لیں گے اور خط برآمد کر لیں گے۔"

اس عورت نے جان کی سلامتی کا وعدہ لیا اور اپنے بالوں کی مینڈھیوں میں چھپایا خط نکال کر دے دیا۔ وہ عورت مکہ کی طرف چلی گئی اور حضرت علیؓ زبیرؓ اور مقدادؓ نے خط لا کر اللہ کے رسول ﷺ کو پیش کر دیا۔ خط میں لکھا تھا۔

- "اللہ کے رسولؐ نے تمہارے لئے لشکر تیار کیا ہے وہ شب اور سیلاب کی مانند رواں ہے خدا کی قسم رسولؐ اللہ اکیلے بھی تم پر چڑھائی کرتے تو اللہ اپنے رسولؐ کی مدد کرتا اور اپنا وعدہ پورا کرتا بے شک اللہ تعالیٰ ہی اپنے نبی کا دوست اور مددگار ہے"

وہ عورت مکہ میں مقیم بنو ہاشم کی کنیز تھی اس کا نام اُمِّ سارہ تھا وہ مکہ سے مدینہ آئی اور اللہ کے رسول ﷺ سے اپنی تنگ دستی کا ذکر کیا تو آپؐ نے اس کی مدد کی تھی(8) واپس جانے لگی تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کے نام وہ خط دیا تھا اور ہدایت کی تھی کہ وہ اسے چھپا کر لے جائے رسولؐ اللہ نے مدینہ کے راستوں پر نگران مقرر فرما دیئے تھے اور وہ انجانے راستوں سے شہر سے نکل گئی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حاطبؓ کو بلا کر پوچھا "تم نے قریش کو خط کیوں ارسال کیا؟"
حضرت حاطبؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ خدا کی قسم اللہ اور اس کے رسولؐ پر میرا ایمان کامل ہے نہ میں خود تبدیل ہوا ہوں نہ ہی میں نے اپنا دین تبدیل کیا ہے آپؐ جانتے ہیں کہ میں قریش سے نہیں مکہ کے قریش میں میرا کوئی رشتہ دار بھی نہیں میرے اہل و عیال مکہ میں ہیں یہ خط لکھ کر میں ان پر احسان کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ میرے اہل و عیال کا خیال رکھیں"
رسول اللہ نے فرمایا "تم نے سچ کہا"
حضرت عمر فاروق ؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ یہ منافق ہے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں"
رسول اللہ نے فرمایا "اے عمر حاطب بدری ہے اور بدر کی لڑائی میں شامل ہونے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے"

اللہ والوں کا لشکر

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی نواحی بستیوں اور ریگستانوں اور صحراؤں میں رہنے والے مسلمانوں کو پیغام بھیجا "جو لوگ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ رمضان میں مدینہ میں حاضر ہو جائیں"
رسول اللہ ﷺ کا پیغام ملتے ہی مسلمان جہاں کہیں بھی تھے مدینہ کی طرف چل پڑے جب مدینہ میں لشکر اسلام جمع ہو رہا تھا تو اللہ کے رسولؐ نے حضرت ابو قتادہؓ بن ربعی کی قیادت میں بطن اضم کی طرف ایک دستہ روانہ فرمایا اس دستہ میں آٹھ صحابہ شامل تھے رسول اللہ ﷺ لشکر اسلام کی منزل کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے آپؐ نے یہ دستہ اضم کی طرف اس لئے بھیجا کہ لوگ سمجھیں آپؐ کا اس طرف جانے کا ارادہ ہے اور یہ خبر پھیل جائے۔ آپؐ جب بھی کسی طرف بڑا لشکر لے کر جاتے تھے تو حالات معلوم کرنے کے لئے ایک دستہ پہلے سے اس طرف روانہ فرما دیا کرتے تھے۔
رسول اللہ ﷺ 2 رمضان 8 ہجری کو مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے(9) آپؐ کے ساتھ بہت سے قبائل کے دستے تھے مہاجرین اور انصار میں سے تو ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہ گیا تھا. بیرونی قبائل میں سے اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ" سلیم اور اشجع کے اکثر دستے بھی مدینہ میں ہی اسلامی لشکر میں آ کر شامل ہو گئے تھے جو نہیں آ سکے تھے وہ راستہ میں لشکر اسلام میں آن کر شامل

ہوتے رہے۔ رسول اللہ کے لشکر کی تعداد دس ہزار اور عروۃؓ بن زبیر کے مطابق 12 ہزار تھی۔ اکثریت نے دس ہزار کو ترجیح دی ہے۔ مدینہ میں آپؐ نے حضرت ابو رہم غفاریؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا(10) آپؐ عصر کی نماز کے بعد مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ 11 کلومیٹر چل کر صلصل کے مقام پر آپؐ نے پہلا پڑاؤ کیا اور جو لوگ دیر سے چلے تھے وہیں آپؐ کے ساتھ آکر شامل ہو گئے اسی مقام پر آپؐ نے لشکر ترتیب دیا اور حضرت زبیرؓ کو دو صد مجاہدین کے ساتھ (Advance Guard) پیشگی دستہ کے طور پر آگے بھیج دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا لشکر مکہ کی طرف رواں تھا۔ عرج اور طلوب کے درمیان ایک جگہ آپؐ نے دیکھا کہ ایک کتیا اپنے چھوٹے پلوں کے ساتھ بیٹھی ہے بہت چھوٹے بچے اپنی ماں سے چمٹے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے حضرت جمیلؓ بن سراقہ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ ان ماں بچوں کے پاس کھڑے رہو تاکہ لشکر اسلام کے سواری اور بار برداری کے جانور یا صحابی غلطی سے ان کو روند نہ ڈالیں یا Disturb نہ کریں جب تک سارا لشکر وہاں سے گزر نہ گیا حضرت جمیلؓ بن سراقہ وہاں کھڑے ڈیوٹی دیتے رہے۔

تھوڑا آگے چلے تو صحابہ نے ایک جاسوس پکڑ کر رسولؐ اللہ کے حضور پیش کیا اسے بنو ہوازن نے اس طرف کی خبریں معلوم کرنے بھیجا تھا اس نے بتایا کہ بنو ہوازن کو حملہ کا خدشہ ہے اور وہ لڑائی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جاسوس حضرت خالدؓ بن ولید کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ اس کی نگرانی کرو تاکہ یہ واپس جا کر بنو ہوازن کو ہمارے ارادے سے آگاہ نہ کر دے۔ قدید میں رسول اللہ ﷺ نے قبائلی لشکروں میں جھنڈے تقسیم کئے بنو سلیم اور بنو بکر کو ایک ایک پرچم عطا کیا۔ بنو اسلم کو دو پرچم اور بنو غفار کو دو جھنڈے دیئے بنو کعب کو ایک جھنڈا مزینہ کو تین جھنڈے جہینہ کو چار جھنڈے اور بنو اشجع کو دو جھنڈے دیئے گئے۔ سب قبائل اپنے اپنے کماندار اور اپنے جھنڈوں کے ساتھ لشکر اسلام کے ساتھ چلنے لگے بنو مزینہ کے لشکر میں ایک ہزار مجاہد شامل تھے۔ بنو سلیم کا دستہ ایک روایت کے مطابق سات سو اور دوسری روایت کے مطابق گیارہ سو مجاہدین پر مشتمل تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے لشکر میں ایک بھی غیر مسلم نہیں تھا انصار اور مہاجرین کا تو ایک بھی فرد پیچھے نہیں رہ گیا تھا بدو قبائل سے تعلق رکھنے والے مسلمان بھی بڑی تعداد میں اس لشکر میں شامل تھے۔

آخری ہجرت

جحفہ کے مقام پر آپؐ کے چچا حضرت عباس ؓ مل گئے وہ اپنے بال بچوں اور ساز و سامان

کے ساتھ مدینہ کے سفر پر تھے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "عم محترم آپ کی ہجرت آخری ہجرت ہے جس طرح میری نبوت آخری نبوت ہے" حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا دعویٰ اسلام تو بہت پرانا تھا اب ■ اپنے ایمان اور اسلام کا اعلان کر کے مکہ چھوڑ آئے تھے انہوں نے اپنا سامان اور اہل و عیال مدینہ بھیج دیئے اور خود رسولؐ اللہ کے لشکر کے ساتھ ہو لئے۔

روزہ اور سفر

شمسی حساب سے ■ ہجری میں رمضان کا مہینہ دسمبر کے آخری عشرہ میں شروع ہوا تھا گرمی تو نہیں تھی لیکن مسلسل سفر اور پھر پیدل سفر کی وجہ سے روزہ دار مجاہدین تکلیف محسوس کرنے لگے تھے۔ عسفان اور قدید کے درمیان کدید کے مقام پر آپؐ نے عصر کی نماز ادا کی پھر اپنی ناکہ پر سوار ہو گئے پانی کا پیالہ منگوایا اسے اپنے سامنے کجاوے پر رکھا تاکہ سب صحابہ دیکھ لیں اور پھر سب کے سامنے غروب آفتاب سے پہلے ہی آپؐ نے پانی پی کر عملی مثال سے ظاہر کر دیا کہ سفر میں روزہ ضروری نہیں اس کے بعد سے اس سفر میں آپؐ نے روزہ نہیں رکھا۔

مجرم بھائی

ابو سفیانؓ کی مدینہ سے واپسی پر ہی مکہ والوں کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اللہ کے رسولؐ بنو کعب پر ظلم کا بدلہ ضرور لیں گے وہ ایک دوسرے کو الزام بھی دینے لگے تھے۔ ابو سفیان کو بھی اس سفارتی ناکامی پر برا بھلا کہا گیا اسے کوسنے والوں میں اس کی بیوی ہندہ بھی شامل تھی مگر انہیں کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی کہ کیا کریں؟ وہ تھوڑا بہت لشکر جمع کر سکتے تھے لیکن کیا ■ میدان جنگ میں اللہ کے رسول ﷺ کا اور اہل ایمان کا مقابلہ بھی کر سکیں گے؟ یہ بہت اہم سوال تھا وہ ماضی کی اپنی لڑائیوں اور ان کے نتائج کو دیکھتے تھے تو اور بھی مایوس ہو جاتے تھے ان کے اندر کے لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی مسلسل کامیابیوں سے متاثر ہو کر انہیں چھوڑنے لگے تھے ان کے خیمہ و لشکر گاہ کے سربراہ اور گھوڑ سوار دستوں کے کماندار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ انہیں چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے ان کے قومی سفیر اور میدان جنگ میں پیدل دستوں کے کماندار عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی اسلامی لشکر میں شامل ہو چکے تھے۔ ریاست مکہ کی حدود کے اندر بنو خزاعہ نے اپنے علاقے میں قریش کا داخلہ بند کر دیا تھا اور اللہ کے رسول ﷺ نے جنگ نہ کرنے کے معاہدہ کی تجدید سے اتفاق نہیں کیا تھا۔ ان امور نے ان کے سرداروں اور پالیسی سازوں کو پریشان کر دیا تھا اور ■ دیکھ

رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑائی میں وہ شکست کھا چکے ہیں۔ اسی احساس اور علم کی وجہ سے حضرت عباسؓ نے مکہ چھوڑ دیا تھا وہ مکہ پر رسولؐ اللہ کے قبضہ سے پہلے ہی آپؐ کی نبوت کی چھاؤں میں پناہ ڈھونڈنے نکل پڑے تھے مگر اس میں وہ اکیلے نہیں تھے ان کے خاندان کے کچھ اور لوگ بھی قریش مکہ کی ڈوبتی ہوئی کشتی سے چھلانگیں لگا کر سلامتی کی تلاش میں نکل پڑے تھے ان میں ابو سفیان اور عبداللہ بھی شامل تھے۔

ابو سفیان آپؐ کے حقیقی تایا حارث کا بیٹا تھا۔ ابو سفیان رسول اللہ ﷺ کا دودھ شریک بھائی بھی تھا' آپؐ کا ہم عمر تھا لیکن جب آپؐ نے اپنے خاندان اور قبیلہ والوں کو اسلام کی طرف بلایا تو وہ آپؐ کا دشمن ہو گیا تھا آپؐ کے خلاف گھٹیا شعر کہہ کر لوگوں کو سنایا کرتا تھا آپؐ کے جانی دشمنوں میں شامل رہا تھا۔

عبداللہؓ آپؐ کی پھوپھی عاتکہ کا بیٹا تھا اور اُم المومنین حضرت اُم سلمہ کا بھائی تھا۔ عبداللہؓ بن ابی امیہ وہی تھا جس نے رسولؐ اللہ سے کہا تھا کہ اگر آپؐ آسمان سے سیڑھی لگائیں اور میرے سامنے اس سیڑھی پر چڑھ کر آسمان سے صحیفہ لے آئیں تو بھی میں آپؐ پر ایمان نہیں لاؤں گا آسمان سے فرشتے آئیں آپؐ کی رسالت کی گواہی دیں تب بھی آپؐ کو رسول نہیں مانوں گا۔

آپؐ کا تایا زاد اور پھوپھی زاد آپؐ کو اذیت پہنچاتے تھے آپؐ کے خلاف لڑائیوں میں شامل رہے تھے اور اب ـــــ آپؐ سے رشتہ داری جگانے آ گئے تھے۔

جو رشتے انہوں نے خود توڑے تھے انہیں جوڑنے کی درخواستیں لے کر حاضر ہو گئے تھے۔

ان کے دل اور رخ پہلے حالات کے جبر نے توڑے اور پھر سلامتی کے ساحل کی طرف موڑ دیئے تھے۔

اپنا اپنا مجرمانہ نامہ اعمال اٹھائے وہ مکہ سے نکلے اور رسول اللہ ﷺ کے لشکر کی طرف چل پڑے۔

ابو سفیان بن حارث کے ساتھ اس کا کمسن بیٹا جعفر بھی تھا اسے خوف تھا کہ کسی مسلمان نے پہچان لیا تو قتل کر دے گا جان بچانے کے لئے اس نے بھیس بدل لیا تھا۔ ابواء کے قریب اسلامی لشکر کے آگے چلنے والے دستے ملے تو وہ سواری سے اتر کر راستے سے ہٹ کر پیدل چلنے لگا اور جب رسول اللہ ﷺ کی سواری نظر آئی تو دوڑ کر آپؐ کے سامنے جا کھڑا ہوا اور چہرے سے نقاب اٹھا دی۔ اللہ کے رسولؐ نے اپنا چہرہ دوسری طرف موڑ لیا وہ بھاگ کر دوسری طرف آیا کہ شاید آپؐ نے پہچانا نہ ہو آپؐ نے پھر اپنا رخ بدل لیا۔

ابو سفیان نے کئی بار دوڑ لگائی نقاب اٹھائی پہچان کرائی مگر اللہ کے رسول ﷺ نے ہر بار اپنا

چہرہ مبارک دوسری طرف موڑ لیا وہ اللہ کے رسول ﷺ کے لشکر کے ساتھ چلتا رہا اگلی منزل میں اترے تو اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ نے ابو سفیان اور عبداللہؓ بن ابی امیہ کی سفارش کی "یا رسولؐ اللہ ابو سفیان آپؐ کے تایا کا بیٹا ہے عبداللہ آپؐ کی پھوپھی کا بیٹا اور میرا باپ جایا بھائی ہے آپؐ انہیں حاضری کی اجازت عنایت کر دیں"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مجھے ان کی ضرورت نہیں یہ میرا وہ تایا زاد ہے جو میری ہجو کرتا تھا اور میرا پھوپھی زاد مکہ میں میرے لئے ناشائستہ الفاظ استعمال کیا کرتا تھا اور مجھے اذیت پہنچایا کرتا تھا"

ابو سفیان کو اللہ کے رسولؐ کے جواب کے بارے میں علم ہوا تو اس نے قسم اٹھائی "اللہ کی قسم اگر آپؐ نے مجھے حاضری کی اجازت نہ دی تو میں اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر صحراؤں کی طرف نکل جاؤں گا وہاں ہم دونوں بھوکے پیاسے مر جائیں گے"

اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے چچا زاد بھائی کے عزم کے بارے میں معلوم ہوا تو آپؐ پر رقت طاری ہو گئی اور آپؐ نے انہیں حاضری کی اجازت دے دی اور وہ مسلمان ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے پھوپھی زاد عبداللہ کو بھی معاف فرما دیا۔

دس ہزار الاؤ

مَرّ الظہران میں دور دور تک الاؤ جل رہے تھے مجاہدین اسلام اپنے اپنے ڈیروں پر اپنے اپنے خیموں کے سامنے آگ روشن کر کے بیٹھے تھے جنوری کی سرد رات میں اللہ کے رسولؐ کے لشکر کے سب سپاہی جاگ رہے تھے اور چشم تصور سے مکہ میں داخلہ کا منظر دیکھ رہے تھے جب رسولؐ اللہ نے حدیبیہ میں قیام فرمایا تھا اور مکہ کے قریش سے معاہدہ کیا تھا تو آپؐ کے ساتھ چودہ سو صحابہ تھے پھر اللہ نے اپنے دین کو وسعت دی اور اپنے رسولؐ کی قوت میں اضافہ کیا تو اُنیس بیس ماہ بعد آپؐ دس ہزار مجاہدین کے لشکر کے ساتھ مَرّ الظہران میں آن اترے تھے دس ہزار لشکریوں کی وسیع و عریض لشکر گاہ میں الاؤ روشن تھے اور صحراء نے اندھیرے کی چادر اتار کر روشنیوں کا لباس پہن لیا تھا اور مجاہدین لشکر گاہ کی گرد پہرہ دے رہے تھے۔

ابو سفیان کی ہائے ہائے

شبِ صحرا میں دس ہزار کے میلوں میں پھیلے لشکر کی جلائی آگ کی روشنیاں میلوں سے نظر آتی ہیں قریش مکہ کے دل میں چور تھا انہیں بنو خزاعہ پر اپنے مظالم یاد تھے انہوں نے خود حدیبیہ کا

معاہدہ ختم کر دیا تھا اور اللہ کے رسول ﷺ نے ابو سفیان بن حرب کی معاہدہ کی تجدید اور توسیع کی درخواست قبول نہیں فرمائی تھی انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان سے بدلہ لیں گے اسی یقین کی وجہ سے عباسؓ بن عبدالمطلب نے مکہ چھوڑنے میں جلدی کی تھی اور رسولؐ اللہ کے چچا زاد اور پھوپھی زاد پناہ کی تلاش میں پہلے ہی مکہ سے مدینہ کی طرف چل پڑے تھے صحرا کی دس ہزار روشنیاں نظر آئیں تو قریش کو شبہ ہوا مرّالظہران مکہ کے نواح میں تھا بنو خزاعہ کا علاقہ تھا بنو خزاعہ نے وہاں قریش کا داخلہ بند کر رکھا تھا وہ احوال معلوم کرنے کے لئے کوئی مسلح دستہ نہیں بھیج سکتے تھے جب روشنیاں نظر آئیں تو ابو سفیان بن حرب خود حال معلوم کرنے چل پڑا اس نے حکیم بن حزام کو بھی ساتھ لیا بنو خزاعہ کے ایک سردار بدیل بن ورقا کا گھر مکہ میں تھا بنو بکر کے حملہ کے وقت اسی کے گھر میں بنو کعب کے لوگوں نے پناہ لی تھی اور وہ بھی اللہ کے رسولؐ کو بنو خزاعہ پر مظالم سے آگاہ کرنے مدینہ گیا تھا ابو سفیان اور حکیم بن حزام نے اسے بھی ساتھ لے لیا تاکہ بنو خزاعہ کے لوگ ان کا راستہ نہ روکیں انہوں نے ہتھیار بھی نہیں لئے تھے تاکہ کوئی ان کی نیت کے بارے میں شبہ نہ کرے۔

ادھر اللہ والوں کے قافلہ میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بھی شامل تھے وہ مکہ کے قریش کے سردار اور ان کے ہمدرد تھے اپنی قوم کو شکست کی رسوائی سے بچانا چاہتے تھے ان کی خواہش تھی کہ قریش مکہ اللہ کے رسولؐ اور آپؐ کے لشکر سے لڑائی کی غلطی نہ کریں انہوں نے لشکر اسلام کی تعداد اور جذبہ بھی دیکھ لیا تھا اور اپنی قوم کی قوت سے بھی آگاہ تھے جب مجاہدین اسلام اپنے اپنے خیموں کے سامنے آگ جلائے بیٹھے تھے تو عباسؓ بن عبدالمطلب سوار ہو کر مکہ کی طرف چل دیئے تاکہ قریش مکہ اور ان کے سرداروں تک پیغام پہنچائیں اور انہیں صورت حال کی نزاکت سے آگاہ کر کے اللہ کے رسولؐ سے امن کی درخواست کرنے پر آمادہ کر سکیں۔

رسولؐ اللہ نے مزینہ کے ایک دستہ کو مکہ کی طرف بھیجا تھا اور فرمایا تھا "شاید تم مکہ کے مشرکین میں سے کسی سے ملو گے جو مکہ سے نکل رہا ہو گا" مکہ کے قریبی نالوں میں مزینہ کے مجاہدین نے ابو سفیان کو آتے ہوئے دیکھ لیا تیر اندازوں نے ایک دوسرے کو اشارہ کیا وہ ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کرنے والے تھے مگر وہ تینوں غیر مسلح تھے ابھی انہوں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ عباسؓ بن عبدالمطلب بھی وہاں پہنچ گئے انہوں نے مجاہدین کو پکارا "میں نے انہیں پناہ دینے کا وعدہ کیا ہے ان پر تیر نہ چلانا" مجاہدین رسولؐ اللہ کے چچا کی پکار پر رک گئے۔ ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں کی جانیں بچ گئیں(۱۱) مجاہدین نے اپنے ہاتھ روک لئے ابو سفیان اپنے

ساتھیوں سے گفتگو کرتے آ رہے تھے اور حضرت عباسؓ نے انہیں پہچان لیا تھا۔
حضرت عباسؓ نے ابو سفیان بن حرب کو اللہ کے رسولؐ اور آپ کے لشکر کے بارے میں بتایا تو وہ چلایا "ہائے قریش تباہ ہو گئے خدا کے لئے بچاؤ کی تدبیر ہے تو بتاؤ"
حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا "جلدی سے میرے ساتھ خچر پر سوار ہو جاؤ ورنہ مسلمان تمہیں قتل کر دیں گے میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلتا ہوں میں تیرے لئے رسولؐ اللہ سے امن کی درخواست کروں گا"
ابو سفیان حضرت عباسؓ کے ساتھ سوار ہو گیا انہوں نے ان تینوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسولؐ اللہ نے حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئے(12) آپؐ نے ان سے مکہ کے حالات دریافت فرمائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی درخواست

جب حضرت عباسؓ اپنے خچر پر بٹھا کر ابو سفیان کو رسولؐ اللہ کے خیمے کی طرف لے جا رہے تھے تو حضرت عمرؓ فاروق نے اسے دیکھ لیا آگ روشن تھی ابو سفیان کو پہچان کر وہ بھی رسولؐ اللہ کے خیمے کے طرف دوڑے لیکن عباسؓ خچر پر سوار تھے وہ جلدی پہنچ گئے تھوڑی دیر بعد حضرت عمرؓ بھی رسولؐ اللہ کے خیمے میں پہنچ گئے اور عرض کیا "یا رسولؐ اللہ حسن اتفاق سے اللہ نے ابو سفیان کو ہمارے حوالے کر دیا ہے ہم نے اس کے لئے امان اور پناہ کا بھی کوئی وعدہ نہیں کیا۔ آپؐ اجازت عنایت فرمادیں تا کہ میں اس کا سر قلم کر دوں"
حضرت عباسؓ اسلامی معاشرے سے دور رہے تھے انہیں ابھی تک مسلمانوں کے ایمان کی قوت کا علم نہیں تھا وہ ابھی تک خاندانی اور قبائلی تعصب سے پوری طرح شفایاب نہیں ہوئے تھے انہوں نے کہا "اے عمر ذرا صبر کیجئے واللہ اگر ابو سفیان بنو عدی بن کعب کے قبیلہ سے ہوتا تو اس کو قتل کرنے پر اصرار نہ کرتا چونکہ وہ بنو عبد مناف سے ہے اس لئے تو اسے قتل کرنا چاہتا ہے"
حضرت عمرؓ نے کہا "اے عباسؓ تیرا اسلام قبول کرنا میرے لئے اپنے باپ خطاب کے مسلمان ہونے سے بھی' اگر وہ مسلمان ہو جاتے' زیادہ عزیز ہے کیونکہ تمہارا اسلام قبول کرنا اللہ کے رسولؐ کو میرے باپ کے اسلام قبول کرنے سے زیادہ عزیز ہے"
رسول اللہ نے فرمایا "عباس اسے اپنے ڈیرے پر لے جاؤ صبح میرے پاس لانا"
حضرت عباسؓ نے ابو سفیان کو خچر پر بٹھایا اور اسلامی لشکر گاہ کا چکر لگایا تا کہ وہ اسلامی لشکر کو دیکھ لے اور سب مسلمان جان لیں کہ وہ عباس کی پناہ میں ہے۔

اگلے روز حضرت عباسؓ نے ابو سفیان کو اللہ کے رسولؐ کے حضور پیش کیا تو آپؐ نے فرمایا "افسوس ہے تجھ پر اے ابو سفیان کیا اب بھی تجھے سمجھ نہیں آیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟"

ابوسفیان نے عرض کیا " میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ بہت حلیم، کریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں واللہ اگر اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہوتا تو میرے کام نہ آیا ہوتا؟"

رسول اللہ نے فرمایا "افسوس ہے تجھ پر اے ابو سفیان کیا اب بھی تجھے یقین نہیں آیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟"

ابو سفیان نے عرض کیا "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ بہت حلیم، کریم اور درگزر کرنے والے ہیں لیکن اس بارے میں ابھی میرے دل میں کچھ شبہ ہے"

حضرت عباس ؓ نے کہا "خانہ خراب ہو تیرا کلمہ پڑھ لے ورنہ تیری گردن اڑا دی جائے گی"

ابو سفیان بن حرب نے کلمہ پڑھا اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا اعلان

حضرت عباس ؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ابو سفیان شہرت اور نام و نمود پسند کرنے والا ہے آپؐ اس کے حق میں کوئی ایسا اعلان کر دیں جس پر یہ لوگوں میں فخر کر سکے"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "جو کوئی ابو سفیان کے گھر میں ہوگا وہ پناہ میں ہو گا"

ابو سفیان نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میرے گھر میں کتنے لوگ سما سکیں گے"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو کوئی اپنے ہتھیار ڈال دے اور حرم میں داخل ہو جائے اس کے لئے بھی امن ہو گا"

ابو سفیان نے پھر عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا "جو کوئی اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا وہ بھی پناہ میں ہو گا"

ابو سفیان نے کہا "یہ اعلان تو بہت وسیع ہے"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "خدا کا دشمن ابن سعد بن ابی سرج جو بنی عامر بن لوی سے ہے، مقیس الکنانی برادر بنی لیث اور ابن اخطل کے لئے ہرگز پناہ نہیں ہو گی خواہ وہ کعبہ کے پردہ سے بھی لٹک جائیں"

رسول اللہ نے حضرت عباسؓ اور ابو سفیانؓ سے فرمایا اب تم دونوں خدا کے نام اور برکت کے

ساتھ روانہ ہو جاؤ"
حضرت عباس نے ابو سفیان کو اپنے ساتھ سوار کیا اور مکہ کے لئے چل پڑے۔

بت اور پجاری

جنوری کی ایک سرد سویر تھی حرم کعبہ میں نصب 360 بتوں کے خوفزدہ مجاور اور پجاری سر جھکائے حرم میں داخل ہو رہے تھے خاموش اور پریشان مجاور اور پجاری اپنے اور اپنے معبودوں کے مستقبل کے بارے میں غم سے نڈھال ہو رہے تھے ساری رات انہوں نے جاگ کر گزاری تھی اگلے روز ان کا اور ان کے معبودوں کا انجام کیا ہو گا یہی سوچتے رہے تھے ان کا سردار اور فوجوں کا کمانڈر مُرّالظہران میں خیمہ زن لشکر کے بارے میں معلوم کرنے گیا تھا اور ابھی تک واپس نہیں آیا تھا اس کا کیا انجام ہوا انہیں کچھ پتہ نہیں تھا اہم قومی معاملات پر غور کرنے کے لئے وہ اپنی پارلیمنٹ کا فوری اجلاس بلایا کرتے تھے لیکن آج انہیں نہ اجلاس کا ہوش تھا نہ مشورہ کا دار الندوہ کے سامنے بتوں کے ارد گرد جہاں ہر صبح وہ محفلیں جمایا کرتے تھے اور ذاتی اجتماعی اور دنیاوی معاملات پر بحث کیا کرتے تھے وہ سراسیمہ بیٹھے تھے اُن کے چاروں طرف پھیلے تین سو ساٹھ بت مل کر بھی ان کی حفاظت نہیں کر سکے تھے اور وہ خود سارے جزیرہ نمائے عرب کے بت پرستوں کو ساتھ ملا کر بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سارے جزیرہ نمائے عرب کے ان معبودوں کو بچا نہیں سکے تھے ان معبودوں پر ان کے ایمان اٹھنے لگے تو انہوں نے باپ دادا کے دین کے خیمہ میں پناہ لینے کی جدوجہد شروع کر دی۔

ادھر مُرّالظہران کی وسعتوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا لشکر صفیں درست کر رہا تھا اللہ کے اس رسول ﷺ کا لشکر جو آج سے سات سال ڈیڑھ ماہ پہلے' رات کے اندھیرے میں' ان کے سرداروں کے سروں میں خاک ڈال کر' صرف ایک رفیق صادق کے ہمراہ اللہ کی حفاظت کی چادر اوڑھے اس شہر اور اس وادی سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ وہ چلتے چلتے رک گئے تھے اور بیت اللہ کے رخ کھڑے ہو کر کہا تھا "اے مکہ خدا کی قسم خدا کی زمین پر تو مجھے سب سے عزیز ہے اللہ تعالیٰ کو بھی اپنی زمین پر تو ہی سب سے زیادہ محبوب ہے اگر تیرے باسیوں نے مجھے نکالا نہ ہوتا تو میں تجھے کبھی چھوڑ کر نہ جاتا"

اور آج سات سال ڈیڑھ ماہ بعد اللہ کی چال مکہ کے باسیوں کی سب چالوں پر غالب آ گئی تھی اللہ کا رسولﷺ اسی مکہ میں داخلہ کے لئے اپنے دس ہزار کے لشکر کی صفیں درست کر رہا تھا اور

اسے مکہ سے نکالنے والے اپنے بتوں اور معبودوں کے درمیان سراسیمہ خوفزدہ اور پریشان بیٹھے تھے اور ان کی زبانیں ان کے تالوؤں سے چپک گئی تھیں

کبھی ایسا بھی ہو گا؟ کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے؟

انہوں نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

اللہ کا لشکر اور ابو سفیان

اللہ کے لشکر کے سپاہیوں نے اپنے اپنے ہتھیار سجا لئے گھوڑ سوار اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے جن کے پاس سواری کے لئے اونٹ تھے وہ اونٹوں پر سوار ہو گئے ہر قبیلہ کے مجاہدین نے اللہ کے رسولؐ کے عطا کردہ پرچم اور جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے اپنے اپنے سپہ سالار کی قیادت میں صفیں باندھے اللہ کے رسولؐ کے حکم کے منتظر کھڑے تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے لشکر کو جنگی ترتیب دی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو میمنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو میسرہ کے دستوں پر امیر مقرر فرمایا۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کو مقدمۃ الجیش کا امیر مقرر فرمایا حضرت خالدؓ بن ولید کے دستہ میں بنو سلیم کے مجاہدین شامل تھے حضرت زبیرؓ کے دستہ میں مہاجرین شامل تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی لشکر گاہ سے چل کر ایک تنگ راستہ کے نوکیلے موڑ کی اونچائی پر رک گئے تھے ابو سفیان بھی ان کے ہمراہ تھا جب لشکر اسلام اللہ اکبر کے نعرے لگاتا ہوا نمودار ہوا تو ابو سفیان آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ جب بھی کوئی دستہ اس کے سامنے سے گزرتا وہ پوچھتا "عباس! یہ کون لوگ ہیں؟"

حضرت عباس بتاتے کہ اس دستہ میں کس قبیلہ کے مجاہدین ہیں تو وہ جواب دیتا "مجھے ان میں کوئی دلچسپی نہیں"

بنو اشجع کا دستہ تکبیر کے نعرے بلند کرتا ہوا گزر گیا تو ابو سفیان نے بڑی حسرت سے کہا "ایک وقت تھا کہ عرب کے قبائل میں سے یہ لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سب سے زیادہ دشمن ہوتے تھے"

پھر لشکر اسلام کا وہ حصہ وہاں سے گزرا جس میں اللہ کے رسول ﷺ خود موجود تھے آپؐ کی سواری کے آگے پیچھے دائیں بائیں مہاجرین اور انصار کے رؤسا تھے اس آہن پوش دستہ کے شرکاء کی آہنی خود کے سوراخوں میں سے صرف آنکھیں دیکھی جا سکتی تھیں ان کے پاس بہت سے جھنڈے تھے سب سے آگے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کا جھنڈا اٹھائے

چل رہے تھے پھر اللہ کے رسول ﷺ کی سواری نظر آئی آپؐ کے ایک طرف حضرت ابو بکر صدیق ؓ تھے اور دوسرے طرف حضرت اسیدؓ بن حضیر تھے۔

ابو سفیان نے آہن پوش سخت کوش مجاہدین کو دیکھ کر پوچھا "عباس یہ کون لوگ ہیں؟"

حضرت عباسؓ نے جواب دیا "یہ اللہ کے رسولؐ ہیں اور ان کے ساتھ شہادت کے پروانے ہیں انصار اور مہاجرین"

ابو سفیان نے کہا "عباس تجھے اللہ اور حسن سلوک کی قسم سچ بتاؤ تم مجھے لے کر یہاں کیوں رک گئے تھے؟"

حضرت عباسؓ نے جواب دیا "جب تو اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ کے لشکر کے لوگ ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے میں نے خطرہ محسوس کیا تھا کہ تو یہ نہ سمجھے کہ مسلمانوں کی تعداد قلیل ہے اور کفر پر اڑا رہے اور قتل کر دیا جائے اب اللہ کے رسولؐ کے لشکر کا تم نے خود نظارہ کر لیا ہے تجھے قسم ہے خدا اور حسن سلوک کی سچ سچ بتاؤ اب تمہارا کیا خیال ہے؟"

ابو سفیان نے کہا "اے عباسؓ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ بلا شبہ خدا ہی کی طرف سے ہے اور کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا مجھے تو یہ اندیشہ ہونے لگا تھا کہ محمد ﷺ کے ساتھ مکہ کے پہاڑ بھی چل پڑیں گے اے عباس جلدی چلو میں نے قوم کے گھروں کے لئے اس سے بڑی مصیبت کبھی نہیں دیکھی"

پھر وہ دونوں اپنی سواری کو تیز دوڑانے لگے تاکہ رسول اللہ ﷺ کے لشکر پہنچنے سے پہلے پہلے اپنی قوم کو اللہ کے رسولؐ کی طرف سے امن اور سلامتی کے بارے میں بتا سکیں اور انہیں تصادم سے باز رکھ سکیں۔

ابوسفیان کا مشورہ

ابو سفیان مکہ پہنچا تو لوگ دوڑتے ہوئے اس کی طرف آئے اس نے آواز بلند کی "جو کوئی میرے گھر میں ہو گا امان پائے گا"

عکرمہ بن ابو جہل اور مقیس الکنانی ابو سفیان کے پاس آئے "تو برباد ہو جائے کیا ہم نے تجھے اس واسطے بھیجا تھا"

ابو سفیان نے جواب دیا "جاؤ اپنے کام سے کام رکھو جو عظیم لشکر آ رہا ہے تم اور تمہاری قوم اس

کا مقابلہ نہیں کر سکتے"
عکرمہ اور مقیس ابو سفیان کو برا بھلا کہتے ہوئے چلے گئے.
ابو سفیان نے اعلان کیا "جو اپنا دروازہ بند کر کے گھر میں بیٹھ جائے گا وہ بھی امان میں ہو گا اور جو لوگ ہتھیار ڈال دیں گے اور کعبہ کے حرم میں چلے جائیں گے بھی امان ہوں گے سوائے عکرمہ ، مقیس، عبداللہ بن سعد، ابن خطل اور سارہ کے، یہ کعبہ کے پردوں سے لٹک جائیں تب بھی انہیں امان نہیں ملے گی"
ہندہ نے سنا تو شور مچانے لگی "لوگو اس احمق بڈھے کی گردن اڑا دو یہ دین سے نکل گیا ہے"
مگر ابو سفیان اپنی قوم کو خبردار کرتا رہا "اے آل غالب اسلام لے آؤ سلامت رہو گے"

اللہ کا لشکر اللہ کے شہر کی طرف

رسول اللہ ﷺ ذی طویٰ پہنچ کر رک گئے آپؐ نے مکہ میں داخلہ کے لئے اسلامی لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا. حضرت خالدؓ کو حکم دیا کہ وہ زیریں حصہ مسفلہ سے مکہ میں داخل ہوں ان کی کمان میں اسلم، سلیم، غفار، مزینہ اور جہینہ قبائل کے مجاہدین تھے. حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام کو حکم دیا کہ وہ کداء سے وادی کی طرف بڑھیں اور حجون پہنچ کر رک جائیں اور آپؐ کا انتظار کریں. حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو پیادہ لشکر کا امیر مقرر فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ جبل ہند کی طرف سے مکہ کی وادی میں داخل ہوں. ایک لشکرؓ کی کمان حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی گئی اور انہیں مغربی سمت سے داخلہ کا حکم دیا آپؐ نے ہدایت فرمائی "جب تک کوئی آگے سے ہتھیار نہ اٹھائے کسی پر وار نہ کیا جائے." رسول اللہ ﷺ نے چاروں دستوں کے راستے اس انداز سے متعین فرمائے کہ وادی مکہ میں داخلہ کے سب راستے بند ہو جائیں اور ان دستوں میں باہمی ربط بھی رہے.
رسول اللہ ﷺ وادی کے بالائی حصہ کدا سے مکہ میں داخل ہوئے. کدا وہ مقام ہے جہاں کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی تھی.

"اے ہمارے رب
میں نے اپنی اولاد کے ایک حصے کو
تیرے محترم گھر کے پاس
ایسی وادی میں جہاں کوئی فصل نہیں اگتی

لا کر بسا دیا ہے

تا کہ وہ یہاں نماز قائم کریں

اے ہمارے رب

تو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف موڑ دے

اور انہیں میووں سے روزی دے

تا کہ ▪ تیرا شکر ادا کریں"

اسی جگہ کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو بیت اللہ کے حج کے لئے پکارا تھا. رسول اللہ ﷺ اسی دین کی تکمیل کے لئے آئے تھے اور اللہ کے محترم گھر کو بتوں سے پاک کر کے نمازیں پڑھنے والوں اور اللہ کا شکر ادا کرنے والوں کے لئے وقف کرنے کے آپ کے مشن کی تکمیل ہو گئی تھی. آپ نے سر پر آہنی خود پہنا ہوا تھا اور بلند آواز میں سورہ فتح کی آیات تلاوت فرما رہے تھے(14) اور اللہ کی حمد بیان کر رہے تھے عجز اور انکساری سے آپ نے اپنا سر اتنا جھکایا ہوا تھا کہ ریش مبارک کجاوے کی لکڑی کو چھو رہی تھی جبل ہندی کے برابر اذافر کی پہاڑی کے قریب پہنچ کر آپ نے بلندی سے وادی مکہ اور اسلامی دستوں کا جائزہ لیا مہاجرین اور انصار کا ایک دستہ آپ کے ہمراہ تھا باقی چاروں دستے اپنے معینہ راستوں سے وادی کی طرف بڑھ رہے تھے پہاڑی کی بلندی سے مکہ کے مکان نظر آئے تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اللہ کی حمد و ثنا بیان کی.

حضرت سعدؓ بن عبادہ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح اور حضرت زبیرؓ کے دستے بلا روک آگے بڑھ رہے تھے لیکن حضرت خالدؓ بن ولید کے راستہ کی طرف تلواروں کی چمک دکھائی دی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک پیامبر کو اس کی طرف دوڑا دیا اذافر کی بلندی آپ کا کمان اور کنٹرول روم تھا.

جب عکرمہ اور صفوان بھاگ رہے تھے

عکرمہ بن ابوجہل صفوان ابن امیہ اور سہیل بن عمرو نے بنو بکر کو بنو خزاعہ پر حملہ میں مدد دی تھی ابو سفیان کے اعلان امن اور پیغام صلح کے باوجود انہوں نے کچھ لوگوں کو جمع کر لیا تھا ان کے ساتھ بنوبکر اور ہذیل کے بھی کچھ لوگ تھے کوہ ابو قبیس کے مشرق میں خندمہ کی پہاڑی کے پاس انہوں نے حضرت خالدؓ بن ولید کے دستہ کا راستہ روکنے کی کوشش کی مکہ کے گھوڑ سوار دستوں کے دونوں کماندار ایک دوسرے کے مقابلے میں تھے جنگ احد اور جنگ خندق میں خالدؓ بن

ولید اور عکرمہ بن ابوجہل مل کر اللہ اور اس کے رسولؐ کے لشکر کے خلاف لڑا کرتے تھے اور آج وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ گئے تھے ایک اللہ کے رسولؐ کے دستہ کا کماندار تھا اور دوسرا لات اور عزیٰ کے پجاریوں کے گروہ کے ساتھ اللہ والوں کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ ایک بار پھر بتوں کے تحفظ میں ناکام ہو گیا مکہ کے قریش کے تین بڑے سردار عکرمہ، صفوان اور سہیل چوبیس لاشیں چھوڑ کر فرار ہو گئے عکرمہ اور صفوان کے ساتھیوں میں بنی بکر کا حماس بن قیس بھی تھا خندمہ سے بھاگ کر وہ اپنے گھر پہنچا تو اس کی بیوی نے طنز کیا حماس نے کہا۔

"اگر تو خندمہ کا حال دیکھتی
جب صفوان اور عکرمہ بھاگ رہے تھے
اور ابو یزید اس بیوہ کی مانند
حیران کھڑا تھا
جس کے بچے یتیم ہو گئے ہوں
اور مسلمانوں نے ایسی تلواروں
سے ان کا استقبال کیا تھا
جو کھوپڑیوں اور بازوؤں کو
چیر کر نکلی جا رہی تھیں
اور وہ دھاڑتے ہوئے
ہمارا تعاقب کر رہے تھے
تو تو معمولی ملامت بھی نہ کرتی"

اللہ کے رسول ﷺ کو بتایا گیا کہ پہلے مشرکین نے لشکر اسلام پر تیر برسائے اور ہتھیار اٹھائے تھے تو آپؐ نے فرمایا "اللہ کا جو بھی فیصلہ ہو بہتر ہے"۔

مکہ کے لوگ ادھر ادھر بھاگتے پھرتے تھے اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت حکیمؓ بن حزام کا گھر بھی جائے امن قرار دے دیا

حضرت خالدؓ بن ولید کے دستہ سے دو مسلمان شہید ہوئے حضرت جیشؓ بن اشعر اور حضرت کرزبنؓ جابر فہری وہ حضرت خالدؓ کے دستہ سے الگ ہو گئے تھے اور ایک اور راستے کی طرف چلے گئے تھے اور مشرکین سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے ایک اور روایت کے مطابق شہداء کی تعداد تین تھی اور حضرت سلمہؓ بن المیلاؓ جہنی بھی ان میں شامل تھے۔

ابو قحافہ مسلمان ہو گئے

حضرت ابوبکرؓ صدیق کے والد ابو قحافہ ابھی تک اپنے آبائی دین پر تھے اسلامی لشکر کی آمد کا سنا تو اپنی آل کی ایک بچی سے کہا "بیٹی مجھے ابوقبیس کے اوپر لے چلو"

بچی نے نابینا ابو قحافہ کی انگلی پکڑی اور ابو قبیس کی بلندی پر لے جا کر بٹھا دیا ابو قحافہ نے بچی سے پوچھا "تم کیا دیکھ رہی ہو؟"

بچی نے جواب دیا "میرے سامنے ایک انبوہ ہے"

"یہ لشکر ہے" ابو قحافہ نے بچی کو بتایا۔

بچی نے کہا "اس کے سامنے ایک آدمی ہے جو کبھی دوڑتا ہوا آگے کی طرف جاتا ہے اور کبھی پیچھے کی طرف دوڑنا شروع کر دیتا ہے"

"وہ لشکر ترتیب دینے والا ہے" ابو قحافہ نے کہا۔

بچی نے بتایا "واللہ وہ سیاہ انبوہ پھیل گیا ہے"

"واللہ لشکر روانہ ہو چکا ہے مجھے جلدی گھر واپس لے چلو" ابو قحافہ نے کہا۔

جب اللہ کے رسولؐ حرم میں تشریف رکھتے تھے تو حضرت ابوبکرؓ صدیق اپنے والد کو ساتھ لے کر حرم میں داخل ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں آتے دیکھا تو فرمایا "آپ نے شیخ کو گھر میں کیوں نہ رہنے دیا ہم خود ان کے پاس چلے جاتے"

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے جواب دیا "یا رسولؐ اللہ آپؐ کی بجائے ان کا آ جانا بہتر ہے"

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اپنے والد کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے بٹھا دیا۔ آپؐ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا "اسلام قبول کر لو"

ابو قحافہ نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو ان کے والد کے مسلمان ہونے کی مبارکباد دی۔

رسول اللہ ﷺ کی ہیبت

ایک شخص اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا وہ کچھ عرض کرنا چاہتا تھا لیکن جب بات کرنے لگا تو آپؐ کی ہیبت سے اس کی ٹانگیں کانپنے لگیں اور اس پر کپکپی طاری ہو گئی۔

اللہ کے رسول نے فرمایا "اطمینان کریں میں بھی تو ایک قریشی خاتون کا بیٹا ہی ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی"

حضرت سعدؓ بن عبادہ اور پرچم

مسلمانوں کے لئے وہ بہت خوشی کا دن تھا اللہ نے اپنے رسول ﷺ اور اس کے اصحاب کو اس دشمن پر فتح دی تھی جس کی طاقت اور سیادت کا پورے جزیرہ نمائے عرب میں رعب تھا مکہ کے ان قریش کے خلاف عظیم کامیابی عطا کی تھی جو اللہ کے دین اور اس کے ماننے والوں کا نام و نشاں مٹا کے لئے مدینہ پر یلغار کرتے رہے تھے انصار مدینہ تو اور بھی زیادہ خوش تھے انہوں نے اللہ کے دین اور رسول ﷺ کی خاطر سارے عرب کی دشمن لی تھی اور ان کے حملوں اور مظالم کا نشانہ بنے رہے تھے اور آج وہ انہی قریش کے شہر میں فاتحانہ داخل ہو رہے تھے حضرت سعدؓ بن عبادہ اللہ کے رسولؐ کا پرچم اٹھائے مکہ میں داخل ہوئے تو خوشی اور جوش میں کہا "یہ لڑائی کا دن ہے آج کے دن حرم میں قتل و قتال حلال ہے"

ابو سفیان نے سنا تو اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا "یا رسولؐ اللہ آپؐ نے وہ بات نہیں سنی جو سعد نے کہی ہے؟"(15)

"کیا کہا ہے سعد نے؟" رسولؐ اللہ نے پوچھا۔

ابو سفیان نے جو سنا تھا عرض کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سعدؓ نے غلط کہا یہ دن تو رحمت کا دن ہے یہ تو کعبہ کی تعظیم کا دن ہے آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا اور اس دن اللہ قریش کو عزت بخشے گا"

حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہمیں خطرہ ہے کہ سعدؓ قریش میں خونریزی کرے گا"

رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعدؓ بن عبادہ کے پاس آدمی بھیجا آپؐ کے ارشاد کے مطابق اس آدمی نے اللہ کے رسول ﷺ کا پرچم حضرت سعدؓ سے لے کر ان کے فرزند قیس بن سعدؓ بن عبادہ کے حوالے کر دیا(16) اس طرح جھنڈا حضرت سعدؓ سے ان کے فرزند کو منتقل ہو گیا

رسولؐ اللہ کا خیمہ

حضرت زبیرؓ اپنے دستہ کے ساتھ حجون پہنچ گئے اللہ کے رسولؐ کے حکم کے مطابق آپؐ

کا جھنڈا وہاں نصب کر دیا حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح اور حضرت قیس بن سعد بن عبادہ کے لشکر بھی اپنے متعینہ راستوں سے ہوتے ہوئے حجون پہنچ گئے حضرت خالدؓ بن ولید بھی مکہ کے جنوبی حصہ سے وادی میں داخل ہو گئے تھے مشرکین ارد گرد کی پہاڑیوں میں جا چھپے تھے اکثر نے گھروں کے دروازے بند کر لئے تھے بعض نے تو اپنے ہتھیار بھی دروازوں سے باہر پھینک دیئے مکہ اور وادی مکہ پر اللہ کے رسول ﷺ کے لشکر کا قبضہ مکمل اور مستحکم ہو گیا تھا اللہ کے رسولؐ اذافر کی چوٹی سے چلے تو آپؐ کو انصار اور مہاجرین کے مسلح دستوں نے اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا رسولؐ اللہ نے آہنی خود اتار دیا تھا آپؐ نے سر پر سیاہ رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی جس کے دونوں کنارے کندھوں کے درمیان لٹکے ہوئے تھے اور آپؐ خالق و مالک کی حمد و ثنا بیان کر رہے تھے آپؐ سے عرض کیا گیا کہ آپؐ کہاں قیام فرمائیں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا "عقیل نے ہمارے لئے کوئی مکان تو چھوڑا نہیں"

حضرت علی ؓ کے بھائی عقیل اپنے آبائی دین پر ہی تھے اور انہوں نے اپنے سب عزیزوں کے گھر فروخت کر دیئے تھے جو مسلمان تھے اور مدینہ ہجرت کر گئے تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا "کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا"

آپؐ حجون تشریف لے گئے جہاں آپؐ کے لئے خیمہ نصب کر دیا گیا تھا ام المومنین حضرت ام سلمہؓ اور ام المومنین حضرت میمونہؓ بھی آپؐ کے سفر میں ساتھ تھیں ان کے لئے بھی وہیں پر خیمے نصب کر دیئے گئے۔

یہ وہی مقام تھا جہاں رسول اللہ ﷺ مسلمانوں بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب نے بائیکاٹ کا زمانہ گزارا تھا۔

حضرت علی ؓ کی بہن اُمِّ ہانی اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی "یا رسولؐ اللہ میرے خاوند ہبیرہ کے خاندان کے دو آدمی میرے گھر میں چھپے ہیں میں نے انہیں پناہ دی ہے مگر علیؓ انہیں قتل کرنا چاہتا ہے"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے اُمِّ ہانی جن کو تو نے پناہ دی ہم نے بھی انہیں پناہ دی"

اُمِّ ہانی اور ہبیرہ اس وقت تک اپنے آبائی دین پر ہی تھے۔

اور باطل مٹ گیا

رسول اللہ ﷺ حرم کے لئے سوار ہوئے تو انصار و مہاجرین اللہ کی حمد بیان کرتے ہوئے آپؐ کے ساتھ تھے۔ مکہ کی گلیوں اور بازاروں سے گزرتا ہوا قافلہ توحید حرم کی طرف رواں تھا

حضرت محمد بن مسلمہ نے آپؐ کی اونٹنی کی نکیل پکڑی ہوئی تھی حرم میں داخل ہوئے تو آپؐ نے حجر اسود کو بوسہ دیا طواف مکمل کیا دو رکعت نماز ادا کی اور چاہ زمزم کی طرف تشریف لے گئے آپؐ نے کنوئیں کے اندر جھانکا حضرت عباسؓ نے پانی نکالا آپؐ نے پانی پیا اور وضو کیا اس کے بعد آپؐ صفا کی طرف گئے اور حرم کے رخ کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کی۔

حرم کے احاطہ میں بیت اللہ کی چھت پر ہر طرف بت ہی بت تھے کوئی چھوٹا کوئی بڑا کسی کی صورت نسوانی تھی تو کسی کی ڈراؤنی اور خوفناک' بت صدیوں سے وہاں نصب تھے اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ میں خمیدہ کمان تھی آپؐ کمان سے بتوں کو ٹھوکر مارتے اور

"حق آیا اور باطل مٹ گیا
بلا شبہ باطل مٹنے والا ہی تھا" (81:17)

اور

"حق آگیا
اور جھوٹے معبود جا کر
نہ آیا کرتے ہیں نہ پھر آئیں گے" (49:34)

تلاوت فرماتے جاتے تھے اور بت منہ کے بل گرتے جاتے تھے مشرکین مکہ کھڑے دیکھ رہے تھے ان کے اور ان کے آباء و اجداد کے "معبود" اینٹ پتھر کی مانند صحن حرم میں بکھرے پڑے تھے آپؐ نے کعبہ کی چھت پر نصب بت بھی تڑوا دیئے۔ بیت اللہ کے اندر بھی بت تھے مورتیاں رکھی ہوئی تھیں رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ کو طلب فرمایا اس نے دروازہ کھولا آپؐ نے حکم دیا تو کعبہ کے اندر رکھی سب مورتیاں اور بت نکال کر باہر پھینک دیئے گئے جب سب مورتیاں باہر پھینک دی گئیں تو آپؐ اندر تشریف لے گئے کعبہ کی دیواروں پر قسم قسم کی تصاویر بنی تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصاویر بھی تھیں جن میں اللہ کے ہاتھوں میں فال نکالنے کے تیر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ ان مشرکین کو برباد کرے خدا کی قسم انہوں نے فال کے تیر کبھی نہیں پھینکے تھے"

لکڑی کی ایک کبوتری تھی آپؐ نے توڑ کر پھینک دی اور دیواروں پر بنی تصاویر مٹوا دیں۔ دیواروں کو آب زمزم سے دھلوا دیا۔ پھر آپؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا "دروازہ بند کر دو" آپؐ کے ساتھ کعبہ کے اندر حضرت بلالؓ کے علاوہ حضرت اسامہؓ بن زید اور عثمانؓ بن طلحہ بھی تھے۔ آپؐ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی اور دروازہ کھلوا دیا۔

اللہ نے اپنے بندے کی مدد کی

کعبہ کے سامنے اہل مکہ جمع تھے اپنے انجام سے بے خبر سب سر جھکائے کھڑے تھے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو عظیم فتح سے نوازا تھا وہ سب مفتوح تھے صرف مفتوح ہی نہیں ایسے دشمن تھے جن کی پارلیمنٹ نے آپؐ کے قتل کا مشترکہ فیصلہ کیا تھا جنہوں نے آپؐ کو قتل کرنے والوں کے لئے انعام مقرر کئے تھے جو آپؐ کے خلاف سارے عرب کو اکٹھا کرکے مدینہ پر حملے کرتے رہے تھے انہیں اپنے سب جرائم یاد تھے اور ایسے دشمنوں اور مفتوحین کے ساتھ فاتح جو چاہے سلوک کرے اس پر کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ آپؐ کسی قسم کے عہد اور معاہدہ کے بغیر مکہ میں داخل ہوئے تھے اور مکہ والوں کا مستقبل آپؐ کے ہاتھ میں تھا آپؐ کعبہ کے دروازہ کی بلندی سے اپنے معبودوں کے بے گور و کفن لاشوں کے درمیان کھڑے مشرکین سے مخاطب ہوئے

- "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں
اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے
اور اس نے اپنے بندے کی مدد کی ہے
اور اس نے اکیلے دشمن کے لشکروں کو
شکست دی ہے
سن لو ہر موروثی استحقاق
خون اور مال کا ہر دعویٰ
میرے ان دو قدموں کے نیچے ہے
مگر بجز بیت اللہ کی کلید برداری
اور حاجیوں کو پانی پلانے کے اعزاز کے
جان لو کہ غلطی سے کیا گیا قتل
لاٹھی اور کوڑے سے کئے گئے
قتل عمد کے برابر ہے
اس کی دیت
سو اونٹ ہے جن میں چالیس گابھن اونٹنیاں ہوں

اے گروہ قریش!
اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت
اور آباؤ اجداد پر فخر و غرور
مٹا دیئے ہیں
سب لوگ آدمؑ سے ہیں
اور آدمؑ مٹی سے"

اس کے بعد آپؐ نے قرآن کریم کی آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اے لوگو!
ہم نے تمہیں ایک مرد
اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے
اور ہم نے تمہارے گروہ اور قبیلے بنائے
تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو
اللہ کے نزدیک تم میں سے
سب سے باعزت وہی ہے
جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو
بے شک اللہ جاننے والا
اور خبر رکھنے والا ہے" (13:49)

"جاؤ تم آزاد ہو"

مٹی اور پتھر کے معبودوں اور نخوت و نسل کے بتوں کے پجاری دور تک سر ڈالے کھڑے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "اے گروہ قریش تمہارے خیال میں تمہارے ساتھ میں کیا سلوک کرنے والا ہوں؟"

انہوں نے کہا "ہم خیر کا گمان رکھتے ہیں آپؐ کریم نبی، کریم بھائی اور کریم بھائی کے فرزند اور اختیار والے ہیں"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں وہی کچھ کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسفؑ نے کہا تھا آج تم پر کوئی گرفت نہیں اللہ تمہیں معاف فرمائے اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے جاؤ تم آزاد ہو"

رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے مکہ کا ایک مشرک بھی وہاں موجود تھا رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا "کیا تم فضالہ ہو؟"

"ہاں میں فضالہ ہوں" اس نے جواب دیا۔

"تم اپنے دل میں کیا سوچ رہے ہو؟" رسول اللہ نے پوچھا

"میں تو اللہ کا نام جپ رہا تھا اور تو کچھ نہیں سوچا"

"فضالہ اللہ سے مغفرت طلب کرو" رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا

پھر رسول اللہ ﷺ نے فضالہ کے سینے پر دست مبارک پھیرا وہ خنجر چھپائے اللہ کے رسولؐ کو قتل کرنے کا ارادہ لے کر آیا تھا اس کی کایا پلٹ گئی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اس کی تفصیل فضالہ نے ایک نظم میں بیان کی ہے۔

- "اس نے کہا آؤ باتیں کریں
میں نے کہا اللہ اور اسلام نے
تجھ سے باتوں سے منع کر دیا ہے
مکہ کی فتح کے دن
جب بت ٹوٹ کر گر رہے تھے
تو نے محمد (ﷺ) اور ان کی جماعت کو دیکھا ہوتا
تو تو جان جاتی کہ
اللہ کا دین واضح ہو گیا ہے
اور شرک نے سیاہ نقاب اوڑھ لی ہے"

نیکی اور وفا شعاری

رسول اللہ ﷺ حرم میں تشریف رکھتے تھے انصار مہاجرین اور مکہ کے قریش جمع تھے بیت اللہ کی کنجی آپؐ کے ہاتھ میں تھی سب منتظر تھے کہ آپؐ بیت اللہ کی کلید برداری کا شرف کسے عطا کرتے ہیں حاجیوں کو پانی پلانے کا منصب آپؐ کے اپنے خاندان کے پاس تھا۔ آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ اس منصب پر فائز تھے ان کی خواہش تھی کہ کلیدی برداری کا منصب بھی انہیں مل جائے انہوں نے خواہش ظاہر کی مگر اللہ کے رسولؐ نے کوئی توجہ نہ دی۔ حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا "یا رسولؐ اللہ پانی پلانے کا منصب ہمارے پاس ہے آپؐ کلید کعبہ کا منصب بھی ہمیں

عطا کر دیں"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عثمان بن طلحہ کہاں ہیں؟"
عثمان بن طلحہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔
آپؐ نے کعبہ کی کلید اسے عطا کر دی اور فرمایا "یہ لو اپنی کلید آج کا دن نیکی اور وفا شعاری کا دن ہے"

اذان اور دعا

نماز کا وقت ہوا تو آپؐ نے حضرت بلال ؓ سے فرمایا "اذان کہو۔"
حضرت بلال کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے جب آپؐ حدیبیہ کے معاہدہ کے بعد عمرہ کرنے آئے تھے تو بھی حضرت بلالؓ نے کعبہ کی چھت کے اوپر سے ہی اذان کہی تھی اور قریش کے معبودوں کے سروں پر کھڑے ہو کر اعلان کیا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اس وقت مشرک اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر مکہ سے نکل گئے تھے مگر آج وہ سب مکہ میں موجود تھے ان کے سردار حرم کعبہ میں بیٹھے تھے(17) نوجوان ارد گرد کھڑے دیکھ رہے تھے اور ان کے معبودوں سے حرم کو ہمیشہ کے لئے پاک کر دیا گیا تھا بیت اللہ کی چھت کے اوپر سے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی آواز وادی مکہ کے کوہ و دامن میں گونجنے لگی۔
قریش کے چند نوجوان ایک طرف کھڑے تھے وہ معبود جن سے وہ مرادیں مانگتے تھے صدیوں سے ان کی اجداد جن کی پوجا کرتے آئے تھے ملیامیٹ کر دیئے گئے تھے جس حرم کی پاسبانی اور مجاوری پر مکہ کے قریش کو فخر تھا ان سے چھن گئی تھیں انہیں اس کا دکھ تو تھا اور اللہ کے رسولؐ نے اعلان فرمایا دیا تھا کہ وہ سب آزاد ہیں ان پر کوئی گرفت نہیں وہ نوجوان اذان کی نقل اتارنے لگے اپنے دل کا دکھ کم کرنے کے لئے انہوں نے اسی انداز میں اذان کہی۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ان لڑکوں کو پیش کیا جائے" آپؐ نے ان کی آواز سن لی تھی۔ جب ان لڑکوں کو پیش کیا گیا تو آپؐ نے پوچھا تم میں سے کس کی آواز ہم تک پہنچی تھی انہوں نے اپنے میں سے ایک لڑکے کی طرف اشارہ کر دیا وہ سب خوفزدہ تھے آپؐ نے اس لڑکے کو روک لیا اور باقی سب کو چھوڑ دیا گیا وہ لڑکا آپؐ کے سامنے کھڑا کانپ رہا تھا آپؐ نے فرمایا "اذان کہو" اس نے ڈرتے ڈرتے اذان کہی۔
آپؐ نے اس کی پیشانی پر دست مبارک رکھ دیا پھر اس کے سینے پر ناف تک دست مبارک

پھیرتے ہوئے دعا کی "اللہ تجھے برکت سے نوازے"
پھر آپؐ نے اسے ایک تھیلی دی جس میں کچھ درہم تھے۔
اللہ کے رسولؐ کی دعا اور حسن سلوک کا فوری اثر ہوا اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔
اس کا نام ابو محذورہ تھا اس کی آواز بہت سریلی تھی اللہ کے رسولؐ نے اسے مکہ میں اذان کہنے پر مقرر فرما دیا۔ اپنی وفات تک ابو محذورہ مؤذن رہا۔ اس کی وفات کے بعد کئی نسلوں تک اس کی اولاد اذان کی وارث رہی اور لوگ اس کی آواز کی قسمیں اٹھانے لگے۔ ایک شاعر نے کہا۔

"قسم ہے
غلاف میں چھپے کعبے کے رب کی
اور ان سورتوں کی جو محمدؐ نے تلاوت کیں
اور ابو محذورہ کے نغمہ اذان کی
میں یہ کام ضرور کروں گا"

مکہ اور وادی مکہ میں دس ہزار اہل توحید جمع تھے ان میں سے بیشتر ایسے تھے جنہیں اسلام قبول کرنے کے بعد سے طواف کعبہ کی سعادت حاصل نہیں ہو سکی تھی۔ مکہ کے قریش نے مسلمانوں پر مکہ اور حرم کے دروازے بند کر رکھے تھے اب بیت اللہ پر سے قریش اور ان کے بتوں کا قبضہ اٹھ گیا تھا مسلمان وہ ساری رات بیت اللہ کا طواف کرتے رہے۔ اور اللہ کے حضور سجدوں میں مصروف رہے۔

مکہ کی حرمت

بنو خزاعہ کی بنو بکر سے دشمنی تھی قریش مکہ نے بنو بکر کے ساتھ مل کر خزاعہ کی بستی پر حملہ کیا تھا اس کے بہت سے لوگ قتل کر دیئے تھے اسی قتل عام کی وجہ سے حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا تھا اور اللہ نے قریش کی تدبیریں ناکام بنا دی تھیں اور مکہ کی فتح کی راہ ہموار ہو گئی تھی۔ بنو خزاعہ کے لوگ اللہ کے رسولؐ کے لشکر میں شامل تھے بنو بکر نے عکرمہ بن ابو جہل اور صفوان بن امیہ کے ساتھ مل کر حضرت خالدؓ بن ولید کے دستہ کا مقابلہ کیا تھا اور مار کھا کر پہاڑیوں کی طرف بھاگ گئے تھے ان کے پاس ہتھیار بھی تھے۔ بنو خزاعہ کو ان سے خطرہ ہو سکتا تھا اس لئے لشکر اسلام کے اپنی تلواریں نیاموں سے بند کر لینے کے بعد بھی بنو خزاعہ ہتھیاروں کے ساتھ مکہ اور وادی مکہ میں گھومتے پھر رہے تھے۔ دوسرے روز ایک خزاعی کو اپنے قبیلہ کے احمر نامی شخص کا قاتل ابن

اثوغ مل گیا خزاعی نے اسے قتل کر دیا اللہ کے رسول کو معلوم ہوا تو آپؐ نے حرم کعبہ میں خطبہ دیا اور فرمایا۔

❂ ''اے لوگو! اللہ نے جس روز زمین اور آسمان پیدا کئے تھے
اسی دن مکہ کو حرمت کی جگہ قرار دے دیا تھا
اس وقت سے یہ حرمت کی جگہ ہے
اور قیامت تک حرمت کی جگہ رہے گا
اس لئے کسی بھی ایسے آدمی کے لئے
جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے
یہ جائز نہیں کہ مکہ میں کسی کا خون بہائے
یا اس سے کوئی درخت کاٹے
مجھ سے پہلے مکہ کسی بھی شخص کے لئے حلال نہیں ہوا
نہ میرے بعد آنے والے کسی شخص کے لئے حلال ہو گا
میرے لئے بھی حلال نہیں ہوا
ہاں اس وقت کے لئے صرف اس وجہ سے کہ
مکہ والوں پر
اللہ کو اظہار غضب مقصود تھا
سن لو!
اس وقت کے بعد اس کی حرمت
کل کی طرح پھر لوٹ آئی
لہٰذا تمہیں چاہیے کہ
جو بھی یہاں موجود ہے
اور میری بات سن رہا ہے
وہ حقیقت کو ہر اس شخص تک پہنچا دے
جو یہاں موجود نہیں
پس تم سے جو یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں قتال کیا تھا
اس سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے

صرف اپنے رسولؐ کے لئے اسے حلال کیا تھا
تمہارے لئے حلال نہیں کیا
اے گروہ خزاعہ اب قتل سے اپنے ہاتھ اٹھا لو
قتل بہت ہو چکا ہے
اس میں کوئی نفع نہیں
تم نے ایک آدمی کو قتل کیا ہے
میں اس کی دیت دوں گا
میرے اس قیام کے بعد جو قتل کیا جائے
تو مقتول کے وارثوں کو
دو چیزوں میں حق ہو گا
اگر چاہیں تو قصاص لے لیں
اور چاہیں تو خون بہا لے لیں"
اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے مقتول کے وارثوں کو دیت ادا کر دی۔

بیعت کرنے والوں کا ہجوم

رسول اللہ ﷺ صفا کی بلندی پر تشریف فرما تھے آپؐ کے سامنے ذرا کم بلندی پر حضرت عمر فاروق ؓ بیٹھے تھے اور ان کے پاس اہل مکہ کا ہجوم تھا جو شب رفتہ مشرک اور انکار کرنے والے سوئے تھے اور صبح ہی اللہ کے رسولؐ کے دست مبارک پر بیعت کرنے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اپنے اپنے ایمان کامل کا اعلان کرنے حاضر ہو گئے تھے انہیں کسی نے مجبور نہیں کیا تھا ان کے پاس انفرادی یا اجتماعی طور پر کوئی اسلام کی دعوت پیش کرنے بھی نہیں گیا تھا یہ ان کا اپنا آزادانہ فیصلہ تھا انہوں نے اپنے آبائی معبودوں کی رسوائی اور اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کی سچائی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی تھی۔
سب سے پہلے حضرت عمرؓ ان سے عہد و پیمان پختہ کرتے تھے اس کے بعد وہ اللہ کی وحدنیت رسولؐ اللہ کی رسالت اور آپؐ کی اطاعت و فرمانبرداری اور جہاد پر بیعت کرتے تھے۔
حضرت مجاشع بن مسعود اپنے بھائی کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ آپؐ ہجرت پر اس سے بیعت لے لیں"

آپؐ نے فرمایا "ہجرت کا زمانہ تو مہاجرین کے ساتھ ختم ہو گیا اصحاب ہجرت تو اپنا ثواب لے چکے"
اس نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ آپؐ اس سے کس بات پر بیعت لیں گے؟"
رسولؐ اللہ نے فرمایا "اسلام اور ایمان اور جہاد پر"

بنت عتبہ

مردوں کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے خواتین سے بیعت لی جو خواتین اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان کا اظہار کرنے حاضر ہوئی تھیں ان میں ہندہ بھی تھی ابوسفیان کی بیوی جو کفر میں اپنے خاوند سے بھی آگے ہوتی تھی جس نے احد کے میدان میں اللہ کے رسولؐ کے چچا حضرت حمزہ ؓ کے اعضاء کاٹے تھے ان کا سینہ چاک کر کے کلیجہ چبایا تھا وہ اپنے جرم اور ماضی پر شرمندہ تھی اس نے اپنا چہرہ چھپایا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے پہلے حضرت عمر تشریف فرما تھے اور بیعت کے لئے آنے والوں تک اللہ کے رسولؐ کے فرمان اور اللہ کے رسولؐ تک ان کی باتیں پہنچا رہے تھے اور بیعت لے رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس امر پر عہد کرو کہ آئندہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گی"
خواتین نے عہد کیا کہ وہ آئندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔
رسول اللہ ﷺ نے خواتین سے فرمایا "نیز تم چوری نہیں کرو گی"
ہندہ بول پڑی "یا رسولؐ اللہ میرا خاوند بخیل ہے پورا خرچ نہیں دیتا میں گھر کے خرچ کے لئے اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے کچھ لے لیتی ہوں"
ابو سفیان بھی موجود تھا "تم نے میری اجازت کے بغیر جو کچھ لیا وہ تمہیں معاف کرتا ہوں"
رسولؐ اللہ مسکرائے "کیا تم ہندہ بنت عتبہ ہو؟"
"ہاں میں ہندہ بنت عتبہ ہوں یا رسولؐ اللہ پیچھے جو کچھ ہو چکا وہ معاف فرما دیں اللہ تعالیٰ آپؐ کو معاف فرمائے"
رسولؐ اللہ نے فرمایا "تم اپنے خاوند کے مال سے اپنی اور اپنے بچوں کی رواج کے مطابق ضروریات کیلئے لے سکتی ہو"
پھر رسولؐ اللہ نے حاضر خواتین سے فرمایا "اور زنا نہ کرنا"
ہندہ نے کہا "کوئی شریف عورت ایسی حرکت بھی کر سکتی ہے؟"
رسول اللہ نے فرمایا "عہد کرو کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی"

ہندہ بولی "ہم نے تو انہیں بچپن میں پالا پوسا اور آپؐ نے جنگ بدر میں انہیں قتل کر دیا اب آپؐ جانیں اور وہ جانیں"

اس کا جواب سن کر حضرت عمرؓ ہنس پڑے۔

رسول اللہ نے بھی تبسم فرمایا۔

جنگ بدر میں ابو سفیان کا بیٹا حنظلہ مارا گیا تھا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اور یہ کہ تم کسی پر بہتان نہ لگاؤ گی"

ہندہ نے کہا "بہتان بازی تو بہت بری بات ہے اور آپؐ ہمیں نیک باتوں اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں"

رسول اللہ نے فرمایا "اور یہ کہ کسی نیک کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گی"

ہندہ نے کہا "ہم اس مجلس میں آپؐ کی نافرمانی کا ارادہ اور خیال تک لے کر نہیں آئے"

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا "ان سے بیعت لے لو"

▪ بیعت کر چکی تو اللہ کے رسولؐ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔

اس روز جن خواتین نے بیعت کی ان میں حضرت علیؓ کی ہمشیرہ اُمِّ ہانی بنت ابی طالب، عمرو بن عبدود عامری کی بیوی اُمِّ حبیبہ بنت عاص بن امیہ، عتاب بن اسید کی پھوپھیاں اروئی بنت ابی العیص اور عاتکہ بنت ابی العیص اور مکہ کے قریش کے معزز گھرانوں کی اور بھی بہت سی خواتین شامل تھیں۔

رسول اللہ ﷺ خواتین سے دو طریقوں سے بیعت لیتے تھے۔ ایک طریقہ یہ تھا کہ آپؐ لمبے کپڑے کا ایک سرا پکڑ لیتے تھے اور دوسری طرف سے بیعت کرنے والی خواتین وہ کپڑا پکڑ لیتی تھیں۔ دوسرے طریقہ میں کسی برتن میں پانی ڈال کر آپؐ اپنا ہاتھ اس میں ڈال کر بھگو کر باہر نکال لیتے تھے اور وہ برتن خواتین کے حوالے کر دیتے تھے اور وہ باری باری اس میں اپنا ہاتھ بھگو کر نکال لیا کرتی تھیں۔

انصار کو خوف

مکہ وہ جگہ تھی جہاں اللہ کا گھر ہے وہ شہر تھا جہاں اللہ کے رسولؐ نے پرورش پائی تھی اپنی زندگی کے درجنوں سال گزارے تھے جہاں آپؐ کے اجداد کی وراثت اور سرداری کی یادیں تھیں آپؐ کا اپنا گھر تھا اپنے قبیلہ کے لوگ تھے جو جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے مدینہ کے

انصار نے سوچا کہیں اللہ کے رسولؐ مکہ ہی میں نہ رہ جائیں۔
رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر کھڑے دعائیں مانگ رہے تھے اور انصار آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے "کیا خیال ہے رسولؐ اللہ اپنے شہر میں ہی تو نہ رہ جائیں گے؟"
دعا سے فارغ ہو کر رسولؐ اللہ نے دریافت فرمایا "تم لوگوں نے آپس میں کیا بات کی ہے؟"
انصار نے ٹالنے کی کوشش کی مگر جب آپؐ نے اصرار فرمایا تو بتا دیا کہ وہ کیا سوچتے ہیں کیا کہہ رہے تھے۔
رسولؐ اللہ نے فرمایا "ایسا کبھی نہ ہو گا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسولؐ ہوں' میں نے اللہ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے' اب میری زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہو گی"
انصار مدینہ خوش ہو گئے ان کے دلوں پر سے تشویش اور خوف کے جالے صاف ہو گئے۔

صبر کرنے والے

رسول اللہ ﷺ حرم میں کھڑے تھے حضرت ابو احمر بن جحش کچھ کہنے کے لئے اٹھے آپؐ نے انہیں بلایا اور آہستہ سے کچھ کہا وہ خاموش ہو گئے بنو احمر کی ہجرت کے بعد ابو سفیان نے ان کا گھر چار سو درہم میں بیچ دیا تھا اور وہ اپنے گھر کے بارے میں اللہ کے رسولؐ سے عرض کرنے اٹھے تھے ابو احمر سے پوچھا گیا "رسولؐ اللہ نے تم سے کیا فرمایا ہے؟"
ابو احمر نے بتایا "رسولؐ اللہ نے فرمایا ابو احمر اگر تو صبر کرے تو یہ تیرے لئے بہتر ہو گا اس کے بدلے میں تمہیں جنت میں ایک گھر مل جائے گا"
"پھر تم نے کیا کہا؟"
میں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں صبر کروں گا"
سارے ہی مہاجرین اپنے گھر اور املاک مکہ میں چھوڑ گئے تھے بعض نے اللہ کے رسولؐ سے اپنے گھروں کی واپسی کیلئے عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا "تمہارا جو مال اللہ کی راہ میں چلا گیا ہے مجھے اس کی واپسی پسند نہیں"
اس کے بعد کسی بھی مہاجر نے اپنے چھوڑے ہوئے گھر کی واپسی کے لئے درخواست نہیں کی۔

اللہ کے مجرموں سے سلوک

مکہ میں اللہ کے دشمن تو بہت تھے سارے ہی بت پرست اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ

کے دشمن تھے لیکن اللہ کے کچھ دشمن ایسے بھی تھے جن کے جرائم بہت سنگین تھے جب کوئی شخص اللہ کے رسولؐ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو وہ اللہ اور اس کے دین کی توہین کرتا ہے اللہ کے دین کی سب ماننے والوں کی توہین کرتا ہے اس لئے اس کا جرم بہت سنگین ہو جاتا ہے اللہ کے رسولؐ نے فتح مکہ کے روز بعض ایسے مجرموں کے خلاف سخت اقدام کا حکم دیا تھا(18)

عبداللہ بن خطل: اللہ کے رسولؐ نے حکم دیا کہ عبداللہ بن خطل جہاں بھی ملے قتل کر دیا جائے۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ وہ تو کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسے وہیں قتل کر دیا جائے۔ حضرت سعدؓ بن حریث اور ابو برزہ اسلمیؓ نے اللہ کے اس دشمن کی گردن اڑا دی عبداللہ بن خطل مرتد تھا' قاتل تھا اور اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کی توہین کیا کرتا تھا۔

اس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا تو اللہ کے رسولؐ نے اسے عامل مقرر کر دیا اور صدقات وصول کرنے بھیجا ایک صحابی اور ایک غلام کو اس کے ہمراہ کر دیا اس نے کھانا پکانے میں تاخیر پر غلام کو قتل کر دیا اور صدقہ کے اونٹ اور مال لے کر مکہ بھاگ گیا تھا وہاں وہ اللہ کے رسولؐ کے خلاف شعر کہتا تھا اور اس کی لونڈیاں اس کے لکھے شعر قریش کی مجلسوں میں گایا کرتی تھیں۔

قرتنیٰ اور قریبہ: عبداللہ بن خطل کی دو لونڈیاں تھیں وہ دونوں قریش کی محفلوں میں ناچ گا کر اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کے خلاف ہجویہ شعر گایا کرتی تھیں ان میں سے ایک قتل کر دی گئی دوسری نے امن اور معافی کی درخواست کی۔ اللہ کے رسولؐ نے اسے معاف کر دیا وہ مسلمان ہو گئی۔

عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح: یہ حضرت عثمان ؓ کا رضاعی بھائی تھا اور اسلام کے بعد مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا تھا فتح مکہ کے دن چھپ گیا پھر حضرت عثمانؓ سے پناہ کی درخواست کی رسولؐ اللہ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے تو حضرت عثمانؓ نے عرض کیا " یا رسولؐ اللہ عبداللہ حاضر ہے اس سے بیعت لے لیں"

رسولؐ اللہ نے توقف کیا اور خاموش رہے۔

حضرت عثمانؓ نے بار بار درخواست کی تو آپؐ نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح سے بیعت لے لی۔

رسولؐ اللہ نے صحابہ سے فرمایا "تم میں کوئی اتنا عاقل نہیں تھا کہ جب میں نے عبداللہ سے بیعت لینے سے توقف کیا اور ہاتھ روک لیا تھا تو اسے قتل کر دیتا"

صحابہ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ آپ ہمیں اشارہ کر دیتے"

رسول اللہ نے فرمایا "اللہ کے نبی کیلئے اشارہ بازی زیبا نہیں"

حویرث بن نقید: بد زبان شاعر تھا داد کی خاطر اللہ کے رسولؐ اور دین اسلام کے خلاف نظمیں لکھ کر گایا کرتا تھا۔ حضرت علیؓ نے اسے قتل کر دیا۔

سارہ: بنو ہاشم کی باندی جو مدینہ میں اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں مدد کی درخواست لے کر حاضر ہوئی تھی اور آپؐ نے اس کی مدد فرمائی تھی واپسی پر حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا قریش کے لئے خط بالوں میں چھپا کر لے جا رہی تھی کہ اللہ نے اپنے رسولؐ کو اس کی خبر کر دی تھی اور حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے جان کی سلامتی کے وعدے پر اس سے وہ خط حاصل کر لیا تھا۔

اس کے بارے میں روایات میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں مسلمان ہو گئی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ تک زندہ تھی۔ بعض کے مطابق اسے بھی قتل کر دیا گیا تھا۔

مقیس بن صبابہ: یہ بھی قاتل اور مرتد تھا ایک غزوہ میں غلطی سے اس کا بھائی ایک انصاری کے ہاتھوں مارا گیا تھا مقیس نے اسلام کا دعویٰ کر کے اپنے بھائی کی دیت کا دعویٰ پیش کیا تو اللہ کے رسولؐ نے اس کے بھائی کی دیت ادا کر دی تھی دیت وصول کرنے کے باوجود مقیس نے اس انصاری کو قتل کر دیا تھا اور مکہ بھاگ آیا تھا۔

فتح مکہ کے روز بازار میں جاتا ہوا گرفتار ہوا اور مارا گیا۔

عکرمہ بن ابوجہل: اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کے سب سے بڑے دشمن ابوجہل کا بیٹا عکرمہ کوہ خندمہ پر شکست کھا کر بھاگ گیا تھا اس کی بیوی رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عکرمہ کے لئے معافی کی درخواست کی اللہ کے رسولؐ نے اسے امان دے دی اس کی بیوی خوشخبری لے کر تلاش میں نکلی تو وہ ساحل سمندر پر مل گیا وہ یمن کے لئے کشتی پر سوار ہونے کو تھا اس کی بیوی اُمّ جمیل نے کہا "ابن عم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال سب سے بہتر نیکو کار اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے نے تجھے امان دے دی ہے"

رسولؐ اللہ کو عکرمہ کی آمد کی خبر ملی تو آپؐ نے فرمایا "عکرمہ تمہارے پاس آنے والا ہے اس کے باپ کو برا نہ کہنا مردہ کو برا کہنے سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے"

عکرمہ کی بیوی بھی اس کے ساتھ تھی اس نے نقاب اوڑھ رکھی تھی۔ عکرمہ نے کہا "اس عورت نے مجھے بتایا ہے کہ آپؐ نے مجھے امان دے دی ہے"

رسول اللہ نے فرمایا "اس نے سچ کہا"

عکرمہ نے کہا "آپؐ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟"
رسولؐ اللہ نے فرمایا "شہادت دو کہ اللہ ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو"
عکرمہ نے عرض کیا "یہ دعوت تو خیر ہی خیر ہے اس سے خوبصورت اور کیا بات ہو سکتی ہے یا رسولؐ اللہ نبوت کے اعلان سے پہلے بھی آپؐ اپنی قوم میں سب سے زیادہ سچ بولنے والے اور صلہ رحمی کرنے والے تھے سب سے نیکو کار تھے"
عکرمہ نے کلمہ پڑھا اور مسلمان امت میں شامل ہو گیا اور عرض کیا "دعا فرمائیں آپؐ سے میری سب عداوتوں کی معافی مل جائے"
رسولؐ اللہ نے دعا کی "اے میرے رب عکرمہ کو میرے ساتھ سب عداوتیں معاف کر دے اس نے اپنی زبان سے مجھے جو اذیت پہنچائی وہ بھی اسے بخش دے"
ہبار بن الاسود: رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب مکہ سے مدینہ کے لئے روانہ ہوئی تھیں تو جن اوباشوں نے ان کا تعاقب کیا تھا ان میں ہبار بن الاسود بھی تھا اس نے اونٹ کو نیزہ مارا تو حضرت زینبؓ پتھر پر گر گئی تھیں اور ان کا حمل ضائع ہو گیا تھا اور اسی مرض سے وہ فوت ہو گئی تھی. رسولؐ اللہ نے اس کو قتل کر دینے کا حکم دیا تھا اور وہ بھاگ کر کہیں چھپ گیا.
رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس جعرانہ آئے تو ہبار آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا صحابہ میں سے کسی نے کہا "یا رسولؐ اللہ یہ ہبار بن الاسود ہے"
آپؐ نے فرمایا "میں نے دیکھ لیا"
ایک صحابی اس کو قتل کرنے کو اٹھا تو آپؐ نے اسے روک دیا اور فرمایا "بیٹھ جاؤ"
ہبار نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ آپؐ پر سلام"
پھر اس نے کلمہ پڑھا اللہ کی وحدنیت اور رسولؐ اللہ کی رسالت کی گواہی دی اور مسلمان ہو گیا اس نے درخواست کی "اے اللہ کے رسولؐ مجھ سے جو غلطیاں ہوئیں وہ درگزر فرمائیں میری جن باتوں سے آپؐ کو اذیت پہنچی وہ معاف فرما دیں میں اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتا ہوں برے کاموں کا اقرار کرتا ہوں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں میں نے عجمیوں کے ملک بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا تو مجھے آپؐ کی عنایات عفو و درگزر اور صلہ رحمی کا خیال آیا ہم مشرک تھے آپؐ کی وجہ سے اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہے اور ہلاکت سے بچا لیا ہے"

اللہ کے رسولؐ نے فرمایا "میں نے تجھے معاف کیا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اسلام کی طرف ہدایت دی اسلام سابقہ گناہوں کو ملیا میٹ کر دیتا ہے"

کعب بن زہیر المزنی: اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کے خلاف شعر کہنے والوں میں کعب بن زہیر بھی تھا اس کا بھائی بجیر مسلمان ہو گیا تو کعب اس کی مذمت میں بھی شعر کہنے لگا اللہ کے رسولؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو وہ بھاگ گیا اس کے بھائی بجیر نے اسے معافی مانگنے کو لکھا تو قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کے پاس گیا جو اسے مدینہ لے آیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے درخواست کی کہ کعب کو معافی دلا دیں صدیق اکبرؓ اسے رسولؐ اللہ کے پاس لے گئے اور کہا "یا رسولؐ اللہ کعب بیعت کیلئے حاضر ہوا ہے"

رسولؐ اللہ نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

بیعت کے بعد کعب بن زہیر نے ایک قصیدہ پیش کیا جو "بَانَتْ سُعَاد" کے نام سے مشہور ہوا۔ رسولؐ اللہ نے اسے اپنی چادر انعام میں عطا کی کعب نے وہ چادر عمر بھر پاس رکھی کہتے ہیں اس کی وفات کے بعد وہ چادر امیر معاویہؓ نے بیس ہزار درہم میں اس کے وارثوں سے خرید لی تھی ان کے بعد جو بھی بادشاہ بنتا اسے وہ چادر اوڑھائی جاتی تھی۔

عبداللہ بن زبعریٰ: یہ بھی اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کا دشمن شاعر تھا فتح مکہ کے دن بھاگ گیا کچھ عرصہ نجران میں رہا پھر اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں پیش ہو گیا اسلام لایا اور معذرت کرتے ہوئے کہا:

- "یا رسولؐ اللہ
  اپنی ہلاکت اور گمراہی کے زمانہ میں
  میں نے آپؐ کو نقصان پہنچایا
  میری زبان اس کی تلافی کرے گی۔
  میں اپنے گوشت اور پوست سمیت
  اللہ پر ایمان لے آیا ہوں
  میرا دل گواہی دیتا ہے
  کہ آپؐ نذیر ہیں"

حارث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ: حارث بن ہشام ابوجہل کا بھائی تھا اور زہیر بن ابی امیہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بھائی دونوں اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ

کے دشمن تھے۔ حارث بدر کے میدان سے بھی بھاگ آیا تھا اور قریش کو ابوجہل کا انتقام لینے پر آمادہ کیا کرتا تھا فتح مکہ کے روز حارث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ دونوں نے بھاگ کر اُمّ ہانی کے ہاں پناہ لی تھی۔ اُمّ ہانی نے درخواست کی تو اللہ کے رسولؐ نے ان دونوں کو پناہ دے دی حضرت علی انہیں قتل کرنا چاہتے تھے۔

ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی: یہ اُمّ ہانی کا خاوند تھا شاعر تھا اور اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کی شان میں گستاخانہ شعر کہا کرتا تھا فتح مکہ کے دن بھاگ کر نجران پہنچ گیا جب اُمّ ہانی کے مسلمان ہونے کی خبر ملی تو اس نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

"اگر تو محمد (ﷺ) کے دین کے تابع ہو گئی ہے
اور اس طرح تیری طرف سے
صلہ رحمی کے رشتہ نے
صلہ رحمی کا رشتہ ختم کر دیا ہے تو
تو دور دراز کسی گول گول کنکریوں والی
غبار آلود پہاڑی پر چلی جا
جس پر نمی کا نام تک نہ ہو"

ہبیرہ بن ابی وہب نجران میں کفر کی حالت میں ہی مر گیا۔

صفوان بن امیہ: حضرت خالدؓ بن ولید کے دستہ کے مقابلہ میں شکست کے بعد صفوان بن امیہ بھی بھاگ گیا تھا اس کا چچا زاد عمیر بن وہب اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا صفوان کے لئے امن کی درخواست کی آپؐ نے اس کی درخواست قبول فرمالی تو عمیر نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ کوئی نشانی عطا فرمادیں جسے دکھا کر میں اسے یقین دلا سکوں"

رسولؐ اللہ نے اپنی چادر عنایت فرما دی۔ عمیر جدہ گیا اور صفوان کو ساتھ لے آیا صفوان نے عرض کیا "اے محمدؐ یہ شخص کہتا ہے کہ آپؐ نے مجھے امن دے دیا ہے"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "اس نے تجھے سچ بتایا"

صفوان نے عرض کیا "دین کے بارے میں مجھے سوچنے کے لئے دو ماہ کی مہلت دیں"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "میں نے تجھے چار ماہ کی مہلت دی"

سہیل بن عمرو: خطیب قریش سہیل بن عمرو بھی حضرت خالدؓ بن ولید کے دستہ کا مقابلہ کرنے والوں میں تھا شکست ہوئی تو بھاگ کر چھپ گیا اس کا بیٹا عبداللہ مسلمان تھا جو بدر کے میدان میں

مشرکین کے لشکر سے بھاگ کر اللہ کے لشکر میں شامل ہو گیا تھا اس نے اللہ کے رسولؐ سے اپنے باپ کے لئے امان کی درخواست کی تو رسولؐ اللہ نے فرمایا "اس کے لئے امن ہے اسے کھو سامنے آئے چھپنے کی ضرورت نہیں"

عبداللہ اپنے باپ کو امن کی خبر دینے چلے گیا تو رسولؐ اللہ نے صحابہ سے فرمایا "جو کوئی سہیل بن عمرو کو ملے اسے کڑوی نظروں سے نہ دیکھے زندگی کی قسم سہیل عاقل اور شریف ہے ایسا شخص زیادہ عرصہ اسلام سے دور نہیں رہ سکتا"

عبداللہ ﷜ نے اپنے باپ کو امن کی خبر دی تو اس نے کہا "اللہ کی قسم وہ چھوٹی عمر میں بھی احسان کرنے والے تھے اور بڑی عمر میں بھی احسان کرنے والے ہیں"

سہیل بن عمرو اپنے آبائی دین پر رہا اس نے اللہ کے رسولؐ کے لشکر کے ساتھ غزوہ حنین اور طائف تک کا سفر کیا۔

ابو لہب کے بیٹے

رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا عباسؓ سے کہا "ابو لہب کے بیٹے عتبہ اور معتب مجھے کہیں دکھائی نہیں دیتے تمہارے وہ دونوں بھتیجے کہاں ہیں؟"

حضرت عباسؓ نے عرض کیا "جو مشرک بھاگ گئے ہیں وہ دونوں بھی ان کے ساتھ کہیں دور نکل گئے ہیں"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "ان دونوں کو میرے پاس لاؤ"

حضرت عباس ﷜ انہیں ڈھونڈنے نکل پڑے وہ دونوں عرنہ میں مل گئے عباسؓ ان دونوں کو مکہ لے آئے اور اللہ کے رسول ﷺ کے حضور پیش کر دیا۔ رسولؐ اللہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی وہ دونوں بھائی مسلمان ہو گئے اور رسولؐ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کی آپؐ ان دونوں کے ہاتھ پکڑ کر باب کعبہ کے قریب ملتزم پر تشریف لے گئے اور دیر تک دعا مانگتے رہے واپس آئے تو آپؐ بہت خوش تھے۔

حضرت عباسؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ آپؐ کو اللہ ہمیشہ خوش رکھے میں آپ کا چہرہ مسرور دیکھتا ہوں"

آپؐ نے فرمایا "اپنے رب سے میں نے دعا کی تھی کہ وہ مجھے میرے چچا کے دونوں بیٹے عتبہ اور معتب عطا کر دے اللہ نے میری دعا قبول کر لی اور یہ دونوں مجھے ہبہ کر دیئے ہیں"

بتوں کا صفایا

اللہ کا گھر تو بتوں سے پاک ہو گیا تھا مکہ کے سرداروں کے دلوں میں پیوست فخر اور نخوت کے بت بھی ٹوٹ رہے تھے لیکن بہت سے گھروں میں چھوٹے موٹے گھریلو استعمال کے معبود اور بت ابھی باقی تھے اللہ کے رسولؐ نے مکہ میں منادی کرا دی "جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے گھر میں کوئی بت نہ رہنے دے"

جن لوگوں کے دلوں کے بت خانے اسلام کے نور سے روشن ہو گئے تھے انہوں نے اپنے گھریلو معبود اور بت بھی توڑ دیئے بتوں کے سب سے بڑے محافظ ابو سفیان کی بیوی ہند کے ہاتھ میں کلہاڑا تھا وہ اپنے محبوب بت پر وار کر رہی تھی اور "تیری وجہ سے ہم نے دھوکہ کھایا" کہہ رہی تھی۔

اللہ نے عزیٰ کو ذلیل کر دیا

حرم مکہ اور اہل مکہ کے دلوں اور گھروں کو بتوں سے پاک صاف کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے نواح مکہ کے بت اور بت خانے نابود کرنے کے لئے مسلح دستے بھیجے عزیٰ بنو کنانہ اور بنو مضر کا خصوصی بت تھا اس کا بت خانہ نخلہ کے مقام پر تھا۔ حضرت خالد بن ولید تیس سواروں کا دستہ لے کر نخلہ پہنچے تو مجاور نے اپنی تلوار عزیٰ کی گردن سے لٹکا دی اور بت خانہ چھوڑ کر بھاگ گیا وہ چلا رہا تھا۔

○ "یا عزیٰ خالد پر شدید وار کر
آج اپنی نقاب الٹ دے
آستین چڑھا لے
اور ایسا وار کر جو خطا نہ جائے
یا عزیٰ آج تو نے خالد کو قتل نہ کیا
تو اس گناہ کا بوجھ
تیری اپنی گردن پر ہی ہو گا"

حضرت خالدؓ نے عزیٰ کے ٹکڑے کر دیئے اس کا آستانہ مسمار کر دیا خزانہ اٹھا لیا وہ عزیٰ پر ضربیں لگا رہے تھے اور کہتے جاتے تھے۔

۞ "یا عزیٰ میں تیرا انکار کرتا ہوں
اور تیری پاکیزگی بیان نہیں کرتا
میں دیکھتا ہوں
کہ اللہ نے تجھے ذلیل کر دیا ہے"

سواع بھی ٹکڑے ٹکڑے

حضرت عمروؓ بن عاص قبیلہ ہذیل کے بت سواع کو توڑنے پہنچے تو مجاور نے پوچھا "کس ارادہ سے آئے ہو؟"
حضرت عمروؓ بن عاص نے کہا "اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ سواع کو نابود کر دو"
مجاور نے کہا "سواع اپنا دفاع کرے گا اور تم کامیاب نہیں ہو سکو گے"
حضرت عمروؓ بن عاص نے سواع ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اس کے مجاور کھڑے دیکھتے رہ گئے۔

منات کی بربادی

رسولؐ اللہ نے حضرت سعدؓ بن زید اشہلی کو منات کا بت اور بت خانہ برباد کرنے بھیجا ان کے ساتھ بیس سوار تھے۔ منات کا بت خانہ مشلل کے مقام پر تھا یہ بنی غسان کا خاص بت تھا۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے مدینہ کے اوس اور خزرج بھی اسی کی پوجا کیا کرتے تھے۔ حضرت سعد اور ان کے ساتھیوں کو دیکھ کر منات کے مجاور نے کہا "تم جانو اور منات جانے میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا"
حضرت سعدؓ نے آگے بڑھ کر اس منات کے ٹکڑے کر دیئے جس کی صدیوں تک اس کے اپنے آباء و اجداد نے پوجا کی تھی۔

بنو جزیمہ کا معاملہ

مکہ مکرمہ کے قریب قبیلہ کنانہ کی ایک ذیلی شاخ بنو جزیمہ آباد تھی۔ رسولؐ اللہ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو ساڑھے تین سو کے لشکر کے ساتھ بنو جزیمہ کو اسلام کی دعوت دینے بھیجا لشکر میں انصار اور مہاجرین کے علاوہ قبیلہ سلیم بن منصور اور مدلج بن مُرّہ کے لوگ بھی شامل تھے۔ حضرت خالدؓ بنو جزیمہ کے مسکن کے قریب پہنچے تو انہوں نے ہتھیار اٹھا لئے۔

حضرت خالدؓ بن ولید نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور کہا کہ سب لوگ مسلمان ہو چکے ہیں تم بھی اسلام قبول کر لو بنو جزیمہ کے لوگوں میں ہتھیار رکھنے کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا آخر انہوں نے باہمی فیصلہ کے بعد ہتھیار رکھ دیئے اور بلند آواز میں صبانا صبانا (ہم نے دین چھوڑ دیا ہم نے اپنا دین چھوڑ دیا) چلانے لگے۔ حضرت خالدؓ اس کا مطلب نہ سمجھ سکے یا اسے ناکافی سمجھ کر ان کو قیدی بنانے کا حکم دے دیا۔ ایک ایک قیدی ہر مجاہد کے سپرد کر دیا گیا۔ اگلے روز حضرت خالدؓ نے حکم دیا کہ سب مجاہد اپنا اپنا قیدی قتل کر دیں انصار اور مہاجرین نے اپنے قیدی قتل کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور خالدؓ بن ولید میں اس مسئلے پر تکرار بھی ہوئی بنو سلیم نے اپنے قیدی قتل کر دیئے۔

رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپؐ نے حضرت علیؓ کو بھیجا انہیں بہت سا مال دیا اور بنو جزیمہ کے مقتولوں کی دیت ادا کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے سب کی دیت ادا کر دی ان کا مال و اسباب بھی واپس دلا دیا سب نقصان پورا ہو جانے کے بعد جو رقم بچ گئی وہ بھی انہیں دے دی اور کہا "یہ مال میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے احتیاطاً" تمہارے حوالے کرتا ہوں تاکہ جس نقصان کا تمہیں علم نہ ہو اس کا معاوضہ بھی ادا ہو جائے"

واپس مکہ آ کر حضرت علیؓ نے رسولؐ اللہ کو اس کے بارے میں بتایا تو آپؐ نے فرمایا "تم نے ٹھیک کیا"

اس کے بعد رسولؐ اللہ نے کعبہ کے رخ دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر تین دفعہ فرمایا "یا اللہ میں خالد کے معاملہ سے بری ہوں"

امیر لشکر حضرت خالد اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان اس معاملہ میں تکرار کا سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "خالد میرے صحابہ کے بارے میں کچھ کہنے سے باز رہو خدا کی قسم اگر تم اللہ کی راہ میں جبل احد کے برابر سونا خرچ کر دو تب بھی تم میرے ایک صحابی کے صبح و شام کے سفر کے اجر کو نہیں پا سکتے۔"

رسولؐ اللہ نے نواح مدینہ کے دیگر مشرک قبائل کی طرف بھی تبلیغی وفود بھیجے۔

رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی

رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے دوران بنو مخزوم کی فاطمہ نامی خاتون نے چوری کر لی معاملہ کھل گیا تو اس کے گھر والوں نے حضرت اسامہؓ بن زید سے کہا کہ وہ اللہ کے رسولؐ سے اس عورت کی سفارش

کر دیں. وہ اللہ کے رسولؐ کی حضرت اسامہؓ بن زید پر شفقت اور پیار سے واقف تھے. حضرت اسامہؓ بن زید نے اللہ کے رسولؐ سے بات کی تو آپؐ کے چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا' آپؐ نے فرمایا "تو مجھ سے اللہ کی حدود اور احکام شریعت کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟"
حضرت اسامہؓ بن زید نے درخواست کی "یا رسولؐ اللہ دعا فرمائیں میری یہ خطا معاف کر دی جائے"
اس شام اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام سے خطاب فرمایا اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہا "اے لوگو تم سے پہلے بعض قومیں اس لئے برباد ہو گئیں کہ ان میں سے جب کوئی امیر اور بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو وہ اسے سزا نہیں دیا کرتے تھے اور چھوڑ دیتے تھے لیکن جب کوئی غریب اور مفلس چوری کرتا تھا تو اس پر فوراً حد جاری کر دیتے تھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا"
پھر اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا.
اس کی توبہ کے بعد شادی ہو گئی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "وہ جب بھی کوئی حاجت لے کر میرے پاس آتی تو میں اس کی ضرورت اللہ کے رسولؐ کے سامنے پیش کر دیا کرتی تھی."

رسول اللہ ﷺ کا معجزہ

مکہ مکرمہ اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے فتح کیا اور اہل مکہ کے دل آپؐ نے حسن سلوک ایثار صلہ رحمی اور پیغمبرانہ تدبر اور شفقت سے مسخر کر لئے. آپؐ نے کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا کسی کی توہین نہیں کی اور کسی کا دل نہیں دکھایا مکہ میں شاید ہی کوئی ایسا فرد ہو گا جس نے آپؐ کو اذیت نہ پہنچائی ہو شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو گا جس نے اپنی توانائیاں اور مال و دولت آپؐ کی ذات سے عداوت اور دشمنی میں ضائع نہ کئے ہوں لیکن آپؐ نے کسی سے اس کی دشمنی اور عداوت کے بارے میں ایک لفظ تک نہیں کہا' آپؐ کے پیش نظر اپنی ذات نہیں تھی وہ مشن تھا جس کے لئے اللہ نے آپؐ کو منتخب فرمایا تھا اس مشن کی تکمیل میں آپؐ اس شہر اور اس کے باسیوں کو بھی شامل کرنا چاہتے تھے جس میں اللہ کا اپنا گھر ہے اور جو اسلام کا مرکز بن گیا تھا اپنے حسن سلوک سے اللہ کے رسولؐ نے اللہ کے گھر کے پڑوسیوں کو اللہ کے گھر کی پاسبانی میں شامل کر لیا. تاریخ عالم میں کسی فاتح' کسی بادشاہ اور کسی شہنشاہ سے کبھی ایسا نہ ہو سکا جو اللہ کے

رسولؐ نے فتح مکہ کے بعد کر دکھایا۔ ایسا معجزہ اللہ کا رسولؐ ہی دکھا سکتا تھا' تاریخ عالم میں خون بہائے بغیر کسی فاتح کو ایسی فتح کبھی بھی نصیب نہیں ہوئی جو اللہ نے اپنے رسولؐ کو عطا کر دی تھی۔
دنیا کی تاریخ میں ایسی ایک بھی مثال نہیں ملتی کہ کسی فاتح نے اپنے دشمنوں کے سب سے بڑے گڑھ پر قبضہ کیا ہو اور ان سے انتقام نہ لیا ہو اور ان کا قتل عام نہ کیا ہو اللہ کے رسولؐ نے نہ کسی کو قتل کیا نہ کسی کو قیدی بنایا نہ کسی کا مال قبضہ میں لیا اور نہ ہی مفتوحین سے تاوان جنگ وصول کیا بلکہ انہیں اپنے پاس سے ہی دیا ان سے اپنے اور اپنے ساتھی مہاجرین کے گھروں اور املاک کے بارے میں پوچھا تک نہیں اپنا اجر اپنے اللہ پر چھوڑ دیا اپنے صحابہ کو بھی اپنے مال کا اجر اپنے اللہ سے وصول کرنے کا مشورہ دیا۔
ایسا معجزہ اللہ کا رسولؐ ہی دکھا سکتا تھا۔

حواشی / حوالہ جات

1- W.M. Watt, Muhammad at Madina, Oxford University Press, Karachi, 1994, P-83.

2- (الف) ابن سعد' طبقات حصہ اول' کراچی 1987ء صفحہ 427

(ب) عروہ بن زبیر' مغازی رسولؐ اللہ' ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 1990ء صفحہ 213

(ج) ابن کثیر' سیرت النبی' جلد دوم' مکتبہ قدوسیہ لاہور' صفحہ 367

3- ابن سعد نے (طبقات حصہ اول صفحہ 427) نوفل کے ساتھ مل کر خزاعہ پر حملہ کرنے والوں میں قریش کے ان ہی تین سرداروں کے نام بتائے ہیں لیکن بعض دیگر روایات کے مطابق بنو خزاعہ پر حملہ کرنے والوں میں عکرمہ بن ابو جہل اور سہیل بن عمرو بھی شامل تھے۔

4- ابن سعد' طبقات حصہ اول' کراچی 1987ء صفحہ 427

5- سیرت اور تاریخ کی اکثر کتابوں میں رسولؐ اللہ کی طرف سے قریش مکہ کو تین تجاویز ارسال فرمانے اور قرظہ بن عبد عمرو کے مشورہ پر قریش کے حدیبیہ کا معاہدہ ختم کر دینے کا ذکر نہیں ملتا۔ شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ زرقانی نے ابن عائذ کے سفاری کے حوالے سے یہ تفصیل بیان کی ہے (سیرت النبی جلد اول الفیصل لاہور 1991ء صفحہ 306) ابوالکلام آزاد نے بھی رسول رحمت میں (صفحہ 430' 431) ان شرائط کی تفصیل دی ہے۔ محمد کرم شاہ الازہری نے بھی یہ تفصیل درج کی ہے مگر حوالہ نہیں دیا کہ کس ماخذ سے انہوں نے یہ تفصیل لی ہے (ضیاء النبی جلد چہارم صفحہ 410' 411)۔ اکرم ضیاء العمری نے بھی لکھا ہے کہ بعض روایات کے مطابق رسول اللہ نے قریش مکہ کو یہ تینوں شرائط ارسال فرمائی تھیں اور کہا تھا کہ ان میں سے جو ایک وہ چاہیں پسند کر لیں اور انہوں نے حدیبیہ کا معاہدہ ختم کر دینے کا اعلان کر رہا تھا۔

(Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-II, P-153)

6- محمد اکرم شاہ الازہری بحوالہ مقریزی' ضیاء النبی جلد چہارم' صفحہ 411

7- واقدی نے مدینہ میں ابو سفیان کے قیام مذاکرات اور تجدید عہد کی جو تفاصیل بیان کی ہیں وہ دیگر ماخذ سے مختلف ہیں حضرت علی کے ہاں رات بسر کر کے اگلی صبح رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی یہ تفاصیل واقدی کے مغازی الرسول سے لی گئی ہیں۔ دیکھیں صفحہ 325

8- ابن کثیر' سیرت النبی جلد دوم' مکتبہ قدوسیہ لاہور' صفحہ 393

9- رسولؐ اللہ مکہ کے لئے کب روانہ ہوئے؟ روایات مختلف ہیں زہری نے سعید بن مسیب سے بیان کیا ہے "معلوم نہیں رسول اللہ شعبان کے آخری ایام میں روانہ ہوئے اور رمضان شروع ہو گیا یا رمضان میں سفر کا آغاز کیا" لیکن ایک بات پر سب کا اتفاق ہے یہ ہے کہ جب آپؐ قدید اور عسفان کے درمیان کدید کے مقام پر پہنچے تو آپؐ روزہ سے تھے اگر آپؐ کے اس فرمان کو سامنے رکھا جائے جس میں آپؐ نے فرمایا تھا "جو لوگ اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں وہ ماہ رمضان میں مدینہ پہنچ جائیں" (ضیاء النبی جلد چہارم صفحہ 422) تو صاف ظاہر ہے کہ لشکر اسلام جب ماہ رمضان میں جمع ہوا تھا تو شعبان میں

کس طرح روانہ ہو سکتا تھا اس کے علاوہ اکثر روایات کے مطابق بھی لشکر کی روانگی ماہ رمضان میں ہی ہوئی تھی جن میں تین روایات تو ابن عباس سے بخاری نے درج کی ہیں۔ ابن اسحاق اور ابن سعد نے بھی مدینہ سے لشکر اسلام کی روانگی ماہ رمضان میں ہی لکھی ہے اس سے ■ روایت بھی غلط ثابت ہو جاتی ہے جس مین کہا گیا ہے کہ مکہ 2 رمضان کو فتح ہوا تھا۔ اب رہی یہ بات کہ رسولؐ اللہ کس تاریخ کو روانہ ہوئے تھے؟ امام بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری کی اس روایت کو اہمیت دی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ رسول اللہ 2 رمضان کو مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ امام احمد نے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔ صحیحین میں عبدالرزاق کی سند سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ 13 رمضان کو مکہ پہنچے تھے اگر مدینہ اور مکہ کا درمیانی فاصلہ سامنے رکھا جائے تو مدینہ سے چل کر پیدل لشکر مکہ تک دس دن ہی لیتا ہو گا اور ایک دن کے قیام کے بعد اگلے روز آپ شہر مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے 17 رمضان کو مکہ فتح کیا تھا اگر آپ 10 رمضان کو مدینہ سے روانہ ہوئے تھے تو ایسا تو عملاً" ممکن ہی نہ تھا کہ پیدل لشکر سات دن میں مکہ پہنچ کر شہر پر قبضہ بھی کر لے اور اگر آپ 2 رمضان کو روانہ ہو کر 17 رمضان کو مکہ میں داخل ہوئے تھے تو درمیانی عرصہ پندرہ سولہ دن کا ہو جاتا ہے اور عملاً" یہ بھی ممکن دکھائی نہیں دیتا لہٰذا سارے زمینی سفری اور روایتی پہلوؤں کو سامنے رکھا جائے تو حضرت ابو سعید خدری کی روایت درست معلوم ہوتی ہے اور مکہ میں آپؐ کے داخلہ کی تاریخ بھی 13 رمضان ہی درست دکھائی دیتی ہے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ رسول اللہ نے 20 رمضان کو مکہ فتح کیا (صفحہ 431) ابن سعد کے مطابق آپ 10 رمضان کو مکہ سے چلے تھے 20 کو آپؐ مکہ میں داخل ہو گئے انہوں نے انس بن مالک کی روایت درج کی ہے (صفحہ 435) کہ آپ 28 رمضان کو حنین کے لئے روانہ ہو گئے انس بن مالک کی اس روایت کے مطابق آپ 6 رمضان کو مدینہ سے چلے تھے اور 15 دن مکہ میں قیام کے بعد 28 رمضان کو حنین کے لئے روانہ ہو گئے گویا مدینہ سے نکلنے اور حنین کے لئے روانہ ہونے کے درمیان بائیس دن ہیں ان بائیس دنوں میں سے 15 روز آپ مکہ میں مقیم رہے تھے اور سات روز میں مدینہ سے چل کر مکہ فتح کر لیا تھا کیا اس فاصلے کو سامنے رکھا جائے تو ایسا ممکن تھا؟

10- ابن سعد کے مطابق آپؐ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا (طبقات حصہ اول صفحہ 428) لیکن آگے چل کر ابن سعد نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت عبداللہ بن ام مکتوم مکہ میں رسولؐ اللہ کے ہمراہ تھے ابن سعد نے وہ اشعار بھی لکھے ہیں جو عبداللہ بن ام مکتوم نے صفا اور مروہ کے درمیان پڑھے تھے۔ (طبقات حصہ اول صفحہ 433)

11- واقدی، مغازی الرسول، مقبول اکیڈمی لاہور، 1988ء صفحہ 329، 330

12- ایک روایت میں ہے کہ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا واپس چلے گئے تھے لیکن عروہ بن زبیر کے مطابق وہ دونوں رسولؐ اللہ کی خدمت میں پیش ہو کر مسلمان ہو گئے تھے اور آپؐ نے ان سے مکہ کے حالات پوچھے تھے (مغازی رسول اللہ، ادارہ ثقافت اسلام لاہور 1995ء صفحہ 214) زہری اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ وہ دونوں حضرت عباس کے ہمراہ رسول اللہ کی خدمت میں پیش ہوئے تھے (ابن کثیر، سیرت النبی جلد دوم، مکتبہ قدوسیہ لاہور صفحہ 380)

13- ابن اسحاق کے مطابق 12 مشرک مارے گئے تھے واقدی نے یہ تعداد 28 بتائی ہے لیکن موسیٰ بن عقبہ نے اس مقابلہ میں مارے جانے والے مشرکوں کی تعداد 24 لکھی ہے ایک اور روایت میں یہ تعداد 70 بھی بتائی گئی ہے لیکن اکرم ضیاء العمری کے مطابق یہ روایت ضعیف ہے اور قابل قبول نہیں اور موسیٰ بن عقبہ کی روایت ابن اسحاق کی روایت کے مقابلہ میں زیادہ قابل اعتماد ہے۔

(Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-II, P-158)

14- بعض علماء نے لکھا ہے کہ آپؐ سورہ النصر کی تلاوت فرما رہے تھے مگر یہ ایک غیر متنازعہ سچائی ہے کہ یہ سورہ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔

15- ابن اسحاق کی روایت کے مطابق ابو سفیان نے نہیں حضرت عمر فاروقؓ نے اللہ کے رسولؐ کو بتایا تھا کہ حضرت سعدؓ بن عبادہ نے کیا کہا ہے اور خدشہ ظاہر کیا تھا کہ وہ خونریزی کریں گے ایک اور روایت کے مطابق ایک خاتون نے حضرت سعدؓ بن عبادہ کی یہ بات سن کر رسولؐ اللہ سے شکایت کی تھی اور کچھ شعر پڑھے تھے اور رسولؐ اللہ نے اس خاتون کی درخواست پر حضرت سعدؓ بن عبادہ سے پرچم لے کر ان کے بیٹے قیس کو عطا کر دیا تھا۔

16- ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت سعدؓ بن عبادہ سے جھنڈا حضرت زبیرؓ کو دلا دیا تھا لیکن اگر وہ روایت درست ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مکہ میں داخلہ کے وقت آپؐ نے لشکر کے چار دستے چار کمانداروں کی قیادت میں چار مختلف اطراف میں بھیجے تھے اور ان میں سے ایک دستے کے کماندار حضرت زبیرؓ اور دوسرے کے حضرت سعدؓ بن عبادہ تھے تو پھر ایسا عملاً" ممکن نہیں تھا۔

17- سیرت کی اکثر و بیشتر کتب میں ایک روایت ہے کہ جب حضرت بلال ؓ نے کعبہ کی چھت کے اوپر سے اذان دی تو عتاب بن اسید نے کہا "اللہ نے اسید (کو وفات دے کر اس) پر کرم کیا کہ وہ یہ اذان سننے سے بچ گیا" حارث بن ہشام نے کہا "اگر مجھے یقین ہو جائے کہ وہ برحق ہیں تو میں ان پر ایمان لے آؤں گا" ابو سفیان بھی ان کے ساتھ تھا اس نے سن کر کہا "واللہ میں کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ میں نے کچھ کہا تو کنکریاں بھی میرے متعلق خبر کر دیں گی" روایت میں ہے کہ رسولؐ اللہ کو ان کی گفتگو کے بارے میں علم ہو گیا تھا اور آپؐ نے جب انہیں بتایا کہ تم نے یہ باتیں کی تھیں تو وہ مسلمان ہو گئے تھے روایت کے مطابق خالد بن اسید بھی اذان پر ناگواری کا اظہار کرنے والوں میں شامل تھا۔

اس بارے میں چند امور قابل غور ہیں۔ ام ہانی نے رسول اللہ سے جن دو افراد کے لئے پناہ کی درخواست کی تھی ان میں ایک یہی حارث بن ہشام تھا اس کے ساتھ زہیر بن ابو امیہ نے ام ہانی کے گھر پناہ لی تھی اور آپؐ نے ام ہانی سے فرمایا تھا "جس کو تم نے پناہ دی" اسے ہم نے پناہ دی اور یہ واقعہ اذان سے پہلے کا ہے۔ کیا کوئی ایسا شخص جو خوف کے مارے چھپ گیا ہو اور اس وقت بھی ام ہانی کی پناہ میں ہو حرم کعبہ میں ایسی بات کہنے کی جرات کر سکتا تھا؟

رسولؐ اللہ کے عمرہ قضا کے دوران مکہ میں قیام اور اس قیام کے دوران حضرت بلالؓ کے کعبہ کی چھت کے اوپر سے اذان دینے کے ذکر میں بھی اسی قسم کی روایت بیان کی گئی ہے اس وقت جن لوگوں نے روایت کے مطابق اذان پر ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے ایسی باتیں کہی تھیں کہ ان کے والد مر کر اذان سننے سے

بچ گئے اچھا ہی ہوا ان میں بھی خالد بن اسید شامل ہے اس روایت کے مطابق خالد کے ساتھ اس وقت عکرمہ بن ابو جہل' صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو بن شامل تھے بعض نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ حکیم بن حزام نے کہا ایک غلام کعبہ کی چھت پر چڑھ کر چیخ رہا ہے حالانکہ حکیم بن حزام تو مرالظہران میں ہی مسلمان ہو گیا تھا اور اللہ کے رسول نے مکہ میں داخلہ کے بعد اس کے گھر کو بھی امن کی جگہ قرار دے دیا تھا۔

دونوں روایتوں میں رد عمل ایک جیسا ہے۔ ابن کثیر نے اس روایت کے بیان کے بعد لکھا ہے "بیہقی نے واقدی کی یہ روایت درج کی ہے مگر میرا خیال ہے یہ فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہے۔"

لیکن حالات و واقعات کو سامنے رکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ ایسا واقعہ ایک ہی دفعہ پیش آیا تھا اور عمرہ قضاء کے وقت ہی اذان پر ایسا رد عمل ظاہر کیا جا سکتا تھا فتح مکہ کے بعد خوفزدہ اور مفتوح امرائے قریش ایسی بات نہیں کر سکتے تھے۔

18- بعض ارباب سیر نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ نے دس افراد کو قتل کر دینے کا حکم دیا تھا ابن اسحاق نے ایسے 8 افراد کے نام لکھے ہیں ابو داؤد اور دار قطنی میں ■ افراد کے بارے میں لکھا ہے اور بخاری شریف میں صرف ایک شخص ابن خطل کو قتل کرنے کی روایت ہے لیکن جن افراد کو قتل کیا گیا ان کی تعداد صرف 4 ہے۔ عبداللہ بن خطل جو قاتل تھا مقیس بھی قاتل تھا ان دونوں کو دیت میں قتل کیا گیا حویرث کو حضرت علی نے قتل کیا اور ایک لونڈی قتل کی گئی تھی۔ علامہ شبلی نعمانی نے اس بارے میں بڑی تفصیل سے بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ دس' آٹھ اور چھ کے بارے میں روایات درست نہیں۔ عکرمہ' صفوان وغیرہ کے بارے میں آپ نے ایسی کوئی ہدایت نہیں کی تھی (سیرت النبی جلد اول' الفیصل لاہور 1991ء صفحہ 312 تا 314) مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے کہ صرف ایک شخص ابن خطل قتل کیا گیا تھا۔ (رسول رحمت' شیخ غلام علی اینڈ سنز' لاہور' صفحہ 449)

لات کے لشکروں کی شکست

شرک کے نئے علم بردار

جزیرہ نمائے عرب میں بتوں کی حفاظت کا جھنڈا مکہ کے قریش کے پاس تھا۔ مکہ مرکز توحید بن گیا تو عرب کے سارے مشرکوں کو اپنے اپنے معبودوں کا وجود خطرہ میں نظر آنے لگا۔ فتح مکہ کے بعد اللہ کے رسولؐ نے ارد گرد کے بت اور بت خانے بھی برباد کرا دیئے۔ عزیٰ، سواع اور منات کے بت توڑنے کے لئے دستے بھیجے تھے۔ عزیٰ کا بت خانہ قبیلہ بنو ہوازن کی اور قبیلہ بنو ثقیف کے علاقہ میں تھا بنو ثقیف جزیرہ نمائے عرب کے دوسرے بڑے بت لات کے مجاور تھے۔ لات کا مندر طائف میں تھا وہ سوچنے لگے اگر مسلمان ان کے علاقہ میں آکر عزیٰ کا بت اور بت خانہ برباد کر سکتے ہیں تو ایک دن لات کی باری بھی آجائے گی۔

ہوازن ایک بڑا قبیلہ تھا اس کی آگے بہت سے شاخیں تھیں جو یمن سے شام کی سرحد تک بحیرہ احمر کے کنارے کے ساتھ ساتھ پھیلی ہوئی تھیں(۱) یمن اور شام کے درمیان تجارت کا اہم راستہ بنو ہوازن کے ان علاقوں سے گزرتا تھا جس سے انہیں بڑے مالی اور سیاسی فوائد حاصل ہوتے تھے۔ بنو ہوازن خود بھی تجارتی مال کی بار برداری کا دھندا کرتے تھے وہ مکہ کے قریش کے ہم نسل تھے ان کا جد امجد ایک تھا ان کے اور قریش کے درمیان شادی بیاہ کے بہت سے رشتے تھے ہوازن بھی قریش کی تجارت میں حصہ دار ہوتے تھے مکہ پر اللہ کے رسولؐ کے قبضہ کا مطلب تھا کہ ان کی تجارتی راستوں اور قافلوں سے حاصل ہونے والی آمدنی ختم ہو جائے گی۔

جزیرہ نمائے عرب میں دو اہم ترین تجارتی میلے عکاظ اور ذوالمجاز میں لگتے تھے۔ عکاظ اور ذوالمجاز ہوازن اور بنو ثقیف کے علاقہ میں تھے ان میلوں میں جزیرہ نمائے عرب کے اندر اور باہر کے تاجر اپنا مال لاکر فروخت کیا کرتے تھے ایران کے بادشاہ تک ان میلوں میں اپنا مال تجارت بھیجا کرتے تھے اس مال کو لانے والے قافلوں کی حفاظت سے بنو ہوازن کو بہت آمدنی ہوتی تھی۔ ان

تجارتی اور ثقافتی میلوں کی وجہ سے بنو ثقیف اور بنو ہوازن کو جزیرہ نمائے عرب میں اہم مقام حاصل ہو گیا تھا اور طائف بڑا ثقافتی مرکز بن گیا تھا۔

طائف کی زمین زرخیز تھی' پانی وافر تھا اس وجہ سے طائف جزیرہ نمائے عرب میں غلہ اور پھلوں کی پیداوار کا اہم مرکز تھا۔ طائف والے اپنا مال ان میلوں میں بھی بیچتے تھے اور صحراؤں اور ریگستانوں میں بکھرے ہوئے بدو قبائل کی ضروریات بھی پوری کیا کرتے تھے۔ لات کے مجاور ہونے اور مال ضرورت کی فراہمی اور تجارت کی وجہ سے انہیں ارد گرد کے بدو قبائل میں بڑا اہم مرتبہ حاصل تھا۔

مکہ کے قریش کے بھی طائف میں باغات تھے طائف کے تبلیغی سفر کے دوران ہجرت سے پہلے جس باغ کی دیوار کے سایہ میں رسول اللہ بیٹھ گئے تھے۔ مکہ کے ربیعہ کے دو بیٹوں عتبہ اور شیبہ کی ملکیت ہی تو تھا طائف میں ابو سفیان بن حرب اور عمرو بن عاص کی بھی املاک اور باغات تھے(2) اسی لئے طائف مکہ کے قریش کا "باغ" کہلاتا تھا۔

طائف کا سردار عروہ بن مسعود ثقفی قریش مکہ کا اتحادی اور رشتہ دار بھی تھا جب چودہ سو صحابہ کے ہمراہ رسول اللہ عمرہ کے سفر پر مکہ آئے تھے اور حدیبیہ میں قیام کیا تھا تو جو بیرونی قبائل اور سردار مکہ کے قریش کی مدد کو آئے تھے ان میں عروہ بن مسعود ثقفی بھی شامل تھا وہ مکہ کے قریش کے سفیر کی حیثیت سے اللہ کے رسول سے ملا بھی تھا۔

اس طرح قریش مکہ اور بنو ہوازن کے بہت سے مفادات مشترکہ تھے اور قریش پر رسول اللہ ﷺ کی فتح سے وہ سارے مفادات خطرے میں پڑ گئے تھے' مکہ فتح ہو جانے سے ریاست مدینہ کی حدود بنو ہوازن کے علاقوں سے مل گئی تھیں۔ بنو ہوازن سوچنے لگے تھے کہ اگر مکہ کے قریش بھی اسی جذبہ اور ایثار سے اسلام کی تبلیغ اور ریاست مدینہ کی توسیع میں مصروف ہو گئے جس قوت ایمانی اور ایثار و قربانی سے مدینہ کے انصار اور مہاجرین مصروف ہیں تو مکہ کے قریش کی قوت فراست اور صلاحیت مسلمان امت کی قوت میں بے پناہ اضافہ کر دے گی اس صورت میں ان کے لئے اپنے مفادات اور معبودوں کی حفاظت کرنا ممکن نہیں رہے گا۔ ان سارے پہلوؤں پر غور کر کے بنو ہوازن نے جزیرہ نمائے عرب کے بتوں اور بت خانوں کی حفاظت کا سرنگوں جھنڈا آگے بڑھ کر خود اٹھانے کا فیصلہ کر لیا عربوں میں گرا ہوا جھنڈا اٹھانا اور اس کو پھر سے بلند کرنا بڑے فخر اور افتخار کی بات ہوتی تھی۔ اگر بنو ہوازن اس جھنڈے کو اٹھانے اور پھر سے سربلند کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو جزیرہ نمائے عرب میں انہیں وہی مقام و مرتبہ حاصل ہو جائے گا جو مکہ کے

قریش کو حاصل ہوا کرتا تھا۔ پھر مکہ فتح ہو جانے کے باوجود قریش مکہ کے بہت سے سردار ابھی تک اپنے آبائی دین پر تھے ان میں صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو جیسے سردار بھی شامل تھے ہوازن نے سوچا کہ اگر ہم مکہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیتے ہیں تو قریش کے یہ سردار بھی ان کے ساتھ مل جائیں گے اور وہ اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف ایک وسیع تر متحدہ محاذ بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اسلام کی توسیع کے آگے مضبوط دیوار بن جائیں گے۔

مشرکوں کا منصوبہ

باہمی صلاح مشورہ کے بعد بت پرستوں نے بیس ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر تیار کیا اس لشکر میں بنو نصر بن معاویہ، بنو ثقیف، بنو جشم، بنو سعد بن بکر کے سارے لڑنے والے شامل تھے ان کے ساتھ بنو ہلال، بنو عمرو بن عامر اور عون بن عامر کے کچھ لوگ بھی شامل ہو گئے۔ صرف بنو کعب اور بنو کلاب اس لشکر سے الگ رہے ان کے سردار ابن ابی براء نے انہیں روک دیا تھا اور کہا تھا "تم محمدؐ کے غلبہ سے بھاگ نہیں سکتے" سب قبیلوں کے سرداروں نے بنو نصر بن معاویہ کے سردار مالک بن عوف نضری کو بنو ہوازن کی ان شاخوں کے مشترکہ لشکر کا کمانڈر مقرر کر دیا۔

اسلام سے قبل عربوں نے ایک بار عظیم ایرانی شہنشاہ کی زبردست افواج کو زبردست شکست دی تھی مالک بن عوف نے بھی اللہ والوں کا مقابلہ کرنے کے لئے وہی طریقہ اپنایا ایرانی فوجوں کے مقابلہ کے لئے ہانی بن مسعود نے اپنے قبیلہ کے افراد سے کہا تھا کہ وہ اپنے بال بچے خواتین اور مال و اسباب بھی میدان جنگ میں اپنے ساتھ لائیں اور جب وہ ایرانیوں کے مقابلہ کے لئے میدان میں اتریں تو وہ سب ان کے پیچھے موجود ہوں ہانی نے کہا تھا کہ اپنی خواتین بچوں اور مال و اسباب کی وجہ سے اس کے قبیلہ کا کوئی آدمی پیچھے نہیں ہٹے گا سب جان توڑ کر لڑیں گے تاکہ ایرانی ان کی آل اولاد خواتین اور اموال پر قبضہ نہ کر لیں ہانی بن مسعود کا یہ طریقہ کامیاب رہا تھا اور صحرائی عربوں نے ایرانی فوجوں کو مار بھگایا تھا بنو ہوازن کے کمانڈر مالک بن عوف نے بھی ہانی بن مسعود والا طریقہ اختیار کیا اس نے حکم دیا کہ سب لوگ اپنے بال بچے خواتین اور مال و زر بھی ساتھ لے کر مکہ پر حملہ کے لئے نکلیں تاکہ ان میں سے کوئی بھی میدان جنگ سے فرار کا سوچ بھی نہ سکے۔ بنو جشم کا سردار ایک سو بیس سالہ نابینا بوڑھا تھا، چل پھر بھی نہیں سکتا تھا، اس کا نام درید بن صمہ تھا انہوں نے اسے بھی ایک کھلے ہودے میں ڈال کر اونٹ پر رکھ لیا تاکہ اس کے

تجربہ اور دانش کے ہتھیاروں سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔
بنو ہوازن کے لشکر ایک مقام پر جمع ہو رہے تھے تو درید نے پوچھا "تم لوگ کس وادی میں ہو؟"
"اوطاس کی وادی میں" اسے بتایا گیا۔
"یہ اچھی جگہ ہے یہاں گھوڑوں کے لئے چراگاہ بھی ہے وادی کی زمین اتنی سخت بھی نہیں کہ پاؤں کو کاٹے اور اتنی نرم بھی نہیں کہ پاؤں اس میں دھنس جائیں" پھر درید نے پوچھا "مگر میں یہ آوازیں کیسی سن رہا ہوں بچے رو رہے ہیں بکریاں ممنا رہی ہیں اونٹ بلبلا رہے ہیں اور گدھے ڈھینچوں ڈھینچوں کر رہے ہیں"
اسے بتایا گیا کہ مالک بن عوف عورتیں' بچے اور مال مویشی بھی ساتھ لے آیا ہے۔
درید بن صمہ نے اپنی قوم کے کمانڈر مالک بن عوف کو بلوایا اور پوچھا کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے؟ مالک نے جواب دیا "لوگوں کے اہل و عیال اور مال و متاع ساتھ ہوں گے تو وہ ان کے بچاؤ کے لئے زور و شور سے لڑیں گے"
درید نے کہا "نادان جسے شکست ہو جائے وہ میدان جنگ سے کوئی چیز واپس نہیں لے جا سکتا جنگ میں نیزے اور تلوار کے علاوہ کوئی چیز نفع نہیں پہنچا سکتی اگر جنگ تمہارے خلاف گئی تو تمہیں اہل و عیال اور مال و متاع کے لئے بھی رسوا ہونا پڑے گا"
جب اسے بتایا گیا کہ بنو کعب اور بنو کلاب کا کوئی فرد ہوازن کے لشکر میں شامل نہیں تو اس نے کہا "بہادری اور جوش و خروش تو غائب ہو گئے"
بوڑھے درید نے مالک کو عورتیں' بچے اور مال و متاع واپس بھیج دینے کا مشورہ دیا تو اس نے کہا "خدا کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا تم بوڑھے ہو اور تمہاری عقل بھی بوڑھی ہو چکی ہے"
پھر مالک اپنے لشکریوں سے مخاطب ہوا "اے گروہ ہوازن یا تو تم جیسا میں کہوں ویسا ہی کرو گے اگر تم نے میری اطاعت نہ کی تو میں اکیلا ہی لڑوں گا اور اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب میری تلوار میرے قبضہ سے نکل جائے"
لشکریوں نے بیک زبان کہا "ہم تمہاری اطاعت کریں گے"
درید کا مشورہ مسترد کر دیا گیا تو اس نے کہا:

۞ "اے کاش اس معرکہ کیلئے میں بھی جوان ہوتا
بھاگ دوڑ کر سکتا
اور پہاڑی بکری جیسے

پھرتیلے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ میں حصہ لے سکتا
مگر اب نہ تو میں اس جنگ میں شریک ہوں اور نہ ہی اس کے نتائج سے بچ سکوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

رسولؐ اللہ کو بنو ہوازن کے لشکروں کی مکہ پر چڑھائی کی خبر ملی تو آپؐ نے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو ہوازن کے لشکروں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ ان کے لشکروں میں شامل ہو جائیں اور پوری تفصیلات معلوم کر کے واپس آئیں حضرت عبداللہ نے ایسا ہی کیا اور واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو تفصیلی رپورٹ پیش کر دی۔

رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے مکہ پہنچنے سے پہلے ہی ان کے اپنے علاقہ میں ان کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا اور لشکر کی تیاریاں شروع کر دیں آپؐ کے ساتھ مدینہ سے آنے والے دس ہزار صحابہ تھے مکہ کے جن لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا وہ بھی تیار ہو گئے۔ نواح مکہ کے اسلام قبول کرنے والے بھی اللہ کے رسولؐ ﷺ کے لشکر میں شامل ہونا چاہتے تھے مکہ کے قریش کے وہ سردار بھی تیار ہو گئے جنہوں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ کے علاوہ اور بھی مشرک رسولؐ اللہ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ اللہ نے اپنے رسولؐ کو اب تک ہر میدان اور ہر مقابلے میں کامیابی عطا کی تھی مکہ کی مشرک عورتیں بھی مال غنیمت سے کچھ مل جانے کی امید میں اس لشکر کے ساتھ ہو گئیں مشرک سرداروں اور خواتین کی شمولیت سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان سب کو اللہ کے رسولؐ کی اس معرکہ میں کامیابی کا کتنا پختہ یقین تھا۔ مکہ سے جو لوگ شریک ہوئے ان کی تعداد دو ہزار تھی اللہ کے رسولؐ نے صفوان بن امیہ سے ایک سو ڈھالیں اور زرہیں ادھار لیں تاکہ لشکر کی اسلحہ کی ضروریات پوری کی جا سکیں اور جو لوگ ہتھیار نہیں خرید سکتے انہیں مسلح کیا جا سکے۔ ایک رپورٹ کے مطابق آپؐ نے نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے بھی تین ہزار نیزے مستعار لئے اور لڑائی کے اخراجات کے لئے قریش مکہ سے قرض بھی لیا۔

اسلامی لشکر کی روانگی

رسول اللہ ﷺ 5 شوال کو مکہ سے روانہ ہوئے(3) مکہ میں آپؐ نے حضرت عتابؓ بن اسید کو امیر مقرر فرمایا۔ اللہ کے رسولؐ نے مکہ کے کسی بڑے اور بزرگ سردار کو یا اپنے عزیز کو اس

منصب پر فائز نہیں کیا بلکہ نو عمر بیس سالہ عتاب کو امیر مکہ مقرر کیا اور فرمایا " اے عتابؓ! تم جانتے ہو میں نے تمہیں کیسے لوگوں پر حاکم مقرر کیا ہے؟ میں نے تمہیں اللہ کے خاص بندوں پر والی مقرر کیا ہے" آپؐ نے تین مرتبہ دہرایا "میں نے تمہیں اللہ کے خاص بندوں پر والی مقرر کیا ہے"

رسولؐ اللہ نے امیر مکہ کا ایک درہم یومیہ وظیفہ مقرر کیا اور فرمایا "میں تمہیں لوگوں کے ساتھ بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں"

رسولؐ اللہ نے امیر مکہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور حضرت معاذؓ بن جبل کو مکہ والوں کو قرآن پڑھانے اور اسلامی عقائد اور احکامات کی تعلیم دینے پر مقرر فرمایا۔ حضرت خالدؓ بن ولید کو ایک دستہ کا امیر مقرر کرکے اسے لشکر کے آگے رکھا اس دستہ میں بنو سلیم کے سوار شامل تھے آپؐ نے لشکر کی تیاری میں جلدی کی مگر سفر میں رفتار آہستہ رکھی اور 10 شوال کو حنین کی وادی کے کنارے پر پہنچ گئے حنین کی وادی مکہ کے مشرق میں طائف کو جانے والے راستہ پر تھی اور مکہ سے اس کا فاصلہ 23 کلومیٹر تھا (4) بنو ہوازن اس علاقہ کے نشیب و فراز' میدانی صورت حال اور راستوں سے بہت اچھی طرح آگاہ تھے ۔ رسولؐ اللہ نے احتیاطاً سفر کی منزلیں چھوٹی رکھیں اور اردگرد کے قبائل اور ان کے حالات سے آگاہی حاصل کرتے ہوئے دشمن کی طرف چلتے رہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اظہار ناگواری

رسولؐ اللہ اپنے لشکر کے ساتھ دشمن کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں بیری کا ایک پرانا درخت آیا مشرک ہر سال اس درخت کے پاس میلہ لگایا کرتے تھے وہ اپنے ہتھیار اس درخت کی شاخوں پر لٹکا دیتے تھے اور برکت کے لئے وہاں جانور ذبح کیا کرتے تھے اور اسے ذاتِ انواط کہا کرتے تھے۔ لشکر اسلام میں شامل نو مسلم اسلامی تعلیمات سے آگاہ نہیں تھے۔ انہوں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ اور لوگوں کی مانند ہمیں بھی اس درخت کو ذات انواط بنانے کا موقع دیں"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ اکبر اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے تم نے بھی ویسی ہی بات کہی جیسی موسیٰ کی قوم نے ان سے کہی تھی کہ ہمارے لئے بھی اور لوگوں کے معبودوں کی طرح کا ایک معبود بنا دیں یہ تو رواجی طریقہ ہے اگر تم نے بھی ایسے رواج اور طریقوں کی پیروی کی تو یہ تو سابقہ قوموں کی پیروی ہوگی"

اللہ کے رسول ﷺ نے جاہلیت کے رواج کو بھی مسترد کردیا۔

اس سے پہلے کبھی بھی اسلامی لشکر میں اتنے زیادہ لوگ شامل نہیں ہوتے تھے لشکر کی تعداد کو دیکھتے ہوئے بعض صحابہ نے کہا "آج ہماری تعداد اتنی ہے کہ ہم پر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا"

بعض نے کہا "آج لڑنے کا مزا آئے گا"

رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی ان باتوں پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

اللہ کے رسولؐ کو فخر اور غرور پسند نہیں تھے مسلمانوں کو فتوحات تو اللہ کی مدد اور نصرت کی وجہ سے حاصل ہوتی تھیں۔

خوشخبری

حنین کی وادی کے قریب پہنچے تو ایک سوار نے عرض کیا "یا رسول اللہ آپؐ کے حکم کے مطابق ہوازن کے لشکر کو تلاش کرتا ہوا میں بہت دور نکل گیا اور ان کے قریب پہنچ گیا تھا جب میں ایک پہاڑی پر چڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بنو ہوازن تو اپنی عورتیں بچے مال مویشی سب کچھ اپنے ساتھ لے آئے ہیں اور وادی میں جمع ہو چکے ہیں اور میں ان کی نظروں سے بچتا ہوا واپس آ گیا ہوں"

وہ سوار رسول اللہ ﷺ کو دشمن کے بارے میں خبر دینے آیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا "انشاء اللہ وہ سب چیزیں کل مسلمانوں کے لئے مال غنیمت ہوں گی"

حفاظتی اقدامات

دشمن کے لشکر کے بارے میں خبر مل گئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے وادی کے دہانے پر اسلامی لشکر کے خیمے نصب کرنے کا حکم دیا' سامان اتر چکا تو آپؐ نے عصر کی نماز کے بعد ارد گرد کا جائزہ لیا۔ آپؐ میدان جنگ میں اترنے سے پہلی شب ہی اپنے لشکر کے مختلف دستوں اور ان کے کمانداروں کو بتا دیا کرتے تھے کہ صبح انہوں نے کس ترتیب سے لڑائی میں اترنا ہے کس کا دستہ کہاں ہو گا میمنہ کی کمان کون کرے گا میسرہ میں کس کے ساتھی کون ہوں گے یہ سب کچھ رات ہی کو سمجھا دیا کرتے تھے اور لشکر کو جنگی ترتیب دے دیا کرتے تھے تاکہ صبح ہوتے ہی سب اپنے اپنے مقام پر پوزیشن سنبھال لیں۔ اس شام بھی آپؐ نے لشکر ترتیب دیا اور سب کو ان کی پوزیشن سمجھا دی۔

رسول ﷺ اللہ نے پوچھا "آج کی شب دشمن پر نگاہ کون رکھے گا؟"
حضرت انسؓ بن ابی مرثد نے عرض کیا "یا رسول ﷺ اللہ یہ فرض مجھے عطا کردیں"
رسول اللہ نے فرمایا "اس فرض کو پورا کرنے کے لئے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور ساری رات سامنے کی گھاٹی اور اس کی چوٹی پر خاص نظر رکھو تاکہ ادھر سے کوئی شخص ہماری طرف نہ آئے"
حضرت انسؓ بن ابی مرثد گھوڑے پر سوار ہو کر گھاٹی کی طرف روانہ ہو گئے۔
رسول اللہ ﷺ نے لشکر گاہ کے گرد نگرانی کے لئے بھی گھوڑ سواروں کی ڈیوٹیاں لگا دیں۔

ہوازن کی جنگی اسکیم

ہوازن کے کمانڈر مالک بن عوف کے جاسوسوں نے اسلامی لشکر کی آمد کی خبر دی تو اس نے مسلمانوں کی آمد سے پہلے ہی حنین کی وادی کے اندر اپنا لشکر جمع کر لیا تھا یہ ایک تنگ وادی تھی جس کے پہلوؤں پر اونچے نیچے پہاڑوں میں بہت سی تنگ گہری گھاٹیاں تھیں ان پہاڑوں میں گھومتے ہوئے تنگ راستے تھے اور چھوٹے چھوٹے درے اور برساتی پانی کے نالوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا وادی میں داخلے کا وہ راستہ جدھر اسلامی لشکر کے خیمے تھے اونچا تھا وہاں سے گہری ڈھلوان آگے جا کر کھل جاتی تھی اس کھلی جگہ پہاڑوں اور سنگین دیواروں کے درمیان ہوازن کی لشکر گاہ تھی اردگرد کے پہاڑوں' گھاٹیوں اور دروں کا جائزہ لینے کے بعد مالک بن عوف نے بوڑھے دُرید سے مشورہ کیا تو اس نے کہا "مسلمانوں کے راستے میں کمین گاہوں میں اپنے تیر انداز چھپا دو اگر انہوں نے تم پر حملہ کیا تو وہ تیرے لئے بہت مددگار ہوں گے وہ ان پر پیچھے سے حملہ کریں گے تو سامنے سے حملہ کر کے انہیں بھگا دینا"
مالک بن عوف نے بوڑھے درید کے مشورہ کے مطابق وادی میں داخلہ کے راستے کے دونوں طرف کے پہاڑوں پر گھاٹیوں اور کمین گاہوں میں تیر انداز بٹھا دیئے اور انہیں حکم دیا کہ جیسے ہی مسلمان وادی میں داخل ہوں ان پر تیروں کی بارش کر دینا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا "سب سے آگے سوار ہوں گے ان کے پیچھے پیدل دستوں کی صفیں ہوں گی پیدل سپاہ کے عقب میں اپنے بچوں اور عورتوں کو اونٹوں پر سوار کر کے قطار بنالیں اور سب سے پیچھے بھیڑ بکریاں اور مال مویشی کھڑے کر دیئے جائیں۔"
میدان جنگ میں اپنے لشکریوں کو ترتیب سمجھانے کے بعد مالک بن عوف نے ان سے کہا "جب مسلمان حملہ کے لئے آگے بڑھیں تو ان پر یک جان ہو کر جھپٹنا"

ہوازن کے لشکر چونکہ پہلے وادی پر قابض ہو گئے تھے اس لئے میدانی اور تکنیکی فوائد سب ان کے حق میں تھے۔

نگران کا فرض

فجر کی نماز مکمل ہوئی تو اللہ کے رسولؐ نے پوچھا "گھوڑ سواروں کو مستعد کر دیا گیا ہے؟؟"

"جی یا رسولؐ اللہ کر دیا گیا ہے"

آپؐ مصلے پر ہی بیٹھے رہے آپؐ کی نظریں سامنے گھاٹی پر لگی تھیں کچھ دیر بعد آپؐ نے فرمایا "دیکھو کون سوار آ رہا ہے اور کیا خبر لایا ہے؟؟"

حضرت انسؓ بن ابی مرثد آپؐ کی خدمت میں پیش ہوئے تو حضورؐ نے پوچھا "رات بھر تم گھاٹی کے سامنے سے ہٹے تو نہیں؟؟"

حضرت انسؓ بن ابی مرثد نے عرض کیا "نماز اور رفع حاجت کے علاوہ میں نہ گھوڑے سے اترا اور نہ ہی گھاٹی کے سامنے سے ایک لمحہ کے لئے بھی ہٹا تھا"

پھر حضرت انسؓ نے کہا "میں نے وہاں ایک عجیب بات دیکھی پہاڑی پر گھاٹی جو پہلے ایک تھی تھوڑی دیر بعد ایسے نظر آنے لگا جیسے وہ دو گھاٹیاں ہوں لیکن صبح ہوئی تو مجھے ایک گھاٹی بھی نظر نہیں آتی تھی"۔

رسول اللہ نے فرمایا "خیر تم نے اپنا فرض ادا کر دیا"

لڑائی کے لئے اسلامی لشکر کی تیاری

نماز کے بعد رسولؐ اللہ نے لڑائی کے لئے اسلامی لشکر میں جھنڈے تقسیم کئے آپؐ نے مہاجرین کا جھنڈا حضرت عمر فاروق ؓ کے سپرد کیا' حضرت علی ؓ کو بھی ایک جھنڈا عطا فرمایا' مہاجرین کا ایک اور جھنڈا حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے سپرد کیا' انصار مدینہ میں سے خزرج کے جھنڈے حضرت سعدؓ بن عبادہ اور حضرت حبابؓ بن المنذر کے حوالے گئے اوس میں سے حضرت اسیدؓ بن حضیر کو ایک جھنڈا دیا عرب کے دیگر قبائل کے پاس اپنے الگ الگ جھنڈے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے مقدمۃ الجیش کی قیادت حضرت خالد بن ولید ؓ کو سونپی' ان کے ساتھ بنو سلیم کے مجاہدین اور مکہ کے نو مسلم تھے۔ میسرہ اور میمنہ ترتیب دینے کے بعد آپؐ نے صفوں کا معائنہ فرمایا۔

اللہ کے رسولؐ خود قلب لشکر میں تھے آپؐ کے سر پر آہنی خود تھا دو زرہیں پہن کر آپؐ دلدل پر سوار ہو گئے آپؐ کے دستہ میں حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت علیؓ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب، حضرت ابو سفیانؓ بن حارث، حضرت اسامہؓ بن زید، حضرت ربیعہؓ بن حارث اور کچھ دوسرے صحابہ شامل تھے۔

ہوازن نے اپنا لشکر وادی کی گہرائی میں ترتیب دیا تھا ان کے دونوں طرف پہاڑوں کی دیواریں تھیں لہٰذا ان پر آگے بڑھ کر حملہ کرنا ضروری تھا اس لئے اللہ کے رسولؐ نے سابقہ جنگوں کے برخلاف اپنے لشکر کے عقب میں کنٹرول اور کمان روم قائم کرنے کا طریقہ اختیار نہیں کیا تھا بلکہ حملہ کرنے والے لشکر کے قلب سے اپنی سپاہ کی نگرانی اور رہنمائی کا فیصلہ کیا تھا اور قلب کے لئے خصوصی دستہ ترتیب دیا تھا۔

بھگدڑ

جب رسول اللہ ﷺ کے لشکر نے وادی کی گہرائی میں اتر کر بنو ہوازن پر حملہ کیا تو وادی میں ابھی سورج کی روشنی داخل نہیں ہوئی تھی بنو ہوازن اپنی جگہ پر جمے رہے دونوں طرف سے انفرادی مقابلوں کا مرحلہ بھی نہ آیا کیونکہ حضرت خالدؓ نے پہلے ہی ہلے میں ہوازن کی صفیں تتر بتر کر دی تھیں اور وہ اپنے عقب میں اونٹوں پر سوار عورتوں کی قطاریں توڑ کر بھاگنا شروع ہو گئے تھے نو مسلموں نے دشمن کی صفوں میں شگاف دیکھے تو وہ عورتوں کو قیدی بنانے اور مال غنیمت سمیٹنے کے لئے دوڑے(5) انہوں نے سمجھا کہ دشمن پر مکمل فتح ہو گئی ہے ویسے بھی نو مسلموں میں جذبہ جہاد اور نظم ویسا نہیں تھا جیسا انصار اور مہاجرین میں تھا بھاگتے ہوئے ہوازن کو ان کی خواتین کی عزت کا نعرہ لگایا گیا تو وہ یکدم پلٹ پڑے اسی دوران دونوں طرف کی پہاڑی گھاٹیوں کی بلندیوں اور کمین گاہوں میں چھپے ہوئے تیر اندازوں نے بلندیوں سے مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی وہ اونچائی پر تھے مسلمان نیچے وادی میں تھے بعض نو مسلم جوش جوانی میں پورے ہتھیار بھی لگا کر نہیں آئے تھے اس اچانک حملہ اور تیروں کی بارش سے گھبرا کر نو مسلم پیچھے کی طرف بھاگے تو ان کے بھاگنے سے اگلی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور بنو سلیم نے بھی بھاگنا شروع کر دیا۔

سورج کا زاویہ بھی مسلمانوں کے خلاف تھا ہوا چل رہی تھی اور ریتلے میدان جنگ سے اس قدر گرد و غبار اڑ رہا تھا کہ صاف نظر بھی نہیں آتا تھا(6) اس کا فائدہ بھی بنو ہوازن کو ہوا پہاڑی

کمین گاہوں میں چھپے ہوازن نے اچانک حملہ کر کے مقدمۃ الجیش کے پاؤں اکھاڑ دیئے اگلی صفیں منتشر ہوئیں تو پیچھے والے بھی دباؤ میں آ گئے ایک مرحلہ پر ایسا محسوس ہونے لگا کہ سارے اسلامی لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں اور وہ جم ہی نہ سکیں گے۔

ابو سفیان اور صفوان

ابو سفیان بن حرب حکیم بن حزام اور صفوان بن امیہ بھی رسول اللہ ﷺ کے لشکر کے ساتھ آئے تھے اور پیچھے کھڑے لڑائی دیکھ رہے تھے۔ اسلامی لشکر میں بھگدڑ مچی تو ابو سفیان نے کہا "اب تو ان کی پسپائی سمندر سے پہلے نہیں رکتی"

صفوان بن امیہ کے ماں جائے بھائی کلدہ بن حنبل نے کہا "آج تو ان کا جادو ٹوٹ گیا"

صفوان کی قریشی عصبیت جوش میں آ گئی "خاموش! اللہ تیرا منہ بند کر دے کسی بدو کی بجائے کسی قریشی کی ماتحتی مجھے زیادہ پسند ہے"

کسی نے صفوان کو مبارکباد دی " محمدؐ اور اصحاب محمدؐ کو تو شکست ہو گئی"

صفوان نے اسے بھی ڈانٹ دیا۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کا لشکر

ہوازن کمین گاہوں سے نکل آئے تھے گھاٹیوں پر سے تیر برسا رہے تھے اسلامی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی تھی اور قریش الگ کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ قلب لشکر میں جمے ہوئے تھے آپؐ دلدل پر سوار تھے حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب اور حضرت ابو سفیانؓ بن حارث نے پوری قوت سے آپؐ کے دلدل کی لگامیں کھینچ رکھی تھیں تاکہ وہ اپنی جگہ سے ہلے نہیں آپؐ کے دستہ کے صحابہ حضرت ابوبکرؓ صدیق' حضرت عمرؓ فاروق' حضرت علیؓ' حضرت اسامہؓ بن زید' حضرت ایمنؓ بن ام ایمن' حضرت ربیعہؓ بن حارث اور دوسرے آپؐ کے ارد گرد ڈٹے ہوئے تھے(7)

لبیک !لبیک !

رسول اللہ ﷺ نے بھاگنے والوں کو پکارا

◎ " لوگو میں اللہ کا رسول اور محمدؐ بن عبداللہ یہاں ہوں

ادھر آؤ

میں اللہ کا سچا نبی ہوں اور اللہ نے مجھ سے فتح و نصرت

اور عصمت و حمایت کا جو وعدہ کیا ہے وہ حق ہے

اس وعدے میں کوئی شک و شبہ نہیں

میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں"

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی آواز بھاری اور بلند تھی اللہ کے رسولؐ کے حکم پر انہوں نے انصار اور مہاجرین کو آواز دی:

"اے انصار کی جماعت

او کیکر کے نیچے بیعت کرنے والو

او درخت کے نیچے عہد کرنے والے مہاجرو

اور اللہ کے رسولؐ کو پناہ دینے والے انصاریو"

اللہ کے رسول ﷺ کی آواز اور حضرت عباس ؓ کی پکار سنتے ہی مہاجرین اور انصار "لبیک یا رسولؐ اللہ ! لبیک یا رسولؐ اللہ" (اے اللہ کے رسولؐ ہم حاضر ہیں اے اللہ کے رسولؐ ہم حاضر ہو گئے) چلاتے ہوئے آپؐ کی طرف دوڑے سب کو علم ہو گیا کہ اللہ کے رسولؐ کہاں ہیں' اونٹ بھاگ رہے تھے جو کوئی اپنے اونٹ کو روک نہ سکا اس نے چھلانگ لگا دی اونٹ چھوڑ دیا اور خود اللہ کے رسولؐ کی طرف دوڑ پڑا۔

اللہ کا لشکر لات کے لشکر پر غالب آگیا

صحابہ پلٹے تو دشمن کے قدم رک گئے اللہ کے رسول ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی لے کر مشرکوں کے لشکر کی طرف پھینکی اور فرمایا "ان کے چہرے بگڑ گئے" بھاگتے ہوئے سارے مسلمانوں کے لڑائی میں شریک ہونے سے پہلے ہی مشرک پسپا اور قیدی ہونے لگے تھے اور رسولؐ اللہ کی خدمت میں پیش کیے جا رہے تھے(8) رسول اللہ ﷺ دلدل کے زین کی رکابوں میں پاؤں رکھ کر کھڑے ہو گئے اپنے سامنے لڑی جانے والی لڑائی کا جائزہ لیا اور فرمایا "اب لڑائی کا میدان گرم ہے"

صفوان بن امیہ میدان جنگ سے الگ کھڑا دیکھ رہا تھا اس نے اپنے غلام کو حکم دیا "جاؤ دیکھ کر آؤ کہ لڑنے والوں میں سے کس کے شعار (نعرہ جنگ) کی پکار غالب ہے"

غلام نے آ کر بتایا "لوگ یا بنی عبدالرحمان یا بنی عبداللہ یا عبید اللہ پکار رہے ہیں"
"یہ تو مسلمانوں کا شعار ہے اسلامی لشکر غالب ہے" صفوان سمجھ گیا۔
پھر اللہ نے اپنے رسولؐ سے فتح و نصرت کا وعدہ پورا کر دیا اور مشرک اپنی عورتیں بچے اونٹ بھیڑ بکریاں اور مال و اسباب پیچھے چھوڑ کر بھاگ گئے جس کا جدھر منہ ہوا اپنے ساتھیوں کو لے بھاگا۔ ایک گروہ طائف کی طرف بھاگ گیا دوسرا نخلہ کی طرف اور تیسرا اوطاس کی طرف۔
بنو ہوازن کے ایک شخص نے اسلام قبول کرنے کے بعد غزوہ حنین کا ذکر کرتے ہوئے کہا "اس روز ہر چٹان اور درخت ہمیں تعاقب کرنے والا شہسوار نظر آتا تھا"
ایک مسلمان خاتون نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی فتح پر کہا:

- "اللہ کا لشکر لات کے لشکر پر غالب آ گیا ہے
اور اللہ کا لشکر ثبات کا زیادہ حقدار ہے"

مقتول اور مال غنیمت

ہوازن اپنے پیچھے چھ ہزار عورتیں اور بچے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ■ چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی کی مالیت کا مال پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ کچھ گھوڑے اور کچھ گدھے بھی تھے مگر ان کی اصل تعداد معلوم نہیں صرف بنو مالک اور بنو ثقیف کے 72 جنگجو حنین کی وادی میں مارے گئے تھے ان کے اتحادیوں نے بھاگنے میں جلدی کی تھی اس لئے ان کے دو آدمی مارے گئے۔ بنو مالک اور بنو ثقیف کے زخمیوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔
اللہ نے اپنے رسولؐ کی پیش گوئی پوری کر دی کہ "انشاء اللہ ہوازن جو کچھ ساتھ لائے ہیں وہ سب مسلمانوں کے لئے مال غنیمت ہو گا"

شہداء اور زخمی

اس لڑائی میں تین مسلمان شہید ہوئے جن میں حضرت اُمّ ایمن کے بیٹے ایمن بن عبید' یزید بن زمعہ اور سراقہ بن حارث بن عدی شامل تھے۔ زخمیوں میں حضرت ابوبکرؓ صدیق' حضرت عمرؓ فاروق' حضرت علیؓ' حضرت عثمانؓ' حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت عبداللہؓ بن ابو عوفہ بھی شامل تھے(9)
حضرت ابوبکرؓ صدیق' حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت علیؓ آپؐ کے دستہ میں قلب لشکر میں تھے اسی دستہ میں شامل حضرت اُمّ ایمن کے بیٹے ایمن بن ام ایمن (ایمن بن عبید) آپؐ پر حملہ کرنے

والوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔

اُمِ سلیم کا مشورہ

حضرت ابو طلحہ کی بیوی اُمِ سلیم بھی اسلامی لشکر کے ساتھ تھیں انہوں نے اپنی کمر کے گرد چادر باندھی ہوئی تھی ہاتھ میں خنجر تھا اور اونٹ کو نکیل سے پکڑ کر قابو کیے ہوئے تھیں رسولؐ اللہ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا "کیا ام سلیم ہیں؟"

اُمِ سلیمؓ نے جواب دیا "ہاں یا رسولؐ اللہ آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یا رسول اللہ جو لوگ آپؐ کو چھوڑ گئے تھے انہیں اسی طرح قتل کروا دیں جیسے ان لوگوں کو آپؐ قتل کرتے ہیں جو آپؐ سے جنگ کرتے ہیں۔"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "اُمِ سلیم کیا اللہ کافی نہیں؟"

حضرت خالدؓ کو ہدایت

ایک جگہ کچھ لوگ جمع تھے آپؐ نے دیکھا کہ ان کے درمیان میں ایک عورت کی لاش ہے لوگ دور ہٹ گئے آپؐ نے فرمایا "یہ تو لڑنے والی نہیں تھی"

آپؐ نے ایک صحابی کو حکم دیا "خالد کے پاس جاؤ اور اسے بتاؤ کہ رسولؐ اللہ نے بچوں' عورتوں اور ان لوگوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے جنہیں اجرت پر لڑنے کے لئے لایا گیا تھا"

مشرکوں کا تعاقب

حنین کی وادی سے بھاگنے والے مشرکین کے ایک گروہ نے اوطاس کی وادی میں جا کر دم لیا اسی وادی میں جہاں ہوازن کے مختلف گروہ جمع ہوئے تھے اور بوڑھے درید نے جسے لڑائی کے لئے اچھی جگہ بتایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو عامرؓ اشعری کی قیادت میں ان کے تعاقب کے لئے ایک دستہ بھیجا آپؐ مشرکوں کو پھر سے جمع اور تازہ دم ہونے کا موقعہ نہیں دینا چاہتے تھے۔ اوطاس میں دم لینے والوں میں بوڑھا درید اس کی قوم اور بیٹے بھی شامل تھے۔ مشرکین نے ہتھیار اٹھا لئے۔ امیر لشکر حضرت ابو عامرؓ کے مقابلہ میں جو کوئی بھی آتا تھا وہ اسے پہلے اسلام کی دعوت دیتے اور وار کرنے سے پہلے بلند آواز سے کہتے یا اللہ گواہ رہنا میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ ایک کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا بھائی ان کے مقابلے میں آتا رہا اپنے بھائیوں کا بدلہ لینے

کی کوشش میں نو مشرک بھائی قتل ہو چکے تو ان کا دسواں بھائی مقابلے کے لئے آگے بڑھا۔ حضرت ابو عامرؓ نے اسے بھی اسلام کی دعوت دی اور کہا "اے اللہ گواہ رہنا"

مشرک نے کہا "اے اللہ تو مجھ پر گواہ نہ ہونا"

حضرت ابو عامرؓ نے اسے قتل کرنے سے ہاتھ روک لیا اور مشرک بھاگ گیا۔

جب یہ شخص مسلمان ہو گیا تو اللہ کے رسولؐ اسے دیکھ کر فرمایا کرتے تھے "یہ ابو عامرؓ سے بھاگا ہوا ہے"

امیر لشکر کو دو تیر لگے۔ ایک دل میں اور دوسرا گھٹنے میں، ان کے بھتیجے حضرت ابو موسیٰؓ اشعری نے تیزی سے آگے بڑھ کر جھنڈا اٹھا کر بلند کر دیا اور پوچھا "چچا تجھے کس نے زخمی کیا ہے؟"

حضرت ابو عامرؓ نے ایک مشرک کی طرف اشارہ کیا حضرت ابو موسیٰؓ اس کی طرف بڑھے تو مشرک بھاگ کھڑا ہوا حضرت ابو موسیٰؓ نے چلا کر کہا "تمہیں میدان سے بھاگتے ہوئے شرم نہیں آتی اب ٹھہر کر مقابلہ کیوں نہیں کرتے؟"

وہ رُک گیا اور تلوار سے مقابلہ کرنے لگا حضرت ابو موسیٰؓ نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامرؓ کے پاس لوٹ آئے اور کہا "اللہ نے تجھے زخمی کرنے والے کو قتل کرا دیا ہے"

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے کھینچ کر تیر نکالا تو زخم سے خون بہنے لگا۔ ابو عامرؓ نے کہا "اللہ کے رسول ﷺ کو میرا سلام پہنچا دینا اور آپؐ سے کہنا میرے لئے مغفرت کی دعا کریں"

پھر انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو لشکر پر امیر مقرر کر دیا اور جلد ہی خود شہادت کو پہنچ گئے۔

مسلمانوں نے مشرکین کو مار بھگایا ایک مسلمان نے کجاوے میں لیٹے ہوئے بوڑھے درید بن صمہ کو بھی قتل کر دیا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اللہ کے رسول ﷺ کو ابو عامر کا سلام پہنچایا اور سارا واقعہ بیان کیا تو آپؐ نے ابو عامرؓ کے لئے اللہ سے دعا کی "اے اللہ تو ابو عامر کے گناہ بخش دے اور روز قیامت اسے عزت کی جگہ عطا فرما"

حضرت ابو موسیٰؓ اشعری نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میرے حق میں بھی دعا فرمائیں"

اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے بھی اللہ سے دعا فرمائی۔

معرکہ اوطاس میں اسلامی دستہ کے امیر حضرت ابو عامرؓ کی شہادت سے غزوہ حنین کے شہداء کی تعداد چار ہو گئی۔

بھاگ جانے والے مشرکوں میں سے کوئی اور پلٹ کر مقابلہ میں نہ آیا

قیدیوں سے حُسنِ سلوک

مال غنیمت اور قیدی ایک جگہ اکٹھے کر دیئے گئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا کہ مال اور قیدی جعرانہ پہنچا دیئے جائیں آپؐ نے حضرت مسعودؓ بن عمرو غفاری کو مال اور قیدیوں پر نگران مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ قیدیوں سے اچھا سلوک کرنا انہیں اچھی خوراک دینا اور جس کے پاس کپڑے نہ ہوں اسے لباس فراہم کرنا۔

غزوہ حُنینؓ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

- "یقیناً بہت سے میدانوں میں تمہاری مدد کی

اور روز حنین بھی
جب تمہاری کثرت نے
تمہیں مغرور بنا دیا تھا
مگر اس نے (کثرت نے) تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا
اور اپنی وسعت کے باوجود زمین تم پر تنگ ہو گئی
اور تم پیٹھ پھیر کر مڑ گئے
پھر اللہ نے اپنے نبی پر
اور مومنوں پر
اپنی سکینت نازل کی۔
اور اپنے ایسے لشکر بھیجے
جنہیں تم دیکھ نہیں رہے تھے
اور کافروں کو کڑی سزا دی
اور اللہ کافروں کو ایسی ہی سزا دیتا ہے" (9:25، 26)

ہوازن کے لشکروں کا بڑا حصہ حنین سے بھاگ کر طائف میں قلعہ بند ہو گیا تھا۔ طائف کے بنو ثقیف کا تو یہ اپنا حصار تھا ہوازن کے کمانڈر انچیف مالک بن عوف بھی اپنے اہل و عیال کو میدان جنگ میں چھوڑ کر طائف میں جا بیٹھے رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ فوری طور پر ان کے پیچھے بھیج دیا حضرت خالدؓ بن ولید نے طائف پہنچتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا۔

طائف جزیرہ نمائے عرب کا واحد شہر تھا جس کے گرد حفاظتی دیوار تھی۔ سنگ خارا سے بنائی

شہر کی فصیل دوہری تھی اس کی بنیادیں بہت مضبوط تھیں اور سارا شہر اونچی فصیل کے اندر تھا۔ عربی محاورہ میں طائف کے معنی ہی دیوار یا حصار کے تھے ورنہ اس شہر کا اصل پرانا نام تو واج تھا۔ بنو ثقیف شہر میں داخلہ کے دروازوں کے سامنے حصار مضبوط کرکے ہوازن کے لشکروں کے ساتھ شہر بند ہو گئے تھے حضرت خالدؓ نے شہر کا چکر لگایا اور فصیل سے کچھ فاصلے پر خیمے نصب کر دیئے بنو ہوازن مقابلہ کے لئے شہر سے باہر نہیں آئے عمرو بن امیہ نے انہیں مشورہ دیا تھا کہ شہر سے باہر نکل کر مقابلے کی دعوت کبھی قبول نہ کرنا مسلمانوں کو شہر کے باہر پڑا رہنے دو۔

حضرت خالدؓ بن ولید نے چیلنج کیا "تم میں کوئی ہے جو مقابلہ کے لئے باہر آئے؟؟"

وہ چیلنج کرتے رہے مگر فصیل کے اوپر سے کچھ جواب نہ آیا۔

آخر ان کے رئیس عبد یالیل نے چلا کر جواب دیا "تم سو بار چیلنج کرو ہم پھر بھی نہیں آئیں گے"

طائف کی سطح سمندر سے بلندی 1,800 میٹر ہے خوشگوار آب و ہوا' پانی کی کثرت اور سمالاجی ڈیم سے آبپاشی کے نظام کی وجہ سے اس کے چاروں طرف انگور' آلوچہ اور کھجور کے باغات تھے لوگ مالدار اور امیر کبیر تھے اور حکمران بنو ثقیف جزیرہ نمائے عرب کے چند طاقتور ترین قبیلوں میں شمار ہوتے تھے وہ ٹیلے پر بنے لات کے مندر کے پجاری اور مجاور تھے اور اس مندر کے احاطہ کو بھی حرم کعبہ کی مانند محترم سمجھتے تھے اگر کوئی چور اور قاتل بھی اس احاطہ میں داخل ہو جائے تو اسے سزا نہیں دی جا سکتی تھی انہی بنو ثقیف کے سردار عمرو بن عمیر کا نام لے کر قریش کے سردار ولید بن مغیرہ نے کہا تھا کہ "مجھے اور عمرو بن عمیر کو چھوڑ کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن اتار جاتا ہے حالانکہ ہم دونوں مکہ اور طائف کے بڑے آدمی ہیں میں قریش کا سردار ہوں اور عمرو بن عمیر ثقیف کا سردار ہے"

عبد یالیل اسی عمرو بن عمیر کا بیٹا تھا اور خالدؓ اسی ولید بن مغیرہ کا فرزند۔

ذوا لکفین کے دل میں آگ

حضرت خالدؓ بن ولید کو طائف کی طرف روانہ کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت طفیلؓ بن عمرو الدوسی کو "ذوا لکفین" کا بت اور بت کدہ نابود کرنے روانہ کیا اور ہدایت فرمائی کہ ذوا لکفین کو برباد کرنے کے بعد اپنی قوم کو ساتھ لے کر طائف پہنچ جائیں۔ ذوا لکفین کا مجاور حضرت طفیلؓ بن عمرو کی اپنی قوم سے تعلق رکھتا تھا اس کا نام عمرو بن شمہ الدوسی تھا حضرت طفیلؓ

بن عمرو بڑی تیزی سے ذوا لکفین کے بت کدے پر جا پہنچے بت کدہ برباد کر دیا ذوا لکفین کے لکڑی کے چہرے کو سپرد آگ کرتے ہوئے حضرت طفیلؓ بن عمرو نے کہا:

"یا ذوا لکفین میں تیرا بندہ نہیں
میرا جنم تجھ سے بھی پہلے کا ہے
میں نے تیرے دل میں آگ لگا دی ہے"

ذوا لکفین اور اس کے بت خانے کی بربادی کے بعد حضرت طفیلؓ بن عمرو اپنی قوم کے چار سو مجاہدین کو لے کر طائف میں اللہ کے رسولؐ سے جا ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے گروہ ازد تمہارا جھنڈا کون اٹھائے گا؟"

وہی جو جاہلیت میں قوم کا جھنڈا اٹھاتا تھا نعمان بن بازیہ" حضرت طفیل نے عرض کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم نے درست کہا"

رسول اللہ ﷺ کا سفر طائف

ہوازن کے کچھ لوگ طائف کے ارد گرد کے صحراؤں اور ریگستانوں میں پھیلے ہوئے تھے ثقیف اور مالک کی قوم کے لڑنے والے تو حنین سے بھاگ کر طائف چلے گئے تھے لیکن اوطاس اور نخلہ کی طرف بھاگنے والے طائف کے حصار سے باہر تھے وہ لوگ بھی جو کسی وجہ سے حنین کی جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے اور ہوازن کے ہمدرد تھے وہ بھی طائف کے محاصرہ کے وقت باہر سے اسلامی لشکر پر حملہ کر سکتے تھے یا دباؤ ڈال سکتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے طائف پہنچنے سے پہلے طائف سے باہر کے بنو ہوازن کو خوفزدہ اور منتشر کرنا ضروری سمجھا تا کہ انہیں ایسی جرأت نہ ہو سکے طائف کا مکہ سے فاصلہ ایک سو کلومیٹر یا چھیاسٹھ میل کے قریب تھا اور حنین سے دو منزل دور تھا لیکن رسولؐ اللہ حنین سے روانہ ہو کر طائف کے ارد گرد کے قبائل کے مسکنوں سے ہوتے ہوئے سات دن میں طائف پہنچے۔ آپؐ نے لمبا راستہ لیا اور نخلہ' یمانیہ' قرن المنازل اور ملیح سے ہو کر اور وہاں منزلیں کرتے ہوئے طائف سے 15 کلومیٹر (9 میل) کے فاصلہ پر بحرۃ الرغاء میں جا اترے وہاں پر آپؐ نے ایک مسجد بنوائی لیہ میں ہوازن کے کمانڈر انچیف مالک بن عوف کا ایک قلعہ تھا آپؐ نے وہ قلعہ منہدم کروا دیا۔ بنو لیث کے ایک شخص نے بنو ہذیل کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا آپؐ نے اسی منزل میں قاتل کو قصاص میں قتل کرنے کا حکم دیا نخب کی وادی میں آرام کے لئے رکے تو قریب ہی بنو ثقیف کے ایک آدمی کا قلعہ نما مکان تھا یہ طائف کے

دروازے پر تھا دشمن اس میں بھی چھپ سکتا تھا آپؐ نے اسے پیغام بھجوایا کہ مکان سے باہر آ جاؤ ورنہ ہم اسے منہدم کروا دیں گے۔
اس نے قلعہ سے باہر آنے سے انکار کر دیا صحابہ نے اس کے مکان کو نابود کر دیا۔
رسولؐ اللہ لشکر کے ساتھ نخب سے طائف کے جنوب میں جا اترے اس جگہ کیمپ قائم کرنے اور طویل راستہ طے کر کے آنے کی ایک وجہ تو وہی تھی کہ طائف کے مشرق اور جنوب میں ہوازن کے بڑے بڑے مسلح گروہ موجود تھے اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے اور طائف کے درمیان اپنا کیمپ لگایا تاکہ وہ اپنی قوم کے محصورین سے نہ مل سکیں اور بوقت ضرورت انہیں مدد نہ پہنچا سکیں۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ شمال کی طرف سے شہر کی فصیل تک پہنچنے کے لئے ناہموار دشوار گزار راستوں سے ہو کر جانا پڑتا تھا اور اس طرف کی میدانی حالت کیمپ لگانے اور لڑائی کے لئے بھی مناسب نہیں تھی ان پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے جنوب کی طرف کیمپ لگانے کا حکم دیا لیکن وہ جگہ فصیل کے قریب تھی اور اونچائی پر بیٹھے دشمن کے تیر وہاں تک پہنچ سکتے تھے اس لئے رسولؐ اللہ نے وہاں سے کیمپ اس مقام پر منتقل کرا دیا جہاں اب مسجد عبداللہؓ بن عباس ہے۔ یہ مسجد امیہ بن عامر بن وہب نے اسلام قبول کرنے کے بعد تعمیر کرائی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے طائف والوں کو پیغام بھیجا کہ وہ بات چیت کے لئے اپنا وفد بھیجیں آپؐ نے فرمایا کہ اگر محصورین صلح پر آمادہ ہوں اور صلح کی شرائط طے کر لیں تو ان سے جنگ نہیں کی جائے گی لیکن ہوازن نے آپؐ کی پیشکش قبول نہ کی(10) اور فصیل کے اوپر سے تیر برساتے رہے۔

طائف کا محاصرہ

شہر کی فصیل اونچی تھی بنو ثقیف نے اس کے دفاع کے بڑے پختہ انتظامات کر رکھے تھے وہ نہ تو کھلے میدان میں آ کر لڑتے تھے اور نہ ہی مسلمانوں کو فصیل کے قریب آنے دیتے تھے جب محاصرے نے طول پکڑا تو اللہ کے رسولؐ نے صحابہ سے مشورہ کیا حضرت سلمانؓ فارسی نے تجویز کیا کہ منجنیق سے فصیل پر پتھر برسائے جائیں اور جب فصیل میں شگاف پڑ جائیں یا فصیل کمزور ہو جائے تو مجاہدین دبابے میں چھپ کر اس حصہ پر حملہ کر دیں رسول اللہ ﷺ نے منجنیق سے فصیل پر گولہ باری کا حکم دیا تو فصیل کمزور پڑ گئی مجاہدین نے دبابوں میں چھپ کر فصیل پر حملہ کر دیا

محصورین نے اوپر سے گرم لوہے کی سلاخیں برسائیں جس سے دبابوں کی چمڑے کی چھتیں جل گئیں مجاہدین جلتے ہوئے دبابوں سے باہر آئے تو دشمن کے تیر اندازوں نے انہیں پسپا کر دیا اس حملہ میں متعدد صحابہ شہید ہوئے اور کئی زخمی ہو گئے(11) رسول اللہ ﷺ نے جانی نقصان دیکھتے ہوئے وہ منصوبہ ترک کر دیا دبابہ لکڑی کی بکتر بند گاڑی کی قسم ہوتی تھی جس کے اوپر چمڑے کی چھت ہوتی تھی اس کے اندر چھپ کر قلعوں کی فصیل پر حملہ کیا جاتا تھا۔

رسولؐ اللہ نے اعلان کروایا کہ فصیل کے اس پار سے ہوازن اور بنو ثقیف کا جو بھی غلام مسلمانوں سے آ ملے گا اسے آزاد کر دیا جائے گا رسولؐ اللہ کے اس اعلان پر 23 غلام موقعہ پا کر رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ان میں مشہور صحابی ابی بکرہ بھی شامل تھے ▪ پانی نکالنے والی چرخی کی مدد سے فصیل سے نیچے اترے تھے اسی وجہ سے رسولؐ اللہ ﷺ نے ان کی کنیت ابوبکرہ رکھ دی تھی ان کا نام نفیع بن حارث تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کردیا اور ایک ایک غلام ایک ایک مسلمان کے حوالے کرکے حکم دیا کہ ان کی دیکھ بھال کی جائے ان کی خوراک اور لباس کی ضروریات پوری کی جائیں اور انہیں اسلامی تعلیمات اور آداب سے آگاہ کیا جائے ان غلاموں نے بتایا کہ بنو ثقیف نے شہر میں اپنی ضرورت کی ہر چیز محفوظ کر لی ہے اور طویل عرصہ تک وہ باہر سے کسی مدد کے بغیر اسی طرح مسلمانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں جب طائف کے لوگ مسلمان ہو گئے تو ان میں سے ایک جماعت نے ان غلاموں کی واپسی کی درخواست کی تو آپؐ نے فرمایا "یہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں"

رسول اللہ ﷺ نے بنو ثقیف کو شہر سے نکل کر مقابلے پر مجبور کرنے کے لئے حکم دیا کہ پھل دار درخت اور انگوروں کی بیلیں کاٹ دی جائیں بنو ثقیف گھبرا گئے اور ابو سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بات چیت کیلئے بلایا ▪ دونوں بھی اسلامی لشکر کے ساتھ طائف آئے تھے ابوالاسود بن مسعود ثقفی نے کہا "میں تمہیں ایک بہتر تجویز بتاتا ہوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہیں کہ باغات کاٹ دیئے گئے تو کبھی آباد نہ ہوں گے ▪ یا تو خود ان پر قبضہ کر لیں یا اللہ اور قرابت کے نام پر انہیں کاٹنے کا حکم واپس لے لیں" ابو سفیان اور مغیرہ بن شعبہ نے واپس آ کر رسولؐ اللہ سے عرض کیا تو آپؐ نے درخت اور انگور کی بیلیں کاٹنے سے منع فرما دیا۔

بے بس لومڑی

شوال کا مہینہ ختم ہو رہا تھا(12) بنو ثقیف جانتے تھے کہ چند روز بعد ذیقعد شروع ہونے والا

ہے اس کے بعد ذوالحجہ کا مہینہ ہو گا اور اللہ کے رسولؐ ان حرام مہینوں میں ان کے شہر کا محاصرہ نہیں کریں گے اور واپس چلے جائیں گے اس لئے وہ اپنی ساری توانائیاں اور قوت جمع کر کے فصیل کی حفاظت کر رہے تھے ایک روز اللہ کے رسول ﷺ نے نوفل بن معاویہ الدیلمی سے لڑائی کی صورت حال کے بارے میں بات کی تو اس نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ لومڑی اپنے بھٹ میں پھنسی ہوئی ہے اگر آپؐ ٹھہرے رہیں تو اسے پکڑ لیں گے اور اگر اسے چھوڑ دیں تو بھی آپؐ کا کوئی نقصان نہیں"

رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کی قوت کچل دی تھی اب وہ اسلام اور اسلامی ریاست کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو گئے تھے ان کے چاروں طرف اسلام کا غلبہ ہو گیا تھا ان کی اندرونی اور بیرونی تجارت کے سب راستے اور منڈیاں مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی تھیں آج نہیں تو کل انہیں ہتھیار ڈالنا ہی ہوں گے پھر فصیل پر حملہ سے انسانی جانیں کیوں قربان کی جائیں؟ اللہ کے رسولؐ نے ان پر ثابت کر دیا تھا کہ مسلمان جب چاہیں انہیں گھیر سکتے ہیں جب چاہیں واپس آ سکتے ہیں ان کے دلوں پر اسلام کا رعب قائم ہو گیا تھا اور ذیقعد کا مہینہ شروع ہونے والا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

رسول اللہ ﷺ نے محاصرہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اعلان کر دو کہ کل ہم انشاء اللہ واپس چلیں گے"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا تو مسلمانوں کو پسند نہ آیا "طائف تو ابھی فتح نہیں ہوا واپس کیوں ہوں گے؟"

اللہ کے رسول ﷺ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا "تو پھر کل حملہ کرنا ہے"

مسلمان خوش ہو گئے لڑائی میں پھر وہی صورت رہی شہر بند بنو ثقیف نے زبردست مزاحمت کی۔

شام کو اللہ کے رسولؐ نے جب فرمایا کہ کل صبح ہمیں واپس جانا ہے تو سب راضی ہو گئے۔

جب سامان باندھ لیا گیا چلنے لگے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "ہم پلٹنے والے توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں"

عرض کیا گیا "یا رسولؐ اللہ آپ بنو ثقیف کے حق میں بددعا کریں"

اللہ کے رسولؐ نے دعا کی "یا اللہ بنو ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں میری طرف لے آ"

اللہ کے رسولؐ نے تو طائف والوں کو اس وقت بددعا نہیں دی تھی جب انہوں نے پتھر مار مار کر آپؐ کو اس قدر زخمی کر دیا تھا کہ آپؐ کے جوتے خون سے بھر گئے تھے۔
آپؐ ان کی قوت اور صلاحیتیں اسلام کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے۔

شہدائے طائف

طائف کے محاصرے میں رسولؐ اللہ کے ساتھیوں میں سے بارہ شہادت کے مرتبہ کو پہنچ گئے ان میں سے سات شہید قریش کی مختلف شاخوں سے تعلق رکھتے تھے چار انصاری تھے اور ایک کا تعلق بنو لیث سے تھا شہدائے طائف کے نام یہ ہیں۔

1- حضرت ابوبکرؓ صدیق کے فرزند عبداللہؓ بن ابوبکر (تیر سے زخمی ہوئے اور بعد میں اسی زخم کی وجہ سے کئی سال بعد شہادت پائی)
2- سعیدؓ بن سعید بن العاص بن امیہ
3- عرفطہؓ بن حباب حلیف بنو امیہ
4- رقیمؓ بن ثابت
5- عبداللہؓ بن ابی امیہ بن مغیرہ مخزومی
6- عبداللہؓ بن عامر بن ربیعہ حلیف بنو عدی
7- السائبؓ بن حارث بن قیس بن عدی سہمی
8- عبداللہؓ بن الحارث
9- ثابتؓ بن جذع
10- حارثؓ بن سہل بن ابی صعصعہ مازنی
11- منذرؓ بن عبداللہ بن عدی
12- جلیحہؓ بن عبداللہ از بنو سعد بن لیث

سراقہؓ بن جعشم کا سوال

رسول اللہ ﷺ کا لشکر طائف سے جعرانہ کی طرف رواں تھا آپؐ کی سواری کے آگے انصار کے نیزہ بردار تھے ایک بدو آیا اور انصار کے نیزہ برداروں میں گھس گیا "ہٹ جاؤ! ہٹ جاؤ" انصار انہیں نیزوں سے کچوکے دینے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کی سواری قریب آئی تو اس بدو نے

ایک تحریر بلند کرتے ہوئے کہا " میں سراقہ بن جعشم ہوں اور یہ آپ کی تحریر ہے"
رسولؐ اللہ نے فرمایا " یہ وعدہ پورا کرنے اور نیکی کا دن ہے"
آپؐ کے حکم پر صحابہ نے سراقہ کو آپؐ کے قریب کر دیا۔ سراقہ نے رسولؐ اللہ کو سلام کہا اور پوچھا "یا رسولؐ اللہ میں نے اپنے اونٹوں کے لئے ایک حوض میں پانی محفوظ کیا ہوا ہے اگر کوئی بھاگا ہوا اونٹ اس حوض سے پانی پی لے تو کیا مجھے اس کا ثواب ملے گا؟
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہاں ہر کلیجہ والے جانور کے پانی پینے کا تمہیں ثواب ملے گا"
سراقہ بن جعشم نے جو تحریر بلند کی تھی وہی تھی جو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے رسول اللہ ﷺ کی مکہ سے مدینہ کے لئے ہجرت کے وقت اللہ کے رسولؐ کے حکم پر اسے لکھ کر دی تھی اور وہ اپنی شناخت کرانے کے لئے وہ تحریر ساتھ لایا تھا۔

حلیمہ سعدیہ کی بیٹی

طائف کے لئے روانگی سے پہلے آپؐ نے حنین کے قیدی اور غنیمت کا مال جعرانہ میں جمع کرا دیا تھا طائف سے واپس آ کر آپؐ کی اور آپؐ کے لشکروں کی خیمہ گاہ بھی جعرانہ ہی میں تھی ایک روز ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک خاتون آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی "یا رسولؐ اللہ میں شیماء بنت حارث آپؐ کی رضاعی بہن ہوں"
رسولؐ اللہ نے فرمایا "تمہارے جسم پر کوئی ایسا نشان ہے جو مٹ نہ سکے؟"
اس نے اپنے بازو سے کپڑا ہٹا دیا "ہاں یا رسولؐ اللہ"
اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی چادر بچھا دی۔
خاتون اللہ کے رسولؐ کی چادر پر بیٹھ گئی۔
اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "تمہاری ہر سفارش پوری ہو گی جو چاہو ملے گا میرے پاس عزت اور تکریم کے ساتھ رہنا چاہو تو رہ جاؤ اپنی قوم میں جانا چاہو تو جا سکتی ہو"
اس نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ مجھے میری قوم میں بھجوا دیں"
رسول اللہ ﷺ نے اسے تحائف دے کر رخصت کیا ایک روایت کے مطابق اسے ایک غلام اور کنیز بھی عطا کئے۔
اس کے بازو پر وہ نشان تھا جہاں بچپن میں آپؐ نے اسے دانتوں سے کاٹ لیا تھا وہ حلیمہ سعدیہ کی بیٹی تھی اور بنو سعد کے قیدیوں میں شامل تھی بنو سعد بھی ہوازن کی ایک شاخ تھے۔

دل جیتنے کی تدبیر

رسول اللہ ﷺ غنیمت کا مال تقسیم کرنے میں جلدی کیا کرتے تھے مگر اس بار آپؐ نے تاخیر کی نہ مال مجاہدین میں تقسیم کیا نہ قیدی' آپؐ جعرانہ میں ہی مقیم رہے پاس ہی مکہ تھا آپؐ وہاں بھی تشریف نہیں لے گئے انصار مہاجرین مکہ کے قریش اور بدو قبائل کے لشکر سب جعرانہ میں خیمہ زن تھے بدو اپنے علاقوں کی طرف جانا چاہتے تھے دس روز گزر گئے(13) مگر آپؐ نے نہ مال تقسیم کیا نہ قیدی بانٹے صحابہ کو اس کا سبب سمجھ نہیں آ رہا تھا مگر وہ تو اللہ کے رسولؐ کے سامنے ایسے سوال نہیں کیا کرتے تھے مگر بدو تو نومسلم تھے ان کا طرز گفتار بھی صحرائی تھا ان میں بے چینی پھیلنے لگی ▪ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ اس تاخیر کا سبب کیا ہے؟ اللہ کے رسولؐ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے مال کا حساب لگانے اور تقسیم کا حکم دے دیا مگر اس دفعہ آپؐ کے لشکر میں انصار اور مہاجرین کے علاوہ بدو بھی تھے مکہ اور نواح مکہ کے نومسلم بھی تھے صفوان بن امیہ جیسے لوگ بھی تھے جو ابھی تک اپنے آبائی دین پر تھے ابو سفیان بن حرب اور حکیم بن حزام جیسے قریش کے سردار بھی تھے جنہوں نے غلبہ اسلام کی وجہ سے اسلام تو قبول کر لیا تھا مگر ابھی تک ان کے دل اور دماغ سچے اور پکے مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ عینیہ بن حصن فزاری جیسے شرپسند بھی تھے جو صرف مال کے لالچ میں آئے تھے انہیں نہ ہوازن سے دشمنی تھی نہ اللہ کے دین کے ساتھ کوئی ہمدردی تھی۔

رسول اللہ ﷺ اسلام کے لئے ان لوگوں کے دل جیتنا چاہتے تھے اللہ نے مسلمانوں کو جو غنیمت کا بے پناہ مال دیا تھا ▪ تقسیم کر کے ان پر اللہ کی نعمتوں کا بوجھ ڈال کر اسلام پر ان کے دل مضبوط کرنا چاہتے تھے آپؐ نے اس بار مجاہدین میں مال غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے ایسے لوگوں کو اللہ کے احسان کے بوجھ نیچے دبا دیا۔

ابو سفیان نے مال دیکھا تو کہا "یا رسولؐ اللہ آج تو آپ قریش میں سب سے امیر ہیں سب سے زیادہ غنی ہیں اس مال سے ہمیں بھی حصہ دیں"

رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ اسے ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی دے دیں۔

اپنا حصہ لینے کے بعد وہ بولا "میرے بیٹے زید کا حصہ بھی دے دیں"

اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر حضرت بلال نے اس کے بیٹے کے لئے بھی سو اونٹ اور چالیس

اوقیہ چاندی الگ کر دی۔
ابو سفیان نے اپنے بیٹے معاویہ کے لئے درخواست کی تو رسولؐ اللہ نے اس کے لئے بھی ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی دلوا دی۔
ابو سفیان نے کہا "یا رسولؐ اللہ میرا ماں باپ آپؐ پر قربان ہو آپؐ لڑائی اور صلح میں بے حد کریم ہیں آپؐ کی سخاوت کی تو انتہا ہی نہیں اللہ آپؐ کو نیک اجر عطا کرے"
اللہ کے رسول ﷺ نے صفوان بن امیہ کو بھی تین سو اونٹ عطا کر دیئے۔
اللہ کے رسولؐ کے حکم پر حکیم بن حزام کو ایک سو اونٹ دیئے گئے تو انہوں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ایک سو اونٹ مزید عطا فرما دیں"
رسول اللہ ﷺ نے اسے مزید ایک سو اونٹ دلوا دیئے تو اس نے ایک سو مزید اونٹوں کی درخواست کر دی وہ ابو سفیان اور صفوان بن امیہ سے کم اونٹ لے کر ان سے پیچھے نہیں رہنا چاہتا ہو گا۔
رسول اللہ ﷺ نے اسے مزید ایک سو اونٹ دلا دیئے۔
رسول اللہ ﷺ نے ابوجہل کے شاعر بھائی حارث بن ہشام' حارث بن حارث بن کلدہ' عبدالرحمٰن بن ہربوع' سہیل بن عمرو' حویطب بن عبدالعزیٰ' علاء بن حارثہ ثقفی کو بھی ایک ایک سو اونٹ دیئے اقرع بن حابس تمیمی اور عینیہ بن حصن فزاری کو پچاس پچاس اونٹ دیئے گئے۔
رسول اللہ ﷺ نے اور بھی بہت سے لوگوں کو سو یا اس سے کم اونٹ عطا کئے(14) کسی صحابی نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ آپؐ نے عینیہ بن حصن فزاری کو تو ایک سو اونٹ عطا کر دیئے اور جعیل بن سراقہ ضمری کو کچھ بھی نہیں دیا"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے عینیہ جیسے لوگوں سے زمین بھری ہو تب بھی جعیل بن سراقہ اکیلا ان سب سے بہتر ہے انہیں تو میں نے تالیف قلب کے لئے اتنا کچھ دیا ہے اور جعیل کو اس کے اسلام کے سپرد کیا ہے"

مال غنیمت

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زیدؓ بن ثابت کو حکم دیا کہ باقی اونٹوں اور بکریوں کا شمار کریں اور ان مجاہدین کا حساب لگائیں جن پر تقسیم کرنا ہیں انہوں نے سب مال ایک جگہ جمع کیا حساب لگایا تو ہر مجاہد کے حصہ میں چار اونٹ اور چالیس بکریاں آئیں گھوڑ سواروں کے حصہ میں بارہ بارہ

اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں آئیں ایک حصہ سوار کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے.

انصار کی ناراضگی اور خوشی

انصار اللہ کے رسولؐ کی تدبیر اور حکمت کو نہ سمجھ سکے رسول اللہ ﷺ نے مال فے میں سے بڑے بڑے عطیات مکہ کے قریش اور کچھ ایسے لوگوں کو ہی دیئے تھے جنہوں نے جنگ میں مدینہ کے انصار جیسا ایثار اور قربانی نہیں دکھائے تھے ان میں سے بعض تو ابھی مشرک تھے آپؐ نے انصار کو صرف ان کا مقررہ حصہ ہی دیا تھا جنگ کے نازک مرحلہ میں آپؐ نے آواز انصار کو دی تھی اور بڑے بڑے عطیات تماشائیوں اور بھاگ جانے والوں کو دیئے تھے کسی نے کہا "خدا کی قسم اللہ کے رسول ﷺ اپنی قوم سے جا ملے ہیں"
انسان اپنی اپنی شعوری سطح کے مطابق ہی سوچ سکتے ہیں کسی دوسرے نے کہا "اللہ کے رسول ﷺ ضرورت کے وقت آواز ہمیں دیتے ہیں اور مال قریش کو دیتے ہیں"
حضرت انسؓ نے رسولؐ اللہ کو انصار مدینہ کی ان باتوں کے بارے میں بتایا تو آپؐ نے انہیں طلب فرمایا جب سب انصار آپؐ کے خیمہ میں جمع ہو گئے تو آپؐ نے پوچھا "وہ کیا بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے؟"
یا رسولؐ اللہ ہمارے اہل خرد نے تو کچھ نہیں کہا البتہ ہمارے ناسمجھ نوجوانوں نے کہا ہے کہ "اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو معاف فرمائے آپؐ قریش کو تو مال دیتے ہیں اور ہمیں محروم رکھا ہے حالانکہ ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے" انصار کے بزرگوں نے عرض کیا.
رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر انصار سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "اے انصار کی جماعت کیا یہ حقیقت نہیں کہ تم گمراہ تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی تم محتاج تھے اللہ نے تمہیں غنی بنایا تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے دل جوڑ دیئے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم خاموش کیوں ہو جواب کیوں نہیں دیتے؟"
انصار نے عرض کیا "اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہم پر بہت احسان ہے"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم چاہو تو مجھے یہ جواب بھی دے سکتے ہو کہ "آپؐ کی قوم نے آپؐ کو جھٹلایا مگر ہم نے آپؐ کی تصدیق کی آپؐ بے یارو مددگار تھے ہم نے آپؐ کی مدد کی آپؐ کو اپنے گھر سے نکال دیا گیا تھا ہم نے آپؐ کو اپنے گھروں میں جگہ دی آپؐ قلاش تھے ہم نے اپنے مال آپؐ پر نثار کر دیئے" تمہارا یہ جواب غلط نہیں ہو گا اے گروہ انصار تم اس خسیس دنیا

کے مال کی خاطر ناراض ہو گئے جو میں نے بعض لوگوں کو اس لئے دیا ہے کہ وہ اسلام لے آئیں۔ قریش کو قتل اور قید کے مصائب پیش آئے ہیں میں ان کے نقصان کی تلافی کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے تمہیں تمہارے پختہ اسلام کے حوالے کیا ہے کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ دوسرے لوگ تو یہاں سے اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسولؐ کو ساتھ لے کر اپنے گھروں کی طرف جاؤ خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو مجھے انصار میں سے ہونا تھا اگر لوگ ایک گھاٹی کی طرف چلیں اور انصار ان سے الگ کسی دوسری گھاٹی کی طرف جائیں تو میں انصار کی گھاٹی کی طرف جاؤں گا"

اس کے بعد آپؐ نے دعا کی "یا اللہ انصار ان کے بیٹوں اور ان کے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما" انصار اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں "یا رسولؐ اللہ ہم خوش ہیں کہ ہمارے حصہ میں اللہ کے رسولؐ آئے"

فراخدلی اور برداشت

کچھ بدوؤں نے آپؐ کا راستہ روک لیا "یا رسولؐ اللہ غنیمت کے مال سے ہمیں بھی کچھ دیں"

وہ گروہ در گروہ آپؐ کی طرف بڑھے آپؐ الٹے قدموں پیچھے ہٹے تو آپؐ کی چادر جھاڑیوں میں پھنس گئی آپؐ نے فرمایا "لوگو میری چادر مجھے لا دو اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے پاس تہامہ کی جھاڑیوں کی تعداد کے برابر جانور ہوں تو میں وہ بھی تم میں تقسیم کر دوں اور تم مجھے بخیل کمزور دل اور سچ نہ کہنے والا نہ پاؤ" رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ کے کوہان سے ایک بال اکھاڑ کر بلند کیا اور فرمایا "اے لوگو تمہارے مال غنیمت اور فے کے مال میں سے اس بال کے برابر بھی میرے پاس کچھ نہیں بچا خمس کا مال ہی ہے اور وہ بھی تم پر ہی خرچ کیا جاتا ہے"

ہوازن کی التجا

بنو ہوازن کا ایک وفد اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا اس کے قائد ابو صرد زہیر بن صرد تھے۔ وفد میں چودہ ارکان تھے جن میں رسول اللہ ﷺ کے رضاعی چچا ابو برقان بھی شامل تھے انہوں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہم شریف اور خاندانی لوگ ہیں ہم پر جو مصیبت ہے اس

سے آپؐ واقف ہیں ہم پر احسان فرمائیں اللہ آپؐ پر احسان فرمائے گا"
ان کے رئیس ابو صرد زہیر بن صرد نے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

"یا رسولؐ اللہ ہم پر فیاضانہ احسان فرمائیں
صرف آپؐ وہ مرد ہیں
جن سے اپنی امید پوری ہونے کے ہم منتظر ہیں
ایسے قبیلے پر احسان فرمائیں
جس کی تقدیر پھوٹ گئی ہے
اور شیرازہ بکھر گیا ہے
اس کے مقدر میں گردش ہے
زمانہ کے حوادث نے ہمیں غمگین کر دیا ہے
اور آفت زدہ دل پریشان ہیں
اے سب سے اچھے شیر خوار اور نومولود
اور عالم کے بہترین انسان
آپؐ کے بے پایاں احسان نے اس پر مرہم نہ رکھا
تو دکھ برداشت نہ ہو گا
جو خواتین آپؐ کو دودھ پلایا کرتی تھیں
جن کے خالص دودھ سے آپؐ کا منہ بھر جایا کرتا تھا
ان پر احسان کریں
آپؐ کا ہر عمل آپؐ کی زینت ہوتا ہے
جن خواتین کا آپ دودھ پیا کرتے تھے
ان پر احسان فرمائیں
جن کی جماعت باقی نہ رہے
ہم سے ان جیسا سلوک نہ کریں
ہم پر رحم کریں
کہ ہم عالی خاندان ہیں
اور لوگ ناشکری بھی کریں

تب بھی ہم آپؐ کے احسانات کے شکر گزار ہیں
آج سے ہمارے دلوں میں آپؐ کا احسان زندہ اور توانا رہے گا"

ہوازن پر کرم

بنو سعد ہوازن کی بہت سی شاخوں میں سے ایک شاخ تھے آپؐ نے بچپن میں بنو سعد کی ایک خاتون حلیمہ کا دودھ پیا تھا اور ہوازن کا وفد اس دودھ کے بدلہ میں اپنی ساری شاخوں کی قیدی خواتین کی رہائی کی درخواست لے کر آیا تھا شیما بنت حارث سے آپؐ کے حسن سلوک سے انہیں حوصلہ ملا تھا اور وہ حارث کے بھائی ابو برقان کو لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "طائف سے واپس آ کر میں نے دس روز تمہارا انتظار کیا مگر تم نہ آئے اگر تم اس وقت آ جاتے تو تمہارا مال اور قیدی تمہیں مل جاتے اب تو ■ مجاہدین میں تقسیم کئے جا چکے ہیں اب اپنے مال اور قیدیوں میں سے جس کا چاہو انتخاب کر لو"
انہوں نے جواب دیا "ہمیں اپنی اولاد اور خواتین زیادہ محبوب ہیں"
رسولؐ اللہ نے فرمایا "میں نے اپنا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ تمہیں دیا"
پھر آپؐ نے انہیں مشورہ دیا "جب میں نماز پڑھا کر فارغ ہو جاؤں تو تم وہاں کھڑے ہو کر مسلمانوں سے کہنا کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کو اپنی اولاد اور خواتین کے بارے میں سفارشی لائے ہیں"
ظہر کی نماز کا وقت آیا مسلمان نماز سے فارغ ہو چکے تو ہوازن کے رئیس نے مسلمانوں سے وہی بات کہی جو اللہ کے رسولؐ نے انہیں بتائی تھی اللہ کے رسولؐ نے فرمایا "میرا اور بنو عبدالمطلب کا حصہ تمہارا ہوا"
مہاجرین نے سنا تو کہا "ہمارا حصہ بھی اللہ کے رسولؐ کا حصہ ہے"
انصار نے بھی اعلان کر دیا "جو ہمارا ہے وہ سب اللہ کے رسولؐ کا ہے"
اقرع بن حابس نے کہا "میرا اور بنی فزارہ کا حصہ آپؐ کا نہیں"
عینیہ بن حصن نے بھی اعلان کر دیا "میرا اور بنی سلیم کا حصہ آپؐ کا نہیں"
عباس بن مرداس نے کہا "میرا اور بنو سلیم کا حصہ آپؐ کا نہیں"
بنو سلیم نے سنا تو کہا "تم نے ٹھیک نہیں کہا جو ہمارا حصہ ہے وہ رسولؐ اللہ کا ہی ہے"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یہ تمہارے بھائی ہیں اور مسلمان ہو کر تمہاری طرف آئے ہیں جس کسی کے پاس قیدی ہیں وہ خوشی سے واپس کر دے تو یہ ایک اچھا طریقہ ہے جو کوئی اپنا حق روکنا چاہتا ہے ۔ ان قیدیوں کو رہا کر دے ہم اس کا بدلہ دیں گے اور پہلے مال غنیمت میں سے اسے ایک قیدی کے بدلہ میں چھ اونٹ دیئے جائیں گے"

سب نے اپنے اپنے قیدی واپس کر دیئے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ عمرہ کے لئے مکہ گئے ہوئے تھے مکہ گلیوں میں لوگوں کو بھاگتے دیکھ کر انہوں نے پوچھا "کیا معاملہ ہے؟" انہیں بتایا گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بنو ہوازن کے قیدی واپس کر دیئے ان کے والد نے اپنے حصہ کی ایک کنیز انہیں دے دی تھی انہوں نے فوراً" وہ کنیز رہا کر دی۔

اس طرح بنو ہوازن کے ہزاروں قیدی بلا کسی معاوضہ کے انہیں واپس کر دیئے گئے۔

بنو ہوازن کیلئے چھ ہزار خواتین اور بچوں کا قیدی ہو جانا بہت ذلت اور رسوائی تھی اللہ کے رسول ﷺ کسی کو ذلیل و رسوا نہیں دیکھنا چاہتے تھے آپؐ دس روز ان کا انتظار کرتے رہے کہ وہ آئیں تو ان کے قیدی رہا کر دیئے جائیں قیدیوں کی مجاہدین میں تقسیم کے بعد انہیں رہا اور واپس کر کے اللہ کے رسول ﷺ نے بنو ہوازن پر تو احسان کیا ہی تھا آپؐ نے اپنی پیغمبرانہ عظمت کا بھی ثبوت فراہم کر دیا جس کا مشرک بدو قبائل کے دلوں پر اس سے بھی زیادہ اثر ہوا جتنا اثر مکہ کے قریش کے سرداروں کے دلوں پر سینکڑوں اونٹوں کی عطا سے پڑا تھا۔

شرک کے لشکروں کا کمانڈر انچیف نبی ﷺ کے حضور

رسول اللہ ﷺ نے بنو ہوازن کے وفد سے ان کے سردار اور کمانڈر انچیف مالک بن عوف کے رویہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ابھی تک بنو ثقیف کے پاس طائف میں ہے رسول اللہ نے فرمایا "اگر وہ میرے پاس مسلمان ہو کر آئے تو میں اس کے اہل و عیال اور اموال بھی واپس کر دوں گا اور اسے اپنے پاس سے ایک سو اونٹ عطیہ میں دوں گا"

اللہ کے رسول ﷺ کا پیغام مالک بن عوف تک پہنچا تو وہ فوراً" تیار ہو گیا مگر وہ تو بتوں کے لشکروں کا کمانڈر انچیف تھا اور لات کے مجاوروں کے قلعہ میں تھا اسے فکر تھی کہ بنو ثقیف کو معلوم ہو گیا تو وہ اس کا راستہ روکیں گے اس نے اپنے آدمیوں کی مدد سے طائف سے فرار کا منصوبہ بنایا سواری کے لئے ایک گھوڑا منگوایا اور شہر سے باہر کسی خفیہ مقام پر ایک اونٹنی تیار

رکھنے کا حکم دیا پھر ایک رات گھوڑے پر سوار ہو کر طائف سے نکل گیا اور اونٹنی پر سوار ہو کر جعرانہ کے لئے چل پڑا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے اہل و عیال اور اموال واپس کر دیئے اور اسے ایک سو اونٹ بھی عطا کئے۔

مالک بن عوف نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہوئے کہا:

"میں نے ان جیسا دیکھا نہ سنا
محمدؐ سب انسانوں میں بے مثل ہیں
ان سے مانگیں تو عطا سے جھولی بھر دیتے ہیں
پوچھیں تو آنے والی بات بتا دیتے ہیں"

رسول اللہ ﷺ نے اسے ہوازن، فہم، سَلِمہ اور ثمالہ کے مسلمانوں پر عامل مقرر کر دیا مالک بن عوف نے بنو سلمہ کے ساتھ مل کر بنو ثقیف کا ناطقہ بند کر دیا وہ اس علاقہ سے ان کا کوئی قافلہ نہیں گزرنے دیتا تھا اس پر ایک ثقفی شاعر نے کہا:

"دشمن ہماری طرف رخ کرنے سے ڈرتے ہیں
مگر بنو سلمہ ہم سے لڑنے آتے ہیں
اور مالک عہد اور حرمت توڑ کر
ان کو لے کر ہم پر حملہ کرتا ہے
بنو سلمہ کے حوصلے اس قدر بڑھ گئے ہیں
کہ وہ ہمارے علاقہ میں ہم پر حملے کرتے ہیں
اور ہم بڑے بدلہ لینے والے ہیں"

صفوان اور سہیل کے دل پھر گئے

صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو حنین اور طائف کے غزوات میں تماشائی کی حیثیت میں شامل رہے لیکن اس سفر اور معرکوں میں پسپائی اور فتح کے مرحلوں میں اللہ کے دین کی صداقت اس کے رسولؐ کی عظمت اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد و ایثار کو دیکھ کر حق کو تسلیم کئے بن نہ رہ سکے۔ صفوان بن امیہ نے دو ماہ کی مہلت مانگی تھی اللہ کے رسول ﷺ نے اسے چار ماہ کی مہلت دے دی تھی لیکن طائف سے جعرانہ واپس آئے اور اللہ کے رسولؐ نے اس کی جھولی بھر دی تو

اس نے کہا ”اللہ کی قسم اتنی سخاوت کوئی نبی ہی کر سکتا ہے“

سہیل بن عمرو نے بھی جعرانہ میں ہی مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور قسم اٹھائی ”خدا کی قسم میں نے جس قدر جنگ مشرکین کی طرف سے کی ہے اب اتنی ہی جنگ مسلمانوں کی طرف سے لڑوں گا اور جتنا مال مشرکین پر خرچ کر چکا ہوں اتنا ہی مال مسلمانوں پر خرچ کروں گا“

جس نے جو چاہا مل گیا

سارے امور طے ہو چکے تو اللہ کے رسولؐ نے احرام باندھا مکہ تشریف لے گئے عمرہ کیا اور واپس آ کر مدینہ کی طرف روانگی کا اعلان کر دیا مکہ کے قریش کے حصہ میں اونٹ اور مال آئے۔ مدینہ کے انصار کو اللہ کے رسول ﷺ مل گئے جس نے جو چاہا اللہ نے عطا کر دیا۔

بنو ثقیف کے صاحب یٰسین

عروہ بن مسعود ثقیف کا ایک معزز سردار تھا طائف کے محاصرے کے وقت وہ یمن میں تھا واپس آیا تو دنیا ہی بدل چکی تھی قریش اور شرک کی قوت کا مرکز توحید کا مرکز بن چکا تھا شرک کے علمبردار بنو ہوازن مسلمان ہو گئے تھے اس کی قوم اور قبیلہ توحید کے سمندر میں گھرے ہوئے جزیرے پر کانپ رہے تھے اس نے اس تبدیلی پر غور کیا تو اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی سواری لی اور اللہ کے رسولؐ کی طرف نکل پڑا جعرانہ پہنچا تو رسولؐ اللہ مدینہ کے لئے روانہ ہو چکے تھے تیز چلتا ہوا عروہ بن مسعود مدینہ سے پہلے کسی منزل میں اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں پیش ہو گیا اور کلمہ پڑھ کر توحید والوں کی جماعت میں شامل ہو گیا اس نے اپنی قوم میں واپس جانے کے لئے اجازت مانگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بنو ثقیف تمہیں قتل کر دیں گے“

آپؐ جانتے تھے کہ اس قوم کا غرور اور نخوت اسے حق سے روکے ہوئے ہیں۔

عروہؓ نے عرض کیا ”یا رسولؐ اللہ میں تو اپنی قوم کو ان کی آنکھوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں“

تھے بھی وہ اپنی قوم کے محبوب ان کی عزت کی جاتی تھی اور ان کی بات مانی جاتی تھی۔

طائف پہنچ کر انہوں نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلانے لگے بنو ثقیف کے مغرور لوگوں نے ان پر تیر برسائے۔ عروہ شدید زخمی ہو گئے۔

”اس موت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟“ بنو ثقیف کے لوگوں نے اسے دم آخریں پوچھا۔

عروہ نے جواب دیا "یہ تو اللہ کا کرم ہے یہ وہ شہادت ہے جس کی طرف اللہ مجھے کھینچ لایا رسولؐ اللہ کے جو ساتھی طائف میں شہید ہوئے اور یہاں دفن ہیں مجھے ان کے ساتھ دفن کرنا اور انہی میں شمار کرنا"

اس کی قوم نے اسے شہیدوں کے ساتھ دفن کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا "اپنی قوم میں عروہ کی وہی مثال ہے جو صاحبِ یٰسین کی اپنی قوم میں ہے"

حواشی / حوالہ جات

1- Akram Diya-al-Umari, Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-II, P : 169

2- Akram Diya-al-Umari, Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-II, Note 2, P: 169.

3- ابن اسحاق' عروہ بن زبیر' امام احمد اور طبری کے مطابق رسول اللہ ﷺ 5 شوال کو مکہ سے نکلے تھے لیکن واقدی نے رسول اللہ ﷺ کی روانگی کی تاریخ 6 شوال لکھی ہے۔

4- (الف) مصحف المدينة النبوية مجمع الملک فہد' صفحہ 505' نوٹ نمبر 1274

(ب) حنین مکہ سے صرف 26 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے ان دنوں اسے الشارائع (Al-Sharai) کہا جاتا ہے یہ مکہ کے مشرق میں ہے۔

(Akram Diya Al-Umari Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-II, P:175)

5- (الف) "ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے پس ہم مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے تو ہمارے سامنے سے تیر آئے" (بخاری شریف' کتاب المغازی' روایت حضرت براء بن عازب)

(ب) "وہ لوگ بھاگ نکلے اور اپنے اہل و عیال سے دور جا پڑے اسی وقت بعض اصحاب نے ان کی بعض عورتوں پر قبضہ کر لیا تو مشرکوں نے آپس میں غل و شور کیا کہ اے ہدی کے مدد گارو تم اپنی فضیلتوں کو یاد کرو یہاں تک کہ مشرکین پلٹ آئے اور اصحاب نبی بھاگ نکلے۔ (واقدی' مغازی الرسول' مقبول اکادمی لاہور' 1988ء صفحہ 338)

6- Akram Diya-al-Umari, Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-II, P: 178

7- جب اسلامی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی تو اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ کتنے اور کون کون صحابہ کرام موجود تھے اس بارے میں مختلف روایات ہیں لیکن اصل چیز یہ روایات اور اللہ کے رسول ﷺ کے پاس موجود صحابہ کی تعداد نہیں اصل چیز یہ ہے کہ اس بھگدڑ کے مرحلہ میں بھی اسلامی لشکر کے قلب کا دستہ اپنی جگہ پر موجود تھا اس دستہ کی کمان اللہ کے رسولؐ کے پاس تھی اس دستہ میں آپؐ کے جو جانثار شامل تھے ان میں ابوبکرؓ صدیق' عمرؓ فاروق' علیؓ' عباسؓ' ابوسفیانؓ بن حارث' اسامہؓ بن زید' ایمنؓ بن ام ایمن اور بعض دوسرے صحابہ کو شمار کیا جا سکتا ہے دیگر روایات بھی درست ہیں کیونکہ لڑائی کے نازک مرحلہ پر کوئی لڑتا ہوا آگے چلے جاتا ہے تو کوئی پھر واپس آ جاتا ہے مگر کمانڈار کا اصل دستہ وہیں رہتا ہے یہ اس طریق جنگ کا بنیادی اصول تھا کیونکہ جنگ میں فتح اور شکست کا انحصار اس بات پر ہوتا تھا کہ کسی فوج کا قلب تو منتشر نہیں ہو گیا اگر قلب منتشر ہو جائے اور کمانڈار اپنی جگہ چھوڑ دے تو فوج کتنی بھی بڑی ہو شکست سے بچ نہیں سکتی تھی اسی وجہ سے دشمن کی ساری توجہ بھی قلب پر ہی ہوتی تھی ہمارے اہل علم نے میدان جنگ میں فوجوں کی ترتیب اور لڑائی کے طریقے پر توجہ دینے کی بجائے ان روایات کو دہرانے اور

دہرائے جانے پر ہی توجہ دی ہے اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ اسلامی لشکر میں بھگدڑ کے باوجود اس کا کمانڈار اور اس کا دستہ جو لشکر کا قلب تھا اپنی جگہ پر ڈٹا رہا جس وجہ سے بھاگنے والے بھی لوٹ آئے اور جم کر لڑنے لگے اور اللہ نے فتح عطا کی اس طریقہ سے لڑی جانے والی دنیا کی ساری جنگوں کا جائزہ لیا جائے تو ایسی مثالیں بہت کم ملیں گی کہ کسی فوج کے مقدمۃ الجیش میمنہ اور میسرہ کے دستوں کے منتشر ہو جانے کے باوجود اس کا قلب قائم رہا ہو اور اس کے کمانڈر نے راہ فرار اختیار نہ کی ہو ایسی استقامت اور امید نصرت اللہ کے سچے رسول کے لئے ہی وقف تھی رہی کم اور زیادہ تعداد کی بات تو جس کسی نے لڑائی کی کسی مرحلہ میں قلب میں جتنے صحابہ کو دیکھا اندازے سے وہی تعداد بیان کر دی لڑائی کے ایسے مرحلے میں آدمی گننے کا ہوش کسے ہوتا ہے؟ اور اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آنے والے اسی جگہ رہ بھی کیسے سکتے تھے؟ جو آتے رہے لڑائی میں شامل ہوتے گئے قلب سے تو کمانڈر اپنی سپاہ کی رہنمائی کیا کرتا تھا اور اس کی حفاظت کے لئے سب سے وفادار اور بہادروں کا دستہ اس کے اردگرد متعین ہوتا تھا۔

8- (الف) "بھاگے ہوئے لوگ ابھی واپس آ رہے تھے کہ آپؐ کے پاس مشکیں کسے ہوئے موجود تھے"
(روایت حضرت جابر بن عبداللہ بحوالہ امام بیہقی' ابن کثیر' سیرت النبی جلد دوم' صفحہ 432)
(ب) "واللہ شکست خوردہ لوگ ابھی واپس نہ آئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدیوں کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں" اس روایت کو امام احمد نے یعقوب بن ابراہیم زہری کے والد کی معرفت محمد بن اسحاق سے بیان کیا ہے۔ (ابن کثیر' سیرت النبی' جلد دوم' صفحہ 428)

9- Akram Diya-al-Umari, Madinan Society at the time of the Prophet,Vol-II, P : 182

10- ابن کثیر' تاریخ' جلد چہارم' نفیس اکادمی کراچی 1987ء صفحہ 756

11- یہ منجنیق اور دبابے کون لایا تھا اس بارے میں روایات میں اختلاف ہے ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی کی نگرانی میں وہیں پر تیار کی گئی تھیں۔ دوسری روایت ہے کہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی اپنے ساتھ لائے تھے جب کہ تیسری روایت میں ہے کہ حضرت خالد بن سعید جرش سے اپنے ساتھ منجنیق اور دبابے لائے تھے روایات میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ طائف کے محاصرہ میں پہلی بار مسلمانوں نے منجنیق استعمال کی تھی لیکن اگر وہ روایت درست ہے جس میں کہا گیا ہے کہ خیبر کی لڑائی میں یہودیوں کے قلعہ سے ملنے والی منجنیق یہودیوں کے دوسرے قلعوں پر حملہ میں استعمال کی گئی تھی تو یہ بات درست نہیں ہو سکتی کہ طائف میں پہلی بار مسلمانوں نے منجنیق استعمال کی تھی۔

12- رسول اللہ ﷺ 10 شوال کی شام حنین پہنچے تھے 11 شوال کو لڑائی ہوئی تھی اور وہاں سے سات روز کے سفر کے بعد آپؐ طائف پہنچے تھے اگر لڑائی کے بعد دو روز بھی آپؐ نے وہاں انتظامات مکمل کرنے کے لئے قیام کیا ہو تو اس حساب سے آپؐ 20 شوال کو طائف پہنچے ہوں گے حضرت عروہ بن زبیر اور موسیٰ بن عقبہ نے لکھا ہے کہ آپؐ نے دس روز طائف میں قیام فرمایا تھا اس حساب سے آپؐ نے ذیقعد شروع ہونے سے پہلے ہی طائف کا محاصرہ اٹھا کر واپسی کا حکم دے دیا تھا۔ بعض روایتوں میں محاصرہ کی مدت 25 دن' ایک ماہ اور چالیس دن تک بھی بتائی گئی ہے لیکن عملاً" یہ ممکن نہیں کیونکہ چھبیس ذیقعد کو تو آپؐ واپس مدینہ پہنچ گئے تھے طائف سے واپس آ کر دس دن سے زائد آپؐ نے جعرانہ میں قیام فرمایا

تھا پھر عمرہ کیا تھا اور اس کے بعد جعرانہ سے مدینہ کے لئے روانہ ہوئے تھے اگر آپؐ طائف سے جعرانہ تک دو روز سفر میں رہے ہوں بارہ روز بعد آپؐ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے عمرہ اور مکہ سے مدینہ کے سفر کے لئے بھی دس بارہ دن کی ضرورت تھی ان پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے بات وہی درست معلوم ہوتی ہے کہ آپؐ نے دس روز تک طائف کا محاصرہ کیا اور ذیقعد شروع ہونے سے پہلے ہی اٹھا لیا تھا۔

13- ایک روایت کے مطابق آپؐ نے تیرہ راتوں کے بعد مال غنیمت تقسیم فرمایا تھا مگر امام بخاری کی روایت دس روز کی ہی ہے۔

14- ابن اسحاق کے مطابق بارہ افراد کو سو سو پانچ کو سو سے کچھ کم اونٹ دیئے گئے تھے۔ ابن ہشام نے 29 افراد کے نام لکھے ہیں اگر ان ناموں اور باقی مآخذ میں درج ناموں کو جمع کیا جائے تو یہ تعداد باون بن جاتی ہے۔

استحکامِ ریاست

نیا سفر

ایک سفر وہ تھا جب اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایک صدیق اکبر تھا' ایک اس کا غلام تھا اور ایک صحراؤں اور ریگستانوں کے انجانے راستوں کا جاننے والا تھا اللہ کے رسول ﷺ اپنے آبائی شہر سے ایک اجنبی شہر کی طرف جا رہے تھے اور آپؐ کی قوم قبیلے اور شہر والے آپؐ کا تعاقب کر رہے تھے انہوں نے آپؐ کے سر کی قیمت مقرر کر رکھی تھی اور سارے بدو انعام حاصل کرنے کے لئے آپؐ کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے اور آپؐ اللہ کی مدد اور نصرت کے سہارے انجانے پُرخطر راستوں پر رواں دواں تھے۔ مدینہ کے مسلمان مہاجر اور انصار مدینہ کی حدود سے باہر نکل کر آپؐ کا استقبال بھی نہیں کر سکتے تھے پُرخطر سفر میں آپؐ کا ساتھ بھی نہیں دے سکتے تھے۔

اور ایک یہ سفر تھا جب اللہ کے وہی رسولؐ جزیرہ نمائے عرب کے غیر متنازعہ سب سے بڑے حکمران کی حیثیت سے اسی مکہ سے اسی مدینہ کی طرف سفر کر رہے تھے اور ان کے ساتھ دس ہزار جانثاروں کا لشکر تھا جس کے پاس فتح کامرانی اور اللہ کے دین کی عظمت کا پرچم تھا اور سارے صحراؤں اور ریگستانوں میں رہنے والے بدو اللہ کے اس رسولؐ کے جھنڈے کے نیچے پناہ ڈھونڈنے لگے تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ کے مکہ سے مدینہ کے ان دو سفروں کے درمیان آٹھ سال سے بھی کم فصل تھا ان آٹھ سالوں میں اللہ کے رسولؐ نے اللہ کی مدد سے اللہ اور اس کے دین کی ہر دشمن قوت کو شکست دے دی تھی اس عرصہ میں جزیرہ نمائے عرب کا مقدر ہی تبدیل ہو گیا تھا شرک اور مشرکوں کی قوت کا مرکز شقل مکہ توحید کا مرکز بن گیا تھا اور جزیرہ نمائے عرب میں اللہ کے دین کو چیلنج کرنے والی کوئی قوت باقی نہیں رہی تھی۔

قبائل اور ان کے وہ سردار جو سارے جزیرہ نمائے عرب میں بڑے مرتبہ والے طاقت والے

اور بڑے اہم ہوتے تھے سب غیر اہم اور غیر متعلقہ ہو گئے تھے سارا مرتبہ ساری قوت اور ساری اہمیت اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کو حاصل ہو گئی تھی اگر کوئی چیز تبدیل نہیں ہوئی تھی تو وہ خود اللہ کے رسولؐ تھے جن کی وجہ سے یہ سب تبدیلیاں آئی تھیں ان کی ذات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی وہی عجز وہی انکساری وہی سادگی وہی شفقت وہی ہمدردی وہی طرز گفتار وہی طریق زندگی زبان بدلی نہ لباس بدلا نہ گھر بدلا اور نہ ہی وہ شہر بدلا جسے اپنے آبائی شہر کو چھوڑنے کے بعد انہوں نے اپنایا تھا۔

اس دوسرے سفر کے سلسلے میں اللہ کے رسول ﷺ پونے تین ماہ کے قریب اپنے شہر سے باہر رہے آپؐ 2 رمضان کو مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ مکہ کے قریش اور بنو ہوازن کو مغلوب اور بے دست و پا کر کے آپ 26 ذیقعد کو واپس مدینہ پہنچ گئے اور آتے ہی اللہ کے دین اور اس کی ریاست کے معاملات کی استواری میں مصروف ہو گئے طاقت کے محور کی اس تبدیلی سے سوچ اور فکر کے دھارے بھی بدلنے لگے تھے اندرون عرب تعصب لوٹ گھسوٹ اور ایکسپلائیٹیشن کا صدیوں پرانا قبائلی نظام بکھر گیا تھا ایک طرف امید کی نئی روشنی نظر آنے لگی تو دوسری طرف پرانے اجارہ دار گروہ خوفزدہ ہو گئے تھے اللہ کے رسولؐ کو انہیں امید اور تعمیر و ترقی کے اس نئے سفر میں شامل کرنا تھا اور جزیرہ نمائے عرب کے صحراؤں اور ریگستانوں کی وسعتوں اور گہرائیوں میں مورچہ بند ایسے گروہوں کو اسلامی وحدت میں شامل کر کے نیا نظم مضبوط بنانا تھا عرب کی ان اندرونی تبدیلیوں سے بیرونی قوتوں کا طرز عمل بھی بدلنے لگا تھا یہ ایک فطری بات تھی باہر والے جس نظام اور جن عناصر سے صدیوں سے معاملات کرتے آئے تھے وہ تو ختم ہو گئے تھے عرب کی پرانی منتشر قوتوں کی جگہ جس متحدہ قوت نے لی تھی اس سے معاملات کے لئے کیا پالیسی بنائی جائے؟ رومی اور ایرانی شہنشاہوں کے لئے یہ بہت اہم سوال پیدا ہو گیا تھا عرب کی منتشر اور خوفزدہ قوتوں کی جگہ لینے والی اور صرف اللہ سے ڈرنے والی نئی قوت اور ریاست سے شاید وہ خوفزدہ تو نہ ہوں مگر پریشان ضرور تھے ایرانی بھی اور رومی بھی اتنی قدیم اور عظیم ان پرانی سلطنتوں کی پریشانی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا لہٰذا داخلہ، خارجہ، دفاع، تعمیر اور تبلیغ دین جیسے بہت سے امور اللہ کے رسولؐ کی فوری توجہ چاہتے تھے۔

اسلامی ریاست جس کا کل رقبہ 8 سال پہلے 134 مربع کلومیٹر تھا جنوب میں بحیرہ ہند سے شمال میں رومی سرحدوں تک پھیل گئی تھی تاریخ کے کسی دور میں بھی جزیرہ نمائے عرب میں کبھی کوئی اتنی وسیع ریاست قائم نہیں ہو سکی تھی اس کی بہت سی وجوہ میں سے ایک بڑی وجہ اس کی طبعی

حالت بھی تھی اس میں بڑے وسیع و عریض صحرا اور ریگستان تھے نوکیلے پتھروں کے سینکڑوں کلومیٹر تک پھیلے میدان تھے خشک اور سرسبز پہاڑی سلسلے تھے اور ان کے درمیان بکھرے ہوئے چھوٹے بڑے آزاد منش بدو قبائل تھے۔ زمینی صورت حال کی وجہ سے ان تک پہنچنا اور ان سب کو ریاستی نظم کے تحت لانا بہت مشکل ہوتا تھا۔ ذرائع آمد و رفت اور مواصلات کا کوئی مربوط نظام نہ ہونے کی وجہ سے اطلاعات اور خبروں کا حصول بہت دشوار ہوتا تھا صدیوں سے آزاد بہت سے صحرائی قبائل نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ اسلام اور نظام اسلام کی بنیاد دل کی صفائی اور مالی ایثار پر ہے جن نومسلم قبائل اور افراد کے دل صاف بھی ہو گئے تھے انہیں ابھی مالی ایثار کا نہ تجربہ تھا نہ عادت تھی ان کا کلچر تو لوٹ مار کا کلچر ہوتا تھا انہوں نے کبھی کسی کو کوئی ٹیکس نہیں دیا تھا۔ زکوٰۃ اسلامی نظام کی بنیاد ہے ان قبائل سے زکوٰۃ وصول کرنا اور انہیں زکوٰۃ ادا کرنے کا عادی بنانا تھا اسلامی ریاست کے اندر ابھی تک شرک کے چھوٹے بڑے جزیرے باقی تھے شرک کے ان جزائر اور ان کے باسیوں کو پر امن اور مصالحانہ طریقوں سے اسلامی ریاست اور مسلم امت میں شامل کرنے کا کام بھی ابھی پورا نہیں ہوا تھا۔

صحراؤں اور ریگستانوں میں پھیلے بدو قبائل کے اپنے اپنے شاعر' خطیب اور کاتب ہوتے تھے جو اپنے اپنے قبیلے کی نسلی دنیاوی اور جنگی برتری کے نغمے گا گا کر اور سنا سنا کر قبائلی تعصب کو فروغ اور تقویت دیا کرتے تھے۔ اسلامی وحدت کے استحکام کے لئے اس تعصب و تفاخر کے جاہلانہ پراپیگنڈے کا خاتمہ کرکے ان سب قبائل اور افراد کو تعمیر و ترقی کے مشترکہ مشن میں شامل کرنا ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دین حنیف کی تکمیل کا جو مشن اپنے رسول ﷺ کو سونپا تھا وہ کسی ایک خطہ یا قبیلے کے لئے تو تھا نہیں وہ دین تو سارے انسانوں کے لئے تھا سارے انسانوں تک اس دین کو پہنچانے کے لئے اسے ان گروہوں کے فکر و عمل کا جزو بنانا تھا جو ریاست کی حدود میں شامل ہو گئے تھے اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ واپس آنے کے ساتھ ہی تکمیل مشن کے لئے نئی تبدیلیوں کے مطابق اقدامات کا آغاز کر دیا۔

عمال زکوٰۃ

نیا سال شروع ہوتے ہی آپؐ نے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے مختلف قبائل اور علاقوں کے لئے عمال کا تقرر اور روانگی شروع کر دی جو قبائل اسلام میں داخل ہو چکے تھے ان کی طرف 9 ہجری کے پہلے مہینے میں زکوٰۃ وصول کرنے والے ارسال کر دیئے گئے اور جیسے جیسے مزید قبائل اسلام

میں داخل ہوتے گئے ان کے لئے بھی زکوٰۃ وصول کرنے والے بھیجے جاتے رہے۔ مختلف قبائل سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے جن عمال کو بھیجا گیا ان کی تفصیل اس طرح ہے:

☆ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو فزارہ کیلئے
☆ زبرقان بن بدر رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو سعد کے ایک حصہ کیلئے
☆ قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو سعد کی دوسری شاخ کیلئے
☆ عینیہ بن حصن رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو تمیم کیلئے
☆ رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو جہینہ کیلئے
☆ یزید بن الحصین رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو غفار اور بنو اسلم کیلئے
☆ ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو کلاب کیلئے
☆ بشیر بن سفیان رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو کعب کیلئے
☆ عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو سلیم اور بنو مزینہ کیلئے
☆ مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو شہر صنعاء کیلئے
☆ ابن اللتبیہ ازدی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو ذبیان کیلئے
☆ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو طے اور بنو اسد کیلئے
☆ مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو حنظلہ کیلئے
☆ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو علاقہ نجران کیلئے
☆ زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ کو علاقہ حضر موت کیلئے
☆ علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو علاقہ بحرین کیلئے

مکہ فتح ہوئے ابھی تین ہی ماہ ہوئے تھے جن قبائل اور علاقوں کیلئے اللہ کے رسول ﷺ نے محرم 9 ہجری میں زکوٰۃ وصول کرنے والے بھیجے ان کے محل وقوع کو دیکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی اکثریت مکہ فتح ہونے سے پہلے ہی دائرہ اسلام میں داخل ہو چکی تھی اسلام قبول کرنے اور دائرہ اسلام میں شامل ہونے کا سلسلہ صلح حدیبیہ کے بعد بہت تیزی سے آگے بڑھا تھا اور مکہ فتح ہو جانے اور بنو ہوازن کے اسلام کے سایہ میں آ جانے سے اسلام تیزی سے پھیلا تھا

امین ﷺ اور اس کا پیالہ

صبح کی نماز مکمل ہوئی تو ایک اجنبی نمازیوں میں سے اٹھ کر اللہ کے رسول ﷺ کے قریب آ

کر بیٹھ گیا اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر رکھ کر عرض کیا "یا رسولؐ اللہ کعب بن زہیر آیا ہے وہ اپنے ماضی سے تائب ہو گیا ہے اور مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ آپؐ سے امان کا طلبگار ہے اگر میں اسے آپؐ کی خدمت میں پیش کر دوں تو آپؐ اس کی توبہ قبول فرما لیں گے؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں اس کی توبہ قبول کروں گا"

"یا رسولؐ اللہ میں ہی کعب بن زہیر ہوں" اجنبی نے عرض کیا۔

ایک انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کیا "یا رسولؐ اللہ اجازت فرمائیں کہ میں اللہ کے اس دشمن کی گردن اڑا دوں" وہ بہت غصہ میں تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اسے جانے دو یہ تائب ہو کر آیا ہے اپنی پچھلی زندگی سے اس کا کوئی تعلق نہیں"

کعب عرب کا بہت بڑا شاعر تھا اس کا باپ زہیر تو اتنا بڑا شاعر تھا کہ حرم کعبہ کی دیواروں سے جن سات شاعروں کے قصیدے لٹکائے گئے تھے ان میں سے ایک وہ بھی تھا کعب اللہ کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچایا کرتا تھا اس کے بھائی بجیر نے اسلام قبول کیا تو کعب نے اسے برا بھلا کہا اور شعر لکھ کر بھیجے۔ بجیر بن زہیر نے وہ اشعار اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے وہ کوئی بات آپؐ سے چھپانا نہیں چاہتے تھے مکہ فتح ہوا تو اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اشعار کہنے والے شاعر بھاگ گئے۔ کعب بھی بھاگ کر کہیں دور چلا گیا۔

بجیر بن زہیر رضی اللہ عنہ نے اسے خط لکھا کہ اللہ کے رسولؐ توبہ قبول کرنے والے اور معاف کرنے والے ہیں جو بھی اپنے ماضی سے تائب ہو کر امان طلب کرتا ہے رسولؐ اللہ اسے امان عطا کر دیتے ہیں ۔ بجیر بن زہیر نے اپنے بھائی کعب بن زہیر کو یہ بھی لکھا کہ اگر تو اس کے لئے تیار نہیں تو پناہ کے لئے کوئی جگہ ڈھونڈ لے مگر اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں کے لئے تو کوئی جائے پناہ رہی نہیں تھی وہ چوری چھپے مدینہ آیا قبیلہ جہینہ کے ایک شخص سے اس کی واقفیت تھی اسے اپنی مشکل اور مقصد سے آگاہ کیا۔ شخص صبح ہونے سے پہلے اسے مسجد نبوی لے آیا اور جب اللہ کے رسول ﷺ نماز سے فارغ ہوئے کعبؓ نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

اسلام قبول کرنے کے کچھ عرصہ بعد کعب بن زہیر نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک قصیدہ لکھا اور مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے پڑھا۔ "قصیدہ بانت سعاد"

کے نام سے مشہور ہے اور عربوں کے چند منتخب قصائد میں شمار کیا جاتا ہے۔ قصیدہ بانت سُعاد کافی طویل ہے جس میں کعب بن زہیر نے عربوں کے روایتی انداز میں ان جذباتی اور نفسیاتی مراحل کا ذکر کیا ہے جن سے گزر کر وہ سلامتی کی منزل تک پہنچا تھا۔ اس قصیدے میں اس نے مہاجرین کی تعریف کی اور انصار کے لئے اچھے خیالات کا اظہار نہیں کیا تھا کیونکہ ایک انصاری نے اسے قتل کرنے کی اجازت مانگی تھی اللہ کے رسولؐ نے فرمایا "کاش تم اس میں انصار کا ذکر خیر بھی کرتے کیونکہ یہ ان کا حق تھا"

اس کے بعد کعب نے انصار کی مدح میں بھی ایک قصیدہ لکھا جس میں ان مشکلات اور مصائب کا ذکر کیا جو انہوں نے اللہ کے رسولؐ کا ساتھ دینے کی وجہ سے برداشت کئے تھے۔

اپنے بھائی بجیر ﷺ کے اسلام قبول کرنے پر کعب بن زہیر نے اسے باپ دادا کا دین چھوڑ دینے کا طعنہ دیا تھا اور اسے اشعار لکھ بھیجے تھے اس وقت وہ اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کا سخت ترین دشمن تھا لیکن رسولؐ اللہ کے "امین" ہونے کا اس وقت بھی اسے اقرار کرنا پڑا تھا اس نے اپنے بھائی کو لکھا تھا:

- "تو نے امینؐ کے ساتھ

خوب سیر ہو کر پیالہ (دین کا) پیا ہے

اور امینؐ نے تجھے بار بار یہ پیالہ پلایا ہے"

بجیرؓ نے جب اپنے بھائی کا لکھا یہ شعر اللہ کے رسول ﷺ کو سنایا تھا تو آپؐ نے فرمایا تھا "یہ بات اس نے سچ کہی ہے حالانکہ وہ خود بہت بڑا جھوٹا ہے میں واقعی امین ہوں"

اور اب وہی کعب بن زہیر اللہ کے رسول ﷺ اور اس کے دین کی پناہ میں آنے پر مجبور ہو گیا تھا اور جزیرہ نمائے عرب میں اسے اور کہیں پناہ نہیں مل سکی تھی۔

زکوٰۃ کے منکروں کی سرکوبی

بنو کعب ایک چشمہ کے پاس مقیم تھے بنو تمیم بھی اسی چشمے پر اترے ہوئے تھے حضرت بشیرؓ بن سفیان بنو کعب سے زکوٰۃ وصول کرنے وہاں پہنچے تو انہوں نے اپنے اونٹ اور بکریاں گن کر زکوٰۃ کے اونٹ اور بکریاں الگ کر دیئے بنو تمیم نے پوچھا "تم اتنے زیادہ اونٹ اور بکریاں کیوں مدینہ بھیج رہے ہو"

بنو کعب نے جواب دیا "ہم مسلمان ہیں اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم ہمارے دین نے دیا ہے"

بنو تمیم کو شاید خوف تھا کہ اس کے بعد انہیں بھی اپنے مال سے زکوٰۃ دینا پڑے گی انہوں نے بنو کعب کی زکوٰۃ کے اونٹ اور بکریاں بھی روک لئے "ہم تو اسے ایک بھی اونٹ نہیں لے جانے دیں گے"

حضرت بشیرؓ بن سفیان تو اکیلے تھے وہ واپس مدینہ آ گئے اللہ کے رسول ﷺ کو بنو تمیم کی اس مداخلت کے بارے میں معلوم ہوا تو آپؐ نے محرم کے مہینہ میں عینیہ بن حصن کو پچاس مجاہدین کے ساتھ بنو تمیم کی طرف بھیجا۔ حضرت عینیہ بن حصن بنو تمیم کی چراگاہ پر پہنچے تو وہ بھاگ گئے عینیہ بنو تمیم کے گیارہ مرد اکیس عورتیں اور تیس بچے قیدی بنا کر لے آئے اللہ کے رسولؐ نے قیدی مجاہدین میں تقسیم نہ کئے اور انہیں رملہ بنت حارث کے مکان میں ٹھہرایا۔

چند روز بعد بنو تمیم کے کچھ لوگ اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے مدینہ آئے ان میں ان کا سردار اقرع بن حابس بھی شامل تھا وہ رسولؐ اللہ کے دروازے پر حاضر ہوئے آپؐ باہر تشریف لائے تو آپؐ کے ساتھ چمٹ ہی گئے اتنے میں ظہر کی اذان ہو گئی رسولؐ اللہ مسجد کی طرف چلے گئے نماز کے بعد رسولؐ اللہ مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے اقرع اور ان کے ساتھی بھی وہاں حاضر ہو گئے ان کے ساتھ ان کا شاعر اور خطیب بھی تھے "ہم جس کی مدح کریں وہ سربلند ہو جاتا ہے اور جس کی مذمت کریں اس کی عزت خاک میں مل جاتی ہے"

رسولؐ اللہ ﷺ نے فرمایا "تم نے جھوٹ کہا کسی انسان کو معزز اور محترم صرف اللہ کی مدح بناتی ہے اور اللہ کی مذمت ہی کسی انسان کو ذلیل و خوار کرتی ہے"

انہوں نے اپنے خطیب و شاعر کو مقابلے کی اجازت دینے کو کہا تو رسولؐ اللہ نے فرمایا "مجھے اللہ نے شعر گوئی کیلئے مبعوث نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی کے ساتھ فخر کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا ہے"

وہ بضد رہے تو رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی بنو تمیم کے خطیب عطارد بن حاجب نے تقریر کی تو خطیب اسلام حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس نے اس کی تقریر کا جواب دیا بنو تمیم کے شاعر زبرقان بن بدر نے اپنے قبیلہ کی برتری جتائی تو حضرت حسانؓ بن ثابت نے اللہ کے رسولؐ اور اللہ کے دین کی عظمت کے بارے میں شعر کہے اقرع بن حابس نے اپنے خطیب اور شاعر کی ہار مان لی اور کہا "ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ اونچی ہیں ان کی باتیں ہماری باتوں سے وزنی ہیں" اللہ کے رسولؐ نے ان کے قیدی بغیر کسی فدیہ کے رہا کر دینے کا حکم دے دیا اور انہیں تحائف بھی دیئے۔

اقرع بن حابس وہی تھا جس نے جعرانہ میں بنو ہوازن کے قیدی واپس کرنے سے انکار کر دیا

تھا اور کہا تھا "میرا اور بنو تمیم کا حصہ آپ کا نہیں"

جب اللہ کے رسول ﷺ نے ایک قیدی کے بدلے میں چھ اونٹ دینے کا وعدہ فرمایا تو اس نے اپنے اور اپنے قبیلہ کے حصہ کے قیدی واپس کر دیئے تھے اس کے جواب سے اس کے اور اس کے قبیلے کے کردار کا اندازہ کیا جا سکتا ہے بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ اقرع بن حابس اس روز مدینہ میں مسلمان ہو گیا حالانکہ وہ خود لکھ چکے ہیں کہ اس سے پہلے اس نے غزوہ حنین اور غزوہ طائف میں بھی اپنے قبیلہ کے ساتھ شرکت کی تھی مگر اسلام ابھی تک ان کے دنیاوی اعمال اور مال کی محبت پر غالب نہیں آیا تھا اور رسولؐ اللہ نے ان کے قیدی بھی اسی وجہ سے مجاہدین میں تقسیم نہیں کئے تھے کہ وہ اسلام کے دائرہ میں تو داخل ہو چکے تھے ان کے خلاف دستہ ان کی سرکشی اور زکوٰۃ کا مال روکنے کی سزا دینے کے لئے بھیجا گیا تھا۔

وفد کے رکن قیس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یہ خیموں میں رہنے والوں کا سردار ہے"

عامل زکوٰۃ کی غلط فہمی

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ولیدؓ بن عقبہ بن ابی معیط کو قبیلہ بنو مصطلق سے زکوٰۃ اور صدقات وصول کرنے بھیجا تھا بنو مصطلق کو اللہ کے رسول ﷺ کے عامل کی آمد کی خبر موصول ہوئی تو وہ ان کے استقبال کے لئے نکلے انہوں نے روایتی انداز میں ہتھیار سجا رکھے تھے۔ حضرت ولید بن عقبہ کو شبہ ہوا کہ بنو مصطلق ان پر حملہ کرنے آئے ہیں اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کے اور بنو مصطلق کے درمیان دشمنی ہوتی تھی وہ وہیں سے لوٹ آئے اور اللہ کے رسولؐ سے کہا کہ بنو مصطلق اسلام سے پھر گئے ہیں۔ رسولؐ اللہ کو ان کی بات پر تعجب ہوا۔

بنو مصطلق نے فوراً اپنا ایک وفد مدینہ بھیجا جس نے صورت احوال کی وضاحت کر دی۔

بنو خثعم کو سزا

صفر کے مہینہ میں رسولؐ اللہ نے بنو خثعم کی طرف ایک دستہ بھیجا۔ یہ لوگ تربہ کے قریب تبالہ میں مقیم تھے رسولؐ اللہ نے اس دستہ کا امیر حضرت حضرت قطبہؓ بن عامر کو مقرر فرمایا ان کا دستہ بیس افراد پر مشتمل تھا ان کے پاس سواری کے دس اونٹ تھے تبالہ کے قریب پہنچ کر انہوں نے رات آرام کیا اور صبح بنو خثعم کے مسکن کی طرف بڑھے۔ بنو خثعم لڑائی کے لئے تیار ہو گئے گھمسان کی لڑائی کے بعد بنو خثعم اپنی عورتیں، اونٹ اور بکریاں چھوڑ کر بھاگ گئے ان کے متعدد

آدمی مارے گئے بہت سے زخمی ہوئے۔ اسلامی دستہ کے امیر حضرت قطبہؓ بھی اس لڑائی میں شہید ہو گئے مجاہدین بنو خثعم کی عورتیں اونٹ اور بھیڑ بکریاں مدینہ لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے دستور کے مطابق مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔

بنو کلاب کی شکست

ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک گشتی دستہ روانہ فرمایا اس دستہ کے امیر حضرت ضحاکؓ بن سفیان کلابی تھے۔ رخوخ کے مقام پر ان کا اپنے قبیلے بنو کلاب سے آمنا سامنا ہو گیا۔ حضرت ضحاک نے انہیں اسلام کی دعوت دی بنو کلاب نے دعوت قبول نہ کی لڑائی میں بنو کلاب کو شکست ہوئی اور ▪ بھاگ گئے۔

حضرت اصید بن سلمہ بھی اس دستہ میں شامل تھے۔ ایک تالاب پر ان کی اپنے مشرک باپ سے ملاقات ہو گئی وہ اپنے گھوڑے کو پانی پلا رہا تھا حضرت اصید نے اسے اسلام کی دعوت دی تو وہ غصہ میں آگیا اور اسلام کو گالیاں دینے لگا حضرت اصید نے تلوار سے ان کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں وہ نیزے کے سہارے تالاب میں کھڑا تھا کہ ایک مسلمان نے اسے قتل کر دیا حضرت اصید نے اپنے مشرک باپ کو قتل کرنے سے اجتناب کیا تھا۔

حبشیوں کا تعاقب

رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ جدہ کے ساحل پر کچھ مسلح حبشی دیکھے گئے ہیں آپ نے ربیع الثانی ▪ ہجری میں حضرت علقمہ بن محزر کی قیادت میں تین صد مجاہدین کا ایک لشکر جدہ کی طرف بھیجا اسلامی لشکر کی آمد کی خبر ملتے ہی حبشی بھاگ کر ایک جزیرہ میں چھپ گئے حضرت علقمہ نے جزیرے تک ان کا تعاقب کیا تو وہ وہاں سے بھی فرار ہو گئے حبشیوں کو بھگا کر اسلامی لشکر واپس مدینہ کے لئے روانہ ہو گیا۔

بنو طے کے بت خانے کی بربادی

بنو طے جزیرہ نمائے عرب کا ایک مشہور قبیلہ تھا عرب کا مشہور سخی حاتم اسی قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا اسی تعلق نے اسے حاتم طائی بنایا تھا مدینہ کے یہودی کعب بن اشرف کا والد بھی اسی قبیلہ سے تھا بنو طے القلس نامی بت کی پرستش کرتے تھے ربیع الاول 9 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بنو طے کا بت اور بت خانہ برباد کرنے بھیجا اور انہیں سفید جھنڈا عطا کیا مختلف دستوں کے پاس اپنے اپنے الگ سیاہ جھنڈے تھے اس لشکر کی تعداد ڈیڑھ سو تھی ان میں سے ایک سو اونٹوں پر سوار تھے اور پچاس گھوڑوں پر۔

اسلامی لشکر کی آمد کی اطلاع ملتے ہی بنو طے کا سردار عدی بن حاتم طائی اپنے بال بچوں کے ساتھ شام کی طرف بھاگ گیا۔ مجاہدینؓ نے الفلس اور اس کا بت خانہ تباہ کر دیئے اور قیدی اور اونٹ بکریاں وغیرہ مال غنیمت لے کر مدینہ واپس آ گئے۔ الفلس کے بت خانہ سے تین تلواریں اور تین زرہیں بھی ملیں مال غنیمت خمس نکال کر راستہ میں ہی تقسیم کر دیا گیا لیکن قیدی مدینہ لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیئے

سخی کی بیٹی سے حسن سلوک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو طے کے قیدیوں کے پاس سے گزرے تو ایک خاتون نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میرا باپ مر چکا ہے میں بوڑھی ہوں کسی خدمت کے قابل بھی نہیں مجھ پر رحم فرمائیں اللہ آپؐ پر رحم فرمائے گا"

رسولؐ اللہ نے پوچھا "تیرا وارث کون ہے؟"

"عدی بن حاتم" خاتون نے جواب دیا۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا "وہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے بھاگ گیا ہے"

رسولؐ اللہ آگے چلے گئے۔

دوسرے روز بھی اس عورت نے وہی درخواست کی رسولؐ اللہ دوسرے روز بھی آگے چل دیئے تیسرے روز آپؐ ادھر سے گزرے تو خاتون خاموش رہی رسولؐ اللہ کے پیچھے پیچھے حضرت علیؓ چل رہے تھے انہوں نے خاتون کو اشارہ کیا اس نے کھڑے ہو کر پھر عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میرا باپ مر چکا ہے وارث بھاگ گیا ہے مجھ پر رحم فرمائیں"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "بہت اچھا تمہاری درخواست منظور ہے لیکن جلدی نہ کرنا جب تک کوئی ایسا قابل اعتماد آدمی نہ مل جائے جو تجھے تیری قوم تک پہنچا دے اور ہاں جاتے وقت مجھے اطلاع دے کر جانا"

وہ خاتون مدینہ میں ٹھہری رہی پھر ایک قافلہ آیا جو شام جا رہا تھا اس قافلہ کے ساتھ بلیہ اور قضاعہ قبیلوں کے کچھ سوار بھی تھے وہ اسے شام اس کے بھائی کے پاس پہنچانے پر راضی ہو گئے تو اس

نے اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت چاہی۔
رسولؐ اللہ نے اسے سواری کے لئے اونٹ سفر کے خرچ کے لئے رقم اور پہننے کے لئے کپڑے دے کر شام جانے کی اجازت دے دی۔
اس خاتون کا نام سفانہ تھا۔

بہن کا مشورہ

سواری دیکھ کر عدی بن حاتم سوچنے لگا یہ کس کی سواری ہو سکتی ہے؟ اونٹ پر ہودج تھا اور سوار اسی کی طرف آ رہا تھا سواری قریب آئی تو اس کے دل میں خیال آیا "یہ حاتم کی بیٹی ہی نہ ہو؟"
سفانہ نے اونٹ بٹھا دیا مگر ہودج سے باہر نہیں آئی عدی بن حاتم آگے بڑھا تو سفانہ نے خوب سنائیں "تم اپنے بال بچے تو لے آئے اور اپنے باپ کی نشانی اور اس کی عزت کو بے سہارا چھوڑ آئے؟ ظالم تمہیں بھاگتے ہوئے صلہ رحمی بھی یاد نہ رہی؟
"یہ ایسی باتوں کا موقعہ نہیں میں شرمندہ ہوں میں نے جو کچھ کیا اس کا میرے پاس کوئی جواز نہیں مجھے معاف کر دو"
عدی بن حاتم نے اپنی بہن کو دلاسا دیا اور معذرت کی۔
سفانہ نے اس کو معاف کر دیا اور اس کے بال بچوں کے ساتھ رہنے لگی۔
عدی بن حاتم اپنی بہن سے اللہ کے رسولؐ اور اس کے دین کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا "تمہاری اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے؟" ایک دن عدی نے پوچھا۔
سفانہ نے اپنے بھائی کو مشورہ دیا "وقت ضائع نہ کرو اور اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے یا تو وہ اللہ کا نبی ہے اور اگر اللہ کا نبی نہیں تو بادشاہ ہے اگر وہ اللہ کا نبی ہے تو تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ فوراً حاضر ہو کر اس پر ایمان کا اعلان کر دو تم پہلے ایمان لانے والوں میں شمار کئے جاؤ گے اگر وہ بادشاہ ہے تو بادشاہوں کو دور اندیش اور دانشمند مصاحبوں کی ضرورت ہوتی ہے جب وہ تیری خدا داد صلاحیتوں کو دیکھیں گے تو تیری قدر کریں گے اور تمہیں کوئی منصب عطا کر دیں گے"
عدی اپنی بہن کے مشورہ پر غور کرتا رہا۔
مدینہ جائے کہ نہ جائے سوچتا رہا

اللہ کا رسول ﷺ اور حاتم طائی کا بیٹا

رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے ایک شخص حاضر ہوا اور سلام عرض کیا رسولؐ اللہ نے پوچھا "تم کون ہو؟"

"عدی بن حاتم" اس نے جواب دیا۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا "مجھے امید ہے کہ ایک دن اللہ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا"

کچھ دیر بعد رسولؐ اللہ اٹھے عدی بن حاتم کو ساتھ لیا اور اپنے گھر کی طرف چل دیئے ایک عورت نے آپؐ کا راستہ روک لیا اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا "یا رسولؐ اللہ مجھے آپؐ سے کچھ کام ہے؟"

رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے خاتون کی حاجت پوری کی اور عدی کو اپنے گھر لے گئے۔ اللہ کے رسولؐ کے لئے کھجور کے چھلکوں سے بھرا ہوا ایک گدا بچھا دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عدی سے فرمایا "اس گدے پر بیٹھ جاؤ"

"نہیں اس پر آپؐ بیٹھیں" عدی نے عرض کیا۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا "اس پر تم بیٹھو میں زمین پر بیٹھوں گا"

عدی بن حاتم گدے پر بیٹھ گیا اللہ کے رسولؐ اس کے سامنے زمین پر بیٹھ گئے اور فرمایا "عدی بن حاتم بتاؤ کیا تم رئیس نہیں تھے؟"

"کیوں نہیں؟" عدی نے جواب دیا۔

رسولؐ اللہ نے پوچھا "کیا تم اپنی قوم سے مال غنیمت کا ایک چوتھائی وصول نہیں کیا کرتے تھے؟"

"ہاں لیتا تھا" عدی نے تسلیم کیا۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا "مگر جس مذہب کو تو مانتا ہے اس میں تو یہ جائز نہیں"

"واللہ آپؐ نے درست فرمایا" عدی نے یہ بھی تسلیم کیا۔

اور پھر پوچھا "اور تو کسی کو ان باتوں کا علم نہیں آپؐ نبی اور رسول ہیں جو ایسی باتوں کا علم رکھتے ہیں؟"

اللہ کے رسولؐ نے فرمایا "عدی تم شاید اس دین کو اس لئے قبول نہیں کر رہے کہ اس کے ماننے والے محتاج ہیں خدا کی قسم عنقریب ان کے پاس اتنا مال ہو گا کہ کوئی صدقہ و خیرات لینے والا محتاج نہیں ملے گا شاید تم اس لئے اسلام قبول نہیں کر رہے کہ مسلمانوں کی تعداد تھوڑی ہے اور ان کے دشمنوں کی تعداد ان سے بہت زیادہ ہے خدا کی قسم وہ وقت جلد آئے گا کہ ایک اکیلی خاتون

قادسیہ سے اونٹ پر سوار ہو گی اور حج کے لئے مکہ آئے گی اور اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کسی کا خوف نہیں ہو گا؟ شاید تم اس دین میں اس لئے داخل نہیں ہوتے کہ حکومت اور سلطنت اس کے دشمنوں کے پاس ہے خدا کی قسم تم جلد سن لو گے کہ بابل کے سفید محل اسلام کے قبضہ میں آ گئے ہیں"

عدی بن حاتم نے اسلام قبول کر لیا۔

اپنے اسلام قبول کرنے کی یہ تفصیلات بیان کر کے عدی بن حاتم کہا کرتے تھے "رسول اللہ ﷺ کی دو پیش گوئیاں تو میرے سامنے پوری ہو گئیں بابل کے سفید محلات پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اور پھر میں نے دیکھا کہ ایک تنہا عورت اونٹ پر سوار ہو کر قادسیہ سے حج کے لئے مکہ مکرمہ آئی اور راستہ میں اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں تھا۔ تیسری پیش گوئی بھی ضرور پوری ہو گی اور مسلمانوں کے پاس اتنا مال ہو گا کہ لینے والا کوئی محتاج نہیں ملے گا"

رُومیوں کو چیلنج

نیا خطرہ

ان دنوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رہائش عوالی میں تھی یہ مسجد نبوی سے دور حرہ جنوبی کی ایک بستی تھی ان کے پڑوس میں ایک انصاری کا گھر تھا انہوں نے آپس میں طے کر رکھا تھا کہ اگر ان میں سے کوئی کسی روز رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے تو دوسرا واپس آ کر اسے دربار نبوی کے بارے میں آگاہ کر دیا کرے کہ وہاں کیا کچھ ہوا۔
ایک روز ان کے انصاری پڑوسی نے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا "دروازہ کھولو"
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر سے چلا کر پوچھا "کیا غسانی آ گئے؟"
حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "اس زمانے میں ہمیں شاہ غسان کا خطرہ درپیش تھا ہمیں معلوم ہوا تھا کہ وہ ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور اس کے حملہ کے خطرہ سے ہمارے سینے بھرے ہوئے تھے"(1)
یہ رجب 9 ہجری کا واقعہ ہے جب مکہ کی فتح، حنین کے غزوہ اور طائف کے محاصرہ سے واپس آئے ابھی چار سوا چار ماہ ہی گزرے تھے، بنو غسان عرب تھے وہ جزیرہ نمائے عرب کی شمالی سرحد پر آباد تھے رومیوں نے انہیں عہدے اور نیم خود مختاری دے رکھی تھی اس وجہ سے انہوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا رومیوں اور ایرانیوں کی صدیوں سے یہ پالیسی رہی تھی اور جزیرہ نمائے عرب کے ساتھ ملنے والی اپنی اپنی سرحدوں پر انہوں نے اس قسم کے عرب راجواڑے قائم کر رکھے تھے وہ ان کی مدد اور سرپرستی کرتے تھے اس کے بدلے میں وہ عرب راجواڑے جزیرہ نمائے عرب میں ایرانیوں اور رومیوں کے سیاسی اور اقتصادی مفادات کی توسیع اور حفاظت کیا کرتے تھے اور ایرانی اور رومی علاقوں میں بدو عربوں کے داخلہ اور لوٹ مار کا تدارک کیا کرتے تھے اسی لئے بُصریٰ، دمشق اور ایلہ وغیرہ کے رومی علاقوں کے حاکم بھی اکثر غسان ہی ہوا کرتے تھے۔
جزیرہ نمائے عرب میں اللہ نے اپنے رسولؐ اور دین کو جو وسعت عطا فرمائی تھی اس سے

رومی اور ان کے زیر دست غسانی حکمران خطرہ محسوس کرنے لگے تھے ان دونوں کا مذہب بھی ایک تھا اور سیاسی مفاد بھی ایک ہی تھا اس لئے اسلام ان سب کے لئے مشترکہ خطرہ تھا رومی شہنشاہ ہرقل کے اشارے پر اس کے زیردست غسانی لشکر تیار کر رہے تھے اور مدینہ میں اس کی خبریں موصول ہوتی رہتی تھیں اور مسلمانوں کو ان کے حملہ کا خطرہ درپیش تھا۔

جزیرہ نمائے عرب کوئی معمولی خطہ تو تھا نہیں یہ ایک ایسا خطہ تھا جسے کبھی نہ ایرانی فتح کر سکے تھے نہ یونانی اور نہ رومی اور اب اس خطہ میں ایک ایسی ریاست قائم ہو گئی تھی جس نے نہ صرف صحراؤں ریگستانوں اور پہاڑوں میں رہنے والے ان سرکش بدو قبائل پر قابو پا لیا تھا جو کبھی کسی کے قابو نہیں آئے تھے بلکہ انہیں ایک نظریاتی وحدت میں بھی پرو دیا تھا جزیرہ نمائے عرب کے ان سرکش قبائل اور بدوؤں کو ایک نظریاتی اور سیاسی وحدت میں پرو دینا بہت ہی بڑی تبدیلی تھی ایک ایسا معجزہ تھا جسے کوئی بھی پڑوسی حکمران اور حکومت نظرانداز نہیں کر سکتی تھی۔

رومی صرف ایک سیاسی سپرپاور ہی نہیں تھے وہ ایک مذہب ایک نظریہ اور ایک تہذیب کے علمبردار اور محافظ بھی تھے یورپ ایشیا اور افریقہ کے متعدد ممالک میں وہ اس مذہب نظریہ اور تہذیب کے فروغ تحفظ اور استحکام کے لئے مذہبی جدوجہد کر رہے تھے اللہ کے رسولؐ نے قیصر روم اور مقوقس مصر کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دے کر ان کی مذہبی اور نظریاتی بنیادوں کو چیلنج کر دیا تھا جنگ موتہ میں اس نئے دین اور نظریہ کے ماننے والوں نے رومیوں کی پچاس گنا بڑی فوج کا جس انداز میں مقابلہ کیا تھا اس کے بعد قیصرروم اور اس کے غسانی راجواڑوں کی آنکھیں کھل جانا ایک فطری امر تھا ریاست مدینہ اور اس کے حاکم نے دینی اور میدانی محاذوں پر چیلنج کرنے کے بعد جزیرہ نمائے عرب میں سیاسی وحدت کی بنیاد ڈال کر انہیں سیاسی محاذ پر بھی چیلنج کر دیا تھا رومیوں کے لئے یہ بہت بڑا مذہبی سیاسی نظریاتی اور تہذیبی چیلنج اور خطرہ تھا انہوں نے اس خطرہ سے نپٹنے کے لئے فوجی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔

رسول اللہ کا فیصلہ

پھر خبر پہنچی کہ قیصر روم کا لشکر البقاء تک آ گیا ہے اس لشکر کے ساتھ بنو غسان تو ہونا ہی تھے لخم، جزام اور عاملہ قبائل بھی قیصر کی فوجوں کے ساتھ ہیں رسول اللہ ﷺ نے رومیوں اور غسانیوں کا آگے بڑھ کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا آپؐ کی کوشش ہوتی تھی کہ دشمن کے جمع ہونے اور آگے بڑھ کر حملہ کرنے سے پہلے ہی اس کے اپنے علاقہ میں اس کا مقابلہ کیا جائے اس کا

ایک اثر تو نفسیاتی ہوتا تھا اور ایک مقصد یہ ہوتا تھا کہ جن قبائل نے مسلمانوں کے ساتھ دوستی یا غیر جانبداری کے معاہدے کر رکھے ہیں انہیں ریاست مدینہ کی کمزوری کا تاثر نہ دیا جائے شام کی طرف جانے والے تجارتی راستہ کے ساتھ رہنے والے بیشتر عرب قبائل نے ریاست مدینہ کے ساتھ ایسے معاہدے کر لئے تھے اب اگر قیصر اور غسان بنو لخم ' جزام اور عاملہ جیسے عرب قبائل کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کرتے تو مدینہ سے شام کی سرحد تک کے دیگر عرب قبائل بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاتے رومیوں کی قوت کا عرب بدوؤں پر رعب تو تھا ہی غسانی حکمرانوں کے ساتھ ان کے قدیم زمانہ سے تعلقات تھے ان تعلقات اور رومیوں کے عربوں پر نفسیاتی رعب کی موجودگی میں یہ امکان اور بھی زیادہ تھا پھر جب اتنا بڑا رومی لشکر چھ سو کلومیٹر سفر کرنے کے بعد مدینہ آئے گا تو راستہ میں آباد ریاست مدینہ کے حامی اور مسلم قبائل کو بھی دبا لے گا اور ان کے علاقوں میں بربادی کرے گا جس کا ایک اثر یہ بھی ہو گا کہ جزیرہ نمائے عرب کے جن قبائل نے ابھی ابھی اسلام قبول کیا تھا یا جن قبائل نے مجبوراً" ریاست مدینہ سے دوستی کر لی تھی یا جو مسلمانوں کی فتوحات کے زیر اثر ایسی دوستی کے بارے میں سوچ بچار کر رہے ہیں ان کی سوچ بھی بدل جائے گی اس لئے اللہ کے رسولؐ نے رومیوں اور غسانیوں کے علاقہ میں ان کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

ایمان والوں کا ایثار

رومیوں کی طاقت بہت بڑی تھی' سفر بہت لمبا تھا' گرمی بہت زیادہ تھی' خشک سالی کی وجہ سے جزیرہ نمائے عرب میں قحط سالی کی سی حالت تھی اتنے بڑے دشمن لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے بڑے لشکر کی ضرورت تھی اور ابھی پانچ ساڑھے پانچ ماہ پہلے آپؐ نے جس لشکر کے ساتھ طائف کا محاصرہ کیا تھا اس کی تعداد بارہ ہزار کے قریب تھی اور اب تک کی لڑائیوں میں رسولؐ اللہ کی طرف سے لڑنے والوں کی یہ سب سے زیادہ تعداد تھی رومیوں کے لئے اس سے بھی زیادہ بڑے لشکر کی ضرورت تھی اتنے بڑے لشکر کے لئے سواری اور باربرداری کے اونٹوں کی ضرورت تھی لشکر کے سفر اور جنگ کے اخراجات پورے کرنے کے لئے سرمایہ کی ضرورت تھی رسول اللہ ﷺ کے خزانہ میں' تو آپؐ کے خزانہ دار حضرت بلال ؓ کے پاس ان سارے اخراجات کے لئے رقم تھی نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے مکہ اور اس سے آگے تک کے مسلم قبائل کو لشکر اسلام میں شامل

ہونے اور اس مہم اور جنگ کے اخراجات پورے کرنے کے لئے صدقہ دینے کے پیغامات بھیجے آپؐ کی عادت تھی کہ جب بھی مجاہدین کو کسی غزوہ کے لئے جمع ہونے کو فرماتے تھے تو انہیں یہ نہیں بتایا کرتے تھے کہ کس طرف جانا ہے اور کس دشمن سے جنگ درپیش ہے لیکن اس بار آپؐ نے پہلے ہی بتا دیا کہ مقابلہ رومیوں اور غسانیوں کی بہت بڑی قوت کے ساتھ درپیش ہے آپؐ نے حالات اور موسم کی سختی اور چھ سو کلومیٹر کے بارے میں بھی پہلے ہی سب کو بتا دیا تاکہ کسی کو کوئی غلط فہمی نہ رہے اور سب موسم' راستہ اور قحط سالی کے درمیان میں خود بھی حالات کے بارے میں سوچ کر کوئی فیصلہ کریں اور ہر قسم کی مشکلات کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہیں۔

رسولؐ اللہ کے حکم پر مدینہ میں لشکر جمع ہونے لگا قرب و جوار اور دور دراز کے علاقوں سے بھی مجاہدین کے دستے اور صدقات آنے لگے سب سے زیادہ صدقہ حضرت عثمان غنی ؓ نے دیا انہوں نے پالان اور لگام سے سجے سجائے تین سو اونٹ(2) دو سو اوقیہ چاندی اور ایک ہزار دینار نقد جنگی ضروریات کے لئے رسول اللہ ﷺ کو پیش کر دیئے۔ رسولؐ اللہ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس جو کچھ تھا سب پیش کر دیا۔ روایات کے مطابق انہوں نے رسولؐ اللہ کے جنگی فنڈ میں چار ہزار درہم جمع کرائے تھے۔ حضرت عمر فارق ؓ نے اپنے گھر کا نصف سامان پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے دو سو اوقیہ چاندی جمع کرائی' حضرت سعدؓ بن عبادہ' حضرت محمدؓ بن مسلمہ' حضرت عباسؓ اور حضرت طلحہؓ نے بھی بہت مال جمع کرایا۔ حضرت عاصمؓ بن عدی نے تین سو ساٹھ من کھجوریں جمع کرائیں مسلمان خواتین نے اپنے کنگن' چوڑیاں' بالیاں' پازیب' ڈنڈیاں اور انگوٹھیاں اتار کا جنگی فنڈ میں دے دیں۔ مدینہ منورہ کے باہر سے بھی بہت سے صدقات آئے غرضیکہ ہر کسی نے اپنی ہمت کے مطابق جنگی فنڈ میں حصہ ڈالا جس کے گھر میں ایک وسق کھجوریں تھیں وہی لا کر پیش کر دیں۔ مدینہ سے باہر کھلے میدان میں فوجی کیمپ قائم کیا گیا تھا اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو لشکر اسلام کی خیمہ گاہ کا انچارج مقرر کیا تھا خیمہ گاہ اور لشکر کا جھنڈا ابوبکرؓ صدیق کے پاس رہا لشکر آتے رہے اور خیمہ گاہ میں جمع ہوتے رہے۔

رونے والے

قحط تھا خشک سالی تھی گرمی کا موسم تھا اور چھ سو کلومیٹر کا سفر تھا تیس ہزار مجاہدین کیمپ میں جمع ہو گئے تھے(3) انہیں کوئی تنخواہ ملتی تھی نہ الاؤنس' اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اپنی

سواری زاد سفر اور سامان جنگ کا اپنے پلے سے انتظام کیا کرتے تھے اور بہت سے مسلمانوں کے پاس سواری کے لئے اونٹ نہیں تھے اور چھ سو کلومیٹر کا صحرائی سفر اس گرمی میں بہت تکلیف دہ تھا۔ حضرت عبداللہؓ بن مغفل اور ان کے کچھ ساتھی اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے "یا رسولؐ اللہ ہمارے پاس سواریاں نہیں ہمارے لئے سواریاں مہیا فرما دیں تاکہ ہم بھی جہاد میں حصہ لے سکیں آپؐ کی ہمرکابی کا شرف حاصل کریں"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "واللہ میرے پاس تو ایک بھی سواری نہیں"

وہ رونے لگے ان کے دل بوجھل ہو گئے۔

ان صحابہ کی تعداد سات بتائی جاتی ہے ان میں حضرت عبداللہؓ بن مغفل' حضرت سالمؓ بن عمیر' حضرت علیہ بن زید' حضرت حرمی بن عمرو' حضرت عبدالرحمٰن بن کعب' حضرت فضل اللہ اور حضرت عمرو بن عثمہ شامل تھے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل اور حضرت ابو یعلیٰ کو روتے دیکھ کر ابن یامین نضری نے پوچھا "کیوں روتے ہو؟"

انہوں نے جواب دیا "اللہ کے رسولؐ سے سواری نہیں ملی ہمارے پاس سواری خریدنے کی طاقت نہیں ہم جہاد میں شرکت کی سعادت حاصل نہیں کر سکیں گے؟"

ابن یامین نضری نے اپنی سواری اور کچھ کھجوریں دے دیں اور وہ لشکر میں شامل ہو گئے۔

رات کے اندھیرے میں خیرات

حضرت علیہ ؓ بن زید رات کے اندھیرے میں گھر سے نکلے نماز کی نیت باندھی نماز مکمل کر کے اللہ کے حضور دعا کی "یا اللہ تو نے جہاد کا حکم دیا ہے جہاد میں شرکت کی ترغیب دلائی ہے مگر تو نے مجھے اتنی دولت نہیں دی کہ جہاد میں شرکت کر سکوں اے اللہ تو نے اپنے رسولؐ کو بھی میرے لئے سواری نہیں دی اللہ جس کسی مسلمان نے میرے مال جان اور عزت و آبرو کا مجھے بلا وجہ دکھ دیا ہے اور مجھ پر ظلم کیا ہے میں اسے معاف کرتا ہوں اور صدقہ و خیرات کرتا ہوں" وہ اللہ کے حضور دعا کرتے رہے اور روتے رہے۔

اگلی صبح وہ رسول اللہ ﷺ کی محفل میں حاضر تھے اللہ کے رسولؐ نے پوچھا "شب رفتہ صدقہ و خیرات کرنے والا کہاں ہے؟" حاضرین میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

رسولؐ اللہ نے حکم دیا "شب رفتہ صدقہ کرنے والا کھڑا ہو جائے"

حضرت علیہ بن زید رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مبارک ہو! خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تیرا نام مقبول زکوٰۃ دینے والوں میں لکھا گیا ہے"

بہتر بات اور کفارہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے "یا رسولؐ اللہ مجھے میرے ساتھیوں نے بھیجا ہے کہ میں آپؐ سے سواریوں کی درخواست کروں"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "خدا کی قسم میں تمہیں کوئی سواری نہیں دوں گا"
حضرت ابو موسیٰؓ اشعری نے سمجھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو ان کا طریق گفتار پسند نہیں آیا وہ بہت افسردہ ہوئے تھوڑی دیر بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آواز دی "عبداللہؓ بن قیس ابو موسیٰ اشعری کہاں ہیں؟"
حضرت ابو موسیٰ اشعری کھڑے ہو گئے۔
حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا "اللہ کے رسولؐ کی بات سنیں"
وہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے آپؐ نے چھ اونٹوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "یہ لے جاؤ اور اپنے احباب کو سواری کے لئے دے دو واللہ میں نے آپ کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ نے دی ہے"
پھر آپؐ نے فرمایا "واللہ میں کسی بات کا حلف اٹھاؤں اور پھر کوئی بات اس سے بہتر سمجھوں تو وہی کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ ادا کرتا ہوں"

جن کے دلوں میں میل تھا

جن کے دل صاف تھے ان کے جذبہ و اخلاص کا یہ حال تھا تو جن کے دلوں میں میل تھا پیچھے رہ جانے کے بہانے ڈھونڈنے لگے تھے وہ بزدل تھے ان کا ایمان کمزور تھا اور وہ قیصر روم کی فوج اور قوت کے مقابلہ میں آنے سے ڈرتے تھے وہ لالچی دنیا دار تھے فصل تیار تھی انہیں خوف تھا کہ جہاد پر چلے گئے تو فصل ضائع ہو جائے گی وہ آرام طلب تھے گرمی کے موسم میں طویل سفر کی مشقت سے خوفزدہ تھے ان کے دل میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے سچی محبت نہیں وہ اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کے غلبہ سے خوفزدہ تھے اگر کوئی ایک صاع کھجوریں پیش کرتا تو کہتے

"دیکھو یہ ایک صاع کھجوروں سے قیصر روم کو شکست دینے جا رہے ہیں" اگر کوئی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی مانند ایثار کرتا تو کہتے "یہ سب دکھاوے کے لئے ہے"

لشکر اسلام کی روانگی

لشکر اسلام تیار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ بڑی تیزی سے شام کی طرف روانہ ہو گئے مدینہ میں حضرت محمدؓ بن مسلمہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت سباع بن عرفطہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا تھا حضرت علیؓ کو بھی مدینہ ہی میں چھوڑ دیا ان کے ذمہ رسول اللہ ﷺ کے اہل و عیال کی دیکھ بھال تھی' انہوں نے ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے فرمایا "کیا تم اس امر پر خوش نہیں کہ مجھ سے تمہیں وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی البتہ میرے بعد کوئی اور نبی نہ ہو گا"

آپؐ مدینہ سے لشکر گاہ کے لئے نکلے تو مدینہ کے نوعمر لڑکے بھی آپؐ کو اور آپؐ کے لشکر کو وداع کرنے کے لئے ساتھ تھے۔ لشکر گاہ میں پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے خیمہ گاہ کا جھنڈا آپؐ کے سپرد کر دیا اور لشکر اسلام شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ لشکر کی تعداد کتنی تھی؟ کسی رجسٹر میں سب کے ناموں کا اندراج نہیں کیا گیا تھا مگر اس سے پہلے۔ رسولؐ اللہ اتنے بڑے لشکر کے ساتھ کبھی کسی مہم پر روانہ نہیں ہوئے تھے اس دفعہ لشکر میں شامل مجاہدین تھے بھی بہت سے قبیلوں سے اسلامی ریاست کی حدود میں بسنے والے تقریباً" سب ہی قبائل نے اپنے اپنے دستے بھیجے تھے ہر قبیلے کے لشکر کے پاس اس کا اپنا جھنڈا تھا عبداللہ بن ابی بن سلول نے بھی اسلامی لشکر گاہ کے قریب اپنا خیمہ لگایا ہوا تھا اس کے ڈیرے پر اس کے ساتھی بھی تھے لیکن جب رسولؐ اللہ روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھی واپس آ گئے کچھ اور منافق بھی چپکے سے الگ ہو گئے مدینہ کے نوعمر لڑکوں نے ثنیۃ الوداع پر اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے لشکر کو روانہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے کیوں رفتار تیز رکھی؟

رسول اللہ ﷺ جلد از جلد تبوک پہنچ جانا چاہتے تھے آپؐ کے سفر کی رفتار بہت تیز تھی اسی لئے اکثر نمازیں بھی جمع کر کے ادا کرتے تھے قافلہ روک کر ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی ادا کر کے آگے چل پڑتے اور شام کی نماز کے لئے رکتے تو عشاء کی نماز بھی ساتھ ہی ادا کر لیتے اور آگے

چل پڑتے تھے اگر کوئی صحابی رفتار میں ساتھ نہ دے سکتا اور صحابہ عرض کرتے "یا رسولؐ اللہ فلاں پیچھے رہ گیا ہے" تو آپ فرماتے "اس کی بات رہنے دو اگر اس میں کوئی خیر اور بھلائی ہوئی تو اللہ اسے تمہارے ساتھ لا ملائے گا اور اگر کوئی خیر اور بھلائی نہ ہوئی تو اللہ اسے تم سے دور رکھ کر تمہاری راحت کا سبب پیدا کردے گا"

ایک روز کسی صحابی نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ابوذرؓ کا اونٹ پیچھے رہ گیا ہے"

آپؐ نے وہی جواب دیا "اگر اس میں کوئی خیر اور بھلائی ہوئی تو اللہ اسے تمہارے ساتھ ملا دے گا اور اگر کوئی اور بات ہوئی تو اللہ تمہیں اس سے راحت بخشے گا"

آپؐ نے سفر اور قافلہ کی رفتار مدھم نہ کی۔

جب ابوذرؓ نے دیکھا کہ ان کا اونٹ تیز نہیں چل سکتا تو وہ اونٹ سے اتر آئے کچھ سامان بھی اونٹ کی پیٹھ سے اتار کر خود اٹھا لیا اور اس کی نکیل پکڑ کر پیدل چلنے لگے رسولؐ اللہ منزل پر جا کر اتر چکے تھے کہ وہ بھی اپنے اونٹ کے ساتھ پہنچ گئے کسی صحابی نے انہیں دور سے دیکھ کر عرض کیا "یا رسولؐ اللہ اس طرف سے کوئی آ رہا ہے"

آپؐ نے فرمایا "ابوذرؓ ہو گا"

وہ قریب پہنچے تو صحابہ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ واقعی وہ ابوذرؓ ہے"

آپ نے فرمایا "اللہ ابوذرؓ پر رحم فرمائے وہ اکیلا ہی چل رہا ہے وہ تنہا ہی موت کی آغوش میں جائے گا اور تنہا ہی اٹھایا جائے گا"

آپؐ جلد از جلد تبوک پہنچ جانا چاہتے تھے تاکہ دشمن کے لشکروں کو جمع ہونے اور منصوبہ بنانے کا موقع نہ مل سکے اور دشمن پہل کرنے کے قابل نہ رہے۔ آپؐ دشمن کی توقع سے پہلے اس کے سر پر پہنچ جانا چاہتے تھے اس لئے آپؐ نے مدینہ سے روانگی کے وقت سے ہی رفتار سفر تیز کر دی تھی۔

ابو خیثمہ کا پچھتاوا

وہ ایک بہت گرم دوپہر تھی حضرت ابو خیثمہ گھر آئے تو ان کی بیویوں نے باغ میں اپنے اپنے چھپر میں چھڑکاؤ کیا ہوا تھا کھانا تیار تھا اور پینے کے لئے پانی ٹھنڈا کر رکھا تھا "رسول اللہ ﷺ تو اس شدید گرمی میں سفر میں ہوں اور ابو خیثمہ ٹھنڈے سائے میں بیویوں کے ساتھ تازہ کھانا کھائے اور اپنے مال اور عیال کے ساتھ مزے کرے یہ تو انصاف نہیں میرا سامان سفر تیار کرو میں اللہ

کے رسول ﷺ کے پیچھے جا رہا ہوں" انہوں نے اپنی بیویوں سے کہا اور چھپر میں داخل نہیں ہوئے۔

سواری تیار ہو گئی تو وہ تیزی سے تبوک کی طرف چل پڑے۔

راستہ میں حضرت عمیر بن وہب جمحی بھی مل گئے وہ بھی اللہ کے رسولؐ کی طرف جا رہے تھے تبوک پہنچ کر حضرت ابو خیثمہ نے حضرت عمیرؓ بن وہب سے کہا "میں قصور وار ہوں تم یہیں رک جاؤ میں تنہا اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں"

حضرت عمیر بن وہب رک گئے اور حضرت ابو خیثمہ رسولؐ اللہ کے کیمپ کی طرف چل پڑے صحابہ نے رسولؐ اللہ کو بتایا کہ کوئی سوار آ رہا ہے آپؐ نے فرمایا "یہ ابو خیثمہ ہی ہو"

حضرت ابو خیثمہ نے سلام عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا "ابو خیثمہ تم پر افسوس ہے"

حضرت ابو خیثمہ نے اپنا سارا قصہ عرض کر دیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے اللہ سے دعا فرمائی۔

لشکر کی تنظیم و ترتیب

تبوک پہنچ کر رسولؐ اللہ نے اسلامی لشکر منظم کیا آپؐ نے لشکر اسلام کا علم حضرت ابو بکرؓ صدیق کے سپرد کیا یہ سب سے بڑا اور سارے لشکر کا علم تھا آپؐ نے مختلف جھنڈے بھی تقسیم کئے کچھ جھنڈے بڑے تھے جو بڑے گروہوں کے لئے تھے ان میں سے ایک جھنڈا آپؐ نے حضرت زبیرؓ کے سپرد کیا انصار کے دو قبیلوں کے لئے دو الگ الگ بڑے جھنڈے تھے ان میں سے اوس کا جھنڈا آپؐ نے حضرت اسیدؓ بن حضیر کے سپرد کیا خزرج کے جھنڈے کے بارے میں دو روایتیں ہیں ایک روایت کے مطابق آپؐ نے خزرج کا جھنڈا حضرت ابو دجانہؓ کو دیا تھا جب کہ دوسری روایت کے مطابق خزرج کا جھنڈا الحبیب بن منذر کو سونپا گیا تھا آپؐ نے مدینہ کے انصار کی ہر چھوٹی شاخ کو حکم دیا کہ وہ بھی اپنے اپنے جھنڈے اور چھوٹے چھوٹے شناختی جھنڈے تیار کر لیں اسی طرح باقی عرب قبائل کو بھی اپنے الگ الگ شناختی جھنڈے تیار کرنے کا حکم دیا۔

میدان جنگ میں کمانڈر کے بڑے پرچم کے علاوہ آپؐ نے مختلف بڑے اور چھوٹے قبائل اور ان کی شاخوں کو ان کے اپنے اپنے شناختی جھنڈے دے کر انہیں الگ الگ یونٹوں' رجمنٹوں اور برگیڈوں میں تقسیم کر دیا۔ میدان جنگ میں اترنے سے پہلے اتنے بڑے لشکر کی ایسی ترتیب ضروری تھی اس سے ایک تو ان یونٹوں، رجمنٹوں اور برگیڈوں کو مختلف پوزیشنوں

پر متعین کرنے میں آسانی ہوتی دوسرے مختلف یونٹیں، رجمنٹیں اور بریگیڈ لڑائی میں اپنا جھنڈا اونچا رکھنے کے لئے زیادہ جوش اور جذبہ سے لڑتے تھے۔

خطاب رسول ﷺ

جھنڈے تقسیم ہو چکے یونٹوں، رجمنٹوں اور بریگیڈوں کی ترتیب و تنظیم مکمل ہو گئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے یرموک کے میدان میں جمع لشکر کو خطاب فرماتے ہوئے کہا:

"اللہ کی کتاب سب سے سچی حدیث ہے
اور تقویٰ سب سے مضبوط سہارا ہے
اور سب سے بہتر ملت ابراہیمؑ کی ملت ہے
اور سب سے بہتر طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے
اور سب سے بہتر بات اللہ کا ذکر ہے
اور سب سے بہتر قصہ قرآن ہے
اور نیکی سب سے بہتر کام ہے
اور سب سے بدتر کام (دین میں) نئی بات نکالنا ہے
اور سب سے بہتر راستہ انبیاء کا راستہ ہے
اور سب سے بہتر موت شہداء کی موت ہے
اور سب سے بڑا اندھاپن ہدایت کے بعد گمراہ ہو جانا ہے
اور بہترین عمل وہ ہے جس سے نفع حاصل ہو
اور بہترین ہدایت وہ ہے جس پر عمل کیا جائے
اور دل کا اندھاپن سب سے بُرا اندھاپن ہے
اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے
اور ضرورت پوری کر دینے والا تھوڑا مال بھی
اس بہت سے مال سے بہتر ہے جو غافل کر دے
اور وقت مرگ کی معذرت سب سے بری معذرت ہے
اور بدترین ندامت روز قیامت کی ندامت ہے
اور لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو دیر سے جمعہ کے لئے آتے ہیں

اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کا ذکر بے تعلقی سے کرتے ہیں
اور جھوٹ بولنے والی زبان سب سے بڑی خطا کار ہے
اور دل کا غنی سب سے بڑا غنی ہے
اور بہترین سفر خرچ تقویٰ ہے
اور سب سے بڑی دانائی اللہ کا خوف ہے
اور خزینہ دل میں سب سے بہتر چیز یقین ہے
اور شک کفر کا جزو ہے
اور میت پر رونا جاہلیت کا عمل ہے
اور خیانت دوزخ کی آگ ہے
اور نشہ کرنا آگ کا ٹھپہ ہے
اور برے شعر شیطان کی طرف سے ہیں
اور شراب سب برائیوں کی جڑ ہے
اور سب سے بری غذا یتیم کا مال ہے
اور سعادت مند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت پکڑے
اور بدفطرت ماں کے پیٹ سے ہی بدفطرت آتا ہے
اور تم میں سے ہر کسی کو چار ہاتھ گڑھے میں جانا ہے
اور اعمال کا نتیجہ آخرت میں ملے گا
اور عمل کا دار و مدار انجام پر ہے
اور سب سے بری سواری جھوٹ کی سواری ہے
اور ہر آنے والی چیز قریب ہے
مومن کو گالی دینا فسق ہے
اور اسے قتل کرنا کفر ہے
اور اس کی غیبت کرنا اللہ کی معصیت ہے
اور اس کا مال اس کے خون کی مانند حرام ہے
اور جو اللہ کی جھوٹی قسم اٹھاتا ہے (اللہ) اسے جھٹلاتا ہے
اور جو بخش دے' بخش دیا جائے گا

اور جو معاف کرتا ہے اللہ اسے معاف کر دیتا ہے

اور جو کوئی غصہ پی جائے اللہ اسے اجر دے گا

اور جو مصیبت میں صبر کرتا ہے اللہ اسے اجر دے گا

اور جو افواہیں پھیلاتا ہے

اللہ اس کی افواہ پھیلائے گا

اور جو کوئی نافرمانی سے رکتا ہے

اللہ اسے بخش دے گا

اور جو کوئی نافرمانی کرتا ہے

اللہ اسے عذاب دے گا۔

میں اللہ سے مغفرت کا طلب گار ہوں

میں اللہ سے مغفرت کا طلب گار ہوں

میں اللہ سے مغفرت کا طلب گار ہوں"

تاریخ کا نیا موڑ

شدید گرمی خشک سالی اور قحط کے دنوں میں اتنا بڑا لشکر جمع کیا اور پھر اتنا دشوار اور لمبا راستہ طے کر کے اللہ کے رسول ﷺ غسانیوں کے گھر میں جا اترے۔ رومیوں کی عظمت و شوکت کے مستحکم حصار کے اندر اللہ کے رسول ﷺ کا داخلہ تاریخ عالم کے ایک نئے موڑ کا سر آغاز تھا جزیرہ نمائے عرب کی طرف سے کبھی کسی لشکر اور سالار لشکر نے رومیوں اور غسانیوں کو اتنا بڑا چیلنج نہیں دیا تھا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ غسانی حکمرانوں نے اپنے رومی سرپرستوں کو ریاست مدینہ کے خلاف کاروائی کا مشورہ دیتے ہوئے ان سے کہا تھا کہ خشک سالی قحط اور گرمی کی وجہ سے مسلمان ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے انہیں اندازہ نہیں تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان کے آگے بڑھنے سے پہلے ہی ان کے دروازے پر آ دستک دیں گے اور جزیرہ نمائے عرب کے صحرائی اور ریگستانی لشکر بھی ان کے ساتھ ہوں گے تبوک کے مقام پر جھنڈوں کی تقسیم اور لشکروں کی ترتیب سے انہیں اللہ کے رسول ﷺ کے عزم کا اندازہ ہو گیا تو ان کے لئے نئی صورت حال پیدا ہو گئی جو اس صورت حال سے بھی زیادہ خطرناک ہو سکتی تھی جو مکہ اور ہوازن پر اللہ کے رسول ﷺ کی فتح سے انہیں نظر آنے لگی تھی۔

ایران کے آتش پرستوں کے ہاتھوں ایک کے بعد دوسری شکست کے طویل سلسلہ کے بعد رومیوں نے ہرقل کی قیادت میں ایرانیوں کو شکست تو دے دی تھی لیکن اندرونی طور پر رومی معاشرہ اور سلطنت انتشار کا شکار تھے مصر' شام اور فلسطین کے عیسائی جیکو بائٹس تھے کیتھولک چرچ رومی سلطنت پر حکمران تھا وہ جیکو بائٹس عیسائیوں پر ریاستی ظلم روا رکھتا تھا اس کے مظالم سے تنگ آکر بہت سے جیکو بائٹس بھاگ کر ایران اور دوسرے علاقوں میں پناہ گزیں ہو گئے تھے جو پیچھے رہ گئے وہ بھی رومی حکومت اور کیتھولک چرچ کے ساتھ نہیں تھے وہ ایرانیوں پر ان کی فتح سے خوش نہیں تھے یہی حال رومی علاقوں میں خاص طور پر مصر فلسطین اور شام میں رہنے والے یہودیوں کا تھا رومی حکمرانوں اور رومن کیتھولک چرچ کے ستائے یہودی ہر اس قوت کا ساتھ دینے کے لئے بے چین رہتے تھے جو انہیں رومیوں سے نجات دلا سکے انہوں نے ایرانیوں کا بھی کھل کر ساتھ دیا تھا تہذیبی اور معاشرتی طور پر بھی رومی سلطنت زوال پذیر تھی پرانا معاشرتی ڈھانچہ وقت کی بدلتی ہوئی ضرورتیں پوری کرنے کے قابل نہیں رہا تھا لڑائی پیشہ فوجی خاندان اور گروہ پرانے اصولوں پر چلنے کی کوشش کرتے تھے مگر وہ نئے گروہوں کے درمیان مختصر سی اقلیت بن کر رہ گئے تھے رومیوں کو یونانیوں سے ورثہ میں جو طبقاتی اور گروہی نظام ملا تھا وہ انصاف اور مساوات کی ضروریات پوری کرنے کے قابل نہیں رہا تھا غسانی حکام کے مشورہ اور ترغیب پر قیصر روم ہرقل نے ریاست مدینہ کے خلاف تیاریوں کا حکم تو دے دیا تھا مگر جب اس کے آگے بڑھ کر ریاست مدینہ پر حملہ کرنے سے پہلے ہی رسول اللہ ایک عظیم لشکر کے ساتھ تبوک پہنچ گئے تو اس نے وقتی طور پر مسلمانوں کا مقابلہ نہ کرنا ہی بہتر جانا اور اتحادی فوجیں رومی علاقہ میں مختلف شہروں کی طرف بکھر گئیں. رومی جنگ موتہ میں مسلمانوں کا جوش جہاد دیکھ چکے تھے تبوک کے ارد گرد کے عیسائی اور یہودی عوام ان کے ساتھ نہیں تھے ہرقل کا سول اور فوجی حکام مقامی حکمرانوں پاپائے روم اور دیگر مذہبی عہدیداروں کے جلوس کے ساتھ ایرانیوں سے واپس لی صلیب یروشلم کے گرجا گھر پہنچانے کا سفر غزوہ حنین کے بعد مکمل ہوا تھا اتنی بڑی دینی اور دنیاوی کامیابی کے بعد اس نے اللہ کے رسول ﷺ اور اس کے مجاہدین کے لشکروں سے مقابلہ کرنے کا خطرہ مول لینے سے پرہیز ہی مناسب جانا ہو گا کیونکہ اس مقابلے میں شکست اور پسپائی سے اس کی ان کامیابیوں پر پانی پھر جاتا جس کا وہ جشن منا رہے تھے اتنے زیادہ اندرونی اور بیرونی محاذوں کی موجودگی میں ایک نیا محاذ کھولنا اس کے حاکمانہ مفادات کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا(4) اس لئے شام میں ہوتے ہوئے بھی رومی تبوک کی طرف نہ آئے اور اللہ کے رسولؐ اور آپؐ کے مجاہدین کے

مقابلہ کے لئے میدان میں نہ اترے۔

حاکم دومۃ الجندل کی گرفتاری

رسول اللہ ﷺ جب کسی مہم پر جاتے تھے اور کسی جگہ لشکر کے ساتھ اترتے تھے تو دشمن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے اور اس کے اتحادیوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے چاروں طرف مسلح دستے بھیجا کرتے تھے۔ دومۃ الجندل کا حاکم اکیدر رومیوں کا ہم مذہب اور اتحادی تھا اگر رومی مدینہ پر چڑھائی کرتے تو وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہوتا اللہ کے رسولؐ نے تبوک سے حضرت خالدؓ بن ولید کو چار سو بیس سواروں کے دستہ کے ساتھ اکیدر کی طرف بھیجا حضرت خالدؓ بن ولید اکیدر اور اس کے بھائی مضاد کو گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اکیدر نے دو ہزار اونٹ تین سو گھوڑے چار سو زرہ اور چار سو نیزے پیش کر کے(5) اپنے بھائی کے لئے امان حاصل کی اس کا ایک بھائی حضرت خالدؓ کے لشکر سے لڑتا ہوا مارا گیا تھا رسولؐ اللہ نے اکیدر کی یہ جزیہ ادا کرنے کی پیشکش قبول فرمالی اور ان دونوں بھائیوں کو آزاد کر دیا اس طرح دومۃ الجندل کا حاکم ریاست مدینہ کی حاکمیت کے ماتحت آگیا۔

ایلہ کے حاکم کی درخواست

ایلہ کا حاکم یوحنا بن روبہ خود اللہ کے رسولؐ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اس نے ایک سفید خچر اور چوغہ رسولؐ اللہ کو نذرانہ پیش کیا اور اپنا سر ادب سے جھکا لیا رسولؐ اللہ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "اپنا سر اوپر اٹھاؤ" حاکم ایلہ نے گلے میں سنہری صلیب پہنی ہوئی تھی اس نے جزیہ ادا کرنے پر صلح کی درخواست کی رسولؐ اللہ نے اس کی درخواست قبول فرمالی اور اسے تحریر لکھدی اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری ریاست مدینہ کی ہو گئی رسولؐ اللہ نے ایلہ کے حاکم کے لئے جو تحریر لکھوائی وہ یہ تھی۔

- "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــ امن کا یہ پروانہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے یوحنا بن روبہ اور اہل ایلہ کے لئے ہے ان کے بری اور بحری قافلوں کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے حفاظت کی یہ ذمہ داری ان کے ساتھیوں کے لئے بھی ہے وہ خواہ شامی ہوں یمنی ہوں یا ملاح ہوں اگر ان میں سے کوئی کسی جرم کا ارتکاب کرے گا تو اس کا مال اس کی جان کی حفاظت نہیں کر سکے گا اور جو کوئی بھی اس

کے مال پر قبضہ کر لے گا وہ اسی کا ہو گا اور انہیں کسی بھی چشمے سے دوسروں کو پانی حاصل کرنے سے روکنے کی اجازت نہیں ہو گی"

جرباء والوں کی ذمہ داری

جرباء اور اذرح کے باسیوں کا ایک وفد بھی اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے بھی ریاست مدینہ کو جزیہ ادا کرنے کی پیشکش کی اور اللہ کے رسولؐ سے تحفظ کی درخواست کی اللہ کی رسولؐ نے ان کی درخواست بھی قبول فرمالی اور انہیں بھی تحریر لکھ دی۔

شہید تبوک

رسول اللہ ﷺ کے لشکر کے خیمے دور دور تک پھیلے ہوئے تھے اور مجاہدین اپنے اپنے خیموں میں سوئے ہوئے تھے حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی آنکھ کھل گئی لشکر گاہ کی ایک طرف روشنی دیکھی تو تجسس ہوا وہ اس طرف چل دیئے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت بلالؓ مشعل اٹھائے تازہ کھدی ایک قبر کے کنارے کھڑے ہیں اللہ کے رسول ﷺ قبر کے اندر کھڑے ہیں حضرت ابوبکرؓ صدیق اور حضرت عمرؓ ایک میت قبر میں اتار رہے ہیں۔

"اپنے بھائی کو اور آگے کرو" اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔

حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ صدیق نے میت قبر میں اتار دی تو اللہ کے رسولؐ نے اپنے ہاتھوں سے اسے لحد میں لٹا دیا پھر آپؐ نے دعا فرمائی "اے اللہ میں تیرے اس بندے سے آج شام تک راضی تھا تو بھی اس سے راضی ہو جا"

یہ میت حضرت ذوالبجادین کی تھی ان کا تعلق قبیلہ مزینہ سے تھا' یتیم تھے' چچا نے پرورش کی تھی اسلام قبول کیا تو چچا نے سب کچھ چھین لیا ایک چادر کے دو ٹکڑے کئے ایک تہبند بنایا دوسرے سے جسم چھپایا اور مدینہ آگئے رات پڑے رہے صبح کی نماز کے بعد اللہ کے رسولؐ نے پوچھا "کون ہو کہاں سے آئے ہو؟"

انہوں نے اپنا نام عبدالعزیٰ بتایا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم عبداللہ ذوالبجادین ہو"

یعنی عبداللہ دو چادروں والے

ذوالبجادین اصحاب صفہ میں شامل ہو گئے

تبوک کے لئے چلے تو اللہ کے رسول ﷺ سے درخواست کی "یا رسول اللہ میرے لئے شہادت کی دعا فرمائیں"

رسول اللہ نے فرمایا "یا اللہ میں نے تمام کفار پر اس کا خون حرام کر دیا ہے"

"یا رسول اللہ میں نے تو شہادت کے لئے دعا کی درخواست کی تھی"

آپ نے فرمایا "عبداللہ جہاد کے سفر میں کسی بھی مرض سے وفات پانے والا شہید ہے"

اور عبداللہ ذوالبجادین تبوک کی لشکر گاہ میں بخار میں مبتلا ہو کر شہید ہو گئے تھے اور جب سارا لشکر سو رہا تھا تو اللہ کے رسول ﷺ اپنے ہاتھوں سے اس شہید کو لحد میں اتار رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا "اے کاش اس لحد میں میں اترتا"

مجلس مشاورت

رسول اللہ ﷺ بیس روز تبوک میں مقیم رہے قیصر روم نہ خود مقابلہ کے لئے آیا نہ اس کا کوئی مقام کمانڈر یا اتحادی فوج کے ساتھ تبوک پہنچا تو اللہ کے رسول نے مجلس مشاورت منعقد کی آپ نے صحابہ سے پوچھا "اب ہمیں کیا کرنا چاہیے رومیوں کے علاقائی دارالحکومت دمشق پر چڑھائی کے لئے آگے بڑھنا چاہیے یا واپس مدینہ لوٹ جانا چاہیے"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ اگر اللہ نے آپ کو دمشق پر چڑھائی کا حکم دیا ہے تو ضرور اس طرف پیش قدمی کریں"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "نہیں! یہ اللہ کا حکم نہیں اگر اللہ نے حکم دیا ہوتا تو مشورے کی ضرورت نہ تھی"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ رومیوں کے پاس (شام میں) بڑے بڑے لشکر ہیں پھر شام میں کوئی مسلمان بھی نہیں رہتا آپ بلا شبہ رومیوں کے مسکن کے بہت قریب پہنچ چکے ہیں اور رومی اس سے بہت پریشان ہیں میرے خیال میں تو بہتر یہی ہے کہ اب کی بار ہمیں واپس مدینہ چلنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ حالات کیا رخ اختیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ حالات کو کس رخ بدلتے ہیں" رسول اللہ نے اسلامی لشکر کو مدینہ کے لئے روانگی کا حکم دے دیا(6)

ظالموں کے مسکن

قوم ثمود کی وادی سے گزرے تو اللہ کے رسول نے اپنا سر ڈھانپ لیا اور سواری کی رفتار

تیز کر دی صحابہ نے اللہ اور اس کے صالح نبی کی باغی قوم کے مسکنوں کے کھنڈرات گھوم پھر کر دیکھنا چاہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ظالموں کے مسکنوں میں داخل نہ ہونا ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی اللہ کا عذاب نازل ہو جائے ان مسکنوں سے اللہ کے خوف سے روتے ہوئے گزر جاؤ"

صحابہ نے قوم ثمود کی وادی کے چشموں سے پانی کے مشکیزے بھر لئے اگلی منزل میں اترے تو اس پانی سے روٹیاں پکانے کے لئے آٹا گوندھنے لگے اللہ کے رسول ﷺ کو معلوم ہوا تو آپؑ نے حکم دیا "ثمود کے چشموں کے پانی سے گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دو نہ کوئی اس پانی سے گوندھے آٹے کی روٹی کھائے اور نہ ہی اس پانی سے وضو کرے"

صحابہ میں سے جس نے آٹا گوندھ لیا تھا وہ اونٹوں کو کھلا دیا اور مشکیزوں میں بھرا ہوا پانی بہا دیا۔

چٹان اور پانی

راستہ میں ایک وادی تھی اس کا نام مشقق تھا اس میں ایک پہاڑی سے پانی کی کمزور سی دھار نکلتی تھی وادی میں داخل ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو لوگ ہم سے پہلے اس پانی تک پہنچ جائیں ہمارے آنے تک وہ ہرگز پانی نہ پئیں"

کچھ سوار اللہ کے رسول ﷺ کے پانی تک پہنچنے سے پہلے ہی پانی پینے لگے جہاں پر پہاڑ سے پانی کی دھار گرتی تھی وہاں جو پانی جمع ہو گیا تھا سب ختم ہو گیا رسولؐ اللہ نے پوچھا "کون لوگ پہلے پہنچے تھے"

آپؐ کو ان لوگوں کے بارے میں بتایا گیا تو آپؐ ناراض ہوئے اور فرمایا "میں نے تمہیں کہا نہ تھا ہمارے آنے تک پانی نہ پینا"

پھر آپؐ سواری سے اتر آئے جس پتھر سے پانی نکل رہا تھا اس کے نیچے ہاتھ رکھ کر اللہ سے دعا کی تو آپؐ کے ہاتھ کے اوپر سے پانی بہنے لگا آپؐ نے وہ پانی چٹان پر چھڑک دیا پتھر کے درمیان سے پانی پھوٹ کر بہنے لگا۔

سب نے سیر ہو کر پانی پیا۔

نقصان پہنچانے والی "مسجد"

رسولؐ اللہ ﷺ ذی آوان کے مقام پر اترے تو آپؐ نے حضرت مالک بن دخشم اور حضرت معن بن عدی کو طلب فرمایا(7) اور حکم دیا "مسجد قبا کے قریب بنو سالم بن عوف کی بستی میں جو

نئی مسجد تعمیر کی گئی ہے ہمارے مدینہ پہنچنے سے پہلے اسے جلا کر نابود کر دو" وہ دونوں بڑی تیزی سے مدینہ روانہ ہو گئے بنو سالم بن عوف کی بستی میں پہنچ کر حضرت مالک نے اپنے ساتھی سے کہا "مجھے آگ لانے کی مہلت دو" پھر وہ بھاگتے ہوئے اپنے گھر گئے آگ جلا کر کھجور کی شاخ اس میں رکھ دی جب وہ شاخ اچھی طرح جلنے لگی تو وہ دونوں مسجد کی طرف دوڑنے لگے بستی کے لوگ دیکھ رہے تھے مسجد بنانے والے مسجد میں موجود تھے۔ حضرت مالک بن دخشم اور حضرت معن بن عدی نے مسجد کو آگ لگا دی مسجد بنانے والے مسجد سے نکل کر بھاگ گئے مسجد جل کر راکھ ہو گئی تو انہوں نے اس کی دیواریں بھی توڑ پھوڑ دیں۔

یہ مسجد رسول اللہ ﷺ کے تبوک کی طرف روانہ ہونے سے پہلے مکمل ہو گئی تھی مسجد بنانے والوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا تھا "یا رسولؐ اللہ ہم نے ان لوگوں کے لئے ایک مسجد بنائی ہے جو ناتواں اور کمزور ہیں یا شدید سردی اور بارش کی راتوں میں مسجد نہیں جا سکتے ہماری خواہش ہے کہ آپؐ اس مسجد میں تشریف لائیں اور وہاں بھی نماز پڑھائیں"

رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا "اس وقت تو میں تبوک کے سفر کی تیاریوں میں مصروف ہوں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تبوک سے واپس آ کر تمہاری مسجد میں نماز پڑھیں گے"

لیکن تبوک سے واپسی پر مدینہ کے راستہ ہی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس مسجد میں نماز پڑھانے سے روک دیا اور فرمایا:

"اور ان میں کچھ وہ لوگ ہیں
جنہوں نے نقصان پہنچانے
اور کفر پھیلانے
اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے
اور جو شروع سے اللہ
اور اس کے رسولؐ
کے خلاف جنگ کرتا رہا ہے
اسے کمین گاہ فراہم کرنے
کے لئے مسجد بنائی ہے
اور یقیناً وہ قسمیں اٹھائیں گے
کہ ان کا ارادہ نیکی کے سوا کچھ اور نہ تھا

مگر اللہ گواہی دیتا ہے
کہ ■ جھوٹ بولنے والے ہیں
تم اس میں ہرگز کھڑے نہ ہونا
وہاں ایک ایسی مسجد ہے
جس کی بنیاد روز اول سے
پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے
بہتر ہے کہ آپؐ اس میں کھڑے ہوں (نماز کیلئے)
اس میں ایسے لوگ ہوتے ہیں
جو طہارت کو پسند کرتے ہیں
اور اللہ اپنے آپ کو پاک رکھنے والوں
کو دوست رکھتا ہے" (108 '107:9)

اس مسجد کے قریب ہی مسجد قبا تھی جس کی بنیاد اللہ کے رسولؐ نے اپنے ہاتھوں سے رکھی تھی لیکن روز اول سے تقوئی کی بنیادوں پر تعمیر ہونے والی مسجد قبا کے قریب نئی مسجد بنانے والوں نے اللہ کے رسولؐ سے تو یہی کہا کہ انہوں نے ایسے کمزورون اور بیماریوں کے لئے نئی مسجد بنائی ہے جو بارش اور سردی کی راتوں میں مسجد قباء میں نماز کے لئے نہیں جا سکتے پھر انہوں نے اللہ کے رسولؐ سے درخواست کی کہ آپؐ ان کی نئی مسجد میں بھی نماز پڑھا دیں وہ چاہتے تھے کہ اللہ کے رسولؐ اس مسجد میں نماز پڑھا دیں تو مسلمان اس کے تقدس اور مسجد ہونے پر یقین کر لیں تو وہ اسے ابو عامر فاسق کی سرگرمیوں کا محفوظ مرکز بنا کر اہل ایمان میں تفرقہ ڈالنے کی جگہ بنا سکیں۔

وہی ابو عامر جو راہب کہلاتا تھا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی کی وجہ سے اپنی بستی اور مدینہ منورہ چھوڑ کر مکہ کے قریش کے پاس چلے گیا تھا اور جنگ احد میں مشرکین مکہ کی طرف سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف لڑا تھا لیکن جب اللہ کے رسولؐ نے مکہ بھی فتح کر لیا اور حنین کی لڑائی میں بھی اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو فتح عطا کر دی تو وہ بھاگ کر شام چلا گیا تھا اور مدینہ میں اپنے ساتھیوں کو اس نے پیغام بھیجا تھا کہ وہ ہرقل کو مدینہ پر چڑھائی کے لئے تیار کر رہا ہے اس نے انہیں ہدایت کی تھی کہ وہ مدینہ میں اپنا ایک ایسا مرکز بنا لیں جہاں وہ مل کر مشورہ کر سکیں اور مسلمانوں کے خلاف منصوبے بنا سکیں اسی کی ہدایت پر مسجد قباء کے ہوتے ہوئے بھی اس کے ساتھیوں نے وہ نئی مسجد بنائی تھی تا کہ ■ بظاہر نمازیں بھی پڑھتے رہیں اور

مسلمانوں کے خلاف منصوبے بھی بناتے رہیں اور کسی کو ان پر کوئی شبہ بھی نہ ہو اور وہ مسجد ابو عامر اور اس کے ساتھیوں کی کمین گاہ بن جائے ابن کثیر کے مطابق ان کی بنائی عمارت بظاہر تو یہ "مسجد" تھی لیکن اصل میں "دارالحرب" تھی۔

اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اسلام کے دشمنوں کے اس منصوبے اور چال سے آگاہ فرما دیا تو آپؐ نے اسے خاک کروا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اسے "مسجد ضرار" (یعنی ضرر پہنچانے والی مسجد) قرار دیا۔

وہ مسجد جو مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے انہیں نقصان پہنچانے کفر پھیلانے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کو کمین گاہ فراہم کرنے کے لئے بنائی گئی تھی۔

مسجد ضرار والے

مسجد ضرار بنانے اور چلانے والوں میں خِذام بن خالد' معتب بن قشیر' ابو حبیبہ بن الاعزر' عباد بن حنیف' جاریہ بن عامر' مجمع بن جاریہ' زید بن جاریہ' نبتل بن حارث' بجاد بن عثمان' بحزج' ودیعہ بن ثابت اور ثعلبہ بن حاطب بارہ افراد شامل بتائے جاتے ہیں ایک حضرت ثعلبہ بدری بھی تھے یہ ثعلبہ وہ نہیں(8) ان میں سے خذام بن خالد نے مسجد ضرار کی تعمیر کے لئے اپنے گھر کے ایک حصہ کی زمین دی تھی مجمع بن جاریہ مسجد ضرار کا امام تھا وہ کم عمر تھا قرآن بہت اچھا پڑھتا تھا اس نے اور اس کے بھائی زید نے عذر پیش کیا کہ وہ کم سن ہونے کی وجہ سے نہیں جانتے تھے کہ اصل مقصد کیا ہے ان کا یہ عذر قبول کر لیا گیا تھا زید بن جاریہ کو خیبر کے مال غنیمت سے حصہ دیا گیا تھا اس نے بعد میں جنگ صفین میں حضرت علی ؓ کا ساتھ دیا تھا۔

قسمیں اٹھانے والے

رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت مدینہ میں داخل ہوئے سفر سے واپسی پر آپؐ سب سے پہلے مسجد جایا کرتے تھے اور مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ کر لوگوں سے ملنے کے لئے وہیں نشست فرمایا کرتے تھے تبوک سے واپسی پر بھی آپؐ سب سے پہلے مسجد تشریف لے گئے اور نماز سے فارغ ہو کر مسجد میں ہی لوگوں سے ملنے لگے جو لوگ آپؐ کے ساتھ شامل نہیں ہوئے تھے اور مدینہ میں ہی رہ گئے تھے وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو ہو کر اپنے عذر پیش کرنے اور قسمیں اٹھانے لگے رسولؐ اللہ معذرت کرنے والوں کے عذر قبول کرتے ▪ اپنے ایمان کا اعلان کرتے تو آپؐ

اسے بھی قبول فرما لیتے اور ان کے لئے بخشش اور مغفرت کی دعا فرماتے جاتے تھے ایسے آدمیوں کی تعداد اسی سے زیادہ تھی آپؐ نے ان سب کو معاف کر دیا اور ان کے دلوں کے بھید اللہ کے سپرد کر دیئے۔

سچ بولنے والے

حضرت کعب بن مالک نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا "ادھر آؤ"
حضرت کعب آگے بڑھ کر اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم کیوں مدینہ میں رہ گئے تھے؟ کیا تم نے سواری کے لئے اونٹ نہیں خریدا تھا؟"

رسول اللہ ﷺ کے اظہار ناراضگی پر حضرت کعب نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ آپؐ کی بجائے میں کسی اور کے سامنے اس طرح بیٹھا ہوتا اور وہ مجھ پر غصہ ناراضگی کا اظہار کر رہا ہوتا تو میں یہی بہتر خیال کرتا کہ کوئی بہانہ بناؤں اور عذر پیش کر کے اس حالت سے نکل جاؤں لیکن مجھے معلوم ہے کہ اگر میں نے آپؐ کو خوش کرنے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا تو اللہ تعالیٰ آپؐ کو بتا دیں گے اور آپؐ مجھ سے اور بھی زیادہ ناراض ہوں گے اگر میں اپنے پیچھے رہ جانے کے بارے میں سچ بتاؤں گا تو آپؐ رنجیدہ ہوں گے میں اللہ تعالیٰ سے اچھے انجام کی امید کرتا ہوں اور حقیقت یہی ہے کہ مجھے کوئی مجبوری نہیں تھی میں صحت مند اور مضبوط بھی تھا اور مالی طور پر بھی کوئی دشواری نہیں تھی"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لشکر میں شامل نہ ہونے کے بارے میں تو تم نے سچ بتا دیا ہے اب تم جاؤ اور اپنے بارے میں اللہ کے فیصلہ کا انتظار کرو"
حضرت کعب بن مالک رسولؐ اللہ کی مجلس سے اٹھ کر جانے لگے تو بنو سلمہ کے کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو گئے "خدا کی قسم ہمیں نہیں علم کہ اس سے پہلے تم نے کبھی کوئی گناہ کیا تھا یا نہیں اس گناہ کے لئے تم بھی اور لوگوں کی مانند کوئی عذر پیش کر دیتے تو رسولؐ اللہ تمہاری معافی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے جو تمہارے لئے کافی ہوتا" انہوں نے حضرت کعب بن مالک سے کہا۔

"کیا میرے علاوہ کسی اور کو بھی میرے والا معاملہ پیش آیا ہے؟" حضرت کعب نے پوچھا۔
"ہاں دو اور آدمیوں کو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا ہے" بنو سلمہ کے لوگوں نے انہیں بتایا۔

"کون کون ہیں وہ؟"

"بنو عمرو بن عوف کے مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ" انہوں نے جواب دیا۔

رسولؐ اللہ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ ان تینوں حضرت کعب بن مالک' حضرت مرارہ بن ربیع اور حضرت ہلال بن ابو امیہ سے ہر قسم کا میل ملاپ اور بات چیت ختم کر دیں۔

صحابہ نے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل کی وہ انہیں آتا دیکھ کر راستہ بدل لیتے تھے وہ تینوں صحابی اپنے شہر اور بستی میں اجنبی بن کر رہ گئے ایسے ہو گیا جیسے وہ کسی ایسے شہر میں جا نکلے ہوں جہاں انہیں جاننے پہچاننے والا کوئی نہ ہو۔

حضرت مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ اپنے اپنے گھروں میں بند ہو کر بیٹھ گئے حضرت کعب بن مالک بازاروں میں گھومتے رہتے نماز پڑھنے مسجد نبوی میں بھی جاتے رہے مگر کسی جگہ بھی نہ کوئی ان کے سلام کا جواب دیتا تھا اور نہ ہی ان سے کوئی بات کرتا تھا ایک روز وہ اپنے چچا زاد حضرت ابو قتادہؓ کے باغ کی دیوار پھلانگ کر باغ میں گئے تو حضرت ابو قتادہؓ باغ میں بیٹھے تھے حضرت کعب بن مالک نے انہیں "السلام علیکم" کہا۔

حضرت ابو قتادہؓ نے ان کے سلام کا کوئی جواب نہ دیا۔

"ابو قتادہؓ تمہیں قسم ہے خدا کی کیا تم نہیں جانتے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو محبوب رکھتا ہوں؟"

حضرت ابو قتادہؓ نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔

حضرت کعبؓ بن مالک نے پھر انہیں خدا کی قسم دے کر وہی سوال پوچھا۔

حضرت ابو قتادہؓ پھر بھی خاموش رہے۔

حضرت کعبؓ بن مالک نے تیسری بار انہیں قسم دے کر وہی سوال کیا تو حضرت ابو قتادہؓ نے کہا "اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں" حضرت کعبؓ بن مالک کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور وہ باغ سے باہر نکل گئے۔

ایک صبح مدینہ منورہ کے بازار میں ایک نبطی لوگوں سے پوچھ رہا تھا "کوئی ہے جو مجھے کعبؓ بن مالک کا پتہ بتا دے؟"

حضرت کعبؓ بن مالک بازار سے گزر رہے تھے لوگوں نے ان کی طرف اشارہ کر دیا نبطی نے آگے بڑھ کر بتایا کہ وہ شام سے آیا ہے اور ان تاجروں میں سے ایک ہے جو شام سے گندم لا کر مدینہ میں فروخت کیا کرتے ہیں پھر اس نے ایک خط حضرت کعبؓ بن مالک کے حوالے کیا حضرت کعبؓ

نے خط کھولا تو لکھا تھا "ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب نے تم پر بڑا ظلم کیا ہے اللہ تمہیں ذلیل اور ضائع ہونے کی جگہ میں نہ رکھے تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم تم سے بہتر سلوک کریں گے"

بات شام تک جا پہنچی تھی حضرت کعبؓ بن مالک نے شام کے غسانی حکمران کا خط پڑھا تو دل میں کہا "یہ ایک اور آزمائش ہے میری گردش یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اہل شرک میں سے ایک شخص اس امید میں ہے کہ مجھے دین سے پھیر دے؟"

انھوں نے خط جلتے ہوئے تندور میں پھینک دیا۔

چالیس شب و روز گزر گئے مگر اللہ کی طرف سے کوئی فیصلہ نہ آیا "اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہے کہ تم اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ" رسولؐ اللہ کے قاصد نے حضرت کعب بن مالک کو پیغام پہنچایا۔

حضرت کعب بن مالک نے پوچھا "کیا میں اسے طلاق دے دوں؟"

"نہیں بلکہ اس سے الگ رہو اور اس کے قریب مت جاؤ" قاصد نے جواب دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا پیغام ملنے پر حضرت کعب نے اپنی بیوی کو میکے بھیج دیا "جب تک اللہ اس معاملے میں کوئی فیصلہ نہ کر دیں تم وہیں رہو"

رسولؐ اللہ نے باقی دو صحابہ کو بھی ایسا ہی پیغام بھیجا تھا حضرت ہلال بن امیہ کی بیوی نے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش ہو کر پوچھا "یا رسولؐ اللہ ہلال بہت بوڑھا ہے اس کے پاس دیکھ بھال کرنے کے لئے کوئی خادم بھی نہیں کیا آپؐ کو یہ ناپسند ہے کہ میں اس کی خدمت کرتی رہوں؟"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "نہیں! نہیں"

آپؐ نے حضرت ہلال کی بیوی کو اس کی خدمت اور دیکھ بھال سے منع نہیں فرمایا۔

"خدا کی قسم ہلال اس روز سے رو رہا ہے مجھے تو ڈر ہے کہ مسلسل رونے سے اس کی بینائی ہی ضائع نہ ہو جائے" حضرت ہلال بن امیہ کی بیوی نے رسولؐ اللہ ﷺ کو اپنے خاوند کی حالت کے بارے میں بتایا۔

حضرت ہلالؓ کی بیوی کو اپنے خاوند کی خدمت کی اجازت مل گئی تو حضرت کعبؓ بن مالک کے خاندان والوں نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ بھی اللہ کے رسولؐ سے درخواست کریں تاکہ ان کی بیوی کو بھی ان کی دیکھ بھال کی اجازت مل جائے حضرت کعبؓ بن مالک نے انہیں جواب دیا "خدا

کی قسم میں ایسی اجازت کے لئے درخواست نہیں کروں گا کیونکہ کچھ معلوم نہیں رسولؐ اللہ اس درخواست پر کیا فرما دیں پھر ویسے بھی میں تو جوان ہوں"

حضرت کعبؓ بن مالک نے اپنے مکان کی چھت پر کپڑا تان کر ایک خیمہ بنا لیا تھا اور اسی میں پڑے رہتے تھے۔ پچاسویں دن فجر کی نماز کے بعد وہ اسی خیمے میں بیٹھے تھے کہ جبل سلع کی بلندی سے کسی نے آواز دی "اے کعبؓ بن مالک تیرے لئے خوشخبری ہے"

آواز سنتے ہی حضرت کعبؓ اللہ کے حضور سجدہ میں گر گئے۔

اس روز صبح کی نماز کے بعد اللہ کے رسولؐ نے مسجد نبوی میں صحابہ کرام کو بتایا تھا کہ حضرت کعبؓ اور دیگر دو صحابہ کی توبہ اللہ نے قبول فرمالی ہے صحابہ ان تینوں کو خوشخبری سنانے ان کے گھروں کی طرف دوڑ پڑے ایک صحابی گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت کعبؓ کی بستی کی طرف دوڑا دوسرا پیدل تھا جب اس نے دیکھا کہ گھوڑ سوار آگے نکل گیا ہے تو وہ جبل سلع پر چڑھ کر بلند آواز میں "اے کعبؓ بن مالک تجھے خوشخبری ہو" چلانے لگا۔

حضرت کعبؓ نے جو کپڑے زیب تن کر رکھے تھے اتار کر خوشخبری لانے والے کی نذر کر دیئے۔

گھر میں تیار لباس وہی تھا جو انہوں نے خوشخبری لانے والے کی نذر کر دیا تھا پڑوس سے مانگ کر انہوں نے کپڑے پہنے اور مسجد نبوی کی طرف چل دیئے راستہ میں گروہ در گروہ لوگ ملتے رہے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے توبہ قبول ہونے پر مبارک دیتے رہے۔

رسولؐ اللہ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے صحابہ کرام بھی موجود تھے حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ نے حضرت کعبؓ کو آتے دیکھا تو وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی حضرت کعبؓ بن مالک نے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا آپؐ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا آپؐ نے فرمایا "تمہاری ماں نے جب سے تمہیں جنم دیا ہے میں تمہیں اس کے بعد سے سب سے بہتر دن کی خوش خبری دیتا ہوں"

"یا رسولؐ اللہ اپنی جانب سے یا اللہ کی جانب سے خوشخبری؟" حضرت کعبؓ نے پوچھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ کی جانب سے"

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے اور عرض کیا "یا رسولؐ اللہ اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں اپنا سارا مال اور جائیداد اللہ اور اس کے رسولؐ کی نذر کر کے میں اس سے چھٹکارا حاصل کرتا ہوں"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اپنا کچھ مال اپنے لئے لے لو تمہارے لئے بہتر یہی ہے"

حضرت کعبؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں خیبر سے اپنا حصہ اپنے لئے رکھ لیتا ہوں میرے سچ بولنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات دی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے توبہ قبول کر لینے کے بعد میں جب تک زندہ ہوں سچ ہی بولتا رہوں گا"

سچ والوں پر کرم

اللہ تعالیٰ نے ان تین صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا:

- "یقیناً اللہ تعالیٰ نے کرم کے ساتھ
(اپنے) پیغمبر کی طرف توجہ کی
اور مہاجرین کی طرف اور انصار کی طرف
جنہوں نے تنگ دستی کے وقت
اس کی (رسولؐ کی) پیروی کی تھی
پھر جب ان میں سے
ایک گروہ کے دل
بدل جانے کے قریب ہو گئے تھے
(تو ان پر) پھر رحمت کی توجہ کی گئی
بلا شبہ وہ ان کے لئے بڑا رحیم اور بخشنے والا ہے
اور ان تینوں کی طرف (رحمت کی توجہ کی)
جو پیچھے رہ گئے تھے
یہاں تک کہ ان کے لئے
اپنی وسعت کے باوجود
یہ زمین تنگ پڑ گئی تھی
اور وہ اپنی جانوں تک سے تنگ آ گئے تھے
اور وہ جان گئے تھے کہ
اللہ کی طرف رجوع کے سوا
ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں
پھر اللہ نے ان پر رحمت کے ساتھ توجہ کی

تاکہ ■ رجوع کرلیں
یقیناً اللہ توجہ فرمانے والا
اور رحم کرنے والا ہے
اے ایمان والو!
اللہ سے ڈرتے رہو
اور سچ بولنے والوں میں سے ہو جاؤ" (117:9 تا 119)

حضرت کعب بن مالک کہا کرتے تھے "خدا کی قسم جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی سیدھی راہ پر گامزن کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے رسولؐ اللہ کے سامنے سچ بولنے کی نعمت سے بڑی کسی اور نعمت سے سرفراز نہیں فرمایا اس وقت میں نے جھوٹ نہ بولا اگر بولتا تو جھوٹ بولنے والوں کی مانند میں بھی ہلاک ہو جاتا"

حواشی / حوالہ جات

1- ان دنوں اللہ کے رسول ﷺ اپنی بیویوں سے ناراض تھے اور ایک چوبارے میں مقیم تھے اس وجہ سے مدینہ منورہ میں مشہور ہو گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے وہ انصاری حضرت عمرؓ کو اس بارے میں بتانے آیا تھا اور دروازہ پیٹتے ہوئے "کھولو! کھولو" کہہ رہا تھا حضرت عمرؓ نے ان کی آواز اور انداز سے سمجھا غسانی حملہ آور پہنچ گئے ہیں۔

2- ایک اور روایت کے مطابق حضرت عثمان نے دو صد اونٹ پیش کئے تھے۔

3- رسول اللہ ﷺ کے لشکر کی تعداد کے بارے میں حضرت کعبؓ بن مالک کہتے ہیں کہ یہ تعداد دس ہزار سے زیادہ تھی ایک رپورٹ میں یہ تعداد بیس ہزار سے زائد بتائی گئی ہے ایک روایت چالیس ہزار کی بھی ہے لیکن اکثریت نے حضرت زیدؓ بن ثابت کی روایت سے اتفاق کیا ہے اور تیس ہزار تعداد لکھی ہے۔

4- قیصر روم اور اس کے عرب ساتھی اللہ کے رسول ﷺ کے مقابلہ میں کیوں نہ آئے؟ اس بارے میں اہل علم نے دو الگ الگ رائے قائم کی ہیں۔ ایک یہ کہ قیصر روم اور اس کے اتحادی عرب قبائل کی مدینہ پر چڑھائی کی جو خبریں رسولؐ اللہ کو موصول ہوئی تھیں وہ درست نہیں تھیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ قیصر روم ہرقل نے مسلمانوں سے لڑائی سے جان بچائی کیونکہ اس سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے موتہ کی لڑائی میں اسے مسلمانوں کے ہاتھوں شدید نقصان اٹھانا پڑا تھا اس وقت مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی اور قیصر روم اور اس کے اتحادیوں کی فوج ان سے پچاس گنا زیادہ تھی تعداد میں اتنے زیادہ فرق کے باوجود اس کی فوجوں کو میدان سے نکلنا پڑ گیا تھا اس لئے جب اسے معلوم ہوا کہ رسولؐ اللہ تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ تبوک پہنچ گئے ہیں تو اس نے خاموشی سے فوجیں منتشر کر دی تھیں ان دونوں نظریات میں سے وزنی کونسا ہے؟ اس کا اندازہ ان حقائق سے کیا جا سکتا ہے۔ (1) رسولؐ اللہ کسی خبر کی تصدیق کے بغیر محض افواہ سن کر چڑھائی نہیں کر دیا کرتے تھے آپؐ نے سارے قبائل کی طرف پیغام بھیجے ان کو لشکر میں شمولیت کی دعوت دی تھی اور تیس ہزار کا لشکر تیار کر کے بہت تیزی سے تبوک تک سفر کیا اس سے کیا اندازہ ہوتا ہے؟ اس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ قیصر روم اور اس کے عرب اتحادیوں کے ارادوں کے بارے میں خبر مصدقہ تھی آپؐ محض افواہ کی بنا پر لشکر تیار کر کے تبوک نہیں پہنچ گئے تھے۔ اسی لئے آپؐ نے شدید گرمی، قحط اور خشک سالی کے باوجود اتنا بڑا لشکر جمع کیا اور تیزی سے سفر کرتے ہوئے تبوک پہنچ گئے تھے تاکہ دشمن کے لشکروں کے اجتماع سے پہلے ہی ان کے علاقہ میں پہنچ کر دیگر عرب اور غیر عرب قبائل کو خوفزدہ کر کے اس اتحاد میں شامل ہونے سے روکا جا سکے اور رومیوں کا ان کے اپنے علاقہ میں مقابلہ کیا جائے۔ (2) اگر خبر غیر مصدقہ ہوتی تو اللہ کے رسولؐ خود لشکر کی قیادت نہ کرتے آپؐ نے اتنا بڑا لشکر تیار کر کے خود اس کی قیادت فرمائی اس سے پتہ چلتا ہے کہ خطرہ حقیقی تھا (3) تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ "قیصر روم ان دنوں ابھی شام ہی میں تھا یروشلم کے گرجا گھر میں ایرانیوں سے واپس لی گئی صلیب پہنچانے کا اس کا جلوس جنگ حنین کے بعد ختم ہوا تھا اور وہ واپس نہیں گیا تھا۔"

(Martin Lings, Muhammad His Life based on the earliest sources, P_317)

پاپائے روم اور ساری مذہبی اور ریاستی افسر شاہی قیصر کے ساتھ تھی ■ ایک مذہبی جشن منا رہے تھے ایرانیوں کے خلاف کچھ عرصہ پہلے ہرقل کی کامیابی کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اس نے یورپ اور شمال مشرق کی طرف کے محاذوں پر حملہ کرنے والے اپنے دشمنوں کو رعایتیں دے کر وقتی طور پر ان سے صلح کر لی تھی اور ساری طاقت اور توجہ ایرانیوں کے خلاف استعمال کی تھی مگر اس وقت بھی جب ■ شام میں موجود تھا شام یروشلم اور مصر کے طاقتور مذہبی اور سیاسی گروہ رومیوں اور رومن کیتھولک چرچ کے خلاف تھے ان مخالفتوں کے موجودگی میں مسلمانوں اور ان کی وجہ سے جزیرہ نمائے عرب کے سارے عربوں کے خلاف ایک نیا محاذ کھولنا اس کی پالیسی اور وقتی ضرورتوں کے منافی تھا اس سے وہ سارے مذہبی اور سیاسی گروہ پھر سے سر اٹھا سکتے تھے اور ایرانی اپنی شکستوں کا بدلہ لینے کی پھر سے منصوبہ بندی شروع کر سکتے تھے' (4) موتہ کی لڑائی میں اسے مسلمانوں کے جذبہ جہاد کا اندازہ ہو گیا تھا اس دفعہ اللہ کے رسولؐ خود لشکر اسلام کی قیادت کر رہے تھے لشکر کی تعداد بھی پہلے سے دس گنا تھی اللہ کے رسولؐ اور اس کے تیس ہزار مجاہدین کے مقابلہ کے لئے اسے بہت بڑی فوج کی ضرورت تھی اس مقابلہ کے لئے وہ اپنے عرب اتحادیوں کی قوت پر ہی بھروسہ نہیں کر سکتا تھا بڑے لشکر کی تیاری کے لئے اسے دیگر محاذوں اور علاقوں سے افواج منگوانا پڑتیں مگر اس کے لئے وقت کی ضرورت تھی ان حالات میں قیصر روم کے لئے مناسب یہی تھا کہ وہ خاموشی سے اپنے لشکر منتشر کر دے اور مسلمانوں سے لڑائی کو ٹال دے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا. رسول اللہ ﷺ بیس دن تبوک میں رہے آپؐ کے ساتھ تیس ہزار کا لشکر تھا یہ مقام رومی سلطنت کے دائرہ اقتدار میں تھا اگر آپؐ غلط اطلاع پر بھی وہاں پہنچ گئے تھے تو بھی قیصر روم کو اپنے علاقہ میں اتنے بڑے لشکر کے داخلہ کی اطلاع پر مقابلہ کے لئے آنا چاہیے تھا کوئی بھی حکمران کبھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی اتنی بڑی فوج کے ساتھ اس کے علاقہ میں داخل ہو جائے ارد گرد کے شہروں اور چھاؤنیوں میں قیصر کی فوج ہمیشہ موجود رہتی تھی بیس دن میں قسطنطنیہ سے بھی فوج منگوائی جا سکتی تھی اسلامی دستوں نے اس کے اتحادی اکیدر کو گرفتار کر لیا اس کا علاقہ روند ڈالا ارد گرد کے چھوٹے حکمران اللہ کے رسولؐ کے ساتھ معاہدے کر کے ریاست مدینہ کے باجگزار بن گئے ایسا تو ممکن ہی نہ تھا کہ قیصر روم اور اس کے علاقائی کمانڈروں کو اس کی خبر نہ پہنچی ہو اس کے باوجود نہ قیصر روم خود مقابلے کے لئے آیا اور نہ ہی اس کے علاقائی گورنروں نے کوئی ایسی کوشش کی اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ یہی کہ قیصر روم عمداً" اللہ کے رسول ﷺ سے مقابلہ کے لئے نہیں آیا.

اب رہی یہ بات کہ اگر صورت حال یہی تھی تو وہ ریاست مدینہ پر چڑھائی کا منصوبہ کیوں بنا رہا تھا؟ اپنے علاقہ میں اللہ کے رسول ﷺ اور آپؐ کے لشکر سے مقابلہ کرنے اور مدینہ پر چڑھائی کرنے میں بہت بنیادی فرق تھا اگر ہرقل خود یا اس کا کوئی رومی یا عرب جرنیل لشکر لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوتا تو شام اور مدینہ کے درمیان کے بہت سے عرب سردار اور قبائل بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاتے مدینہ کے منافق اور حال ہی میں اپنی علاقائی اور سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے جن عرب قبائل اور سرداروں نے ریاست مدینہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا تھا وہ بھی رومیوں کے ساتھ شامل ہو جاتے اور اسلامی ریاست کے طول و عرض میں باغیانہ سرگرمیوں کا آغاز ہو جاتا اس صورت میں رومیوں اور ان کے عرب اتحادیوں کو فتح حاصل نہ بھی ہوتی تو بھی ■

ریاست مدینہ کی مخالف اندرونی قوتوں کو حوصلہ دے کر مسلمانوں کی قوت کمزور کر دیتے جس سے انھیں سیاسی فائدہ ہوتا مدینہ پر رومیوں اور ان کے اتحادی عربوں کے حملہ کے پروگرام کے انہی منفی اثرات کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ کے رسولؐ نے مشکلات کے باوجود خود رومیوں کے خلاف لشکر تیار کرنا ضروری سمجھا تھا جب اللہ کے رسولؐ قیصر روم اور اس کے اتحادیوں کی توقعات کے بر خلاف خود لشکر لے کر تبوک پہنچ گئے تو وہی صورت حال قیصر روم کے لئے پیدا ہو گئی تھی جو مدینہ پر اس کی چڑھائی کی صورت میں مسلمانوں کے لئے پیدا ہو سکتی تھی اللہ کے رسول ﷺ نے بر وقت اقدام کر کے اور Defence بذریعہ Offence کی اپنی روایتی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے رومیوں اور ان کے حامی اور اتحادی عربوں کی چال ناکام بنا دی اور ان کا منصوبہ خود ان کے لئے نقصان اور شرمندگی کا سبب بن گیا۔

5- حافظ ابن کثیر نے حضرت عروہؓ کی روایت درج کی ہے کہ حضرت خالدؓ بن ولید اکیدر کے قلعہ سے آٹھ سو قیدی ایک ہزار اونٹ چار سو زرہ اور چار سو نیزے لائے تھے۔ لکھتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے تبوک سے واپسی پر حضرت خالدؓ کو اکیدر کی طرف بھیجا تھا مگر اسی صفحہ پر تین سطریں نیچے انہوں نے لکھا ہے "ایلہ کے حکمران یحنہ نے اکیدر کا قصہ سنا تو وہ بھی صلح کی خاطر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور تبوک میں وہ دونوں رسولؐ اللہ کے پاس تھے" (سیرت النبی حصہ دوم صفحہ 514)

6- امام احمد نے سعید بن ابی راشد کی ایک روایت درج کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ تبوک کے قیام کے دوران اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت دحیہ کلبی کو ایک خط دے کر ہرقل کے پاس بھیجا تھا جس کے جواب میں ہرقل نے تنوخی کو سفیر بنا کر رسولؐ اللہ کی خدمت میں بھیجا تھا اور اس کی اور باتوں کے علاوہ ہرقل نے یہ بھی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ دیکھے کہ کیا رسولؐ اللہ کی پشت پر "کوئی انوکھی سی چیز ہے" اہل علم نے اس روایت کو کمزور قرار دیا ہے۔

(Madinan Society at the time of the Prophet, Vol-II, P_214)

دوسرے سعید بن ابی راشد کے علاوہ کسی اور نے ایسی کوئی روایت بیان نہیں کی ویسے بھی اس روایت کی تفصیلات کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں داخلی تضادات ہیں اور یہ اس روایت سے ملتی جلتی ہے جو حضرت دحیہ کلبی کے اللہ کے رسولؐ کا نامہ مبارک قیصر روم ہرقل کو پہنچانے کے واقعات میں بھی بیان کی گئی ہے پہلی روایت میں ہے کہ ہرقل نے اپنے درباریوں کو مسلمان ہو جانے کا مشورہ دیا تو وہ شور مچاتے ہوئے مائل بغاوت ہو گئے تو ہرقل نے کہا میں نے تو یہ مشورہ تمہاری آزمائش کے لئے دیا تھا اس دوسری روایت میں بھی ایسا ہی واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر ہرقل نے پہلے ہی ایسا مشورہ دے کر اپنے درباریوں اور عمال کا رد عمل دیکھ لیا تھا تو دوسری بار اس کی ضرورت اور گنجائش کیا رہ گئی تھی؟ سعید بن راشد کی اس روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ رسولؐ اللہ نے ہرقل کے سفیر تنوخی سے کہا "کسریٰ نے میرا نام پھاڑ دیا اور اس کے نتیجے میں اس کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی" کسریٰ کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے تو واقعی ہو گئی تھی لیکن غزوہ تبوک کے کافی بعد ٹکڑے ہوئی تھی تبوک کے وقت تو کسریٰ کی سلطنت اتنی ہی بڑی تھی جتنی بڑی وہ اس وقت تھی جب اس نے اللہ کا رسول ﷺ کا نامہ مبارک پھاڑنے کی کوشش کی تھی۔ یہ بات بھی اس روایت کی کمزوری کا بڑا ثبوت ہے اس کے علاوہ یہ بات بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اگر

اللہ کے رسول ﷺ نے قیصر روم کو وہ مراسلہ بھیجا ہوتا جس کا اس روایت میں ذکر ہے تو پھر آپؐ کو دمشق پر حملہ کے بارے میں مشورہ کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی اس صورت میں تو اسلام کی دعوت قبول نہ کرنے والی قوم پر حملہ کرنا ضروری ہو گیا ہوتا اور اگر شام پر حملہ کرنا ضروری ہو گیا ہوتا تو رسولؐ اللہ نہ ہی مشورہ کرتے اور نہ ہی دمشق کی طرف پیش قدمی کا ارادہ ترک کر کے مدینہ واپسی کا حکم دیتے۔

7- ابن اسحاق کے مطابق آپؐ نے معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی کو طلب فرمایا تھا۔

لات کی شکست

شرک والوں کی پریشانی

ریاست مدینہ کی حدود بحرِ عرب سے ایلہ تک پھیل گئی تھیں ارد گرد کے شاہ اور شہنشاہ بھی اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلہ میں آنے سے کنی کترانے لگے تھے لیکن وسیع و عریض اسلامی ریاست کے درمیان ابھی تک شرک کے چھوٹے چھوٹے جزیرے موجود تھے شرک کے ان جزائر میں سے ایک طائف بھی تھا حنین کے میدان سے بھاگ کر بنو ثقیف طائف میں قلعہ بند ہو گئے تھے اللہ کے رسول ﷺ نے طائف کا محاصرہ کرکے انہیں اپنے عزم سے آگاہ کر دیا تھا اور حرام مہینے شروع ہو جانے کی وجہ سے آپؐ طائف کا محاصرہ اٹھا کر مکہ کے راستہ مدینہ واپس آ گئے تھے بنو ثقیف کے ایک سردار عروہ بن مسعود نے اسلام قبول کیا تو طائف کے مشرکوں نے انہیں شہید کر دیا تھا۔ لات کے مجاور بنو ثقیف طائف میں محصور ہو کر رہ گئے تھے اللہ کے رسولؐ بیس روز تک تبوک میں مقیم رہے لیکن قیصر روم اپنی بے پناہ قوت اور مضبوط لشکروں کے باوجود آپؐ کے مقابلہ کے لئے میدان میں نہیں اترا تھا شرک اور جزائر شرک والے اس صورت حال کے بارے میں سوچنے لگے تھے ان کے مفادات روایات اور سوچ کے صدیوں پرانے سانچوں میں دراڑیں پڑ گئی تھیں۔

عبد یالیل طائف کا ایک بڑا سردار تھا ایک روز وہ اپنے گھر میں تھا کہ ملازم نے پیغام دیا ”عمرو بن امیہ آپ سے ملنا چاہتا ہے“

عبد یالیل کو یقین نہ آیا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے عمرو بن امیہ تو بہت ہوشیار عیار اور مغرور شخص تھا اور اس کے ساتھ عبد یا کا شدید قسم کا جھگڑا چل رہا تھا ”بدبخت یہ تو کیا کہہ رہا ہے کیا واقعی عمرو نے ہی تمہیں یہ پیغام دے کر بھیجا ہے؟“

”جی ہاں ■ تو خود آپ کے دروازے پر کھڑا ہے“ ملازم نے جواب دیا۔

"میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عمرو بن امیہ میرے پاس آئے گا خود چل کر" عبد یالیل نے کہا اور دروازے کی طرف دوڑا عمرو بن امیہ واقعی اس کے دروازے پر موجود تھا "خوش آمدید" عبد یالیل نے اسے دیکھ کر کہا۔

عمرو نے اپنی مجبوری بیان کی "اصل میں ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے کہ اس میں ہم آپس میں علیحدہ علیحدہ نہیں رہ سکتے عروہ بن مسعود کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ تم جانتے ہی ہو دوسری طرف سارا عرب اسلام لے آیا ہے تم ان سب سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے نہ تمہارا مال محفوظ ہے نہ جان جو آدمی نکل کر باہر جاتا ہے اسے ختم کر دیا جاتا ہے بنو ثقیف نے اس صورت حال پر غور کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے مین تمہارے پاس اسی لئے آیا ہوں کہ تم بھی اپنے بارے میں سوچ لو کہ تمہیں کیا کرنا ہے؟"

عمرو بن امیہ عبد یالیل کو بنو ثقیف کے فیصلہ سے آگاہ کر کے واپس چلے گیا۔

اس کے بعد بنو ثقیف کے کچھ اور لوگ عبد یالیل کے پاس آئے اور اس سے درخواست کی کہ وہ بنو ثقیف کے نمائندہ کی حیثیت سے رسول اللہ کے پاس مدینہ جائے عبد یالیل نے جواب دیا "میں اکیلا نہیں جاؤں گا اگر تم کچھ اور آدمیوں کو میرے ساتھ شامل کر دو تو میں مدینہ جانے کے لئے تیار ہوں"

وہ عروہؓ بن مسعود کے ساتھ بنو ثقیف کے سلوک سے واقف تھا اسے خوف تھا کہ اگر وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی معاملہ طے کر آیا تو بنو ثقیف اس سے اتفاق نہیں کریں گے اور اس کا انجام بھی عروہؓ جیسا ہی ہو سکتا ہے۔

بنو ثقیف نے باہمی مشورہ سے وفد میں پانچ مزید افراد کو شامل کر دیا تاکہ وہ رسول اللہ سے جو بھی سمجھوتہ کریں بنو ثقیف کی سب شاخوں کو اس کا پابند کیا جا سکے اس وفد کے سربراہ عبد یالیل ہی رہے اس کے علاوہ وفد میں جو پانچ افراد اور شامل کئے گئے ان میں بنو مالک سے حکم بن عمرو اور شرجیل بن غیلان بنو یسار میں سے عثمان بن ابی العاص اور بنو حارث میں سے اوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ شامل تھے۔

مشرک مہمان

مدینہ سے باہر قنادہ میں ایک چراگاہ تھی صحابہ کرام اس میں بیت المال کے اونٹ چرایا کرتے تھے بنو ثقیف کا وفد پہنچا تو حضرت مغیرہؓ بن شعبہ سے ملاقات ہو گئی اس روز اونٹ چرانے کی ان

کی باری تھی عبد یا لیل نے انھیں اپنی آمد کا مقصد بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے اپنے قبیلے کے وفد کو وہیں رک جانے کو کہا اور خود رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دینے مدینہ روانہ ہو گئے مسجد نبوی کے راستے میں انہیں حضرت ابو بکرؓ صدیق مل گئے "بنو ثقیف کی ایک جماعت آئی ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ انہیں ان کی قوم ان کے شہر مال اور جائیداد کے بارے میں تحریر لکھ دیں تو وہ اسلام لانے اور آپؐ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں" حضرت مغیرہ نے بتایا۔
حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کہا "خدا کے لئے رک جاؤ مجھے وقت دو کہ میں خود رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچاؤں"
حضرت مغیرہؓ بن شعبہ وہیں سے چراگاہ کی طرف لوٹ گئے۔
حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رسولؐ اللہ کو بنو ثقیف کے وفد کے بارے میں بتایا۔
رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کے ایک کونے میں بنو ثقیف کے وفد کے قیام کے لئے ایک خیمہ نصب کروا دیا شام کو جب وہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے انہیں وہاں ٹھہرا دیا آپؐ نے حضرت خالدؓ بن سعید کو ان کے ساتھ مذاکرات کے لئے اپنا نمائندہ مقرر فرما دیا ان کے لئے کھانا اللہ کے رسولؐ اپنے گھر سے بھجواتے تھے لیکن جب تک معاہدے کی شرائط طے نہ ہو گئیں اور وفد کے ارکان نے اسلام قبول کر کے اللہ کے رسولؐ کی بیعت نہ کر لی اس وقت تک ارکان وفد تب تک کھانے میں ہاتھ نہیں ڈالتے تھے جب تک حضرت خالدؓ بن سعید خود پہلے کھانا شروع نہیں کیا کرتے تھے۔

نماز نہیں تو بھلائی نہیں

مذاکرات شروع ہوئے تو بنو ثقیف کے وفد نے سب سے پہلا مطالبہ اپنے بت لات کے بارے میں پیش کیا "لات ہمارے لئے چھوڑ دیں اور تین سال تک اسے منہدم نہ کیا جائے"
رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ مطالبہ مسترد کر دیا۔
بنو ثقیف کے وفد نے لات کو نہ توڑنے کی مدت تین سال سے کم کر کے دو سال اور پھر ایک سال کر دی مگر اللہ کے رسولؐ نے اس سے بھی اتفاق نہ کیا تو انہوں نے درخواست کی "ہماری واپسی کے بعد ایک ماہ تک لات کو منہدم نہ کیا جائے"
رسولؐ اللہ نے ایک ماہ کی مہلت دینے سے بھی انکار کر دیا اور فرمایا "اس کا تو نشان بھی نہیں چھوڑا جائے گا"

انہوں نے عرض کیا " اگر لات کو فوری طور پر توڑ دیا گیا تو قوم کے احمق لوگ عورتیں اور بچے ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے اور سارے بنو ثقیف خوفزدہ ہو جائیں گے اس لئے جب تک وہ سارے اسلام قبول نہیں کر لیتے لات کو نہ توڑا جائے۔"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بنو ثقیف کے لوگ خود اپنے ہاتھوں سے لات کا بت نہیں توڑیں گے ہم ابو سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو طائف بھیج دیں گے اور وہ لات کا بت اور بت کدہ توڑ پھوڑ دیں گے۔"
بنو ثقیف کے وفد کو اس سے اتفاق کرنا پڑا۔
انہوں نے عرض کیا "ہمیں نماز معاف کر دی جائے"
رسولؐ اللہ نے فرمایا "جس دین میں نماز نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں"
انہوں نے کہا "اے محمد ہم نماز پڑھیں گے خواہ اس میں ہماری ذلت ہی ہو"
بت پرستوں کے گھروں میں بھی گھریلو استعمال کے چھوٹے چھوٹے بت ہوتے تھے بنو ثقیف کے وفد نے عرض کیا "ہماری قوم اپنے گھریلو استعمال کے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے نہیں توڑے گی"
رسولؐ اللہ نے فرمایا "یہ چیز میں تمہیں معاف کر دوں گا"

رسول اللہ ﷺ کا حکم نامہ

شرائط طے ہو گئیں تو رسولؐ اللہ نے ان کو ایک تحریر لکھ دی وہ تحریر یہ تھی۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ کے رسول محمدؐ النبی کی جانب سے تمام مسلمانوں کے نام
وج کی وادی کے درخت نہیں کاٹے جائیں گے
اور نہ ہی وہاں شکار کیا جائے گا
جو کوئی (اس وادی میں) ایسا کچھ بھی کرتا پایا جائے
اسے کوڑوں کی سزا دی جائے گی
اور اس کا لباس اتار لیا جائے گا
اگر وہ پھر بھی باز نہ آیا
تو اسے پکڑ کر اللہ کے رسولؐ کے سامنے پیش کیا جائے گا
اور یہ اللہ کے رسولؐ محمد النبی کا حکم ہے"

یہ تحریر اللہ کے رسولؐ نے لکھوائی اور حضرت خالد بن سعید نے لکھی۔
پھر انہوں نے اس میں اضافہ کیا۔

"محمد بن عبداللہ رسول ﷺ کے حکم سے
رسولؐ اللہ کے فرمان کی کوئی خلاف ورزی نہ کرے
ایسا کرنے والا اپنی ذات پر خود ظلم کرنے والا ہو گا"

جو کوئی بھی اسلام قبول کر لیتا تھا اسے جان اور مال کا تحفظ خود بخود حاصل ہو جاتا تھا ایسی قوم کی بستیاں اور املاک بھی اس کے لئے محفوظ ہو جاتی تھیں بنو ثقیف نے شرائط طے کر کے اسلام قبول کر لیا تو ان کی طرف سے پیش کردہ جان و مال اور بلد و املاک کے تحفظ کی درخواست تو خود بخود پوری ہو گئی تھی پھر وج کی وادی کے لئے الگ سے کیوں تحریر لکھی گئی؟ امام احمد نے حضرت عروہؓ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ اللہ نے طائف کے محاصرہ سے پہلے فرمایا تھا کہ "وادی وج کا شکار اور اس کا درخت خار دار اللہ کا حرام کردہ حرم ہے"

امیر طائف

بنو ثقیف کے وفد میں عثمان بن ابی العاص سب سے کم عمر تھا رسولؐ اللہ نے انہیں بنو ثقیف کا امیر مقرر فرما دیا مکہ کی فتح کے بعد آپؐ نے بیس سالہ عتاب بن اسید کو مکہ اور قریش پر امیر مقرر فرمایا تھا بنو ثقیف میں بھی بڑے بڑے تجربہ کار دانا اور مانے ہوئے افراد موجود تھے لیکن اللہ کے رسولؐ نے ان میں سے کسی کو طائف اور بنو ثقیف پر حاکم مقرر نہ فرمایا بلکہ نوجوان عثمان بن ابی العاص کو ان کا حاکم مقرر کر دیا روایتوں میں اس کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن ابی العاص ثقیف کے وفد میں "اسلام اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے میں سب سے زیادہ شوق اور حرص رکھتا تھا"

لیکن کیا اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ تجربہ کار اور معروف افراد کے ذاتی اور سیاسی مفادات کے رشتے ناطے اتنے گہرے اور مضبوط ہو چکے ہوتے ہیں کہ وہ چاہیں بھی تو آسانی سے مفادات کی زنجیروں سے نجات حاصل نہیں کر سکتے جبکہ نوجوانوں کا اپنا ایسا کوئی مفادات کا جھگڑا اور مسئلہ نہیں ہوتا وہ زیادہ جوش اور جذبہ کے ساتھ اس مشن کے لئے کام کرتے ہیں جو انہیں سونپا جائے پرانے سرداروں اور رہنماؤں کی دوستیاں اور دشمنیاں ذاتی اور گروہی بنیادوں پر مضبوط ہو چکی ہوتی ہیں جب کہ نوجوان ایسی بندھنوں اور خرابیوں سے پاک اور بے نیاز ہوتے ہیں۔

امیر قوم امام قوم بھی ہوتا تھا رسولؐ اللہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص کو ہدایت فرمائی "نماز ادا کرنے والوں میں عمر رسیدہ بھی ہوتے ہیں اور کم سن بھی ضعیف بھی شامل ہوتے ہیں اور ایسے لوگ بھی جنہیں اپنی ضروریات کے لئے جلد جانا ہوتا ہے اس لئے تم نماز ہلکی رکھنا اور نمازیوں میں سے سب سے ضعیف کو معیار بنانا۔"

لات کی شکست

طائف اور بنو ثقیف کی عورتیں' مرد اور بچے لات کے بت کدہ کے سامنے جمع تھے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے بت خانہ برباد کرنے کے لئے کدال اٹھائی تو سب حیرانی اور پریشانی سے دیکھنے لگے حضرت مغیرہؓ نے کدال سے ایک ہی ضرب لگائی تھی کہ زمین پر گر گئے اور ہاتھ پاؤں مارنے لگے دیکھنے والوں نے خوشی سے نعرے لگائے "مغیرہ کو خدا نے تباہ کر دیا ہے اور لات نے اسے موت کے حوالے کر دیا"

پھر انہوں نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کے ساتھیوں کو چیلنج کیا "جس کا دل چاہتا ہے آگے بڑھ کر آزمائش کر لے اور بت کے قریب تو جائے اسے ہاتھ تو لگائے"

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ مسکراتے ہوئے کھڑے ہو گئے "اے قوم ثقیف خدا کی قسم تمہاری یہ ملعون دیوی محض مٹی اور پتھر ہے اللہ سے خیر و عافیت طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو"

حضرت مغیرہؓ نے بت پرستوں کا مذاق اڑانے کے لئے ایسا کیا تھا

انہوں نے لات کا بت توڑ دیا اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

لوگ کھڑے دیکھتے رہے لات کا بڑا مجاور اور بت خانہ کا ناظم بھی ایک طرف کھڑا دیکھ رہا تھا "اگر یہ بت خانے کی بنیادیں کھودیں گے تو دیوی انہیں زمین میں دھنسا دے گی"

حضرت مغیرہؓ اور ان کے ساتھیوں نے سنا تو گہرائی تک بت خانے کی بنیادیں کھود کر مٹی باہر پھینک دی۔

بت پرست کھڑے حیرانی سے دیکھتے رہے۔

لات جو صدیوں سے ان کی حاجات پوری کرتا رہا تھا اپنی حفاظت کرنے میں بھی ناکام ہو گیا تھا۔

لات کا خزانہ

لات کے خزانے سے بہت سی دولت اور دیوی کے زیورات ملے ۔ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ

اور ابو سفیانؓ بن حرب لات کی بربادی کی خبر کے ساتھ دولت بھی مدینہ لے آئے حضرت عروہؓ کا بیٹا ابو ملیح اور اس کے بھائی اسود کا بیٹا قارب بنو ثقیف کے وفد سے پہلے ہی مدینہ پہنچ کر اسلام قبول کر چکے تھے انہوں نے عہد کیا تھا کہ اب وہ کبھی لوٹ کر اپنے قوم کے پاس نہیں جائیں گے
رسولؐ اللہ نے فرمایا "تم جسے پسند کرو اپنے بھائی اور دوست بنا لو"
انہوں نے جواب دیا "اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہم اپنا دوست بناتے ہیں"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اپنے ماموں ابو سفیان بن حرب کو اپنا دوست (حلیف) بنا لو"
اور انہوں نے اعلان کیا تھا "ابو سفیانؓ بن حرب کو ہم نے حلیف بنا لیا"
ابو ملیحؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ لات کے مال سے میرے باپ عروہ کا قرض اتار دیا جائے"
رسولؐ اللہ نے اس کی درخواست قبول فرمالی۔
قاربؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میرے باپ اسود کا قرض بھی اس مال سے اتار دیں عروہ اور اسود دونوں ماں جائے بھائی تھے"
رسولؐ اللہ ﷺ نے فرمایا "مگر اسود تو کفر کی حالت میں مرے تھے"
قاربؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میرے باپ کے ذمہ جو قرض تھا اس کی ادائیگی کا مطالبہ تو مجھ سے کیا جاتا ہے اور اب وہ قرض میرے ذمہ ہی ہے آپؐ تو اس کے ایک مسلمان رشتہ دار سے صلہ رحمی فرما رہے ہیں"
رسولؐ اللہ نے اس کی درخواست بھی قبول فرمالی۔

ظالموں سے حسن سلوک

اللہ کے رسولؐ جب طائف والوں کو اسلام کی دعوت دینے تشریف لے گئے تو ثقیف کے سردار عمرو کے تینوں بیٹوں عبد یا لیل مسعود اور حبیب میں سے ایک نے کہا تھا "اگر اللہ نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے تو میں حرم کعبہ کا غلاف پھاڑ دوں گا"
دوسرے نے کہا تھا "تیرے خدا کو تیرے علاوہ کوئی اور رسول بنانے کے لئے نہیں ملا تھا؟"
تیسرے نے کہا تھا "خدا کی قسم میں تو آپؐ سے کبھی بات ہی نہیں کروں گا اگر آپؐ واقعی اللہ کے رسولؐ ہیں تو پھر آپؐ کے سامنے منہ کھولنا خلاف ادب ہے اور اگر آپ رسولؐ نہیں ویسے ہی کہہ رہے ہیں تو پھر آپؐ اس قابل نہیں کہ آپؐ سے بات بھی کی جائے"
ان تینوں نے کہا تھا "اے محمد بس تم ہمارے شہر سے نکل جاؤ اور جہاں تمہارے ساتھی رہتے ہیں

ان سے جا ملو"

ان کے رویہ کی وجہ سے اہل طائف نے آپؐ کی توہین کی تھی طائف کے آوارہ لڑکوں کو آپؐ کو پتھر مارنے پر لگا دیا تھا ان کے پتھروں سے آپؐ کے پاؤں اتنے زیادہ زخمی ہو گئے تھے کہ آپؐ کے جوتے خون سے بھر گئے تھے جب آپؐ پتھروں اور اینٹوں کی بھرمار میں بیٹھ جاتے تھے تو وہ آپؐ کو بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کر دیتے تھے اور پاؤں اور ٹانگوں پر پتھر اور اینٹیں مارنا شروع کر دیتے تھے اور پورے طائف کے کسی فرد نے ان آوارہ لڑکوں کو روکنے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن جب وہی عبد یا لیل ایک وفد لے کر مدینہ آیا تو آپؐ نے اس کی مہمان نوازی کے لئے ایک صحابی کو مقرر فرما دیا ان کے قیام کے لئے اپنی مسجد میں خیمہ لگوایا وہ جتنا عرصہ مدینہ میں رہے آپؐ کے ذاتی مہمان رہے ان کے لئے کھانا آپؐ اپنے گھر سے بھجواتے رہے جب ▪ مسلمان ہو گئے اور روزے رکھتے تھے تو حضرت بلالؓ سحری اور افطاری کا سامان اللہ کے رسولؐ کے گھر سے ان کے لئے لایا کرتے تھے۔

کیونکہ آپؐ اللہ کے رسول ﷺ تھے۔

کوئی بادشاہ یا قبائلی سردار نہیں تھے۔

کہ ذاتی رنجشوں کا حساب چکائیں۔

پرانی دشمنی اور مظالم کا بدلہ لیں۔

فاسق کی نماز جنازہ

مدینہ میں اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کا سب سے بڑا دشمن عبداللہ بن ابی بن سلول تھا' اسے دکھ تھا کہ اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کی وجہ سے اس کی مدینہ کی بادشاہی چھن گئی تھی مدینہ کے ایک یہودی سنار نے اس کے سر کا ناپ لے لیا تھا وہ اس کے لئے تاج بنا رہا تھا باہمی لڑائیوں سے تنگ آئے ہوئے اوس اور خزرج کے منتخب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اللہ کے رسولؐ کو اپنا دین و دنیا کا امام تسلیم کر لیا تو عبداللہ بن ابی بن سلول کے حاکم مدینہ بننے کی راہیں مسدود ہو گئی تھیں پھر مدینہ میں اسلام کی روشنی پھیلتی رہی اور عبداللہ بن ابی بن سلول کے خواب پریشان ہو گئے۔

اسی دکھ اور دشمنی میں اس نے ہمیشہ اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کے خلاف سازشوں میں حصہ لیا ریاست مدینہ کے دشمنوں کی حوصلہ افزائی کی اور اللہ کے رسولؐ کو اذیت پہنچانے کا

کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا بدر کے میدان میں مکہ کے قریش کی ذلت و رسوائی کے بعد اس نے ذاتی اور سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے اسلام میں داخل ہونے کا اعلان تو کر دیا تھا مگر اس کے دل کے بت کدے میں تعصب' کینہ اور منافقت کے لات و منات ہمیشہ موجود رہے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول "شکست خوردہ ذہنیت" کا سب سے بڑا نمائندہ تھا زبان سے کہتا تھا میں نے اسلام قبول کیا لیکن جب بھی اسلام اور ریاست مدینہ کو کوئی نقصان پہنچتا تھا جب بھی مسلمانوں کو کسی آزمائش اور مصیبت کا سامنا ہوتا تھا اس کے دل کی بات زبان پر آ جاتی تھی "میں نے تو پہلے ہی کہا تھا اس شخص کا ساتھ نہ دو" یا "میں نے تو اسی وقت کہہ دیا تھا محمد (ﷺ) کا ساتھ دینے کا یہی نتیجہ ہوگا"

اسی لئے اسے "رئیس المنافقین" قرار دیا گیا تھا اور وہ سب منافقوں کا سردار کہلاتا تھا مدینہ اور نواح مدینہ کے جتنے بھی منافق تھے وہ سب اس کی جماعت تھے۔

اس نے اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کے مقابلہ میں ہمیشہ مدینہ کے یہودیوں کا ساتھ دیا تھا بنو قینقاع' بنو نضیر اور بنو قریظہ کو اللہ کے رسولؐ کے مقابلہ میں ڈٹ جانے اور ڈٹے رہنے کا مشورہ بھی اسی نے دیا تھا غزوہ احد کے وقت لڑائی کے میدان تک جا کر وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس آ گیا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں کی حوصلہ افزائی بھی اسی نے کی تھی مہاجرین اور انصار میں جاہلیت کا تعصب زندہ کرنے کرانے میں وہ سب سے آگے رہا تھا۔

جب شوال 9 ہجری کے آخری عشرہ میں وہ بستر مرگ پر پڑ گیا تو اس کے ان جرائم اور گناہوں کے باوجود اللہ کے رسولؐ اس کی مزاج پرسی کے لئے اس کے گھر جایا کرتے تھے ایک روز آپؐ اس کے گھر گئے تو وہ آخری دموں پر تھا رسولؐ اللہ نے فرمایا "یہود سے محبت نے تمہیں تباہ کر دیا"

اپنے جرم پر اظہار ندامت کرنے کی بجائے اس نے اس محبت کا دفاع کیا "اسد بن زرارہ تو یہودیوں سے بغض رکھتا تھا اسے اس کا کیا فائدہ حاصل ہوا؟"

پھر اس نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ یہ مرحلۂ موت ہے ایسی باتوں پر سرزنش کا وقت نہیں میری درخواست ہے کہ جب میں مر جاؤں تو آپؐ میرے غسل میں شامل ہوں اور میرے کفن کے لئے اپنی وہ قمیص عطا فرمادیں جو آپؐ کے جسم کو چھو رہی ہے آپؐ میری نماز جنازہ پڑھانا اور میرے لئے استغفار کی دعا کرنا"

جب بیس روز بیمار رہ کر وہ مرگیا تو اس کا بیٹا عبداللہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے اسے اپنی قمیص دے دی اسے غسل دے کر رسولؐ اللہ کی قمیص پہنا دی گئی۔

جنازہ تیار ہوا تو اس کے بیٹے نے درخواست کی "یا رسولؐ اللہ آپؐ نماز جنازہ پڑھائیں"

رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے تو حضرت عمرؓ نے آپؐ کا دامن تھام لیا "یا رسولؐ اللہ آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھانا چاہتے ہیں اس نے تو فلاں دن ایسے ایسے کہا تھا اور فلاں فلاں دن یہ کچھ کہا تھا"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "عمر مجھے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ نے مجھے استغفار کا اختیار دیا ہے اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار اس کے گناہ بخشوا سکتا ہے تو میں یقیناً ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا"

آپؐ نے اس کی نماز پڑھائی جنازے کے ساتھ بھی گئے اور دفن کے وقت قبر کے پاس موجود رہے۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مجھے اپنی اس گستاخی پر بہت افسوس ہوا میں نے سوچا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ تو علم رکھنے والے ہیں میں نے اس قدر جرأت کیوں کی؟

اس کے کچھ ہی دیر بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی طرف وحی بھیجی۔

- "تو ان میں سے کسی کی موت پر
اس کی نماز نہ پڑھانا
اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہونا
انہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ
کے ساتھ کفر کیا
اور ایسے ہی مرگئے (کفر پر ہی)
اور وہ فاسق تھے" (84:9)

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کا بیٹا جس کا نام بھی عبداللہ ہی تھا ایک سچا مسلمان تھا اپنے باپ کی منافقت اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ لازوال دشمنی کے باوجود عبداللہ کا اسلام اور ایمان اتنا پختہ تھا کہ اس نے ایک موقعہ پر خود پیشکش کی تھی کہ اللہ کے رسولؐ فرمائیں تو وہ اپنے ہاتھوں اپنے باپ کو قتل کر سکتا ہے لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے اسے منع فرما دیا تھا ہو سکتا ہے رسولؐ اللہ نے ایک مومن کی دلجوئی کی وجہ سے اس کے منافق باپ کا جنازہ پڑھا دیا ہو لیکن

اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے نبی سے کہا کہ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کیا اور کفر پر ہی مر گئے آپؐ ایسے فاسقوں کا نہ جنازہ پڑھائیں اور نہ ہی ان کے قبروں میں اتارنے کے وقت وہاں جایا کریں۔

عبداللہ بن ابی بن سلول ایک فرد بھی تھا اور ایک نظریہ بھی تھا زبان سے اسلام اور اسلامی ریاست کے ساتھ تعاون کا اظہار اور دل سے اسلامی ریاست کے دشمنوں کے ساتھ ہمدردی رکھنے کے نظریہ کا نام عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اور وہ ایسے سب منافقوں اور فاسقوں کا امام تھا اس کی موت سے اسلام اور اسلامی ریاست کے ایسے دشمن فعال اور بااثر قیادت سے محروم ہو گئے اور ان کی سازشوں کا جال ٹوٹ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس نظریہ کو اسلام کے خلاف قرار دے دیا جس کے علمبردار عبداللہ بن ابی تھے رسولؐ اللہ مدینہ کے ان منافقوں کو جانتے اور پہچانتے تھے لیکن چونکہ وہ زبان سے اسلام اور ایمان کا اقرار کیا کرتے تھے نمازیں بھی ادا کرتے تھے اس لئے آپؐ نے ہمیشہ ان سے درگزر فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آ جانے کے بعد آپؐ نے نہ تو کسی منافق کی نماز جنازہ میں کبھی شرکت کی اور نہ ہی کسی منافق کے لئے استغفار کیا رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ صرف اسی شخص کی نماز جنازہ میں شامل ہوتے تھے جس کی نماز میں حضرت حذیفہؓ شریک ہوں کیونکہ منافق کون کون ہے؟ یہ راز اللہ کے رسول ﷺ نے صرف حضرت حذیفہؓ کو بتایا تھا اسی لئے انہیں رازدارِ رسولؐ کہا جاتا تھا۔ ایک بار حضرت عمرؓ ایک شخص کی نماز جنازہ میں کھڑے ہونے والے تھے کہ حضرت حذیفہؓ نے چٹکی لے کر انہیں روک دیا۔

حج پالیسی کا نفاذ

حرم کعبہ بتوں سے پاک ہو گیا تھا۔ عزیٰ' لات اور منات توڑ پھوڑ دیئے گئے تھے قریش مکہ کے بعد ہوازن اور بنو ثقیف بھی بت پرستی اور بتوں کی مجاوری سے تائب ہو چکے تھے جزیرہ نمائے عرب کے طول و عرض سے بت پرست قبائل کے وفود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دین حق میں شمولیت کے اعلان و اعتراف کر رہے تھے لیکن عرب کے سارے مشرک ابھی تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے بہت سے قبائل ابھی تک اپنے آبائی دین پر تھے بعض کو ابھی تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ نہیں ملا تھا تو بعض کوئی فیصلہ نہیں کرپائے تھے جن قبائل نے اسلام قبول کر لیا تھا ان کے کچھ لوگ بھی ابھی تک سینوں میں بت چھپائے پھرتے تھے۔

جو قبائل اسلام میں داخل ہو رہے تھے ان کی اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت بھی ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی اس لئے جب 9 ہجری میں حج کا مہینہ قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حج اور امور حج کے بارے میں غور و فکر شروع کر دیا مکہ اب اسلامی ریاست میں شامل تھا مکہ مکرمہ کا انتظام آپؐ کے مقرر کردہ امیر مکہ کے پاس تھا باہر سے آنے والے حاجیوں کی دیکھ بھال اور امور حج کی نگرانی اسلامی ریاست کی ذمہ داری تھی لیکن مشرکین ابھی تک پرانے طریقہ کے مطابق حج کرتے تھے دور قریشیت میں طریق حج میں جو بدعات شامل ہو گئی تھیں ان میں سے ایک ان کا یہ دستور بھی تھا کہ قریش کے سوا کوئی اور اپنے پرانے لباس میں کعبہ کا طواف نہیں کیا کرتا تھا مشرکین کا عقیدہ تھا کہ جو کپڑے پہن کر انہوں نے اللہ کے احکام کی نافرمانی کی ہے وہ ناپاک ہو گئے ہیں اور ایسے ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا گناہ ہے اس لئے طواف کے لئے یا تو نیا لباس ہو اور اگر کسی کے پاس نیا لباس تیار کرنے کی استطاعت نہ ہو تو مکہ کے قریش سے کپڑے ادھار

لے کر پہن لیتا تھا اور طواف کر کے انہیں واپس کر دیا کرتا تھا اگر دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی ممکن نہیں ہوتی تھی تو مشرک مرد بغیر کپڑوں کے برہنہ حالت میں طواف کعبہ کیا کرتے تھے اور ان کی خواتین اپنے آگے کے عضو پر کوئی ذرا سی چیز رکھ لیتی تھیں اور "آج کو جسم کا کچھ حصہ برہنہ ہو گیا ہے لیکن کسی کے لئے اسے دیکھنا جائز نہیں" کہہ کر طواف شروع کر دیا کرتی تھیں اور سمجھ لیتی تھیں کہ کوئی بھی انہیں دیکھ نہیں رہا۔

اللہ تعالٰی نے حج کے احکام تو ناز فرما دیئے تھے مگر ابھی تک اسلامی ریاست کی طرف سے حج پالیسی نافذ نہیں کی گئی تھی۔ وہ احکام ماہ شوال کے شروع میں نازل ہوئے تھے (1) لوگ حج کے لئے عرب کے سب حصوں سے آتے تھے ان سب تک اتنے تھوڑے عرصہ میں یہ احکامات پہنچانا عملاً" ممکن نہیں تھا حج کا انتظام کرنا اسلامی ریاست اور امیر مکہ کے ذمہ تھا لیکن دوران حج غیر اسلامی حرکات اور بدعات بھی ہونے والی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ریاستِ مدینہ کے حاجیوں کے قافلہ کا امیر مقرر کر دیا اور خود ایسے انبوہ میں شامل ہونا پسند نہ فرمایا جہاں خواتین و حضرات کے جسموں پر کوئی کپڑا نہ ہو، مگر حج جیسے اتنے بڑے اجتماع میں ریاست اور حاکم ریاست کی نمائندگی بھی ضروری تھی اور مشرکوں کو اسلامی طریق طواف و حج سے آگاہ کرنا اور عملی نمونہ سے ان کی تربیت کرنا بھی ضروری تھا اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے ایک بڑا قافلہ حج کے لئے بھیجا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قافلہ حج میں تین سو صحابہ کرام شامل تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے قربانی کیلئے انہیں بیس اونٹ دیئے پانچ اونٹ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے خود قربانی کرنے کے لئے ساتھ لے لئے جب حضرت ابوبکرؓ صدیق حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہو گئے تو کسی نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ اگر آپؐ آیات تحریر کر کے ابوبکر کو دے دیتے تو ------"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "برأت کے بارے میں یہ آیات میرے خاندان کا کوئی فرد ہی حاجیوں کو پڑھ کر سنائے گا"

جزیرہ نمائے عرب میں روایت تھی کہ جان اور مال کے بارے میں معاہدہ ختم کرنے کا اعلان وہی فرد کر سکتا تھا جس نے معاہدہ کیا ہو اگر کسی وجہ سے وہ فرد خود اعلان نہ کر سکے تو پھر ایسا اعلان اس کے خاندان کا کوئی فرد ہی کر سکتا تھا اگر معاہدہ کرنے والے فرد کے خاندان سے باہر کا کوئی آدمی معاہدہ ختم کرنے کا اعلان کرے تو اسے تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔

پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا اور کہا "تم یہ آیات مکہ لے جاؤ اور جب لوگ منیٰ میں جمع ہوں تو انہیں پڑھ کر سنا دو اور اعلان کر دو کہ اللہ کا حکم ہے کہ

☆ کوئی مشرک جنت میں نہیں جائے گا۔

☆ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہیں کر سکے گا

☆ کوئی مرد یا عورت برہنہ حالت میں طواف نہیں کر سکیں گے

☆ جس کسی کا اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تحریری معاہدہ ہے وہ مقررہ مدت تک قائم رہے گا

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سواری کے لئے اپنی اونٹنی غضباء عنایت فرمائی حضرت علیؓ وادی ضجنان میں قافلہ سے جا ملے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا "امیر ہو یا مامور، امام ہو یا مقتدی؟"

حضرت علیؓ نے جواب دیا "میں مامور اور مقتدی ہوں، مجھے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں لوگوں کو سورہ توبہ پڑھ کر سناؤں اور عہد والے کو اس کا عہد واپس کر دوں"

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا:

◎ "معاملہ قطع ہو گیا ہے

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے

ان مشرکوں کے ساتھ

جن سے تم نے (رسول اللہ نے) عہد کیا تھا

پس زمین پر چل پھر لو (اے مشرکو)

چار ماہ تک

اور جان لو کہ

تم اللہ کے منصوبے کو ناکام نہیں بنا سکتے

اور اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے

اور اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے

لوگوں کے لئے اعلان ہے

حج اکبر کے روز

کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے

اور اس کا رسول بھی (بیزار ہے)

پس اگر تم توبہ کر لو
تو ﷺ تمہارے لئے بھلائی ہے
اور اگر تم روگردانی کرو
تو جان لو کہ
تم اللہ کے منصوبوں کو ناکام نہیں بنا سکتے
اور کفر کرنے والوں کے لئے
عذاب الیم کا اعلان کر دو
بجز ان مشرکین کے
جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے
اور انہوں نے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا
اور تمہارے خلاف کسی کی مدد نہیں کی
پس عہد کی مدت پوری ہونے تک
تم ان کے ساتھ عہد پورا کرو
کیونکہ اللہ متقیوں کو پسند کرتا ہے
پس جب ممنوعہ مہینے پورے ہو جائیں
تو مشرکوں کو قتل کرو
جہاں کہیں بھی ﷺ ملیں
اور انہیں گرفتار کر لو
اور انہیں گھیر لو
اور ہر مورچے میں ان کا انتظار کرو
ہاں اگر وہ توبہ کر لیں
نماز قائم کریں
زکوٰۃ ادا کریں
تو ان کی راہیں چھوڑ دو
یقیناً اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے
اور اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے امان طلب کرے

تو اسے پناہ دے دو
حتیٰ کہ وہ اللہ کا کلام سن لے
پھر اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دو
کیونکہ وہ بے علم قوم ہیں
اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ
مشرکین کا عہد کیسے قائم رہ سکتا ہے؟
ان کے سوا
جن کے ساتھ تم نے مسجد حرام کے پاس عہد کیا
پس جب تک وہ اس پر قائم رہیں
تم بھی اس پر قائم رہو
کیونکہ اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے" (9:1 تا 7)

مکہ پہنچ کر حضرت ابوبکرؓ صدیق نے حاجیوں کو حج کرایا اور منیٰ کے میدان میں لوگوں کو خطبہ دیا اس کے بعد انہوں نے حضرت علیؓ سے کہا "اٹھیے اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا دیجیے"

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ کو سورہ توبہ پڑھ کر سنانے کا پیغام دیا تھا وہ اٹھے اور سورہ توبہ کا متعلقہ حصہ پڑھ کر سنا دیا اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت ابوہریرہ ؓ اور دیگر صحابہ سے کہا کہ وہ مختلف گروہوں اور قبیلوں کے ڈیروں پر جا کر انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پیغام سے آگاہ کر دیں کہ

- جنت مسلمانوں کے لئے ہے
- آئندہ کوئی مشرک حج کیلئے مکہ نہیں آ سکے گا
- کسی کو برہنہ حالت میں طواف کعبہ کی اجازت نہیں دی جائے گی
- اللہ نے مشرکین کے ساتھ سب معاہدے ختم کر دیئے ہیں
- تاہم جن کے ساتھ تحریری معاہدے ہیں مدت مقررہ تک مسلمانوں کی طرف سے ان کی پابندی کی جائے گی
- جن کے ساتھ معاہدے ختم ہو گئے ہیں ان کے خلاف بھی چار ماہ تک کوئی کاروائی نہیں کی جائے گی

❊ جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں انہیں بھی چار ماہ کی مہلت دی جائے گی
■ اور اس کے بعد سب مشرکین کے ساتھ اللہ کے حکم کے مطابق سلوک کیا جائے گا

جب حالات مجبور کرتے تھے تو مشرک اللہ کے رسولؐ اور ریاست مدینہ کے ساتھ معاہدہ کر لیتے تھے مسلمانوں کی طرف سے تو ایسے معاہدوں کی پابندی کی جاتی تھی لیکن مشرک موقعہ ملتے ہی عہد کی خلاف ورزیاں شروع کر دیا کرتے تھے اور ریاست مدینہ کے دشمنوں کے ساتھ مل جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے خود سب معاہدے ختم کر دیئے اور اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ چار ماہ کے اندر اندر جو کوئی بت پرستی ترک کر کے اسلام قبول نہیں کرے گا اس کے ساتھ کھلی جنگ کی پالیسی اختیار کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو بھی چار ماہ کی مہلت دے دی کہ ■ سوچ لیں اور جو فیصلہ کرنا ہے کر لیں اور انہیں بتا دیا کہ اگر انہوں نے شرک پر قائم رہنے کا فیصلہ کیا تو یہ ان کی طرف سے اعلان جنگ سمجھا جائے گا کیونکہ اسلامی ریاست کی پالیسی کا تو اعلان کر دیا گیا تھا اور بتا دیا گیا تھا اس مدت کے گزر جانے کے بعد مشرکوں کو گھیرا جائے گا ان سے ہر مورچہ اور محاذ پر جنگ ہو گی اور انہیں گرفتار کر لیا جائے گا اور آئندہ توحید اور بت پرستی کے معاملے میں کوئی نرمی نہیں برتی جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے ریاست مدینہ کی شرک اور بت پرستی کے خلاف پالیسی اور حج پالیسی کے اعلان کے لئے حج کے اجتماع کا اس لئے انتخاب فرمایا کہ اس موقع پر جزیرہ نمائے عرب کے تمام حصوں اور تمام قبائل کے لوگ مکہ میں موجود ہوتے تھے ان کے ذریعے یہ پالیسی اعلانات پورے جزیرہ نمائے عرب میں پہنچ سکتے تھے اور کوئی یہ بہانہ نہیں کر سکتا تھا کہ اسے تو ان پالیسیوں کا علم ہی نہیں تھا اگر کسی کے ساتھ ریاست مدینہ کا کوئی معاہدہ تھا تو سب کو علم ہو گیا کہ وہ معاہدہ ختم ہو گیا ہے اس طرح ریاست مدینہ کی طرف سے اس کے خلاف کاروائی پر کوئی معاہدہ کی خلاف ورزی کا الزام ریاست مدینہ کو نہیں دے سکتا تھا۔

اس اعلان کے ساتھ ریاست مدینہ کی طرف سے جزیرہ نمائے عرب کے لوگوں پر یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ حرم کعبہ توحید کا مرکز ہے اور اس مرکز توحید پر کسی مشرک کا نہ کوئی دعویٰ ہے اور نہ ہی اس سے کسی مشرک کا کوئی تعلق باقی رہا ہے جزیرہ نمائے عرب کے لوگ حرم مکہ کو اپنا آبائی تہذیبی اور مذہبی مرکز سمجھتے تھے اور مختلف حوالوں سے اس کے ساتھ اپنا رشتہ و تعلق قائم کرتے تھے اس اعلان سے ان سب کو بتا دیا گیا کہ اللہ کا گھر صرف ان لوگوں کا مرکز عقیدت ہے جو اللہ

کے سوا کسی اور کو اپنا معبود نہیں سمجھتے۔

مکہ میں مشرکین کے داخلہ پر پابندی ہے

اور چار ماہ بعد سب مشرکوں کے خلاف اعلان جنگ ہو گا

یہ اعلان بڑے اہم اور دور رس نتائج کے حامل تھے جزیرہ نمائے عرب کے لوگوں کی سوچ اور نفسیات پر ان اعلانات کے بڑے نمایاں اثرات مرتب ہوئے اور جو لوگ کسی وجہ سے ابھی تک اپنے آبائی دین پر ہی قائم تھے یا کسی مقامی' معاشی اور سیاسی مجبوری کی وجہ سے اسلام کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکے تھے انہیں اس بارے میں کسی فیصلے پر پہنچنے میں جلدی کرنا پڑی۔

حواشی / حوالہ جات

-1 رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم کے مطابق ■ ہجری میں جس حج پالیسی کا اعلان کیا وہ قرآن کریم کی سورۃ توبہ کی ابتدائی آیات میں نازل ہوئی تھیں تفسیر اور سیرت کی اکثر کتب میں لکھا ہے کہ یہ آیات 9 ہجری کے ماہ ذیقعد یا ذوالحجہ میں نازل ہوئی تھیں اسی لئے بعض اہل علم نے یہ سمجھا کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے قافلہ حج لے کر مکہ کے لئے روانہ ہو جانے کے بعد یہ آیات نازل ہوئی تھیں اس لئے رسول اللہ ﷺ کو ان کے پیچھے حضرت علیؓ کو بھیجنا پڑا تھا کہ وہ مکہ جا کر دسویں ذوالحجہ کو حاجیوں کو یہ آیات پڑھ کر سنا دیں لیکن مصحف المدینہ النبویہ (مجمع الملک فہد الطباعہ المصحف الشریف) میں سورۃ توبہ کے تعارف میں لکھا ہے کہ سورۃ توبہ کی آیات ایک سے 29 تک ماہ شوال نو ہجری میں نازل ہوئی تھیں۔ انگریزی پیرا یہ ہے۔

"Chronologically, verses 1-29 were a notable *declaration of state policy* promulgated about the month of shawal, A.H. 9 and read out by Hadhrat Ali at the Pilgrimage two months later" - p 494.

توسیعِ ریاست

بے سہارا دلوں کا سہارا

رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں جزیرہ نمائے عرب میں اللہ کے دین کے غلبہ کے بہت سے مراحل ہیں۔ یہ مراحل مکہ میں رسولؐ اللہ کی خاموش تبلیغ سے آپؐ کے تبوک کے سفر تک کٹھن آزمائشوں کے مرحلے تھے لیکن تبوک سے آپؐ کی مدینہ واپسی کے بعد جزیرہ نمائے عرب کے طول و عرض سے مختلف قبیلوں اور حاکموں کے وفود اور ایلچی مدینہ آنے لگے اور ریاست مدینہ کی حاکمیت تسلیم کرکے اسلام کی سیاسی سیادت قبول کرنے لگے۔ رمضان 9 ہجری سے ذوالحجہ 10 ہجری میں اللہ کے رسولؐ کے حجۃ الوداع تک جزیرہ نمائے عرب کے بیشتر قبیلوں نے ریاست مدینہ کی اطاعت قبول کرلی تھی۔

جزیرہ نمائے عرب کے قبائل اور علاقوں کیطرف سے جو وفد اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے انکی اصل تعداد بہت زیادہ ہے بعض نے یہ تعداد ایک سو سے بھی زائد لکھی ہے(1) ان وفود میں پہلا وفد قبیلہ جہینہ کا تھا جو رسولؐ اللہ کی ہجرت کے تھوڑا ہی عرصہ بعد مدینہ آیا تھا قبیلہ اسلم کے وفد کی حاضری کا بھی یہی زمانہ ہے قبیلہ مزینہ کے چار سو افراد کا وفد رجب 5 ہجری میں رسولؐ اللہ کی خدمت میں پیش ہوا تھا بنو سعد بن بکر کا ایک رکنی وفد بھی رجب 5 ہجری میں ہی مدینہ آیا تھا اسی سال ذوالحج کے مہینہ میں بنو اشجع کا ایک سو افراد کا وفد صلح کرنے مدینہ آیا تھا اگرچہ روایات میں 9 ہجری اور 10 ہجری کو وفود کے سال قرار دیا گیا ہے لیکن ابن سعد نے جن ستر وفود کا ذکر کیا ہے ان میں سے بھی ایک درجن سے زائد وفود مکہ کی فتح سے پہلے مدینہ آئے تھے جن میں قبیلہ دوس، قبیلہ اشعر، قبیلہ النخع کا پہلا وفد بنو خشین کا وفد بنو بکر بن وائل کا وفد اور بنو سلیم کا وفد بھی شامل تھے(2) مگر فتح مکہ کے بعد وفود کی آمد کا سلسلہ تیز ہو گیا تھا تبوک سے رسول اللہ ﷺ کی واپسی کے بعد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہونے والے وفود کے ارکان کی اللہ کے رسول ﷺ سے بات چیت ان کے مطالبات خواہشات اور مذاکرات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان سب کے دلوں پر اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کا غلبہ نقش ہو گیا تھا انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اب کوئی ایسی قوت باقی نہیں رہی جو ان کا سہارا بن سکے اس لئے جن قبائل اور

گروہوں نے اب تک اسلام قبول نہیں کیا تھا انہوں نے بھی ریاست مدینہ کی حاکمیت کو تسلیم کر لیا تھا۔

جنوبی عرب اور اسلام

جنوبی عرب میں اسلام تیزی سے پھیلنے لگا جنوب کے قبیلوں نے پہلے بھی جزیرہ نمائے عرب کے دیگر قبائل کا طریقہ نہیں اپنایا تھا اور اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کی مخالفت نہیں کی تھی۔ نہ تو مکہ کے قریش اور یہودیوں کے ساتھ مل کر ریاست مدینہ کے خلاف کبھی کسی اتحاد میں شامل ہوئے تھے اور نہ ہی انہوں نے اللہ کے رسولؐ کے خلاف کبھی کسی سازش میں شرکت کی تھی۔ رسولؐ اللہ نے بھی جنوبی عرب میں پہلی مہم صفر 9 ہجری میں بھیجی تھی اس کے بعد 11 ہجری تک چار مزید مہمات اس طرف بھیجی گئی تھیں اور یہ اکثر تبلیغی مہمات تھیں ان میں سے ایک تو ان حبشیوں کو مار بھگانے کے لئے بھیجی گئی تھیں جو لوٹ مار کی غرض سے آئے تھے ان مہمات کے دوران کسی سے کوئی لڑائی نہیں ہوئی تھی۔

جزیرہ نمائے عرب کا یہ حصہ زمینی موسمی اور تہذیبی حوالوں سے باقی جزیرہ نماء سے بہت مختلف تھا وہاں بارش ہوتی تھی فصلیں اگتی تھیں اور باغات تھے اس خطہ میں زمانہ قدیم سے چھوٹی بڑی سلطنتیں موجود رہی تھیں اس طرح یہ خطہ قدیم ترین عربی تہذیب کا مرکز رہا تھا صحراؤں اور ریگستانوں میں رہنے والے عربوں کی نسبت بحر عرب کے کناروں کے ساتھ آباد ان عربوں کا دینی اور سیاسی کلچر بھی کافی مختلف اور کسی حد تک ترقی یافتہ تھا وہاں پر عیسائیوں اور کچھ عرصہ کے لئے یہودیوں کی حکمرانی رہی تھی اور اس خطہ کے بعض حصوں پر ایران کے آتش پرستوں کی بھی حکومت رہی تھی اس مذہبی کلچر اور تجربے کی وجہ سے جنوب کے عرب حقیقت دین اور اس کے بنیادی اصولوں سے آگاہ تھے۔

اشعر کا اسلام

یمن کے اشعرین کے پچاس مسلمان حبشہ میں بھی مہاجر بن کر رہے تھے حضرت ابو موسیٰؓ اشعری اور ان کے یہ ساتھی غزوہ خیبر کے وقت حبشہ سے آئے تھے اور خیبر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں خیبر کے مال غنیمت سے حصہ دیا تھا آپؐ نے فرمایا "اشعرین لوگوں میں ایسے ہیں جیسے تھیلی میں مشک ہو"

جس قبیلہ کے پچاس آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے بھی کئی سال پہلے اللہ اور اس کے دین کی خاطر اپنا وطن چھوڑ دیا تھا۔ یمن والوں میں "مشک" کی مانند ہی تو تھے۔

بجیلہ اور اُحمُس کے وفد

جنوبی عرب کے جو قبائل اشعرین کے گروپ میں شامل تھے ان میں سے ایک بجیلہ تھے اور دوسرے بنو اُحمُس 10 ہجری میں ان دونوں قبائل کے وفود مدینہ آئے بجیلہ کے وفد میں ڈیڑھ سو آدمی تھے ان کے رئیس جریر بن عبداللہ تھے انہوں نے اپنے ساتھیوں سمیت رسولؐ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی آپؐ نے پوچھا "تمہارے پیچھے والوں کا کیا حال ہے؟" جریر بن عبداللہ نے جواب دیا "یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اور اذان کو مساجد اور صحنوں پر غالب کر دیا ہے اور قبائل نے اپنے بت توڑ ڈالے ہیں"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ذوالخلصہ کا کیا ہوا؟"
جریر نے عرض کیا "وہ تو ابھی باقی ہے انشاء اللہ اس سے بھی آپؐ کو راحت مل جائے گی"
رسولؐ اللہ نے اسے جھنڈا عطا فرمایا اور ذوالخلصہ توڑنے بھیج دیا کچھ عرصہ بعد انہوں نے واپس آ کر عرض کیا کہ وہ ذوالخلصہ توڑ آئے ہیں اور کسی نے انہیں بت توڑنے سے روکا نہیں تھا۔
بنو اُحمُس کے وفد میں اڑھائی سو آدمی شامل تھے انہوں نے بھی رسولؐ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کی آپؐ نے ان کے پیادہ اور سواروں کے لئے دعائے برکت کی۔

بنو خثعم کی اطاعت گزاری

ذوالخلصہ توڑنے کے بعد جریرؓ بن عبداللہ مدینہ واپس آئے تو اُن کے ساتھ قبیلہ بنوخثعم کا ایک وفد بھی تھا بنوخثعم قبیلہ بجیلہ کے پڑوسی تھے حضرت جریر سے لڑائی میں ان کے کچھ لوگ مارے بھی گئے تھے ان کے وفد کے رئیس کا نام عثعث تھا انہوں نے عرض کیا "ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اور جو کچھ وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں ایمان لاتے ہیں آپؐ ہمیں ایک فرمان لکھ دیں تا کہ اس میں جو کچھ ہو ہم اس کی پیروی کریں" رسولؐ اللہ نے اِن کے لئے فرمان لکھوا دیا

شاہان حمیر کا قبول اسلام

رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس آئے تو ماہ رمضان 9 ہجری میں جنوب کے خاندان حمیر کے

حاکموں کا ایک نمائندہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا حمیر کی سلطنت مختلف ٹکڑوں میں بٹ چکی تھی ان ٹکڑوں کے حاکم قیل کہلاتے تھے حمیر کے ان حاکموں (اقیال) میں سے الحارث بن عبد کُلال نعیم بن عبد کلال' النعمان امیر ہمدان' معافر' ذُورعین اور زُرعہ ذویزن نے مالک بن مرہ رہاوی کو ایک وفد کے ساتھ مدینہ بھیجا کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور بت پرستی کے تمام طریقوں اور رسومات کو ترک کر دیا ہے جنوب کے ان خاندان حمیر کے حاکموں اور ان کی رعایا نے خود اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا تھا اور اللہ کے رسول ﷺ کے پاس سفیر بھیجے تھے۔ زُود اور مزّان کے لوگ بھی ان کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئے تھے۔

مکتوب نبی ﷺ

رسولؐ اللہ نے ان کے سفیر کو یہ مکتوب عطا فرمایا تھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے رسولؐ محمد نبی کی طرف سے

حارث بن عبد کُلال نعیم بن عبد کُلال اور نعمان امیر ذُورعین معافر اور ہمدان کے نام

میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں

اما بعد ــــ ہم ملک روم سے واپس آئے تو تمہارے قاصد ہمارے پاس پہنچے انہوں نے آپ کا پیغام پہنچایا تمہارے اسلام لانے اور مشرکین کے قتل کی خبر دی اور وہاں کے حالات بیان کئے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو اپنی ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے آپ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری اپنے اوپر لازم کر لیں نماز پڑھیں زکوٰۃ ادا کریں اور مال غنیمت میں سے اللہ اور اس کے رسولؐ کا خمس ادا کریں۔

اللہ نے مسلمانوں کی املاک پر جو صدقہ مقرر کیا ہے نہری اور بارانی زمینوں سے حاصل ہونے والی فصل کا دسواں حصہ اور جن زمینوں کو اپنی محنت سے (ڈول سے پانی نکال کر) سیراب کیا گیا ہو اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ ہے۔

زکوٰۃ میں ہر چالیس اونٹوں پر (دو سال سے زیادہ عمر کی) ایک اونٹنی ہر تیس اونٹوں پر (دو سال سے زیادہ عمر کا) ایک اونٹ ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہر دس اونٹوں پر دو بکریاں دینا لازم ہیں۔ ہر چالیس گائے پر گائے اور ہر تیس گائے پر ایک بچھڑا یا بچھڑی اور ہر چالیس (چرنے والی) بھیڑ بکریوں پر ایک بکری زکوٰۃ نکالی جائے گی۔

اس حساب کے مطابق زکوٰۃ دینا اللہ نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے جو کوئی اس سے زیادہ دے اس کے لئے زیادہ ثواب ہے اور جس کسی نے یہ فرض ادا کیا اور اپنے اسلام کا اعلان کیا اور مشرکوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد کی تو وہ مومنوں میں شمار کیا جائے گا اسے مسلمانوں کے تمام حقوق حاصل ہوں گے اور اس کے فرائض بھی وہی ہوں گے جو مومنوں کے ہیں اور اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری ہے۔

جو کوئی یہودی یا عیسائی اسلام قبول کرے گا اس کا شمار مسلمانوں میں ہو گا اس کے وہی حقوق ہوں گے جو مومنوں کے ہوں گے اور ان کی ذمہ داریاں بھی وہی ہوں گی جو مومنوں کی ہوں گی اور جو کوئی اپنی یہودیت اور نصرانیت پر قائم رہے گا اسے یہودیت اور نصرانیت سے ہٹایا نہیں جائے گا البتہ اسے جزیہ دینا پڑے گا جس کی شرح ہر بالغ فرد پر ایک دینار ہے یا اس کی قیمت یا اتنی مالیت کا کپڑا پس جو کوئی رسولؐ اللہ کو یہ جزیہ ادا کرے گا اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ ہو گا اور جو شخص یہ جزیہ نہ دے گا اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دشمن سمجھا جائے گا"

رسولؐ اللہ نے تبوک کے لئے سفر کے وقت فرمایا تھا "مجھے روم اور فارس کے خزانوں کی بشارت دی گئی ہے اور حمیر کے شاہوں کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی نعمتیں کھائیں گے" اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو جو بشارت دی تھی اس کا ایک حصہ پورا ہو گیا۔

مالک بن مرہ نے اللہ کے رسولؐ کو زُرعہ ذویزن کے اسلام قبول کرنے کا پیغام پہنچایا تھا رسول اللہ ﷺ نے زُرعہ ذویزن کے لئے بھی ایک مکتوب ارسال فرمایا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد النبی رسولؐ اللہ کی طرف سے

زُرعہ ذویزن کے نام

اما بعد ـــــــ جب تمہارے پاس ہمارے قاصد معاذ بن جبل' عبداللہ بن زید' مالک بن عبادہ' عقبہ بن نمر' مالک بن مرہ اور ان کے ساتھی پہنچیں تو میں تمہیں ان کے ساتھ بہتر سلوک کی نصیحت کرتا ہوں میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ تمہارے علاقوں سے جو زکوٰۃ اور جزیہ تمہارے پاس ہو وہ اکٹھا کر کے میرے ان قاصدوں کے حوالے کر دو ان قاصدوں کا امیر معاذ بن جبل ہے یہ تم سے خوش ہو کر واپس آئیں۔

اما بعد ـــــ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسولؐ ہوں۔

مالک بن مرہ نے مجھے بتایا ہے کہ تم اسلام لے آئے ہو اور حمیر میں سے پہلے مسلمان ہو اور یہ کہ تم نے مشرکین کو قتل کیا ہے اس کے لئے تمہیں بہتر اجر کی بشارت ہے میں تمہیں حمیر کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہے خیانت نہ کرنا ایک دوسرے کو بے یار و مددگار نہ چھوڑنا اللہ کا رسول ﷺ تم سب کا خواہ کوئی دولت مند ہو یا حاجت مند محافظ اور ولی ہے زکوٰۃ کا مال محمدؐ اور اس کے اہل خانہ کے لئے حلال نہیں صدقہ زکوٰۃ ہے جو مسلم حاجت مند و اور مسافروں پر خرچ کیا جاتا ہے۔

مالک بن مرہ نے تمہارا پیغام پہنچایا اور راز محفوظ رکھا میں تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہوں اور میں تمہاری طرف اپنے رفقاء میں سے صالح دیندار اور اللہ کے احکام کا علم رکھنے والے لوگ بھیج رہا ہوں میں تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہوں ان کے لئے یہی مناسب ہے والسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ"

دشواری نہیں آسانی

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو ہدایت فرمائی "آسانی پیدا کرنا دشواری پیدا نہ کرنا لوگوں سے اچھی بات کرنا ایسی بات نہ کرنا جو نفرت پیدا کرے تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جن میں کچھ اہل کتاب بھی ہیں وہ تم سے پوچھیں گے کہ جنت کی کنجی کیا ہے؟ تم جواب دینا کہ "اس بات کی گواہی دینا کہ خدائے واحد کے سوا کوئی اور ہستی عبادت کے لائق نہیں اور نہ ہی اللہ کا کوئی شریک ہے"

ہمدان کا عہد وفا

جنوبی عرب کے قبیلہ ہمدان کے پہلے مسلمان تو حضرت قیس بن مالک تھے جو اس وقت مسلمان ہوئے تھے جب رسولؐ اللہ باہر سے آنے والوں کو مکہ میں دعوت اسلام دیا کرتے تھے ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ اور لوگ بھی اس وقت مسلمان ہو گئے تھے فتح مکہ کے بعد جنوبی عرب سے مدینہ آنے والے وفود میں قبیلہ ہمدان کا وفد بھی شامل تھا یہ وفد بھی رسول اللہ ﷺ کی تبوک سے واپسی پر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا(3) اس وفد میں مالک بن نمط' ابو ثور' ضمام

بن مالک، مالک بن ابقع اور عمیرہ بن مالک شامل تھے مالک بن نمط اور ان کے ایک اور ساتھی نے یہ اشعار پڑھے۔

⊙ "ہمدان بہت اچھے سردار اور بادشاہ ہیں
دنیا میں بے مثل ہیں
ان کا مرتبہ بہت بلند ہے
ان میں بڑے بہادر ہیں
جس وجہ سے انہیں
نذرانے پیش کئے جاتے ہیں"

ایک اور رکن وفد نے کہا۔

⊙ "ان کی اونٹنیوں کی مہاریں
چھال کی رسیوں سے بنی ہیں
جو گرم و سرد موسموں میں
سرسبز خطوں میں سفر کرتی ہیں"

اپنی قوم کے بارے میں اشعار پڑھنے کے بعد مالک بن نمط نے رسول اللہ ﷺ کے حضور کھڑے ہو کر عرض کیا "ہمدان کے شہروں اور دیہات کے منتخب لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہیں وہ اسلام کی رسیوں میں بندھ جانے کو آئے ہیں اللہ کے معاملے میں انہیں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہ پکڑے یہ اونٹوں اور گھوڑوں والے لوگ ہیں اور قبیلہ خارف قبیلہ یام اور قبیلہ شاکر کے بلاد سے آئے ہیں انہوں نے اللہ کے رسولؐ کی دعوت پر لبیک کہا ہے اور جھوٹے معبودوں اور بتوں کو ترک کر دیا ہے یہ لوگ جو عہد کریں گے وہ اس وقت تک نہیں ٹوٹے گا جب تک جبل لعلع قائم ہے اور جب صَلَیَع کے ہرن دوڑتے رہیں گے"

رسول اللہ ﷺ نے اس وفد کو یہ تحریر عطا فرمائی۔

⊙ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یہ تحریر اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے ہے
اور قبیلہ خارف کے شہروں سطح مرتفع اور ریگستانوں میں رہنے والوں کے لئے ہے جن میں ان کے وفد کے لوگ ذوالمشعار (ابو ثور) مالک بن نمط اور ان کی قوم کے وہ لوگ شامل ہیں جو مسلمان ہو گئے ہیں اور یہ اس لئے لکھ دی گئی ہے کہ جب تک یہ لوگ

نماز پر قائم رہیں زکوٰۃ ادا کرتے رہیں ان کی بلند اور زیریں زمینیں ان کے لئے ہیں ان سے حاصل ہونے والے پھل یہ لوگ کھائیں گے اور ان زمینوں پر اگنے والی گھاس اپنے جانوروں کو کھلائیں گے ان کے لئے یہ اللہ کا عہد ہے اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری ہے اور مہاجر و انصار ان کے محافظ ہیں"

قبیلہ ہمدان کی ساری شاخوں کے سارے لوگ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اس کے باوجود یہ لوگ جنوب سے چل کر اللہ کے رسول ﷺ کے حضور اپنے ایمان کا اعلان کرنے اور اپنی زمینوں کے لئے ضمانت حاصل کرنے آئے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی درخواست پر یہ تحریر عطا کردی تھی۔

اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟

یہی ناکہ جزیرہ نمائے عرب کے کناروں تک لوگ محسوس کرنے لگے تھے کہ ان کی اور ان کی املاک کی سلامتی اللہ کے دین میں شمولیت اور اللہ کے رسول ﷺ سے اقرار عہد و وفا میں ہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مالک بن نمط کو اس قبیلہ کے مسلمانوں پر امیر مقرر کردیا۔

10 ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا حضرت علی نے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق لڑائی سے پہلے قبیلہ ہمدان کے ان لوگوں کو جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا رسول اللہ کا خط پڑھ کر سنایا تو وہ سب بھی مسلمان ہو گئے۔

ہمدان کی چار شاخیں تھیں بنو الحارف' بنو شاکلہ' بنو ارحب اور بنو ربیعہ بن مالک وہ بھی اسی زمانہ میں مسلمان ہو گئے بنو الحارف کا مقامی سردار حضرت مالک بن نعمہ کو مقرر کیا گیا تھا بنو شاکلہ کی قیادت حضرت عامر بن شہر کے حصہ میں آئی بنو ارحب کے سردار قیس بن مالک تھے۔

بنو مراد کی مراد

بنو مراد عرب کے جنوب میں رہتے تھے وہ اس خطہ کے سب سے بڑے قبیلہ مَذحِج کی ایک شاخ تھے دسویں ہجری سال میں اس قبیلہ کا ایک شخص رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ وہ پہلے ہی مسلمان ہو چکا ہے اس کا نام فروہ بن مسیک تھا وہ کندہ کے شاہی دربار سے وابستہ ہوتا تھا اور پھر اسلام قبول کرکے اس نے یہ تعلق ختم کردیا تھا وہ اپنے قبیلہ کے نمائندہ کی حیثیت سے قرآن اور احکام اسلام سیکھنے مدینہ آئے تھے واپس جانے کی اجازت چاہی تو اللہ کے رسول

ﷺ نے اسے بارہ اوقیہ چاندی سواری کے لئے اعلیٰ نسل کا ایک اونٹ اور عمان کا بنا ہوا ایک جوڑا پہننے کو تحفہ میں دیا اور اسے قبیلہ مذحج' مراد اور زبید پر عامل مقرر کر دیا رسول اللہ نے حضرت خالد بن سعید ابن العاص کو ان کی قوم سے صدقات وصول کرنے کے لئے مقرر فرما دیا۔

بنو حارث بن کعب کی سرفرازی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 10 ہجری میں حضرت خالدؓ کو نجران کے قبیلہ حارث بن کعب کی طرف بھیجا۔ حضرت خالد نے مشرک قبائل کی طرف دستے بھیجے اور انہیں آپؐ کی ہدایت کے مطابق اسلام پیش کیا۔ مذحج کی اس طاقتور شاخ نے بھی اسلام قبول کر لیا تو حضرت خالدؓ نے آپؐ کو ایک خط کے ذریعے اس کی خبر دی اور لکھا کہ میں نے تین روز تک مختلف گروہوں کی طرف وفود بھیج کر دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گئے اور لڑائی کی نوبت نہیں آئی اب میں انہیں احکام اسلام اور سنت رسولؐ کی تعلیم دے رہا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالدؓ کو مکتوب ارسال فرمایا اور حکم دیا کہ بنو حارث بن کعب کے ایک وفد کو ساتھ لے کر مدینہ آ جاؤ اللہ کے رسول ﷺ کا مکتوب ملنے پر حضرت خالد بنو حارث کے جس وفد کو مدینہ لائے اس میں قیس بن الحصین' یزید بن عبدالمدان' یزید بن المحجل' عبداللہ بن قراء' شداد بن عبداللہ اور عمر بن عبداللہ بھی شامل تھے وفد اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو یزید بن عبدالمدان نے عرض کیا "واللہ اسلام قبول کرنے پر ہم آپؐ کے اور خالدؓ کے شکر گزار نہیں"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم کس کے شکر گزار ہو؟"

یزید نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہم اس خدا کے شکر گزار ہیں جس نے آپؐ کے ذریعے ہمیں ہدایت سے سرفراز فرمایا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم نے درست کہا"

رسول اللہ ﷺ نے ارکان وفد کو دس دس اوقیہ چاندی انعام دیا اور قیس بن الحصین کو بارہ اوقیہ چاندی دے کر حارث بن کعب پر امیر مقرر فرما دیا۔

یزید جعفی کو جاگیر مل گئی

جعفی بھی یمن کے باسی تھے اور قبیلہ مذحج کی شاخ سعد العشیرہ کا ایک بڑا گھرانہ تھے یہ بدری صحابی حضرت ابو خولیؓ کا قبیلہ تھا اس قبیلہ کا ایک شخص یزید بن مالک اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے دو بیٹے سبرہ اور عزیز بھی اس کے ہمراہ تھے رسول اللہ ﷺ نے عزیز

کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا اور فرمایا" اللہ کے سوا کوئی عزیز (غلبہ والا) نہیں"
یزید نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ مجھے میری قوم کی وادی میں جاگیر عنایت فرما دیں"
رسول اللہ ﷺ نے اسے وادی حُردان میں ایک قطعہ عنایت فرما دیا۔
رسولؐ اللہ نے حضرت قیس بن سلمہ جعفی کو فتح مکہ کے بعد 9 ہجری کے قریب قبائل مران' حریم' کلاب اور ان کے موالی سے صدقات اور زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا تھا خیال ہے کہ اس وقت تک سارا جعفی قبیلہ مسلمان ہو چکا تھا۔

سعد العشیرہ نے اپنا بت توڑ دیا

مذحج کی شاخ سعد العشیرہ کے بت کا نام "فَرَاَّض" تھا اس قبیلہ کے ایک شخص نے اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں سنا تو "فَرَاَّض" کے بت کدہ پر حملہ کرکے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اس کے بعد وہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اسلام قبول کر لیا اس نے کہا:

- "جب میں نے دیکھا کہ اللہ نے
  اپنے دین کو غالب کر دیا ہے
  تو میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی
  دعوت قبول کر لی
  میں جب تک زندہ ہوں
  اسلام کا مددگار رہوں گا
  اور اسی کے لئے اپنی قوت لگاؤں گا"

بنو عنس کا نمائندہ

بنو عنس بھی مذحج کی شاخ تھے ان کی طرف سے ربیعہ رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا رسول اللہ نے پوچھا "ربیعہ تم کسی لالچ کی وجہ سے اسلام قبول کرنے آئے ہو یا کسی خوف کی بنا پر؟"
ربیعہ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ آپؐ کے پاس کوئی ایسا مال نہیں جس کا کوئی لالچ کرے اور میں ایسے مقام پر رہتا ہوں جہاں آپؐ کا لشکر نہیں پہنچ سکتا اس لئے خوف کا بھی کوئی سوال نہیں لیکن

مجھے آخرت کے عذاب کا خوف دلایا گیا تو میں ڈر گیا مجھ سے کہا گیا اللہ پر ایمان لے آؤ تو میں ایمان لے آیا"

کس نے کہا ایمان لے آؤ؟

اللہ کے رسولؐ نے ان کی طرف بھی مبلغ بھیجے ہوں گے

ربیعہ کئی روز مدینہ میں رہا قرآن اور سنت کی تعلیم حاصل کی واپس جانے کے لئے اجازت مانگنے گیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے سے سفر خرچ دے کر اجازت دے دی۔

مگر وہ اپنی قوم کے پاس واپس نہ پہنچ سکا راستہ میں ہی بخار سے فوت ہو گیا۔

زبید کا قبول اسلام

قبیلہ مذحج کی ایک شاخ زبید تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یمن کی مہم کے دوران زبید کا بڑا حصہ مسلمان ہو گیا صدقات ادا کئے قرآن کی تعلیم حاصل کرنے لگے اور عمرو بن معدی کرب کی قیادت میں ایک دس رکنی وفد مدینہ بھیجا ارکان وفد رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اقرار اسلام کیا چند روز مدینہ میں مقیم رہے اور پھر اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے رسولؐ اللہ نے انہیں انعامات دے کر رخصت کیا۔

رُہاء مدینہ میں

رُہاء بھی مذحج سے تھے 10 ہجری میں ان کا پندرہ رکنی وفد مدینہ آیا وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے تحائف بھی لائے جن میں ایک گھوڑا بھی تھا رُہاء کے وفد کو رملہ بنت حارث کے مکان میں واقع مہمان خانہ میں ٹھہرایا گیا قیام مدینہ کے دوران انہوں نے قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم حاصل کی رسولؐ اللہ نے ان کے سرداروں کو ساڑھے بارہ اوقیہ اور دیگر کو پانچ اوقیہ فی کس کے حساب سے انعام دے کر رخصت کیا۔

صُداء کی بیعت

فتح مکہ کے بعد مدینہ واپسی سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعدؓ بن عبادہ کے بیٹے قیسؓ کی قیادت میں چار صد صحابہ کا ایک لشکر یمن بھیجا تھا لشکر قناۃ کے نواح میں خیمہ زن تھا تو قبیلہ مذحج کی شاخ صُداء کا ایک شخص زیاد بن حارث آیا جب اسے معلوم ہوا کہ لشکر اللہ کے رسول

ﷺ کے حکم پر آیا ہے تو وہ مدینہ روانہ ہو گیا اور عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں اپنی قوم کے نمائندہ کی حیثیت میں حاضر ہوا ہوں میں اور میری قوم آپؐ ہی کے ہیں اپنے لشکر کو واپس بلا لیں"
رسول اللہ ﷺ نے حضرت قیسؓ اور لشکر کو واپس بلا لیا
اس کے بعد قبیلہ صُداء کا ایک پندرہ رکنی وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں زیاد بن حارث بھی شامل تھا انہوں نے اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے اللہ کے رسول ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی اور واپس چلے گئے۔

نخع کے لئے رسولؐ اللہ کا جھنڈا

نخع بھی مذحج کا ایک بڑا قبیلہ تھا اس کے وفد دو دفعہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے پہلا وفد دو ارکان پر مشتمل تھا اور فتح مکہ سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا ان ارکان وفد کے نام ارطاۃ بن شراجیل اور ارقم تھے انہیں ان کی قوم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تھا تاکہ وہ آپؐ کو اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے کی خبردیں انہوں نے اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے اللہ کے رسول ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی رسولؐ اللہ کو ان دونوں کے انداز و اطوار پسند آئے آپؐ نے پوچھا "تمہارے پیچھے تمہاری قوم میں اور بھی کوئی تمہاری مثل ہے؟"
انہوں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہم اپنی قومؐ میں ستر ایسے لوگ چھوڑ آئے ہیں جو سب کے سب ہم دونوں سے افضل ہیں ان میں سے ہر کوئی معاملات کے فیصلے اور قوم کے کام کرتا ہے"
رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی "اے اللہ نخع کو برکت دے"
آپ نے ارطاۃ کو اس کی قوم کا جھنڈا عطا فرمایا اور انہیں نخع کا امیر مقرر کر دیا
ارطاۃ کے پاس فتح مکہ کے روز وہی جھنڈا تھا۔
جنگ قادسیہ میں بھی ارطاۃ کے پاس وہی جھنڈا تھا وہ شہید ہو گئے تو ان کے بھائی ذرید نے رسول اللہ ﷺ کا عطا کردہ جھنڈا بلند کر دیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ان کے بعد بنو جذیمہ کے سیف بن حارث نے وہ جھنڈا تھام لیا تھا۔
نخع کا دوسرا وفد محرم 11 ہجری میں مدینہ منورہ آیا اس میں دو سو افراد تھے انہوں نے اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کیا اور اللہ کے رسول ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی نخع کے یہ مسلمان بیعت کرنے بہت دور سے مدینہ آئے تھے اس سے پہلے حضرت معاذؓ بن جبل کے ہاتھ پر بیعت

کر چکے تھے ان میں زراہ بھی تھے جو اس وقت عیسائی تھے۔

عم انس بھی توڑ دیا گیا

خولان قبیلہ مذحج کے پڑوسی تھے ان کی بہت سی شاخیں تھیں شعبان دس ہجری میں ان کا ایک وفد اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہم اللہ پر ایمان رکھنے والے اس کے رسولؐ کی تصدیق کرنے والے اپنی قوم کے نمائندہ ہیں اور آپؐ کی طرف سفر میں ہمارے اونٹ تھک گئے ہیں"

خولان اسلام لانے سے پہلے جس بت کی پوجا کرتے تھے اس کا نام "عم انس" تھا رسولؐ اللہ نے پوچھا "تم نے عم انس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟"

انہوں نے عرض کیا "وہ تو بدحال ہے ہم نے عم انس کو اس اللہ سے بدل لیا ہے جس کو آپؐ لائے ہیں چند بوڑھے اور کچھ خواتین عم انس کو پوجتی ہیں قوم میں واپس جا کر ہم عم انس کو منہدم کر دیں گے"

رسول اللہ ﷺ نے انہیں مہمان خانہ میں ٹھہرایا آپؐ نے انہیں قرآن و سنت کی تعلیم دینے کے لئے صحابہ کو مقرر فرما دیا جب وہ اپنی قوم کی طرف واپس جانے لگے تو رسولؐ اللہ نے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی فی فرد انعام میں دینے کا حکم دیا اور ارکان وفد کو نصیحت فرمائی "وعدہ کرو تو اسے پورا کرو اگر تمہارے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو وہ جوں کی توں اس کے مالک کو واپس کرو اپنے پڑوسیوں کے حقوق کا پوری طرح خیال رکھو اور کسی پر ظلم نہ کرو"

اپنی قوم اور قبیلہ میں واپس پہنچ کر انہوں نے اپنا سامان سفر کھولنے سے پہلے "عم انس" توڑ پھوڑ دیا۔

اور اللہ کے رسول ﷺ نے جو چیزیں حرام کر دی تھیں وہ اپنے اوپر حرام کر لیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جو چیزیں حلال قرار دی تھیں انہیں اپنے لئے حلال کر لیا۔

بنو نہد کی درخواست

بنو نہد قبیلہ قضاعہ کی ایک شاخ تھے اور نجران کے نواح میں آباد تھے ■ بنو حارث بن کعب کے پڑوسی تھے ان کا ایک وفد اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہم سخت مصیبت میں مبتلا ہیں ہماری گزر بسر جانوروں کی اون اور پیلو کے پھلوں پر ہے مگر

خشک سالی سے جانور ہلاک ہو گئے ہیں اور درخت سوکھ گئے ہیں ہم شرک اور ظلم سے بیزار ہیں ہمارا قبیلہ اسلام قبول کر چکا ہے اس نے اسلامی احکام اپنے اوپر لازم کر لئے ہیں آپؐ ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ ہماری تکالیف دور فرما دے"

رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی "اے اللہ بنی نہد پر اپنی برکت نازل فرما ان کے درختوں کو بار آور فرما انہیں اپنی رحمت اور پانی سے محروم نہ رکھ ان کی اولاد اور اموال میں برکت عطا فرما"

رسول اللہ ﷺ نے ارکان وفد سے فرمایا "اے بنی نہد تم میں سے مسلمان وہ ہے جو نماز پڑھے جس نے زکوٰۃ دی اس نے احسان کا درجہ پایا اور جس نے اقرار کیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ مخلص ہے تم نے کفرو شرک کی حالت میں جو گناہ کئے تھے تمہارے اسلام قبول کر لینے سے معاف ہو گئے تم سے صدقات اسی قدر لئے جائیں گے جتنے دوسروں سے لئے جاتے ہیں اسلام قبول کرنے کے بعد حق اور زکوٰۃ سے روگردانی نہ کرنا اور نماز میں ہرگز سستی نہ کرنا"

رسول اللہ ﷺ نے بنی نہد کے لئے ایک فرمان بھی لکھوا دیا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے

بنی نہد کے لئے

جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اس پر سلامتی ہو

جو شخص نماز قائم کرے وہ مومن ہے اور جو زکوٰۃ ادا کرے وہ مسلمان ہے

اور جو کوئی اللہ کی وحدنیت اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے اللہ کے نزدیک غافلوں میں شمار نہیں ہو گا تمہیں اپنی چراگاہیں استعمال کرنے کا پورا حق ہے اور کوئی تمہارے درخت نہیں کاٹے گا تم سے زکوٰۃ وصول کرنے میں نرمی برتی جائے گی مگر بوڑھے اور بیمار جانور زکوٰۃ میں نہ دینا۔

جو شخص اس عہد کی پابندی کرے گا اس کی مدد کرنا اللہ کے رسول ﷺ پر واجب ہے

اور جو کوئی اس عہد کو توڑے گا تو یہ اس کی طرف سے زیادتی ہو گی"

بنو نہد کا ایک گھرانہ بنو قُرّہ تھے انہوں نے بھی اسلام کر لیا تھا۔

ازدی قبائل کا قبول اسلام

ازد جزیرہ نمائے عرب کا ایک بڑا اور طاقتور قبیلہ تھا اس کی مختلف شاخیں عرب کے مختلف

حصوں میں پھیلی ہوئی تھیں اور اکثر اپنے اپنے علاقوں کے حوالے سے جانی جاتی تھیں مثلاً" یمن میں آباد ازد کو از دیمن کہا جاتا تھا عمان کے ازد کو ازدعمان کہتے تھے ازد کے کئی قبیلے جنوبی عرب میں آباد تھے ان میں ازدیمن' ازدعمان' ازد جُرَش' ازد شنوؤہ' بنو غامد' بنو بارق' بنو غافق اور بنو بارق وغیرہ شامل تھے ان شاخوں کے الگ الگ وفود مختلف اوقات میں اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلامتی والے دین میں شامل ہو گئے۔

شنوؤہ کے مجاہد

جنوبی عرب کے ازد قبائل کا جو پہلا وفد اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ■ ازد شنوؤہ کا تھا اس میں انیس افراد شامل تھے حضرت صُرَدؓ بن عبداللہ ازدی بھی وفد میں شامل تھے اہل وفد نے اپنی قوم کے اسلام لانے کی خبر دی اور اللہ کے رسولؐ سے قرآن اور احکام اسلام سیکھے ■ دس روز مدینہ میں رہے جب ارکان وفد کی تعلیم و تربیت مکمل ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت صُرَدؓ بن عبداللہ کو ان کا امیر مقرر فرما دیا اور حکم دیا کہ وہ اپنے اردگرد کے مشرک قبائل کے خلاف جہاد کریں اور انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں۔

حضرت صُرَدؓ بن عبداللہ نے اپنی قوم کا لشکر تیار کیا اور جُرَش کا محاصرہ کر لیا جُرَش ایک قلعہ بند شہر تھا قبیلہ خثعم نے مسلمان لشکر کی آمد کی خبر سنی تو ■ بھی جُرَش میں رہنے والے قبائل سے جا ملے ایک ماہ تک محاصرہ جاری رہا لیکن مسلمان شہر فتح نہ کر سکے حضرت صُرَدؓ نے محاصرہ اٹھانے کا حکم دیا اور قریبی پہاڑیوں کی طرف چلے گئے اہل جرش نے سمجھا کہ مسلمان میدان چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں وہ شہر سے نکل کر شہر کی پہاڑیوں کی طرف مسلمانوں کے تعاقب میں چل پڑے۔

حضرت صُرَدؓ نے پلٹ کر حملہ کیا اور تعاقب کرنے والوں میں سے بہت سے مشرک مارے گئے۔

جرش والوں پر کرم

اہل جرش نے اپنے دو نمائندے مدینہ بھیج رکھے تھے تاکہ ■ وہاں کے حالات معلوم کر کے آئیں ایک روز عصر کی نماز کے بعد اللہ کے رسولؐ نے پوچھا "اللہ کی کونسی آبادی کا نام شکر ہے؟"

■ دونوں جرشی کھڑے ہو گئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ ہمارے علاقہ میں ایک پہاڑ ہے جسے اہلِ جُرَش کشر کہتے ہیں"

رسول اللہ نے فرمایا "وہ کثر نہیں شکر ہے"
انہوں نے پوچھا "یا رسولؐ اللہ اس کا کیا حال ہے؟"
رسولؐ اللہ نے فرمایا "اس وقت اس کے پاس اللہ کی راہ میں جانور ذبح کئے جا رہے ہیں"
مسجد سے نکل کر دونوں جرشی حضرت ابوبکرؓ صدیق یا حضرت عثمانؓ کے پاس جا کر بیٹھ گئے حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ان سے کہا "تمہارا برا ہو اللہ کے رسولؐ نے تو تمہاری قوم کی موت کی خبر دی ہے جاؤ رسولؐ اللہ سے درخواست کرو کہ آپؐ اللہ سے تمہاری قوم کی نجات کے لئے دعا فرمائیں"
وہ دونوں اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں پیش ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ کے مشورہ کے مطابق آپؐ سے اپنی قوم کی نجات کے لئے اللہ سے دعا کی درخواست کی رسول اللہ ﷺ نے دعا کی "اے اللہ ان سے عذاب دور کر دے"
وہ دونوں اپنی قوم کے پاس واپس گئے تو معلوم ہوا کہ جس گھڑی اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں شکر پہاڑی کے قریب اللہ کی راہ میں جانور ذبح کئے جانے کی خبر سنائی تھی اسی گھڑی اسی دن حضرت صُرَدؓ کا لشکر اہل جرش کو موت کے گھاٹ اتار رہا تھا
اہل جُرَش نے ایک وفد ترتیب دے کر اسے مدینہ بھیج دیا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہو کر ارکان وفد نے اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "تم لوگ صورت کے اچھے ملاقات میں سچے' کلام میں پاکیزہ اور امانت میں بڑے ہو' تم میرے ہو میں تمہارا ہوں"
آپؐ نے ان کی بستی کے گرد ایک چراگاہ ان کے لئے مختص کر دی اور اس میں سواری کے اونٹ گھوڑے اور ہل میں جوتنے والے بیل چرانے کے لئے الگ الگ حصے مخصوص کر دیئے اور اگر کوئی باہر والا ان کی اس مخصوص چراگاہ میں اپنے جانور چرنے کے لئے چھوڑے تو انہیں ان جانوروں کو پکڑ لینے کا حق دے دیا۔

اہل دانش کا وفد

ازد قبیلہ کا ایک اور سات رکنی وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ارکان وفد کی وضع قطع اور لباس دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا "تم کیسے لوگ ہو؟"
ارکان وفد نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہم ایماندار ہیں"

رسول اللہ نے تبسم فرمایا "ہر بات کی ایک بنیاد اور اصل ہوتی ہے تمہارے کلام اور ایمان کی اصل کیا ہے؟"

ارکان وفد نے عرض کیا "ہمارے ایمان اور عمل کی اصل پندرہ باتوں پر ہے ان میں سے پانچ ہیں جن پر ایمان لانے کے بارے میں ہمیں آپؐ کے نمائندوں نے بتایا تھا' پانچ باتیں وہ ہیں جن پر آپؐ کے نمائندوں نے عمل کرنے کا حکم دیا تھا باقی پانچ وہ ہیں جن پر ہم زمانہ جاہلیت میں کاربند تھے اور اب تک ان پر قائم ہیں الا یہ کہ آپؐ ان پانچ باتوں میں سے کسی سے منع کر دیں"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "وہ کونسی پانچ باتیں ہیں جن پر ایمان لانے کو میرے قاصدوں نے کہا تھا؟"

انہوں نے جواب دیا "انہوں نے ہمیں اللہ' فرشتوں' آسمانی کتابوں' اللہ کے رسولوں اور موت کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لانے کو کہا تھا"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "انہوں نے تمہیں کن پانچ باتوں پر عمل کا حکم دیا تھا؟"

انہوں نے عرض کیا "کلمہ شہادت' نماز قائم کرنا' زکوٰۃ دینا' ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرنا"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "باقی پانچ باتیں کونسی ہیں؟"

اہل وفد نے عرض کیا "خوشحالی میں شکر' مصیبت میں صبر' قضاء پر رضا' جنگ میں استقلال اور دشمن کی مصیبت پر خوش نہ ہونا"

رسول اللہ نے فرمایا "یہ لوگ دانشور اور اہل علم ہیں یہ دانش انبیاء کی صفات سے مشابہ ہے"

پھر آپؐ نے ان سے کہا "تم ان پندرہ چیزوں میں پانچ اور چیزوں کا اضافہ کر لو تاکہ بیس ہو جائیں"

"وہ کونسی پانچ چیزیں ہیں؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ کسی اور چیز کا ذخیرہ نہ کرنا' فالتو مکان تعمیر نہ کرنا' جس چیز کی تمہیں آنے والے دن ضرورت نہ پڑنے والی ہو اس کی رغبت نہ کرنا' خدا سے ڈرو جس کی طرف تمہیں لوٹنا ہے اور جس کے سامنے پیش ہونا ہے اور ہمیشہ رہنے والی زندگی کی رغبت کرو جس کی طرف تم جا رہے ہو اور اس میں زندہ جاوید رہو گے"

بنو غامد کا اقرار

ازد کی شاخ بنو غامد کے وفد میں دس افراد شامل تھے وہ رمضان دس ہجری میں مدینہ منورہ

پہنچے' انہوں نے بقیع الغرقد میں خیمے نصب کئے اور ایک ساتھی کو سامان کے پاس چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے آپ کو سلام کرنے کے بعد اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے اسلام کا اقرار کیا۔

قیام مدینہ کے دوران انہوں نے حضرت ابیؓ بن کعب سے قرآن پڑھا رسولؐ اللہ نے ان کی قوم کے لئے احکام و شرائع اسلام کے بارے میں ایک فرمان لکھوا دیا اور انہیں انعام دے کر رخصت کیا۔

اس قبیلہ کی شاخ مغفل کے وفد میں چالیس افراد تھے ان کے رئیس الحکم تھے انہوں نے بھی اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے کا اقرار کیا۔

بارق کو بھی فرمان مل گیا

ازد کی شاخ بارق کے وفد نے بھی رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی قوم کی طرف سے اسلام کا اقرار کیا اور اللہ کے رسولؐ کے دست مبارک پر بیعت کی رسولؐ اللہ نے ان کے لئے بھی فرمان لکھوایا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے
بارق کے لئے
بارق کی اجازت کے بغیر ان کے پھل نہیں کاٹے جائیں گے
گرمی اور سردی کے سب موسموں میں ان کی چراگاہوں میں کسی اور کو جانور چرانے کی اجازت نہیں ہو گی اگر کوئی مسلمان ان کے قریب کی کسی ایسی راہ سے گزرے جہاں کوئی چراگاہ نہ ہو یا شور زمین سے گزر رہا ہو اور وہ اپنا اونٹ چرنے کے لئے ان کی چراگاہ میں چھوڑ دے تو تین دن تک مہمان نوازی بارق کے ذمہ ہو گی اگر ان کے باغوں میں پھل پکے ہوئے ہوں تو مسافر کو گرے پڑے اتنے پھل اٹھا کر کھانے کا حق ہو گا جن سے اس کا پیٹ بھر جائے مگر پھل اٹھا کر لے جانے کا اسے بھی حق نہیں ہو گا"

غافق کا اعلان

ازد کی شاخ غافق کے وفد نے مدینہ حاضر ہو کر اعلان کیا "ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسول

ﷺ کی پیروی کی"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تمہارے وہی حقوق ہیں جو باقی مسلمانوں کے ہیں اور تم پر وہی امور لازم ہیں جو باقی مسلمانوں پر واجب ہیں"

اس وفد میں جیجہ بن شجار اور عوذ بن سُریر بھی شامل تھے۔

ازد عمان کی درخواست

عمان کے علاقہ میں رہنے والے ازد خلیج فارس کی طرف آباد قبائل میں بھی شمار کئے جاتے ہیں۔ مدینہ کے اوس اور خزرج کا نسبی تعلق بھی ان ازدعمان سے تھا۔ ازد عمان نے دو وفد مدینہ بھیجے پہلے وفد نے اللہ کے رسول ﷺ کو اپنی قوم کے اسلام لانے کی خبردی اور درخواست کی کہ ان کے معاملات کا انتظام کرنے کے لئے کسی شخص کو ان کے پاس بھیجا جائے اس وفد میں اسد بن بیرح الطاحی بھی شامل تھے رسول اللہ ﷺ نے مُدرک بن خوط کو ان کے ساتھ عمان بھیج دیا۔

ان کے بعد سلمہ بن عیاذ اپنے قبیلہ کے ایک وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ آپؐ کس کی عبادت کرتے ہیں اور کس بات کی طرف دعوت دیتے ہیں؟"

رسولؐ اللہ نے انہیں دعوت اسلام کی حقیقت اور احکام اسلام سمجھائے تو انہوں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہمارے لئے اللہ سے دعا فرمائیں کہ ■ ہماری بات اور الفت کو جمع کر دے"

رسولؐ اللہ نے ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔

وہ بھی اسلام میں داخل ہو گئے۔

انوکھا وفد

اللہ کے رسول ﷺ تبوک سے واپس مدینہ آئے تو پہلے جنوبی عرب کے مشہور تاریخی حکمران خاندان حمیر کے شاہوں نے قاصد بھیج کر اطلاع دی کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور مشرکوں کے خلاف قتال بھی کیا ہے اس کے بعد جنوبی عرب کے مشہور قبیلہ کندہ کی ایک شاخ بنو نجیب کا ایک وفد اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا بنو کندہ کا اصل وطن اور مرکز جنوبی عرب ہی تھا اگرچہ اس کے کچھ لوگ شمال میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور انہوں نے وہاں اپنی سرداریاں بھی قائم کر لی تھیں لیکن اس وقت بھی کندہ کی اکثر شاخیں جن میں بنو وہب' بنو

اشرس، بنو سکون، بنو ربیش اور سکاسک کے بڑے بڑے خاندان شامل تھے جنوبی عرب میں ہی آباد تھے(۱) اور بنو تجیب بھی کندہ کی انہی جنوب میں رہنے والی شاخوں میں سے ایک شاخ تھے

بنو تجیب کے وفد میں تیرہ افراد شامل تھے اور وہ اپنے علاقہ اور قوم سے صدقہ اور زکوٰۃ بھی جمع کر لائے تھے رسول اللہ ﷺ نے بنو تجیب کے اس عمل کو پسند فرمایا آپؐ نے انہیں نہ تو زکوٰۃ اور صدقہ جمع کر کے لانے کا حکم دیا تھا اور نہ ہی ان کی طرف اس مقصد کے لئے کوئی مکتوب بھیجا تھا انہوں نے خود ہی اللہ کے دین کو پسند کیا تھا اور خود ہی اللہ کے حکم کے مطابق صدقہ اور زکوٰۃ جمع کر کے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے رسولؐ اللہ نے فرمایا "زکوٰۃ اور صدقہ کے اموال واپس لے جاؤ اور اپنے ہاں کے حاجت مندوں میں تقسیم کر دو"

انہوں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ یہ تو وہ اموال ہیں جو بچ گئے تھے اپنے علاقہ کے حاجت مندوں میں تو ہم پہلے ہی تقسیم کر آئے ہیں"

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے کہا "یا رسولؐ اللہ اہل عرب سے ان جیسا کوئی وفد نہیں آیا"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "ابوبکر! ہدایت اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کا دل اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے"

رسولؐ اللہ نے حکم دیا کہ اس وفد کے ارکان کی اچھی طرح مہمان نوازی کی جائے۔

وفد کے ارکان قرآن اور اسلام کے احکام میں بڑی توجہ دیتے تھے۔

بنو تجیب والوں نے واپس جانے کی اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم اتنا جلد کیوں واپس جانا چاہتے ہو؟"

انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ ہم چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو ہم اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہیں انہیں اپنی گزارشات اور آپؐ کے ارشادات سے جلد آگاہ کریں"

وفد واپس جانے لگا تو رسولؐ اللہ نے اس کے ارکان کو اس سے زیادہ انعام و اکرام دیئے جتنے آپؐ مدینہ آنے والے وفود کے ارکان کو دیا کرتے تھے پھر آپؐ نے پوچھا "تم میں سے کوئی رہ تو نہیں گیا جسے انعام نہ ملا ہو؟"

انہوں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ایک کم سن لڑکا ہے اسے ہم اپنے کجاووں کے پاس چھوڑ آئے ہیں"

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پر اس لڑکے کو حاضر کیا گیا تو اس نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ آپؐ نے میرے ساتھیوں کی حاجت پوری کر دی میری حاجت بھی پوری فرما دیں"

اللہ کے رسولؐ نے پوچھا "تمہاری کیا حاجت ہے؟"
لڑکے نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میرے لئے اللہ سے دعا فرمادیں کہ وہ میری مغفرت کرے مجھ پر رحمت فرمادے اور میری امیری میرے دل میں کردے"
رسولؐ اللہ نے دعا فرمائی "اے اللہ اس کی مغفرت کر اس پر رحمت فرما اور اس کی امیری اس کے دل میں کردے"
پھر آپؐ نے اسے بھی اتنا ہی انعام دینے کا حکم دیا جتنا انعام وفد کے دیگر ارکان کو دیا گیا تھا۔

کندہ کی چاندی

ازد کی طرح کندہ بھی بڑا قبیلہ تھے ان کی شاخیں بھی جزیرہ نمائے عرب کے شمال اور جنوب میں آباد تھیں شمال میں دومتہ الجندل کی ریاست بھی کندہ کی تھی لیکن اصل قبیلہ اپنی بہت سی شاخوں کے ساتھ جنوبی عرب میں رہتا تھا یمن سے حضر موت تک اس کی شاخیں بکھری ہوئی تھیں جنوب سے کندہ کے انیس شترسواروں کا وفد مدینہ آیا ان کے وفد کے سربراہ اشعث بن قیس تھے وہ مسجد نبوی میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے پوچھا "کیا تم لوگ مسلمان نہیں ہوئے؟"
انہوں نے عرض کیا "کیوں نہیں یا رسولؐ اللہ"
آپؐ نے فرمایا "یہ تم نے اپنا کیا حال بنا رکھا ہے؟"
وفد کے ارکان حبرہ کے قیمتی جبے پہنے ہوئے تھے جن کا حاشیہ حریر کا تھا اور اوپر کے کپڑوں پر سونے کا کام کیا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نے انہیں سمجھانے کے لئے کہ مسلمان تو ایسے نہیں ہوتے پوچھا تھا "کیا تم لوگ مسلمان نہیں ہوئے؟"
انہوں نے اوپر کا لباس اتار دیا۔
اپنے وطن کی طرف واپس جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ارکان کو دس اوقیہ فی رکن اور امیرِ وفد کو بارہ اوقیہ چاندی انعام دیا ابن اسحاق کے مطابق اس وفد کے ارکان کی تعداد 60 یا 80 تھی۔

صدف والے مدینہ میں

صدف بھی جنوبی عرب میں رہتے تھے وہ قبیلہ کندہ کی ایک بڑی شاخ تھے صدف کے انیس افراد اونٹنیوں پر سوار ہو کر مدینہ پہنچے مسجد نبوی میں رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلام

کئے بغیر مجلس میں بیٹھ گئے۔
رسولؐ اللہ نے پوچھا "کیا تم لوگ مسلمان ہو؟"
انہوں نے عرض کیا "ہاں یا رسولؐ اللہ"
آپ نے پوچھا "مسلمان ہو تو پھر تم نے سلام کیوں نہیں کیا؟"
وہ سب کھڑے ہو گئے "السلام علیک ایہا النبی و رحمتہ اللہ"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "وعلیکم السلام"
پھر آپؐ نے انہیں بیٹھ جانے کو کہا تو وہ سب بیٹھ گئے۔
ارکان وفد نے آپؐ سے نماز کے اوقات کے بارے میں پوچھا۔
پھر وہ چند روز مدینہ رہے اور احکام سیکھ کر واپس چلے گئے۔

آلِ ماوٗث اسلام کے سایہ میں

قحطان کا ایک بیٹا تھا حضر ماوٗث وہ جنوبی عرب میں آباد ہوا تھا اس وجہ سے اس علاقہ کا نام بھی حضر ماوٗث ہو گیا اور وقت کے ساتھ بگڑ کر حضر موت بن گیا۔ زمانہ قدیم میں حضر موت کی بادشاہت بھی مشہور رہی ہے حضر ماوٗث حضر موت بنا تو اس کی نسل بھی بنی حضر موت بن گئی اور اس قبیلہ کے لوگ حضرمی کہلانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت بھی عرب کے اس علاقہ میں اس قبیلہ کے چھوٹے چھوٹے حکمران تھے جو قیل (حکمران یا شہزادے) کہلاتے تھے حضر موت کے پہلے مسلمان تو حضرت علاءؓ بن حضرمی اور شریحؓ حضرمی تھے لیکن وہ اپنے علاقہ اور قبیلہ کو چھوڑ کر مکہ اور مدینہ میں آن بسے تھے۔

حضر موت کا پہلا وفد کندہ کے وفد کے ساتھ مدینہ آیا اس وفد میں حَمدہ، مخوس، مشرح اور الصغنہ بھی شامل تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اقرار اسلام کیا۔ مخوس نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میرے لئے دعا فرمادیں کہ اللہ میرا ہکلا پن دور کر دے"
رسولؐ اللہ نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا کر دی۔
رسول اللہ نے حضر موت سے حاصل ہونے والے غلہ میں سے ان کے لئے کچھ مخصوص کر دیا۔
وائل بن حجر کا تعلق حکمران خاندان سے تھا وہ بھی مدینہ آیا عرض کیا "یا رسولؐ اللہ اسلام اور ہجرت کا شوق مجھے یہاں لایا ہے"
آپؐ نے اس کے لئے دعا فرمائی اور اس کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا۔

آپؐ نے مسجد نبوی میں خطبہ دیا اور اہل ایمان کو خبر دی کہ وائل اپنی مرضی سے اتنی دور سے چل کر آیا ہے اور اسلام اور ہجرت کے شوق میں اس نے یہ سفر کیا ہے۔

آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ اس کے قیام کو آرام دہ بنایا جائے۔

وطن واپس جانے کا ارادہ کیا تو عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میری قوم کے لئے ایک تحریر عنایت فرما دیں"

رسول اللہ ﷺ نے معاویہ بن ابو سفیان کو حکم دیا

- "با اختیار سرداروں کے لئے لکھ دو کہ وہ نماز قائم کریں زکوٰۃ ادا کریں باہر چرنے والے جانور پر بھی اور گھر میں رہنے والے مویشی پر بھی مالک کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ جانوروں کو شمار کرتے وقت ان میں سے کچھ ریوڑ سے باہر نکال دے (چھپا دے) زکوٰۃ وصول کرنے والے کے لئے مناسب نہیں کہ وہ جانوروں کو شمار کرنے کے لئے رسیوں سے باندھ کر اپنے پاس بلوائے (وہ ریوڑ میں جا کر مویشی شمار کرے) ان پر مسلمانوں کے لشکروں کی مدد لازم ہے"

وائل نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میرے لئے بھی اس زمین سے متعلق فرمان عطا کر دیں"

رسولؐ اللہ نے اس کے لئے فرمان لکھوایا:

- "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے

وائل بن حجر رئیس حضر موت کے لئے

اس وجہ سے کہ تم نے اسلام قبول کر لیا ہے

جو زمینیں اور قلعے تمہارے قبضہ میں ہیں وہ میں نے تمہارے ہی لئے مخصوص کر دیئے ہیں

تم سے (بطور زکوٰۃ) ہر دس میں سے ایک لیا جائے گا

جس کا تعین دو صاحب عدل کریں گے

اس معاملہ میں ظلم نہیں کیا جائے گا

جب تک یہ دین قائم ہے

اور نبی اور مسلمان اس پر مددگار ہیں"

وائل فرمان کے ساتھ واپس چلے گئے

یمن کے ایرانیوں کا جذبہ اسلام

یمن کے ایک حصہ پر ایرانیوں کی حکومت تھی وہاں ایرانی نسل کے حکام اور لوگ بھی رہتے تھے جنہیں "الابناء" یعنی دھرتی کے فرزند کہا جاتا تھا وہ یمن کا حکمران طبقہ تھے اور یمنی ہی ہو گئے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو نامہ مبارک ارسال کیا تھا تو اس وقت یمن کے صوبہ پر ایرانی گورنر کا نام باذان تھا وہی باذان جس نے شہنشاہ ایران کے حکم پر اپنے دو نمائندے مدینہ بھیجے تھے اللہ کے رسول ﷺ نے باذان کے ان نمائندوں کو بتایا تھا کہ ان کا شہنشاہ تو قتل کر دیا گیا ہے اور وہ واپس چلے گئے تھے اس کے بعد جب باذان کو خسرو پرویز کے قتل کی خبر ملی اور اللہ کے رسولؐ کی پیش گوئی پوری ہو گئی تو ▪ مسلمان ہو گیا تھا اس کے ساتھ ہی یمن میں رہنے والے ایرانیوں "الابناء" کی بہت بڑی تعداد نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا رسول اللہ ﷺ نے باذان کو یمن کی حکومت پر برقرار رکھا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے شہر باذان کو اس کا جانشین مقرر کیا تھا اور وہ 10 ہجری کے آخری مہینوں میں اسود عنسی کی شورش دبانے کے دوران شہید ہو گیا تھا۔ رسولؐ اللہ نے انہی ایرانیوں کے سب سے بڑے سردار حضرت فیروز دیلمی کو اسود عنسی کی شورش دبانے کا حکم دیا تھا اور انہوں نے شورش کا خاتمہ کر کے اس خطہ میں پھر سے ریاست مدینہ کی حاکمیت بحال کر دی تھی۔

نجران کی عیسائی کالونی

جزیرہ نمائے عرب میں عیسائیوں کی سب سے بڑی اور منظم و مضبوط کالونی نجران تھی۔ حجاز اور یمن کے درمیان واقع یہ کالونی 73 دیہات پر مشتمل تھی اس کالونی کے لڑائی کے قابل افراد کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بتائی جاتی ہے اگرچہ یہ تعداد مبالغہ معلوم ہوتی ہے لیکن اس سے یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ نجران کی عیسائی کالونی کی افرادی قوت کافی زیادہ تھی نجران کے عیسائیوں نے اپنی کالونی کے انتظامات کے لئے دینی اور سیاسی ڈھانچہ ترتیب دے رکھا تھا۔ جزیرہ نمائے عرب کے شمال اور جنوب میں واقع قدیم عیسائی حکومتیں اس کالونی کے عیسائیوں کی مالی اور فوجی مدد کیا کرتی تھیں۔ نجران کا عالیشان گرجا قیصر روم نے بنوایا تھا جب ذونواس نے نجران پر حملہ کیا تھا تو اس کو سزا دینے کے لئے فوجیں شاہ حبشہ نے بھیجی تھیں اور ان فوجوں کو سمندر پار اتارنے کے لئے بحری جہاز قیصر روم نے بھیجے تھے۔

کالونی کے مذہبی امور کا سربراہ ابو حارث بن علقمہ تھا۔ وہ نجران کے عیسائیوں کا سب سے بڑا مذہبی رہنما تھا اس کا تعلق عرب کے مشہور قبیلہ بنو بکر بن وائل سے تھا۔ دنیاوی اور ریاستی نظم کا سربراہ عاقب تھا جس کا اصل نام عبدالمسیح تھا۔ ایک طرح سے نجران کے عیسائیوں کا حاکم تھا نظم میں شریک تیسرے شخص کا نام ایہم تھا وہ اجتماع اور خیمہ و خرگاہ کے امور کا سربراہ تھا اسے عیسائی اپنا "سید" کہتے تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا خط

مکہ فتح ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مختلف قبائل اور گروہوں کو اسلام کی دعوت دی اور ان کی طرف اس مقصد کے لئے مبلغ اور خطوط بھیجے تھے۔ نجران کے عیسائیوں کے اسقف کو بھی آپؐ نے اسلام کی دعوت دی اور لکھا:

- "اسلام قبول کر لو سلامت رہو گے میں تمہارے پاس ابراہیمؑ اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے معبود کی حمد و ثناء کا تحفہ ارسال کرتا ہوں۔ میں تمہیں بندوں کی عبادت چھوڑ کر اللہ کی عبادت کرنے اور بندوں کی دوستی ترک کر کے اللہ کے ساتھ دوستی کرنے کی دعوت دیتا ہوں اگر تم یہ تسلیم نہ کرو تو جزیہ دو اگر تمہیں جزیہ دینا بھی قبول نہ ہو تو پھر میں اعلان جنگ کرتا ہوں"

خوفزدہ اسقف

اسقف کو اسلام قبول کرنے کی دعوت ذاتی طور پر نہیں دی گئی تھی یہ دعوت ان سب عیسائیوں کے لئے تھی جن کا وہ مذہبی پیشوا تھا خط پڑھ کر اس نے قبیلہ ہمدان کے ایک شخص شرحبیل بن وداعہ کو مشورہ کے لئے بلایا اور رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک اس کے حوالہ کر دیا۔ شرحبیل نے خط پڑھ کر کہا "آپ کو علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ایک نبی پیدا کریں گے آپ کو یقین نہیں کہ یہ وہی نبی ہیں؟ یہ دنیاوی معاملہ نہیں ایسا معاملہ ہوتا تو میں اس بارے میں اپنی رائے دیتا نبوت کے بارے میں میری کوئی رائے نہیں"

اسقف نے نجران کے حمیری خاندان کے ایک دانا عبداللہ بن شرحبیل اور ازد کی شاخ کے جبار بن فیض کو بھی مشورہ کے لئے بلایا انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک پڑھ کر شرحبیل

ہمدانی کی رائے سے اتفاق کیا۔

نجران کے تینوں بڑے قبیلوں کے سرداروں کی رائے جاننے کے بعد اسقف نے عام عیسائیوں اور ان کے سب رہنماؤں کو مشورہ کے لئے جمع کیا اور انہیں بھی رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک پڑھ کر سنایا ان سب کی رائے تھی کہ ایک وفد مدینہ بھیجنا چاہیے جو وہاں کے حالات معلوم کرے اور اس وفد میں شرجبیل بن وداعہ' عبداللہ بن شرجبیل اور جبار بن فیض کو بھی شامل کیا جائے وہ چاہتے تھے کہ اسلام قبول کرنے یا جزیہ کی راہ اختیار کرنے کے بارے میں جو بھی فیصلہ کیا جائے اس میں سب قبائل اور گروہوں کی رائے اور مرضی شامل ہو۔

وفد نجران

مدینہ کے قریب پہنچ کر نجران کے وفد کے ارکان نے اپنی سواریاں روک لیں سفر کا لباس اتار کر نیا لباس فاخرہ زیب تن کیا اور انگلیوں میں سونے کی انگوٹھیاں پہن لیں تاکہ ان کے مقام و مرتبہ کا اظہار ہو سکے رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے سلام عرض کیا تو آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا ان کی طرف سے بات چیت کی کوششوں کے جواب میں بھی آپؐ نے خاموشی اختیار کی۔

ارکان وفد حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی تلاش میں نکلے وہ دونوں تجارت کی وجہ سے ان کے واقف تھے ایک محفل میں وہ دونوں اکٹھے مل گئے نجرانیوں نے اپنی مشکل بیان کی اور بتایا کہ وہ رسولؐ اللہ کے مکتوب کے بارے میں بات چیت کرنے آئے ہیں۔ حضرت علیؓ بھی وہیں آ گئے انہوں نے نجرانیوں کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے لباس فاخرہ اور زیورات اتار دیں اور سفری لباس پہن کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔

ارکان وفد نے حضرت علی ؓ کے مشورہ پر عمل کیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر سلام عرض کیا آپؐ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا "جب پہلی بار آئے تھے تو ان کے ساتھ شیطان تھا"

قول فیصل

نجران کے عیسائیوں کے دینی اور دنیاوی رہنماؤں اور عرب قبائل کے سرداروں نے اللہ کے رسول کے ساتھ مختلف امور کے بارے میں سوالات کئے اللہ کے رسولؐ نے ان کے سوالوں کے

جواب دیئے اسی دوران شام کی عبادت کا وقت ہو گیا عیسائیوں نے عبادت کی تیاری کی تو صحابہ کرام نے مسجد نبوی میں عیسائیوں کے عبادت کرنے پر اظہار ناپسندیدگی کیا لیکن اللہ کے رسولؐ نے اپنی مسجد میں عیسائیوں کو اپنے طریقہ کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دے دی۔ عبادت سے فارغ ہو کر عیسائیوں نے پھر سے اللہ کے رسولؐ سے سوالات پوچھے اور عرض کیا "ہمیں واپس جا کر اپنی قوم کو آپؐ کے بارے میں بتانا ہے آپؐ ہمیں بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "آج میرے پاس ان کے بارے میں کوئی علم نہیں تم قیام کرو یہاں تک کہ میں تمہیں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہ کچھ بتا دوں جو اللہ مجھے بتائے گا"

اس دوران اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر وحی نازل فرمائی اگلے روز نجران کے وفد کے ارکان حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے جو وحی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھیجی تھی تلاوت فرمائی۔

◎ "اللہ کے نزدیک عیسیٰؑ کا حال
آدم کے حال کی مانند ہے
(اس نے) اسے مٹی سے تخلیق کیا
پھر حکم دیا ہو جا
اور وہ ہو گیا
یہ حق تیرے رب کی طرف سے ہی ہے
پس تو شک کرنے والوں میں سے
نہ ہو جانا
پس اگر کوئی تجھ سے اس بارے میں جھگڑا کرے
اس علم کے تیرے پاس
آ جانے کے بعد بھی
تو کہہ دو آؤ ہم بلائیں
اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو
اپنی خواتین کو اور تمہاری خواتین کو
اپنی ذات کو اور تمہاری ذات کو

پھر ہم گڑگڑا کر
جھوٹوں کے لئے
اللہ کی لعنت
کی دعا کریں" (3:59 تا 61)

اب قول فیصل اللہ کی طرف سے آ گیا تھا مزید کسی بحث و مباحثہ کی گنجائش ہی نہ رہی تھی رسول اللہ ﷺ نے نجران کے وفد کو وقت دے دیا کہ وہ سوچ لیں اور جو چاہیں فیصلہ کر لیں۔

دوسری صبح رسول اللہ ﷺ ان سے مباہلہ کیلئے تشریف لائے آپؐ کے ساتھ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور ان کے دونوں بیٹے بھی تھے۔

نجرانیوں نے دیکھا تو ڈر گئے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا شرحبیل نے کہا "ان کو حکم تسلیم کر لو ایسا شخص کبھی ظالمانہ فیصلہ صادر نہیں کرتا۔" انہوں نے شرحبیل کی بات مان لی اور وہ دو ساتھیوں سمیت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عرض کیا "میں آپؐ کے سامنے مباہلہ سے بہتر تجویز پیش کرنے آیا ہوں"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "وہ تجویز کیا ہے؟"

شرحبیل نے عرض کیا "آج کا دن اور آنے والی رات ہم آپؐ کے فرمان کے پابند ہیں کل صبح ہمارے بارے میں آپؐ جو بھی فیصلہ کریں گے ہمیں قبول ہو گا"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہو سکتا ہے تمہارے پیچھے والوں میں کچھ لوگ اس پر اعتراض کریں اور تمہیں ملامت کریں"

شرحبیل نے عرض کیا "میرے ان دونوں ساتھیوں سے پوچھ لیں کہ اس وادی میں میرا کیا مرتبہ ہے"

اس کے دونوں ساتھیوں نے عرض کیا "شرحبیل کے علاوہ کوئی اور ایسا فرد نہیں جس کے فیصلہ کو وادی میں سب قبول کرتے ہوں"

عیسائیوں کے لئے فرمان

اگلی صبح وہ اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان کے لئے فرمان لکھوا دیا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے

اہل نجران کے لئے

☆ اگرچہ مجھے ان کے سب پھلوں (باغات) سونا چاندی، فصلوں، غلاموں اور سیاہ و سفید پر اختیار حاصل ہے مگر میں بطور احسان ان سب چیزوں کو ان کے قبضہ میں چھوڑتا ہوں۔ اس کے بدلہ میں یہ ہر سال دو ہزار حلہ ادا کیا کریں گے۔

☆ ایک ہزار حلہ ماہ رجب میں اور ایک ہزار حلہ ماہ صفر میں ادا کرنا لازم ہو گا۔

☆ ہر حلہ کی قیمت ایک اوقیہ (چار درہم کے برابر) ہو گی اگر اس میں کمی بیشی ہو تو وہ نقدی کی صورت میں پوری کی جائے گی۔

☆ اگر ▪ زرہیں، گھوڑے، اونٹ یا کوئی اور چیز دینا چاہیں تو اس چیز کی قیمت لگا کر قبول کی جائے گی اور حلے ادا کرنے پر اصرار نہیں کیا جائے گا۔

☆ اہل نجرن پر میرے بیس یا اس سے کم قاصدوں کے رہائش اور دیگر اخراجات بیس دن تک ادا کرنا لازم ہو گا وہ میرے کسی قاصد کو ایک مہینہ سے زیادہ مدت تک اپنے پاس نہیں رکھیں گے۔

☆ یمن میں لڑائی یا سرکشی کے وقت وہ میرے قاصدوں کو تیس زرہیں، تیس گھوڑے اور تیس اونٹ ادھار دینے کے پابند ہوں گے جو جنگ کے بعد انہیں واپس کر دیئے جائیں گے اگر کوئی چیز ان میں سے ضائع ہو جائے گی تو اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔

☆ اہل نجران میں سے یہاں موجود اور جو یہاں موجود نہیں (حاضر/غائب) اور ان کے اتحادیوں کے اہل و عیال مکان زمینیں باغ جان و مال اور عبادت گاہیں اللہ کی پناہ اور محمد رسولؐ اللہ کی ذمہ داری میں ہیں نہ تو ان کے کسی اسقف کو تبدیل کیا جائے گا اور نہ ہی کسی راہب یا واقف (تارک جنگ) کو اس کی حالت سے بدلا جائے گا۔

☆ چھوٹی یا بڑی جو چیز بھی ان کے پاس ہے ان کی ہے ان سے دیت اور خون کا قصاص نہیں لیا جائے گا اور نہ ہی انہیں کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے گا۔

☆ ان کی زرعی پیداوار سے عشر نہیں لیا جائے گا اور نہ ہی اسلامی لشکر ان کے علاقہ میں داخل ہو گا اگر ان میں سے کوئی اپنی خوشی سے فوجی خدمت انجام دے گا تو اسے اس کا حصہ انصاف کے ساتھ ادا کیا جائے گا۔

☆ آئندہ سودی کاروبار منع ہو گا خلاف ورزی کرنے والا اس عہد سے خارج ہو

جائے گا کسی شخص کو کسی دوسرے کے جرم میں پکڑا نہیں جائے گا۔

☆ جب تک اہل نجران اس دستاویز کی سب دفعات کی پابندی کریں گے انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے امن حاصل ہو گا ان پر نہ تو ظلم ہو گا اور نہ ہی انہیں کسی مصیبت میں مبتلا کیا جائے گا"

اس معاہدے پر ابو سفیان بن حرب' غیلان بن عمرو' مالک بن عوف' اقرع بن حابس اور حضرت مغیرہ نے بطور گواہ دستخط کئے۔

اس معاہدے کے ذریعے نجران کی عیسائی کالونی ریاست مدینہ کی باجگزار بن گئی اور اللہ کا دین اور اس کا رسول ﷺ نجران کے عیسائیوں پر غالب آ گئے۔

نجران کا اسقف اور کالونی کے حکام اور عوام بڑی بے چینی سے اپنے وفد کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے جب انہیں اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان اور وفد کی واپسی کی خبر موصول ہوئی تو اسقف نے ایک دن کی مسافت پر جا کر اہل وفد کا استقبال کیا۔ انہیں تو گمان تک نہ ہو گا کہ اللہ کے رسولؐ ان کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری خود قبول فرما لیں گے انہیں ہر قسم کی مذہبی آزادی دے دیں گے اور ان کے دینی اور دنیاوی نظم میں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی ان کے اپنے حوالے سے ان کا وفد بڑا کامیاب واپس لوٹا تھا۔

اسقف کی مدینہ حاضری

کچھ عرصہ بعد اسقف ابو الحارث خود بھی ایک وفد کے ساتھ مدینہ آیا اس کے وفد میں عاقب اور سید بھی شامل تھے۔ بعض روایتوں میں اسقف ابوالحارث کے وفد کے ارکان کی تعداد ساٹھ تک بتائی گئی ہے جن میں عاقب اور سید ایہم کے علاوہ ابو حارث بن علقمہ' اوس بن حارث' زید' قیس' یزید' نبیہ' خویلد' عمرو' خالد' عبداللہ اور یحنس جیسے ارباب بست و کشاد بھی شامل تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے بھی ایک فرمان لکھوا دیا۔

۞ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نبی محمد ﷺ کی طرف سے

اسقف ابوالحارث اور نجران کے دیگر اسقف کاہن اور راہب اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ہے وہ سب کچھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ اور ضمانت میں ہے کوئی اسقف راہب اور کاہن تبدیل نہیں کیا جائے گا ان کے حقوق حکمرانی اور رسوم و رواج میں

مداخلت نہیں کی جائے گی جب تک ■ مصالحانہ اور ہمدردانہ رویہ پر قائم رہیں گے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ اور ضمانت میں رہیں گے نہ ان پر ظلم ہو گا اور نہ ہی ■ ظلم کریں گے۔"

اسقف کا بھائی مسلمان ہو گیا

نجران کے اسقف ابوالحارث کے وفد میں اس کا ماں جایا بھائی کرز بن علقمہ بھی شامل تھا مدینہ سے نجران کی طرف واپسی کے سفر میں کرز کی اونٹنی کو ٹھوکر لگی تو اس نے اللہ کے رسول ﷺ کے لئے ہلاک ہونے کی دعا کی۔ ابوالحارث نے سن کر کہا "وہ نہیں تو خود ہلاک اور برباد ہو"
کرز نے حیرانی سے پوچھا "بھائی! وہ کیوں؟"
ابوالحارث نے جواب دیا "اللہ کی قسم تو نے ایک نبی اور رسولؑ کے لئے ہلاکت کی دعا کی ہے"
کرز نے وہیں سے اپنی اونٹنی کا رخ مدینہ کی طرف موڑ لیا "واللہ میں اس وقت تک کجاوے کی رسی نہیں کھولوں گا جب تک رسولؐ اللہ کی خدمت میں نہ پہنچ جاؤں"
اسقف نے اپنی سواری روک کر کہا "میری بات تو سمجھ لے میں نے تو نبی اور رسول اس لئے کہا ہے کہ عرب میری یہ بات اس تک پہنچا دیں اور یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے اس کی بات مان لی ہے اس کا حق چھین لیا ہے یا اس قدر اس کے مطیع ہو گئے ہیں جتنا مطیع کوئی عرب بھی نہ ہوا تھا حالانکہ عربوں کے مقابلہ میں ہم معزز ہیں اور ہمارے پاس مضبوط قلعے ہیں"
کرز بن علقمہ نے اپنے بھائی کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور کہا "واللہ میں تیرا یہ عذر کبھی نہ مانوں گا"

کرز مدینہ پہنچ کر مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد ایک لڑائی میں شہید ہو گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ کچھ عرصہ بعد عاقب اور ایہم (سید) بھی مسلمان ہو گئے تھے۔

شمالی قبائل اسلام کی حفاظت میں

جزیرہ نمائے عرب کی شمالی سرحد کے ساتھ رومیوں کی قدیم اور عظیم سلطنت کے مقبوضات تھے رومیوں کا سرکاری مذہب عیسائیت تھا یہودیوں کی حکومت ختم کر کے رومیوں نے ارض فلسطین کو تو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا لیکن اس علاقہ میں چھوٹی بڑی نیم خود مختار یہودی بستیاں اور ریاستیں بھی تھیں سرحد کے ساتھ ساتھ آباد عرب قبائل زمانہ قدیم سے رومیوں کے

حلیف تھے انہوں نے اپنی سیاسی اور مقامی مجبوریوں کی وجہ سے عیسائیت قبول کرلی تھی کچھ عرب قبائل ابھی تک اپنے آبائی دین پر ہی تھے لیکن ■ بھی رومیوں کے زیر اثر تھے اس طرح اس سرحد پر اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کو چار مذاہب کے ماننے والوں سے مقابلہ تھا رومیوں کی اپنی تہذیب اور تاریخ تھی یہودیوں کی تاریخ اور تہذیب اپنی الگ تھی اور رومیوں کے باجگزار عربوں کی الگ ان کے پڑوس میں آباد عرب قبائل اپنی الگ تہذیب اور معاشرت رکھتے تھے اور سارے ہی اسلام کو اپنے لئے خطرہ سمجھتے تھے اسی وجہ سے ■ سب ریاست مدینہ کے خلاف متحد ہو جاتے تھے رومی پہلے تو اپنے پڑوسی عرب قبائل کو ترغیب دیتے رہے لیکن جیسے ہی اللہ کے رسول ﷺ کو اطلاع ملتی کہ کوئی گروہ ریاست مدینہ کے حلقہ اثر میں لوٹ مار کی تیاری کر رہا ہے آپؐ اس کی سرکوبی کے لئے مہم روانہ کر دیتے تھے ان دشمنوں کے ارادوں کو ناکام بنانے کے لئے اللہ کے رسولؐ کو کئی مہمات بھیجنا پڑی تھیں ایسے ہی ایک منصوبہ کو ناکام بنانے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کی کمان میں ایک بڑا لشکر موتہ کی طرف بھیجا تھا اس لڑائی کے بعد شمالی قبائل محسوس کرنے لگے تھے کہ اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کا غلبہ ہونے والا ہے اسی کے بعد سے اس طرف سے افراد اور گروہ مدینہ آکر اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے تھے لیکن اللہ کے رسول ﷺ کے تبوک کے سفر اور وہاں پر قیام کے بعد ان کے لئے ایک فیصلہ کن موڑ آگیا انہوں نے دیکھ لیا کہ رومی بھی اللہ کے رسولؐ کے مقابلہ میں آنے سے کتراتے ہیں تو اردگرد کے یہودی حکمرانوں نے تو تبوک میں ہی اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر فرمان حاصل کر کے ریاست مدینہ کی ماتحتی قبول کرلی تھی۔ ایلہ' مقناء' جرباء اور اذرح کے یہودیوں کے علاوہ دومتہ الجندل کے عیسائی حکمرانوں نے بھی ریاست مدینہ کو جزیہ دینا قبول کر لیا تو اس خطہ کے قبائل کے اسلام قبول کرنے کی راہ میں حائل مقامی اور سیاسی رکاوٹیں دور ہو گئیں اور ان کے وفود مدینہ آنے لگے۔

بنو غسان کا وفد مدینہ میں

بنو غسان جزیرہ نمائے عرب کی شمالی سرحد پر آباد تھے بہت طاقتور اور جنگجو عرب تھے اور رومیوں کے سیاسی اتحادی تھے ایلہ سے دمشق تک نیم خود مختار راجواڑے اور رومی علاقوں کے متعدد حاکم بھی اسی قبیلہ سے ہوتے تھے ان کے ذریعے رومی جزیرہ نمائے عرب میں اپنے مفادات کا تحفظ بھی کرتے تھے اور انہیں توسیع بھی دیتے تھے چونکہ وہ عرب تھے اس لئے عربوں سے بہتر

طریقہ سے معاملات طے کر سکتے تھے جزیرہ نمائے عرب کے لوٹ مار کرنے والے بدو عربوں کو اپنے علاقوں میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے بھی رومی ان غسانی عربوں سے کام لیا کرتے تھے رومیوں کے شریک اقتدار ہونے کی وجہ سے غسانی عربوں نے اپنے حاکموں کا مذہب بھی اپنا لیا تھا اس طرح ■ رومیوں کے سیاسی اتحادی بھی تھے اور مذہبی اتحادی بھی مفادات کے اس اشتراک کی وجہ سے غسانی عرب اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کے سخت ترین دشمنوں میں سے تھے لیکن اللہ نے اپنے دین کو جو وسعت دی تھی اس کے اثرات غسانیوں پر بھی مرتب ہونے لگے تھے اور جنگ حنین میں قبیلہ بنو سلیم کے لشکر میں بنو غسان کا بھی ایک دستہ شامل تھا(5) رسول اللہ ﷺ کی تبوک سے واپسی پر ماہ رمضان 9 ہجری میں بنو غسان کا ایک تین رکنی وفد بھی مدینہ آیا وہ رملہ بنت حارث کے مکان پر اترے ان دنوں "تمام وفود عرب سب کے سب رسولؐ اللہ کی تصدیق کر رہے تھے"(6) اس لئے انہوں نے آپس میں کہا "عرب کے جملہ اہل بصیرت ہمارے بارے میں کیا سوچیں گے؟ وہ تو ہمیں ہی سب سے برے سمجھیں گے"

وہ تینوں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اسلام قبول کر کے دین حق میں شامل ہو گئے اور عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اسلام قبول کرنے میں ہماری قوم ہماری پیروی کرے گی یا نہیں کیونکہ وہ قیصر روم کا قرب اور اپنی حکومت کو قائم رکھنا پسند کرتے ہیں"

جب وہ واپس جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں انعام دے کر رخصت کیا۔

اپنی قوم میں واپس جا کر وہ اسلام کی تبلیغ کرتے رہے اور دین اسلام پر ہی فوت ہوئے ان میں سے ایک یرموک کی جنگ کے وقت حضرت ابو عبیدہ ؓ سے ملے تھے۔ غسان کی ایک شاخ بنو ثعلبہ تھی اس کے ایک وفد نے بھی مدینہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا تھا اور اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں انعام دے کر رخصت کیا تھا۔

بنو دار کی امید پوری ہو گئی

بنو دار قبیلہ بنو لخم کی شاخ تھے بنو لخم بھی شام کی سرحد کے ساتھ آباد تھے لیکن ان کی بعض شاخیں رومی سلطنت کے اندر مصر اور العریش کے درمیانی علاقہ میں بھی آباد تھیں رسول اللہ ﷺ کے تبوک کے سفر کا اس قبیلہ پر یہ اثر ہوا کہ بنو دار (داریین) کا ایک دس رکنی وفد طویل فاصلہ طے کر کے مدینہ میں رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وفد کے امیر تمیم داری تھے وفد میں ان کے بھائی نعیم بن اوس کے علاوہ یزید بن قیس' الفاکہ بن نعمان' جبلہ بن مالک' ابو ہند بن

ذر اور طیب بن ذر' ہانی بن حبیب' عزیز بن مالک اور مرہ بن مالک شامل تھے۔
ہانی بن حبیب نے رسول اللہ کو چند گھوڑے اور ایک ریشمی قبا بطور ہدیہ پیش کئے اس قبا پر سونے کا کام تھا۔
وفد کے سب ارکان نے اسلام قبول کر کے دین حق میں شمولیت اختیار کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے طیب کا نام بدل کر عبداللہ اور عزیز کا نام عبدالرحمٰن رکھ دیا۔
حضرت تمیم بن اوس نے عرض کیا "یا رسول اللہ ہمارے پڑوس میں رومی قوم کے دو گاؤں ہیں جرمی اور بیت عینون اگر اللہ آپ کو ملک شام پر فتح دے تو یہ دونوں گاؤں مجھے ہبہ فرما دیں"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "وہ دونوں گاؤں تمہارے ہوئے"
بنو دار کے وہ لوگ رسول اللہ کی وفات تک مدینہ میں مقیم رہے آپ نے ان کے لئے ایک سو وسق غلہ مقرر فرما دیا تھا جب وہ علاقہ فتح ہو گیا تو خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اللہ کے رسول ﷺ کے عطا کردہ دونوں گاؤں جرمی اور بیت عینون حضرت تمیم داری کے نام لکھ دیئے۔
بنودار کے وفد کی مدینہ آمد اور اس کے قائد کی درخواست سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟
رومی علاقوں کے ساتھ اور اندر رہنے والوں کو بھی یقین ہو گیا تھا کہ ان علاقوں پر دین حق کا غلبہ ہو جائے گا۔

بنو لخم کے مسلمان

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ لخم کے لئے بھی ایک فرمان جاری فرمایا تھا جس میں آپ نے لکھوایا تھا "قبیلہ لخم میں سے جو کوئی اسلام لائے گا نماز قائم کرے گا زکوٰۃ دے گا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ دے گا مشرکین کو ترک کر دے گا تو وہ اللہ و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پناہ و ذمہ داری میں بے خوف ہے جو شخص اپنے سے پھر جائے گا تو اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری الذمہ ہیں جس شخص کے اسلام کی کوئی مسلمان شہادت دے گا وہ بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پناہ و ذمہ داری میں ہے اور وہ مسلمانوں میں ہے"

بنو بلی کے دل بدل گئے

موتہ کی لڑائی میں ریاست مدینہ کی دشمن فوجوں کا کماندار مالک بلی تھا بنو بلی قبیلہ قضاعہ کی

ایک شاخ تھے اور جزیرہ نمائے عرب کی شام اور فلسطین سے ملنے والی سرحد پر آباد تھے وہ رومیوں کے پڑوسی تھے اس لئے رومیوں کے زیر اثر بھی تھے اور اتحادی بھی تھے بنو قضاعہ کی اکثر و بیشتر شاخوں کا یہی حال تھا ان میں سے کچھ عیسائی مذہب بھی قبول کر چکے تھے لیکن جنگ موتہ میں مسلمانوں کے جذبہ ایثار و قربانی سے وہ بہت متاثر ہوئے اسی سال مسلمانوں کو اللہ نے مکہ کے قریش پر فتح عطا کر دی حنین میں ہوازن کی فوجیں ڈھیر ہو گئیں۔ بنو ثقیف شہر میں محصور ہو کر رہ گئے تو جزیرہ نمائے عرب کی شمالی سرحد پر آباد ان عرب قبائل کے دل بھی بدلنے لگے اور ان کے وفد مدینہ آنے لگے اور ریاست مدینہ کی برتری اور اسلام قبول کرنے لگے۔

بنو بلی کا وفد ربیع الاول 9 ہجری میں مدینہ منورہ آیا ان کے قبیلہ کے ایک شخص پہلے سے مدینہ میں مقیم تھے ان کا نام رویفع بن ثابت تھا۔ بنو بلی کا وفد ان کے گھر میں اترا وفد کے قائد ابو ضبیب تھے حضرت رویفع انہیں ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ یہ میری قوم کے لوگ آئے ہیں"

رسول اللہ نے فرمایا "مرحبا میں تمہیں اور تیری قوم کو خوش آمدید کہتا ہوں"

ابوضبیب اور ان کے ساتھیوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے بارے میں سوالات کئے اور مسلمان ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ کے لئے تعریف ہے جس نے تمہیں اسلام کی طرف رہنمائی کی"

■ تین دن مدینہ میں مقیم رہے رسول اللہ ﷺ نے ان کی مہمان نوازی کیلئے حضرت رویفع کے ہاں کھجوریں بھجوائیں اور انعامات دے کر رخصت کیا۔

سعد ہذیم کا وفد

بنو سعد ہذیم قبیلہ قضاعہ کی ایک بڑی شاخ تھے اس قبیلہ کی آگے بہت سی شاخیں تھیں سعد ہذیم کا وفد بھی نو ہجری کے شروع میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نعمان وفد کے امیر تھے انہوں نے سامان اتارا خیمے نصب کئے اور مسجد نبویؐ کی طرف چل پڑے۔ رسولؐ اللہ کسی مسلمان کی نماز جنازہ پڑھا رہے تھے وہ پاس کھڑے رہے نماز سے فارغ ہو کر آپؐ نے ان سے پوچھا "تم کون ہو؟"

"یا رسولؐ اللہ ہمارا تعلق قضاعہ کی شاخ سعد بن ہذیم سے ہے" انہوں نے عرض کیا۔

اسلام لانے کے بعد اہل وفد نے رسولؐ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کی تو رسولؐ اللہ نے انہیں

مہمان خانے پہنچانے کا حکم دیا تین دن کے قیام کے بعد رخصت ہونے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اپنے میں سے کسی کو امیر بنا لو"

رسول اللہ کے حکم پر حضرت بلالؓ نے وفد کے ہر رکن کو پانچ اوقیہ چاندی انعام دیا۔

قوم کی فکر والے

بنو عذرہ قبیلہ سعد ہذیم کی ایک شاخ تھے جنگجو تھے اور انہوں نے سعد ہذیم کی دیگر دو شاخوں بنو حارث اور بنو ضننہ کے ساتھ مل کر اپنا الگ گروپ بنا لیا تھا۔ صفر 9 ہجری میں بنو عذرہ بھی ایک وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے وفد میں حمزہ بن نعمان' مالک بن ابی رباح' سلیم بن مالک اور سعد بن مالک شامل تھے۔ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے جاہلیت کے عرب کے طریقے پر سلام کیا تو آپؐ نے پوچھا "تم کس قوم سے آئے ہو؟"

"جس قوم سے ہمارا تعلق ہے آپؐ اسے جانتے ہیں ہم لوگ قصی کے اخیافی بھائی ہیں ہم نے ہی خزاعہ اور بنو بکر کو مکہ سے نکالا تھا ہماری آپس میں رشتہ داریاں اور قرابتیں بھی ہیں" انہوں نے عرض کیا۔

رسول اللہ نے فرمایا "مرحبا! مجھ سے کسی نے تمہارا تعارف نہیں کرایا تمہیں اسلامی سلام سے کس چیز نے روکا؟"

بنو عذرہ والوں نے جواب دیا "ہم اپنی قوم کی فکر میں آئے ہیں"

پھر انہوں نے دین اسلام کے بارے میں سوالات کئے اور مسلمان ہو گئے۔ چند روز مدینہ میں مہمان رسولؐ رہے' رخصت کے وقت حاضر ہوئے تو آپؐ نے ہدایت کی کہ بتوں کے نام پر ذبح کئے جانور کا گوشت نہ کھانا قربانی اور ذبح کے جانور کا گوشت کھایا کرو آپؐ نے انہیں تحائف دے کر رخصت کیا ان میں سے ایک کو آپؐ نے چادر بھی اوڑھائی۔

قبیلہ بنو عذرہ کا ایک اور شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کا نام زمل بن عمرو تھا اور اس کی زبان پر یہ اشعار تھے:

- "رسولؐ اللہ میں نے سواری کا رخ آپؐ ہی کی طرف پھیر دیا ہے
  اور اسے ریگستان کی دشوار اور ناہموار
  راہوں کی مشقت اٹھوا رہا ہوں
  تاکہ بہترین انسان سے تعاون قائم کر سکوں

اور آپؐ سے تعلق کا پکا باندھ لوں
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی چیز نہیں
میں اسی دین پر ثابت قدم رہوں گا
جب تک میرے پاؤں پر جوتا رہے گا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے سرداری کا جھنڈا باندھ دیا۔

جن کی سواریاں نڈھال تھیں

بنو بہراء کا وفد مدینہ پہنچا تو طویل سفر کی مشقت سے اس کی سواریاں نڈھال ہو چکی تھیں۔ بنو بہراء بھی قبیلہ قضاعہ کی ایک شاخ تھے وہ بھی اپنے قبیلہ کی دیگر شاخوں کی پیروی میں 9 ہجری کے شروع میں ہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے۔ بنو بہراء کے وفد میں تیرہ سوار تھے وہ مقداد بن عمرو کے ہاں اترے قیام مدینہ کے دوران انہوں نے فرائض اسلام سیکھے واپسی کے لئے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لینے آئے تو آپؐ نے انہیں انعام دینے کا حکم دیا۔

بنو جذام کا شہید

بنو جذام بھی شام کی طرف ایلہ کے گرد و نواح میں آباد تھے۔ ان کے پڑوسیوں میں قضاعہ کی شاخیں سعد ہذیم اور عذرہ تھیں۔ بنو جذام بھی رومیوں کے اتحادی تھے۔ غزوہ تبوک کے وقت انہوں نے رومیوں سے ساز باز کر رکھی تھی لیکن اس غزوہ کے بعد بنو جذام کے دل بھی اسلام کی طرف مڑنے لگے(7) رومیوں نے اپنی سرحدوں سے ملحق عربوں پر فروہ بن عمرو نامی ایک جذامی کو عامل مقرر کر رکھا تھا اس کا مرکز معان میں تھا اس نے اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کو اپنے اسلام قبول کرنے کی خبر دینے والے کے ہاتھ ایک سفید مادہ خچر ایک گھوڑا پوشاک اور سونے کے تاروں سے مرصع قباء ہدیہ ارسال کیا رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہدیہ قبول فرما لیا اور اس کے قاصد کو بارہ اوقیہ چاندی انعام دیا۔

رومیوں کے لئے یہ خطرہ کی بات تھی ان کے عامل کے اسلام قبول کر لینے سے بنو جذام اور دیگر عربوں پر بھی اثر پڑ سکتا تھا رومی حاکم نے فروہؓ بن عمرو کو طلب کیا اور اسے اسلام ترک کر کے عیسائیت پر واپس آنے کا حکم دیا حضرت فروہؓ کے انکار پر رومیوں نے پہلے اسے قید میں ڈالے رکھا اور پھر شہید کر دیا۔ وقت شہادت فروہؓ نے جو اشعار کہے ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔

○ "مسلمانوں کے سردار تک
میرا یہ پیغام پہنچا دو
کہ میں اپنے رب کا مطیع ہوں
اور میرا جسم اور ہڈیاں بھی اس کے تابع ہیں"

بنو کلب کے لئے مراعات

حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی کے قبیلہ بنو کلب کے دو وفد اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کلب قبیلہ قضاعہ کی بڑی شاخ تھے اور شام کی رومی سرحدوں کی طرف آباد تھے ایک وفد عبد عمرو بن جبلہ اور بنی رقاش کے ایک شخص عاصم پر مشتمل تھا ان دونوں نے اسلام قبول کیا تو عبد عمرو نے کہا۔

○ "میں اللہ کے رسولؐ پر ایمان لے آیا
جب وہ ہدایت کے ساتھ آئے
میں پہلے اللہ کا منکر تھا
اب مومن ہوں
اس کا مجھے اجر ملے گا
میں نے تیروں سے فال نکالنے کا شغل ترک کر دیا
حالانکہ اس لہو و لعب میں میری عمر گزری تھی
میں اللہ پر ایمان لایا
جس کی منزلت عظیم ہے
اور جب تک زندہ ہوں
بتوں کا منکر رہوں گا"

قبیلہ کلب کا دوسرا وفد حارثہ بن قطن بن زائر اور حمل بن سعدانہ پر مشتمل تھا انہوں نے اسلام قبول کیا اور اپنے قبیلہ کے لئے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ فرمان حاصل کیا۔

○ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نبی محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے
دومۃ الجندل کے گرد و نواح کے ان لوگوں کے لئے جو قبیلہ کلب کے حارثہ بن قطن کے

ساتھ ہیں۔
صحرائی زمینوں پر بارش سے سیراب ہونے والے کھجور کے درخت ہمارے ہیں شہر کے کھجور کے درخت تمہارے ہیں چشمہ وغیرہ کے پانی سے سیراب ہونے والی زمینوں پر عشر پیداوار کا دسواں حصہ ہے اور بارش کے پانی سے سیراب ہونے والی زمینوں کی پیداوار پر اس کا نصف (بیسواں حصہ) نہ تمہارے اونٹوں کی جمعیت کو پکڑا جائے گا اور نہ ہی ایک دو مویشیوں کو (جو بھول کر آ جائیں) پکڑا جائے گا تمہیں نمازیں بر وقت ادا کرنا ہوں گی اور زکوٰۃ مقررہ اصول کے مطابق ادا کرنا ہو گی تمہیں گھاس سے نہیں روکا جائے گا اور نہ ہی گھریلو سامان پر عشر لیا جائے گا تم اس عہد کی پابندی کرو گے تمہاری خیر خواہی اور تم سے عہد نبھانا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ ہے اللہ اور جو مومن حاضر ہیں وہ گواہ ہیں"

اس تحریر اور فرمان سے کیا اندازہ ہوتا ہے؟
یہ کہ اس خطہ پر ریاست مدینہ کا اقتدار استوار ہو چکا تھا۔
اور اسی وجہ سے وہاں کے لوگ گھاس تک کے حقوق ریاست مدینہ کی رضا مندی سے ہی حاصل کر سکتے تھے۔

سلامان بھی مسلمان ہو گئے

سلامان بھی قبیلہ قضاعہ سے تھے اور بنو کلب کے عم زاد اور پڑوسی ہوتے تھے جب دیگر قبائل کے وفود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے تو شوال 10 ہجری میں سلامان کے نمائندے بھی مدینہ پہنچ گئے ان کی تعداد سات تھی وہ مسجد نبوی کے سامنے اترے تو رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں شرکت کے لئے جا رہے تھے انہوں نے سلام عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا "تم کون لوگ ہو؟"
انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ ہم سلامان ہیں اسلام پر بیعت کرنے آئے ہیں ہماری قوم پیچھے ہے ہم اس کے بھی نمائندہ ہیں ہم اس کی طرف سے بھی بیعت کریں گے"
رسول اللہ ﷺ نے اپنے غلام ثوبانؓ سے فرمایا "انہیں لے جاؤ اور جہاں دوسرے وفد اترے ہوئے ہیں وہاں پہنچا دو"
سلامان کا وفد تین روز رسول اللہ ﷺ کا مہمان رہا انہوں نے نماز اور فرائض اسلام سیکھے

واپس جانے لگے تو رسولؐ اللہ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ انہیں انعامات دیئے جائیں۔ حضرت بلالؓ نے ہر رکن وفد کو پانچ اوقیہ چاندی انعام دیا۔

بنو خشین نے بیعت کرلی

سعد ہذیم کی شاخ بنو خشین کے دو وفد اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب رسول اللہ خیبر کی تیاری کر رہے تھے تو ابو ثعلبہ آئے اسلام قبول کیا اور اسلامی لشکر میں شامل ہو گئے اس کے بعد ایک سات رکنی وفد آیا اور اللہ کے رسول ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کر کے اپنی قوم کی طرف چلے گیا۔

جرم والوں کی حاضری

مکہ مکرمہ پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا قبضہ ہو گیا تو بدو قبائل اسلام کے بارے میں سوچنے لگے بعض نے اپنے وفود اور نمائندے اللہ کے رسولؐ کے پاس بھیجے جنہوں نے مدینہ میں اسلام قبول کرنے کا اعلان کر کے قرآن اور احکام اسلام سیکھے اور اپنے قبیلہ میں واپس جا کر انہیں مسلمان کیا تو بعض قبائل نے پہلے اسلام قبول کیا اور اس کے بعد اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے قبیلہ جرم کا حال بھی یہی ہوا حضرت ابو یزید عمرو بن سلمہ جرمی کہتے ہیں "ہم لوگ ایک ایسے پانی (چشمہ) کے سامنے رہتے تھے جہاں سے لوگوں (مسافروں) کا راستہ گزرتا تھا ہم لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ اسلام کیا ہے؟ وہ بتاتے کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے کہ ▪ نبی ہے اللہ نے اسے رسول بنایا ہے اور وحی بھیجی ہے ________ جب فتح مکہ کی خبر آئی تو ہر قوم نے اسلام لانے میں سبقت کی میرے والد ہمارے ہمسایہ لوگوں کے اسلام کی خبر لے کر گئے جب تک اللہ کو منظور ہوا وہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس مقیم رہے اس کے بعد وہ واپس آئے تو ہمارے لوگوں نے ان کا گرمجوشی سے استقبال کیا"

قبیلہ بنو جرم کا وفد دو افراد پر مشتمل تھا ان میں ایک اصقع بن شریح تھے اور دوسرے ہودہ بن عمرو انہوں نے مدینہ حاضر ہو کر اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا اور احکام اسلام کی تربیت حاصل کر کے اپنی قوم میں واپس گئے تھے۔ اللہ کے رسولؐ نے انہیں نماز قائم کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے پوچھا نماز پڑھائے گا کون؟

اللہ کے رسول نے جواب دیا "جسے تم میں سب سے زیادہ قرآن یاد ہو"

واپس پہنچے تو معلوم ہوا سب سے زیادہ قرآن تو حضرت عمروؓ بن سلمہ کو یاد ہے مگر ان کی عمر بہت کم ہے اس کے باوجود انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت عمروؓ بن سلمہ کو ہی نماز پڑھانے کا فرض سونپ دیا۔

مشرقی قبائل پر حق کا غلبہ

مکہ اور مدینہ کے مشرق میں بہت سے بدو قبائل رہتے تھے حجاز' نجد اور یمامہ پر مشتمل یہ مشرقی علاقہ بہت لمبا چوڑا تھا اور مشرق میں ایرانی سرحدوں اور بحرین تک پھیلا ہوا تھا اس علاقہ میں مویشیوں اور انسانوں کی پرورش کے وسائل بھی کافی تھے اس لئے آبادی کے لحاظ سے بھی یہ علاقہ اہم تھا کیونکہ اس علاقہ کی آبادی زیادہ بھی تھی اور وہ لوگ لڑائی مار کٹائی کے ریگستانی فن سے بھی خوب واقف تھے اور لوٹ مار کے عادی تھے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد جن بدو قبائل نے اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کی سب سے سخت مخالفت کی تھی ان میں مشرقی قبائل نمایاں تھے رسول اللہ ﷺ نے مدینہ سے مختلف اطراف میں مختلف اوقات میں جو گشتی دستے اور سرایہ بھیجے ان میں سے ایک تہائی کے قریب ان مشرقی قبائل کے خلاف بھیجے گئے تھے لیکن غزوہ خندق میں اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے ماننے والوں کے جوش جہاد اور قوت ایمانی کے ان قبائل کے بعض لوگوں کے دلوں پر اثرات مرتب ہونے لگے تھے اور ان کے افراد اور گروہ اسلام میں داخل ہونے لگے تھے یہ سلسلہ جنگ خندق کے بعد بنو اشجع کی صلح کی درخواست سے شروع ہوا اور حجتہ البلاغ کے موقع پر بنو محارب کے وفد کی آمد تک جاری رہا۔

بنو اشجع صلح سے اسلام تک

غزوہ خندق کے بعد قبیلہ اشجع کا جو وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس میں ایک سو افراد شامل تھے اور مسعود بن رُخیلہ اس وفد کے رئیس تھے انہوں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہماری قوم (بڑے قبیلہ) میں سے کسی کا مسکن ہماری نسبت آپؐ سے قریب نہیں ہماری تعداد بھی باقی شاخوں کے مقابلہ میں تھوڑی ہے ہم لڑائی سے تنگ آ چکے ہیں اس لئے ہم آپؐ سے صلح کے لئے آئے ہیں"

رسول اللہ ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرما لی اور ریاست مدینہ اور اشجع کے درمیان صلح کا معاہدہ ہو گیا ایک روایت کے مطابق اشجع کے سات سو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صلح

کی درخواست لے کر آئے تھے۔
بنو اشجع کے وفد کے رئیس مسعود بن رُخیلہ وہی تھے جو خندق کے غزوہ میں اپنی قوم کے لشکر کے کماندار تھے۔ حضرت نعیم بن مسعود جنہوں نے بنو قریظہ اور قریش کے درمیان معاہدہ کو ناکام بنانے میں مرکزی کردار ادا کیا تھا اسی قبیلہ اشجع سے تعلق رکھتے تھے فتح مکہ کے وقت بنو اشجع کا تین سو مجاہدین کا دستہ اسلامی لشکر میں شامل تھا تبوک کے لئے جانے والے لشکر میں بھی بنو اشجع شامل تھے اشجع غطفان کا تیسرا اہم ترین قبیلہ تھے۔

بنو سُلَیم نبی ﷺ کے جھنڈے تلے

بنو سُلَیم بھی مشرقی قبائل میں سے تھے ان کی تعداد اور طاقت کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خندق کے غزوہ کے وقت ان کے سات سو جنگجو قریش کے لشکر کی مدد کو آئے تھے لیکن اس کے بعد ان کے بھی دل بدل گئے انہوں نے پھر کبھی ریاست مدینہ کے خلاف کسی لڑائی یا سرکشی میں حصہ نہیں لیا تھا۔ بنو سُلَیم کے تین افراد الگ الگ رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے پہلے شخص کا نام قیس بن نسیبہ تھا رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن سن کر قیس مسلمان ہو گیا تھا پھر اس نے قرآن کا کافی حصہ حفظ کر لیا اور اپنی قوم میں واپس جا کر کہا "میری پیروی کرو اور محمد (ﷺ) سے اپنا حصہ لے لو"
بنی سُلَیم کے بت کے مجاور کا نام غادی تھا ایک روز دو لومڑیوں کو بت پر پیشاب کرتے دیکھ کر غادی نے کہا:

⦿ "جس پر دو لومڑیاں پیشاب کر دیں
کیا وہ رب ہو سکتا ہے؟
وہ تو ذلیل ہے
جس پر لومڑی بھی پیشاب کرتی ہے"

اس نے بت توڑ پھوڑ دیا اور اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟"
"غادی بن عبدالعزیٰ" اس نے عرض کیا۔
رسولؐ اللہ نے فرمایا "تم راشد بن عبدربہ ہو"
فتح مکہ سے پہلے بنی سُلَیم نے قدر بن عمار کو اپنے نمائندہ کی حیثیت میں مدینہ بھیجا اسلام قبول

کرکے قدر نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی قوم کا ایک ہزار افراد پر مشتمل دستہ رسول اللہ ﷺ کے لشکر میں شامل کرے گا واپس آکر انہوں نے نو سو کا دستہ تیار کیا اور اسلامی لشکر کے ساتھ شامل ہونے چل پڑے کنانہ سے دشمنی کی وجہ سے انہیں ایک سو افراد پیچھے قبیلہ کی حفاظت کے لئے چھوڑنا پڑے راستے میں فرشتہ اجل آگیا تو انہوں نے اپنے دستہ کے تین تین سو افراد پر ایک ایک رئیس مقرر کر دیا اور کہا "اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور میرا عہد پورا کرو"

قدید کے مقام پر بنو سُلَیم کا لشکر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے پوچھا "وہ خوش گفتار سچا مسلمان کہاں ہے؟"

"یا رسولؐ اللہ اسے اللہ نے دعوت دی تو اس نے قبول کر لی" اس کے ساتھیوں نے عرض کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ان کے پیچھے رہ جانے والے ایک سو افراد کو بھی بلا لیا گیا آپؐ نے فرمایا "اس سال تمہیں کوئی ناخوشگوار حادثہ پیش نہیں آئے گا"

جب اللہ کے رسولؐ کا لشکر مکہ میں داخل ہوا تو بنو سلیم کا ایک ہزار کا لشکر مقدمۃ الجیش میں تھا اور اس کا جھنڈا اللہ کے رسولؐ نے راشد بن عبدربہ کے سپرد کیا تھا۔

بنو سُلَیم نے حنین اور طائف کے محاصرہ میں بھی حصہ لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے راشد کو ایک قطعہ زمین عطا کیا اس میں ایک چشمہ تھا جسے "عین الرسول" کہتے ہیں۔

بنو ثعلبہ کا اقرار اسلام

بنو ثعلبہ نجد کے طاقتور قبیلہ غطفان کی ایک شاخ تھے غطفان کی دو اور شاخیں بنو انمار اور بنو محارب اس علاقہ سے قریب رہتی تھیں جہاں بنو ثعلبہ کے مسکن تھے پڑوسی ہونے کے علاوہ یہ تینوں قبیلے خون دوستی اور سیاسی اتحاد کے رشتوں میں بھی منسلک تھے اور ایک اکائی کی حیثیت رکھتے تھے ریاست مدینہ کی دشمنی میں بھی وہ ایک وحدت کے طور پر سرگرم رہے اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے علاقوں کی طرف کئی بار دستے بھیجے تھے۔ غزوہ ذوامر' ذات الرقاع' ذوالقصہ' الطرف اور میفعہ کی مہمات بھی انہی تینوں قبیلوں کی طرف گئی تھیں۔

مکہ فتح ہو گیا تو وہ بھی بدلتی ہوئی صورت حال سے متاثر ہوئے بن نہ رہ سکے بنو ثعلبہ کا ایک چار رکنی وفد جعرانہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا اور عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنی قوم کے قاصد ہیں ہم اپنے اور اپنی قوم کے اسلام لانے کا اقرار کرتے ہیں"

رسولﷺ اللہ نے ان کی مہمان نوازی کا حکم دیا۔
چند روز اللہ کے رسول ﷺ کے مہمان رہنے کے بعد انہوں نے اپنی قوم کی طرف واپس جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو حکم دیا "دیگر وفود کی مانند انہیں بھی انعام دو"
حضرت بلالؓ نے وفد کے ہر رکن کو اللہ کے رسولﷺ کی طرف سے پانچ اوقیہ چاندی انعام دیا۔

بنو عبس کا وفد

بنو عبس بھی نجد کے اہم ترین قبیلہ غطفان کی ایک شاخ تھے۔ مشرقی قبائل میں بنو عبس کو بڑی اہمیت حاصل تھی ان کا نو افراد پر مشتمل وفد رسولﷺ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان میں میسرہ بن مسروق حارث بن ربیع (حارث کامل) قنان بن دارم بشیر بن حارث ہدم بن مسعدہ سباع بن زید ابوالحصن بن لقمان عبداللہ بن مالک اور فروہ بن الحصین شامل تھے انہوں نے اسلام لانے کا اعلان کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی آپؐ نے ان کے لئے طلحہ بن عبیداللہ کو جھنڈا اٹھانے والا مقرر فرما دیا اور ان کا جنگی نعرہ "یا عشرہ" مقرر فرما دیا ایک روایت کے مطابق فتح مکہ غزوہ حنین اور طائف میں بھی بنو عبس کا دستہ اسلامی لشکر میں شامل تھا جب کہ دوسری روایت مطابق انہوں نے 10 ہجری میں اسلام قبول کیا تھا(8) ابن سعد نے بنو عبس کے ارکان وفد کو اولین مہاجرین میں سے بتایا ہے(9)

بنی اسد بن خزیمہ کی گواہی

بنی اسد بن خزیمہ بھی مشرقی قبائل عرب میں بڑی اہمیت رکھتے تھے فتح مکہ اور مشرکین کے مکہ میں داخلہ پر پابندی کے بعد بنی اسد کا ایک وفد بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہو گیا وفد میں اس قبیلہ کے دس اہم گروہوں کے نمائندے شامل تھے۔ وفد کے رئیس حضرمی بن عامر تھے ان کے ساتھیوں میں ضرار بن الازور' وابصہ بن معبد' قتادہ بن القائف' سلمہ بن حُبَیش' طلحہ بن خویلد اور نقادہ بن عبداللہ شامل تھے۔ حضرمی نے عرض کیا "یا رسولﷺ اللہ ہم خشک سالی کے زمانہ میں سیاہ راتوں میں سفر کر کے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپؐ نے ہماری طرف کوئی مبلغ یا لشکر نہیں بھیجا تھا ہم خود اسلام کا اقرار کرنے آئے ہیں ہم شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں اس شہادت میں ہماری قوم بھی شامل ہے"

یہ اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کے غلبہ کا اثر تھا اس اعلان کا اثر تھا جس میں اللہ نے مشرکین کو وارننگ دے دی تھی۔
ان کے ساتھ بنی مالک بن مالک سے بنی الزبینہ کی بھی ایک جماعت تھی۔

بنو باہلہ کے وفود

بنو باہلہ جزیرہ نمائے عرب کے ایک بہت بڑے قبیلہ قیس عیلان کی ایک شاخ تھے مکہ فتح ہو گیا تو بنو باہلہ کے دو وفد مدینہ آئے پہلے مطرب بن الکاہن باہلی اپنی قوم کے قاصد بن کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اسلام لائے اور اپنی قوم کے لئے امن کی ضمانت حاصل کی رسولؐ اللہ نے ان کی قوم کے لئے ایک فرمان لکھوا دیا جس میں صدقہ اور زکوۃ وغیرہ کے بارے میں شرائط تھیں ان کے بعد نہشل بن مالک آئے انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا تو رسول اللہ نے ان کے گروہ کے لئے بھی ایک فرمان لکھوا دیا۔

رؤاس بن کلاب کا وفد

بنو رؤاس بن کلاب عرب کے مشہور قبیلہ ہوازن کی ایک چھوٹی شاخ تھے، اور نجد کی گہرائی میں رہتے تھے عمرو بن مالک ان میں سے اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرکے اپنی قوم کی طرف چلے گئے۔

محارب اسلام کی چھاؤں میں

بنو محارب عرب کے قبیلہ قیس عیلان کی ایک ذیلی شاخ تھے اس قبیلہ کا وفد دس آدمیوں پر مشتمل تھا انہیں بھی رملہ بنت حارث کے مکان میں واقع مہمان خانے میں ٹھہرایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو ان کی مہمان نوازی پر مقرر فرمایا وفد میں سواء بن حارث کے ساتھ اس کا بیٹا خزیمہ بھی شامل تھا انہوں نے اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ وہ اپنی قوم کے نمائندہ ہیں اور ان کی طرف سے بھی اسلام لانے کا اعلان کرتے ہیں۔
آپؐ نے انہیں بھی انعام دے کر رخصت کیا بنو محارب کا وفد 10 ہجری میں رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔
بنو محارب اپنے علاقہ میں اہم تھے

بنو فزارہ کا وفد مدینہ میں

رسول اللہ ﷺ کی تبوک سے واپسی کے بعد اسی سال بنو فزارہ کے انیس افراد کا ایک وفد بھی اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام میں داخل ہونے کا اقرار و اعلان کیا دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر مدینہ آنے والے اس وفد میں خارجہ بن حصن بھی شامل تھا وفد کے سب سے کم سن رکن حُر بن قیس بن حصن تھے۔

بنو فزارہ نجد کے مغرور اور سرکش قبیلہ غطفان کی دوسری سب سے بڑی شاخ تھے اور غزوہ خندق کے وقت فزارہ کا لشکر بھی قریش کے اتحاد میں شامل تھا اس لشکر کے کماندار عینیہ بن حصن تھے لیکن غزوہ خیبر کے بعد کسی وقت عینیہ بن حصن مسلمان ہو گئے تھے فتح مکہ کے وقت ▪ بھی اپنے قبیلہ کے لشکر کے ساتھ اللہ کے رسولؐ کے ساتھ شامل تھے غزوہ حنین کے مال غنیمت کے خمس سے اللہ کے رسول ﷺ نے جن افراد کو تالیف قلب کے لئے اونٹ دیئے تھے ان میں عینیہ بن حصن بھی شامل تھا۔

لیکن تبوک کے سفر کے بعد اس قبیلہ کے باقیماندہ افراد اپنے اسلام اور ایمان کا اقرار کرنے آئے تھے رسولؐ اللہ نے ارکان وفد سے ان کے علاقہ کے حالات کے بارے میں پوچھا تو ایک فزاری نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہمارے وطن میں قحط سالی ہے بارش نہ ہونے سے زمینیں خشک ہو گئی ہیں ہمارے مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور عیال بھوک سے مر رہے ہیں یا رسولؐ اللہ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے دعا فرمائیں"

اللہ کے رسولؐ نے ان کی مصیبت سنی تو آپؐ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔

◎ "اے اللہ اپنے شہروں اور مویشیوں کو سراب فرما
اپنی رحمت کو پھیلا دے اور مردہ شہر کو زندہ کر دے
اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب کر دے جو
مدد کرنے والی آرام پہنچانے والی
سرسبز و شاداب کرنے والی
مبارک ہو اور دور دور تک ہو
جلدی ہو دیر سے نہ ہو
نفع دینے والی ہو نقصان پہنچانے والی نہ ہو
اے اللہ ہمیں باران رحمت سے سیراب کر دے

نہ کہ باران عذاب
اور منہدم غرق اور مٹانے والی سے
اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب کر
اور ہمیں دشمنوں پر غلبہ دے"

بنو مرہ کی درخواست

بنو مرہ بھی بنو غطفان کی ایک اہم شاخ تھے بلکہ تیسری بڑی شاخ سمجھے جاتے تھے بنو مرہ بھی خندق کی آزمائش کے وقت قریش مکہ اور یہودیوں کے اتحاد میں شامل تھے بنو مرہ بنو فزارہ کے عم زاد تھے ہم وطن اور ہم نسل ہونے کے علاوہ ان کے اتحادی بھی رہے تھے انہی دنوں جب ان کے خطہ میں خشک سالی تھی بنو مرہ کا سردار حارث بن عوف تیرہ افراد کے ایک وفد کے ساتھ مدینہ منورہ آیا اور عرض کیا"یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ آپؑ کی قوم اور خاندان سے ہیں ہم لوی بن غالب کی اولاد ہیں"
رسولؐ اللہ نے تبسم فرمایا "تم نے اپنے متعلقین کو کہاں چھوڑا ہے؟"
حارث بن عوف نے عرض کیا"واللہ ہم قحط زدہ ہیں آپؐ ہمارے لئے اللہ سے دعا فرمائیں"
رسول اللہ ﷺ نے دعا کی "اے اللہ انہیں بارش سے سیراب کر"
وفد واپس جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ہر رکن وفد کو دس اوقیہ اور امیروفد کو بارہ اوقیہ چاندی انعام دیا جائے۔
وہ لوگ اپنے وطن واپس پہنچے تو معلوم ہوا بارش ہو چکی ہے اور بارش اسی روز ہوئی تھی جس روز اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی۔

بنو البکاء کیلئے فرمان

بنو البکاء کا بھی ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں 9 ہجری میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کرکے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اس وفد میں معاویہ بن ثور ان کا بیٹا بشر اور فجیع بن عبداللہ شامل تھے معاویہ بن ثور کی عمر ایک سو سال سے زیادہ تھی حضرت عبد عمرو بھی ان کے ساتھ آئے۔
بنو البکاء قبیلہ عامر بن صعصعہ کی ایک شاخ تھے۔ عامر بن صعصعہ عرب کے زور دار قبیلہ بنو

ہوازن کا اہم ترین گھرانہ تھے. عامر بن صعصعہ کے قریش مکہ کے ساتھ پرانے تعلقات تھے. ام المومنین حضرت زینبؓ بنت خذیمہ اور ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت حارث دونوں اس قبیلہ کی شاخ بنو ہلال کی بیٹیاں تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آنے سے پہلے مکہ کے قریش میں بیاہی ہوئی تھیں. رسولؐ اللہ کے چچا حضرت عباسؓ کی بیوی لبانہ صغریٰ اور حضرت خالدؓ بن ولید کی والدہ لبانہ کبریٰ بھی اسی قبیلہ سے تھیں. رسولؐ اللہ نے اس وفد کی مہمان نوازی کا حکم دیا.

معاویہ بن ثور نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں میں آپؐ کے جسم کو چھو کر برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں میرا بیٹا بشر میرے ساتھ نیکی کا سلوک کرتا ہے آپؐ اس کے چہرے پر اپنے دست مبارک سے مسح فرما دیں"

رسول اللہ ﷺ نے بشر بن معاویہ کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیر دیا اور ان کے لئے دعا کی اور انہیں سفید بھیڑیں انعام میں دیں.

فجیع کو آپؐ نے ایک فرمان عطاء فرمایا جو یہ تھا:

- "محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے
فجیع اور اس کے ان تابعین کے لئے
جو اسلام لائیں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس دیں نبی اور اس کے اصحاب کی مدد کریں اپنے اسلام پر گواہی دیں مشرکین کو چھوڑ دیں تو وہ اللہ اور محمدؐ کی امان میں ہیں"

بنو کلاب کی حاضری

بنو عامر بن صعصعہ کی ایک شاخ کا نام بنو کلاب تھا انہی دنوں میں بنو کلاب کا تیرہ افراد پر مشتمل وفد اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا وفد کے ارکان نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ضحاک بن سفیان ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور آپؐ کی سنت لائے اور ہمیں اسلام کی طرف دعوت دی جو ہم نے قبول کر لی. ضحاک بن سفیان نے ہمارے امراء سے زکوٰۃ وصول کی اور ہمارے فقراء کو واپس کر دی"

عامر بن صعصعہ کے بدبخت اور خوش بخت

عکاظ کے میلے میں جزیرہ نمائے عرب کے لوگ جمع ہوتے تو منادی کرنے والا منادی کیا کرتا تھا

"کسی کے پاس سواری نہیں تو وہ آئے ہم اسے سواری دیں گے کوئی بھوکا ہے تو ہم اسے کھانا کھلائیں گے اگر کوئی اپنے دشمنوں سے پریشان ہے تو آئے ہم اسے پناہ دیں گے" یہ منادی قبیلہ بنی عامر بن صعصعہ کا سردار عامر بن طفیل کرایا کرتا تھا وہ اپنے حسن اور شر و فساد کے لئے مشہور تھا جب لوگ گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہو رہے تھے تو اس کے قبیلہ والوں نے مشورہ دیا "تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں تم بھی اسلام قبول کر لو"

"میں نے تو قسم کھائی ہے کہ جب تک سارے عرب میری پیروی نہ کریں چین سے نہیں بیٹھوں گا اب میں قریش کے ایک فرد کی پیروی کروں گا؟" عامر نے جواب دیا۔

پھر وہ ایک وفد کے ساتھ مدینہ روانہ ہو گیا اس کے ساتھیوں میں اربد بن قیس، خالد بن جعفر، جبار بن سلمہ بھی تھے عامر نے اربد سے کہا "میں محمدؐ کو باتوں میں لگاؤں گا تم تلوار سے ختم کر دینا"

کسی نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ عامر بن طفیل آ رہا ہے"

آپؐ نے فرمایا "آنے دو اللہ نے اس کو ہدایت دینا ہو گی تو ہدایت پا لے گا"

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عامر نے کہا "ہمیں علیحدگی میں بات کا موقعہ دیں"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب تک تو خدائے احد پر ایمان کا اقرار نہ کرے تجھ سے تخلیہ میں بات نہیں ہو گی"

حسین و جمیل تو وہ تھا ہی محفل میں سب لوگ اس کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔

"اگر میں اسلام قبول کر لوں تو آپؐ مجھے کیا دیں گے؟" عامر نے پوچھا۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا "جو کام باقی مسلمان کرتے ہیں وہی تمہیں کرنا ہوں گے جو کچھ انہیں ملے گا وہی تمہیں ملے گا"

"اسے چھوڑیں کیا اپنے بعد آپؐ خلافت مجھے دیتے ہیں؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "خلافت تو میرے بس میں نہیں اللہ کے بس میں ہے جسے چاہے گا دے گا"

"کیا آپؐ کو منظور ہے کہ صحراؤں میں رہنے والوں پر میری اور شہر والوں پر آپؐ کی حکومت ہو؟"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "نہیں"

"پھر آپؐ مجھے دیں گے کیا؟"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "میں تمہیں ایک گھوڑ سوار دستہ دیتا ہوں اسے لو اور کفار کے خلاف جہاد کرو"

"اس وقت مجھے اس کی ضرورت نہیں" عامر بن طفیل نے جواب دیا "میں تو تم پر اتنے گھوڑے

اور سپاہی لاؤں گا کہ یہ زمین بھر جائے گی"
وہ اٹھ کر چلے گیا تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی "یا اللہ مجھے تو عامر بن طفیل سے بے نیاز کر دے"
راستہ میں عامر نے اربد سے پوچھا "تم نے محمدؐ پر وار کیوں نہ کیا؟"
"میں جب بھی ارادہ کرتا تھا تم سامنے آ جاتے تھے کیا تمہیں قتل کر دیتا؟" اربد نے جواب دیا۔
واپسی کے سفر میں عامر بن طفیل طاعون میں مبتلا ہو کر مر گیا۔
اربد قبیلے میں تو پہنچ گیا لیکن ایک روز اونٹ لئے جاتا تھا کہ آسمانی بجلی گری اور اونٹ سمیت اربد مر گیا۔ اس کے ماں جائے بھائی لبید نے اس کا طویل مرثیہ لکھا جس کا ایک شعر یہ ہے:

- "بجلی کی کڑک اور چمک نے
مجھے ایسے بھائی کا صدمہ دیا
جو میدان جنگ میں بڑا جابر اور صابر ہوتا تھا"

اس وفد میں اور لوگ بھی تھے ان میں سے عبداللہ الشخیر نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ آپؐ ہمارے سردار ہیں ہم پر کرم فرمائیں"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ کے سوا کوئی سردار نہیں شیطان تمہیں بہکا نہ دے"
علقمہ بن علاثہ اور ہوذہ بن خالد نے قرآن سن کر اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کر لی ہوذہ کے بیٹے اور برادر زادے بھی مسلمان ہو گئے علقمہ اور ہوذہ دونوں نے عکرمہ بن خَفصَہ کی طرف سے بھی بیعت کی۔

ہلال بن عامر کا وفد

قبیلہ عامر بن صعصعہ کی شاخ ہلال کا ایک وفد بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا وفد میں قبیلہ رویبہ کے عبد عوف بن اصرم ہلال کے زیاد بن عبداللہ اور قبیصہ بن المخارق بھی شامل تھے زیاد بن عبداللہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ قبیصہ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں نے اپنی قوم کی طرف سے قرض کی ضمانت دے رکھی ہے میری مدد فرما دیں۔"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "صدقات آئے تو تمہاری مدد کی جائے گی"
اللہ کے رسولؐ نے زیاد کو اپنے قریب بلایا اس کے لئے اللہ سے دعا کی اور اپنا دست مبارک اس کے سر پر پھیرتے ہوئے سامنے ناک تک لائے۔

گرجا والوں کا اسلام

بنو حنیفہ بڑے لڑاکا تھے وہ یمامہ کے زرخیز علاقہ میں رہتے تھے ان کا ایک بڑا سردار ثمامہ بن اثال تو کافی پہلے مسلمان ہو گیا تھا اور اس نے قریش مکہ کو غلہ کی فراہمی بھی بند کر دی تھی لیکن اس قبیلہ کی اکثریت ابھی تک بت پرست تھی 10 ہجری میں بنو حنیفہ کا ایک سترہ رکنی وفد اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا(10) رسول اللہ ﷺ نے انہیں رملہ بنت حارث کے مکان میں قائم مہمان خانہ میں ٹھہرایا ارکان وفد کی اچھی طرح مہمان نوازی کی گئی۔

وہ کئی روز تک مدینہ میں رہے وہ مسجد نبوی بھی جاتے تھے قرآن بھی سنتے تھے پھر انہوں نے اسلام قبول کر لیا واپس جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں پانچ اوقیہ چاندی فی کس انعام دینے کا حکم دیا انہوں نے عرض کیا ہمارا ایک ساتھی سامان کے پاس ہے رسول اللہ ﷺ نے اسے بھی انعام دینے کا حکم دیا۔

اس کا نام مسیلمہ تھا

جو آگے چل کر مسیلمہ کذاب کے نام سے مشہور ہوا

رسول اللہ ﷺ نے انہیں پانی کا ایک مشکیزہ بھی دیا اس میں آپؐ کے وضو کا بچا ہوا پانی تھا آپؐ نے فرمایا "واپس جا کر گرجا ختم کر دیں اور وہ جگہ اس پانی سے دھو کر مسجد بنا دیں"

انہوں نے واپس جا کر آپؐ کے حکم کی تعمیل کی۔

بنو سعد بن بکر نے بھی بت توڑ دیئے

ایک اونٹ سوار مدینہ آیا مسجد نبوی کے سامنے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کا گھٹنا باندھ کر مسجد میں داخل ہو گیا "تم میں عبدالمطلب کا بیٹا کون ہے؟"

صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کر دیا۔

وہ شخص رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہوا "اے صاحب میں آپؐ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں میرے انداز و سوال میں کرختگی ہو گی آپؐ اس پر ناراض نہ ہونا"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو"

"اے صاحب ہمارے پاس آپؐ کا ایک قاصد پہنچا اس نے ہمیں بتایا کہ آپؐ کے خیال میں اللہ نے آپؐ کو رسولؐ بنا کر بھیجا ہے" اس نے کہا۔

رسول ؐ اللہ نے فرمایا "اس نے سچ کہا"
آنے والے نے پوچھا "آپؐ کو قسم ہے اس خدا کی جس نے آسمان و زمین بنائے اور پہاڑ جمائے ہیں کیا واقعی اللہ نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ آپؐ ہمیں ان بتوں کی پوجا سے روک دیں جن کی عبادت ہمارے آباء و اجداد کرتے آئے ہیں اور ہمیں اللہ واحد کی عبادت کرنے کا حکم دیں؟"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے"
"یہ حکم بھی آپؐ کو اللہ نے دیا ہے کہ مالداروں سے مال لے کر غریبوں میں بانٹ دیں؟"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میرے رب نے ہی مجھے یہ حکم دیا ہے"
"قسم ہے تمہیں اس خدا کی جو تمہارا معبود ہے تم سے پہلے والوں اور آئندہ آنے والوں کا بھی معبود ہے کیا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ ہم ایک دن میں پانچ وقت نماز ادا کریں؟"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "خدا کے نام کے ساتھ کہتا ہوں' ہاں!"
پھر اس نے اللہ کے رسولؐ سے روزہ حج اور دیگر احکام کے بارے میں بھی اسی طرح سوال پوچھے اور اللہ کے رسول ﷺ نے اسی انداز میں جواب دیئے "اللہ کے نام کے ساتھ کہتا ہوں' ہاں"
اس نے اعلان کیا:

- "میں ضمام بن ثعلبہ ہوں
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں
اور میں یہ فرائض ادا کرتا رہوں گا
اور جن چیزوں سے آپؐ نے منع فرمایا ہے ان سے پرہیز کروں گا
اور میں ان میں نہ کوئی اضافہ کروں گا اور نہ کمی"

یہ کہہ کر ضمام بن ثعلبہ مڑا اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کر واپس روانہ ہو گیا۔
رسولؐ اللہ نے فرمایا "پٹوں والے نے اگر صدق دل سے یہ اعلان کیا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گیا"
ضمام بن ثعلبہ کے سر پر لمبے بال تھے۔
حضرت ضمام بن ثعلبہ کا تعلق قبیلہ بنو سعد بن بکر سے تھا جو ہوازن کی ایک شاخ تھی اور اس کے قبیلہ نے اسے اپنے نمائندہ کے طور پر مدینہ منورہ بھیجا تھا جب وہ واپس گیا تو اس کے قبیلہ کے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے "لات اور عزیٰ تو بہت ہی برے ہیں" ضمام نے کہا۔

قبیلہ والوں نے اسے ٹوکا "ضمام رک جاؤ ایسا نہ کہو برص اور جذام سے ڈرو تم پاگل ہو جاؤ گے۔"
ضمام نے جواب دیا "خدا کی قسم لات اور عزیٰ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی یہ کوئی نفع دے سکتے ہیں' لا ریب اللہ نے اپنا ایک رسولؐ بھیجا ہے اور اس پر کتاب نازل کی ہے اس (رسول) نے کتاب کے ذریعے تمہیں گمراہی سے نکالا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور میں محمد ﷺ کے پاس سے تمہارے لئے ■ بھی لایا ہوں جس کا انہوں نے تمہیں حکم دیا ہے اور وہ بھی لایا ہوں جس سے انہوں نے تمہیں منع کیا ہے"
پھر حضرت ضمامؓ بن ثعلبہ نے اپنے قبیلہ کے سارے بت توڑ پھوڑ دیئے اور شام ہونے سے پہلے پہلے اس کے قبیلہ کے سارے مرد و زن مسلمان ہو گئے(11) انہوں نے اپنے مقامات میں مسجدیں بنائیں اور نمازیں ادا کرنے لگے۔

بنو عقیل کا قبول اسلام

بنو عقیل بن کعب کے تین الگ الگ وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے پہلے وفد میں ربیعہ بن معاویہ' مطرب بن عبداللہ اور انس بن قیس شامل تھے انہوں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور رسولؐ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کی خود بیعت کرنے کے بعد انہوں نے ان کے گھرانوں کے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے ان کی طرف سے بھی بیعت کی رسول اللہ ﷺ نے انہیں مقام عقیق بنی عقیل کی زمین عطا کر دی اس زمین پر باغات تھے اور پانی کے چشمے تھے رسول اللہ نے انہیں ایک فرمان بھی لکھوا دیا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یہ سند محمد رسولؐ اللہ نے ربیع مطرب اور انس کو عطا فرمائی ہے
انہیں عقیق کی زمین اس وقت تک دی جاتی ہے
جب تک یہ نماز پر قائم رہیں زکوٰۃ ادا کریں اور اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہیں۔"

لقیط بن عامر اسی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا وہ بھی اپنی قوم کے نمائندے کی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی رسولؐ اللہ نے پانی کا چشمہ نظیم اسے عطا کر دیا۔

بنو عقیل بن کعب کے ابو حرب بن خویلد اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو

آپؐ نے اسے اسلام کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا اس نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ رسولؐ اللہ نے اسے بھی عقیق میں زمین عطا کر دی اس کا بھائی عقال آیا تو رسولؐ اللہ نے اسے بھی اسلام کی دعوت دی اس نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

بنو جعدہ کے الرقاد نے اسلام قبول کیا تو رسولؐ اللہ نے اسے بھی فلج کے مقام پر ایک جائیداد کا فرمان عطا کر دیا۔

بنی قشیرہ کی سب حاجتیں پوری ہو گئیں

بنی قشیرہ کے وفد میں ثور بن عروہ حیدہ بن معاویہ اور قرہ بن ہبیرہ شامل تھے رسولؐ اللہ نے ثور اور حیدہ کو ایک قطعہ زمین عطا کر دیا اور فرمان لکھ دیا قرہ کو الگ سے جائیداد عطا کر کے اپنی چادر اوڑھائی اور اس قوم سے زکوٰۃ وصول کرنے پر متعین کر دیا اس نے کہا:

- "وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو
  آپؐ نے کبھی ختم نہ ہونے والا فیض عطا کیا
  رسول اللہ ﷺ کے لطف و کرم سے
  اس کی سب حاجتیں پوری ہو گئیں"

شاہراہ ریشم والوں کا اسلام

بحیرہ احمر کے مشرقی کنارے کے ساتھ ساتھ مکہ سے کدید تک جزیرہ نمائے عرب کی شاہراہ ریشم پر آباد قبائل کو عام طور پر مغربی قبائل کہا جاتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ان قبائل کے علاقے اور چراگاہیں مکہ اور مدینہ کے مغرب کی سمت میں آتے تھے اس خطہ کے قبائل کا کلچر جزیرہ نمائے عرب کے باقی حصوں میں رہنے والے قبائل سے کچھ مختلف تھا اس کی بڑی وجہ وہ شاہراہ تجارت تھی جو ان کے علاقہ سے گزرتی تھی جس کے ذریعے یمن کا اور یمن کی بندرگاہوں پر اترنے والا مال تجارت شام اور آگے یورپ کی طرف جاتا تھا ان قبائل کے مالی مفادات اس تجارت سے وابستہ تھے وہ اپنے علاقوں سے گزرنے والے مال تجارت پر محصول وصول کیا کرتے تھے۔ یہ مال لے جانے والے تجارتی قافلوں کو اپنے اپنے علاقہ سے حفاظت سے گزارنے کے لئے محافظ فراہم کیا کرتے تھے جس سے انہیں کافی آمدنی ہوتی تھی یہ تجارتی راستہ جزیرہ نمائے عرب کی زمانہ قدیم سے شاہراہ ریشم چلا آتا تھا تجارتی قافلوں کی آمد و رفت کے لئے انہیں پر امن حالات

کی ضرورت ہوتی تھی لہٰذا ان قبائل کی بدو آنہ اور جنگجو آنہ صلاحیتیں تجارتی راستے پر امن قائم رکھنے کے لئے استعمال ہوتی تھیں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے زمانہ میں مکہ سے آگے شام تک مال تجارت لے جانے اور لانے پر مکہ کے قریش کی اجارہ داری تھی اس وجہ سے ان قبائل کے مکہ کے قریش کے ساتھ گہرے تعلقات تھے مذہبی حوالہ سے یہ قبائل مدینہ کے اوس اور خزرج سے زیادہ قریب تھے اوس اور خزرج منات کے بت کی پوجا کیا کرتے تھے اور منات کا مندر اس علاقہ میں تھا اس علاقہ کے دو بڑے قبیلوں جہینہ اور مزینہ کے اوس اور خزرج کے ساتھ سیاسی اور دوستی کے معاہدے بھی تھے اس لئے جب مدینہ کے اوس اور خزرج نے اسلام قبول کر لیا اور اللہ کے رسول ﷺ کی ہجرت کے بعد مدینہ مرکز اسلام بن گیا تو ان مغربی قبائل نے دوسروں کی نسبت غیر جانبداری کی پالیسی پر عمل کیا ایسا کرنا ان کے مذہبی' سیاسی اور مالی مفادات کے تحفظ کے لئے ضروری تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد مدینہ کا خوفزدہ قبائلی معاشرہ دینی اور ریاستی نظم کا پابند ہو گیا مکہ اور دیگر علاقوں کے مسلمان مدینہ میں جمع ہو گئے اللہ کے رسول ﷺ اس نئی ریاست کے دینی اور دنیاوی امور میں امام تسلیم کر لئے گئے تو ان قبائل کے پڑوس میں ایک نئی قوت وجود میں آ گئی اوس اور خزرج جو ان کے قدیمی سیاسی اور مذہبی اتحادی تھی اس نئی قوت کا حصہ بن گئے ان قبائل کے ایک طرف مکہ کے قریش کی طاقت تھی اور دوسری طرف ریاست مدینہ تھی ان کے مالی اور سیاسی مفادات کا تقاضا تھا کہ وہ ان دونوں طاقتوں سے بنا کر رکھیں اور قریش کی اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ لڑائی میں فریق نہ بنیں ابتداء میں ان قبائل نے اسی پالیسی پر عمل کرنے کی کوشش کی تجارت اور مال تجارت سے ریاست مدینہ کے مفادات بھی وابستہ تھے ان مفادات کے تحفظ اور مکہ کے قریش کو اپنے وجود اور قوت کا احساس دلانے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے اس شاہراہ کی طرف گشتی پارٹیاں بھیجنا شروع کیا تو ان قبائل کو ریاست مدینہ کے ساتھ دوستی اور غیر جانبداری کے معاہدے کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اللہ کے رسولؐ بھی چاہتے تھے کہ یہ قبائل اس لڑائی میں غیر جانبدار رہیں چنانچہ آپؐ نے ہجرت کے بعد جو ابتدائی زمانہ میں غیر جانبداری یا دوستی کے معاہدے کئے وہ انہی قبائل کے مختلف افراد اور گروہوں کے ساتھ کئے گئے تھے یہ قبائل ریاست مدینہ کے پڑوسی تھے باہمی میل جول اور آمد رفت سے ان کے افراد اور گروہ نئی ریاست معاشرے اور امت کا قریب سے مشاہدہ کر کے اسلام میں داخل ہونے لگے اور ریاست کی قوت بنتے گئے مہاجرین اور انصار کے بعد مسلمانوں کے جس

طبقہ نے اسلامی ریاست اور اسلامی امت کے قیام اور ارتقاء اور تکمیل میں سب سے زیادہ حصہ لیا اس کا تعلق انہی قبائل سے تھا۔

بنو غفار اور اسلام

بنو غفار حضرت ابوذرؓ غفاری کا قبیلہ تھا اور اسی تجارتی شاہراہ پر مکہ اور مدینہ کے درمیان آباد تھا قبیلہ بنوضمرہ کی اس ذیلی شاخ میں اسلام حضرت ابوذرؓ غفاری کے مسلمان ہونے کے ساتھ ہی فروغ پانے لگا تھا حضرت ابوذرؓ مکہ میں اللہ کے رسولؐ کے کھلی تبلیغ کے زمانہ میں اسلام لائے تھے ان کے بھائی انیس غفاری بھی ان کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئے تھے پھر بنو غفار رسولؐ اللہ ﷺ کی ہجرت کے تھوڑا ہی عرصہ بعد سارے مسلمان ہو گئے تھے اور رسولؐ اللہ نے ان کے لئے فرمان لکھوایا تھا۔

- ”یہ لوگ مسلمان ہیں ان کے بھی وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ہیں ان پر وہی واجب ہے جو مسلمانوں پر واجب ہے نبی نے ان کے جان و مال پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ذمہ دار بنایا ہے جو شخص ان کے ساتھ ظلم کی ابتدا کرے گا اس کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی نبی انہیں مدد کے لئے بلائیں تو یہ آپؐ کا حکم مانیں گے ان کے لئے آپؐ کی مدد کرنا لازمی ہے سوائے اس کے جو (ان میں سے آپؐ سے) دینی جنگ کرے (یعنی مرتد ہو جائے) اس کے لئے اس معاہدے کی پابندی لازم نہیں ہو گی“

بنو غفار کے بعض لوگ ہجرت کر کے مدینہ میں بھی رہے وہ خیبر کی جنگ میں بھی شامل تھے فتح مکہ کے لشکر میں ان کے چار سو مجاہدین شامل تھے ▪ تبوک کے لئے لشکر میں بھی شامل ہوئے۔

بنو اسلم کی درخواست

بنو اسلم پڑوسی تھے بنو غفار کے بنو اسلم میں اسلام نے حضرت ابوذرؓ غفاری کی تبلیغ سے فروغ پایا۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے وقت بنو اسلم کا آدھا قبیلہ مسلمان ہو چکا تھا۔ بنو اسلم کے وفد کے رئیس حضرت عمیرہ بن افصی تھے انہوں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ ہم اسلام لائے آپؐ کے طریقے کی پیروی کی ہے آپؐ ہمارا مرتبہ مقرر کر دیں تا کہ عرب میں ہماری فضیلت قائم ہو جائے ہم انصار کے بھائی ہیں اور ہمارے ذمہ بھی تنگی اور

فراخی کی حالت میں آپؐ کی وفاداری اور مددگاری ہے"
تنگی اور فراخی کے حالت میں رسولؐ اللہ سے وفاداری اور آپؐ کی مدد کرنا اس عہد کا حصہ تھا جو انصار مدینہ نے بیعت عقبہ کے وقت کیا تھا بنو اسلم نے اسی عہد کی طرف اشارہ کیا تھا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بنو اسلم کو خدا سالم رکھے اور غفار کی مغفرت کرے"
بنو اسلم کے لئے آپؐ نے فرمان لکھوایا۔

"ان لوگوں میں سے جو ایمان لائے نماز قائم کرے زکوٰۃ ادا کرکے اللہ کے دین میں خلوص اختیار کرے اس کی ظالم کے خلاف مدد کی جائے گی جب نبی ﷺ انہیں مدد کے لئے بلائیں تو آپؐ کی مدد کرنا ان پر لازم ہو گا ان کے دیہاتیوں کے بھی وہی حقوق ہیں جو ان کے شہریوں کے ہیں یہ جہاں چاہیں ہجرت کر سکتے ہیں"
یعنی صحراؤں اور آبادیوں میں جہاں چاہیں رہیں۔
فتح مکہ کے وقت بنو اسلم کے چار صد افراد رسول اللہ ﷺ کے لشکر میں شامل تھے۔

جہینہ سے معاہدہ

بنو جہینہ ینبوع کے گرد و نواح میں آباد تھے رسول اللہ ﷺ کے یکم ہجری میں ینبوع کے سفر کے وقت بنو جہینہ نے آپؐ کی خدمت میں ایک وفد بھیجا تھا۔ آپ نے پوچھا "تم کون لوگ ہو؟"

انہوں نے جواب دیا "ہم بنی غیان ہیں"
غیان کا مطلب ہے باغی انہوں نے اپنے کو باغی یا سرکش کی آل بتایا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "نہیں تم رشدان ہو"
رشدان کا مطلب ہے' ہدایت والے
رسول اللہ ﷺ نے معاہدہ کی دستاویز لکھوا دی۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قبیلہ جہینہ کے جان و مال کو تحفظ حاصل ہو گا
حملہ اور زیادتی کرنے والے کے مقابلہ میں ان کی مدد کی جائے گی۔
جو لڑائی ان میں آپس میں ہو یا مذہبی ہو اس میں ان کی مدد لازم نہیں ہو گی
ان کے قرب و جوار میں رہنے والے نیک لوگوں کے بھی وہی حقوق ہوں گے جو جہینہ

کے ہیں"

اس کے بعد جہینہ میں اسلام فروغ پانے لگا تو جہینہ اور ان کی ذیلی شاخ بنی الحرقہ کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمان لکھوایا۔

- "ان میں سے جو اسلام لائے نماز قائم کرے زکوٰۃ دے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے مال غنیمت میں سے خمس اور نبیؐ کا حصہ ادا کرے اپنے اسلام پر گواہی دے مشرکین سے الگ رہے تو وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی امان میں ہے مسلمانوں میں سے جس کسی کا کوئی قرض ان میں سے کسی کے ذمہ ہو گا اس کی صرف اصل رقم دلائی جائے گی رہن کا سود باطل ہو گا پھلوں کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہو گی جو شخص ان میں شامل ہو گا اس کے حقوق بھی ان جیسے ہوں گے"

جہینہ کا سارا قبیلہ ہجرت رسولؐ کے دو تین سال بعد ہی مسلمان ہو گیا تھا فتح مکہ کے وقت اسلامی لشکر میں جہینہ کے مجاہدین کی تعداد آٹھ سو تھی۔

بنو ضمرہ کا عہد

مغربی قبائل میں سے بنو ضمرہ نے صفر 2 ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ سے غیر جانبداری کا معاہدہ کیا تھا(12) اس معاہدے کے اہم نکات اس طرح تھے:

- " بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
  محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنی ضمرہ کیلئے
  ان لوگوں کے جان اور مال کو تحفظ ہو گا
  اگر کوئی ان پر حملہ کرے تو اس کے مقابلہ میں ان کی مدد کی جائے گی
  ان لوگوں پر لازم ہو گا کہ یہ ہمیشہ پیغمبر کی مدد کرتے رہیں
  اور جب خدا کا پیغمبر انہیں مدد کے لئے بلائے تو مدد دیں
  مگر مذہبی جنگوں میں مدد دینا ضروری نہیں ہو گا
  یہ لوگ جب تک اپنے عہد پر قائم رہیں ان کی مدد کی جائے گی
  اس معاہدے پر اللہ اور اس کے رسولؐ کی ذمہ داری ہے۔"

اس تحریر سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہجرت کے ایک ہی سال بعد ریاست مدینہ سے تحفظ اور مدد کے عہد کرنا ضروری سمجھا جانے لگا تھا بنو ضمرہ کی طرف رسول اللہ ﷺ نے کبھی کوئی مہم نہیں

بھیجی تھی۔ 3 ہجری تک بنو ضمرہ کے بیشتر لوگ اسلام قبول کر چکے تھے (13)

مزینہ کے مہاجرین

مزینہ پڑوسی تھے جہینہ کے لیکن یہ دونوں قبیلے آپس میں حریف بھی تھے جنگ بعاث میں مزینہ نے اوس کے ساتھ مل کر مدینہ کے خزرج کے خلاف لڑائی کی تھی تو جہینہ خزرج کے ساتھ مل کر اوس اور مزینہ کے خلاف لڑے تھے مدینہ کے اوس کے اتحادی مزینہ کے دو افراد وہب بن قیس اور ان کا بھتیجا حارث بن عقبہ بن قیس جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے والوں کو روکتے ہوئے شہید ہو گئے تھے اور حضرت عمران دونوں کے ذوق و شوق شہادت سے اتنا متاثر ہوئے تھے کہ وہ کہا کرتے تھے۔ "میری خواہش ہے مجھے بھی ویسی موت ملے جیسے مزینوں کو نصیب ہوئی تھی"

جنگ اُحد شوال 2 ہجری میں لڑی گئی تھی رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے پانچویں سال رجب میں مزینہ کے چار صد افراد مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے وہ اسلام قبول کرنے کے علاوہ اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کی خاطر اپنا قبیلہ اور علاقہ بھی چھوڑ آئے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم لوگ اپنے مال و متاع کی طرف واپس چلے جاؤ تم جہاں ہو وہیں مہاجر ہو"

اس قبیلے کا ایک دس رکنی وفد خزاعی بن عبد نہم کی قیادت میں اللہ کے رسول کی خدمت میں پیش ہوا ارکان وفد میں بلال بن الحارث، نعمان بن مقرن، ابو اسماء، اسامہ، عبداللہ بن بروہ، عبداللہ بن دُرّہ اور بشر شامل تھے۔ ایک روایت کے مطابق دُکین ابن سعید اور عمرو بن عوف بھی اس وفد کے ساتھ تھے ارکان وفد نے اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے اللہ کے رسول ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی رسولؐ اللہ کے حکم پر حضرت حسانؓ بن ثابت نے مزینہ کے بارے میں ایک نظم کہی جس کے بعد سارے مزینہ قبیلہ نے اسلام قبول کر لیا فتح مکہ کے روز مزینہ کے لشکر کا جھنڈا حضرت خزاعی کے پاس تھا اور اللہ کے رسول ﷺ کے لشکر کا ہر دسواں آدمی مزینہ قبیلہ سے تھا۔

دوس میں اسلام

دوس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ تھا۔ دوس قبیلہ ازد شنوہ کا ایک خاندان تھے اور جزیرہ نمائے

عرب کی شاہراہ ریشم پر آباد تھے بنو سعد بن بکر دوس کے عم زاد تھے دوس کے سب سے پہلے مسلمان حضرت معیقب بن ابی فاطمہ تھے۔ حضرت طفیل بن عمرو دوسی کے قبول اسلام کا واقعہ تو بہت معروف ہے جب قریش مکہ نے انہیں رسول اللہ ﷺ سے دور رکھنے کی کی پوری کوشش کی تھی اور ■ قرآن سن کر مسلمان ہو گئے تھے اور اپنے قبیلہ میں واپس جا کر اسلام کی تبلیغ کرنے لگے تھے اس تبلیغ میں ان کے فرزند حضرت عمرو بن طفیل دوسی بھی شامل رہے۔ حضرت معیقب اپنے قبیلہ کے مسلمانوں کے ایک وفد کے ساتھ 7 ہجری میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے حضرت طفیل بن عمرو دوسی بھی اسی سال اسی افراد کے ایک وفد کے ساتھ مدینہ کے لئے نکلے اور خیبر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے حضرت ابو ہریرہ بھی اسی وفد میں شامل تھے اور خیبر سے رسولؐ اللہ کے ساتھ ہی واپس مدینہ آئے تھے وفد کے ایک رکن عبداللہ بن اُزیہر نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میری قوم میں مجھے شرف و مرتبہ حاصل ہیں آپؐ مجھے ان پر امیر مقرر فرما دیں؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے دوسی بھائی اسلام غربت سے شروع ہوا اور غریب ہی ہو جائے گا جو اللہ کی تصدیق کرے گا نجات پائے گا جو اور کسی طرف مائل ہو گا برباد ہو جائے گا تمہاری قوم میں سب سے بڑے ثواب والا وہ شخص ہے جو صدق میں سب سے بڑا ہو اور عنقریب حق باطل پر غالب آ جائے گا"

کنانہ کے مسلمان

جن دنوں رسول اللہ ﷺ تبوک کی تیاری کر رہے تھے ایک شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے پوچھا "کون ہو؟ تمہیں کیا چیز مدینہ لائی ہے اور تم کیا حاجت لے کر آئے ہو؟"

اس شخص نے بتایا کہ ■ قبیلہ کنانہ سے ہے نام واثلہ بن الاسقع ہے اسلام قبول کرکے بیعت کی غرض سے حاضر ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بیعت کر لیا پھر وہ شخص اپنے قبیلہ کی طرف گیا اور سامان سفر تیار کرکے واپس مدینہ منورہ آ گیا اس کے آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ روانہ ہو چکے تھے۔ اس نے کہا "جو کوئی مجھے اپنی سواری پر لے چلے گا مال غنیمت میں میرا حصہ بھی اسی کا ہو گا"

حضرت کعب بن عجرہ ابھی روانہ نہیں ہوئے تھے انہوں نے اسے ساتھ لے لیا اور باری باری سواری کرتے ہوئے وہ لشکر اسلام سے جا ملے رسول اللہ ﷺ نے اسے بھی حضرت خالدؓ بن

ولید رضی اللہ عنہ کے دستہ میں شامل کرکے اکیدر کی طرف بھیج دیا واپس آکر حضرت واثلہ نے اپنے حصہ کا مال غنیمت حضرت کعب کو پیش کر دیا۔

حضرت کعب نے کہا "یہ سب آپ کا ہے میں نے تو اللہ کے لئے آپ کو ساتھ سوار کیا تھا"

کنانہ سے ہی ایک اور وفد آیا اس میں بنی عبد بن عدی کے حارث بن اُہبان، عویمر بن الاخرم، حبیب بن مُلتہ، ربیعہ بن مُلتہ اور ان کی قوم کی ایک جماعت شامل تھی۔ انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

مجوسیوں کے حلقہ میں اسلام کا فروغ

عرب قبائل کا ایک گروپ تھا جو خلیج فارس کے کناروں اور دجلہ و فرات کے علاقہ میں حیرہ تک کی جزیرہ نمائے عرب کی مشرقی پٹی پر آباد تھا ان قبائل میں سے زیادہ کا تعلق قبیلہ ربیعہ سے تھا لیکن وہاں پر ازدعمان اور مہرہ بھی تھے جن کا نسبی تعلق جنوبی عرب کے قبائل سے تھا یہ قبائل چونکہ وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے تھے اس لئے آپس میں وہ سیاسی طور پر اس طریقہ سے متحد اور مربوط نہیں تھے جس طرح نجد کے قبائل مربوط تھے ان میں سے کچھ قبائل ایران کے زیر اثر رہنے کی وجہ سے ایرانیوں کے ہم مذہب تھے بعض عیسائی بھی تھے اور کچھ بت پرست تھے اس لئے اس مشرقی پٹی کے قبائل میں آپس میں کوئی مذہبی اتحاد بھی نہیں تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ آنے والے قبائل کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے تو اس پٹی کے ساتھ آباد قبائل میں سے ایک بنی شیبان بن ثعلبہ کے ایک سردار مثنیٰ بن حارثہ نے حضورؐ کو بتایا تھا "ہم ایسی جگہ رہتے ہیں جہاں ہمیں دو رکاوٹوں کا سامنا ہے ایک تو پہاڑ اور عرب کی زمین ہے دوسرا کسریٰ کی نہروں والا ایران کا علاقہ ہے اور کسریٰ نے ہم سے عہد لے رکھا ہے کہ ہم نہ تو خود معمول سے ہٹ کر کوئی نیا کام کریں گے اور نہ ہی ایسا کام کرنے والے کسی اور کو اپنے ہاں جگہ دیں گے آپؐ جس چیز کی طرف بلا رہے ہیں شاید وہ بادشاہوں کو گوارا نہ ہو جہاں تک بلاد عرب کا تعلق ہے اس میں ہمارا عذر بھی قبول کر لیا جاتا ہے اور قصور معاف کیا جا سکتا ہے اگر آپؐ چاہتے ہیں کہ عرب کے مقابلے میں ہم آپؐ کی حمایت کریں تو یہ ہم کر سکتے ہیں لیکن فارس کے مقابلہ میں یہ ہمارے بس کی بات نہیں"

رسولؐ اللہ نے اس کی بات سن کر فرمایا تھا "تم نے سچ کہہ کر برا نہیں کیا لیکن جو کوئی اللہ کے دین کے غلبہ کے لئے اٹھتا ہے وہ کوئی استثناء نہیں کیا کرتا وہ تو ہر طرف سے اس کی حمایت کرتا ہے"

آپؐ نے ان سے فرمایا تھا "تم لوگ ذرا صبر کرو تو اللہ فارس والوں کا ملک اور مال تمہیں عطا کر دے گا اور ان کی بیٹیاں تمہارے تصرف میں دے گا"
پھر آپؐ نے بنی شیبان کے سرداروں سے پوچھا تھا "کیا تم اللہ کی تسبیح و تقدیس کرو گے؟"
تو ان کی طرف سے نعمان بن شریک نے جواب دیا تھا "قریشی بھائی یہ بات آپؐ کی ہم نے مانی"
یہ تھی وہ سیاسی اور ذہنی صورت احوال جس سے مشرقی پٹی پر آباد قبائل دو چار تھے لیکن جب اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی اس پیش گوئی کے پوری ہونے کے لئے سازگار حالات پیدا کر دیئے جو کئی سال پہلے آپؐ نے بنی شیبان کے سرداروں کو گواہ بنا کر کی تھی تو کسریٰ کی نہروں والے علاقہ میں آباد عرب قبائل اور اس سے ملحق بلاد عرب کے باسی قبائل بھی اسلام کے دائرہ میں داخل ہونا شروع ہو گئے اور کوئی کسریٰ یا اس کی نہریں ان کے لئے رکاوٹ نہ بنے۔

بنی شیبان مدینہ میں

بنی شیبان قبیلہ وائل بن ربیعہ کی ایک شاخ تھے اور کسریٰ کی نہروں والے علاقہ کے باسی تھے اور اس قبیلہ کے وہی سردار مثنیٰ بن حارثہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے تھے وہ 9 ہجری میں اپنے قبیلہ کے وفد کے ساتھ مدینہ آئے تھے(14) انہی حضرت مثنیؓ بن حارثہ نے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایران پر حملہ کے لئے پہلے خط لکھا تھا اور پھر خود مدینہ حاضر ہو کر اجازت مانگی تھی اور اجازت مل جانے پر اپنے سارے قبیلہ کو مسلمان کرنے کے بعد ایرانیوں پر حملہ کر دیا تھا۔ خلیفہ اول نے حضرت خالدؓ بن ولید کو بعد میں ان کی مدد کے لئے بھیجا تھا اور مثنیٰ کو لکھا تھا کہ وہ خالد کی ماتحتی میں جہاد جاری رکھیں ایران کے خلاف لڑائیوں میں وہ حضرت خالدؓ کے دست راست رہے جب حضرت خالدؓ بن ولید کو شام کے محاذ پر بھیج دیا گیا تو انہوں نے عراق کے انتظامات حضرت مثنیؓ بن حارثہ کے سپرد کر دیئے تھے اس کے بعد بھی حضرت ابوعبیدؓ کی کمان میں انہوں نے ایرانیوں کے خلاف سب لڑائیوں میں حصہ لیا تھا(15) اللہ کے رسولؐ سے پہلی ملاقات میں قرآن نے ان کے دل پر اثر کیا اور اسلام نے جگہ بنا لی تھی اور حالات سازگار ہوتے ہی وہ اسلامی ریاست کی قوت کا حصہ بن گئے تھے۔
بنی شیبان کا ایک اور وفد بھی اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس وفد کے رئیس حریث بن حسان شیبانی تھے۔
بنو شیبان کا وفد مدینہ پہنچا تو آسمان پر تارے جاگ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں

صبح کی نماز پڑھا رہے تھے نماز مکمل ہوئی تو رئیس وفد حریث بن حسان شیبانی نے سلام عرض کیا اور اللہ کے رسول ﷺ کے دست مبارک پر اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی. حضرت حریث بن حسان بکر بن وائل کے بھی نمائندہ تھے بیعت کے بعد انہوں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہمارے اور بنو تمیم کے درمیان ایک فرمان عطا کردیں کہ دھنا کے خطہ میں مسافر اور پڑوسی کے علاوہ کوئی اور داخل ہو کر ہماری طرف نہیں آئے گا"

رسول اللہ ﷺ نے لکھنے والے کو حکم دیا کہ وہ اس سلسلہ میں تحریر لکھ دے.

نمازیوں میں سے ایک خاتون نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ دھنا لکھ دینے کے بارے میں حریث کی درخواست انصاف پر مبنی نہیں. دھنا میں تو آپؐ کے لئے بھی اونٹ روکنے (قیام کرنے) کی جگہ ہے اور وہ بکریاں چرانے کی چراگاہ ہے بنو تمیم کے لوگ بھی اس کے ساتھ ہی رہتے ہیں"

رسولؐ اللہ نے تحریر لکھنے والے سے فرمایا "مت لکھو مسکینہ کی بات درست ہے مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور پانی اور درخت دونوں کے لئے ہیں اور فتنہ انگیز کے مقابلہ میں مسلمان ایک دوسرے کے مددگار ہیں"

حریث نے خاتون سے کہا "تمہارا باپ نہ رہے دھنا میں تمہارا کیا حصہ ہے؟"

اس عورت نے جواب دیا "وہ میرے اونٹ روکنے کی جگہ ہے اور تم اسے اپنی بیوی کے اونٹ کے لئے مانگ رہے ہو"

حریث نے کہا "رسولؐ اللہ کو گواہ بنا کر میں اعلان کرتا ہوں کہ زندگی بھر میں تمہارا بھائی رہوں گا کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے تم نے میری مدد کی ہے"

اس خاتون کا نام قیلہ بنت مخرمہ تھا اور وہ بھی بنو شیبان کے وفد کے ساتھ ہی رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی اس کا خاوند حبیب بن ازہر بنی جناب سے تھا جو فوت ہو چکا تھا اس کا بیٹا بھی خیبر میں بخار سے فوت ہو گیا تھا اس نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو اس کے دیور نے اس کی دونوں بیٹیاں چھین لی تھیں.

رسول اللہ ﷺ نے قیلہ اور اسکی بیٹیوں کے لئے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر فرمان لکھوایا.

- "ان کے حق میں نہ ظلم کیا جائے نہ ہی انہیں نکاح پر مجبور کیا جائے
  ہر مومن مسلمان ان کا مددگار ہے
  اور خواتین بھی اچھائی کریں برائی نہ کریں"

بنو شیبان بنو تمیم کے پڑوسی تھے.

بکر بن وائل کا فخر

بکر بن وائل کے وفد میں عبداللہ بن مرثد حسان بن حوط' بشیر بن الخصاصیتہ شامل تھے. بکر بن وائل بھی قبیلہ وائل بن ربیعہ کی شاخ تھے حسان کی اولاد کو ہمیشہ اس پر فخر رہا کہ ان کے والد اپنے قبیلہ کے قاصد کی حیثیت میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ان میں سے کسی نے کہا.

"میں اس حسان بن حوط کا فرزند ہوں
جو سارے بنو بکر کی طرف سے
اللہ کے نبی کے پاس گیا تھا"

بنو تغلب کو امان مل گئی

بنی تغلب کا علاقہ مدینہ سے بہت دور حیرہ کے قریب تھا یہ بھی وائل بن ربیعہ کا ایک ذیلی قبیلہ تھے اس قبیلہ کے کچھ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے مگر کچھ عیسائی بھی تھے ان کا جو سولہ رکنی وفد مدینہ آیا اس میں قبیلے کے عیسائی اور مسلمان دونوں شامل تھے اس وفد کو بھی رملہ بنت حارث کے مکان میں واقعہ مہمان خانہ میں ٹھہرایا گیا رسولؐ اللہ نے اس قبیلہ کے عیسائیوں کو اس شرط پر امان دے دی کہ وہ اپنی اولاد کو عیسائی نہیں بنائیں گے آپؐ نے وفد کے مسلمان ارکان کو انعامات دے کر رخصت کیا.

بنو تغلب کے عیسائیوں نے ریاست مدینہ کو جزیہ دینے کا معاہدہ کر لیا تھا اور ذمی بن گئے تھے(16) جزیہ کی شرح اس سے دوگنی مقرر کی گئی تھی جس شرح سے مسلمان زکوٰۃ دیتے ہیں.

عبدالقیس اور اسلام

عبدالقیس قبیلہ ربیعہ کی طاقتور شاخ تھے عبدالقیس میں سب سے پہلے مسلمان حضرت الاشج اور ان کے بھانجے عمرو بن عبدالقیس تھے ■ دونوں رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے اور اپنے قبیلے میں اسلام کی تبلیغ کرتے رہے تھے جزیرہ نمائے عرب میں مسجد نبوی کے بعد جس مسجد میں جمعہ کی نماز شروع ہوئی وہ عبدالقیس کی مسجد تھی جو جواثی کے مقام پر بنائی گئی. صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں عبدالقیس کا تقریباً" پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا تھا(17) یہ ایرانیوں کے پڑوسی تھے اور بحرین کا عرب حکمران منذر بن ساویٰ بھی اسی قبیلہ عبدالقیس سے

تعلق رکھتا تھا جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد ایک مکتوب بھی ارسال فرمایا تھا۔ منذر بن ساویٰ خود بھی مسلمان ہو گیا اور اس کی تبلیغ سے اس کے زیر اثر عرب قبائل نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا کچھ ایرانی بھی مسلمان ہو گئے تھے جو مسلمان نہیں ہوئے تھے ■ ریاست مدینہ کو جزیہ دیتے تھے کسی علاقہ سے زکوٰۃ اور جزیہ کی جو پہلی رقم مدینہ آئی تھی وہ منذر بن ساویٰ نے ہی جمع کی تھی اور فتح مکہ کے بعد حضرت علاء بن حضرمی ■ رقم مدینہ لائے تھے۔

فتح مکہ کے بعد عبدالقیس کا ایک بیس رکنی وفد رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا رسولؐ اللہ نے حاکم بحرین کو لکھا تھا کہ بیس افراد کو مدینہ بھیجا جائے اس وفد کے رئیس عبداللہ بن عوف الاشج تھے ان کے ساتھ الاشج کے بھانجے منقذ بن حیان بھی تھے وفد میں ایک عیسائی عالم بھی تھا اس کا نام جارود تھا اس نے رسولؐ اللہ کے حضور جو اشعار پڑھے وہ اس طرح تھے۔

○ "اے ہدایت والے نبی
یہ لوگ وسیع سراب
اور جنگلات عبور کر کے
آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں"

وفد مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے جسموں پر سفر والا لباس ہی تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم میں عبدالاشج کون ہے؟"

عبداللہ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں عبدالاشج ہوں"

عبداللہ بن عوف الاشج نہ حسین تھے نہ جمیل۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "آدمی کی چمڑی سے کونسی کھال بنانا ہوتی ہے ضرورت تو اس کی دو سب سے چھوٹی چیزوں دل اور زبان کی ہوتی ہے' اے عبداللہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں"

عبداللہ نے پوچھا "یا رسولؐ اللہ وہ کونسی خصلتیں ہیں؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "حلم اور وقار"

عبداللہ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ یہ خصوصیات مجھ میں پیدا ہو گئی ہیں یا پیدائشی ہیں"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "تمہاری تخلیق ہی اسی پر ہوئی ہے"

رسول اللہ ﷺ نے جارود کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں نصرانیت چھوڑ کر آپؐ کے دین میں داخل ہوتا ہوں آپؐ میرے سابقہ گناہوں کی بخشش کا ذمہ اٹھائیں گے؟"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "ہاں میں ضامن ہوں بے شک تجھے اس دین کی طرف ہدایت دی گئی ہے جو تیرے سابقہ دین سے بہتر ہے"

جارود نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

عبدالقیس کے وفد کو رملہ بنت حارث کے مکان میں واقع مہمان خانے میں ٹھہرایا گیا وہ دس روز مدینہ میں رہے واپسی کے لئے اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے ارکان وفد کو انعامات دینے کے لئے ارشاد فرمایا حضرت عبداللہ بن عوف الاشج کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا کی گئی۔

اکبر بن عبدالقیس کی حاضری

بحرین سے اکبر بن عبدالقیس بھی ایک وفد کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہمارا راستہ محفوظ نہیں اس وجہ سے ہم آسانی سے آپؐ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے آپؐ ہمیں حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے امور کی تعلیم دیں تاکہ ہم اپنی قوم تک وہ امور پہنچا سکیں"

رسولؐ اللہ نے انہیں

- اللہ کے سوا کسی اور کو معبود نہ ماننے
  اپنی رسالت کا اقرار کرنے
  نماز قائم کرنے' زکوٰۃ ادا کرنے
  ماہ رمضان کے روزے رکھنے
  اور مال غنیمت سے خمس ادا کرنے

کی تلقین کی اور ان کی قوم کے لئے ایک فرمان لکھوا دیا۔

- " بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
  محمد رسولؐ اللہ کی طرف سے
  اکبر بن عبدالقیس کے لئے
  جاہلیت کے زمانہ میں ان لوگوں نے فتنہ و فساد میں جو حصہ لیا اور گناہ کئے اللہ اور اس کے رسولؐ ان سے بری ہیں۔
  آئندہ ان پر عہد کی پابندی لازم ہو گی۔
  ان کے لئے غلہ اور رسد کی فراہمی میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی اور نہ ہی پھلوں

کی فصل تیار ہونے پر انہیں پریشان کیا جائے گا۔
بارش کے جمع پانی کے استعمال کا انہیں حق حاصل ہو گا۔
اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے علاء حضرمی ان کی نگرانی پر مامور رہیں گے ان سے تعاون کرنا اہل بحرین پر لازم ہے۔
مسلمانوں کے لشکروں پر لازم ہو گا کہ ان لوگوں کو مال غنیمت میں شریک کریں اور ان کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کریں۔
جہاد کے موقع پر اعتدال اور میانہ روی کا خیال رکھا جائے۔
فریقین اس معاہدہ میں کوئی تبدیلی کرنے کی مجاز نہیں یہ لوگ نہ تو کسی معاہدہ کو تبدیل کریں گے اور نہ ہی اس سے علیحدگی اختیار کریں گے
اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس معاہدے پر گواہ ہیں۔"

مُہرہ کا اقرار اسلام

مُہرہ کا نسبی تعلق قبیلہ قضاعہ سے تھا اس قبیلہ کا علاقہ تو یمن تھا مگر اس کی کچھ شاخیں بحرین کی طرف بھی آباد تھیں مہرہ کے وفد کے رئیس مہری بن الابیض تھے انہوں نے بھی رسول ؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے بھی ایک فرمان لکھوا دیا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے
مہری بن الابیض کے لئے
ان مہرہ سے متعلق جو اللہ کے رسولؐ پر ایمان لائیں
انہیں تباہ و برباد نہ کیا جائے
ان پر شرائع اسلام کا قائم کرنا واجب ہے جو اس حکم کو بدلے گا اس کی طرف سے وہ اعلان جنگ ہو گا
اور جو اس کی پابندی کرے گا اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری ہے۔
گری پڑی چیز اس کے اصل مالک کو پہنچانا ہو گی مواشی کو سیراب کرنا ہو گا میل کچیل برائی

ہے۔

بے حیائی نافرمانی ہے۔"

وفد نے واپس جانے کے لئے اجازت چاہی تو آپؐ نے ارکان وفد کو انعام دلوایا۔

قبیلہ مُہرہ کا ایک شخص زہیر بن قرضم بھی اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا رسولؐ اللہ نے اس کی مہمان نوازی کا حکم دیا جب وہ اپنی قوم کی طرف واپس جانے لگا تو رسولؐ اللہ نے اس کے لئے بھی ایک فرمان لکھوا دیا اور سفر کے لئے سواری عطا کی۔

تمیم حلقہ اسلام میں

اللہ کے رسول ﷺ نے حنین کے مال غنیمت کے خمس سے جن سرداروں کو سو سو اونٹ عطا کئے تھے ان میں اقرع بن حابس بھی شامل تھے ان کا تعلق عرب کے مشہور قبیلہ تمیم سے تھا قبیلہ تمیم کا علاقہ تو وہ تھا جہاں دجلہ اور فرات خلیج فارس میں گرتے ہیں یعنی آج کے کویت کا علاقہ لیکن اس کی بہت سے شاخیں عمان سے حیرہ تک ساحلی اور سرحدی پٹی پر پھیلی ہوئی تھیں۔ حیرہ کے ایران کے باجگزار عرب حکمرانوں کا تمیم کے ساتھ گہرا تعلق تھا مکہ کے قریش کے ساتھ بھی بنی تمیم کے پرانے سیاسی اور رشتہ داری کے تعلقات تھے۔ حضرت خدیجہؓ الکبریٰ کے پہلے خاوند ابو ہالہ ہند بن زرارہ کا تعلق اسی قبیلہ کے ایک خاندان سے تھا جو مکہ میں بس گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے حنین کے مال غنیمت سے تمیم کے ان سرداروں کو ان کے حصہ سے زیادہ مال اور اونٹ دیئے تھے جو فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین اور محاصرہ طائف میں بھی شامل رہے تھے۔

اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟

قبیلہ تمیم فتح مکہ سے پہلے ہی اسلامی ریاست کی قوت کا حصہ بن گیا تھا۔

تمیم کے گھرانے بنو اسید کے کچھ لوگ بھی ان غزوات میں شامل رہے تھے۔

تمیم کا جو وفد 9 ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تھا اقرع بن حابس اس میں بھی شامل تھے اس وفد میں 80 یا 90 افراد شامل تھے۔ قبول اسلام کے بعد یمامہ کی مشہور لڑائی میں اقرعؓ بن حابس' حضرت خالدؓ بن ولید کے ساتھ تھے عراق پر فوج کشی اور انبار کی فتوحات میں بھی وہ شریک رہے اور دومۃ الجندل کے معرکہ میں حصہ لیا۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں اقرع بن حابس نے بہت سی فوجی مہمات کی قیادت کی تھی جوزجان انہی کی قیادت میں فتح ہوا تھا ایک اور روایت کے مطابق وہ اسی معرکہ میں شہید ہوئے تھے۔

فرزند رسولؐ کی رحلت

اللہ کے رسول ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیمؓ نے ربیع الاول 10 ہجری میں وفات پائی اس وقت ان کی عمر سولہ ماہ تھی۔ حضرت ابراہیمؓ حضرت ماریہؓ قبطیہ کے بطن سے تھے۔ ذوالحجہ 8 ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت ابراہیمؓ کی پیدائش پر ابو رافع نے خوشخبری سنائی تو آپؐ نے اسے ایک غلام عطا کیا تھا اور عقیقہ پر ان کے سر کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کی تھی اور نومولود کو دودھ پلانے کے لئے ام سیف کے سپرد کیا تھا جو مدینہ کی ایک بستی میں رہتی تھیں۔

آپؐ حضرت ابراہیمؓ کو دیکھنے جاتے تو صحابہ بھی ساتھ ہوتے آپؐ اسے گود میں لے کر پیار کرتے اور کچھ دیر وہاں قیام کرکے واپس آ جاتے تھے۔

جب حضرت ابراہیمؓ آخری سانس لے رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے نزع کی حالت تھی جب آپؐ نے انہیں گود میں اٹھایا ہوا تھا آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ آپؐ تو لوگوں کو رونے سے منع فرماتے ہیں آپؐ کو روتا دیکھ کر اور لوگ بھی رویا کریں گے۔"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "یہ آنسو رحمت کی نشانی ہیں جو کسی پر رحمت نہیں کرتا اس پر بھی رحمت نہیں کی جاتی۔ میں لوگوں کو بین کرنے اور مرنے والے کی ایسی خوبیاں بیان کرنے سے روکتا ہوں جو اس میں ہوتی نہیں"

پھر آپؐ نے فرمایا "ہم اس کی موت پر غمگین ہیں آنکھوں میں آنسو ہیں دل مغموم ہے اس کے باوجود ہم زباں سے کوئی ایسا حرف نہیں نکالتے جس سے رب ناراض ہو"

آپؐ نے حضرت ابراہیمؓ کی نماز جنازہ خود پڑھائی انہیں بقیع کے قبرستان میں دفن کیا گیا قبر پر پانی چھڑکایا گیا ایک جگہ قبر کی مٹی ہموار نہیں تھی آپؐ نے اپنے دست مبارک سے قبر کی مٹی ہموار کی اور فرمایا "تم میں سے کوئی جب کسی کام کو کرے تو اسے عمدہ طریقہ سے کرے"

جس روز حضرت ابراہیمؓ کی وفات ہوئی تھی سورج کو گرہن لگ گیا لوگوں نے کہا سورج گرہن ابراہیمؓ کی موت کے غم کی وجہ سے ہے۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا "شمس و قمر اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں کسی کی موت کی وجہ سے انہیں گرہن نہیں لگا کرتا"

حواشی / حوالہ جات

1- ابن اسحاق نے ایسے پندرہ وفود کا حال لکھا ہے جب کہ ابن سعد نے طبقات میں ستر وفود کی آمد کی تفصیل دی ہے علامہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی جلد دوم میں "وفود عرب" کے عنوان کے تحت لکھا ہے
"اس قسم کے وفود کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مصنف سیرت شامی نے ایک سو چار وفود کے حالات بہم پہنچائے ہیں اگرچہ ان میں کہیں کہیں ضعیف روایتوں سے استناد کیا گیا ہے اور اکثر وفود کے نام مبہم ہیں تاہم یہ مسلم ہے کہ اصل تعداد ابن اسحاق کی روایت سے بہت زیادہ ہے حافظ ابن قیم اور قسطلانی نے نہایت تحقیق سے ان میں سے صرف چونتیس وفود کی تفصیل دی ہے۔" (سیرت النبی جلد دوم صفحہ 27)
Akram Diya-al-umari کے مطابق یہ تعداد ساٹھ سے زیادہ تھی لیکن وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ابن سعد کی دی گئی تفاصیل Most Comperhensive ہیں۔ (Madinan Society, Vol-II, P:221)
لیکن اگر جزیرہ نمائے عرب میں اس دور میں بسنے والے قبیلوں کی تعداد اور اس دور کے قبائلی نظام کو سامنے رکھا جائے اور درج کردہ تفاصیل کو دیکھا جائے تو ابن سعد کی دی گئی تعداد حقیقت کے قریب ترین معلوم ہوتی ہے۔

2- نثار احمد، عہد نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقاء/ نقوش رسول نمبر جلد 5 صفحہ 159

3- محمد یٰسین مظہر صدیقی، قبائل عرب اور اسلام، نقوش رسول نمبر5 صفحہ 506

4- ہمدان کے وفد کے بارے میں ایک روایت ہے کہ وہ وفد 9 ہجری میں آیا تھا جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ ہمدان کا وفد 10 ہجری میں آیا تھا البتہ اس پر اتفاق ہے کہ وفد آیا رسولؐ اللہ کی تبوک سے واپسی کے بعد تھا دونوں روایات کو ملا کر دیکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ ہمدان کا وفد 9 ہجری کے آخری یا 10 ہجری کے ابتدائی مہینوں میں مدینہ منورہ آیا تھا۔

5- محمد یٰسین مظہر صدیقی، قبائل عرب اور اسلام، نقوش رسول نمبر5 صفحہ 490

6- ابن سعد، طبقات حصہ دوم، کراچی 1987ء صفحہ 115

7- محمد یٰسین مظہر صدیقی، قبائل عرب اور اسلام، نقوش رسول نمبر جلد 5، صفحہ 489

8- محمد یٰسین مظہر صدیقی، قبائل عرب اور اسلام، نقوش رسول نمبر جلد 5، صفحہ 469

9- ابن سعد، طبقات جلد دوم، کراچی 1987ء صفحہ 69

10- ابن سعد کے مطابق اس وفد کے ارکان کی تعداد 10 تھی۔ (طبقات حصہ دوم، صفحہ 91)

11- ابن سعد نے لکھا ہے کہ ضمام بن ثعلبہ اپنے قبیلہ کے نمائندہ کی حیثیت میں رجب 5 ہجری میں مدینہ منورہ آیا تھا لیکن امام ابن حجر کہتے ہیں کہ ضمام بن ثعلبہ 9 ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش ہوا تھا۔ (ضیاء النبی جلد 4 صفحہ 667)

12- محبوب رضوی، مکتوبات نبوی، یونائیٹڈ آرٹ پریس لاہور 1994ء صفحہ 82

13- محمد یٰسین مظہر صدیقی، قبائل عرب اور اسلام، نقوش رسول نمبر جلد 5، صفحہ 447

14- معین الدین احمد، سیر الصحابہ حصہ ہفتم، ادارہ اسلامیات لاہور، صفحہ 210
15- معین الدین احمد، سیر الصحابہ حصہ ہفتم، ادارہ اسلامیات لاہور، صفحہ 211 تا 213
16- محمد یٰسین مظہر صدیقی، قبائل عرب اور اسلام، نقوش رسول نمبر جلد 5، صفحہ 519
17- محمد یٰسین مظہر صدیقی، قبائل عرب اور اسلام، نقوش رسول نمبر جلد 5، صفحہ 511

حج البلاغ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ یہ ہے وہ عقیدہ جو دل پر نقش ہو جائے زبان و بیان اور عمل اس کے شاہد ہو جائیں تو یہ اقرار کرنے والا بندہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ عقیدہ اسلام کی بنیاد ہے زبان و بیان اور اعمال و اقرار سے اس کا اظہار اسلام ہے۔

جزیرے نمائے عرب کے شہروں دیہات صحراؤں اور ریگزاروں کے باسیوں کی اکثریت اس عقیدہ کا اقرار کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی تھی۔

○ قیام صلوۃ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

کا اقرار کرنے والوں کی انفرادی اور اجتماعی روحانی اور جسمانی تربیت کا قیام صلوٰۃ کا ضابطہ نافذ ہو چکا تھا مسلمان بیس سال سے اللہ کے رسول ﷺ کی امامت میں اس کی عملی تربیت حاصل کر رہے تھے شہروں میں دیہات میں صحراؤں میں ریگستانوں میں جہاں کہیں بھی کوئی مسلمان تھا اللہ کے رسول ﷺ کے عمل کے مطابق اس تربیتی پروگرام میں شامل ہو چکا تھا۔

○ روزہ

دل اور دماغ سے اللہ کے وجود اور حاکمیت کی گواہی

سحر سے افطار تک اس گواہی کے اصول کیا ہیں؟ اس کی حدود و قیود کیا ہیں؟ افطار سے سحر تک ماہ صیام میں مسلمانوں کا انفرادی اور اجتماعی عمل کیسا ہونا چاہیے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے عمل سے مسلمانوں کو یہ بھی بتا اور سکھا دیا تھا۔

○ ادائے زکوٰۃ

جو مال اللہ نے عطا کیا ہے اس میں سے اللہ کا حصہ ادا کرنا

اللہ کے رسول ﷺ نے امت مسلمہ کو بتا دیا تھا کہ ان کے مال میں اللہ کا حصہ کس قدر ہے سونا چاندی مال و زر گائے بیل اونٹ بھیڑ بکری سے لے کر کھیت اور باغ کی پیداوار تک میں سے اللہ کا حصہ کس شرح سے ادا کرنا ہے کیسے اور کب ادا کرنا ہوتا ہے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو سب کچھ بتا اور سکھا دیا تھا اور اسلامی ریاست کے تمام گروہوں اور حصوں کے لئے زکوٰۃ و صدقات وصول کرنے والے حکام مقرر کر کے زکوٰۃ و صدقات وصول کرنے اور ان سے حاصل ہونے والے اموال کو کیسے اور کن کن کاموں پر صرف کرنا ہے امت کو اس کی بھی تربیت دے دی تھی۔

لیکن امت کو اسلام کے پانچویں رکن حج کی عملی تربیت دینا ابھی باقی تھا۔

دین حنیف میں غیر اسلامی تجاوزات و روایات تو ختم کر دیئے گئے تھے فتح مکہ کے وقت حرم کعبہ کو بتوں سے پاک و صاف کر دیا گیا تھا سال رفتہ جزیرہ نمائے عرب کے کناروں تک سے آنے والے اہل شرک پر واضح کر دیا گیا تھا کہ اب کے بعد کوئی شخص مشرکانہ روایات و عقائد کے ساتھ حج نہیں کر سکے گا۔

لیکن اہل توحید کا طریق حج کیا ہے؟

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے عمل سے ابھی تک اہل توحید کو اس کی تربیت نہیں دی تھی اور جب تک یہ تربیت مکمل نہ ہو جائے وہ مشن مکمل نہیں ہوتا تھا جو اللہ نے آپؐ کو سونپ رکھا تھا۔

حج کے لئے دعوت عام

اس لئے 10 ہجری میں آپؐ نے حج بیت اللہ کے پروگرام کا اعلان کر دیا اور مسلمانوں کو دعوت عام دے دی کہ جو کوئی چاہے اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ حج کے لئے مکہ جا سکتا ہے اسلامی ریاست کے تمام حصوں میں مسلمانوں کو اللہ کے رسولؐ کے حج کے پروگرام اور اس میں شمولیت کی اجازت عام سے آگاہ کر دیا گیا۔

اہل مدینہ کے لئے سعادت

دعوت عام کی خبر ملتے ہی اہل توحید مدینہ کی طرف چل پڑے شہروں سے دیہات سے صحراؤں سے ریگزاروں سے یمن سے اطراف عراق و شام سے قافلے مدینہ پہنچنا شروع ہو گئے۔ آنے والوں میں امیر بھی تھے اور غریب بھی وہ بھی تھے جو قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے اور ایسے بھی تھے جو قربانی کے لئے جانور خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے اہل توحید آتے رہے پیدل سواریوں

پر اکیلے اکیلے اور قافلوں کی صورت میں مدینہ کے باہر ایک نیا شہر آباد ہو گیا وادیوں میں اور گھاٹیوں پر ہر طرف خیمے ہی خیمے تھے۔

مدینہ کی وادی نے اس سے پہلے کبھی اتنے زیادہ مہمانوں کی میزبانی نہیں کی تھی۔

مدینہ کے باسیوں کو بھی اللہ کے مہمانوں کی میزبانی کی سعادت حاصل ہو گئی۔

حاجیوں کے قیام کو آسان بنانا انہیں سہولتیں فراہم کرنا صدیوں سے مکہ والوں کے حصہ میں ہی آ رہا تھا۔

اب مدینہ والے بھی اس سعادت میں شریک ہو گئے۔

رسولؐ اللہ کا قافلہ حج

ذیقعد کی پانچ راتیں باقی تھیں ہفتہ کا دن تھا(1) اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے مہمانوں اور ان کے میزبانوں کے ساتھ مسجد نبوی میں نماز ظہر کی چار رکعت ادا کریں خطبہ دیا اور اللہ کے گھر کے مسافروں کو احرام کی قسموں واجبات اور سنتوں کے بارے میں بتایا پھر آپؐ نے سر کے بالوں کو تیل لگایا کنگھی کی تہبند باندھا اور چادر اوڑھ کر اللہ کے گھر کے حج کے لئے مدینہ سے نکل پڑے اللہ کے رسولؐ کے ساتھ اللہ کے گھر کے مسافروں کی اصل تعداد کا کسی رجسٹر میں اندراج تو کیا نہیں گیا تھا لیکن حضرت جابرؓ بن عبداللہ نے عینی شاہد کے طور پر روایت کیا ہے کہ حاجیوں کے اس قافلہ کا نہ اگلا سرا دکھائی دیتا تھا نہ پچھلا نہ دایاں نہ بایاں ہر طرف انسان ہی انسان نظر آتے تھے۔ روایات میں یہ تعداد 90 ہزار سے ایک لاکھ تیس ہزار تک بتائی گئی ہے۔

دس سال پہلے جب اللہ کے رسول ﷺ مکہ سے مدینہ آئے تھے تو آپؐ کے ہمراہ صرف تین افراد تھے ایک صدیق اکبرؓ ایک ان کا غلام اور ایک صحراؤں اور ریگستانوں میں راستہ بتانے والا۔

عصر تک آپؐ کا قافلہ ذوالحلیفہ پہنچ گیا وہاں پر آپؐ نے پتھریلی زمین پر اونٹنی بٹھا دی اور عصر کی نماز کی دو رکعت ادا کیں (2) اللہ کے رسولؐ نے اگلی رات اسی پتھریلے میدان میں گزاری صبح کی نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا "آج رات میرے رب کی طرف سے پیغام آیا ہے کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور اعلان کر دو کہ حج اور عمرہ دونوں ایک ساتھ ہو سکتے ہیں"

ذوالحلیفہ میں آپؐ چار نمازیں ادا کر چکے تھے۔ عصر' مغرب' عشاء اور فجر کی نمازیں اس مبارک وادی میں پانچ نمازیں پوری کرنے کے لئے آپؐ نے ظہر کے بعد تک روانگی ملتوی کر دی۔

ذوالحلیفہ کے قیام کے دوران اسماء بنت عمیس کے ہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔ آپؐ کو بتایا گیا تو

آپؐ نے فرمایا "وہ غسل کرکے لنگوٹ کی طرز پر کپڑا باندھ لیں اور پھر احرام کے کپڑے پہن کر تلبیہ کہیں اور حج کا سفر جاری رکھیں۔"

اللہ کے رسول ﷺ کی ازواج مطہرات بھی اللہ کے گھر کے حاجیوں میں شامل تھیں آپؐ باری باری ان میں سے ہر ایک کے خیمے میں گئے اس کے بعد آپؐ نے غسل فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ کے جسم مبارک پر خوشبو لگائی۔ آپؐ نے تہبند باندھ کر احرام کی دوسری چادر اوڑھ لی آپؐ نے وہ خوشبو دھوئی نہیں آپؐ نے قربانی کے اونٹوں کا کوہان کے نیچے دائیں طرف معمولی سا چیرا دے کر اشعار کیا اپنے دست مبارک سے چیرا دینے سے نکلنے والا خون صاف کیا اور اونٹوں کے گلے میں قلاوہ (قربانی کے جانور کی نشانی) ڈالا(3) پھر آپؐ نے ظہر کی نماز کی دو رکعت پڑھائیں مصلے پر ہی حج اور عمرہ کا تلبیہ کہا۔

اس سے پہلے ایام حج میں حاجی صرف حج ہی کیا کرتے تھے لیکن ذوالحلیفہ کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو پیغام بھیج دیا کہ حج کے لئے مکہ جانے والے حج کے علاوہ عمرہ بھی کر سکتے ہیں اس لئے آپؐ نے حج اور عمرہ دونوں کے لئے "لبیک" کہا اس کے بعد آپؐ اونٹنی پر سوار ہو گئے جب اونٹنی آپؐ کو لے کر کھڑی ہو گئی اور اس کا رخ منزل کی طرف ہو گیا تو آپؐ نے ایک بار پھر بلند آواز میں "لبیک" کہا بیداء کے ٹیلے پر چڑھائی کے وقت پھر سے آپؐ نے "لبیک" کہا آپؐ کبھی حج اور عمرہ دونوں کا نام لے کر "لبیک" کہتے تھے اور کبھی صرف حج کا نام لیتے تھے (4)

اللہ کے رسول ﷺ بلند آواز میں تلبیہ کہہ رہے تھے اور آپؐ کے قافلہ میں شامل ایک لاکھ سے زائد خواتین و حضرات بھی بلند آواز میں

- "میں حاضر ہوں
میں حاضر ہوں
میرے اللہ میں تیرے حضور حاضر ہوں
تیرا کوئی شریک نہیں
میں حاضر ہوں
بلاشبہ ہر طرح کی حمد
اور تعریف تیرے لئے ہی ہے
تیرا کوئی شریک نہیں"

کا اعلان و اقرار کر رہے تھے۔

کسی گھاٹی کی بلندی چڑھتے ہوئے وادیوں میں اترتے وقت کسی صحرا سے آبادی میں اور آبادیوں سے صحراؤں میں داخل ہوتے وقت قیام اور نماز کے وقفہ میں اللہ کے گھر کے مسافر یہی اعلان کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ اللہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور وہی حاکم و مالک حقیقی ہے۔ نہایت عجز سے "اے اللہ میں تیرے حضور حاضر ہوں" کا اعلان دہراتے ہوئے سوئے مکہ رواں تھے۔

آقا و غلام امیر اور غریب پیدل اور سوار

سب کی زبان پر ایک ہی اعلان تھا ایک ہی اقرار اور اعتراف تھا۔

سب کا ایک ہی لباس تھا۔

سارے اللہ کے ایک ہی گھر کی طرف رواں تھے۔

اور اللہ کے رسولؐ سب کی قیادت فرما رہے تھے۔

زمین کے سینے پر جب سے اللہ نے اپنا گھر بنوایا تھا چشم فلک نے اس گھر کے مسافروں کا ایسا کوئی قافلہ نہیں دیکھا تھا۔

سفر جاری رہا قافلے آتے رہے اور رسولؐ اللہ کے قافلہ حج میں شامل ہوتے رہے۔

دوران سفر اگر کوئی شخص اس تلبیہ میں سے کوئی چیز چھوڑ دیتا تھا یا کوئی فقرہ اضافہ کر لیتا تھا تو آپؐ اسے منع نہیں فرماتے تھے

مگر خود اللہ کے رسول ﷺ وہی تلبیہ کہتے تھے جو اوپر درج کیا گیا ہے۔

جب آپؐ روحا کے مقام پر پہنچے تو آپؐ نے ایک نیل گائے دیکھی جو زخمی تھی آپؐ نے فرمایا "اس نیل گائے کو کچھ نہ کہنا جس شکاری نے اسے زخمی کیا ہے وہ خود آ کر اسے پکڑ لے گا"

تھوڑی دیر بعد وہ شکاری بھی وہاں پہنچ گیا اور عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میری طرف سے اجازت ہے آپؐ اس نیل گائے کا گوشت کھا سکتے ہیں"

اللہ کے رسولؐ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو حکم دیا کہ نیل گائے کا گوشت بنا کر اصحاب میں تقسیم کر دیا جائے انہوں نے آپؐ کے حکم کی تعمیل کی۔

اثایہ کے مقام پر آپؐ نے ایک زخمی ہرن دیکھا تیر ہرن کے جسم میں پیوست تھا اور وہ سر جھکائے کھڑا تھا آپؐ نے ایک آدمی ہرن کے پاس کھڑا کر دیا اور حکم دیا کہ وہ اہل قافلہ کو بتائے کہ اس ہرن کا گوشت کھانا جائز نہیں اس لئے کوئی اسے نہ پکڑے۔

کیوں؟ ہرن کا گوشت حلال نہیں تھا؟ اور کیوں نیل گائے کا گوشت آپؐ نے قبول فرما لیا تھا؟

اس لئے کہ جس نے نیل گائے کو شکار کیا تھا وہ احرام میں نہیں تھا اور جو احرام میں نہ ہو اس کے لئے شکار کرنے پر پابندی نہیں مگر ہرن کے شکاری کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کون ہے؟ احرام والا کوئی بندہ ہے یا احرام کے بغیر کوئی ایسا شکاری ہے جو آپؐ کے قافلہ میں شامل نہیں۔

ابواء کے مقام پر صعب بن جثامہ نے آپؐ کو جنگلی گدھے کی ایک ران تحفہ میں پیش کی تو آپؐ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا "ہم نے حج کے لئے احرام باندھا ہوا ہے اس لئے یہ تحفہ قبول نہیں کر سکتے"

آپؐ نے صعب بن جثامہ کا تحفہ اس لئے قبول نہ کیا کہ انہوں نے شکار ہی آپؐ کو تحفہ میں پیش کرنے کے لئے کیا تھا جبکہ نیل گائے کے شکاری نے نیل گائے آپؐ کو تحفہ دینے کے لئے شکار نہیں کی تھی۔

آپؐ کا فرمان ہے" سفر حج میں جنگل کا وہ شکار تمہارے لئے حلال ہے جو تم نے خود شکار نہ کیا ہو اور نہ ہی وہ تمہارے لئے شکار کیا گیا ہو"

آپؐ کا اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کا کھانے کا سامان ایک اونٹ پر لدا ہوا تھا حضرت ابوبکرؓ صدیق نے وہ اونٹ ایک غلام کے سپرد کر دیا تھا۔ عرج کے مقام پر اترے تو اس غلام کا انتظار کرنے لگے تھوڑی دیر بعد غلام تو آ گیا مگر اس کے پاس سامان والا اونٹ نہیں تھا حضرت ابوبکرؓ صدیق نے پوچھا تو غلام نے بتایا کہ اونٹ تو گم ہو گیا ہے حضرت ابوبکرؓ صدیق غلام کو مارنے لگے "تیرے پاس ایک ہی اونٹ تھا اور وہ بھی تم نے گم کر دیا"

رسول اللہ ﷺ دیکھ کر مسکرائے "اس محرم کو دیکھو کیا کر رہا ہے؟"

محرم اسے کہتے ہیں جو احرام باندھے ہوئے ہو۔

ایک وادی میں پہنچے تو اللہ کے رسولؐ نے پوچھا "ابوبکرؓ یہ کونسی وادی ہے؟"

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ یہ وادی عسفان ہے"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ اپنی اپنی زندگی میں اس وادی سے گزرے تھے وہ دو سرخ اونٹوں پر جن کی مہاریں کھجور کے چھلکے سے تیار کی گئی تھیں' سوار تھے اور لبیک کہتے ہوئے بیت اللہ کا حج کرنے جا رہے تھے"

مقام سرف میں قیام کیا تو آپؐ حضرت عائشہؓ صدیقہ کے خیمے میں تشریف لے گئے انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا اور بیٹھی رو رہی تھیں۔ رسولؐ اللہ نے پوچھا "عائشہ کیوں رو رہی ہو؟ کیا تم

حیض میں تو مبتلا نہیں ہو گئیں؟"
حضرت عائشہؓ صدیقہ نے عرض کیا "ہاں یا رسولؐ اللہ"
آپؐ نے فرمایا "یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی سب بیٹیوں کے لئے لکھ دی ہے"
حضرت عائشہؓ صدیقہ اس لئے رو رہی تھیں کہ اب شاید حج و عمرہ سے محروم رہیں گی۔
آپؐ نے فرمایا "اپنا سر کھول دو اور کنگھی کر کے حج کی نیت کر کے احرام باندھ لو اور عمرہ کے افعال چھوڑ دو"

جب حج سے فارغ ہو چکے تھے تو اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عائشہؓ صدیقہ کو ان کے بھائی عبدالرحمٰن کے ہمراہ بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لئے بھیج دیا تھا۔
حضرت عائشہ صدیقہ نے احرام باندھ کر عمرہ مکمل کیا واپس آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یہ عمرہ تیرے پہلے عمرہ کی جگہ ہے"
اللہ کے رسولؐ ہر منزل پر ہر مرحلہ میں حج اور عمرہ کے آداب سمجھاتے اور بتاتے جا رہے تھے اور حج و عمرہ کی تعلیم و تربیت کی تکمیل کر رہے تھے۔

اللہ کا رسولؐ اللہ کے گھر میں

4 ذوالحجہ کا سورج اپنا سفر ختم کر رہا تھا اور اللہ کے رسول ﷺ کا قافلہ حج مکہ مکرمہ کی حدود میں داخل ہو رہا تھا۔ ذی طویٰ کے مقام پر آپؐ نے اپنی اونٹنی کی مہاریں کھینچ لیں تو جو جہاں تھا وہیں رک گیا اللہ کے رسول ﷺ اپنی سواری سے اترے تو جو کوئی بھی سوار تھا اپنی سواری سے اتر آیا ذی طویٰ میں اللہ کے مہمانوں کی بستی بس گئی یہ فروری کا مہینہ تھا صحرائی مقامات پر سرد راتیں اور بھی زیادہ سرد ہو جاتی ہیں اس بستی کے ایک سرے سے دوسرے کنارے تک رات بھر جذبہ و شوق کی شمعیں روشن رہیں پھر اہل توحید نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی اور عمرہ کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔
رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد غسل فرمایا احرام پہنا اور اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے سفید احرام میں ملبوس "ہم حاضر ہیں اے اللہ ہم حاضر ہیں" پکارتے ہوئے سب اہلِ توحید آپؐ کے ساتھ تھے جب آپؐ مسجد احرام پہنچے تو چاشت کا وقت قریب تھا بیت اللہ پر نظر پڑی تو آپؐ نے دعا کی۔
"اے اللہ اس گھر کے

عز و شرف
تعظیم اور دبدبہ
کو اور بھی زیادہ کر دے"
یہ بھی روایت ہے کہ آپؐ اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے تکبیر کہتے اور فرماتے۔

- "اے اللہ تو سلامتی والا ہے
اور سلامتی تیری ہی طرف سے ہے
اے ہمارے رب ہمیں اسلام کے ساتھ زندہ رکھ
اے اللہ اس گھر کے شرف تعظیم تکریم اور دبدبہ
میں اضافہ کر"

آپؐ مسجد حرام کے دروازے پر اونٹنی سے اتر آئے اور پیدل مسجد میں داخل ہوئے۔ طواف شروع کیا حجر اسود کو بوسہ دیا رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان آپؐ نے دعا کی۔

- "اے ہمارے رب
ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر
اور آخرت میں بھلائی عطا کر
اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا"

طواف کے پہلے تین چکر آپؐ نے تیز تیز چلتے ہوئے مکمل کئے آپؐ نے احرام کی چادر ایک کندھے کے اوپر ڈالی ہوئی تھی اور دوسرا کندھا ننگا تھا آپؐ چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے چل رہے تھے حجر اسود کے سامنے سے گزرتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے طواف کے آخری چار چکر آپؐ نے عام رفتار سے مکمل کئے پھر آپؐ مقام ابراہیم پر تشریف لے گئے اور سورۃ بقرہ کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

- "اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ (مصلٰی) بناؤ" (125:2)

مقام ابراہیم کے پیچھے آپؐ نے دو رکعت نماز ادا کی نماز کے بعد آپؐ پھر سے حجر اسود کی جانب تشریف لے گئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا اس کے بعد آپؐ سعی کے لئے صفا اور مروہ کی طرف تشریف لے گئے کوہ صفا کے قریب آپؐ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

- "بلا شبہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔
پس جو کوئی اس گھر کا حج یا عمرہ کرے

تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ
ان دونوں کے درمیان چکر لگائے
اور جو کوئی نیکی کرتا ہے
تو اللہ قبول کرنے والا اور علم رکھنے والا ہے" (158:2)

اس کے بعد آپؐ کوہ صفا پر چڑھے اور فرمایا "میں وہیں سے شروع کرتا ہوں جہاں سے اللہ تعالیٰ نے ابتدا فرمائی"

صفا کی بلندی سے بیت اللہ نظر آیا تو آپؐ نے قبلہ کی طرف رخ کرکے اللہ تعالیٰ کی توحید اور بڑائی بیان کی اور فرمایا۔

- "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
وہ واحد ہے
اس کا کوئی شریک نہیں
حاکمیت اسی کے لئے ہے
اور تعریف اسی کے لئے ہے
اور وہ ہر چیز پر قادر ہے
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
وہ واحد ہے
اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا
اور اپنے بندے کی مدد کی
اور تمام لشکروں کو اکیلے نے شکست دی"

آپؐ نے ہر کلمہ تین بار کہا اور دعا فرمائی۔

صفا کی بلندی سے آپؐ مروہ کی طرف چلے تو ہموار جگہ پہنچ کر دوڑنے لگے چڑھائی آئی تو رفتار آہستہ کرلی مروہ پر بھی آپؐ نے صفا والا عمل دہرایا سعی مکمل ہو گئی تو آپؐ نے فرمایا "جو کوئی قربانی کا جانور ساتھ لایا ہے وہ احرام نہ کھولے اور جس کسی کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے وہ حج شروع ہونے تک احرام کھول دے"

آپؐ نے سر منڈوانے والوں کے لئے تین بار اور سر کے بال ترشوانے والوں کے لئے ایک مرتبہ مغفرت کی دعا فرمائی۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق' حضرت عمرؓ فاروق' حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے انہوں نے احرام نہیں کھولے اور نہ ہی سر کے بال منڈوائے یا ترشوائے اللہ کے رسول ﷺ کی ازواج مطہرات نے بھی احرام کھول دیئے۔

عرفات کی طرف

عمرہ کے بعد آپؐ ذی طویٰ تشریف لے گئے اور باقی دن بدھ تک وہیں مقیم رہے اور وہیں نمازیں قصر کر کے پڑھتے رہے ان دنوں میں آپؐ کے قافلہ والے بھی اسی لبستی میں رہے۔ جمعرات کی صبح آپؐ نے حج کے لئے منیٰ کا سفر اختیار کیا جو صحابہ احرام کھول چکے تھے انہوں نے حج کا احرام پہن لیا ذی طویٰ سے آپؐ سیدھے منیٰ تشریف لے گئے شہر نہیں گئے آپؐ نے ظہر اور عصر کی نمازیں منیٰ میں پہنچ کر ادا کیں اور جمعہ کی رات منیٰ ہی میں گزاری صبح کی نماز بھی وہیں پڑھی اور عرفات کے لئے سوار ہو گئے ایام جاہلیت میں قریش مکہ نے اپنے لئے جو ایجادات کر لی تھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ وہ مزدلفہ میں قیام کیا کرتے تھے ان کا خیال تھا کہ اللہ کے رسولؐ بھی مزدلفہ میں قیام کریں گے لیکن آپؐ نے وادی نمرہ میں اپنے قیام کے لئے اونٹ کے بالوں کا بنا ہوا خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا اور منیٰ سے چل کر عرفات میں قیام فرمایا اور اس خیمہ میں اترے جب دوپہر ڈھل گئی دھوپ کم ہو چکی تو آپؐ نے اپنی اونٹنی قصویٰ لانے کا حکم دیا اور قصویٰ پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لے گئے۔

عرفات میں خطبہ

میدان عرفات میں اہل توحید کا عظیم الشان اجتماع تھا احراموں میں ملبوس جزیرہ نمائے عرب کے ہر حصہ اور ہر نسب اور قبیلہ سے تعلق رکھنے والے مرد عورتیں نوجوان اور بوڑھے جمع تھے اللہ کے رسول ﷺ نے خالق و مالک حقیقی کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا "اے لوگو میری بات غور سے سنو"

آپؐ اس عظیم الشان مجمع کے درمیان بلندی پر اپنی اونٹنی پر سوار تھے آپؐ کے چاروں طرف ایسے افراد مقرر کئے گئے جن کی آواز دور تک سنی جاتی تھی ان میں ایک ربیعہ بن امیہ بن خلف بھی تھے جو فقرہ آپؐ ادا کرتے تھے بلند آواز والے دہراتے جاتے تھے تاکہ سب لوگوں تک آپؐ کا پیغام پہنچ جائے۔ آپؐ نے فرمایا۔

"اگلے سال اور اس کے بعد پھر کبھی
شاید میری تمہاری ملاقات نہ ہو سکے
اے لوگو تم پر ایک دوسرے کے جان مال اور عزت
اس دن تک حرام ہیں جب تم اپنے رب سے ملاقات کرو
اسی طرح جس طرح تمہارے لئے
یہ دن یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہیں
بلاشبہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے
اور وہ تم سے
تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا
کیا میں نے اپنی بات تم تک پہنچا دی؟"

آواز آئی "ہاں یا رسولؐ اللہ"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یا اللہ گواہ رہنا"
آپؐ نے فرمایا:

"اور جس کسی کے پاس کسی شخص نے کوئی امانت رکھی ہو
اس پر لازم ہے کہ وہ اس امانت کو
اس کے مالک کو لوٹا دے
اور آج سے ہر قسم کا سود ختم ہو گیا ہے
لیکن تم اپنی اصل رقم لے سکتے ہو
مگر تم بے انصافی نہیں کرو گے
اور نہ تم سے بے انصافی ہو
اللہ کا فیصلہ ہے کہ سود جائز نہیں
اور جو سود سب سے پہلے ختم کیا جاتا ہے
وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے
وہ سب کا سب کالعدم ہے
میں دور جاہلیت کے ہر قتل کا بدلہ کالعدم قرار دیتا ہوں
اور جس خون کا بدلہ میں سب سے پہلے معاف کرتا ہوں

وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے
جو ابنِ سعد بن بکر کے ہاں دودھ پیتا تھا
اور بنو ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا
کیا میں نے اپنا پیغام تم تک پہنچا دیا؟"
لوگوں نے جواب دیا "ہاں آپؐ نے پہنچا دیا"
آپؐ نے فرمایا "یا اللہ گواہ رہنا"
پھر فرمایا:

- "اے لوگو غور سے سن لو
شیطان مایوس ہے
کہ اس زمین پر اس کی کبھی عبادت کی جائے گی
لیکن اسے امید ہے کہ وہ
تم سے ایسے امور میں اپنی پیروی کرا لے گا
جنہیں تم حقارت سے دیکھتے ہو
اپنے دین کے بارے میں اس سے ہوشیار رہنا
اے لوگو!
ادب والے مہینوں کا دوسرے مہینوں سے
ادل بدل کر لینا کفر ہے
جس میں کوئی مومن آلودہ نہیں ہو سکتا
مگر کافر کا اس سے بچنا مشکل ہے
جو اس سال کے چار مہینوں میں سے ایک مہینہ
آئندہ سال کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں
اور آنے والے سال میں اسے
بدستور اپنے محل پر رکھتے ہیں
یہ بھی اللہ کی طرف سے حرام کردہ امور کو حلال کر لینا
اور حلال شدہ امور کو حرام کر لینا ہے
اور دیکھو جب اللہ نے زمین اور آسمان پیدا کیے تھے

زمانہ پھر پھرا کر اسی مقام پر آ گیا ہے
اور چار ادب والے مہینے ہیں
تین مسلسل
ذیقعد تا محرم
اور ایک الگ مہینہ رجب
جو جمادی الاول و جمادی الاخر
اور شعبان کے درمیان آتا ہے"
آپؐ نے کہا "کیا میں نے پیغام تم تک پہنچا دیا؟"
حاضرین نے کہا "ہاں آپؐ نے پہنچا دیا"
آپؐ نے کہا "اے اللہ گواہ رہنا"
پھر فرمایا ______

⭘ "اے لوگو!

اپنی عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا
تم نے انہیں اللہ کی امان کے ساتھ اپنے نکاحوں میں لیا ہے
اور اللہ کے کلمہ کے ساتھ ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے
اور وہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے امانت ہیں
بے شک تمہاری بیویوں کے تمہارے ذمہ حقوق ہیں
اور تمہارے ان پر حقوق ہیں
ان پر یہ تمہارا حق ہے کہ وہ
تمہارے بستروں پر تمہارے سوا کسی اور کو نہ آنے دیں
اور تمہارے گھر میں کسی ایسے شخص کو داخل نہ ہونے دیں
جسے تم پسند نہ کرتے ہو
بجز تمہاری اجازت کے
اور فحش حرکتوں سے الگ رہیں
لیکن اگر وہ ایسا کریں
تو اللہ نے تمہیں پورا حق دیا ہے

کہ تم انہیں منع کرو
انہیں اپنے بستروں سے الگ کر دو
اور انہیں مارو
مگر ایسی مار جو سخت نہ ہو
اور ان کا تم پر یہ حق ہے
کہ تم رواج کے مطابق
ان کے لباس اور خوراک کا انتظام کرو
اور بیویوں سے اچھے سلوک کے بارے میں تاکید یاد رکھو
کیونکہ وہ تمہارے زیر دست ہیں"
آپؐ نے فرمایا "کیا میں نے تم تک پیغام پہنچا دیا؟"
حاضرین نے کہا "ہاں آپؐ نے پہنچا دیا"
آپؐ نے فرمایا "اے اللہ گواہ رہنا"
آپؐ نے فرمایا______

- "اے لوگو! میری بات سنو اور سمجھ لو
ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے
اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں
کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے مال سے
کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر لے
اور تم اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا
یاد رکھو ان تین امور میں دل میں حسد و عناد نہ رکھنا
کوئی عمل صرف اللہ کی رضا کے لئے کرنا
حاکم وقت کو از راہ خیر خواہی نصیحت کرنا
مسلمانوں کی جماعت میں شامل رہنا
تمہارے غلام! تمہارے غلام!
انہیں وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو
وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو

اگر ان سے ایسی غلطی ہو جائے
جو تم معاف نہ کر سکو
تو انہیں فروخت کر دو
اے اللہ کے بندو!
انہیں سزا نہ دینا
میں پڑوسی کے بارے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں
میں پڑوسی کے بارے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں
میں پڑوسی کے بارے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں
(اللہ کے رسول ﷺ نے پڑوسی سے حسن سلوک کی نصیحت بار بار دہرائی)
اے لوگو!
اللہ تعالیٰ نے ہر وارث اور حقدار کا حصہ مقرر کر دیا ہے
اور کسی وارث کے لئے کوئی وصیت روا نہیں
اور وصیت ایک تہائی سے زائد جائز نہیں
اور بچہ بستر والے کا ہوتا ہے
اور زنا کار کے لئے پتھر ہے
اور جو اپنے کو باپ کے سوا
کسی اور کی طرف منسوب کرتا ہے
یا اپنے آقا کے سوا
کسی اور سے تعلق جوڑے
اس پر اللہ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو
اللہ اس سے نہ کوئی معاوضہ قبول کرے گا
اور نہ کوئی بدل
اے لوگو! سن لو
تمہارا (سب کا) رب ایک ہے
سن لو!
تمہارا (سب کا) باپ ایک ہے

تم سب آدم کی اولاد ہو
اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے
سن لو!
عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں
اور نہ عجمی کو عربی پر (کوئی فضیلت ہے)
نہ کالے کو سرخ رنگ والے پر
اور نہ سرخ رنگ والے کو کالے پر (کوئی فضیلت ہے)
مگر تقویٰ کے ساتھ
اور اللہ کے ہاں تم میں سے وہی مکرم ہے
جو زیادہ متقی ہے
سنو! کیا میں نے پیغام تم تک پہنچا دیا ہے؟"
حاجیوں نے کہا "ہاں اللہ کے رسول آپؐ نے پہنچا دیا"
آپؐ نے فرمایا "اے اللہ گواہ رہنا"
آپؐ نے فرمایا ــــــــــ
"اے لوگو!
میرے بعد مرتد نہ ہو جانا
کہ ایک دوسرے کے دشمن بن کر قتل کرنے لگو
میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں
کہ اگر تم انہیں تھامے رکھو گے
تو کبھی نہیں بھٹکو گے
یہ آسان اور سادہ ہیں
اللہ کی کتاب
اور اس کے رسولؐ کی سنت
تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا
تم کیا جواب دو گے؟"
لوگوں نے کہا "ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا اس کا حق ادا کر دیا اور پوری

پوری خیر خواہی کی"
اللہ کے رسولؐ نے تین دفعہ فرمایا "اے اللہ گواہ رہنا' اے اللہ گواہ رہنا' اے اللہ گواہ رہنا"
ہربار آپؐ اپنی انگشت شہادت سے پہلے آسمان کی طرف اشارہ کرتے تھے اور پھر سامنے ہجوم کی طرف
آپؐ نے فرمایا:

۞ "اے لوگو سنو!

جو حاضر ہے میری بات غیر حاضر تک پہنچا دے
بہت سے غیر حاضر
سننے والوں سے زیادہ یادداشت رکھتے ہیں"

خطبہ کے بعد آپؐ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے کا حکم دیا اذان کے بعد اقامت کہی گئی اور اللہ کے رسولؐ نے ظہر کی نماز کی دو رکعت پڑھائیں اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پھر اقامت کہی اور آپؐ نے عصر کی نماز کی دو رکعت پڑھائیں ان دونوں کے درمیان آپ نے کوئی نفلی نماز نہیں پڑھی اور وہ جمعہ کا دن تھا۔

نماز کے بعد آپؐ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہو گئے اور اپنے قیام کی جگہ کی طرف لوٹ گئے ایک حاجی اپنی سواری سے گر کر فوت ہو گیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا "اسے بیری کے پتوں کو ابال کر گرم پانی سے غسل دو خوشبو نہ لگانا دو کپڑوں کا کفن دینا سر ننگا رکھنا تاکہ روز قیامت یہ تلبیہ کہتا ہوا اٹھے"

دعا اور گریہ

قیام گاہ پر پہنچ کر اللہ کے رسولؐ نے قبلہ کی طرف رخ کیا اور غروب آفتاب تک دعائیں مانگتے رہے آپؐ کے دونوں ہاتھ سینہ سے اوپر اٹھے ہوئے تھے اور آپؐ اپنے اللہ سے ایک "مسکین مانگنے والے" کی مانند دعا کر رہے تھے۔

۞ "اے ہمارے رب تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں
اس تعریف جیسی تعریفیں جو ہم کر رہے ہیں
اور اس سے بھی بہتر تعریفیں جو ہم کر نہیں سکتے
اے اللہ میری نماز میری عبادت
میری زندگی اور میری موت

تیرے ہی لئے ہے
اور مجھے تیری طرف ہی لوٹنا ہے
اور تو ہی میرا وارث ہے
اے اللہ میں قبر کے عذاب سے
دل کے وسوسہ سے
اور کسی مقصد کے منتشر ہو جانے سے
تیری پناہ مانگتا ہوں
اے اللہ میں ہوا کے شر سے
رات کے شر سے دن کے شر سے
اور زمانے کے شر سے
تیری پناہ مانگتا ہوں"

اللہ کے رسول ﷺ نے عرفات کی سہ پہر جو دعائیں مانگیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

۞ "اے اللہ تو میری بات سنتا ہے
اور میرے قیام کو دیکھ رہا ہے
اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے
میری کوئی بات تجھ سے مخفی نہیں
میں لاچار فقیر
پناہ کا طالب فریادی
خوفزدہ ہراساں
اور اپنے گناہوں کا اقرار
اور اعتراف کرنے والا ہوں
میں تجھ سے ایک مسکین کی مانند سوال کرتا ہوں
اور ایک گنہگار کمزور اور ضعیف کی طرح
تیری طرف دست سوال دراز کرتا ہوں
اور میں ایک خوفزدہ ستم رسیدہ کی مانند تجھے پکارتا ہوں
جس کی گردن تیرے سامنے خم ہے

اور آنسو رواں ہیں

اور کمزور جسم تیرے سامنے لرزاں ہے

اور ناک خاک آلود ہے

اے اللہ مجھے دعا کی قبولیت سے محروم نہ کر

اور شقی نہ بنانا

اور مجھ پر مہربان اور رحم کرنے والا ہو جا

اے ان سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے

اور ان سب سے افضل جو عطا کرتے ہیں"

اور مشن مکمل ہو گیا

اللہ کے رسولؐ اللہ کے حضور گریہ و زاری میں مصروف تھے دعاؤں کے قبول کرنے والے سے اپنی دعائیں قبول کرنے کے لئے دونوں ہاتھ پھیلائے دعا کر رہے تھے کہ سب سے افضل عطا کرنے والے نے پیغام بھیجا آپؐ کے سپرد جو مشن کیا گیا تھا وہ مکمل ہو گیا۔

⊙ "میں نے آج تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا

اور تم پر اپنی نعمت کمال تک پہنچا دی

اور اسلام تمہارے لئے دین مقرر کر دیا" (3:5)

غار حرا کی شب اللہ نے آپؐ کو جو مشن سونپا تھا میدان عرفات میں مکمل ہو گیا اللہ کے رسولؐ نے اللہ کی وحدنیت کا اقرار کرنے والوں کو نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج کے آداب سب سکھا دیئے تھے۔ وحی کا آغاز غار حرا سے ہوا تھا اور اختتام میدان عرفات میں' اسلام بھی مکمل ہو گیا اور قرآن بھی مکمل ہو گیا اور اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو خبر کر دی کہ یہی اسلام اس نے اپنے بندوں کے لئے دین کامل کے طور پر مقرر کر دیا ہے اور آپؐ کا دنیاوی مشن مکمل ہو گیا ہے(5)

اللہ کے رسولؐ کو اللہ کی طرف سے یہ خوشخبری موصول ہوئی تو حضرت عمر فاروق ؓ رونے لگے حضور ﷺ نے فرمایا "اے عمر کیوں رو رہے ہو؟"

حضرت عمرؓ نے عرض کیا "دین کامل ہو گیا اور کمال کے بعد نقصان ہے"

وہ نقصان کیا تھا؟ حضرت عمرؓ کس نقصان کے خوف سے رونے لگے تھے؟ اہل علم کہتے ہیں انہیں احساس ہو گیا تھا کہ مشن کی تکمیل کے بعد اللہ اپنے رسولؐ کو اپنے پاس بلا لے گا۔

تیز رفتاری نیکی نہیں

مشرکین دن کی روشنی میں عرفات سے روانہ ہوا کرتے تھے اللہ کے رسول ﷺ نے سورج کے غروب ہو جانے کا انتظار کیا جب سورج کی زردی بھی ختم ہو گئی تو آپؐ اونٹنی پر سوار ہو گئے اسامہ بن زید ؓ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور مزدلفہ کی طرف چل دیئے ہر طرف انسان ہی انسان تھے وہ سب بھی اللہ کے رسولؐ کے ساتھ ہی روانہ ہوئے تھے مغرب کی نماز ابھی کسی نے بھی نہیں پڑھی تھی انہوں نے اپنی سواریوں کی رفتار تیز کر دی بعض کی سواریاں دوڑنے لگیں تو آپؐ نے منادی کرائی "اے لوگو سواریاں دوڑانا نیکی نہیں"
اللہ کے رسولؐ نے خود اپنی اونٹنی کی نکیل اس زور سے کھینچی ہوئی تھی کہ اس کا سر کجاوے کو چھونے لگا تھا آپؐ اپنے دائیں ہاتھ سے لوگوں کو اشارہ کرتے ہوئے فرماتے جا رہے تھے "اے لوگو اطمینان سے چلو آہستگی اختیار کرو تیز رفتاری نیکی نہیں"
جب کوئی بلندی آ جاتی تو آپؐ اپنی اونٹنی کی نکیل قدرے ڈھیلی چھوڑ دیتے تھے تا کہ وہ آسانی سے چڑھائی چڑھ جائے آپؐ اسی انداز میں چلتے ہوئے مزدلفہ پہنچے اور شام کی نماز تاخیر سے عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھی ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ

عروہ کا حج ہو گیا

قبیلہ طے کا ایک حاجی اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کا نام عروہ تھا اس نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں بنی طے کے پہاڑوں سے آیا ہوں میں نے اپنے آپ کو بھی تھکا دیا ہے اور میری اونٹنی بھی دبلی پتلی ہو گئی ہے خدا کی قسم میں نے ہر پہاڑ پر قیام کیا ہے کیا میرا حج ہو گیا ہے؟"
اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "جو شخص ہماری اس فجر کی نماز میں شریک ہوا اور اس نے یہاں قیام کیا اور یہاں آنے سے پہلے دن یا رات کے کسی حصہ میں عرفات میں قیام کر چکا ہے' اس کا حج ہو گیا"

کمزوروں کے لئے اجازت

ام المومنین حضرت سودہؓ کمزور تھیں انہوں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ مجھے آپؐ لوگوں کے

ہجوم سے قبل ہی منیٰ روانہ کر دیں" اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور وہ پہلے ہی مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہو گئیں اللہ کے رسول ﷺ نے آلِ عبدالمطلب کے بچوں اور کمزور افراد کو بھی رات کے وقت ہی مزدلفہ سے منیٰ بھیج دیا۔

شرک کی روایت روند ڈالی

مزدلفہ میں آپؐ نے فجر کی نماز پڑھانے میں جلدی کی نماز کے بعد آپؐ سوار ہو کر مشعر حرام کے پاس تشریف لے گئے اور قبلہ کی طرف رخ کر کے دعا اور تکبیر و تہلیل میں مصروف ہو گئے مشرکین طلوع آفتاب کے بعد مزدلفہ سے روانہ ہوا کرتے تھے اور "اے کوہ شبیر! دھوپ سے روشن ہو جا" کہا کرتے تھے اللہ کے رسولؐ نے شرک کی اس روایت کو بھی پاؤں تلے روند دیا آپؐ طلوع آفتاب سے قبل ہی مزدلفہ سے روانہ ہو گئے اہل توحید بھی طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے چل پڑے اللہ کے رسولؐ لوگوں کو وقار اور سکون کے ساتھ چلنے کی تلقین فرما رہے تھے لیکن وادی محسر میں پہنچے تو آپؐ نے سواری کی رفتار تیز کر دی کیونکہ اس وادی میں ابرہہ اور اس کے ہاتھیوں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا۔(6)

شیطان اور غلو

اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نوجوان فضل بن عباس بھی تھا وہ آپؐ کے پیچھے سوار تھا ایک نوجوان لڑکی نے اللہ کے رسولؐ سے پوچھا "میرے والد پر حج فرض ہے مگر وہ بہت بوڑھے ہیں کیا میں اپنے والد کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہاں! اپنے والد کی طرف سے حج کرو"

فضل بن عباس نے اس لڑکی کی طرف دیکھا تو آپؐ نے اپنے دست مبارک سے اس کے چہرے کا رخ بدل دیا۔

عباسؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ آپ نے فضل کا رخ کیوں تبدیل کیا؟"

اللہ کے رسولؐ نے فرمایا "میں نے نوخیز لڑکی اور نوجوان لڑکے کی آنکھیں دوچار ہوتے دیکھیں تو مجھے ان پر شیطانی حملے کا خطرہ محسوس ہوا"

اللہ کے رسول ﷺ نے فضل بن عباس سے کہا' میدان سے کنکریاں چن کر لاؤ ▪ چنے کے دانے سے ذرا بڑی کنکریاں چن کر لائے اللہ کے رسولؐ نے وہ کنکریاں اپنے دست مبارک میں لیتے

ہوئے فرمایا "ایسی کنکریوں سے رمی کرو دین میں غلو اور مبالغہ آرائی سے پرہیز کرو گزشتہ اقوام کو غلو اور تجاوز نے ہی تباہ کیا ہے"

شیطان کو کنکریاں مارنے والوں کا ہجوم تھا آپؐ نے فرمایا "کوئی ایک دوسرے کو تکلیف نہ دے جب رمی کرو تو خذف کے برابر (چنے کے دانے سے تھوڑی بڑی) کنکریوں سے رمی کرو"

منیٰ میں خطاب

اللہ کے رسول ﷺ شیطان کو کنکریاں مار چکے اور آپؐ کے قافلہ والے بھی اس ابراہیمی سنت سے فارغ ہو گئے تو آپؐ نے مہاجرین کو اشارہ کیا وہ سب آپؐ کے حکم کے مطابق آپؐ کے دائیں طرف بیٹھ گئے انصار کو بائیں طرف بیٹھنے کا حکم ہوا باقی حاجی ان کے گرد بیٹھ چکے تو آپؐ نے ایک بار پھر خطاب فرمایا اللہ کے رسول ﷺ اپنی اونٹنی پر رکابوں میں پاؤں رکھ کر کھڑے تھے اور نہایت بلند آواز سے خطاب فرما رہے تھے مکبر آپؐ کے فرمان دوسروں تک پہنچا رہے تھے اور اللہ نے سننے والوں کی سماعت تیز کر دی تھی۔

آپؐ نے فرمایا "اے لوگو یہ کونسا دن ہے؟"

حاضرین نے جواب دیا "اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں"

کیا انہیں دن کے بارے میں معلوم نہیں تھا؟

معلوم تو سب کو تھا لیکن وہ اللہ کے رسول ﷺ کے سوال کے جواب میں بتانا نہیں چاہتے تھے اس خیال سے کہ کیا معلوم اللہ نے اس دن کا نام بدل دیا ہو اور رسولؐ اللہ اس بارے میں بتانا چاہتے ہوں۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا "کیا یہ حج اکبر کا دن نہیں؟"

حاضرین نے عرض کیا "ہاں! یا رسولؐ اللہ"

آپؐ نے فرمایا "لوگو یہ کونسا مہینہ ہے؟"

لوگوں نے اس دفعہ بھی عرض کیا "اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں"

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں؟"

انہوں نے عرض کیا "ہاں! یا رسولؐ اللہ"

آپؐ نے فرمایا "لوگو یہ کونسا شہر ہے؟"

لوگوں نے عرض کیا "اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں"

اللہ کے رسولؐ نے فرمایا "کیا یہ بلد حرام نہیں؟"
انہوں نے عرض کیا "ہاں یا رسولؐ اللہ"

شہر مکہ ذوالحجہ کا مہینہ اور حج اکبر کا دن صدیوں سے عربوں کے لئے مقدس ترین شہر، مہینہ اور دن چلے آتے تھے۔ شرک اور بت پرستی کے دور میں بھی وہ اس شہر مہینہ اور دن کے تقدس کا بہت ہی زیادہ احترام کیا کرتے تھے اللہ کے رسول ﷺ سوال اور حاضرین کے جواب کے بعد طویل وقفہ کرتے تھے تاکہ لوگوں کے ذہنوں میں بات اچھی طرح بیٹھ جائے اور اس کے بعد فرماتے تھے کہ وہ کونسا دن مہینہ یا شہر تھا جب انہوں نے اپنی پوری توجہ کے ساتھ سن اور جان لیا کہ مقدس ترین دن تھا مقدس ترین مہینہ تھا اور مقدس ترین جگہ تھی اور وہ مقدس ترین دن کو مقدس ترین مہینہ میں مقدس ترین جگہ پر اللہ کے رسول ﷺ کا خطاب سن رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا:

- اے لوگو!
  تم پر ایک دوسرے کے جان مال اور عزت
  اسی طرح قابل احترام ہیں
  جس طرح اس حرمت والے شہر میں
  اس حرمت والے مہینہ کا یہ حرمت والا دن قابل احترام ہے
  عنقریب تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے
  اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا"

یہ وہی بات تھی وہی چیز تھی جو ایک روز پہلے اللہ کے رسول ﷺ نے عرفات کے میدان میں بتائی تھی اللہ کے رسولؐ اس حکم کو بار بار دہرا کر اہل توحید کو اچھی طرح ذہن نشین کرانا چاہتے تھے اور اس کی اہمیت واضح کرنا چاہتے تھے۔

حضرت بلالؓ نے آپؐ کی اونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی تھی اور حضرت علیؓ بھی آپؐ کا فرمان دہرا دہرا کر لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا:

- "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا
  اگر سیاہ فام نکٹہ غلام بھی تمہارا امیر مقرر کر دیا جائے
  جو تمہاری قیادت اور حکومت قرآن کے مطابق کرے
  تو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا

اپنی والدہ والد بہن بھائی اور تمام رشتہ داروں
سے حسن سلوک اور تواضع سے پیش آنا
کسی کو ناحق قتل نہ کرنا زنا نہ کرنا
اور چوری نہ کرنا"

پھر اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو قربانی کے مسائل اور مناسک حج بتائے حتیٰ کہ کنکریوں کا نمونہ دکھا کر کنکریاں مارنے کا طریقہ بھی بتایا اور لوگوں کے سوالات کے جواب دیئے آپؐ نے خاوند اور بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق بتا کر فرمایا "بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے کچھ خرچ نہ کرے"

حاضرین میں سے کسی نے پوچھا "یا رسولؐ اللہ اناج اور کھانا بھی؟"

آپؐ نے فرمایا "یہی تو ہمارا بہترین سرمایہ ہے"

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

- "ادھار لی ہوئی چیز واپس کرنا ہو گی
  قرض ادا کرنا ہو گا
  اور ضامن ذمہ دار ہو گا
  دودھ دینے والا جانور
  دودھ کے عرصہ کے لئے تحفہ دیا گیا ہو
  تو دودھ کے بعد وہ واپس کرنا ہو گا"

کسی نے پوچھا "یا رسول اللہ ﷺ آپؐ ہمیں کیا ذمہ داری سونپنا چاہتے ہیں؟"

آپؐ نے فرمایا "اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نماز ادا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، میری اطاعت کرو اور اسی راہ پر چلتے رہو سیدھے جنت میں داخل ہو جاؤ گے"

کسی نے پوچھا "یا رسولؐ اللہ میں کنکریاں مارنا بھول گیا ہوں"

آپؐ نے فرمایا "اب مار لو کوئی حرج نہیں"

کسی نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں نے قربانی سے پہلے سر منڈوا لیا ہے"

آپؐ نے فرمایا "اب ذبح کر لو اس تقدیم و تاخیر سے کوئی حرج نہیں"

جو بھی کوئی پوچھتا آپؐ فرماتے "اب کر لو کوئی حرج نہیں"

آپؐ نے فرمایا "جس مقروض نے قرض ادا نہ کیا وہ گنہگار ہے"

ایک سوال کے جواب میں فرمایا "بڑھاپے کے سوا اللہ نے ہر مرض کا علاج پیدا کیا ہے"
کچھ لوگوں نے آکر پوچھا "یا رسولؐ اللہ ہمارے ہاں بنو یربوع مقیم ہیں"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کوئی بھی کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرے"

قربانی

شیطان کو کنکریاں مارنے اور خطاب کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے قربانی کے اونٹ ذبح کئے کچھ اونٹ تو آپؐ مدینہ سے ساتھ لائے تھے کچھ اونٹ حضرت علی ؓ یمن سے لائے تھے اللہ کے رسولؐ نے ان میں سے تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح کئے باقی اونٹ حضرت علیؓ نے ذبح کئے کل سو اونٹ قربانی میں ذبح کئے گئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو تاکید فرمائی کہ قربانی کے جانوروں کا گوشت' کھالیں اور پالان سب لوگوں میں تقسیم کر دیئے جائیں اور کھالیں اتارنے اور گوشت بنانے والے قصاب کو اُجرت میں ان میں سے کوئی چیز نہ دی جائے آپؐ نے فرمایا "اُجرت ہم اپنے پاس سے دیں گے"
آپؐ نے ہر قربانی سے ایک ایک بوٹی گوشت جمع کر کے پکانے کا حکم دیا گوشت پک گیا تو آپؐ نے گوشت کھایا اور شوربہ پیا۔
امام ابن حزم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کی جانب سے بھی قربانی دی تھی اور منیٰ میں اپنی طرف سے بھی ایک گائے ذبح کی تھی اور دو چتکبرے مینڈھے ذبح کئے تھے(7)
آپؐ نے فرمایا جو کوئی قربانی کے گوشت میں سے لینا چاہے لے سکتا ہے آپؐ نے منیٰ کی قربان گاہ میں قربانی کی اور فرمایا "منیٰ پورے کا پورا قربان گاہ ہے اور مکہ کی گلیوں اور راستوں میں بھی قربانی دی جا سکتی ہے۔"

عطائے رسولؐ

قربانی کے بعد آپؐ نے حجام کو بلوایا حضرت معمر بن عبداللہ استرا لے کر حاضر ہو گئے آپؐ نے فرمایا "معمر اللہ کے رسولؐ تمہیں اجازت دیتے ہیں کہ کانوں کے نیچے کے بال لے لے"
معمر نے عرض کیا "کیوں نہیں اللہ کے رسولؐ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر احسان ہو گا"
آپؐ نے فرمایا "ہاں"
لوگ اللہ کے رسولؐ کے چاروں طرف کھڑے تھے رسولؐ اللہ کے سر کے دائیں طرف کے بال

ان میں تقسیم کر دیئے گئے پھر آپؐ نے بائیں طرف اشارہ کیا معمر نے اس طرف کے بال کاٹے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”یہاں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی ہے؟“
اور وہ سب بال حضرت ابو طلحہؓ کو عطا کر دیئے۔
یہ بھی روایت ہے کہ اللہ کے رسولؐ کی پیشانی کے بال حضرت خالدؓ بن ولید کو ملے تھے اور حضرت خالدؓ اللہ کے رسولؐ کے وہ بال ہمیشہ اپنی ٹوپی میں رکھتے تھے۔ خود حضرت خالدؓ بن ولید سے روایت ہے ”میں جب بھی کسی لڑائی میں ■ ٹوپی پہن کر شریک ہوا اللہ نے مجھے فتح دی“۔
حلق (سر کے بال صاف کروانے) کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے احرام اتار دیا اور حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”میری طرف سے منیٰ میں اعلان کر دو کہ یہ کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کا دن ہے“

طواف بیت اللہ

اللہ کے رسول ﷺ نے سواری تیار کروائی اور مکہ روانہ ہو گئے آپؐ نے اونٹنی پر سوار ہو کر اللہ کے گھر کا طواف کیا جب آپؐ حجر اسود کے سامنے آتے تھے تو چھڑی سے حجر اسود کو چھو کر اس کے اس سرے کو چوم لیتے تھے۔
طواف کے بعد آپؐ چاہ زمزم پر تشریف لے گئے آل عبدالمطلب کے لوگ حاجیوں کو پلانے کے لئے چاہ زمزم سے پانی نکال رہے تھے آپؐ ان کے پاس گئے اور ان کی اس خدمت کو سراہتے ہوئے فرمایا ”اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ مجھے چاہ زمزم سے پانی نکالتے دیکھ کر لوگ ہجوم کر کے آ جائیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ مل کر حاجیوں کو پلانے کے لئے پانی نکالتا“
حاجیوں کو پانی پلانے کا منصب (سقایہ) آل عبدالمطلب کے پاس تھا۔
آپؐ نے پانی پینے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے فضل سے کہا ”گھر جاؤ اور اپنی ماں سے پانی لے آؤ“
اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ”بلا تکلف یہی پانی پلا دو“
عباس نے عرض کیا ”یا رسولؐ اللہ اس پانی میں تو لوگوں نے ہاتھ بھی ڈالے ہیں“
آپؐ نے فرمایا ”تکلف نہ کرو یہی پلاؤ“
اور آپؐ نے وہی پانی پیا جو عام حاجی پی رہے تھے۔
اس روز آپؐ نے ظہر کی نماز کہاں پڑھی؟ کچھ روایات میں ہے کہ آپؐ نے ظہر کی نماز مسجد حرام

میں پڑھی تھی جب کہ بعض دیگر روایات کے مطابق آپؐ نے مکہ سے واپس آ کر منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھائی تھی۔

گیارہ ذوالحجہ

11 ذوالحجہ کی رات آپؐ نے منیٰ میں گزاری۔ سورج طلوع ہونے کے بعد آپؐ نے اس کے ڈھلنے کا انتظار کیا سورج ڈھل گیا تو آپؐ پیدل جمرات کی طرف تشریف لے گئے سب سے پہلے اس جمرہ (شیطان) کو ایک ایک کر کے سات کنکریاں ماریں جو مسجد خیف کے قریب ہے ہر کنکری پھینکنے کے ساتھ آپؐ بلند آواز میں اللہ اکبر پکارتے تھے پھر آپؐ وہاں سے چل کر کھلی جگہ آئے اور قبلہ کی طرف رخ کر کے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور طویل دعا کی اس کے بعد آپؐ دوسرے جمرہ کی طرف تشریف لے گئے اسے بھی پہلے کی طرح سات کنکریاں ماریں اس کے بعد بائیں طرف ہٹ کر وادی کے قریب رک گئے اور قبلہ کی طرف رخ کر کے کافی لمبی دعا کی وہاں سے آپؐ تیسرے جمرہ کو کنکریاں مارنے تشریف لے گئے جب آپؐ کنکریاں مار رہے تھے تو بیت اللہ آپؐ کے بائیں جانب تھا اور منیٰ دائیں جانب چونکہ پہاڑی پر جگہ تنگ تھی اس لئے آپؐ کنکریاں مارنے کے بعد جلد ہی وہاں سے ہٹ گئے وہاں آپؐ نے دعا نہیں کی۔

اجازت

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ مجھے اجازت دیں کہ منیٰ کی راتیں مکہ میں گزار لوں کیونکہ مجھے حاجیوں کو پانی پلانے کا اہتمام کرنا ہے"
اللہ کے رسولؐ نے انہیں اجازت دے دی تھی۔
حاجیوں کو پانی پلانے "سقایہ" کی ڈیوٹی آل عبدالمطلب کی طرف سے ان کے پاس تھی۔
قافلہ والوں کے ساتھ سفر کی سواری کے بہت سے اونٹ تھے منیٰ میں ان سب کے لئے چارہ کا کوئی انتظام نہیں تھا چرواہے اونٹوں کو چرانے کے لئے دور لے جاتے تھے انہوں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہمیں اونٹوں کے ساتھ باہر رات گزارنے کی اجازت عنایت فرمادیں۔"
اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں بھی اجازت دے دی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ رمی قربانی کے روز کر لیں اور قربانی کے بعد کے دو دنوں کی رمی (شیطان کو کنکریاں مارنا) کسی ایک ہی دن جمع کر لیں۔
رسولؐ اللہ ہر مقام پر حج کے مسائل سمجھاتے رہے

خطاب وداع

12 ذوالحجہ کو بھی آپؐ نے اسی انداز میں رمی کی اور قافلہ والوں سے ایک بار پھر خطاب فرمایا لوگوں کو مناسک حج کی عملی تربیت اور تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ آپؐ انہیں احکام اور اسلام بھی ذہن نشین کرانا چاہتے تھے اس لئے ہر خطاب میں آپؐ کچھ پہلی باتیں دہراتے تھے اور کچھ نئی باتیں بتاتے تھے آپؐ نے پیدل بھی طواف اور رمی کئے اور اونٹنی پر سوار ہو کر بھی تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ دونوں طرح جائز ہے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بتا دیا تھا کہ آپؐ کی دنیاوی زندگی کا مشن مکمل ہو گیا ہے حج کے لئے جمع ہونے والے اہل توحید میں جزیرہ نمائے عرب کے تمام علاقوں اور قبیلوں کے لوگ شامل تھے آپؐ چاہتے تھے کہ ▪ زیادہ سے زیادہ احکامات ذہن نشین کر لیں اور پھر ان کو ہدایت فرماتے تھے کہ انہوں نے جو کچھ سنا ہے واپس جا کر وہ دوسرے لوگوں کو بھی بتا دیں کیونکہ آپؐ کو معلوم تھا کہ اتنے زیادہ اور اتنے مختلف قبائل اور علاقوں سے آنے والے مسلمانوں تک مناسک اور احکام پہنچانے کا یہ آخری موقعہ ہے حاجی منیٰ کے میدان میں جمع تھے آپؐ اونٹنی پر سوار تھے۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

''لوگو! یہ کونسا دن ہے؟''

حاضرین نے عرض کیا ''یہ قابل احترام دن ہے''

آپؐ نے فرمایا ''یہ کونسا مہینہ ہے؟''

حاجیوں نے عرض کیا ''یہ حرمت والا مہینہ ہے''

آپؐ نے فرمایا ''یہ کونسا شہر ہے''

انہوں نے عرض کیا ''یہ عزیز اور ذی وقار شہر ہے''

آپؐ نے فرمایا'' تمہارے جان و مال اور عزت وآبرو ایک دوسرے کے لئے اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح یہ دن اس مہینہ اور اس شہر میں قابل عزت و احترام ہے''

آپ نے فرمایا:

۞ ''لوگو سنو!

زمانہ جاہلیت کے
تمام قتل، قرض، سود اور بری رسمیں قیامت تک کے لئے
میرے قدموں کے نیچے پامال اور روندی جا چکی ہیں

خبردار!
کسی پر ظلم نہ کرنا! کسی پر ظلم نہ کرنا! کسی پر ظلم نہ کرنا!

ستم سے باز رہنا
کسی پر جور و جفا نہ کرنا
ہاں مجرم اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے
باپ کے جرم کا ذمہ دار بیٹا نہیں
اور بیٹے کے جرم کا باپ ذمہ دار نہیں"

آپؐ نے ایک بار ابنِ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون بہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا سود معاف کرنے کا اعلان فرمایا۔ ایک بار پھر عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کا خیال رکھنے کی تلقین کی۔ آپؐ نے ایک بار پھر مہینوں کے احترام کے اصول کی وضاحت فرمائی ایک بار پھر بتایا کہ اللہ کے ہاں فضیلت کی بنیاد تقویٰ پر ہے ایک بار پھر امانتیں واپس کرنے کی ہدایت فرمائی ایک بار پھر تلقین فرمائی کہ "میرے بعد کافر نہ ہو جانا اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنا نہ شروع کر دینا"

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں"
خطاب ختم کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا "مجھ سے حج کے مسائل سیکھ لو شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کر سکوں"
آپ نے ہاتھ پھیلا کر فرمایا ____
"کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا؟
کیا میں نے اپنا فرض ادا کر دیا؟"
لوگوں نے عرض کیا "ہاں یا رسولؐ اللہ"
آپؐ نے فرمایا "اے لوگو گواہ رہیو"
پھر آپؐ نے ہدایت فرمائی "جو حاضر ہے واپس جا کر جو سنا ہے غیر حاضر کو بتا دے کہ بہت سے غیر حاضر سننے والوں کی نسبت زیادہ یادداشت اور فہم و فراست کے مالک ہوتے ہیں"

طواف وداع

اللہ کے رسولؐ نے تیرہ ذوالحجہ کی رات بھی منیٰ میں گزاری صبح روانگی میں بھی جلدی نہیں کی۔ آپؐ ظہر کی نماز کے بعد منیٰ سے روانہ ہوئے اور نواح مکہ میں وادیٔ محصب میں قیام فرمایا حضرت ابو رافع پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے اور خیمہ نصب کر کے سامان جما لیا تھا۔ حاجی طواف

وداع کے بغیر ہی اپنے اپنے علاقوں کو روانہ ہو جایا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہر حاجی کا آخری فعل بیت اللہ کا طواف ہے"

منیٰ سے روانگی کے بعد ایک لاکھ چالیس ہزار حاجیوں کے لئے تھوڑے وقت میں طواف وداع میں مشکل پیش آتی رسول اللہ ﷺ نے ان کی آسانی کے لئے وادی محصب میں قیام کیا عصرؑ شام اور عشاء کی نمازیں وہیں ادا کیں تھوڑی نیند لی اور پھر طواف وداع کے لئے بیت اللہ تشریف لے گئے آپؐ نے سحری کے وقت صبح کی نماز سے پہلے طواف کیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ کی اجازت چاہی ۔۔ مکہ آمد کے وقت عمرہ نہیں کر سکی تھیں۔ آپ نے فرمایا "اپنے بھائی (عبدالرحمٰن) کو ساتھ لیں اور" تنعیم کے مقام سے عمرہ کا احرام باندھ کر بیت اللہ جائیں اور عمرہ کر کے فلاں مقام پر ہم سے آن ملیں۔

ام المومنینؓ عمرہ کر کے وادی محصب واپس آ گئیں تو آپؐ نے سب ساتھیوں کو روانگی کا حکم دے دیا۔

غدیرِ خُم میں خطاب رسولؐ

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام ہے' خُم۔ یہ جُحفہ سے پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے وہاں پانی کا ایک تالاب بھی تھا۔ عربی زبان میں تالاب کو "غدیر" کہتے ہیں۔ اس تالاب کے قریب رسول اللہ ﷺ کا قافلہ اترا تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو جمع کر کے ان سے خطاب فرمایا خُم اور غدیر کے حوالہ سے اس مقام کو غدیرِ خُم کہا جاتا تھا اسی حوالہ سے اللہ کے رسول ﷺ کے اس خطاب کو بھی غدیرِ خُم کا خطاب کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد رسولؐ اللہ نے فرمایا:

- "لوگو سنو!

میں بھی بشر ہوں

شاید میرے پاس میرے پروردگار کا پیغام (اجل) آ جائے

اور مجھے اسے قبول کرنا پڑے

میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں

ایک اللہ کی کتاب جس کے اندر ہدایت اور روشنی ہے

خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو

اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں

میں اپنے اہل بیت کے بارے میں
تمہیں خدا کو یاد دلاتا ہوں"

خطاب میں آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کی اور فرمایا:

"جس کو میں محبوب ہوں
علیؓ بھی اسے محبوب ہونا چاہیے
اے اللہ جو علیؓ سے محبت رکھے
تو بھی اس سے محبت رکھ
اور جو اس سے عداوت رکھے
تو بھی اس سے عداوت رکھ"

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن سے حج کے لئے آئے تھے۔ حضرت ابو موسیٰؓ اشعری کو آپؐ نے یمن کے ایک حصہ کا امیر مقرر فرمایا تھا حضرت علیؓ ایک مہم کے سلسلہ میں وہاں تشریف لے گئے تھے اور اللہ کے رسولؐ کے حج کے ارادہ کے بارے میں سن کر وہ بھی مکہ میں آپؐ سے آن ملے تھے۔ غدیرِ خم میں بھی حضرت علیؓ آپؐ کے قافلہ کے ساتھ تھے اللہ کے رسولؐ کو اپنے داماد اور چچا زاد بھائی کے بارے میں اس خاص خطبہ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

علامہ ابن کثیر نے اس بارے میں روایات پر بحث ختم کرتے ہوئے لکھا ہے:

"چنانچہ جب مال زکوٰۃ کے اونٹوں پر سواری کرنے سے روکنے اور لباس اتروا لینے کی وجہ سے بکثرت نکتہ چینی اور اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی (اور حضرت علیؓ اس معاملہ میں محض مجبور اور معذور تھے لیکن حاجیوں میں اس نکتہ چینی کی شہرت ہو چکی تھی) تو اس لئے حج کے بعد مدینہ کے راستہ میں غدیرِ خم پہنچ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطاب فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دامن کو پاک فرمایا ان کی قدر و منزلت کو بلند کیا اور ان کے فضائل سے آگاہ کیا تاکہ لوگوں کے دل و دماغ میں جو اعتراضات سما چکے تھے ان کا ازالہ کریں"(8)

کپڑے اتروانے کا واقعہ ابن کثیر نے اس طرح بیان کیا ہے "یونس یزید بن طلحہ بن یزید بن رکانہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے ماتحت یمن میں جو لشکر تھا وہ ان سے ناراض ہو گیا جب حضرت علیؓ رسولؐ اللہ کے ساتھ حج کرنے کے لئے خود مکہ روانہ ہوئے تو انہوں نے اس

لشکر پر اپنا ایک نائب مقرر کر دیا اور جلدی سے آ گئے نائب امیر نے ہر آدمی کو کپڑوں کا ایک ایک جوڑا دیا جب یمن والا لشکر مکہ کے قریب پہنچا تو حضرت علیؓ ان سے ملاقات کے لئے گئے انہیں حلے (جوڑے) پہنے ہوئے دیکھ کر حضرت علیؓ نے پوچھا "یہ کیا ہے؟" انہوں نے جواب دیا یہ ہمیں نائب امیر نے عطا کئے ہیں۔ حضرت علیؓ نے ان سے پوچھا "رسولؐ اللہ کے پاس پہنچنے سے پہلے تم نے یہ انہیں کیوں دیئے؟ رسولؐ اللہ جو چاہتے کرتے" چنانچہ حضرت علیؓ نے ان سب کے کپڑے اتروا لئے وہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت علیؓ کا شکوہ کیا"

(9)

حضرت عمرو بن شاس کا تعلق قبیلہ بنو اسلم سے تھا وہ حدیبیہ میں بھی موجود تھے وہ کہتے ہیں "میں اس لشکر میں حضرت علی ؓ کے ساتھ تھا جسے رسولؐ اللہ نے یمن بھیجا تھا حضرت علیؓ نے مجھ سے کچھ بے مروتی اور بدسلوکی کی میرے دل میں ان کے خلاف رنج پیدا ہو گیا جب میں مدینہ آیا تو میں ہر محفل میں علیؓ کا گلہ کرتا اور ہر ملاقاتی سے علیؓ کا شکوہ کرتا۔ ایک روز رسولؐ اللہ مسجد نبوی میں بیٹھے تھے میں آپؐ کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ آپؐ نے فرمایا "واللہ اے عمرو بن شاس تو نے مجھے اذیت پہنچائی ہے" میں نے کہا "انا للہ و انا علیہ راجعون ______ میں اللہ کے رسولؐ کو اذیت دینے سے اللہ اور اسلام کی پناہ چاہتا ہوں" رسولؐ اللہ نے فرمایا "جس نے علیؓ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی"(10)

حضرت ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں "رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو یمن بھیجا تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا انہوں نے زکوٰۃ کے اونٹ وصول کئے تو ہم نے درخواست کی کہ ہم زکوٰۃ کے اونٹوں پر سوار ہو جائیں اور اپنی سواریوں کو آرام دے لیں کیونکہ وہ تھک گئی ہیں علیؓ نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ تمہارا بھی ان میں اسی قدر حصہ ہے جس قدر باقی مسلمانوں کا۔ جب زکوٰۃ کی وصولی سے فارغ ہوئے تو ہم پر ایک شخص کو نائب امیر مقرر کر کے وہ یمن سے واپس چلے آئے اور حج کو پالیا ہم نے آپ کے نائب امیر سے وہی درخواست کی جو حضرت علیؓ نے منظور نہیں کی تھی اس نے درخواست قبول کر لی علیؓ واپس آئے اور انہیں معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے اونٹوں پر سواری ہوئی ہے تو انہوں نے نائب امیر کو اس کے لئے سخت ملامت کی میں نے دل میں کہا کہ بخدا اگر میں مدینہ پہنچا تو یہ قصہ ضرور رسولؐ اللہ کو بتاؤں گا اور اس بے جا سختی و تنگی اور بخیلی کے بارے میں لازماً" رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کروں گا۔ جب ہم مدینہ واپس آئے تو ایک صبح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے تاکہ میں نے جس بات کی قسم کھائی

تھی ▪▪ بات رسولؐ اللہ کے گوش گزار کروں راستہ میں حضرت ابوبکرؓ صدیق سے ملاقات ہوئی وہ رسولؐ اللہ کے پاس سے آ رہے تھے مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور مرحبا کہا ہم نے ایک دوسرے کی خیر و عافیت دریافت کی انہوں نے پوچھا کب آئے ہو؟ میں نے عرض کیا گزشتہ رات آیا تھا وہ بھی میرے ساتھ ہو لئے اندر گئے اور آپؐ کو بتایا "دروازہ پر سعد بن مالک ابن شہید ہے" آپؐ نے فرمایا اسے اندر آنے کی اجازت دو میں اندر گیا سلام کیا آپؐ نے سلام کا جواب دیا میری اور میرے اہل و عیال کی خیریت دریافت کی اور خوب اچھی طرح خیریت پوچھی میں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہم نے علی علیہ السلام سے بہت سختی' غلط معاشرت' بدسلوکی اور تنگی و بخیلی برداشت کی"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی متانت اور سنجیدگی کا اظہار فرمایا میں علیؑ کی بدسلوکیاں گنوانے لگا میں نے ابھی اپنی بات ختم نہ کی تھی کہ رسولؐ اللہ نے میری ران پر ہاتھ مار کر کہا (میں آپؐ کے قریب ہی بیٹھا تھا) "اے سعد بن مالک ابن شہید اپنے بھائی علیؑ کی بابت بغض و اعتراضات چھوڑ دو واللہ مجھے معلوم ہے کہ اس نے اللہ کی راہ میں اچھا کام انجام دیا ہے"
تو میں نے اپنے دل میں کہا "اے سعد تیری ماں تجھے گم پائے کیا میں آج صبح سے ہی غیر شعوری طور پر رسولؐ اللہ کے ناپسندیدہ امور میں غلطاں ہوں واللہ کبھی بھی عیاں اور نہاں علی کی بدگوئی نہیں کروں گا"(11)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو مال غنیمت کا خمس وصول کرنے حضرت خالدؓ بن ولید کے پاس بھیجا میں حضرت علیؑ سے بغض رکھتا تھا حضرت علیؑ نے صبح کو غسل کیا تو میں نے خالدؓ سے کہا اس کو دیکھتے نہیں (اس نے کیا کیا) جب ہم رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے یہ بات آپؐ کے گوش گزار کی تو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بریدہ تو علی سے دشمنی رکھتا ہے؟" میں نے عرض کیا "جی ہاں" آپؐ نے فرمایا "علیؑ سے دشمنی مت رکھ ان کا خمس میں اس سے زیادہ حصہ ہے"(12)
حضرت علیؑ نے خمس سے ایک حسین لونڈی اپنے لئے رکھ لی تھی۔
"شکوک و شبہات کی اس فضا میں بکثرت نکتہ چینی اور اعتراضات کی بوچھاڑ کے پیش نظر اللہ کے رسولؐ نے اس خطاب کے ذریعے حضرت علیؑ کے دامن کو پاک صاف فرمایا اور ان کی قدر و منزلت کو بلند کیا اور لوگوں کو ان کے فضائل سے آگاہ کیا تا کہ ان کے دل و دماغ میں جو اعتراضات سما چکے تھے ان کا ازالہ کریں"
اللہ کے رسولؐ کے قافلہ میں مہاجرین اور انصار کے علاوہ دیگر قبائل سے تعلق رکھنے والے

مسلمان بھی تھے غدیر خُم سے مختلف اطراف میں راستے جاتے تھے بہت سے قافلے وہاں سے آپؐ سے الگ ہونے والے تھے اس لئے آپؐ نے اس مقام اور موقعہ کو خطاب کے لئے منتخب فرمایا تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کے دل و دماغ صاف ہو جائیں۔

مدینہ واپسی

نواح مدینہ میں آپؐ نے ذوالحلیفہ میں رات کو قیام فرمایا آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ رات کے وقت کوئی اپنے گھروں کو نہ جائے آپؐ نے وادی کے نشیب میں صبح کی نماز پڑھائی اور پھر مدینہ کی طرف روانگی کا حکم دیا مدینہ نظر آیا تو آپؐ نے تکبیر کہی اور فرمایا:

- "اللہ اکبر!

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں
حاکمیت اسی کے لئے ہے
اور تعریف اسی کے لئے ہے
اور وہ ہر چیز پر قادر ہے
ہم لوٹ رہے ہیں
توبہ کرنے والے
عبادت اور سجدہ کرنے والے
ہم اللہ کی حمد کرنے والے ہیں
اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا
اور اپنے بندے کی مدد کی
اور کفار کے لشکروں کو اکیلے شکست دی"

حواشی/حوالہ جات

1- اللہ کے رسولؐ مدینہ منورہ سے کس روز حج کے لئے نکلے تھے؟ روایات میں اختلاف ہے مگر ایک بات ثابت ہے کہ وہ جمعہ کا دن نہیں تھا کیونکہ آپؐ نے روانگی سے پہلے نماز ظہر کی چار رکعات پڑھائی تھیں۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباسؓ سے جو روایت درج کی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ آپؐ 25 ذیقعد کو ذوالحلیفہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے تھے اگر اس روایت کو درست مان لیا جائے تو آپؐ کی مدینہ سے روانگی کا دن جمعرات بنتا ہے لیکن یہ ممکن نہیں کیونکہ اس سال جمعرات 24 ذیقعد کو آیا تھا اور اس سے اگلا جمعرات یکم ذوالحجہ کو تھا اس پر سب کا اتفاق ہے اور 9 ذوالحجہ کو جمعہ تھا اس سے بھی کسی کو اختلاف نہیں۔ حضرت جابرؓ' حضرت عائشہؓ صدیقہ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایات سے ثابت ہے کہ آپؐ جس روز مدینہ سے روانہ ہوئے تھے ذی قعد کی پانچ راتیں باقی تھیں یہ اسی صورت ممکن ہے جب آپؐ ہفتہ کے روز مدینہ سے روانہ ہوئے ہوں کیونکہ جمعرات کو روانگی کی صورت میں جمعہ' ہفتہ' اتوار' سوموار' منگل اور بدھ کی چھ راتیں باقی ہونا چاہئیں تھیں لہٰذا اگر آپؐ جمعہ کو بھی روانہ نہیں ہوئے تھے اور نہ جمعرات کو تو آپؐ کی روانگی کا دن ہفتہ ہی بنتا ہے۔

2- بخاری شریف' کتاب المناسک' روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

3- آپؐ نے قربانی کے لئے ایک سو کے قریب اونٹ ساتھ لئے تھے یہ ممکن دکھائی نہیں دیتا کہ آپؐ نے سب کو اپنے دست مبارک سے اشعار کرکے قلاوہ ڈالا ہو ایک یا ایک سے زائد اونٹوں کا اشعار اور قلاوہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ڈالا ہو گا اور باقی قربانیوں کا اشعار صحابہ نے کیا ہو گا۔

4- اللہ کے رسول ﷺ کے تلبیہ (لبیک) کہنے کے بارے میں متعدد روایات ہیں کسی میں کہا گیا ہے کہ آپؐ نے اونٹنی پر سوار ہونے سے پہلے لبیک کہا تھا کسی میں ہے کہ آپؐ نے اونٹنی پر سوار ہونے کے بعد لبیک کہا تھا اور کسی روایت میں ہے کہ آپ نے بیداء کی گھاٹی پر لبیک اللھم لبیک کہا تھا امام احمد نے اس اختلاف کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر کی روایت لکھی ہے حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں "میں نے ابن عباسؓ سے عرض کیا جناب ابوالعباس صحابہ کرام میں رسولؐ اللہ کے تلبیہ شروع کرنے کے بارے میں تعجب خیز اختلاف ہے تو ابن عباسؓ نے فرمایا "اس اختلاف کی وجہ میں خوب جانتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ہی حج کیا رسولؐ اللہ جب مدینہ سے روانہ ہوئے تو ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز کے بعد ہی تلبیہ کہا آس پاس کے لوگوں نے سنا اور یاد رکھا پھر آپؐ نے اونٹنی پر سوار ہو کر تلبیہ کہا کچھ لوگوں نے یہ سنا کیونکہ لوگ قافلہ در قافلہ آ رہے تھے ان کو یہی یاد رہا کہ آپؐ نے سوار ہونے کے بعد ہی تلبیہ کہا تھا پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر چلے اور بیداء کی بلندی پر پہنچے تو تلبیہ کہا جن لوگوں نے یہ دیکھا انہوں نے یہی بیان کیا۔"

5- سورۃ مائدہ کہ یہ آیت قرآن کریم کی آخری آیت ہے اس کے بعد کوئی اور آیت نازل نہیں ہوئی۔

" This is the last verse revealed chronologically, making the approaching end of Al-Mustafa's ministry in his earthly life. "

(Mushaf Al-Madinah An-Nabwiyah, N. 696, p.279)

6- اللہ کے رسولؐ کے محسر کی وادی میں سے تیز رفتاری سے گزرنے کے بارے میں متعدد روایات ہیں جن میں حضرت عمرؓ کے اس وادی سے سواری دوڑاتے ہوئے گزرنے کی روایت بھی ہے اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کے اس عمل کی روایت بھی۔ امام بیہقی نے اس بارے میں روایات درج کرنے کے ساتھ ابن عباسؓ کی یہ روایت بھی درج کی ہے کہ وادی محسر سے دیہاتی اور گنوار تیز رفتاری سے گزرتے تھے اور پھر انہوں نے ابن عباس کی اس روایت کی تردید کی ہے۔ امام ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ابن عباسؓ کی یہ روایت ثابت ہی نہیں اور سرعت اور تیز رفتاری متعدد صحابہ سے ثابت ہے۔ (ابن کثیر سیرت النبی جلد سوم صفحہ 93)

7- بحوالہ ابن کثیر' سیرت النبی جلد سوم' مکتبہ قدوسیہ لاہور' صفحہ 96

8- ابن کثیر' سیرت النبی جلد سوم' مکتبہ قدوسیہ لاہور' صفحہ 26

9- ابن کثیر' سیرت النبی جلد سوم' مکتبہ قدوسیہ لاہور' صفحہ 25

10- ابن کثیر' سیرت النبی جلد سوم' مکتبہ قدوسیہ لاہور' صفحہ 24

11- ابن کثیر' سیرت النبی جلد سوم' مکتبہ قدوسیہ لاہور' صفحہ 25

12- ابن کثیر' سیرت النبی جلد سوم' مکتبہ قدوسیہ لاہور' صفحہ 23

رفیقِ اعلیٰ کی طرف

مشن مکمل ہو گیا

اللہ تعالیٰ نے عرفات کے میدان میں اپنے رسول ﷺ کو پیغام بھیجا تھا "میں نے آج تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا ہے" اس پیغام کے ساتھ ہی قرآن بھی مکمل ہو گیا تھا اور اس دنیا میں وہ مشن بھی جو اللہ نے اپنے نبیؐ کو سونپا تھا۔ اللہ نے آپؐ کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ جلد ہی میں آپؐ کو اپنے پاس بلا لوں گا تاکہ آپؐ نے زمین پر میری حاکمیت کے قیام اور دین حنیف کی تکمیل کے لئے جو تکالیف برداشت کی ہیں دوسری دنیا میں آپؐ کو ان کا صلہ دیا جا سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ سے اہل توحید کو بھی آگاہ فرما دیا تھا۔ میدان عرفات میں حاجیوں سے خطاب کے دوران آپؐ نے فرمایا تھا۔

- "اگلے سال اور اس کے بعد پھر کبھی
شاید میری تمہاری ملاقات نہ ہو سکے"

منیٰ میں خطاب کے وقت آپؐ نے فرمایا تھا:

- "مجھ سے حج کے مسائل سیکھ لو
شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کر سکوں"

غدیرِ خُم میں خطاب کے وقت آپؐ نے فرمایا تھا:

- "لوگو سنو
میں بھی بشر ہوں
شاید میرے پاس پروردگار کا پیغام آ جائے
اور مجھے اسے قبول کرنا پڑے

میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں"

یہ تو حج کی بات ہے ذوالحجہ 10 ہجری کی' آپؐ نے اس سال کے ماہ رمضان میں بیس روز اعتکاف کیا اس سے پہلے آپؐ ہر ماہ رمضان میں دس روز اعتکاف کیا کرتے تھے اور ہر ماہ رمضان میں جبرئیل علیہ السلام آپؐ کو ایک بار قرآن سنایا کرتے تھے مگر 10 ہجری کے ماہ رمضان میں جبرئیلؑ نے آپؐ کے ساتھ دو بار قرآن کا دور کیا تھا اور آپؐ نے اپنی بیٹی سیدہ فاطمہؓ الزہراء سے فرمایا تھا "جبرئیلؑ ہر سال میرے ساتھ قرآن کا ایک دور کیا کرتے تھے اس سال اس نے دو دفعہ دور کیا ہے مجھے اپنی اجل کا وقت قریب معلوم ہوتا ہے"

عرفات کے میدان میں منیٰ میں اور خُم کے تالاب پر آپؐ نے اپنے خطبات میں جو کچھ فرمایا تھا وہ اہل توحید کے لئے آپؐ کی وصیت بھی تو کہی جا سکتی ہے. حج سے واپس مدینہ پہنچے تو بر سرِ منبر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد اللہ کے رسولؐ نے فرمایا:

"اے لوگو سنو!
ابوبکرؓ نے کبھی مجھے رنجیدہ نہیں کیا
تم اس کی قدر و منزلت کا خیال رکھو
لوگو!
میں ابوبکرؓ' عمرؓ' عثمانؓ' علیؓ' طلحہؓ' عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور اولین مہاجرین سے خوش ہوں
تم ان کے مرتبہ کی بلندی اور عظمت کا خیال رکھو
اے لوگو!
مجھے اپنے اصحاب سسرال اور احباب کے بارے میں تم سے کوئی تکلیف نہ پہنچے
اللہ تعالیٰ تم سے ان پر ظلم و زیادتی کا مواخذہ نہ کرے
اے لوگو!
تم مسلمانوں پر زبان درازی نہ کرو
جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اسے اچھا کہو"

یہ بھی اللہ کے رسول ﷺ کی وصیت کہی جا سکتی ہے.

آپؐ نے امت کی خیر خواہی اور بھلائی کی طرف اس کی رہنمائی کے مراحل مکمل کر لئے تھے لوگوں کو دنیا اور آخرت کے نقصان دہ امور سے اچھی طرح آگاہ فرما دیا تھا. دینی اور دنیاوی کسی بھی حوالے سے دیکھا جائے تو آپؐ نے فرد اور معاشرے کی اصلیت اور ہیئت تبدیل کر کے عرب میں

تبدیلی کا جو معجزہ دکھایا تھا وہ بے مثل تھا کسی بھی دنیا دار انسان سیاسی لیڈر یا حاکم کے لئے بے پناہ مشکلات کے باوجود اتنی بڑی کامیابی حاصل کر لینا بڑے فخر کی بات ہوتی اتنی بڑی کامیابی پر جشن منانا اور کامرانی کے نشہ میں دنیاوی آرام و آسائش کی تلاش میں لگ جانا اس کے لئے ایک فطری عمل ہوتا پھر ان حالات میں جب اسے یہ بھی معلوم ہو کہ اس کی دنیاوی زندگی ختم ہونے والی ہے یہ اور بھی فطری بات تھی مگر آپؐ تو اللہ کے رسولؐ تھے اتنی بڑی کامیابی پر بھی آپؐ اللہ کو ہی یاد کرتے رہے اور زندگی کے آخری سانس تک اللہ کی زمین پر اللہ کی حاکمیت کے استحکام میں مصروف رہے۔

جزیرہ نمائے عرب کی سرحدوں کے ساتھ ایک طرف ایران کی قدیم تہذیب اور ایرانی آتش پرستوں کی مضبوط ترین سلطنت تھی تو دوسری طرف یونانی تہذیب و سیاست کے وارث رومیوں کے مقبوضات تھے۔ ایران کے شہنشاہ ایک مذہبی حکومت کے سربراہ تھے رومی بھی ایک مذہب اور مذہبی حکومت کے محافظ کہلاتے تھے اس حوالے سے رومیوں اور ایرانیوں کی آپس کی لڑائیاں مذہبی جنگیں ہوتی تھیں رومیوں کے عیسائیت قبول کر کے عیسائیت کے مبلغ اور محافظ بننے سے پہلے بھی ان لڑائیوں کی بنیاد دنیاوی سے زیادہ دینی ہی ہوا کرتی تھی جزیرہ نمائے عرب کے مشرق میں آتش پرست مذہب اور تہذیب کی آمریت تھی تو شمال میں عیسائی مذہب کی آمریت اور سامراجیت تھی اور وہ مذہبی آمریتیں اسلام کو اپنے لئے خطرہ سمجھتی تھیں اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کی مدد سے جزیرہ نمائے عرب کے قبائل کو اسلام اور توحید کے نظریہ پر متحد کر دیا تھا اپنی سرحدوں کے ساتھ اس نظریاتی اتحاد اور ریاست کو ایرانی آتش پرست اور رومی عیسائی اپنے لئے خطرہ تو سمجھتے تھے مگر کریں کیا ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا ایرانی سرحدوں کے ساتھ ساتھ آباد عرب قبائل نے اسلام قبول کر لیا تھا رومی مقبوضات کی سرحدوں کے ساتھ رہنے والے بیشتر عرب قبائل بھی مسلمان ہو گئے تھے ان علاقوں کے عیسائی اور یہودی حاکموں نے بھی ریاست مدینہ کے باجگزار بن کر رہنے کے معاہدے کر لئے تھے یمن میں ایرانی مقبوضات کے ایرانی النسل حاکم اور اس کے بیشتر ساتھیوں نے اسلام قبول کر کے توحید کا پرچم اٹھا لیا تھا اور اس سارے خطہ میں بڑی تبدیلی کی بنیاد مستحکم ہو گئی تھی۔

ریاست مدینہ کے بارے میں ایرانی آتش پرستوں اور رومی عیسائیوں کے رد عمل کا انداز الگ الگ تھا اس فرق کی بنیادی وجہ ان کے اپنے اندرونی حالات تھے ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے اللہ کے رسول ﷺ کے نامہ مبارک کے جواب میں بڑے غصہ اور اشتعال کا مظاہرہ کیا تھا اور

اپنے یمنی مقبوضات کے حاکم کو مدینہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایلچی بھیجنے کا حکم دیا تھا اس کے نتیجے میں اس کا وہی حاکم اور اس کے وہی عمال مسلمان ہو گئے تو عرب اور عربوں میں ایرانیوں کا اثر و رسوخ بہت کمزور ہو گیا تھا پھر جب خسرو پرویز کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا تو ایرانی وقتی طور پر خلفشار میں مبتلا ہو گئے تھے اور فوری طور پر ریاست مدینہ کے خلاف کوئی سازش یا مہم منظم کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہے تھے دوسری طرف قیصر روم نے اللہ کے رسولؐ کے نامہ مبارک اور قاصد کا احترام کیا اور اسے تحائف دے کر رخصت کیا تھا لیکن اس کے فوراً" بعد اس نے ریاست مدینہ کے خلاف سازشوں کا آغاز کر دیا تھا رومیوں کی انہی سازشوں کی وجہ سے پہلے موتہ کی جنگ ہوئی اور پھر اللہ کے رسولؐ کو خود ایک لشکر لے کر تبوک تک جانا پڑا تھا پھر جب معان کے رومی گورنر فروہ بن عمرو جذامی نے اسلام قبول کر لیا اور اللہ کے رسولؐ کو اس کی خبر دینے کے لئے ہدیہ کے ساتھ ایک وفد مدینہ بھیجا تو رومیوں نے اسے قید میں ڈال دیا لیکن جب اس نے اسلام ترک کرنے سے انکار کر دیا تو اسے سولی پر چڑھا دیا گیا تھا۔ رومیوں نے حضرت فروہؓ کے جسد خاکی کو کئی ہفتوں تک صلیب پر لٹکائے رکھا تاکہ اردگرد کے لوگ خوفزدہ ہو جائیں وہ حضرت فروہ کو مثال بنا کر اس خطہ کے لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے روکنا چاہتے تھے حضرت فروہؓ نے سولی پر کہا تھا۔

"مسلمانوں کے سردار تک
میرا یہ پیغام پہنچا دو
کہ میں اپنے رب کا مطیع ہوں
اور میرا جسم اور ہڈیاں بھی اس کے تابع ہیں"

لشکر اسامہؓ

حضرت فروہؓ کی اس انداز میں شہادت رومیوں کی اسلام اور ریاست مدینہ کے خلاف کھلی اشتعال انگیزی تھی جسے کوئی بھی ریاست برداشت نہیں کر سکتی تھی یہ اللہ کے دین کے خلاف اللہ کے دشمنوں کی ایسی گھٹیا چال تھی جسے اللہ کے رسولؐ کسی طرح بھی گوارا نہیں کر سکتے تھے اس سے رومیوں کے عزائم کی بھی نشاندہی ہوتی تھی اگر اس کا نوٹس نہ لیا جاتا تو اردگرد کے قبائل پر بھی اس کے منفی اثرات مرتب ہو سکتے تھے اور اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت کے قیام کا کام متاثر ہو سکتا تھا۔

جزیرہ نمائے عرب کی حدود سے باہر ایرانیوں کے زیر قبضہ عراق اور رومیوں کے زیر قبضہ شام اور ان سے وابستہ علاقوں میں رہنے والے عرب ابھی تک اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے ان کی بڑی تعداد عیسائی تھی اس حوالے سے جزیرہ نمائے عرب کے اندر رہنے والے عرب عیسائیوں اور ان عربوں کے لئے جو ابھی تک اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے ہمدردی رکھتے تھے اور انہیں پناہ دے کر ریاست مدینہ اور اسلام کے خلاف سازشوں کی ترغیب دیتے تھے۔ رومی حاکم بھی ایسے لوگوں کو پناہ دیتے اور ان کی سازشوں کی سرپرستی کرتے تھے اس لئے اللہ کے رسولؐ نے اللہ کے دین کے ان دشمنوں کو سزا دینے اور انہیں اللہ کے دین کے استحکام اور ریاست مدینہ کے عزم سے آگاہ کرنے کے لئے ان کے خلاف ایک لشکر تیار کرنے کا حکم دیا اور حضرت اسامہؓ بن زید کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر فرما دیا آپؐ نے حضرت اسامہؓ بن زید سے فرمایا کہ وہ بلقاء اور دار روم کے فلسطینی علاقہ کی طرف جائیں اور وہاں کے دشمنوں کو روند ڈالیں تاکہ ان کے حاکموں کے دلوں پر اسلام اور اسلامی ریاست کا خوف گرفت کرلے آپؐ نے فرمایا ''اتنا تیز چلو کے مخبروں سے آگے نکل جاؤ اپنے جاسوسوں اور خبر دینے والوں کو آگے بھیج دو اپنے ساتھ رہبر بھی لے لو اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کرے تو تم ان لوگوں میں بہت کم ٹھہرنا''

لشکر کی تیاری اور روانگی کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ لشکر کے سپہ سالار کا تقرر فرما دیتے تھے اور اہل توحید کو اس میں شامل ہونے کے لئے فرما دیا کرتے تھے جو لشکر کسی دور دراز علاقہ کی طرف جانا ہوتا تھا وہ بڑا لشکر ہوتا تھا اور اس میں مدینہ کے انصار اور مہاجرین کے علاوہ ارد گرد کے دیگر قبائل اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان بھی شرکت کرتے تھے اس مقصد کے لئے مدینہ سے باہر کوئی کھلی جگہ لشکر کے جمع ہونے کے لئے مقرر کر دی جاتی تھی جو کوئی بھی لشکر میں شامل ہونا چاہتا تھا امیر لشکر کو اپنے ارادہ سے آگاہ کر دیتا تھا بیرون مدینہ سے آنے والے مجاہدین کے قافلے وہاں آ آ کر جمع ہوتے رہتے تھے امیر لشکر ضروریات لشکر فراہم کرنے میں مصروف ہو جاتے تھے۔ پھر جب اللہ کے رسولؐ امیر لشکر کو جھنڈا عطا کر دیتے تھے تو یہ لشکر کی تیاریاں مکمل ہو جانے اور اس کے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جانے کی اللہ کے رسولؐ کی طرف سے اجازت کی علامت ہوتی تھی حضرت اسامہؓ بن زید نے مدینہ سے 5 کلومیٹر باہر جرف کے مقام پر لشکر کے جمع ہونے کی جگہ مقرر کر دی اور خود وہاں جا کر مقیم ہو گئے مدینہ سے جن اصحاب رسولؐ نے اس لشکر کے ساتھ جانے کے لئے اپنے نام لکھوائے ان میں حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق اور دیگر اکابر مہاجر و انصار سب ہی شامل تھے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص،

حضرت سعیدؓ بن یزید، حضرت قتادہؓ بن نعمان بھی اور حضرت ابو عبیدہؓ بھی۔ مدینہ کے انصار اور مہاجرین لشکر کے ساتھ جانے کی تیاریاں کر چکے تھے مدینہ سے باہر سے مجاہدین کے قافلے آ رہے تھے مگر اللہ کے رسولؐ نے ابھی روانگی کا حکم اور جھنڈا نہیں دیئے تھے کہ آپؐ کی طبیعت ناساز ہو گئی اس لشکر کے لئے تین ہزار مجاہدین جمع ہو چکے تھے۔

پروردگار سے ملاقات کا انتخاب

11 ہجری کا ماہ صفر گرمیوں میں آیا اس سال صفر 28 اپریل کو شروع ہوا اور 25 مئی کا ختم ہوا۔ صفر کے آخری عشرہ کی ایک گرم رات میں اللہ کے رسولؐ اپنے خادم ابو مویہب کو ساتھ لے کر جنت البقیع کے قبرستان میں تشریف لے گئے آپؐ نے اہل قبور کو السلام علیکم کہا پھر دیر تک ان کے لئے استغفار اور مغفرت کی دعا کرتے رہے۔ واپسی پر آپؐ نے فرمایا "اے ابو مویہبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کے خزانوں، ہیشہ کی زندگی پھر اس کے بعد جنت ______ اور اپنے پروردگار سے ملاقات اور جنت میں سے انتخاب کا اختیار دیا ہے۔"

ابو مویہبہ نے عرض کیا "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں دنیا کے خزانے ہیشہ کی زندگی اور پھر جنت لے لیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے اپنے پروردگار سے ملاقات اور جنت کو اختیار کیا ہے"

رسول اللہ ﷺ کا تبسم

جنت البقیع سے واپس آئے تو آپؐ کے سر میں درد شروع ہو گیا گھر پہنچے تو حضرت عائشہؓ صدیقہ نے اپنے سر میں درد کے بارے میں بتایا اور کہا "ہائے سر پھٹا جاتا ہے"

آپؐ نے فرمایا "اے عائشہؓ واللہ درد سے سر تو میرا پھٹا جاتا ہے یہ تو مجھے کہنا چاہیے" پھر فرمایا "اے عائشہؓ اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہوتی تو میں تیری طرف آتا تجھے کفن دیتا تمہاری نماز جنازہ پڑھاتا اور دفن کرتا اس سے تیرا کیا نقصان ہوتا؟"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا "واللہ اگر ایسا ہوتا تو میرے کفن دفن کے بعد آپؐ میرے اس گھر میں اپنی کسی اور بیوی کو لے آتے"

رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور سو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کا مرض

رسول اللہ ﷺ کے سر کے درد میں اضافہ ہو تا گیا(1) پھر سر درد کے ساتھ بخار بھی آنے لگا لیکن آپؐ مسجد جاتے رہے نمازیں بھی پڑھاتے رہے اور معمول کے مطابق ازواج مطہرات کے ہاں باری باری قیام فرماتے رہے۔ پھر بخار اور درد میں شدت آگئی اس روز آپؐ ام المومنین حضرت میمونہؓ کے گھر میں تھے۔ آپؐ کی خواہش تھی کہ مرض کے ایام آپؐ حضرت عائشہؓ صدیقہ کے گھر میں مقیم رہیں لیکن اپنے طور پر حضور اکرم ﷺ ایسا فیصلہ بھی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ آپؐ کے مرض کی شدت اور آپؐ کی خواہش کی وجہ سے آپؐ کی سب ازواج مطہرات نے بخوشی کہا کہ آپؐ حضرت عائشہؓ صدیقہ کے گھر میں ہی منتقل ہو جائیں اور جب تک صحت یاب نہیں ہوتے وہیں مقیم رہیں چنانچہ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سہارا دے کر آپؐ کو حضرت میمونہؓ کے گھر سے حضرت عائشہؓ صدیقہ کے گھر لے گئے۔ شدت مرض کی وجہ سے آپؐ کے پاؤں زمین پر اچھی طرح نہیں پڑ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "اے عائشہؓ میں ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف محسوس کرتا رہا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اور اب مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس زہر نے میری رگ جان کو کاٹ دیا ہے"

خیبر کے کھانے سے رسولؐ اللہ کی مراد وہ زہر آلود گوشت تھا جو مشکم کی بیوہ نے آپؐ کو پیش کیا تھا اگرچہ آپؐ نے فوراً ہی اس گوشت کا نوالہ تھوک دیا تھا لیکن اس کے زہر کا کچھ حصہ آپؐ کے منہ کے اندرونی ریشوں میں سرایت کر گیا ہو گا کچھ لعاب میں شامل ہو کر معدہ میں بھی چلے گیا ہو گا اور وقت کے ساتھ اس کا اثر بڑھتا رہا تھا آپؐ کو باری کا بخار آنے لگا(2) اس لئے کسی روز بخار بہت تیز ہو جاتا تھا۔ حضرت ابو سعیدؓ خدری کہتے ہیں "ہم لوگوں میں سے کسی کا ہاتھ شدت حرارت سے آپؐ پر ٹھہر نہیں سکتا تھا ہم تسبیح پڑھنے لگے"(3) ایک دوسری روایت میں حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں "آپؐ چادر اوڑھے ہوئے تھے اور بخار کی گرمی چادر کے اوپر سے محسوس ہوتی تھی"(4) موسم کی گرمی بھی شدید تھی۔ ایک روز آپؐ کے مرض کی شدت دیکھ کر ام المومنین حضرت ام سلمہؓ چیخ کر رونے لگیں تو آپؐ نے فرمایا "رک جاؤ سوائے کافر کے کوئی چیخ کر نہیں روتا"

رسولؐ اللہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس دونوں سورتیں پڑھ کر اپنا دست مبارک اپنے چہرے پر پھیرتے تھے اور دم کرتے تھے جب آپؐ کا مرض شدید ہو تا تو حضرت عائشہؓ صدیقہ یہ سورتیں پڑھ کر آپؐ کا دست مبارک پکڑ کر آپؐ کے چہرہ پر پھیرتی تھیں۔ رسولؐ اللہ

اپنا دست مبارک پانی میں بھگو کر اپنے چہرے پر پھیرتے تھے کبھی بخار کی شدت میں سانس لینے میں دشواری محسوس ہوتی تو چہرہ مبارک سے چادر ہٹا دیتے۔ موسم کی گرمی اور بخار کی شدت میں کبھی آپؐ پر غنودگی کی حالت طاری ہو جاتی تھی مگر فکر و خرد آپؐ کا ساتھ نہیں چھوڑتے تھے ارد گرد کی باتیں اس حال میں بھی آپؐ کے ذہن میں محفوظ رہتی تھیں۔

لشکر کی فکر

بیماری کی اس شدت کے دوران بھی رسول اللہ ﷺ اسامہؓ بن زید کے لشکر کی تیاریوں کے بارے میں ہدایات دیتے رہے ایک روز حضرت اسامہؓ کو لشکر گاہ سے طلب فرمایا اور اپنے دست مبارک سے جھنڈا اس کے حوالے کر کے فرمایا "اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور جو اللہ کی راہ میں کفر کرے اس کے ساتھ جنگ کرو"

حضرت اسامہؓ بن زید جھنڈا لے کر نکلے اور حضرت بریدہؓ بن الحصیب اسلمی کو لشکر اسلام کا جھنڈا اٹھانے کی ذمہ داری سونپ کر لشکر گاہ کی طرف روانہ ہو گئے آپؐ کو معلوم ہوا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک لڑکے کو مہاجرین اولین کا امیر لشکر بنا دیا گیا ہے تو آپؐ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے آپؐ کے جسم پر ایک چادر تھی اور سر پر پٹی بندھی تھی آپؐ نے منبر پر سے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا "اے لوگو اسامہؓ کو امیر لشکر بنانے کے بارے میں تم میں سے بعض کی باتیں مجھ تک پہنچی ہیں مجھے تمہاری ان باتوں پر تعجب نہیں ہوا کیونکہ اس سے پہلے تم اس کے والد کو امیر لشکر بنانے پر بھی اعتراض کر چکے ہو واللہ وہ امارت کے لئے ہی پیدا ہوا تھا اس کا بیٹا بھی امارت کے لئے ہی پیدا ہوا ہے وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں اسامہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہے تم لوگ اس کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو"۔ لوگ جوق در جوق آپؐ سے اجازت لے کر لشکر گاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

انصار کے حق میں وصیت

مدینہ کے کچھ انصار ایک جگہ بیٹھے رو رہے تھے حضرت ابوبکرؓ صدیق اور حضرت عباسؓ ادھر سے گزرے تو ان سے پوچھا "کیوں روتے ہو؟"

انہوں نے جواب دیا "ہم ان مجلسوں کو یاد کر کے رو رہے ہیں جب اللہ کے رسولؐ ہم میں موجود ہوتے تھے"

اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں پہنچ کر انہوں نے آپؐ کو انصار کے رونے کے بارے میں بتایا۔
اس روز اللہ کے رسولؐ مسجد میں تشریف لے گئے تو آپؐ نے چادر کا ایک سرا اپنے سر کے گرد باندھ رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد آپؐ نے صحابہ سے فرمایا "میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ انصار کے ساتھ بہتر سلوک کرنا وہ میرے قلب و جگر ہیں انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے مگر ان کا حق ادا کرنا ابھی باقی ہے ان کے نیک لوگوں کی نیکی قبول کرنا اور قصور واروں سے درگزر کرنا"

حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق رسولؐ اللہ نے فرمایا "دوسرے لوگوں کی تعداد بڑھتی رہے گی اور انصار کی تعداد کم ہو جائے گی یہاں تک کے وہ کھانے میں نمک کی مانند ہو جائیں گے پس تم میں سے جو کوئی کسی ایسے اختیار کو پہنچے جس سے ■ لوگوں کو نقصان یا نفع پہنچا سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ ■ انصار کے نیک لوگوں کی نیکی کی قدر کرے اور ان کے قصور واروں سے درگزر کرے۔"

رسول اللہ ﷺ کا آخری خطاب

جمعرات کے روز اللہ کے رسولؐ نے فرمایا "میرے اوپر سات بھرے ہوئے پانی کے مشکیزے بہاؤ شاید میں لوگوں کو کوئی وصیت کر سکوں اور ان سے عہد لوں"
ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ہم نے حضرت حفصہؓ کے گھر سے ایک بڑا ٹب منگوایا اور رسولؐ اللہ کو اس میں بٹھا کر سات پانی کے مشکیزوں سے آپؐ کو نہلایا آپؐ نے ہاتھ کے اشارے سے منع فرمایا کہ اب پانی نہ ڈالو اس کے بعد آپؐ مسجد میں تشریف لے گئے صحابہ کرام کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپؐ نے غزوہ احد میں شہید ہونے والوں کے لئے طویل دعا فرمائی اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ چاہے تو دنیا پسند کر لے اور چاہے تو وہ چیز اختیار کر لے جو اللہ کے پاس ہے چنانچہ اس بندے نے اپنے لئے وہ کچھ پسند کر لیا ہے جو اللہ کے پاس ہے"
اللہ کے رسولؐ کے یہ کلمات سن کر حضرت ابو بکرؓ صدیق رونے لگے انہیں روتا دیکھ کر لوگ حیران ہوئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تو ایک بندے کے انتخاب کے بارے میں بتایا ہے یہ بزرگ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت ابو سعیدؓ خدری یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں "حقیقت یہ ہے

کہ ابوبکرؓ ہم سب میں زیادہ عالم تھے اور وہ جان گئے تھے کہ اللہ کے رسولؐ نے جس بندے کے بارے میں بتایا ہے وہ رسولؐ اللہ خود ہی ہیں"

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے روتے ہوئے عرض کیا "نہیں! نہیں! ہم لوگ اپنی جانیں اور اپنی اولاد آپؐ پر قربان کرنے کو تیار ہیں"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "اے ابوبکرؓ سکون سے رہو"

پھر آپؐ نے فرمایا "لوگو جن گھروں کے دروازے مسجد میں کھلتے ہیں وہ سب بند کر دو لیکن ابوبکرؓ کے گھر کا دروازہ کھلا رہنے دو کیونکہ میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا جو دست و بازو بن کر مصاحبت کے اعتبار سے ان سے افضل ہو" ایک روایت کے مطابق آپؐ نے فرمایا "میں ابن ابی قحافہ کا رفاقت اور دولت خرچ کرنے کے حوالے سے سب سے زیادہ ممنون ہوں"

آپؐ نے فرمایا "لوگو اگر میں بندوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن میری صحبت کا شرف اور ایمان کی بھائی بندی ہی کافی ہے اس وقت تک جب اللہ ہمیں اپنے ہاں اکٹھا کر دے گا"

امام احمد نے اس روایت میں اضافہ کیا ہے کہ آپؐ نے اس کے بعد فرمایا "بے شک تمہارا صاحب (رسول اللہ) اللہ عزوجل کا خلیل ہے"

رسول اللہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر اپنی لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا تم نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد اور عبادت خانہ نہ بنانا"(5)

ہائے جمعرات

حضرت ابن عباسؓ نے کہا "ہائے جمعرات اور جمعرات کیا ہے؟ اس روز اللہ کے رسولؐ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تھی آپؐ نے فرمایا "مجھے لکھنے کی چیزیں لا دو تاکہ میں تمہیں ایسی تحریر لکھوا دوں کہ میرے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو" کچھ لوگوں میں اس بارے میں تنازعہ پیدا ہو گیا حالانکہ نبی کے سامنے تنازعہ مناسب نہ تھا بعض نے کہا شاید حضورؐ شدت مرض میں ایسا فرما رہے ہیں انہوں نے جا کر دریافت کیا تو رسولؐ اللہ نے فرمایا "اس بات کو جانے دو جس بات کی تم مجھے دعوت دیتے ہو میں اس سے بہتر حالت میں ہوں" اور آپؐ نے انہیں تین باتوں کی وصیت کی۔ اول مشرکین کو جزیرہ نمائے عرب سے نکال دینا دوم باہر سے آنے والے سفیروں (وفود) کے ساتھ اسی طرح اچھا سلوک کرنا جیسا میں کرتا تھا اور تیسری بات پر آپؐ خاموش ہو گئے یا شاید میں بھول گیا ہوں"(6)

ایک دوسری روایت میں حضرت ابن عباسؓ ہی کہتے ہیں "رسولؐ اللہ کے گھر میں لوگ جمع تھے رسولؐ اللہ نے فرمایا "قریب ہو جاؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھوا دیتا ہوں جس سے تم گمراہ نہیں ہو گے" مگر ان میں سے بعض نے کہا رسولؐ اللہ پر تو مرض کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے اہل بیت نے اس سے اختلاف کیا اور ان سے جھگڑنے لگے بعض نے کہا چلو قریب چل کر تحریر لکھوا دیں تا کہ بعد میں گمراہی سے بچے رہیں اور ان میں سے بعض نے کچھ اور رائے دی جب یہ اختلاف اور لغو بڑھ گیا تو رسولؐ اللہ نے ان سے فرمایا "یہاں سے اٹھ جاؤ"(7)

ابن سعد نے حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت اس طرح بیان کی ہے "گھر میں لوگ تھے جن میں عمر بن الخطاب بھی تھے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا "آؤ میں تمہارے لئے فرمان لکھ دوں کہ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو" عمرؓ نے کہا کہ رسولؐ اللہ پر درد کا غلبہ ہے تمہارے پاس قرآن ہے جو کافی ہے گھر والوں نے اختلاف کیا اور تنازعہ پیدا ہو گیا ان میں سے بعض کہتے تھے آپؐ کے قریب کاغذ کر دو تا کہ آپؐ کچھ لکھ دیں اور بعض وہی کچھ کہتے تھے جو عمرؓ نے کہا تھا جب تنازعہ اور شور بڑھ گیا اور انہوں نے اللہ کے رسولؐ کو پریشان کر دیا تو آپؐ نے فرمایا "میرے پاس سے اٹھ جاؤ"

عبیداللہ بن عبداللہ کہتے ہیں ابن عباسؓ کہا کرتے تھے "مصیبت اور وہ بھی بڑی مصیبت رسولؐ اللہ کے تحریر لکھنے میں جو چیز رکاوٹ بنی وہ ان کا اختلاف اور شور و غل تھا"(8) حضرت عمرؓ اور آپؐ کے گھر والوں کے درمیان پردہ تھا۔

امامت ابو بکرؓ کے سپرد

درد اور مرض کے باوجود اللہ کے رسولؐ نے جمعرات کے روز عصر اور مغرب کی نمازیں خود پڑھائیں مغرب کی نماز میں آپؐ نے قرآن کریم کی سورۃ المرسلات تلاوت فرمائی(9) شام کے بعد آپؐ کا مرض بڑھ گیا اور غنودگی طاری ہو گئی عشاء کی اذان ہوئی صحابہ مسجد میں جمع ہو گئے آپؐ نے فرمایا "لوگوں نے نماز پڑھ لی؟"

"نہیں یا رسولؐ اللہ وہ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں"

آپؐ نے فرمایا "میرے لئے لگن میں پانی رکھو"

پھر آپؐ نے غسل فرمایا لیکن غسل کے بعد اٹھ نہ سکے اور نڈھال ہو گئے مگر جلد ہی ہوش میں آ گئے اور فرمایا "لوگوں نے نماز پڑھ لی؟"

"نہیں یا رسولؐ اللہ وہ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں" آپؐ کو پھر بتایا گیا۔
آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو پیغام بھجوایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو حضرت ابوبکرؓ نے جمعرات کے روز عشاء کی نماز پڑھائی اس روز مغرب کی نماز آخری تھی جو اللہ کے رسولؐ نے خود پڑھائی۔
حضرت ابوبکرؓ صدیق اللہ کے رسولؐ کے حکم کے مطابق نماز پڑھانے کے لئے اس مقام پر کھڑے ہوئے جہاں رسولؐ اللہ کھڑے ہو کر امامت کیا کرتے تھے تو بہت روئے۔ امام بھی روتا رہا نمازی بھی دوران نماز روتے رہے۔ اگلی نماز کا وقت آیا تو موذن اللہ کے رسولؐ کے پاس آیا اور کہا کہ کسی اور شخص کو نماز پڑھانے کو کہیں کیونکہ ابوبکرؓ کے رونے سے نمازی بھی روتے رہے اور سب بہت غمگین ہو گئے تھے۔ حضرت حفصہؓ بھی حضرت عائشہؓ صدیقہ کے گھر آپؐ کے پاس موجود تھیں انہوں نے موذن سے کہا "جب تک اللہ اپنے رسولؐ کو اٹھنے کے قابل کرے حضرت عمرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔"
موذن نے حضرت عمرؓ سے کہا' وہ نماز پڑھانے کھڑے ہوئے۔ رسولؐ اللہ نے تکبیر سنی تو فرمایا "میں کس کی تکبیر سنتا ہوں؟"
آپؐ کی ازواج مطہرات نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ موذن آیا تھا اور کہتا تھا رسولؐ اللہ سے کہیں کسی اور کو نماز پڑھانے کا حکم دیں کیونکہ ابوبکرؓ صدیق غم سے روتے رہے تھے تو حفصہؓ نے اسے کہا کہ حضرت عمرؓ سے کہو نماز پڑھائیں۔"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم یوسفؑ کے ساتھ والیاں ہو۔ ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں کیونکہ اگر وہ (عمرؓ) انہیں (ابوبکرؓ کو) خلیفہ نہ کریں تو لوگ ان کی اطاعت نہیں کریں گے"(10)
رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے عرصہ میں آپؐ کے حکم سے حضرت ابوبکرؓ صدیق نے صحابہ کرام کو سترہ نمازیں پڑھائیں(11) ان سترہ نمازوں میں سے تین میں اللہ کے رسولؐ نے بھی شرکت فرمائی(12) ایک روز مرض میں کچھ افاقہ تھا ظہر کی نماز کا وقت ہوا حضرت ابوبکرؓ صدیق امامت کے لئے کھڑے ہوئے تو اللہ کے رسولؐ بھی حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر گھر سے برآمد ہوئے آپؐ کے پاؤں زمین سے گھس رہے تھے حضرت ابوبکرؓ صدیق نے امام کے مصلی سے ہٹنا چاہا تو آپؐ نے فرمایا "نہ سرکو" رسولؐ اللہ کو امام کے بائیں طرف بٹھا دیا گیا اس طرح آپؐ نے نماز مکمل کی(13) حضرت ابوبکرؓ کی امامت میں اللہ کے رسولؐ نے دو نمازیں ادا کیں ان میں سے ایک بارے میں معلوم نہیں کہ کونسی نماز تھی جب کہ دوسری نماز صبح کی تھی اس

روز سوموار تھا اسی روز رسولؐ اللہ نے وفات پائی(14) روایت میں ہے کہ اللہ کے رسولؐ کی آخری نماز تھی۔

خلافت اور ابوبکرؓ

ایک روز اللہ کے رسولؐ نے فرمایا "ابوبکرؓ اور اس کے بیٹے کو بلاؤ کہ وہ لکھ لیں تاکہ ابوبکرؓ کے معاملہ میں کوئی طمع کرنے والا طمع نہ کرے یا کوئی آرزو کرنے والا اس کی خام تمنا نہ کرے"
پھر آپؐ نے دوبارہ فرمایا "اللہ تعالیٰ مومن اور صحابہ "غیر" کی خلافت کا انکار کرتے ہیں"
دوسری روایت میں ہے جب آپؐ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپؐ نے عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکرؓ سے فرمایا "مونڈے کی چوڑی ہڈی یا تختی لاؤ میں اس پر تحریر لکھوا دوں تاکہ کسی کو اختلاف کی گنجائش نہ رہے"
عبدالرحمٰن اٹھنے لگا تو آپؐ نے فرمایا "اے ابوبکرؓ اللہ اور مومن تمہاری خلافت کے بارے میں اختلاف سے بالاتر ہیں"(15)
حضرت جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ کوئی عورت رسولؐ اللہ کے پاس آئی آپؐ نے فرمایا "پھر آنا"
اس عورت نے کہا "میں آؤں اور آپؐ کو نہ پاؤں تو؟"
آپؐ نے فرمایا "میں نہ ہوں تو ابوبکرؓ کے پاس چلے آنا"

حضرت عباسؓ کا مشورہ

حضرت علی علیہ السلام ایک روز حضرت عائشہؓ صدیقہ کے گھر سے باہر آئے تو باہر موجود صحابہ نے پوچھا "اے ابوالحسن! اللہ کے رسولؐ نے کس حالت میں صبح کی؟"
حضرت علیؑ نے جواب دیا "الحمد اللہ اچھی حالت میں"
حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب بھی وہاں موجود تھے انہوں نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا "واللہ تین دن بعد تم محکوم ہو گے خدا کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ اس مرض سے اللہ کے رسولؐ کا وصال ہو جائے گا کیونکہ میں نے موت کے مرحلہ میں آل عبدالمطلب کے چہروں کی حالت دیکھی ہے میرے ساتھ اللہ کے رسولؐ کے پاس چلو تاکہ ہم اس امر کے بارے میں اللہ کے رسولؐ سے دریافت کر لیں اگر یہ ہم سے متعلق ہو گا تو ہمیں علم ہو جائے گا اور اگر ہمارے علاوہ کسی اور کے لئے ہوا تو بھی ہمیں پتہ چل جائے گا اور آپؐ اس بارے میں وصیت فرما دیں گے"

حضرت علی نے جواب دیا "واللہ میں تو رسولؐ اللہ سے ہرگز اس بارے میں نہیں پوچھوں گا کیونکہ اگر اللہ کے رسولؐ نے ہمارے حق میں انکار کر دیا تو آپؐ کے بعد لوگ بھی ہمیں یہ نہیں دیں گے واللہ میں اس بارے میں آپؐ سے کچھ نہیں پوچھوں گا"(16)

ایک دوسری روایت میں ہے حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب رسولؐ اللہ کے پاس آئے تو حضرت علیؓ نے ان سے پوچھا کہ کیا چاہتے ہیں؟ تو حضرت عباسؓ نے کہا "میں رسولؐ اللہ سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ آپؐ ہم میں سے کسی کو خلیفہ بنا دیں"

حضرت علیؓ نے ان سے کہا "ایسا نہ کریں"

حضرت عباسؓ نے پوچھا "کیوں؟"

حضرت علیؓ نے جواب دیا "مجھے اندیشہ ہے کہ رسولؐ اللہ انکار کر دیں گے اور آپؐ کے انکار کے بعد جب بھی ہم لوگوں سے خلافت طلب کریں گے تو وہ بھی انکار کر دیں گے کہ رسولؐ اللہ نے انکار کر دیا تھا"(17)

حضرت فاطمہ کو خوشخبری

رسولؐ اللہ ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ کو بلوایا آپؐ کے پاس بیٹھ گئیں تو آپؐ نے سرگوشی میں ان سے کوئی بات کی حضرت فاطمہؓ رونے لگیں رسولؐ اللہ نے انہیں اپنے قریب کر کے سرگوشی میں کچھ اور فرمایا تو وہ ہنس پڑیں۔

حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ہم نے حضرت فاطمہؓ الزہراء سے پوچھا کہ آپؐ پہلے روئی کیوں تھیں اور اس کے بعد ہنسنے کا سبب کیا تھا تو انہوں نے بتایا کہ پہلے اللہ کے رسولؐ ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ اس مرض سے میرا وصال ہو جائے گا اس پر میں رونے لگی اس کے بعد اللہ کے رسولؐ نے مجھے خبر دی کہ میرے اہل بیت میں سے تم سب سے پہلے میرے پیچھے آؤ گی اس خوشی میں میں ہنس پڑی۔

حضرت اسامہؓ کی حاضری

رسولؐ اللہ مرض کی شدت کے وقت بھی مختلف امور کے بارے میں ہدایات فرماتے رہے تھے آپؐ نے شدت مرض میں فرمایا "اسامہ کے لشکر کو روانہ کر دو"

حضرت اسامہؓ بن زید روانگی سے پہلے کچھ صحابہ کے ہمراہ اتوار کے روز آپؐ کی خدمت میں

حاضر ہوئے تو آپؐ کو شدید درد تھا حضرت اسامہؓ بن زید نے جھک کر آپؐ کو چوما رسولؐ اللہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور پھر اسامہؓ کے سر پر رکھ دیتے تھے شدت درد اور مرض کی وجہ سے آپؐ زبان سے کچھ کلام نہیں فرما سکتے تھے حضرت اسامہؓ بن زید اللہ کے رسولؐ سے رخصت ہو کر لشکر گاہ چلے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کاغذ لانے کا حکم

مرض کی شدت کے دوران رسولؐ اللہ نے حضرت علیؓ سے فرمایا "ایک کاغذ لاؤ جس پر میں تمہیں ایک تحریر لکھوا دوں جس کے باعث قوم گمراہی سے محفوظ رہے گی"

حضرت علیؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں یاد رکھوں گا آپؐ فرمادیں"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "میں تمہیں نماز زکوٰۃ اور غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں"(18)

رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز

سوموار کے دن حضرت ابوبکرؓ صدیق صبح کی نماز پڑھا رہے تھے رسولؐ اللہ فضلؓ بن عباس اور اپنے غلام ثوبانؓ کے سہارے مسجد میں داخل ہوئے اور نماز میں شامل ہونے کے لئے نمازیوں کے درمیان سے گزرے تو حضرت ابوبکرؓ صدیق کو اندازہ ہو گیا کہ اللہ کے رسولؐ صفوں کو چیرتے آ رہے ہیں کیونکہ کوئی اور اس طرح آگے نہیں بڑھ سکتا تھا حضرت ابوبکرؓ امام کے مصلیٰ پر سے پیچھے صف کی طرف ہٹنے لگے تو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مصلیٰ پر واپس کر دیا اور خود ان کے پہلو میں بیٹھ گئے نماز مکمل ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے خوشی سے کہا "اللہ اللہ! رسولؐ اللہ ہیں بحمد اللہ آپؐ رو بصحت ہیں"

نماز کے بعد رسولؐ اللہ حجروں کی طرف پشت کرکے جا نماز پر تشریف فرما ہو گئے صحابہ کرام آپؐ کے سامنے تھے اور اللہ کے رسولؐ کو اپنے درمیان پا کر بہت خوش تھے رسولؐ اللہ نے انہیں فتنوں سے ڈرایا آپؐ کی آواز اس قدر توانا تھی کہ مسجد کے دروازوں سے باہر بھی سنی جا رہی تھی آپؐ نے فرمایا "حرام اور حلال کی نسبت میری طرف نہ کی جائے خدا کی قسم لوگ مجھے مجبور نہیں کرسکتے میں صرف وہی چیز حلال کرتا ہوں جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کی ہے اور وہی چیز حرام کرتا ہوں جو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کر دی"

پھر آپؐ نے وضاحت فرمائی کہ اللہ کے ہاں جزا اور سزا کا فیصلہ انسان کے ذاتی اعمال پر ہو گا آپؐ نے فرمایا "اے فاطمہ اے صفیہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کے لئے عمل کرو میں تم دونوں کے کچھ کام نہ آسکوں گا"

حضرت ابوبکرؓ صدیق ﷜ کی ایک بیوی سنح کی لبستی میں مقیم تھی نماز کے بعد انہوں نے رسولؐ اللہ ﷺ سے اس کے ہاں جانے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے اجازت فرما دی.

رسولؐ اللہ اٹھنے لگے تو آپؐ نے اسامہؓ کو یاد فرمایا حضرت اسامہؓ نے آپؐ کی پشت مبارک کو اپنے سینے سے لگا لیا اور اٹھنے میں مدد کی.(19)

رفیق اعلیٰ سے ملاپ

اللہ کے رسولؐ ﷺ کی نماز میں شرکت اور آپؐ کے بیان سے مسلمان بہت خوش ہوئے. حضرت ابوبکرؓ صدیق ﷜ آپؐ سے اجازت لے کر سنح روانہ ہو گئے حضرت اسامہؓ بن زید اپنی لشکر گاہ چلے گئے اور روانگی کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے لیکن سورج طلوع ہونے کے ساتھ ہی آپؐ کے مرض میں شدت آنے لگی درد اور بخار میں اضافہ ہو گیا آپؐ اپنا دست مبارک پانی کے برتن میں ڈال کر اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے تھے حضرت فاطمہؓ اور آپؐ کی ازواج مطہرات آپؐ کے پاس جمع تھیں. حضرت عائشہؓ صدیقہ نے آپؐ کا سر مبارک اپنے سینے پر رکھا ہوا تھا اور دعائیں پڑھ رہی تھیں حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ آپؐ کی مزاج پرسی کے لئے آئے تو ان کے ہاتھ میں سبز مسواک تھی رسولؐ اللہ مسواک کی طرف دیکھنے لگے حضرت عائشہؓ صدیقہ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ آپؐ چاہتے ہیں کہ میں آپؐ کو یہ مسواک دوں؟"

رسولؐ اللہ ﷺ نے سر کے اشارے فرمایا "ہاں"

حضرت عائشہؓ صدیقہ نے اپنے بھائی سے سبز مسواک لے کر اپنے دانتوں سے چبا کر نرم کی اور رسولؐ اللہ کو پیش کر دی. رسولؐ اللہ نے اچھی طرح اپنے دانت صاف کئے اور مسواک رکھ دی.

حضرت فاطمۃ الزہراء نے اللہ کے رسولؐ کی تکلیف پر کہا "ہائے میرے ابا کی تکلیف"

رسولؐ اللہ نے فرمایا "تمہارے ابا کو آج کے دن کے بعد کبھی تکلیف نہیں ہو گی"

آپؐ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی، ہوش آیا تو آپؐ نے لا الہ الا اللہ" پڑھا.

پھر چھت کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا "اے اللہ اے رفیق اعلیٰ"

حضرت عائشہؓ صدیقہ نے کہا "کیا آپؐ ہمیں پسند نہیں فرماتے"

حضرت عائشہؓ صدیقہ نے اپنا کان رسولؐ اللہ کے قریب کیا تو آپؐ فرما رہے تھے "اے میرے اللہ میری مغفرت فرما مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے"

پھر رسولؐ اللہ نے دعا فرمائی "یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے"

اللہ کے رسول ﷺ کے جو آخری الفاظ سنے گئے وہ تھے "نماز پڑھنا' زکوۃ دینا اور لونڈی غلام کا خیال رکھنا"

پھر آپؐ کا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔

آپؐ کا سر مبارک اس وقت حضرت عائشہؓ صدیقہ کی ٹھوڑی اور سینہ کے درمیان تھا۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ نے آپؐ کا سر مبارک تکیہ پر رکھ دیا اور چہرے پر چادر ڈال دی۔

جب آپؐ کے مرض میں شدت ہوئی تو حضرت عائشہؓ صدیقہ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کی طرف' حضرت حفصہؓ نے حضرت عمرؓ فاروق کی طرف اور حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ کی طرف پیغام بھیجا تھا مگر ان میں سے کوئی بھی نہ پہنچ سکا تھا کہ آپؐ کا وصال ہو گیا(20) وصال کے بعد حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت مغیرہؓ بن شعبہ آئے اور دروازے پر پہنچ کر اجازت طلب کی حضرت عائشہؓ صدیقہ اور دیگر خواتین پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ حضرت عمرؓ نے رسولؐ اللہ کے چہرہ مبارک کے اوپر سے کپڑا اٹھایا' عمرؓ چلائے "ہائے غشی! اللہ کے رسولؐ کو کیسی زبردست غشی ہے"

واپسی کے لئے دروازے کے قریب پہنچے تو مغیرہؓ نے کہا "اے عمرؓ خدا کی قسم رسولؐ اللہ وفات پا چکے ہیں"

حضرت عمرؓ نے کہا "تو غلط کہتا ہے تو ایسا شخص ہے کہ فتنہ تمہیں شکار کر لیتا ہے اللہ کے رسولؐ فوت نہ ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کا قلع قمع کر دیں"

حضرت عمرؓ کی حالت

مسجد نبوی میں صحابہ کرام جمع تھے کوئی قرآن پڑھ رہا تھا کوئی آہ و بکا کر رہا تھا کوئی بھی کسی کی بات نہیں سنتا تھا کوئی بھی اللہ کے رسولؐ کے وصال کی خبر سننے کے لئے تیار نہیں تھا دھکم پیل ہو رہی تھی حضرت عمرؓ فاروق لوگوں سے مخاطب تھے "میں ہرگز کسی کو یہ کہتے نہ سنوں گا کہ اللہ کے رسول ﷺ وفات پا گئے ہیں انہیں بھی اسی طرح بلا لیا گیا ہے جس طرح موسیٰ بن عمران کو بلایا گیا

تھا اور وہ چالیس روز تک اپنی قوم سے غائب رہے تھے جو یہ کہتے ہیں رسولؐ اللہ فوت ہو گئے خدا کی قسم مجھے یقین ہے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے جب تک قوموں کے ہاتھ اور زبانیں نہ کاٹ دیں رسولؐ اللہ مریں گے نہیں آپؐ واپس آ کر منافقوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے"

حضرت عمرؓ کی دونوں باچھوں سے جھاگ بہنے لگی تھی اور وہ لوگوں کو دھمکیاں دے رہے تھے۔

حضرت اسامہؓ بن زید ؓ کا لشکر کوچ کے مرحلہ میں تھا' اہل لشکر اپنی سواریوں کی رکابوں میں پاؤں رکھنے والے تھے حضرت اُمِ ایمنؓ کا قاصد پہنچ گیا "رسولؐ اللہ کا وصال ہو گیا"

حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ بھی لشکر کے ساتھ تھے اہل لشکر مدینہ کی طرف دوڑ پڑے تھے اور علم بردار حضرت بریدہ بن الحصیب نے لشکر کا جھنڈا اللہ کے رسول ﷺ کے دروازہ پر گاڑ دیا تھا۔

حضرت ابو بکرؓ کا خطاب

حضرت ابو بکرؓ صدیق سنح سے آئے اور لوگوں کے پاس سے گزر گئے خاموش اور افسردہ۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ صدیقہ کے حجرے پر اجازت چاہی۔ امہات المومنین نے پردہ کر لیا۔ اجازت لے کر وہ اندر گئے رسولؐ اللہ کے چہرہ مبارک کے اوپر سے چادر ہٹا کر دیکھا "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا اور کہا "رسولؐ اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں"

پھر وہ رسولؐ اللہ کے سر کی طرف گئے آپؐ کی پیشانی چومی اور کہا "ہائے نبی"

سر اٹھایا پھر حضورؐ کا بوسہ لیا "وائے صفی"

تیسری بار حضورؐ کی پیشانی چوم کر کہا "ہائے خلیل"

حضرت ابو بکرؓ صدیق ؓ مسجد نبوی میں آئے تو حضرت عمرؓ ؓ اسی طرح لوگوں کو دھمکیاں دے رہے تھے "عمرؓ خاموش ہو جاؤ اور نرمی سے کام لو" انہوں نے حضرت عمرؓ ؓ سے کہا۔

مگر عمرؓ اسی طرح خطاب کرتے رہے اور دھمکیاں دیتے رہے جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

حضرت ابو بکرؓ صدیق ؓ لوگوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے رسولؐ اللہ کے منبر کے پاس پہنچے کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے لگے لوگ حضرت عمرؓ ؓ کو وہیں چھوڑ کر ابو بکرؓ کے سامنے جمع ہو گئے حضرت ابو بکرؓ صدیق نے کہا:

- "تم میں سے جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا
  وہ جان لے کر اللہ زندہ ہے
  اور اس کے لئے موت نہیں

اور اگر تم میں سے کوئی محمدؐ کی عبادت کرتا تھا
تو وہ جان لے کہ محمدؐ وفات پا چکے ہیں"
اس کے بعد انہوں نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

- "اور محمدؐ اللہ کی طرف سے رسولؐ ہیں
اور ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں
پھر اگر وہ وفات پا جائیں یا شہید ہو جائیں
تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے
اور جو کوئی راہ حق سے الٹے پاؤں پھر جائے گا
وہ اللہ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائے گا
اور اللہ شکر گزاروں کو جلد ہی اجر دے گا" (144:3)

حضرت عمرؓ نے کہا "یہ کتاب اللہ میں ہے؟"
حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا "ہاں"
حضرت عمرؓ کے پاؤں ان کا بوجھ نہ اٹھا سکے اور وہ جہاں کھڑے تھے وہیں ڈھیر ہو گئے غم اور صدمہ کی حالت میں انہیں قرآن اور اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی یاد نہیں رہا تھا۔
حضرت ابوبکرؓ صدیق نے خطاب جاری رکھتے ہوئے کہا:

- "اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہے
بلا شبہ آپؐ مرنے والے ہیں
اور یہ سب لوگ بھی مرنے والے ہیں
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
ہر چیز فنا ہونے والی ہے
صرف خدا کی ذات باقی رہے گی
ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے
اور قیامت کے روز سب کو
ان کے اعمال کا پورا پورا اجر ملے گا"

حضرت ابوبکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔
"اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو حیات رکھا

اور زندہ رکھا
جہاں تک کہ اللہ کے دین کو قائم کر دیا
اور اللہ کے حکم کو ظاہر کر دیا
اور اللہ کے پیغام کو پہنچا دیا
اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا
اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کو اپنے پاس بلا لیا
اللہ کے رسول ؐ تمہیں ایک سیدھے اور صاف راستہ پر
چھوڑ کر اس دنیا سے گئے ہیں
اب جو کوئی بھی ہلاک اور گمراہ ہو گا
وہ واضح حق آ جانے کے بعد گمراہ ہو گا
پس جو کوئی اللہ کو اپنا رب مانتا ہے
تو وہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے اس کے لئے کبھی موت نہیں
اور جو کوئی محمد ؐ کی عبادت کرتا تھا اور ان کو الہ مانتا تھا
تو ■ جان لے کہ
اس کا الہ ہلاک ہو گیا
اے لوگو!
اللہ سے ڈرو
اور اس کے دین کو مضبوطی سے پکڑ لو
اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھو
بلا شبہ اللہ کا دین قائم و دائم رہے گا
اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا
اور اللہ اس شخص کا مددگار ہے
جو اس کے دین کی مدد کرے
اور اللہ اپنے دین کو عزت اور غلبہ دینے والا ہے
اور اللہ کی کتاب ہمارے درمیان موجود ہے
اور وہی ہدایت کے لئے نور اور دل کے لئے شفا ہے

اسی کے ذریعے اللہ نے محمدؐ کو راستہ دکھایا
اور اس میں ان چیزوں کا ذکر موجود ہے
جو اللہ نے حلال اور حرام کی ہیں
خدا کی قسم ہمیں اس شخص کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں
جو ہم پر چڑھائی کرے
ہمارے ہاتھوں میں اللہ کی جو تلواریں ہیں
وہ اس کے دشمنوں پر تنی ہوئی ہیں
ہم نے ابھی تک ■ تلواریں ہاتھ سے رکھی نہیں
خدا کی قسم اپنے مخالف کے خلاف اب بھی ہم
اسی طرح جہاد کریں گے
جس طرح رسولؐ اللہ کی معیت میں کیا کرتے تھے
پس کوئی بھی اپنی جان پر ظلم نہ کرے"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطاب ختم کیا تو سارے ہی قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے جو انہوں نے پڑھی تھی اور جو حضرت عمرؓ غم اور دکھ کی حالت میں بھول گئے تھے۔

اور مدینہ یتیم ہو گیا

حضرت ابوبکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ کے خطاب سے سب کو اللہ کے رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اعلیٰ کی طرف رہ نہ ہو جانے کا یقین آ گیا تو ■ چیخیں مار مار کر رونے لگے ان پر دہشت طاری ہو گئی' کوئی رو رہا تھا کوئی آہیں بھر رہا تھا اور کوئی حضرت عثمان کی مانند گم سم بیٹھا تھا' کسی پر جنون طاری ہو گیا تو کسی کی زبان خاموش ہو گئی ایسے محسوس ہوتا تھا مدینہ یتیم ہو گیا ہو جیسے اہل مدینہ کے گمان میں بھی کبھی نہ آیا ہو کہ اللہ کے رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جدا بھی ہو سکتے ہیں ان کے ہوش و حواس معطل ہو گئے بعض اس طرح آہ و زاری کر رہے تھے جیسے حج کی تلبیہ پڑھ رہے ہوں ایک صحابی نے فرط غم میں کہا "اے اللہ میری بینائی واپس لے لے تاکہ رسولؐ اللہ کے بعد میں کچھ بھی دیکھ نہ سکوں"

حواشی / حوالہ جات

1- رسولؐ اللہ کے سر میں درد کا آغاز کب ہوا؟ آپؐ کتنے روز بیمار رہے اور آپؐ کا وصال کس روز ہوا؟ اس بارے میں مختلف روایات ہیں آپؐ کی بیماری کے آغاز کے بارے میں واقدی کی روایت ہے "رسالت ماب صفر کی بائیسویں تک بخیر رہے روز اول جس روز علیل ہوئے وہ شنبہ تھا۔" (مغازی الرسول' مقبول اکیڈمی لاہور' 1988ء صفحہ 354) ابن سعد نے لکھا ہے "26 صفر 11ھ یوم دو شنبہ کو آپؐ نے لوگوں کو جہاد روم کی تیاری کا حکم دیا چار شنبہ کو آپؐ کی بیماری شروع ہو گئی۔" (طبقات حصہ اول' نفیس اکادمی کراچی' 1987ء صفحہ 473) علامہ شبلی نعمانی نے طویل بحث کے بعد آپؐ کے درد کے آغاز کا دن چہار شنبہ اور تاریخ [illegible] یا 19 صفر 11 ہجری متعین کی ہے۔ (سیرت النبی' جلد دوم' الفیصل لاہور 1991ء صفحہ 104' 105) مولانا ابوالکلام آزاد نے ان تینوں امور میں رسولؐ اللہ ﷺ کے مرض کے آغاز کے دن اور تاریخ آپؐ کے بیمار رہنے کی مدت اور آپؐ کی وفات کے دن کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی سے اتفاق کیا ہے یعنی آپؐ کے مرض کے آغاز کا دن چہار شنبہ اور تاریخ 18 یا [illegible] صفر 11 ہجری متعین کئے ہیں۔ (رسول رحمت' شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور' صفحہ 634) قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری نے رسولؐ اللہ کے مرض کے آغاز کا دن بڑی محنت اور تحقیق کے بعد دو شنبہ اور تاریخ 29 صفر متعین کی ہے۔ (رحمتہ اللعالمین' جلد دوم' الفیصل لاہور 1991ء صفحہ 366) محمد رسولؐ اللہ شائع کردہ شعبہ اردو معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور میں آپؐ کے مرض کے آغاز کی تاریخ کے بارے میں کہا گیا ہے "اٹھارہ یا انیس صفر کو آپؐ ایک روز آدھی رات کے وقت جنت البقیع تشریف لے گئے ______ واپس آئے تو سر درد سے مرض کی ابتدا ہو چکی تھی" (صفحہ 64)

- واقدی کہتا ہے' شنبہ 23 صفر
- ابن سعد کہتے ہیں' چار شنبہ 28 صفر
- علامہ شبلی نعمانی اور مولانا آزاد کہتے ہیں' چہار شنبہ لیکن وہ دونوں 18 یا 19 صفر بتاتے ہیں مگر دو تاریخوں کو ایک ہی دن کیسے ہو سکتا ہے؟
- قاضی منصور پوری صاحب کے مطابق دن دو شنبہ اور تاریخ 29 صفر تھی۔
- "حضرت محمد رسولؐ اللہ" کے ادارتی بورڈ نے دن متعین نہیں کیا انہوں نے آغاز مرض کی راتیں 19 صفر کی رات یا 20 صفر کی رات بتائی ہے۔

ان ایام کے تعین کے بارے میں کچھ بنیادی حقائق سامنے رہنا چاہئیں' آپؐ نے 10 ہجری میں حج فرمایا اس سال 9 ذوالحجہ کو جمعہ کا دن تھا۔ اس سال ذوالحجہ تیس دن کا تھا' محرم اور صفر بھی تیس تیس دن کے تھے۔ اس لئے 23 صفر کو منگل کا دن (سہ شنبہ) تھا نہ کہ واقدی کے مطابق شنبہ۔

28 کو شنبہ تھا جبکہ ابن سعد کہتے ہیں اس تاریخ کو چہار شنبہ تھا۔

18 صفر کو جمعرات تھی یعنی پنج شنبہ اور 19 کو جمعہ کا دن تھا۔

صرف علامہ منصور پوری کا متعین کردہ دن دو شنبہ درست بنتا ہے۔

مولوی اسحاق النبی علوی نے سیرت نبویؐ کی جو توقیت (Chronology) تیار کی ہے اس میں انہوں نے کننگھم وسٹنفیلڈ کی تقویموں سے مقابلہ کے بعد جو چارٹ تیار کیا ہے اس کے مطابق بھی 29 صفر 11 ہجری کو دو شنبہ (پیر) تھا اور ربیع الاول بدھ کو شروع ہوا تھا۔ (نقوش رسولؐ نمبر' جلد 2 صفحہ 120)

مسٹر ڈبلیو ایم واٹ کی تیار کردہ تقویم کے مطابق بھی [illegible] صفر کو دو شنبہ (سوموار) تھا۔

گویا واقدی اور ابن سعد دونوں کے متعین کردہ دن درست نہیں اور یہی دو بنیادی ماخذ ہیں' شبلی نعمانی کی متعین کردہ تاریخیں حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتیں' قاضی منصور پوری کی متعین کردہ تاریخ کا جائزہ ابھی باقی ہے۔ دن جو انہوں نے دو شنبہ (سوموار) لکھ دیا ہے اگر ان کی متعین کردہ تاریخ درست نکل آئے تو پھر کہہ سکتے ہیں کہ ان کی تحقیق قابل اعتماد ہے۔

- ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ "اواخر صفر یا اوائل ربیع الاول میں اللہ نے آپؐ کو اپنے پاس بلا لیا" (سیرت النبیؐ مرتبہ ابن ہشام' جلد دوم' اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی' 1982ء صفحہ 787)
- حافظ ابن کثیرؒ کے مطابق رسولؐ اللہ ﷺ حج کے 81 روز بعد اس جہاں سے رخصت ہوئے تھے۔

(Madinan Society at the Time of the Prophet, Vol-II, P: 241, N. 1)

اور 81 روز بعد یکم ربیع الاول ہی بنتا ہے۔

- Mushaf Al-Madinah An-Nubawiyah کی ادارتی کمیٹی نے بھی رسولؐ اللہ ﷺ کے وصال کی تاریخ یکم ربیع الاول 11 ہجری ہی متعین کی ہے۔

دیکھیں ______ (Introduction And Summary : Surat An-Nasar, P:2023)

- علامہ شبلی نعمانی نے بھی تحقیق کے بعد رسولؐ اللہ ﷺ کی تاریخ وفات یکم ربیع الاول ہی لکھی ہے مگر دن سوموار (دو شنبہ) متعین کرنے میں غلطی کھائی ہے کیونکہ اس روز بدھ تھا۔
- موسیٰ بن عقبہ امام لیث مصری اور امام سہیلی نے بھی رسولؐ اللہ کے وصال کی تاریخ یکم ربیع الاول ہی متعین کی ہے۔ (بحوالہ شبلی نعمانی' سیرت النبی' جلد دوم صفحہ 105)
- حافظ ابن حجرؒ کے مطابق رسولؐ اللہ کا وصال 2 ربیع الاول 11 ہجری کو ہوا تھا گویا جمعرات کو۔
- ابن اسحاق اواخر صفر یا اوائل ربیع الاول تاریخ وفات رسولؐ بتاتے ہیں اس طرح اوپر درج حوالوں میں رسولؐ اللہ کی وفات کی تاریخ یکم یا دو ربیع الاول متعین کی گئی ہے۔
- لہٰذا ان حوالوں کی روشنی میں قاضی سلیمان سلمان منصور پوری کی اللہ کے رسولؐ کے مرض کے آغاز کی متعین کردہ تاریخ 29 صفر تو ہرگز درست نہیں بنتی کیونکہ یہ ثابت ہے کہ آپؐ دو یا تین دن سے زیادہ بیمار رہے تھے۔
- لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ نہ تو یکم ربیع الاول کو سوموار تھا اور نہ ہی دو ربیع الاول کو' یکم کو بدھ (چہار شنبہ) اور 2 کو جمعرات کا دن تھا جبکہ اکثر روایات میں کہا گیا ہے کہ آپؐ کا وصال سوموار کے دن ہوا تھا۔
- واقدی رسولؐ اللہ کے مرض کے آغاز کی تاریخ تو 23 صفر لکھتا ہے لیکن آگے چل کر لکھتا ہے "مگر

اس صبح دسویں روز جس دن وفات ہوئی آنحضرتؐ برآمد ہوئے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور روز وفات حضرت علیہ السلام کا روز دو شنبہ تھا کہ دو شبیں ماہ ربیع الاول سے گزری تھیں۔ ■ (صفحہ 355) مگر دو راتیں گزرنے کے بعد تو دو شنبہ نہیں پنج شنبہ (جمعرات) تھا۔

■ ابن سعد نے حضور ﷺ کے وصال کی تاریخ 12 ربیع الاول اور دن سوموار لکھا ہے مگر 12 ربیع الاول کو اتوار کا دن تھا ویسے بھی آپؐ کی بیماری کے ایام کی تعداد سات' آٹھ' دس' تیرہ یا چودہ دن بتائی گئی ہے (اکثر کا اتفاق تیرہ دنوں پر ہے) مگر ابن سعد کے اپنے حساب سے اگر آپؐ کے وصال کی تاریخ 12 ربیع الاول ہو تو آپؐ کی بیماری کے دنوں کی تعداد پندرہ بن جاتی ہے۔

جن چیزوں پر عموماً اتفاق ہے وہ یہ ہیں کہ مرض صفر میں شروع ہوا تھا وفات ربیع الاول میں ہوئی تھی اور دن سوموار کا تھا۔

■ اس اتفاق کی بنیاد پر اگر اس روایت کو بنیاد بنایا جائے جس کے مطابق آپؐ کے مرض کی مدت چودہ دن بتائی گئی ہے تو محفوظ ترین بات یہ ہو سکتی ہے کہ آپؐ کے مرض کا آغاز 23 صفر کو ہوا تھا (واقدی کی روایت کے مطابق) اور آپؐ کی وفات 6 ربیع الاول بروز سوموار ہوئی تھی۔

■ آگے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

2- "بکر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ اس حالت میں رسولؐ اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے کہ آپؐ کو بخار تھا انہوں نے آپؐ پر ہاتھ رکھا پھر شدت حرارت سے اٹھا لیا عرض کی یا نبی اللہ آپؐ کا بخار یا آپؐ کا باری کا بخار کس قدر سخت ہے۔" (ابن سعد' طبقات' حصہ دوم' صفحہ 260)

3- ابن سعد' طبقات' حصہ دوم' نفیس اکادمی کراچی' 1987ء صفحہ 259

4- ابن سعد' طبقات' حصہ دوم' نفیس اکادمی کراچی' 1987ء صفحہ 259

5- امام بیہقی نے طویل سند کے ساتھ حضرت فضلؓ بن عباس سے ایک روایت درج کی ہے کہ "میرے پاس رسولؐ اللہ ﷺ تشریف لائے آپؐ کو سخت بخار تھا اور سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی' آپؐ نے فرمایا "اے فضل میرا ہاتھ تھام لو"۔ میں نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپؐ منبر پر تشریف فرما ہو گئے پھر آپؐ نے فرمایا "اے فضل منادی کر دو" میں نے حسب دستور منادی کی تو لوگ اکٹھے ہو گئے۔ رسولؐ اللہ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا "اما بعد تم میں سے میرے وداع کا وقت قریب آ گیا ہے تم مجھے اس مقام پر نہ دیکھو گے' میں سمجھتا ہوں کہ علاوہ ازیں مجھے بے نیاز کرنے والا کوئی نہیں کہ میں اسے تم میں کھڑا کر دوں (علاوہ ازیں سے مراد ابوبکرؓ ہیں) سنو میں نے جس کی پشت پر کوڑے برسائے ہیں وہ مجھ سے بدلہ لے لے جس کا میں نے مال چھینا ہے یہ میرا مال موجود ہے وہ لے لے جس کو میں نے گالی دی ہے ■ مجھ سے اس کا بدلہ لے لے کوئی یہ نہ کہے کہ مجھے رسولؐ اللہ ﷺ کی طرف سے دشمنی کا خطرہ ہے سنو! دل میں دشمنی رکھنا میری عادت اور خصلت نہیں مجھے سب سے پیارا ■ شخص ہے جو مجھ سے اپنا حق لے لے یا معاف کر دے میں اللہ تعالیٰ کے حضورؐ اس طرح حاضر ہوں کہ میرے ذمہ کسی کا کوئی حق نہ ہو" اسی طویل روایت میں ہے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا میں نے آپؐ سے تین درہم لینا ہیں تو آپؐ نے فضل سے کہا اسے تین درہم دے دو ایک شخص نے کہا میں نے مال غنیمت سے تین درہم لئے تھے

پوچھا کیوں خیانت کی؟ اس نے کہا میں ضرورت مند تھا تو آپؐ نے فضل سے کہا اس سے لے لو پھر آپؐ نے فرمایا "لوگو جو کوئی دل میں نقص محسوس کرتا ہے کھڑا ہو جائے" تو ایک شخص نے کہا میں منافق دروغ گو اور منحوس ہوں تو آپؐ
نے اس کے حق میں سچ اور ایمان کی دعا فرمائی پھر آپؐ نے فرمایا "عمرؓ میرے ہمراہ ہے میں عمرؓ کے ہمراہ ہوں میرے بعد حق عمرؓ کے ساتھ وابستہ ہے"
امام ابن کثیر نے اس روایت کی سند اور الفاظ (متن) کو شدید غریب قرار دیا ہے۔ (سیرت النبی' جلد سوم صفحہ 139)

6- بخاری' کتاب المغازی
7- بخاری' کتاب المغازی
8- ابن سعد' طبقات' حصہ دوم' نفیس اکادی کراچی' 1987ء صفحہ 291
9- بخاری' کتاب المغازی
10- روایت ابن عباسؓ (ابن سعد' طبقات حصہ دوم' صفحہ 271)
11- ابن سعد طبقات حصہ دوم' نفیس اکادی کراچی' 1987ء' صفحہ 273
12- ابن سعد طبقات حصہ دوم' نفیس اکادی کراچی' 1987ء' صفحہ 273
13- امام بخاری نے یہ روایت اسود اور اعمش سے کئی مقامات پر بیان کی ہے' امام احمد نے عبداللہ بن عبداللہ سے بھی روایت کیا ہے کہ یہ ظہر کی نماز تھی۔ امام ابن کثیر نے بھی (سیرت النبی جلد سوم' صفحہ 143 میں بھی) یہ روایت بیان کی ہے۔
14- حافظ بیہقی نے حضرت انس ﷜ سے یہ روایت درج کی ہے اور امام مسلم نے موسیٰ بن عقبہ کے مغازی کے حوالے سے یہی رکھا ہے۔ (ابن کثیر' سیرت النبی' جلد سوم' صفحہ 144)
15- یہ دونوں روایتیں امام ابن کثیر نے امام احمد کے حوالے سے درج کی ہیں۔ (سیرت النبی' جلد سوم' صفحہ 136' 137) ابن سعد نے بھی طبقات میں یہ روایات درج کی ہیں۔ (حصہ دوم' صفحہ 274' 275)
16- بخاری' کتاب المغازی' روایت حضرت کعب بن مالک
ابن سعد' طبقات حصہ دوم' صفحہ 292' روایت عبداللہ بن عباس
17- ابن سعد' طبقات' حصہ دوم' صفحہ 293' روایت زید بن اسلم
18- امام احمد نے یہ روایت حضرت علی ﷜ سے درج کی ہے۔
19- ابن سعد نے یہ روایت عبید بن عمر الیثی سے اس طرح بیان کی ہے۔ (طبقات حصہ دوم' صفحہ 265)
اور لکھا ہے کہ یہ رسولؐ اللہ ﷺ کی آخری نماز تھی اس میں اسامہ والا حصہ ہم نے حضرت انس کی اس روایت سے لیا ہے جو انہوں نے رسولؐ اللہ کی آخری نماز کے بارے میں بیان کی ہے اور حافظ بیہقی نے جسے سوموار کی صبح کی نماز کے بارے میں ہی قرار دیا ہے۔ امام مسلم نے موسیٰ بن عقبہ کے مغازی سے بھی اس طرح بیان کیا ہے لیکن امام ابن کثیر حضرت انسؓ کی اس روایت کی بنیاد پر جس میں کہا گیا ہے کہ رسولؐ اللہ اپنی حیات مبارکہ کے آخری تین دن گھر سے باہر نہیں آئے تھے کہتے ہیں کہ سوموار کے روز رسولؐ اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں شرکت نہیں فرمائی تھی لیکن اگر رسولؐ اللہ اپنی حیات مبارکہ کے

آخری تین دن مسجد نہیں آئے تھے تو آپؐ کی حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ساتھ تین نمازیں ادا کرنے کی روایت کے بارے میں کیا موقف اختیار کیا جائے کیونکہ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے جس پہلی نماز کی امامت کی وہ جمعرات کے دن کی آخری نماز یعنی عشاء کی نماز تھی سوموار کو آپؐ نے وفات پائی درمیان میں جمعہ ہفتہ اور اتوار تین ہی دن آتے ہیں اگر آپؐ نے سوموار کی نماز گھر پر ہی ادا کی تھی جیسا کہ امام ابن کثیر فرماتے ہیں اور آپؐ کی حیات مبارکہ کا آخری دن سوموار کو قرار دیا جائے تو آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ساتھ تین نمازیں ایک ہی دن جمعہ کو ادا کرنا چاہیے۔ روایات کو غور سے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایسا نہیں تھا روایات میں اگرچہ جمعہ کے روز نماز جمعہ اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کے خطبہ جمعہ کا کوئی ذکر نہیں ملتا لیکن یہ تو ممکن نہیں تھا کہ اس جمعہ کو جمعہ کی نماز نہ پڑھائی گئی ہو اور خطبہ نہ دیا گیا ہو اگر جمعہ کی نماز پڑھائی گئی تھی اور خطبہ جمعہ بھی دیا گیا تھا تو ظہر کی وہ نماز جو رسولؐ اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ساتھ پڑھی تھی ہفتہ یا اتوار کے دن ہی پڑھی ہو گی اور اگر ہفتہ اور اتوار کو کسی دن رسولؐ اللہ نے مسجد نبوی میں ظہر کی نماز میں شرکت فرمائی تھی تو پھر اس روایت کا کیا بنے گا کہ آپؐ تین روز گھر سے باہر نہیں آئے تھے؟ جبکہ اس روایت میں صاف طور پر بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے رسولؐ اللہ سے اپنے سسرال کی بستی میں جانے کی اجازت طلب کی تھی اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ رسولؐ اللہ کی وفات کے وقت حضرت ابوبکرؓ صدیق اپنے سسرال کی بستی سخ سے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تھے اور انہیں رسولؐ اللہ کی وفات کے بارے میں اطلاع دینے کے لئے آدمی بھیجا گیا تھا۔ روایت میں یہ بھی ہے کہ سوموار کی صبح رسولؐ اللہ ﷺ کی صحت اچھی ہو جانے کی وجہ سے بالآخر حضرت اسامہؓ بن زید نے روانگی کا پروگرام بنا لیا تھا اور جب حضرت ام ایمنؓ نے انہیں پیغام بھیجا تو وہ سوار ہو کر روانہ ہونے والے تھے اس سے حضرت انس کی وہ روایت بھی قابل اعتماد نہیں رہتی جو اکثر سیرت نگاروں نے پسند کی ہے اور جس میں کہا گیا ہے کہ رسولؐ اللہ ﷺ نے سوموار کے دن اپنے گھر کی کھڑکی کا پردہ ہٹا کر حضرت ابوبکرؓ صدیق اور مسلمانوں کو صبح کی نماز ادا کرتے دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا تھا اور خود نماز میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ ابن سعد نے ("طبقات" حصہ دوم صفحہ 270 پر) لکھا ہے کہ رسولؐ اللہ پیر کے روز صبح کی نماز میں شرکت کے لئے فضل بن عباس اور ثوبان کا سہارا لے کر مسجد آئے تھے اور نماز کی دوسری رکعت میں شریک ہوئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ صدیق اور نمازیوں کے سلام پھیرنے کے بعد آپؐ نے دوسری رکعت مکمل کی تھی اور ظاہر ہے جمعرات کے بعد رسول اللہ ﷺ کے وصال تک ایک ہی سوموار آیا تھا اور وہ سوموار وہی تھا جب آپؐ نے وصال فرمایا تھا۔

20- ابن سعد' طبقات' حصہ دوم' صفحہ 169

عظیم معجزہ

نیا دینی مسئلہ

جب اللہ کے رسولؐ مدینہ تشریف لائے تھے تو مدینہ کیا تھا؟ ایک ایسا خوفزدہ شہر تھا جس کے مختلف گروہ ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے' آپس کی لڑائیوں اور کشت و خون سے تھکے ماندے اہل مدینہ یہودی ساہوکاروں اور سود خوروں کے معاشی شکنجے میں پھنسے ہوئے تھے ان کی معیشت اور معاشرت پر یہودیوں کا غلبہ تھا اور ان کے پاس اتنی قوت اور طاقت بھی نہیں تھی کہ وہ ثنیۃ الوداع کی پہاڑیوں سے آگے جا کر رسول اللہ ﷺ کا استقبال کر سکیں' وہ جانتے تھے کہ رسولؐ اللہ مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں اور قریش مکہ اور ان سے انعام حاصل کرنے کے لالچ میں بدو اللہ کے رسولؐ کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں' آپؐ کی جان کے دشمن صحراؤں اور وادیوں میں آپؐ کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے لیکن مدینہ کے مسلمان آپؐ کی مدد کے لئے کوئی دستہ بھی نہیں بھیج سکتے تھے اور وہ اردگرد کے قبائل کے علاقہ میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے. مدینہ کے اوس اور خزرج عرب کے درجنوں دیگر قبائل جیسے ہی عرب قبیلے تھے لیکن ان دس سالوں میں اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کی وجہ سے ان کی عزت و وقار اور مال و دولت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا دنیاوی اور دینی ہر لحاظ سے وہ عرب میں ممتاز سمجھے جانے لگے تھے اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کی پیروی کی بدولت وہ نسلوں سے چلی آنے والی دشمنی اور نسلی تفاخر سے نجات حاصل کر کے ایک عظیم تر امت کا حصہ بن گئے تھے جب رسولؐ اللہ مدینہ تشریف لائے تھے تو اوس اور خزرج یثرب کی وادی کے بھی حاکم و مختار نہیں تھے اور اب پورے جزیرہ نمائے عرب کی حاکم امت کے دست و بازو سمجھے جانے لگے تھے یہ مقام و احترام انہیں اللہ کے رسول ﷺ اور دین کے انصار بن جانے سے حاصل ہوا تھا.

جب اللہ کے رسولؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تھے تو حضرت ابوبکرؓ صدیق کو چھوڑ کر بیشتر قریشی مسلمان آپؐ سے پہلے ہی مدینہ پہنچ چکے تھے کچھ راتوں کو چھپ چھپ کر مکہ سے نکلے تھے بعض کو اپنے بال بچے اور اہل و عیال بھی چھوڑ کر آنا پڑا تھا ان میں سے اکثر کے پاس ایمان کے علاوہ کوئی اور دولت تھی نہ مال تھا۔ ان میں سے بھی کوئی سنیۃ الوداع سے آگے جا کر اللہ کے رسولؐ کا نہ استقبال کر سکتا تھا نہ آپؐ کے لئے کوئی دستہ بھیج سکتا تھا۔

اور اب دس ہی سال کے عرصہ میں انہی انصار اور مہاجرین نے اللہ کے رسولؐ کی رہنمائی میں اللہ کی مدد سے جزیرہ نمائے عرب کے سارے قبائل پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ مکہ کے ان قریش پر بھی جنہوں نے انہیں گھروں سے نکال دیا تھا مدینہ کے انصار اور مہاجرین پورے جزیرہ نمائے عرب میں سب سے محترم سمجھے جانے لگے تھے ایمان' احترام' مقام و مرتبہ سب اللہ کے رسولؐ کی تعلیم' تربیت اور قیادت کی بدولت ہی حاصل ہوئے تھے اور وہی مدینہ جزیرہ نمائے عرب کا سیاسی دارالحکومت بن چکا تھا اس کی فوجیں قیصر و کسریٰ کی مملکتوں کی حدود کے اندر تک جانے لگی تھیں اللہ نے اپنے دین اور رسولؐ کے ذریعے مدینہ کو سب سے اہم شہر' اس کے باسیوں کو سب سے محترم اور ممتاز جماعت اور اس کے فیصلوں کو سب سے اہم اور موثر احکام کا مرتبہ عطا کر دیا تھا۔

اور آج وہ رسولؐ جس کے پاس اللہ کی طرف سے وحی آتی تھی جس نے انہیں دین و دنیا کی دولت سے مالا مال کر دیا تھا جس نے انہیں یہ احترام مقام اور مرتبہ دلایا تھا اور سارے جزیرہ نمائے عرب کا حکمران گروہ بنایا تھا ان کے درمیان سے سوئے جنت روانہ ہو گئے تھے' رفیق اعلیٰ کے پاس چلے گئے تھے۔

اور اس سے جو صورت احوال پیدا ہو گئی تھی اس کے بارے میں مدینہ والوں نے کبھی سوچا تک نہیں تھا نہ انصار نے' اور نہ ہی مہاجرین نے کبھی سوچا تھا کہ وہ وقت بھی آ سکتا ہے جب وہ ہادی ان کے درمیان سے اٹھ جائیں گے جو ہر مشکل میں ان کے لئے آسانیاں فراہم کر دیتے تھے۔

اس لئے جب سب کو یقین آ گیا کہ اللہ کے رسولؐ رفیق اعلیٰ کی طرف چلے گئے ہیں تو سب ہی سوچنے لگے کہ اب کیا ہو گا؟ اب کیا کرنا چاہیے؟ ایک طرف اللہ کے رسولؐ سے جدائی کا غم تھا شدید دکھ اور صدمہ تھا تو دوسری طرف ملی وحدت برقرار رکھنے کا مسئلہ تھا' جزیرہ نمائے عرب کے صحراؤں اور ریگستانوں سے بھی آگے تک بحیرہ عرب کے پانیوں دجلہ و فرات کی وادیوں اور ارض شام و فلسطین تک پھیلی اسلامی ریاست کے تحفظ و استحکام کا مسئلہ بھی تو تھا۔

اور یہ مسئلہ صرف دنیاوی ہی نہیں تھا۔

یہ ایک دینی مسئلہ بھی تھا

اللہ کی زمین پر اللہ کی حاکمیت کے قیام کا مشن تو اللہ کے رسولؐ نے مکمل کر دیا تھا

مگر اللہ کے رسولؐ کے بغیر اس ریاست کو کون سنبھالے گا' کیسے چلائے گا؟

مسئلہ یہ آن پڑا تھا

ریاست کے اندر بھی شرک کے چھوٹے موٹے گروہ موجود تھے

ریاست کی سرحدیں جن شہنشاہوں کی مملکتوں سے ملتی تھیں ■ ریاست کے دشمن تھے اور دشمنی پر تلے ہوئے تھے

عرب کی اسلامی ریاست کوئی شاہی یا شہنشاہی مملکت بھی نہ تھی کہ بادشاہ کی موت کے بعد اس کا بیٹا یا کوئی اور عزیز تخت پر بیٹھ جائے اس کا حاکم امت کا امام بھی تھا اس لئے یہ مسئلہ اور بھی سنگین تھا.

اللہ کے رسولؐ نے اپنی زندگی میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کو امام مقرر فرما دیا تھا.

حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اللہ کے رسولؐ کے پاس جائیں اور آپؐ سے خلافت کی درخواست کریں. حضرت علیؓ نے جواب دیا تھا "واللہ میں ایسی درخواست نہیں کروں گا' اللہ کے رسولؐ نے جواب دے دیا تو لوگ آئندہ بھی کبھی ہمیں خلاف نہیں دیں گے"

خلافت کے لئے لوگوں کی رائے بھی ضروری تھی

اور لوگ صدمہ اور دکھ کی حالت میں تھے

حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ' حضرت فاطمہؓ الزہراء کے گھر میں بیٹھے تھے.

مہاجرین حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس جمع تھے. بنو اوس کے سردار حضرت اسیدؓ بن حضیر بھی اپنے لوگوں کے ساتھ وہاں آ گئے تھے بنو خزرج کے سردار حضرت سعدؓ بن عبادہ وہاں نہیں تھے. کسی نے حضرت ابوبکرؓ صدیق اور حضرت عمرؓ سے آ کر کہا "انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعدؓ بن عبادہ کے پاس جمع ہیں اگر لوگوں کی تنظیم کرنا چاہتے تو خطرناک صورت حال پیدا ہونے سے پہلے اس معاملہ کو سلجھا لو"

معاملہ شہر مدینہ کا نہیں تھا' صرف اس شہر کا معاملہ نہیں جہاں بنو خزرج بھی مہاجرین اور انصار کے ساتھ رہتے تھے' معاملہ اسلامی ریاست کے امور کا تھا ایک دینی معاملہ تھا.

حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "آیئے ہم اپنے انصاری بھائیوں کے پاس چلیں اور دیکھیں کہ ■ مستقبل کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں؟"

راستے میں حضرت عویمؓ بن ساعدہ اور حضرت معنؓ بن عدی ملے اور پوچھا "اے مہاجرین کی جماعت کہاں جا رہے ہو؟"
"ہم اپنے انصاری بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں" مہاجرین نے جواب دیا۔
انہوں نے کہا "انصار ایک معاملے پر متفق ہو گئے ہیں نہیں نہیں اے گروہ مہاجرین تم انصار کے پاس نہ جاؤ اپنے معاملات (امارت و خلافت) کا خود فیصلہ کر لو"
حضرت عمرؓ نے جواب دیا "واللہ ہمیں ضرور وہاں جانا چاہیے"

انصار کا معاملہ

انصار مدینہ سقیفہ بنو سعدہ میں جمع تھے ان میں اکثریت بنو خزرج کی تھی ان کے درمیان ایک شخص چادر میں لپٹا ہوا بیٹھا تھا۔
حضرت عمرؓ نے پوچھا "یہ کون ہے؟"
انہوں نے بتایا "یہ سعدؓ بن عبادہ ہیں"
حضرت عمرؓ نے پوچھا "انہیں کیا ہوا؟"
انصار نے جواب دیا "یہ بیمار ہیں"
حضرت ابوبکرؓ صدیق' حضرت عمرؓ اور ان کے ساتھی مہاجر اور بنو اوس سے تعلق رکھنے والے انصار جو ان کے ساتھ آئے تھے ان کے درمیان بیٹھ گئے۔
سقیفہ بنو سعدہ میں جو انصار موجود تھے وہ امارت اور خلافت کے بارے میں آپس میں مشورہ کرتے رہے تھے ان کی اکثریت کی رائے تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلیفہ انصار میں سے ہونا چاہیے اس منصب کے لئے انہوں نے بنو خزرج کے سردار حضرت سعدؓ بن عبادہ کا نام تجویز کیا تھا اس مشورہ اور ارادہ کے مطابق ان کے نمائندے نے اہل مجلس کو مخاطب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا "ہم اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اے جماعت مہاجرین تم بھی ہمیں میں سے ہو اور تمہاری قوم کی ایک جماعت چل کر ہمارے پاس آئی تھی لیکن اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس جماعت کا ارادہ ہے کہ ہماری اصل سے الگ ہو جائے اور امارت ہم سے چھین لے"
انصار کا نمائندہ اپنی بات ختم کر چکا تو حضرت عمرؓ نے اس کا جواب دینا چاہا لیکن حضرت ابوبکرؓ صدیق نے انہیں روک دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا "اے انصار کی جماعت! خدا کی قسم

ہم تمہاری فضیلت اور تم نے اسلام کی جو مدد اور خدمت کی اس کے اور تمہارے حق و واجب کے منکر نہیں لیکن تم اچھی طرح جانتے ہو کہ قریش کو عرب میں جو قدر ومنزلت حاصل ہے کسی اور کو حاصل نہیں اور عرب کے لوگ قریش کے علاوہ کسی اور شخص کی امارت پر متحد نہیں ہو سکتے (اور اتفاق کے بغیر ملک کی حکومت نہیں چل سکتی) اس لئے ہم امراء ہوں گے اور تم وزراء ہو گے پس اللہ سے ڈرو اور اسلام میں سب سے پہلے بدعت جاری کرنے والے نہ بنو' میری رائے میں عمرؓ اور ابو عبیدہؓ امارت کے لئے پسندیدہ ہیں ان میں سے جس کے ہاتھ پر بھی تم بیعت کر لو گے وہ تمہارے لئے اطمینان اور اعتماد کے قابل ہو گا"

حبابؓ بن منذر کھڑے ہو گئے "بہتر یہ ہو گا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے ہو"

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کہا "یہ مناسب نہیں کہ مسلمانوں کے دو امیر ہوں اس سے ان کے امور اور احکام میں اختلاف پیدا ہو جائے گا' جماعت میں تفرقہ پڑ جائے گا اور ان میں باہمی تنازعات جنم لیں گے اس سے سنت ختم ہو جائے گی' بدعت جنم لے گی اور بہت بڑا فتنہ برپا ہو جائے گا اس میں مسلمانوں کی بھلائی نہیں۔ جب تک قریش اللہ کی اطاعت کریں اور اس کے حکم پر مستحکم رہیں امارت ان میں رہے گی۔ کیا رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان تم تک نہیں پہنچا یا تم نے خود نہیں سنا کہ "آپس میں نزاع نہ کرو اس سے تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی' صبر کرو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے" پس ہم امیر ہیں اور تم وزیر ہو دین میں ہمارے بھائی اور مددگار ہو"

حضرت بشیرؓ بن سعد انصاری نے کہا "میں نے اللہ کے رسولؐ کا یہ فرمان سنا ہے"

بعض دوسرے انصاریوں نے بھی اس کی تائید کی۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے حضرت سعدؓ بن عبادہ کو قسم دے کر پوچھا "کیا تمہاری موجودگی میں اللہ کے رسولؐ نے فرمایا نہیں تھا کہ امر خلافت کے والی قریش ہوں گے"

حضرت سعدؓ بن عبادہ نے کہا "آپ نے سچ کہا' پس ہم وزیر ہوں گے اور آپ امیر"

حضرت عمرؓ نے پوچھا "اے جماعت انصار! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کے رسولؐ نے ابوبکر کو کہا تھا کہ مسلمانوں کی امامت کرو' کون ہے تم میں جس کا دل اس پر مطمئن ہو کہ وہ ابوبکر کو اس مقام سے ہٹا دے جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں مقرر کیا ہے"

سب نے کہا "ہم میں سے کوئی یہ نہیں چاہتا ہم اللہ سے مغفرت کے خواستگار ہیں"

حضرت عمرؓ نے کہا "ابوبکر ہاتھ بڑھاؤ تاکہ میں تمہاری بیعت کروں"

حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ دونوں بیعت کے لئے بڑھے مگر حضرت بشیرؓ بن سعد انصاری نے تیزی سے آگے بڑھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی' ان کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ہاتھ پر بیعت کی۔

ایک روایت میں ہے کہ کاتب وحی حضرت زیدؓ بن ثابت نے کہا "اللہ کے رسولؐ مہاجرین میں سے تھے اس لئے آپؐ کا خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہو گا جس طرح ہم اللہ کے رسولؐ کے اعوان و انصار تھے اسی طرح ہم رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کے انصار اور مددگار بن کر رہیں گے"

پھر حضرت زیدؓ بن ثابت نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کا ہاتھ پکڑ کر کہا "یہ تمہارے خلیفہ ہیں ان کی بیعت کرو"

اور پھر سقیفہ بنو ساعدہ میں موجود انصار اور مہاجرین سب نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

خلیفہ اول

سوموار کی صبح رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی تھی۔ آپؐ کی وفات سے جو صورت پیدا ہو گئی تھی اس نے سب کو افسردہ اور پریشان کر دیا تھا۔ آپؐ سے جدائی میں آنکھیں اور دل روتے تھے اور سوچنے والے دماغ پریشان تھے۔ منگل کی صبح مدینہ کے انصار و مہاجر مسجد نبوی میں جمع ہوئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا "لوگو میں نے جو بات کل تم سے کہی تھی وہ کتاب اللہ کی بات نہیں تھی اور نہ ہی وہ بات اللہ کے رسولؐ کا عہد تھی میرا خیال تھا کہ اللہ کے رسولؐ ہماری موت کے بعد بھی دنیا میں موجود رہیں گے مگر آپؐ ہم سے پہلے اللہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں اب اللہ تعالیٰ کی کتاب تمہارے درمیان باقی ہے اللہ تعالیٰ نے اسی کتاب کے ذریعے اپنے رسولؐ کو سیدھا راستہ دکھایا اگر تم اس پر کاربند رہو گے تو اللہ تمہیں بھی سیدھے راستے پر کاربند رکھے گا تم اپنے میں سے ایک بہتر آدمی پر متفق ہو گئے ہو۔ آدمی جو اللہ کے رسولؐ کے رفیق خاص ہیں اور آپؐ کے غار کے ساتھی ہیں مسلمانوں میں وہی امور مملکت کے سب سے زیادہ حقدار اور ولی ہیں پس اے مسلمانو اٹھو اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرو"

خطبہ کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے منبر پر بیٹھنے کو کہا مگر انہوں نے تامل کیا۔ حضرت عمرؓ بار بار کہہ رہے تھے منبر پر چڑھیئے! حضرت ابوبکرؓ صدیق اٹھ کر منبر کی طرف گئے

مگر وہاں نہیں بیٹھے جہاں اللہ کے رسولؐ بیٹھا کرتے تھے ■ منبر پر ایک درجہ نیچے سیڑھی پر اس جگہ بیٹھ گئے جہاں اللہ کے رسولؐ کے پاؤں ہوتے تھے۔

اہل مدینہ انصار و مہاجرین آگے بڑھے اور سب نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ہاتھ پر بیعت کی' کچھ نے سقیفہ بنو ساعدہ میں سوموار کو ہی بیعت کر لی تھی بعض اس کے بعد رات گئے تک بیعت کرتے رہے تھے' منگل کو مسجد نبوی میں عام بیعت کی گئی. بیعت کے بعد اللہ کے رسولؐ کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد ■ ثنا کے بعد کہا:

"اے لوگو مجھے تمہارا امیر بنا دیا گیا ہے
حالانکہ میں تم سے زیادہ لائق نہیں
یہ تمہاری مرضی سے ہوا
اب بھلائی میں میری اعانت کرنا
اور برائی میں مجھے سیدھا کر دینا
سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت
تمہارا کمزور میرے لئے قوی ہے
جب تک میں اس کا حق دلاؤں گا
انشاء اللہ
اور تم میں جو قوی ہیں
میرے نزدیک ■ اس وقت تک کمزور ہوں گے
جب تک میں ان سے حق والے کا حق نہ لے لوں
انشاء اللہ
جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد چھوڑ دے
اللہ اس پر ذلت اور رسوائی مسلط کر دیتا ہے
اور جب کسی قوم میں بدکاری پھیل جائے
تو اللہ اسے عام عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے
جب تک میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی
اطاعت کروں میری اطاعت کرنا
اور جب میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی

نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں
اب نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ
اللہ تم پر رحم فرمائے"
حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اس خطبہ میں کہا تھا:
"خدا کی قسم دن اور رات میں
کبھی بھی میں نے امارت کی خواہش نہیں کی
اور نہ کبھی میں نے اس کی طرف رغبت کی
اور نہ کبھی اللہ سے اس کے لئے پوشیدہ یا ظاہری دعا کی
لیکن میں ڈر گیا کہ کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو جائے
اور بادل نخواستہ امارت قبول کر لی
میرے لئے امارت میں کوئی راحت نہیں
مجھ پر ایک عظیم بوجھ ڈال دیا گیا ہے
جسے اٹھانے کی مجھ میں ہمت نہیں
مگر اللہ کی قوت کا سہارا ہے"

بیعت کرنے والوں میں حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نظر نہ آئے تو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ایک انصاری کو ان کی طرف بھیجا وہ دونوں بھی پہنچ گئے تو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے حضرت علیؓ سے کہا "اے اللہ کے رسولؐ کے چچا زاد بھائی اور داماد کیا آپ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتے ہیں؟"
حضرت زبیرؓ سے بھی یہی کہا "اے اللہ کے رسولؐ کے پھوپھی زاد! کیا آپ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتے ہیں؟"
حضرت زبیرؓ نے کہا "اے خلیفہ رسولؐ ہمیں ملامت نہ کریں ہم مسلمانوں میں تفرقہ نہیں ڈالنا چاہتے ہمیں کسی چیز کا رنج نہیں خیال صرف اس بات کا ہے کہ ہمیں لوگوں سے مشورہ میں شامل نہیں کیا گیا ورنہ ہم ابوبکرؓ کے حق سے واقف ہیں ۔۔ رسول اللہ ﷺ کے غار کے ساتھی ہیں اور ہم ان کے فضل شرف اور بھلائی سے واقف ہیں اور بلاشبہ اللہ کے رسولؐ نے انہیں مسلمانوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا"
یہ کہہ کر حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے بھی بیعت کر لی

خلیفہ رسولؐ نے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کی طرف سے شریک مشورہ نہ کرنے کی شکایت کے بارے میں کہا "واللہ مجھے اس امر کی حرص تھی نہ لالچ مگر میں اس بارے میں تاخیر سے فتنہ پیدا ہو جانے سے ڈر گیا"

نئے سوال

اللہ کے آخری رسولؐ کو بدھ کی شب لحد میں اتارا گیا جب سورج غروب ہو چکا تھا اور بدھ کی رات شروع ہو گئی تھی آپؐ کا وصال سوموار کو ہوا دن کافی گزر گیا تھا اور کوئی بھی ماننے کو تیار نہیں تھا کہ رسولؐ اللہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ اسامہؓ کی لشکر گاہ میں تھے وہاں سے آئے اور تلوار پکڑ کر کھڑے ہو گئے حضرت ابوبکر صدیق سنخ میں تھے وہاں رسولؐ اللہ کے وصال کا پیغام ملا انہوں نے واپس آ کر مسجد نبوی میں خطبہ دیا تو لوگوں نے یقین کیا کہ رسولؐ اللہ کا وصال ہو گیا ہے مدینہ میں اردگرد کی بستیوں میں گرد و نواح کے بدو قبائل میں اس خبر سے لوگوں پر دہشت طاری ہو گئی تھی آنکھیں رو رہی تھیں زبانیں بند ہو گئی تھیں اور ہر مرحلہ پر ایک نیا سوال پیدا ہو رہا تھا۔

غسل دینے لگے تو سوال پیدا ہوا آپؐ کے جسم اقدس پر سے قمیص اتاری جائے یا نہ اتاری جائے اختلاف بڑھنے لگا تو آواز آئی "قمیص مت اتارو۔"

حضرت علیؓ حضرت عباسؓ ان کے دو بیٹے فضلؓ اور قثمؓ اسامہؓ بن زید اور صالح اللہ کے رسولؐ کو غسل دینے لگے تو ہر کسی کی خواہش تھی کہ اسے بھی شامل کیا جائے۔ حضرت علیؓ نے کواڑ بند کر کے اندر سے کنڈی لگا دی تو انصار دروازے پر جمع ہو گئے۔ انہوں نے کہا "خدا کے لئے ہمارے حقوق کا بھی خیال رکھئے"

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے کہا "اللہ کے رسولؐ میں کسی کا حق نہیں سب کو اجازت دے دی گئی تو کام رہ جائے گا"

قبیلہ خزرج کی شاخ بنو عوف کے حضرت اوسؓ بن خولی بدری تھے انہوں نے آواز دی "اے علیؓ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور اللہ کے رسولؐ کے بارے میں اپنا حق اور حصہ یاد دلاتا ہوں"

حضرت علیؓ نے دروازہ کھول کر انہیں اندر بلا لیا اور ان ساتوں نے مل کر اللہ کے رسولؐ کو غسل دیا۔ ایک روایت کے مطابق ابو سفیانؓ بن حارث بھی غسل دینے والوں میں شامل تھے۔ حضرت عباسؓ رسولؐ اللہ کے جسم مبارک کے گرد چادر تانے ہوئے تھے۔ حضرت اوسؓ بن خولی پانی

لا رہے تھے' حضرت اسامہؓ اور صالح چادر کے پیچھے سے پانی پکڑا رہے تھے' حضرت علیؓ اللہ کے رسولؐ کو غسل دے رہے تھے' قثمؓ آپؐ کے جسم اطہر کو سہارا دے کر انداز بدلتے تھے۔ حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ رکھا تھا تاکہ آپؐ کے جسم مبارک کو ہاتھ نہ چھو سکے۔ وہ آپؐ کی قمیص کے اوپر پانی ڈال کر قمیص جسم اطہر پر مل رہے تھے مگر آپؐ کے جسم پر عام میت جیسا میل تھا نہ کوئی آلائش' یہ دیکھ کر حضرت علیؓ نے کہا "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان' زندگی اور موت میں آپؐ کس قدر پاکیزہ ہیں"

غسل کے بعد آپؐ کے جسم اطہر کو خشک کیا گیا اور آپؐ کو تین سفید کپڑوں میں کفن پہنایا گیا جو یمن میں کپڑا بنانے کی ایک جگہ سحولی میں بنے ہوئے تھے اس لئے روایات میں "تین سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا" آتا ہے یعنی سحولی میں بنے کپڑوں کا۔ اللہ کے رسولؐ کا جسم تر و تازہ تھا۔ روایت ہے کہ آپؐ کے جسد مبارک کی خوشبو سے گھر معطر ہو گیا تھا۔

اب ایک اور سوال پیدا ہو گیا کہ اللہ کے رسولؐ کی قبر کہاں بنے؟

کسی نے کہا جنت البقیع میں کسی نے رائے دی آپؐ کو مسجد میں دفن کیا جائے۔ اس بارے میں بلند آواز میں باتیں ہونے لگیں۔

حضرت عمرؓ نے کہا "لوگو اللہ کے رسولؐ کے پاس حیات و ممات ہر حال میں شور مت کرو"

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا "میں نے اللہ کے رسولؐ سے خود یہ مسئلہ سنا ہے اور ابھی تک نہیں بھولا کہ اللہ تعالیٰ نبی کو ایسی جگہ فوت کرتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرے' اللہ کے رسولؐ کو آپؐ کے بستر کی جگہ دفن کرو"

اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے بعد اختلاف کی گنجائش ہی نہ رہی تھی' سب خاموش ہو گئے سب نے اللہ کے رسولؐ کو اس مقام پر دفن کرنے سے اتفاق کر لیا جہاں آپؐ کا وصال ہوا تھا۔

اب یہ سوال پیدا ہوا کہ آپؐ کی قبر کیسی تیار کی جائے۔

مکہ والوں کی قبروں جیسی صندوقی یا مدینہ والوں کی قبروں جیسی بغلی لحد والی قبر کھودی جائے؟

حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح مکہ والوں جیسی صندوقی قبر تیار کرتے تھے اور حضرت ابو طلحہؓ اور زید بن سہیل مدینہ والوں جیسی بغلی لحد والی کھودتے تھے۔ حضرت عباسؓ نے سب کی طرف ایک ایک آدمی بھیج دیا اور دعا کی "یا اللہ تو اپنے نبی کی قبر کے لئے انتخاب کر"

حضرت ابو طلحہؓ جلد آ گئے اور انہوں نے اللہ کے رسول کے لئے بغلی لحد والی قبر تیار کی۔

اپنے نبیؐ کی قبر کی جگہ کا فیصلہ بھی اللہ نے کیا تھا

اور خلیفہ بھی روئے

قبر تیار ہو گئی تو آپ ؐ کے کفن پوش جسد اطہر والی چارپائی قبر کے قریب رکھ دی گئی پھر حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور کچھ صحابہ اندر آئے جتنے بھی انصار و مہاجرین ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چھوٹے سے گھر کے صحن میں آ سکتے تھے انہوں نے آپ ؐ کی نماز جنازہ پڑھی مگر ان کا امام کوئی نہ تھا۔ پھر وہ باہر چلے گئے تو دوسرے آ گئے۔ نماز جنازہ کا سلسلہ شروع ہوا تو منگل کا دن بھی جاری رہا گھر اور صحن مختصر تھے اور نماز جنازہ پڑھنے والے ہزاروں تھے۔ مرد نماز جنازہ پڑھ چکے تو خواتین کی باری آئی وہ بھی ٹولیوں کی صورت میں بغیر امام کے نماز جنازہ پڑھتی رہیں۔ عورتوں کے بعد بچوں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے بعد بدھ کی رات آپ ؐ کو قبر میں اتار ا گیا۔

آپ ؐ کو حضرت علیؓ، فضلؓ، قثمؓ اور شقرانؓ نے قبر میں اتارا بعض روایات میں حضرت اوسؓ بن خولی، حضرت عباسؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے نام بھی آتے ہیں مگر تعداد چار یا پانچ سے زیادہ نہیں تھی۔

اللہ کے رسول ؐ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہؓ نے حضرت انسؓ سے پوچھا "اے انس! تم نے اللہ کے رسول ﷺ پر مٹی ڈال کر واپس آنا گوارا کر لیا؟

اس شب مدینہ میں کوئی بھی نہ سویا، حضرت بلالؓ نے فجر کی اذان کے وقت جب "اشھد ان محمد رسول اللہ" کہا تو ان کی چیخیں نکل گئیں، مدینہ لرز اٹھا، لوگ رونے لگے۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا، چلو ام ایمنؓ کی زیارت کریں۔

حضرت ام ایمنؓ انہیں دیکھ کر رونے لگیں۔

انہوں نے کہا "کیوں روتی ہو؟ اللہ کے رسول ؐ کے لئے اللہ کے ہاں جو کچھ ہے بہت بہتر ہے"

حضرت ام ایمنؓ نے کہا "یہ تو میں جانتی ہوں، میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے آنے والی وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا"

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ خود بھی حضرت ام ایمنؓ کے ساتھ رونے لگے۔

عظیم معجزہ

جزیرہ نمائے عرب میں صدیوں سے روایت تھی کہ قبیلہ کے سردار کی موت کے بعد اس کا بیٹا اور بیٹا نہ ہونے کی صورت میں اس کا قریب ترین رشتہ والا قبیلہ کا سردار چنا جاتا تھا۔

مدینہ اسلامی ریاست کا دارالحکومت تھا' انصار مدینہ نے اللہ کے رسولؐ اور مہاجرین کی میزبانی کی تھی' اللہ کے دین کے لئے بے پناہ جانی اور مالی قربانیاں دی تھیں. مدینہ ان کا آبائی شہر تھا اس شہر کی حاکمیت انہیں ملنا چاہیے یہ ایک فطری خواہش تھی عرب میں ہر قبیلہ اپنے علاقہ کا حاکم ہوتا تھا اور مدینہ کا اصل قبیلہ تو انصار مدینہ ہی تھے وہ Son of the soil تھے. اللہ کے رسولؐ کے بعد اپنی دھرتی اور اپنے شہر کی حاکمیت کی ان کی خواہش پرانے اصولوں کے عین مطابق تھی.

ان روایات نے مختلف گروہوں میں الگ الگ خواہشات کو جنم دیا

لیکن اللہ کے رسولؐ کے فرمان کے سامنے سب خواہشیں نابود ہو گئیں

انصار نے Son of the soil ہونے کے حوالے سے امارت کا مطالبہ پیش کیا

لیکن جیسے ہی اللہ کے رسولؐ کا فرمان "امیر قریش میں سے ہو گا" سنا

سب نے سر تسلیم خم کر دیا

اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ہاتھ پر بیعت کر لی

حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ کے رسولؐ نے ابوبکر کو مسلمانوں کا امام مقرر فرمایا تھا کون ہے تم میں جس کا دل ابوبکر کو اس مقام سے ہٹانے سے مطمئن ہے؟"

سب نے کہا "ہم میں سے کوئی یہ نہیں چاہتا ہم اللہ سے مغفرت کے خواستگار ہیں"

مسئلہ پیدا ہوا اللہ کے رسولؐ کی قبر کہاں ہو؟

مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا

لیکن جیسے ہی حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اللہ کے رسولؐ کا فرمان پیش کیا سب نے اسے دل و جان سے قبول کر لیا

امت کی تاریخ میں یہ نازک ترین مرحلہ تھا

خواہش' انانیت اور تعصب ایک بہت بڑے فتنہ کا سبب بن سکتے تھے

لیکن اللہ کے رسولؐ کے فرمان اور احکام کے سامنے سب خواہشیں انانیت اور تعصبات ملیا میٹ ہو گئے

اللہ کے رسولؐ کا فرمان ہر اختلاف پر غالب رہا

فرمان رسولؐ ایمان اور ایثار نے تاریخ اسلام اور تاریخ عالم کے ان تاریخ ساز لمحات میں ایک عظیم معجزہ کر دکھایا

اور یہ معجزہ تھا اللہ کے رسولؐ کے اسوہ حسنہ کا

اللہ کے رسولؐ کے قول و فعل کا
اللہ کے رسول کی تعلیم و تربیت کا
ایمان اور ایثار کی دولت سے مالا مال انصار و مہاجرین میں سے کسی نے بھی اللہ کو نہیں دیکھا تھا
انہوں نے تو صرف اللہ کے رسولؐ کو دیکھا تھا
اللہ کے رسولؐ کی زبان سے اللہ کا کلام سنا اور مانا تھا
قرآن اور ایمان کا یہ معجزہ اللہ کے رسولؐ کا سب سے بڑا معجزہ تھا
جو آپؐ کی دنیاوی زندگی کے بعد وقوع پذیر ہوا

مآخذ

قرآن کریم

* ترجمہ، معانی اور نوٹس کے تقابل کے لئے
* قرآن کریم، ترجمہ مولانا محمود الحسن، تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی، قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ منورہ
* قران کریم، ترجمہ و تفسیر مولانا اشرف علی تھانوی، تاج کمپنی لاہور
* قرآن کریم، ترجمہ شاہ ولی اللہ دہلوی (فارسی) دارالکتاب والسنہ، کراچی 1416ھ
* Mushaf Al-Madina An-Nabawiyah, The Presidency of Islamic Research, Ifta, Call and Guidance, King Fahd Holy Quran Printing Complex, Al-Madina An-Nabawiya, 1410 H.

دیگر

* تفسیر ابن کثیر، عماد الدین ابوالفداء ابن کثیر، مکتبہ قدوسیہ لاہور، 1994ء
* تفہیم القرآن، ابوالاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، 1973ء
* فی ظلال القرآن، سید قطب شہید، البدر پبلی کیشنز لاہور، 1980ء
* فی ظلال القرآن، سید قطب شہید، اسلامی اکادمی لاہور، 1980ء
* احسن التفاسیر، سید احمد حسن محدث دہلوی، مکتبہ سلفیہ لاہور 1996ء
* تعارف القرآن، حمید نسیم، فضلی سنز کراچی
* قصص القرآن، محمد حفظ الرحمٰن، پروگریسو بکس لاہور
* سیرت انبیائے کرام، مولانا محمد عبدالرحمٰن، ادارہ اسلامیات لاہور 1990ء
* بخاری شریف، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، فرید بک اسٹال لاہور 1991ء
* مجموعہ الصحاح الستہ، مکہ پبلشنگ لاہور
* موطا امام مالک، مکتبہ رحمانیہ لاہور
* کتاب مقدس (پرانا اور نیا عہد نامہ)، پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور 1992ء
* سیرت النبیؐ، ابن ہشام، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی 1982ء
* سیرت النبیؐ (البدایہ والنہایہ میں سیرت پاک سے متعلق حصہ کا اردو ترجمہ)، ابن کثیر، مکتبہ قدوسیہ لاہور 1996ء

* مدارج النبوت، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
* سیرت النبی، شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، الفیصل ناشران کتب لاہور 1996ء
* مقالات سرسید، سرسید احمد خان، مجلس ترقی ادب لاہور، 1992ء
* مختصر سیرت الرسولؐ، شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب، جہلم 1990ء
* رسول رحمتؐ (مولانا ابوالکلام کے مقالات مرتبہ مولانا غلام رسول مہر)، غلام علی اینڈ سنز لاہور
* سیرت سرور عالمؐ، ابوالاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1978ء
* حیات محمدؐ، محمد حسین ہیکل، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 1995ء
* محمدؐ رسول اللہ، شیخ محمد رضا مصری، تاج کمپنی قرآن منزل کراچی
* محمدؐ عربی، محمد احمد برانق مصری، اسلامک پبلی کیشنز لاہور 1995ء
* الرحیق المختوم، صفی الرحمٰن مبارکپوری، مکتبہ سلفیہ لاہور 1992ء
* نبی رحمتؐ، ابوالحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام کراچی 1988ء
* رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، محمد حمید اللہ، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد 1985ء
* محمد رسولؐ اللہ، جنرل گلب پاشا، سٹیزن پبلشرز کراچی
* حضرت محمدؐ رسول اللہ، شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور
* پیغمبر انسانیتؐ، مولانا شاہ محمد جعفر پھلواری، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 1990ء
* سیرت رسولؐ عربی، علامہ نور بخش توکلی، علی کامران پبلشرز لاہور 1990ء
* سیرت مصطفیٰؐ، محمد ادریس کاندھلوی، مکتبہ عثمانیہ لاہور 1983ء
* ضیاء النبی، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
* عہد نبوی میں نظام حکمرانی، محمد حمید اللہ، اردو اکادمی سندھ 1987ء
* مکتوبات نبوی، محبوب رضوی، یونائیٹڈ آرٹ پرنٹر لاہور 1994ء
* محمدؐ رسول اللہ، توفیق الحکیم، مکتبہ جدید لاہور 1975ء
* رسول اکرمؐ مغربی اہل دانش کی نظر میں، محمد شریف بقا، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور 1995ء
* پیغمبر انقلاب، مولانا وحید الدین خان، فکشن ہاؤس لاہور 1996ء
* اسوہ رسولؐ اکرم، ڈاکٹر محمد عبدالحی، کتب خانہ مظہری کراچی
* انسان کاملؐ، خالد علوی، الفیصل لاہور 1997ء
* عبقریت محمدؐ، عباس محمود العقاد، ملک سراج دین اینڈ سنز لاہور 1963ء
* سرور کائنات، سید امیر علی، قومی کتب خانہ لاہور 1985ء
* الرسولؐ (The Messenger)، آر وی سی باڈلے، مکتبہ عالیہ لاہور 1991ء
* سید الوریٰ، قاضی عبدالدائم، برائیٹ بکس لاہور 1998ء
* محمدؐ اور قرآن، ڈاکٹر رفیق زکریا، فکشن ہاؤس لاہور 1994ء
* خاندان نبوت، محمد ادریس بھوجیانوی، مکتبہ رحمانیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ
* معراج انسانیت، غلام احمد پرویز، ادارہ طلوع اسلام لاہور 1984ء

❁ عکس سیرت، کونسٹن ورجیل جورجیو (سیارہ ڈائجسٹ لاہور)، فروری 1993ء
❁ نقوش رسولؐ نمبر، محمد طفیل، ادارہ فروغ اردو لاہور
❁ طبقات ابن سعد، ابن سعد، نفیس اکادمی کراچی لاہور 1987ء
❁ تاریخ ابن کثیر، علامہ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر، نفیس اکادمی کراچی 1987ء
❁ تاریخ مسعودی، ابوالحسن بن حسین بن علی، المسعودی، نفیس اکادمی کراچی 1985ء
❁ تاریخ عرب، موسیو فرانسیسی نفیس اکادمی کراچی 1986ء
❁ تاریخ اسلام، سید امیر علی، الفیصل ناشران کتب لاہور
❁ تاریخ اسلام، شاہ معین الدین احمد دار المصنفین اعظم گڑھ 1939ء
❁ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (انسائیکلوپیڈیا) دانش گاہ پنجاب لاہور
❁ معرکہ اسلام اور جاہلیت، صدر الدین اصلاحی، اسلامک پبلی کیشنز لاہور 1990ء
❁ کتاب التوحید، محمد بن عبدالوہاب، لاہور
❁ اسلام اور تعمیر شخصیت، میاں عبدالرشید، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 1991ء
❁ اسلامی معاشرہ، رفیع اللہ شہاب، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور 1988ء
❁ عہد نبوی کا مدنی معاشرہ، ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی، البدر پبلی کیشنز لاہور 1996ء
❁ نبی کریمؐ کی معاشی زندگی، ڈاکٹر نور محمد غفاری، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور
❁ منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین، ابوالحسن علی ندوی مرکز تحقیق نشریات اسلام لکھنؤ 1978ء
❁ سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی حال اور مستقبل، ڈاکٹر اسرار احمد، انجمن خدام القرآن لاہور 1993ء
❁ تئیس پروانے شمع رسالت کے، طالب ہاشمی، مکتبہ چراغ اسلام لاہور 1978ء
❁ حبیب کبریا کے تین سو اصحاب، طالب ہاشمی، البدر اسلامک پبلی کیشنز لاہور 1992ء
❁ سیر الصحابہ، ادارہ اسلامیات لاہور
❁ حیات صحابہ کے درخشاں پہلو، محمود احمد غضنفر، نعمانی کتب خانہ لاہور 1992ء
❁ تاریخ مکہ مکرمہ، منظور احمد شاہ، مکتبہ نظامیہ ساہیوال
❁ تاریخ مدینہ منورہ، محمد عبدالمعبود، مکتبہ رشیدیہ، راولپنڈی 1977ء
❁ راحت القلوب، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
❁ سفر نامہ حجاز (تاریخ الحرمین)، قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور 1986ء
❁ سفر نامہ ارض القرآن، محمد عاصم، اسلامک پبلی کیشنز لاہور 1988ء
❁ مغازی الرسولؐ واقدی، مقبول اکادمی لاہور 1988ء
❁ مغازی رسول اللہ، عروہ بن زبیر، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 1990ء
❁ رسول کریمؐ کی جنگی سکیم، عبدالباری، الفیصل ناشران کتب لاہور
❁ اسلام آئین اور صوابدید، محمد یوسف گورایہ، زین پبلشرز لاہور 1994ء
❁ فتح خیبر (غزوات رسولؐ اللہ)، بریگیڈیئر گلزار احمد، مکتبہ المختار راولپنڈی 1992ء

- The Life of Muhammad / A. Guillaume / Oxford University Press Karachi, 1995.
- The Spirit of Islam / Syed Ameer Ali / Sang-e-Meel Publications Lahore, 1996.
- Muhammad Man and Prophet / M. A. Salahi / Element Books Ltd. Shaftesbury, Doreset, 1995.
- Muhammad – His Life based on the earliest sources / Martin Lings/ Services Book Club, 1995.
- Muhammad – A Biography of the Prophet / Karen Armstrong / Victor Gollancz, London.
- Muhammad at Madina / W. Montgomery Watt / Oxford University Press, Karachi, 1994.
- Muhammad Prophet and States-man / W. Montgomery Watt / Oxford University Press, 1974.
- The Life and teachings of Muhammad / Syed Ameer Ali Maulvi / Adam Publishers Delhi, 1996.
- The Life of Muhammad / Abdul Hameed Siddiqui / Islamic Publications, Lahore.
- The Prophet of the Desert / K. L. Gauba / Lion Press, Lahore, 1946.
- The World's Great Classics/Jvlian Hawthorine (Editor) / Muhammad and Muhammadanism / Thomas Carlyle / The colonial Press, New York, 1900.
- Image of the Prophet Muhammad in the West / Jabal Muhammad Bauben / The Islamic Foundation Mankfield Laicester, U. K., 1996.
- Muhammad His Time and Influence / Viola Bailey and Ella Wise / Wand R Chambers Ltd. Edinburg, 1996.
- The Encyclopaedia of Religions and Ethics, Vol-7 / James Hosting (Editor) / Tand T. Clark / Edinburg, 1937.
- Encyclopaedia Britanica / London.

- The History of Civilization – the Age of Faith / Will Durant / New York, 1950.
- Civilization of the World (The Human Adventure) / Richard. L. Greaves / New York, 1990.
- The Rise of the West- History of the Human Community / William. H. Meneill / Chicago, 1963.
- History of Arabia Before Muhammad /De Lacy O Leary / Alliance Publishers Lahore1989.
- The Penguin History of the World / J. M. Robertes / London, 1995.
- A Short History of The World / A. Z. Manfred / Progress Publishers/ Moscow, 1974.
- Al-Hind The Making of the Indo -Islamic World / Andre Wink/New York, 1990.
- Bilal / H.A.L Craig /Quartet Books, London 1977.
- The Arabs /Basim Musallam and Collins Harvill / London 1983.
- The Reconstruction of Religious Thought in Islam / Allama Muhammad Iqbal / Sang -e Meel Publications Lahore.1996.
- The Cultural Side of Islam / Muhammad Marmaduke Pickthal / Qadria Book Traders, Lahore, 1984.
- Ideals and Realities of Islam / Sayyad Hussain Nasar / Suhail Academy Lahore, 1994.
- Madinan Society at the Time of the Prophet/Akram Diya al Umari/ The International Institute of Islamic Thought / Herndon USA 1995.
- Chapters from the History of Madina / Ali Hafiz/Al-Madina Publishing co Jeddah, 1987.
- The Mosque / Martin Fishman and Hasan-ud-din Khan / Thames and Hudsun / London, 1997.
- Diplomacy in early Islam/ Afzal Iqbal /Institute of Islamic Culture Lahore 1988.
- Aussen Politik Vol. – 47 / Hamburg 1996.

الامین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد رفیق ڈوگر